روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام



روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

Ruhani Khazain

Collection of The Books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani,

The Promised Mesiah and Mahdi (1835-1908) Peace be on him.

Computerized Edition
Published in 2008

Published by:
Nazarat Ishaat Rabwah, Pakistan

Printed by:
Zia-ul-Islam Press, Rabwah

ISBN: 81 7912 175 5

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

وعلٰی عبدہِ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

واجعل لی من لدنک سلطٰنا نصیرا

انا فتحنا لک فتحا مبینا

امام جماعت احمدیہ

لندن

10-8-2008

پیغام

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اللہ تعالیٰ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَاِذَاالصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں''۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپؑ فرماتے ہیں:

''کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے...... ایسا ہی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ **ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہو گا** جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہو گا...... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور حسب منطوق آیت قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجّت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سو اس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''در کلامِ تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔ كَلَامٌ أُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ كَرِيْمٍ''۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آبِ حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا''۔ (ازالہ اوہام ، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہٴ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی **یفیض المال حتی لا یقبله احد** (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے''۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ‘‘۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

’’سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ’’روحانی خزائن‘‘ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تا کہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون **’’ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات‘‘** جو پہلے ’’تصدیق النبی‘‘ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ۱ مابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کرلیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ’’التبلیغ‘‘ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کردی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے آج تک اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں جلد نمبر۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹؍جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۹ تا ۳۰ پر مشتمل ’’**گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟**‘‘ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ’’**عصمت انبیاء**‘‘ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

(ح) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۷؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو جلسہ سالانہ قادیان پر ’’احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے‘‘ کے عنوان سے خطاب فرمایا تھا۔ یہ خطاب تا حال روحانی خزائن میں شامل نہیں ہوا تھا۔ اس خطاب کو روحانی خزائن جلد ۲۰ کے آخر میں شامل کیا جا رہا ہے۔

اس جلد کی تیاری میں عزیزم محترم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی نائب ناظر اشاعت کے ساتھ مکرم محمد یوسف صاحب شاہد، مکرم ظہور احمد صاحب مقبول، مکرم عطاء البصیر صاحب، مکرم طاہر محمود احمد صاحب، مکرم طاہر احمد مختار صاحب، مکرم کلیم احمد طاہر صاحب، مکرم فہیم احمد خالد صاحب، مکرم کاشف عدیل صاحب اور مکرم سلطان احمد شاہد صاحب مربیان سلسلہ نے کام کیا۔ احباب ان سب واقفین زندگی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

ترتیب

روحانی خزائن جلد۲۲

IV

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحمدہٗ و نُصلّی علٰی رسولہِ الکریم

تعارف

رُوحانی خزائن کی بائیسویں جلد حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معرکۃ الآراء کتاب ”**حقیقۃ الوحی**“ پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب دہریت اور مادیّت کے پیدا کردہ زہروں کے لئے ایک تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ اور اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کرتی ہے۔ اِس کتاب میں حضور نے جہاں وحی، الہام اور سچی رؤیا کی حقیقت بیان فرمائی ہے وہاں اِن امور میں خود صاحبِ تجربہ ہونے کے لحاظ سے ایسے سینکڑوں رؤیا کشوف اور الہامات پیش فرمائے ہیں جو حضور کی زندگی میں ہی بظاہر مخالف حالات کے باوجود پورے ہو کر منجانب اللہ ثابت ہوئے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کی اہمیّت بہت بڑھ جاتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

> ”یاد رہے کہ یہ کتاب کہ جو جامع جمیع دلائل وحقائق ہے اس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اس میں دلائلِ بیّنہ سے ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اس میں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے۔“ (صفحہ ۲ جلد ھٰذا)

اِس کتاب کا بنیادی موضوع وحی والہام ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

> ”واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اِسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کِس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابلِ اعتبار ہو سکتا ہے اور کِن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الربّ۔“ (صفحہ ۳ جلد ھٰذا)
>
> ”اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھوں۔“ (صفحہ ۴ جلد ھٰذا)

چنانچہ وحی والہام اور رؤیائے صادقہ کی حقیقت کے متعلّق حضور نے چار ابواب قائم فرمائے ہیں:۔

باب اوّل اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچّے الہام ہوتے ہیں لیکن اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اس روشنی سے اُن کو ایک ذرّہ حصّہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب ان کا تعلق نور سے ہزار ہا کوس دُور ہوتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۷)

باب دوم اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلّق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلّق نہیں اور نفسانی قالب اُن کا شعلۂ نُور سے جل کر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اُس کے نزدیک آجاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۱۳)

باب سوم اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفٰی طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ اُن کو حاصل ہے اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اَتم طور پر محبت کا تعلّق رکھتے ہیں۔ اور محبتِ الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا شعلۂ نور سے جل کر بالکل خاک ہو جاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۱۶)

اور **باب چہارم** میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو تیسرے طبقہ میں شامل فرمایا ہے جس کے ثبوت میں حضور نے اپنے مجموعۂ الہامات پیش فرما کر اُن کے پورا ہونے کی واقعاتی شہادات پیش فرمائی ہیں اور قبولیّت دُعا کے بیسیوں نشانات سینکڑوں پیشگوئیوں کا پورا ہونا اور متعدّد انفسی و آفاقی نشانات کو خدا تعالیٰ کی ہستی، اسلام کی حقّانیت اور اپنی صداقت کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

سب سے اہم نشان جس کے بیسیوں مظاہر اس کتاب میں درج ہیں حضور کا اپنے وقت کے مسلمان علماء و سجادہ نشینوں آریوں اور عیسائیوں کے مقابل پر مباہلہ ہے جن کی تفصیل کو پڑھ کر ایک دہریہ بھی کہہ اٹھے گا کہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق کوئی شک نہیں کیا جاسکتا اور اسلام اور مسیح موعود کی صداقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

انجام آتھم میں حضور نے ۶۴ سے زائد علماء اور گدی نشینوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا حقیقۃ الوحی کی تصنیف تک اُن میں سے صرف بیس زندہ تھے اور وہ بھی طرح طرح کے ابتلاؤں اور خدائی غضب کا نشانہ بن کر حضور کے الہام **انّی مھین من اراد اھانتک** کی تصدیق کر رہے تھے۔ اِن کے علاوہ لیکھرام اور متعدد آریوں، جان الیگزنڈر ڈوئی اور عبداللہ آتھم کی اموات خدا تعالیٰ کی قہری تجلّی کے نشانات تھے جن کی

تفصیل اس کتاب میں ملتی ہے۔حضور فرماتے ہیں:-

''اِس میں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار اور خائن اور کذّاب تو مَیں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بددُعا کی وہ بددعا اسی پر پڑی جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اُسی نے شکست کھائی .... **پس** برائے خدا سوچو کہ یہ اُلٹا اثر کیوں ظاہر ہوا کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچالیا۔کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوتی ؟'' (صفحہ۲ جلد ھٰذا)

حضور نے یہ کتاب لکھ کر مسلمانوں آریوں اور عیسائیوں کو نہایت دردمندانہ طور پر اس کتاب کے مطالعہ کی دعوت دی ہے۔حضور مسلمانوں کو مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں:-

''مَیں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشائخ اور ان سب کو جو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ان کو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اوّل سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور مَیں پھر ان کو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کر کے ایک دفعہ غور اور تدبّر سے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لیں۔اور پھر مَیں تیسری دفعہ اُس غیّور خدا کی اُن کو قسم دیتا ہوں جو اُس شخص کو پکڑتا ہے جو اُس کی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اس کو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشائخ اوّل سے آخر تک ایک مرتبہ اس کو ضرور پڑھ لیں۔'' (صفحہ ۶۱۲ جلد ھٰذا)

آریوں اور ہندوؤں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

''میں آپ لوگوں کو اُس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس پر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اوّل سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اس میں لکھے گئے ہیں پھر اگر اپنے مذہب میں اس کی نظیر نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو۔'' (صفحہ ۶۱۶ جلد ھٰذا)

اور عیسائیوں کو اسلام کی دعوت دے کر فرماتے ہیں:-

''اے پادری صاحبان! مَیں آپ لوگوں کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب **حقیقۃ الوحی** کو

اوّل سے آخر تک حرف حرف پڑھ لیں۔‘‘ (صفحہ ۶۲۰ جلد ھٰذا)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

’’کتاب حقیقۃ الوحی میں ہم نے تمام قسم کی باتوں کو مختصر طور پر جمع کر دیا ہے۔ اور اس میں قَسم دی ہے کہ لوگ کم از کم اوّل سے آخر تک اس کو پڑھ لیں۔ دوسرے کی قَسم کا نہ ماننا بھی تقویٰ کے برخلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے کی قَسم پوری ہونے دی تھی اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی دوسرے آدمی کی قَسم کو پورا کیا تھا۔ غرض ہم ایک نیک کام کے واسطے قسم دیتے ہیں کہ وہ بلاسوچے سمجھے گالیاں نہ دیں اور مخالفت نہ کریں، کم از کم ہمارے دلائل کو ایک دفعہ بغور مطالعہ کر لیں خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھیں۔ پھر ان کو معلوم ہو جائے گا کہ حق کس بات میں ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۷۲)

ایک اور موقع پر فرمایا۔

’’ہماری جماعت کو علمِ دین میں تَـفَقُّه پیدا کرنا چاہئیے۔ مگر اس کے وہ معنی نہیں جو عام مُلّاں لوگوں نے سمجھ رکھے ہیں کہ استنجا وغیرہ کے چند مسائل آ گئے وہ بھی تقلیدی رنگ میں فقیہ بن بیٹھے۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ وہ آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی اور ہمارے کلام میں تدبّر کریں۔ قرآنی معارف وحقائق سے آگاہ ہوں۔ اگر کوئی مخالف ان پر اعتراض کرے تو اُسے کافی جواب دے سکیں۔ ایک دفعہ جو امتحان لینے کی تجویز کی گئی تھی بہت ضروری تھی۔ اس کا ضرور بندوبست ہونا چاہئیے۔ حقیقۃ الوحی اس مطلب کے لئے بہت مفید کتاب ہے۔ اصل میں مسلمانوں کے لئے تو یہی جواب کافی ہے کہ تم کوئی ایسا اعتراض اس سلسلہ پر کر کے دکھاؤ جو اور انبیاء علیہم السلام پر نہ ہو سکے وہ ہرگز کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکیں گے‘‘۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۱،۲۱۲)

حقیقۃ الوحی کے پڑھنے کے بارہ میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’ہمارے دوستوں کو چاہئیے کہ حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کر لیں۔ کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۳۵)

خدائے عزّوجلّ کی جو قسمیں دی گئی ہیں ان کے بعد ہر خدا ترس مسلمان آریہ اور عیسائی کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ تقویٰ اور دیانت داری اور غیر جانبداری سے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھے اور اس کے بعد وہ جس نتیجہ پر پہنچے اس کے لئے وہ خدا کے سامنے جوابدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں عیسائیوں اور ہندوؤں کو خدائے ذوالجلال کی قسم دے کر **حقیقة الوحی** کا مطالعہ کرنے کی جتنی تاکید فرمائی ہے اس سے ہم احمدیوں کو احساس ہونا چاہئے کہ ہمارے لئے اس کا مطالعہ کس قدر ضروری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی، اسلام کی حقّانیت اور مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت معجزات، نشانات، وحی والہام، دعا اور اس کی قبولیت کے بارے میں علم الیقین حاصل کرنے کے لئے ہمارے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ہی ضروری ہے۔ خاص طور پر ہماری نئی نسل کے لئے اور ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم کوشش کر کے اِس کتاب کو اپنے غیر احمدی بھائیوں تک پہنچائیں کیونکہ اس کتاب کے دلائل علمِ کلام کی بحثوں سے بلند، نا قابل تردید حقائق و براہین پر مشتمل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ حقیقۃ الوحی کے طور پر **الاستفتاء** کو شامل فرمایا ہے اور اس کے پہلے صفحہ پر یہ نوٹ شامل فرمایا ہے:

قد الحقنا هٰذه الرسالة بكتابنا حقيقة الوحی
و جعلناها له ضميمةً و اشعنا بعضها عليحدةً

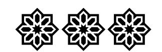
ترجمہ: ہم نے یہ رسالہ اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کیا ہے اور اس کے بعض نسخے علیحدہ بھی شامل کئے ہیں۔

الاستفتاء کے جو نسخے علیحدہ شائع کئے گئے ہیں ان کے آخر پر حضور نے اپنا وہ قصیدہ بمع فارسی ترجمہ بھی شامل کیا ہے جو

عِلمی من الرحمٰن ذی الآلاء
باللّٰه حُزت الفضل لا بدهاء

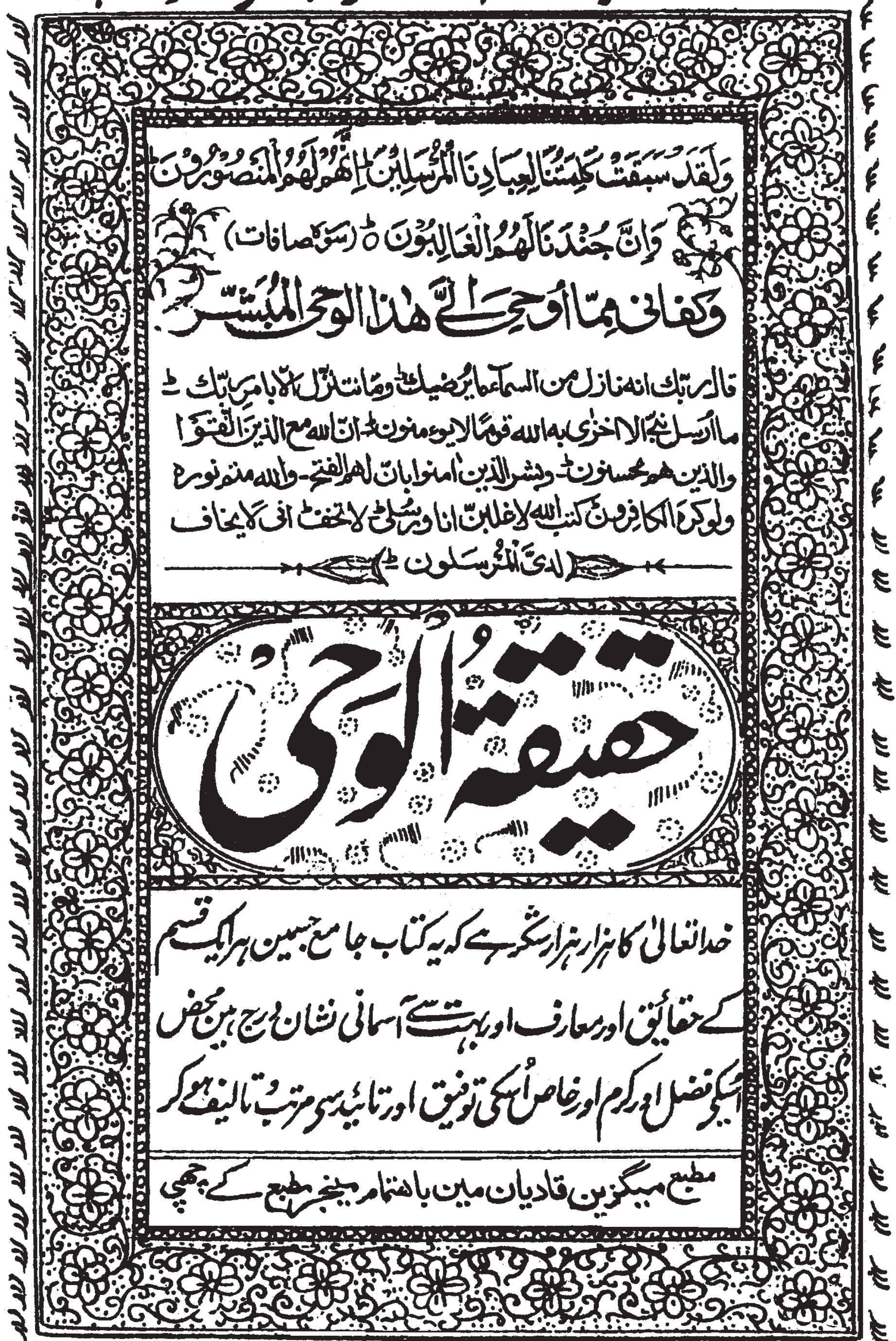
سے شروع ہوتا ہے۔
یہ قصیدہ موجودہ ایڈیشن کے صفحہ ۷۱۶ سے ۷۳۵ تک درج ہے۔

خاکسار
سید عبدالحی



ٹائیٹل بار اول

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے - کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے



وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ
وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (سورۃ صافات)

وكفاني مما أوحي إليّ هذا الوحي المبشّر

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك. وما نتنزل الا بامر ربك. ما ارسل نبي الا اخزى به الله قوما لا يؤمنون. ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. وبشر الذين آمنوا ان لهم الفتح. والله متم نوره ولو كره الكافرون. كتب الله لاغلبن انا ورسلي. لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون.

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جس میں ہر ایک قسم کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسکے فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد — تاریخ اشاعت ۲۰ اپریل ۱۹۰۷ء

اِس کتاب کا اثر کیا ہے؟

یاد رہے کہ یہ کتاب کہ جو جامع جمیع دلائل وحقایق ہے اس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اس میں دلائل بیّنہ سے ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اس میں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے اگرچہ ہر ایک قوم اپنے مُنہ سے کہہ سکتی ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں جیسا کہ برہمو یہی دعویٰ کرتے ہیں اور ایسا ہی آریہ بھی باوجود اس کے کہ قدامت میں ذرّہ ذرّہ کو خدا تعالیٰ کا شریک اور انادی بنا رکھا ہے توحید کے مدعی ہیں لیکن یہ تمام قومیں زندہ خدا کی ہستی کا کوئی یقینی ثبوت نہیں دے سکتیں اور خدا کے وجود پر اُن کے دل تسلّی پذیر نہیں ہیں☆ اس لئے اُن کے یہ دعوے کہ ہم خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں صرف دعوے ہی دعوے ہیں لہٰذا اُن کے ایسے اقرار حقیقی توحید کا رنگ اُن کے دلوں پر نہیں چڑھا سکتے اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا تو کیا دراصل ان لوگوں کو اس قدر بھی نصیب نہیں کہ یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہوں بلکہ اُن کے دل تاریکی میں پڑے ہیں۔

یاد رہے کہ انسان اس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کراوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک روشنی دل میں داخل نہ ہو اور دیکھو کہ مَیں اس شہادت رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں اب کوئی زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔

اور میرے پر جو میری قوم طرح طرح کے اعتراض پیش کرتی ہے مجھے ان کے اعتراضوں کی کچھ بھی پروا نہیں اور سخت بے ایمانی ہوگی اگر مَیں ان سے ڈر کر سچائی کی راہ کو چھوڑ دوں۔ اور خود اُن کو سوچنا چاہیئے کہ ایک شخص کو خدا نے اپنی طرف سے بصیرت عنایت فرمائی ہے اور آپ اُس کو راہ دکھلا دی ہے اور اُس کو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرمایا ہے اور ہزارہا نشان اس کی تصدیق کیلئے دکھلائے ہیں کیونکر ایک مخالف کی ظنیات کو کچھ چیز سمجھ کر اُس آفتاب صداقت سے مُنہ پھیر سکتا ہے۔ اور مجھے اس بات کی بھی پروا نہیں کہ اندرونی اور بیرونی مخالف میری عیب جوئی میں مشغول ہیں کیونکہ اس سے بھی میری کرامت ہی ثابت ہوتی ہے وجہ یہ کہ اگر مَیں ہر قسم کا عیب اپنے اندر رکھتا ہوں اور بقول ان کے مَیں عہد شکن اور کذّاب اور دجّال اور مفتری اور خائن ہوں اور حرام خور ہوں اور قوم میں پھوٹ ڈالنے والا اور فتنہ انگیز ہوں اور فاسق اور فاجر ہوں اور خدا پر قریباً تمیں۳۰ برس سے افترا کرنے والا ہوں اور نیکوں اور استبازوں کو گالیاں دینے والا ہوں اور میری روح میں بجز شرارت اور بدی اور بدکاری اور نفس پرستی کے اور کچھ نہیں اور محض دنیا کے ٹھگنے کے لئے مَیں نے یہ ایک دوکان بنائی ہے اور نعوذ باللہ بقول اُن کے میرا خدا پر بھی ایمان نہیں اور دنیا کا کوئی عیب نہیں جو مجھ میں نہیں مگر باوجود اِن باتوں کے جو تمام دنیا کے عیب مجھ میں موجود ہیں اور ہر ایک قسم کا ظلم میرے نفس میں بھرا ہوا ہے اور بہتوں کے میں نے بیجا طور پر مال کھا لئے اور بہتوں کو میں نے (جو فرشتوں کی طرح پاک تھے) گالیاں دی ہیں اور ہر ایک بدی اور ٹھگ بازی میں سب سے زیادہ حصہ لیا تو پھر اس میں کیا بھید ہے کہ بد اور بدکار اور خائن اور کذّاب تو مَیں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بددعا کی وہ بددعا اُسی پر پڑی۔ جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اُسی نے شکست کھائی۔ چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کرو گے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے مقابلہ کے وقت میں ہی ہلاک ہوتا میرے پر ہی بجلی پڑتی بلکہ کسی کے مقابل پر کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ مجرم کا خود خدا دشمن ہے۔ **پس** برائے خدا سوچو کہ یہ اُلٹا اثر کیوں ظاہر ہوا کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچایا کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوتی؟ پس یہ شکر کا مقام ہے کہ جو بدیاں میری طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ بھی میری کرامت ہی ثابت کرتی ہیں۔

راقم میرزا غلام احمدؐ مسیح موعود۔ قادیانی

☆ عیسائیوں کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اُن کا خدا مثل اُن کی دوسری کلوں اور مشینوں کے خود اپنا ایجاد کردہ ہے جس کا صحیفہ فطرت میں کچھ پتہ نہیں ملتا اور نہ اُس کی طرف سے انا الموجود کی آواز آتی ہے اور نہ اس نے کوئی خدائی کام دکھلائے جو دوسرے نبی دکھلا نہ سکے اور اُس کی قربانی کے اثر سے ایک مرغ کی قربانی کا اثر زیادہ محسوس ہوتا ہے جس کے گوشت کی یخنی سے فی الفور ایک کمزور ناتوان قوت پکڑ سکتا ہے۔ پس افسوس ہے ایسی قربانی پر جو ایک مرغ کی قربانی سے تاثیر میں کم تر ہے۔ منہ

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بعد ھٰذا واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہوگئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اِس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہوسکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الربّ☆۔ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے ہاں وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور عشق الٰہی میں کمال

☆ جس طرح جب ایک تو آفتاب پر بادل محیط ہو اور دوسرے ساتھ اُس کے گرد و غبار بھی اُٹھا ہوا ہو تو اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طور سے زمین پر نہیں پڑ سکتی اسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو روحانی آفتاب کی روشنی صاف طور پر سے اُس پر نہیں پڑے گی۔ اور جیسے جیسے وہ گرد و غبار اور ابر کم ہوتا جائے گا روشنی بھی صاف ہوتی جائے گی۔ پس یہی فلاسفی وحی الٰہی کی ہے۔ مصفّا وحی وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دل صاف ہیں اور جن میں اور خدا میں کوئی روک نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ وہ الہام جس کے شامل حال نصرت الٰہی ہو اور اکرام اور اعزاز کی اُس میں صریح علامتیں پائی جائیں اور قبولیت کے آثار اُس میں نمودار ہوں وہ بغیر مقبولانِ الٰہی کے کسی کو نہیں ہوسکتا اور شیطان کے اقتدار سے یہ باہر ہے کہ کسی جھوٹے مدعی کی تائید اور حمایت میں کوئی قدرت نمائی کا الہام اُس کو کرے اور اُس کو عزّت دینے کے لئے کوئی خارق عادت اور مصفّا غیب اُس پر ظاہر کرے تا اُس کے دعوے پر گواہ ہو۔ منہ

کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں اُن پر شیطان تسلّط نہیں پا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ [۱]۔ سو اُن کی یہ نشانی ہے کہ خدا کے فضل کی بارشیں اُن پر ہوتی ہیں اور خدا کی قبولیت کی ہزاروں علامتیں اور نمونے اُن میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ ہم اس رسالہ میں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو اُن خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور یا یہ نیت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کر کے سچے مذہب کی اُن سے تحقیر کریں یا لوگوں کی نظر میں خدا کے پاک نبیوں کو معمولی انسانوں کی طرح دکھاویں اور یا یہ دکھاویں کہ اگر خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے کسی مذہب کی سچائی ثابت ہوسکتی ہے تو پھر ہمارے مذہب اور طریق کو سچا مان لیا جائے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کو اپنے مذہب کی سچائی کیلئے پیش نہیں کرتے۔ اور اُن کا ایسی خوابوں اور الہاموں کے بیان کرنے سے صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ خواب اور الہام کسی سچے مذہب یا سچے انسان کی شناخت کے لئے معیار نہیں ہیں اور بعض محض فضولی اور فخر کے طور پر اپنی خوابیں سناتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام اُن کے جو اُن کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس مُلک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بیجا تکبّر اور غرور پیدا ہو گیا ہے۔ اِس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھوں کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصًا جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب اور الہام پر بھروسہ کر کے بکر کو جو اس کے مقابل پر ایک دوسرا مُلہم ہے کافر ٹھہراتا ہے اور خالد جو ایک تیسرا مُلہم ہے دونوں پر کُفر کا فتویٰ لگاتا ہے اور عجب تر یہ کہ تینوں اپنی خوابوں اور الہاموں کے سچا ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اپنی بعض پیشگوئیوں کی نسبت یہ شہادتیں

﴿۲﴾

[۱] الحجر: ۴۳

بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُس کے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنا دے۔ اِس سے تو نادانوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کے لئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور اُن کی نظر میں سلسلۂ نبوت اِس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدیّن اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا انہوں نے ہمارے رُوبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اِس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دِن رات زنا کاری کام تھا اُن کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاستِ شرک سے ملوّث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں اُن کی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آ گئیں۔ چنانچہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اُس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹ ماسٹر کو مَیں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اُس کی ہو کر پھر ملتوی رہ گئی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اور خوابیں بھی میری سچی ہو گئی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُس کی کیا غرض تھی اور کیوں وہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سناتا تھا کیونکہ وید کی رُو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مُہر لگ گئی ہے ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پا کر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جُرم سرقہ وغیرہ میں اُس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی اُمید نہ تھی رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ مَیں قید کیا جاؤں گا سو ایسا ہی ظہور

﴿۳﴾

میں آیا اور اُسی دن مَیں جیل خانہ میں داخل کیا گیا۔ اِسی طرح امریکہ میں ایک شخص اِن دنوں میں موجود ہے جس کا نام ڈوئی ہے اور اُس کا ایک اخبار بھی نکلتا ہے اور وہ حضرت عیسٰیؑ کو خدا سمجھتا ہے اور الیاسؑ نبی کا اوتار اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور ملہم یعنی الہامی ہونے کا مدعی ہے اور اپنی خوابیں اور الہام لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اِس دعوے سے کہ سچے نکلے ہیں۔ اور اعتقاد اُس کا جیسا کہ مَیں نے بیان کیا یہ ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کو ربّ العالمین سمجھتا ہے اور اُس کے چال چلن کی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ اُس کی ماں ایک زانیہ عورت تھی اور اُس کو خود اقرار ہے کہ وہ ولد الزنا ہے اور قوم کا موچی ہے اور ایک بھائی اُس کا آسٹریلیا میں موچی کا کام کرتا ہے اور یہ باتیں صرف دعویٰ نہیں بلکہ وہ تمام ﴿۴﴾ اخبارات اور چھٹیات ہمارے پاس موجود ہیں جن سے اُس کی یہ خاندانی حالت ثابت ہوتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ ایسی خوابیں اور ایسے الہام مختلف قسم کے لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں بلکہ کبھی کبھی سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے آدمی اس مُلک میں پچاس سے بھی زیادہ ہیں جو الہام اور وحی کے مُدعی ہیں اور ان لوگوں کا ایسا وسیع دائرہ ہے کہ کوئی شرط سچے مذہب اور نیک چلنی کی بھی نہیں تو اس صورت میں کوئی ایسا عقلمند نہ ہوگا کہ اس عقدہ کو حل کرنے کیلئے اپنے دل میں ضرورت محسوس نہ کرے کہ ما بہ الامتیاز کیونکر قائم ہو بالخصوص جبکہ اِس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں تو اِس صورت میں ظاہر ہے کہ حق کے طالبوں کی راہ میں یہ ایک خطرناک پتھر ہے اور خاص کر ایسے لوگوں کیلئے یہ ایک زہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ ملہم خیال کرتے ہیں اور دراصل خدا تعالیٰ سے اُن کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب اُن کی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں اور اِس طرح پر وہ سچائی کی طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے

دیکھتے ہیں۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے مجھے اِس بات پر آمادہ کیا کہ میں اِس فرق کو حق کے طالبوں پر ظاہر کروں۔ سومَیں اِس کتاب کو چار[۴] باب پر منقسم کرتا ہوں۔ باب اوّل[۱] اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ باب دوم[۲] اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق تو ہے لیکن بڑا تعلق نہیں۔ باب سوم[۳] اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفٰی طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے اور خوابیں بھی اُن کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم اور اصفٰی تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔ باب چہارم[۴] اپنے حالات کے بیان میں یعنی اِس بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے اِن اقسام ثلاثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔ اَب ہم اس مضمون کو ذیل کے ہر چہار باب میں لکھتے ہیں۔ وما توفیقی الّا باللّٰہ. ربّنا اھدنا صراطک المستقیم، وھب لنا من عندک فھم الدین القویم. وَعلّمنا من لدنک علمًا (آمین)

﴿۵﴾

باب اوّل

{ اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن اُن کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اُس روشنی سے اُن کو ایک ذرّہ حصّہ نہیں ملتا جو اہل تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا تعلق نور سے ہزارہا کوس دور ہوتا ہے }

واضح ہو کہ چونکہ انسان اس مطلب کے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کو شناخت کرے اور اُس کی ذات اور صفات پر ایمان لانے کیلئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اِس لئے خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے کہ ایک طرف تو معقولی طور پر ایسی قوتیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے

ذریعہ سے انسان مصنوعات باری تعالیٰ پر نظر کر کے اور ذرّہ ذرّہ عالم میں جو جو حکمت کاملہ حضرت باری عزّ اسمہٗ کے نقوش لطیفہ موجود ہیں اور جو کچھ ترکیب ابلغ اور محکم نظامِ عالم میں پائی جاتی ہے۔ اُس کی تہ تک پہنچ کر پوری بصیرت سے اِس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ زمین وآسمان کا بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہوسکتا بلکہ ضرور ہے کہ اس کا کوئی صانع ہو اور پھر دوسری طرف روحانی حواس اور روحانی قوتیں بھی اس کو عطا کی گئی ہیں تا وہ قصور اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت میں معقولی قوتوں سے رہ جاتی ہے روحانی قوتیں اس کو پورا کر دیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہوسکتی وجہ یہ کہ معقولی قوتیں جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ ﴿۶﴾ زمین وآسمان کے فرد فرد یا ان کی ترتیب محکم اور ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہئے۔ یہ تو اُن کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اِس کے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ صرف ضرورتِ صانع کو محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی کیونکہ یہ قول کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہئے اِس قول سے ہرگز برابر نہیں ہوسکتا کہ وہ صانع جس کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے فی الحقیقت موجود بھی ہے۔ لہٰذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنے کیلئے اور اُس فطرتی تقاضا کو پورا کرنے کیلئے جو معرفت کاملہ کیلئے ان کی طبائع میں مرکوز ہے اِس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے روحانی قویٰ بھی اُن کو عطا ہوں تا اگر ان روحانی قوتوں سے پورے طور پر کام لیا جائے اور درمیان میں کوئی حجاب نہ ہو تو وہ اُس محبوب حقیقی کا چہرہ ایسے صاف طور پر دکھلا سکیں جس طور سے صرف عقلی قوتیں اس چہرہ کو دکھلا نہیں سکتیں۔ پس وہ خدا جو کریم ورحیم ہے جیسا کہ اُس نے انسانی فطرت کو اپنی کامل معرفت کی بھوک اور پیاس لگا دی ہے ایسا ہی اُس نے اس معرفت کاملہ تک پہنچانے کے لئے انسانی فطرت کو دو۲ قسم کے قویٰ عنایت فرمائے ہیں ایک معقولی قوتیں جن کا منبع دماغ ہے اور ایک روحانی قوتیں جن کا منبع دل ہے اور جن کی صفائی دل کی صفائی پر موقوف ہے اور جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت

نہیں کر سکتیں روحانی قوتیں اُن کی حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور روحانی قوتیں صرف انفعالی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں یعنی ایسی صفائی پیدا کرنا کہ مبدءِ فیض کے فیوض اُن میں منعکس ہو سکیں سو اُن کیلئے یہ لازمی شرط ہے کہ حصولِ فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان نہ ہو، تا خدا تعالیٰ سے معرفت کاملہ کا فیض پا سکیں اور صرف اس حد تک ان کی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالم پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہئے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پا کر اور بلا واسطہ اُس کے بزرگ نشان دیکھ کر اُس کا چہرہ دیکھ لیں اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر لیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں اور دنیا کی محبت اور دنیا کے لالچ اور تکبر اور نخوت اور عُجب اور ریا کاری اور نفس پرستی اور دوسرے اخلاقی رذائل اور حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بجا آوری میں عمداً اقصور اور تساہل اور شرائط صدق وثبات اور دقائق محبت اور وفا سے عمداً انحراف اور خدا تعالیٰ سے عمداً قطع تعلق اکثر طبائع میں پایا جاتا ہے اس لئے وہ طبیعتیں بباعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے اِس لائق نہیں کہ قابل قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا اُن پر نازل ہو جس میں قبولیت کے انوار کا کوئی حصّہ ہو۔☆ ہاں عنایتِ ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہو جاتے ہیں تا وہ معلوم کر سکیں کہ اُن کیلئے آگے قدم رکھنے کیلئے ایک راہ کھلی ہے۔ لیکن اُن کی خوابوں اور الہاموں

﴿۷﴾

☆ **حاشیہ** یاد رہے کہ جسمانی خواہشیں اور شہوات انبیاءؑ اور رسل میں بھی ہوتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ وہ پاک لوگ پہلے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے تمام خواہشوں اور جذبات نفسانیہ سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے نفس کو خدا کے آگے ذبح کر دیتے ہیں اور پھر جو خدا کیلئے کھوتے ہیں فضل کے طور پر ان کو واپس دیا جاتا ہے اور سب کچھ اُن پر وارد ہوتا ہے اور وہ درماندہ نہیں ہوتے مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کیلئے اپنا نفس ذبح نہیں کرتے اُن کے شہوات اُن کیلئے بطور پردہ کے ہو جاتے ہیں آخر نجاست کے کیڑے کی طرح گند میں مرتے ہیں پس ان کی اور خدا کے پاک لوگوں کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک ہی جیل خانہ میں داروغہ جیل بھی رہتا ہے اور قیدی بھی رہتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ داروغہ اُن قیدیوں کی طرح ہے۔ منه

میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اس لئے آتی ہیں کہ تا اُن پر خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لانے کے لئے ایک حجت ہو کیونکہ اگر وہ سچی خوابوں اور سچے الہامات کی حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہوں اور اس بارے میں کوئی ایسا علم جس کو علم الیقین کہنا چاہیئے ان کو حاصل نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے سامنے اُن کا عذر ہو سکتا ہے کہ وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ اِس کوچہ سے بکلی ناآشنا تھے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کی حقیقت سے ہم محض بے خبر تھے اور اس کے سمجھنے کے لئے ہماری فطرت کو کوئی نمونہ نہیں دیا گیا تھا۔ پس ہم اس مخفی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے اس لئے سنّت اللہ قدیم سے اور جب سے دنیا کی بناڈالی گئی اس طرح پر جاری ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے ہوں کسی قدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دیئے جاتے ہیں تا اُن کا قیاس اور گمان جو محض نقل اور سماع سے حاصل ہے علم الیقین تک پہنچ جائے ☆ اور تا روحانی ترقی کیلئے اُن کے ہاتھ میں کوئی نمونہ ہو۔ اور حکیم مطلق نے اس مُدعا کے پورا کرنے کیلئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے اور ایسے روحانی قویٰ اسکو دیئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے اور بعض سچے الہام پا سکتا ہے۔ مگر وہ سچی خوابیں اور سچے الہام کسی وجاہت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ کے طور پر ترقی کیلئے ایک راہیں ہوتی ہیں۔ اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات پر کچھ دلالت ہے تو صرف اِس بات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کی وجہ سے انجام بد نہ ہو اور ایسی فطرت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر درمیان میں روکیں اور حجاب پیش نہ آجائیں تو وہ ترقی کر سکتا ہے جیسے مثلاً ایک زمین ہے جس کی نسبت بعض علامات سے ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ

﴿۸﴾

☆ علم تین۳ قسم پر ہوتا ہے (۱) ایک علم الیقین جیسا کہ کوئی دور سے دھواں دیکھ کر یہ قیاس کرے کہ اس جگہ ضرور آگ ہوگی (۲) دوسرا عین الیقین جیسا کہ کوئی اُس آگ کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے (۳) تیسرا حق الیقین جیسا کہ کوئی اُس آگ میں ہاتھ ڈال کر اُس کی گرمی محسوس کرلے۔ منہ

اس کے نیچے پانی ہے مگر وہ پانی زمین کی کئی تہوں کے نیچے دبا ہوا ہے اور کئی قسم کا کیچڑ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جب تک ایک پوری مشقت سے کام نہ لیا جائے اور زمین کو بہت دنوں تک کھودا نہ جائے تب تک وہ پانی جو شفاف اور شیریں اور قابل استعمال ہے نکل نہیں سکتا پس یہ کمال شقوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں خدا اُن کے شرّ سے ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

﴿۹﴾

اِس جگہ پر الہام کے فریفتہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وحی ۲دو قسم کی ہے۔ وحی الابتلا اور وحی الاصطفاء، وحی الابتلا بعض اوقات موجبِ ہلاکت ہو جاتی ہے جیسا کہ بلعم اسی وجہ سے ہلاک ہوا۔ مگر صاحبِ وحی الاصطفاء کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور وحی الابتلا بھی ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ بعض انسانی طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جیسے جسمانی طور پر بہت سے لوگ گونگے اور بہرے اور اندھے پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی بعض کی روحانی قوتیں کالعدم ہوتی ہیں۔ اور جیسے اندھے دوسروں کی رہنمائی سے اپنا گذارہ کر سکتے ہیں ایسا ہی یہ لوگ بھی کرتے ہیں لیکن بوجہ عام شہادت کے جو بداہت کا حکم رکھتی ہے اُن کو اِن واقعات حقہ سے انکار نہیں ہو سکتا اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے تمام لوگ بھی اُن کی طرح اندھے ہی ہیں جیسا کہ ہر روز مشاہدہ میں آتا ہے کہ کوئی اندھا اس بات پر جھگڑا نہیں کر سکتا کہ سوجاکھا ہونے کا دعویٰ کرنے والے جھوٹے ہیں اور نہ اس سے انکار کر سکتا ہے کہ بجز اس کے ہزاروں آدمیوں کی آنکھیں موجود ہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے کام لیتے ہیں اور وہ کام کر سکتے ہیں جو اندھا نہیں کر سکتا ہاں اگر ایسا زمانہ آتا جس میں سب لوگ اندھے ہی اندھے ہوتے اور ایک بھی سوجاکھا نہ ہوتا۔ تب اِس بحث کے پیدا ہونے کے وقت کہ گذشتہ زمانوں میں سے کوئی ایسا زمانہ بھی تھا کہ اس میں سوجاکھے ہی پیدا ہوتے تھے اندھوں کو انکار اور لڑائی اور جھگڑے کی بہت گنجائش تھی بلکہ میرے خیال میں ہے کہ انجامِ کار اِس بحث میں اندھوں کی ہی فتح ہوتی کیونکہ جو

شخص صرف گذشتہ زمانہ کا ہی حوالہ دیتا ہے اور جن انسانی طاقتوں اور کمالات کا اس کو دعویٰ ہے وہ کسی انسان میں دکھلا نہیں سکتا اور کہتا ہے کہ وہ قوتیں اور طاقتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں ایسا شخص تو تحقیق کی رُو سے آخر کار جھوٹا ہی ٹھہرتا ہے کیونکہ جس حالت میں فیاض مطلق نے جو کچھ انسانی فطرت کے جسمانی حصہ کو قوتیں عطا کی تھیں جیسے قوت باصرہ، سامعہ، شامّہ، لامسہ، حافظہ، متفکّرہ وغیرہ۔ وہ اب تک انسانوں میں پائی جاتی ہیں تو پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ جو روحانی قوتیں انسانوں میں پہلے زمانوں میں تھیں اس زمانہ میں وہ تمام قوتیں اُن کی فطرت سے مفقود ہوگئی ہیں حالانکہ وہ قوتیں جسمانی قوتوں کی نسبت ﴿۱۰﴾ تکمیل نفس انسان کے لئے زیادہ تر ضروری ہیں اور کیونکر انکار ہوسکتا ہے کہ جس حالت میں کہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ مفقود نہیں ہوئیں۔ اِس سے ظاہر ہے کہ کس قدر وہ مذہب سچائی سے دور ہیں کہ یہ تو اُن کو اقرار ہے کہ انسانی فطرت کی جسمانی اور معقولی قوتیں اب بھی ایسی ہی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں مگر اس سے وہ منکر ہیں کہ انسانوں میں روحانی قوتیں اب بھی ایسی ہی پائی جاتی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں۔

اِس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کسی کمال پر دلیل نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ دوسرے علامات نہ ہوں جو ہم انشاء اللہ القدیر تیسرے باب میں بیان کریں گے بلکہ یہ صرف دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اسی وجہ سے اس میں نیک یا راست باز ہونے کی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے اور جس طرح محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہوجاتا ہے اِسی طرح دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کی طبیعت معارف اور حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف لطیف باتیں ان کو سوجھتی ہیں لیکن دراصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ اٰمن شعرہ و کفر قلبہ یعنی اس کا شعر ایمان لایا مگر اُس کا دل کافر ہے۔ اِسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں نہیں ؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست۔ پس بہر دستے نباید داد دست۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اِس درجہ کے لوگوں کو جو خوابیں یا الہامات ہوتے ہیں وہ

بہت سی تاریکی کے اندر ہوتے ہیں اور ایک شاذ و نادر کے طور پر سچائی کی چمک اُن میں ہوتی ہے اور خدا کی محبت اور قبولیت کا کوئی ان کے ساتھ نشان نہیں ہوتا اور اگر غیب کی بات ہو تو صرف ایسی ہوتی ہے جس میں کروڑ ہا انسان شریک ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص اگر چاہے تو بطور خود تحقیقات کر سکتا ہے کہ ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق و فاجر اور کافر اور ملحد یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں۔ پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے کہ جو اِس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اِس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پا کر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اُس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر اس آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ اس کی گرمی سے اپنی سردی اور افسردگی دور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی خاص برکتوں اور نعمتوں سے ایسے لوگوں کو کوئی حصّہ نہیں ملتا اور نہ کوئی قبولیت اُن میں پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی ایک ذرّہ خدا سے تعلق ہوتا ہے اور نہ شعلۂ نُور سے بشریت کی آلائشیں جلتی ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ سے ان کو سچی دوستی پیدا نہیں ہوتی اِس لئے بباعث نہ ہونے قُربتِ رحمانی کے شیطان ان کے ساتھ رہتا ہے اور حدیث النفس اُن پر غالب رہتی ہے اور جس طرح ہجوم بادل کی حالت میں اکثر آفتاب چھپا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی کنارہ اُس کا نظر آ جاتا ہے اسی طرح ان کی حالت اکثر تاریکی میں رہتی ہے اور ان کی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے۔ ﴿۱۱﴾

باب دوم

اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں۔ یا سچے الہام ہوتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلق نہیں اور نفسانی قالب اُن کا شعلۂ نور سے جل کر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اُس کے نزدیک آ جاتا ہے۔

دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زُہد اور عفّت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ

اِس بات کے کہ اُن میں رؤیا اور کشف کے حصول کیلئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اِس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب وکشف کا کسی قدر نمونہ اُن پر ظاہر ہو جاتا ہے وہ اپنی اصلاح نفس کیلئے بھی کسی قدر کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی اُن میں پیدا ہو جاتی ہے جس کی آمد سے ایک محدود دائرہ تک رؤیا صادقہ اور کشوف صحیحہ کے انوار اُن میں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ ان کی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتی ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ اُن کی راستبازی کامل نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اُس کے گوبر اور گند ہو اور چونکہ ان کا تزکیۂ نفس پورا نہیں ہوتا اور انکے صدق وصفا میں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اسلئے کسی ابتلا کے وقت وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم انکے شاملِ حال ہو جائے اور اُس کی ستّاری اُن کا پردہ محفوظ رکھے تب تو بغیر کسی ٹھوکر کے دنیا سے گذر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلا پیش آجاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح انکا انجام بد نہ ہو اور ملہم بننے کے بعد کُتّے سے تشبیہ نہ دیئے جائیں کیونکہ ان کی علمی اور عملی اور ایمانی حالت کے نقصان کی وجہ سے شیطان اُن کے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور کسی ٹھوکر کھانے کے وقت فی الفور اُن کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے وہ دور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے اور نہ اس کی گرمی سے کافی حصّہ ان کو ملتا ہے اسلئے ان کی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے خدا نور ہے جیسا کہ اُس نے فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[1] پس وہ شخص جو صرف اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اُس شخص کی مانند ہے جو دور سے ایک دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اِسلئے وہ روشنی کے فوائد سے محروم ہے اور نیز اس کی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو صرف منقولی یا معقولی دلائل یا ظنّی الہامات سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے علماء ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور یا ایسے لوگ جو صرف اپنے روحانی قویٰ سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو مانتے ہیں مگر خدا کے قرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں وہ اُس انسان کی مانند ہیں جو دور سے آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے ایسا شخص اس بصیرت سے محروم ہوتا ہے جو بذریعہ روشنی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن وہ شخص جو اس نور کی روشنی کو دور

﴿۱۲﴾

[1] النور : ۳۶

سے تو دیکھتا ہے مگر اُس نور کے اندر داخل نہیں ہوتا اُس شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص اندھیری رات میں آگ کی روشنی کو دیکھتا ہے اور اُس کی رہنمائی سے راہِ راست بھی پا لیتا ہے لیکن بوجہ دور ہونے کے اپنی سردی کو اُس آگ سے دور نہیں کر سکتا اور نہ آگ اُس کے نفسانی قالب کو جلا سکتی ہے۔ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دور سے آگ کی روشنی نظر آ جاوے تو صرف اس روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت سے نہیں بچا سکتا بلکہ ہلاکت سے وہ بچے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جائے کہ جو کافی طور پر اُس کی سردی کو دور کر سکے۔ لیکن جو شخص صرف دور سے اُس نور کو دیکھتا ہے اُس کی یہی نشانی ہے کہ اگرچہ راہِ راست کی بعض علامات اُس میں پائی جاتی ہیں لیکن خاص فضل کی کوئی علامت اُس میں پائی نہیں جاتی اور اُس کی قبض جو کمی توکّل اور نفسانی خواہشوں کی وجہ سے ہے دور نہیں ہوتی اور اُس کا نفسانی قالب جل کر خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلۂ نور سے بہت دور ہے اور وہ رسولوں اور نبیوں کا کامل طور پر وارث نہیں ہوتا اور اُس کی بعض اندرونی آلائشیں اس کے اندر مخفی ہوتی ہیں اور اُس کا تعلق جو خدا تعالیٰ سے ہے کدورت اور خامی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ دور سے خدا تعالیٰ کو اپنی دُھندلی نظر کے ساتھ دیکھتا ہے مگر اُس کی گود میں نہیں ہے۔ ایسے آدمی جو نفسانی جذبات اُن کے اندر ہیں بعض اوقات اُن کے نفسانی جذبات ان کی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش اُن کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ جوش محض نفسِ امّارہ کی طرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص کی مَیں ہرگز اطاعت نہیں کرونگا مَیں اُس سے بہتر ہوں تو اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے حالانکہ نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے اِسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے اور جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اُس نے خدا تعالیٰ کی طرف پوری حرکت نہیں کی اور اپنی تمام طاقت اور تمام صدق اور تمام وفاداری کے ساتھ اس کو اختیار نہیں کیا اِس لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی پورے طور پر تجلّیٔ رحمت اس پر نہیں ہوتی اور وہ اُس بچہ کی طرح ہوتا ہے جس میں جان تو پڑ گئی ہے لیکن ابھی وہ مشیمہ سے باہر نہیں آسکا اور عالم روحانی کے کامل نظارہ سے ہنوز اُس کی آنکھ بند ہے اور ہنوز اُس نے اپنی ماں کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھا جس کے رحم میں اُس نے پرورش پائی۔ اور بقول مشہور کہ نیم مُلّا

﴿۱۳﴾

خطرۂ ایمان۔ وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسی قدر کچھ معارف اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اُس دودھ کی طرح جس میں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو اور اُس پانی کی طرح جس میں کچھ نجاست بھی ہو اور اس درجہ کا آدمی اگرچہ بہ نسبت درجہ اوّل کے اپنی خوابوں اور الہامات میں شیطانی دخل اور حدیث النفس سے کسی قدر محفوظ ہوتا ہے لیکن چونکہ اُس کی فطرت میں ابھی شیطان کا حصہ باقی ہے اِس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا۔ اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اس لئے حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کا کمالِ صفائی، صفائی نفس پر موقوف ہے۔ جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے اُن کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔ ﴿۱۴﴾

باب سوم

اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفٰی طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے اور خوابیں بھی اُن کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا شعلۂ نور سے جل کر بالکل خاک ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اُس کی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے۔ وہ اُس سے بڑھ کر اپنا صدق و صفا اُس سے ظاہر کرتا ہے۔ اُس کی طرف صدق دل سے قدم اُٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمۂ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی اُن کو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اُس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے اس لئے جو شخص اُس کی راہ میں مرتا ہے وہی اُس سے زندگی پاتا ہے۔ اور جو اُس کیلئے سب کچھ کھوتا ہے اُسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اوّل دور سے آگ کی

روشنی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہاں تک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔ اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ محبتِ الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالب نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اُس کی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق (ہے) اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل شعلۂ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگ و ریشہ میں پُورا غلبہ کر لے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے اِسی طرح جس کو شعلۂ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اُس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اُس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالبِ حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے☆۔ منجملہ اُن علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اُس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نُور اُس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنّی نہیں ہے۔ اور ایک ربّانی چمک اُس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی اُن کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ اور ہیبتِ الٰہی اُن میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قُدرتِ تامہّ کی وجہ سے خدا کا چہرہ اُن میں نظر آتا ہے اور اُس کی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ اُن میں محبوبیّت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربّانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی

﴿۱۵﴾

☆ ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنے والے پر غالب رہتا ہے۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ [1]۔ منہ

[1] المجادلۃ: ۲۲

ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اُس کے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اُس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اُس کے دُشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کیلئے اور بعض اُس کی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ امور اُسپر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اُس کی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کلام اُس پر اُسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اس کی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اس کی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اُس کی آنکھ کو کشفی قوت عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں ﴿۱۶﴾ اُس کی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مُردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اس کی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پَیروں کے نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اُس کے کان کو بھی مغیبات کے سُننے کی قوت دی جاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سن لیتا ہے اور بیقراریوں کے وقت ان کی آواز سے تسلّی پاتا ہے اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جمادات اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اُس کو پہنچ جاتی ہے۔ ؎ **فلسفی کو مُنکر حنّانہ است۔ از حواسِ انبیا بیگانہ است**

اِسی طرح اُس کی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دی جاتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ بشارت کے اُمور کو سُونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو اُس کو آجاتی ہے۔ علیٰ ھٰذا القیاس اس کے دل کو قوتِ فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اس کے دل میں پڑ جاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس شیطان اُسپر تصرّف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور بباعث نہایت درجہ فنا فی اللہ ہونے کے اُس کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اُس کو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اُس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اُس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ نفسانی ہستی اُس کی بکلّی جل جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک موت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُس کو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوارِ الٰہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

اِسی طرح اُس کی پیشانی کو ایک نُور عطا کیا جاتا ہے جو بجز عُشّاقِ الٰہی کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔ اور بعض خاص وقتوں میں وہ نُور ایسا چمکتا ہے کہ ایک کافر بھی اُس کو محسوس کر سکتا ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ لوگ ستائے جاتے اور نصرت الٰہی حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پس وہ اقبال علی اللہ کا وقت ان کیلئے ایک خاص وقت ہوتا ہے اور خدا کا نور ان کی پیشانی میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔

ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دیجاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرّک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چُھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا۔ اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔ ﴿۱۷﴾

اِسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّ و جلّ ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اِسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔ اِسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔

اِسی طرح اِس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشیں بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کر لیتی ہیں یعنی جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی بشدّت اُن کے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ خواہش ہی پیشگوئی کی صورت پکڑ لیتی ہے اور جب قبل از وقت اضطرار کے ساتھ اُن کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ چیز میسر آ جاتی ہے۔

اِسی طرح اُن کی رضامندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے پس جس شخص پر وہ شدّت سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اس کے آئندہ اقبال کے لئے یہ بشارت ہوتی ہے اور جس پر وہ بشدّت ناراض ہوتے ہیں اُس کے آئندہ ادبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ بباعث فنافی اللہ ہونے کے وہ سرائے حق میں ہوتے ہیں اور اُن کی رضا اور غضب خدا کا رضا اور غضب ہوتا ہے اور نفس کی تحریک سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ حالات اُن میں پیدا ہوتے ہیں۔

اِسی طرح اُن کی دعا اور اُن کی توجہ بھی معمولی دعاؤں اور توجہات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اپنے اندر ایک شدید اثر رکھتی ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر قضاء مبرم اور اٹل نہ ہو اور اُن کی توجہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ اُس بَلا کے دور کرنے کے لئے مصروف ہو جائے تو خدا تعالیٰ اُس بَلا کو دور کر دیتا ہے گو ایک فرد واحد یا چند کس پر وہ بَلا نازل ہو یا ایک مُلک پر وہ بَلا نازل ہو یا ایک بادشاہ وقت پر وہ بلا نازل ہو۔ اس میں اصل یہ ہے کہ وہ اپنے وجود سے فانی ہوتے ہیں اس لئے اکثر اوقات اُن کے ارادہ کا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہو جاتا ہے۔ پس جب شدّت سے اُن کی توجہ کسی بلا کے دور کرنے کے لئے مبذول ہو جاتی ہے اور جیسا کہ دردِ دل کے ساتھ اقبال علی اللہ چاہیئے میسر آ جاتا ہے تو سُنّت الٰہیہ اسی طرح پر واقع ہے کہ خدا اُن کی سنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا اُن کی دعا کو ردّ نہیں کرتا۔ اور کبھی اُن کی عبودیت ثابت کرنے کے لئے دعا سُنی نہیں جاتی تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے شریک نہ ٹھہر جائیں اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ بَلا وارد ہو جائے جس سے مَوت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو اکثر عادت اللہ یہی ہے کہ اُس بَلا میں تاخیر نہیں ہوتی اور ایسے وقت میں خدا کے مقبولوں کا ادب یہی ہے کہ دعا کو ترک کر دیں اور صبر سے کام لیں۔ بہتر وقت دعا کا یہی ہے کہ ایسے وقت میں دُعا ہو جب اسباب یاس اور نومیدی بکلّی ظاہر نہ ہوں اور ایسی علامات نمودار نہ ہوں جن سے صاف طور پر نظر آتا ہو کہ اب بلا دروازہ پر ہے اور ایک طور پر اس کا نزول ہو چکا ہے کیونکہ اکثر سُنّت یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے ایک عذاب کے نازل کرنے میں اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیا تو وہ اپنے ارادہ کو واپس نہیں لیتا۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ اُن کا استجابتِ دعا ہی ہے جب اُن کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدّت سے بیقراری ہوتی ہے اور اس شدید بیقراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سنتا ہے اور اُس وقت اُن کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے کامل مقبولوں

﴿۱۸﴾

کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اُس کے مقبول ستائے جاتے ہیں۔ اور جب حد سے زیادہ اُن کو دُکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔ کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کرے گا جیسا کہ خدا اُن لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اُس کے ہو جاتے ہیں وہ اُن کیلئے عجائب کام دِکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوّت دِکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اُٹھتا ہے خدا مخفی ہے اور اُس کے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پَردوں کے اندر ہے اور اس کا چہرہ دِکھلانے والی یہی قوم ہے۔ ﴿۱۹﴾

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دُعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ اُن کی دُعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت اُن سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اُس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اُس سے منوانا چاہتا ہے اِسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابتِ دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ[1] یعنی تم مجھ سے دُعا کرو مَیں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔ اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضا و قدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ[2]

پس اِن دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سُنّت اللہ ہے اور ربّ اور عَبد کا کیا باہمی تعلّق ہے۔

مَیں پھر مکرّر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کوئی نادان یہ خیال نہ کرے کہ جو کچھ تیسرے درجہ کے

[1] المؤمن: ۶۱ [2] البقرة: ۱۵۶، ۱۵۷

کامل الایمان اور کامل المحبّت لوگوں کی نسبت اِس رسالہ میں بیان کیا گیا ہے اِن میں سے اکثر اُمور میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسا کہ دوسروں کو بھی خوابیں آتی ہیں۔ کشف بھی ہوتے ہیں۔ الہام بھی پاتے ہیں تو مابہ الامتیاز کیا ہوا۔

اِن وساوس کا جواب اگرچہ ہم بارہا دے چکے ہیں مگر پھر ہم کہتے ہیں کہ مقبولوں اور غیر مقبولوں میں فرق تو بہت ہے جو کسی قدر اس رسالہ میں بھی تحریر ہو چکا ہے لیکن آسمانی نشانوں کے رُو سے ایک عظیم الشان یہ فرق ہے کہ خدا کے مقبول بندے جو انوارِ سُبحانی میں ﴿۲۰﴾ غرق کئے جاتے اور آتشِ محبت سے اُن کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے وہ اپنی ہر شان میں کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیت غیروں پر غالب ہوتے ہیں اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اِس کثرت سے اُن کیلئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دنیا میں کسی کو مجال نہیں ہوتی کہ اُن کی نظیر پیش کر سکے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں خدا جو مخفی ہے اُس کا چہرہ دِکھلانے کیلئے وہ کامل مظہر ہوتے ہیں وہ دنیا کے آگے پوشیدہ خدا کو دکھلاتے ہیں اور خدا اُنہیں دکھلاتا ہے۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آسمانی نشانوں سے حصّہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے اُن کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے اُن کو بعض سچی خوابیں آ جاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیّت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور اُن سے کوئی فائدہ اُن کی ذات کو نہیں ہوتا اور ہزاروں شریر اور بدچلن اور فاسق وفاجر ایسی بدبُودار خوابوں اور الہاموں میں اُن کے شریک ہوتے ہیں اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ان خوابوں اور کشفوں کے اُن کا چال چلن قابلِ تعریف نہیں ہوتا کم سے کم یہ کہ اُن کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوتی ہے اِس قدر کہ ایک سچی گواہی بھی نہیں دے سکتے اور جس قدر دنیا سے ڈرتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور شریر آدمیوں سے قطع تعلق نہیں کر سکتے اور کوئی ایسی سچی گواہی نہیں دے سکتے جس سے بڑے آدمی کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہو اور دینی اُمور میں نہایت

درجہ کسل اور سُستی ان میں پائی جاتی ہے اور دنیا کے ہموم وغموم میں دن رات غرق رہتے ہیں اور دانستہ جھوٹ کی حمایت کرتے اور سچ کو چھوڑتے ہیں اور ہر ایک قدم میں خیانت پائی جاتی ہے اور بعض میں اس سے بڑھ کر یہ عادت بھی پائی گئی ہے کہ وہ فسق وفجور سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور دنیا کمانے کے لئے ہر ایک ناجائز کام کر لیتے ہیں اور بعض کی اخلاقی حالت بھی نہایت خراب ہوتی ہے اور حسد اور بخل اور عُجب اور تکبّر اور غرور کے پُتلے ہوتے ہیں اور ہر ایک کمینگی کے کام اُن سے صادر ہوتے ہیں اور طرح طرح کی قابلِ شرم خباثتیں اُن میں پائی جاتی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض اُن میں ایسے ہیں کہ ہمیشہ بدخوابیں ہی اُن کو آتی ہیں اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ گویا اُن کے دماغ کی بناوٹ صرف بد اور منحوس خوابوں کیلئے مخلوق ہے نہ اپنے لئے کوئی بہتری کے خواب دیکھ سکتے ہیں جس سے اُن کی دنیا درست ہو اور اُن کی مُرادیں حاصل ہوں اور نہ اوروں کے لئے کوئی بشارت کی خواب دیکھتے ہیں۔ اِن لوگوں کے خوابوں کی حالت اقسامِ ثلاثہ میں سے اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص دور سے صرف ایک دھواں آگ کا دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اور نہ آگ کی گرمی محسوس کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا سے بالکل بے تعلق ہیں اور روحانی اُمور سے صرف ایک دھواں اُن کی قسمت میں ہے جس سے کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی۔ ﴿۲۱﴾

پھر دوسری قسم کے خواب بین یا مُلہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں ان لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص اندھیری رات اور شَدِیْدُ البَرد رات میں دور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے۔ اس دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اُسے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی راہ پر چلنے سے پرہیز کرتا ہے جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور درندے ہیں مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ پس اگر وہ آگ کے گرم حلقہ تک پہنچ نہ سکے تو وہ بھی ایسا ہی ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اندھیرے میں چلنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اُس جسمانی نظّارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص اندھیری اور شَدِیْدُ الْبَرْد رات میں نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے اور اُس میں چلتا ہے بلکہ اُس کے گرم حلقہ میں داخل ہو کر بکلّی سردی کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اِس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتشِ محبتِ الٰہی میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں وہ دیکھتے ہیں جو آگے موت ہے اور دوڑ کر اُس موت کو اپنے لئے پسند کر لیتے ہیں وہ ہر ایک درد کو خدا کی راہ میں قبول کرتے ہیں اور خدا کیلئے اپنے نفس کے دشمن ہو کر اور اس کے برخلاف قدم رکھ کر ایسی طاقت ایمانی دکھلاتے ہیں کہ فرشتے بھی اُن کے اس ایمان سے حیرت اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ روحانی پہلوان ہوتے ہیں اور شیطان کے تمام حملے اُن کی روحانی قوت کے آگے ہیچ ٹھہرتے ہیں وہ سچے وفادار اور صادق مرد ہوتے ہیں کہ نہ دنیا کے لذّات کے نظّارے انہیں گمراہ کر سکتے ہیں اور نہ اولاد کی محبت اور نہ بیوی کا تعلق اُن کو اپنے محبوب حقیقی سے برگشتہ کر سکتا ہے۔ غرض کوئی تلخی اُن کو ڈرا نہیں سکتی اور کوئی نفسانی لذّت اُن کو خدا سے روک نہیں سکتی اور کوئی تعلق خدا کے تعلق میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتا۔

﴿۲۲﴾

یہ تین روحانی مراتب کی حالتیں ہیں جن میں سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے۔ اور انسانی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی۔ کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبتِ الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑ کر اپنے نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچ کر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے اور جیسا کہ ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل

آگ کی رنگ میں آ جاتا ہے اور آگ کی صفات اُس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفاتِ الٰہیہ سے ظلّی طور پر متّصف ہو جاتا ہے۔ اور اس قدر طبعًا مرضات الٰہیہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے اور خدا میں ہو کر سُنتا ہے اور خدا میں ہو کر چلتا ہے گویا اُس کے جُبہّ میں خدا ہی ہوتا ہے۔ اور انسانیت اُس کی تجلّیات الٰہیہ کے نیچے مغلوب ہو جاتی ہے چونکہ یہ مضمون نازک ہے اور عام فہم نہیں اس لئے ہم اِس کو اِسی جگہ چھوڑتے ہیں۔ ﴿۲۳﴾

اور ایک دوسرے پیرایہ میں ہم اس مرتبہ ثالثہ کی جو اعلیٰ اور اکمل مرتبہ ہے اِس طرح پر تصویر کھینچتے ہیں کہ وہ وحی کامل جو اقسام ثلاثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے اُس کی یہ مثال ہے کہ جیسے سورج کی دھوپ اور شعاع ایک مصفّا آئینہ پر پڑتی ہے جو عین اس کے مقابل پر پڑا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگرچہ سورج کی دھوپ ایک ہی چیز ہے لیکن بوجہ اختلاف مظاہر کے اس کے ظہور کی کیفیت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جب سُورج کی شعاع زمین کے کسی ایسے کثیف حصّہ میں پڑتی ہے جس کی سطح پر ایک شفاف اور مصفّا پانی موجود نہیں بلکہ سیاہ اور تاریک خاک ہے اور سطح بھی مستوی نہیں تب شعاع نہایت کمزور ہوتی ہے خاص کر اُس حالت میں جبکہ سورج اور زمین میں کوئی بادل بھی حائل ہو۔ لیکن جب وہی شعاع جس کے آگے کوئی بادل حائل نہیں ایک شفاف پانی پر پڑتی ہے جو ایک مصفّا آئینہ کی طرح چمکتا ہے تب وہی شعاع ایک سے دہ چند ہو کر ظاہر ہوتی ہے جسے آنکھ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔

پس اسی طرح جب نفس تزکیہ یافتہ پر جو تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے وحی نازل ہوتی ہے تو اُس کا نُور فوق العادت نمایاں ہوتا ہے۔ اور اُس نفس پر صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس پورے طور پر ہو جاتا ہے اور پورے طور پر چہرہ حضرت احدیّت ظاہر ہوتا ہے۔ اِس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جیسے آفتاب جب نکلتا ہے تو ہر ایک پاک ناپاک جگہ پر اُس کی

روشنی پڑتی ہے یہاں تک کہ ایک پاخانہ کی جگہ بھی جو نجاست سے پُر ہے اُس سے حصّہ لیتی ہے۔ تاہم پورا فیض اُس روشنی کا اُس آئینہ صافی یا آبِ صافی کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی کمال صفائی سے خود سُورج کی تصویر کو اپنے اندر دِکھلا سکتا ہے۔ اِسی طرح بوجہ اس کے کہ خدا تعالیٰ بخیل نہیں ہے اُس کی روشنی سے ہر ایک فیضیاب ہے مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلّی طور پر خدا تعالیٰ اُن کے اندر داخل ہو جاتا ہے اُن کی حالت سب سے الگ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک نہایت شفاف پانی یا مصفّا آئینہ کے مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر ہے لیکن دراصل وہ اُس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے بلکہ پانی یا آئینہ نے اپنی کمال صفائی اور آب و تاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دِکھلا دیا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ کے اندر ہے۔ ﴿۲۴﴾

غرض وحی الٰہی کے انوار اکمل اور اتم طور پر وہی نفس قبول کرتا ہے جو اکمل اور اتم طور پر تزکیہ حاصل کر لیتا ہے اور صرف الہام اور خواب کا پانا کسی خوبی اور کمال پر دلالت نہیں کرتا۔ جب تک کسی نفس کو بوجہ تزکیہ تام کے یہ انعکاسی حالت نصیب نہ ہو اور محبوبِ حقیقی کا چہرہ اُس کے نفس میں نمودار نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس طرح فیضِ عام حضرت اَحدیّت نے ہر ایک کو بجز شاذ و نادر لوگوں کے جسمانی صورت میں آنکھ اور ناک اور کان اور قُوّتِ شامّہ اور دوسری تمام قوتیں عطا فرمائی ہیں اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا۔ اِسی طرح روحانی طور پر بھی اُس نے کسی زمانہ اور کسی قوم کے لوگوں کو روحانی قویٰ کی تخم ریزی سے محروم نہیں رکھا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ سُورج کی روشنی ہر ایک جگہ پڑتی ہے اور کوئی لطیف یا کثیف جگہ اس سے باہر نہیں ہے۔ یہی قانونِ قدرت روحانی آفتاب کی روشنی کے متعلق ہے کہ نہ کثیف جگہ اُس روشنی سے محروم رہ سکتی ہے اور نہ لطیف جگہ ہاں مصفّٰی اور شفاف دلوں پر وہ نور عاشق ہے جب وہ آفتابِ روحانی مُصفّٰے چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کُل نور

﴿۲۵﴾

اُن میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے چہرہ کی تصویر اُن میں کھینچ دیتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفّا پانی یا مصفّا آئینہ کے مقابل پر جب سورج آتا ہے۔ تو اپنی تمام صورت اُس میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ جیسا کہ آسمان پر سُورج نظر آتا ہے ویسا ہی بغیر کسی فرق کے اس مصفا پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے۔

پس روحانی طور پر انسان کے لئے اِس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اُس میں کھینچی جائے۔ اِسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً[1] یعنی میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے یعنی جانشین۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس جس موقعہ پر اصل صورت میں اعضا واقع ہوتے ہیں اور خطّ وخال ہوتے ہیں اُسی اُسی موقعہ پر تصویر میں بھی ہوتے ہیں اور حدیث شریف اور نیز توریت میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ پس صورت سے مراد یہی روحانی تشابہ ہے۔ اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مثلاً ایک نہایت صاف آئینہ پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے تو صرف اِسی قدر نہیں ہوتا کہ آفتاب اس کے اندر دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ شیشہ آفتاب کی صفات بھی ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ کہ اُس کی روشنی انعکاسی طور پر دوسرے پر بھی پڑ جاتی ہے۔ پس یہی حال روحانی آفتاب کی تصویر کا ہوتا ہے کہ جب ایک قلبِ صَافی اُس سے ایک انعکاسی شکل قبول کر لیتا ہے تو آفتاب کی طرح اُس میں سے بھی شعاعیں نکل کر دوسری چیزوں کو منور کرتی ہیں گویا تمام آفتاب اپنی پوری شوکت کے ساتھ اُس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس جگہ ایک اور نکتہ قابلِ یادداشت ہے اور وہ یہ کہ تیسری قِسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کامل اور مصفّا الہام پاتے ہیں قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے اور ان سب کا دائرۂ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے اور کسی کا زیادہ وسیع

[1] البقرۃ: ۳۱

﴿۲۶﴾

ہوتا ہے اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال وگمان سے برتر ہے اور کسی کا خدا تعالیٰ سے رابطہ محبت قوی ہوتا ہے اور کسی کا اقویٰ۔ اور کسی کا اِس قدر کہ دنیا اُس کو شناخت نہیں کرسکتی اور کوئی عقل اُس کے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور وہ اپنے محبوبِ ازلی کی محبت میں اِس قدر محو ہوتے ہیں کہ کوئی رگ وریشہ اُن کی ہستی اور وجود کا باقی نہیں رہتا اور یہ تمام مراتب کے لوگ بموجب آیت کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ[1] اپنے دائرۂ استعداد فطرت سے زیادہ ترقی نہیں کرسکتے۔ اور کوئی اُن میں سے اپنے دائرۂ فطرت سے بڑھ کر کوئی نور حاصل نہیں کرسکتا اور نہ کوئی روحانی تصویر آفتابِ نورانی کی اپنی فطرت کے دائرہ سے بڑھ کر اپنے اندر لے سکتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعدادِ فطرت کے موافق اپنا چہرہ اُس کو دکھا دیتا ہے اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہیں چھوٹا ہو جاتا ہے اور کہیں بڑا جیسے مثلاً ایک بڑا چہرہ ایک آرسی کے شیشہ میں نہایت چھوٹا معلوم ہوتا ہے مگر وہی چہرہ ایک بڑے شیشہ میں بڑا دکھائی دیتا ہے مگر شیشہ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا چہرہ کے تمام اعضاء اور نقوش دکھا دیتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ چھوٹا شیشہ پورا مقدار چہرہ کا دکھلا نہیں سکتا۔ سو جس طرح چھوٹے اور بڑے شیشہ میں یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی ذات اگرچہ قدیم اور غیر متبدل ہے مگر انسانی استعداد کے لحاظ سے اِس میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس قدر فرق نمودار ہو جاتے ہیں کہ گویا اظہارِ صفات کے لحاظ سے جو زید کا خدا ہے اُس سے بڑھ کر وہ خدا ہے جو بکر کا خدا ہے اور اس سے بڑھ کر وہ جو خالد کا خدا ہے مگر خدا تین نہیں خدا ایک ہی ہے صرف تجلّیاتِ مختلفہ کی وجہ سے اس کی شانیں مختلف طور پر ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے تین خدا نہیں ہیں مگر مختلف تجلّیات کی رُو سے اُسی ایک خدا میں تین شانیں ظاہر ہوگئیں چونکہ موسیٰ کی ہمّت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی اِس لئے موسیٰ پر تجلّی قدرت الٰہی اُسی حد تک محدود رہی اور اگر موسیٰ کی نظر اُس زمانہ اور آئندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی

[1] الانبیاء : ۳۴

﴿۲۷﴾

محدود اور ناقص نہ ہوتی جو اب ہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی ہمّت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو اُن کی نظر کے سامنے تھے اور دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ کے ساتھ اُن کی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا اس لئے قدرت الٰہی کی تجلّی بھی اُن کے مذہب میں اُسی حد تک محدود رہی جس قدر اُن کی ہمت تھی اور آئندہ الہام اور وحی الٰہی پر مُہر لگ گئی اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی تمام دنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی اس لئے انجیل بھی عام اصلاح سے قاصر ہے بلکہ وہ صرف ان یہودیوں کی موجودہ بداخلاقی کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے۔ اور جو دوسرے ممالک کے رہنے والے یا آئندہ زمانہ کے لوگ ہیں اُن کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہیں اور اگر انجیل کو تمام فرقوں اور مختلف طبائع کی اصلاح مدنظر ہوتی تو اس کی یہ تعلیم نہ ہوتی جواب موجود ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دوسری طرف خود ایجاد غلطیوں نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ نخواہ خدا بنایا گیا اور کفّارہ کا من گھڑت مسئلہ پیش کر کے عملی اصلاحوں کی کوششوں کا یک لخت دروازہ بند کر دیا گیا۔

اب عیسائی قوم دوگونہ بدقسمتی میں مبتلا ہے۔ ایک تو اُن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مُہر لگ گئی اور دوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفّارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اُس کی نظر محدود نہ تھی اور اس کی عام غم خواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔ بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی اس لئے قدرت کی تجلّیات کا پورا اور کامل حصّہ اُس کو ملا۔ اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اُس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے بجز اُس کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔

﴿۲۸﴾ اور اس کی اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اُس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمّت اور ہمدردی نے اُمّت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا☆۔ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمّتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن

☆ اِس جگہ یہ سوال طبعًا ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمّت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اِس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چُن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اِس اُمّت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اِس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمّت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر اُمّتِ محمدیہ میں سے ہزار ہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔ منہ

﴿۲۹﴾

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی۔☆ اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمّتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا اُمّتی ہوسکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ ط وَاِنْ تَوَلَّوا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دِن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مُہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا۔

حاشیہ

☆ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے تا اِس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جب اُن کی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت آسانی سے اِس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منه

﴿۳۰﴾

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقامِ نبوّت حاصل رکھتا ہوگا اور اس کی عملی حالتیں شریعتِ محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کرکے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزّت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔☆ بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمّتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کرکے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے۔ کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمّتی بنایا جائے گا اور وہی نومسلم نبی مسیح موعود کہلائے گا۔ یہ طریق عزّتِ اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اِسی اُمّت میں سے یہود پیدا ہوں گے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اِس اُمّت میں سے اور مسیح باہر سے آوے کیا ایک خداترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اس کی عقل اس بات پر تسلّی پکڑتی ہے کہ اس اُمّت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائے گا ایسا ہی اِسی اُمّت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسٰی اور مسیح موعود رکھا جائے گا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسٰی کو آسمان سے اُتارا جائے اور اس کی مستقل نبوّت کا جامہ اُتار کر اُمّتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ اُن کی اُمّت نے اُن کو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسٰی کا کیا قصور ہے۔

حاشیہ

☆ یہ کہنا کہ حضرت عیسٰی کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اِس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [۱] پھر بعد ان کے اُمّت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسٰی کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمّت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسٰی دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

[۱] اٰل عمران: ۱۴۵

میں یہ باتیں کسی قیاس اورظن سے نہیں کہتا بلکہ میں خدا تعالیٰ سے وحی پا کر کہتا ہوں ﴿۳۱﴾
اور میں اُس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُسی نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔ وقت میری گواہی دیتا
ہے۔خدا کے نشان میری گواہی دیتے ہیں۔

ماسوا اس کے جبکہ قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کا وفات پا جانا ثابت ہے
تو پھر اُن کے دوبارہ آنے کا خیال بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ جو شخص آسمان پر مع جسم عنصری
زندہ موجود ہی نہیں وہ کیونکر زمین پر دوبارہ آسکتا ہے۔

اگر کہو کہ کن آیات قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
ثابت ہوتی ہے تو میں نمونہ کے طور پر اس آیت کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں جو
قرآن شریف میں ہے یعنی یہ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ [1] الخ۔
اِس جگہ اگر توفّی کے معنی مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو
بدیہی البطلان ہیں کیونکہ قرآن شریف کی انہی آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ
سے قیامت کے دن ہوگا۔ پس اِس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ وہ موت سے پہلے اس رفع
جسمانی کی حالت میں ہی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہو جائیں گے اور پھر کبھی نہیں مریں
گے کیونکہ قیامت کے بعد مَوت نہیں اور ایسا خیال بداہت باطل ہے۔

علاوہ اس کے قیامت کے دن یہ جواب اُن کا کہ اُس روز سے کہ میں مع جسم عنصری
آسمان پر اُٹھایا گیا مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد میری اُمّت کا کیا حال ہوا۔ یہ اس عقیدہ کی
رُو سے صریح دروغ بے فروغ ٹھہرتا ہے جبکہ یہ تجویز کیا جائے کہ وہ قیامت سے پہلے
دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ کیونکہ جو شخص دوبارہ دنیا میں آوے اور اپنی اُمّت کی مُشرکانہ
حالت کو دیکھ لے بلکہ اُن سے لڑائیاں کرے اور اُن کی صلیب توڑے اور اُن کے خنزیر کو قتل
کرے وہ کیونکر قیامت کے روز کہہ سکتا ہے کہ مجھے اپنی اُمّت کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اور خود یہ دعویٰ کہ توفّی کا لفظ جب حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف میں آتا ہے

[1] المائدة : ۱۱۸

تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھائے جانا۔ مگر دوسروں کے لئے یہ معنی نہیں ہوتے یہ دعویٰ بھی عجیب دعویٰ ہے گویا تمام دنیا کے لئے تو توفّی کے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ قبض روح کرنا نہ قبض جسم۔ مگر حضرت عیسیٰ کے لئے خاص طور پر یہ معنی ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھالینا۔ یہ معنی خوب ہیں جن سے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حصہ نہیں ملا۔ اور تمام مخلوقات میں سے حضرت عیسیٰ کیلئے ہی یہ معنی مخصوص ہیں۔ اور اس بات پر زور دینا کہ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے یہ عجیب افتراء ہے جو سمجھ نہیں آتا۔ اگر اتفاق سے مراد صحابہ کا اتفاق ہے تو یہ اُن پر تہمت ہے اُن کی تو بلا کو بھی اِس مستحدث عقیدہ کی خبر نہیں تھی کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آجائیں گے اور اگر اُن کا یہ عقیدہ ہوتا تو اس آیت کے مضمون پر رورو کر کیوں اتفاق کیا جاتا۔ کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے اور اُن سے پہلے سب رسول دنیا سے گذر گئے ہیں۔ پس اگر حضرت عیسیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک دنیا سے نہیں گذرے تھے اور اُن کو اُس وقت تک ملک الموت چھو نہیں گیا تھا تو اس آیت کے سننے کے بعد کیونکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عقیدہ سے رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ ہر ایک کو معلوم ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُس دن تمام صحابہ کو مسجد نبوی میں پڑھ کر سنائی تھی جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اور وہ پیر کا دن تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دفن نہیں کئے گئے تھے اور عائشہ صدیقہ کے گھر میں آپ کی میّت مطہر تھی کہ شدّتِ دردِ فراق کی وجہ سے بعض صحابہ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے ہیں اور پھر دنیا میں آئیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اِس فتنہ کو خطرناک سمجھ کر اُسی وقت تمام صحابہ کو

[1] آل عمران:۱۴۵

﴿۳۳﴾

جمع کیا اور اتفاق حسنہ سے اُس دن کُل صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں موجود تھے تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ مَیں نے سنا ہے کہ بعض ہمارے دوست ایسا ایسا خیال کرتے ہیں مگر سچ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور ہمارے لئے یہ کوئی خاص حادثہ نہیں ہے۔ اِس سے پہلے کوئی نبی نہیں گذرا جو فوت نہیں ہوا۔ پھر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھی مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے۔☆ سو جیسے پہلے اِس سے سب رسول فوت ہو چکے ہیں آپ بھی فوت ہو گئے۔

تب اِس آیت کو سُن کر تمام صحابہ چشم پُر آب ہو گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور اِس آیت نے اُن کے دلوں میں ایسی تاثیر کی کہ گویا اُسی روز نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد اس کے **حسّان بن ثابت** نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مرثیہ بنایا۔

کنت السّواد لناظری فعمی علیک الناظرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تُو میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ میں تو تیری مَوت سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد اس کے جو چاہے مَرے مجھے تو تیرے ہی مَرنے کا خوف تھا۔ اِس شعر میں حسّان بن ثابت نے تمام نبیوں کی موت کی طرف اشارہ کیا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ ہمیں اِس کی کیا پروا ہے کہ موسیٰ مر گیا ہو یا عیسیٰ مر گیا ہو ہمارا ماتم تو اِس نبی محبوب کیلئے ہے جو آج ہم سے علیحدہ ہو گیا اور آج ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اس غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

☆ جو شخص حضرت عیسیٰ کو آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے باہر رکھتا ہے اُس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ عیسیٰ انسان نہیں ہے اور نیز ظاہر ہے کہ اس صورت میں حضرت ابوبکرؓ کا اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ٹھہرتا کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ مع جسم عنصری موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو اِس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کونسی تسلّی ہو سکتی تھی۔ منہ

[1] آل عمران:۱۴۵

پیش کر کے یہ غلطی دور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

﴿۳۴﴾ غرض اِس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ھریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آ جائیں گے جیسا کہ ابتداء میں ابو ہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا اور اکثر باتوں میں ابو ہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑنے کی پیشگوئی میں بھی اس کو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[1] کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سُننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی مَوت سے پہلے سب اُس پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ دوسری قراءت اس آیت میں بجائے قَبْلَ مَوْتِهٖ کے قَبْلَ مَوْتِهِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کُھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کو قبول کر لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[2] یعنی اے عیسیٰ مَیں تجھے مَوت دُوں گا اور پھر مَوت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اُٹھاؤں گا اور پھر تمام تہمتوں سے تجھے بَری کروں گا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب رکھوں گا اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر وہ کون سے مخالف ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے۔

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[3] یعنی یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک عداوت رہے گی پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آویں گے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہے گا۔

[1] النساء:۱۶۰ [2] آل عمران:۵۶ [3] المائدة:۶۵

﴿۳۵﴾ ماسوا اس کے ایسا خیال کہ تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے اس طور سے بھی بیہودہ اور خلاف عقل ہے کہ یہ اعتقاد واقعات کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کو قریباً دو ہزار برس گذرتا ہے اور کسی پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس عرصہ میں کروڑ ہا یہودی حضرت عیسیٰ سے منکر اور اُن کو گالیاں دینے والے اور کافر ٹھہرانے والے دنیا سے گذر گئے ہیں۔ پھر یہ قول کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے کہ ہر ایک یہودی ان پر ایمان لے آئے گا۔ اس دو ہزار برس کی ذرا میزان تو لگاؤ کہ کس قدر یہودی بے ایمانی کی حالت میں مر گئے کیا اُن کی نسبت رضی اللہ عنہم کہہ سکتے ہیں۔

غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسیٰ کی موت پر تھا بلکہ تمام انبیاء کی موت پر اجماع ہو گیا تھا اور یہی پہلا **اجماع** تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا۔ اسی اجماع کی وجہ سے تمام صحابہ حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل تھے اور اسی وجہ سے حسّان بن ثابت نے مذکورہ بالا مرثیہ بنایا تھا جس کا ترجمہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ اے نبی **صلی اللہ علیہ وسلم** تُو تو میری آنکھوں کی پُتلی تھا مَیں تو تیرے مَرنے سے اندھا ہو گیا اب تیرے بعد جو شخص چاہے مرے۔ عیسیٰ ہو یا موسیٰ مجھے تو تیرے ہی مَرنے کا خوف تھا۔ اور درحقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے۔ اور ان کو کسی طرح یہ بات گوارا نہ تھی کہ عیسیٰ جس کا وجود شرک عظیم کی جڑ قرار دیا گیا ہے زندہ ہو اور آپ فوت ہو جائیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اُن کو یہ معلوم ہوتا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ بیٹھے ہیں اور اُن کا برگزیدہ نبی فوت ہو گیا تو وہ مارے غم کے مر جاتے کیونکہ ان کو ہرگز اِس بات کی برداشت نہ تھی کہ کوئی اور نبی زندہ ہو اور اُن کا پیارا نبی قبر میں داخل ہو جائے۔ **اللّٰھم صلِّ علٰی محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین**

اور خدا تعالیٰ کے اِس کلام سے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ[1] یہ معنی نکالنا کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ کے پاس جا بیٹھے کس قدر نافہمی اور نادانی ہے۔ کیا خدائے **عزّوجلّ** دوسرے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے اور کیا قرآن میں **رَفع اِلی اللّٰہ** کے

[1] النساء: ۱۵۹

﴿۳۶﴾

معنی کسی اور محل میں بھی یہ آئے ہیں کہ آسمان پر مع جسم عنصری اُٹھا لینا اور کیا قرآن شریف میں اِس کی کوئی نظیر ہے کہ جسم عنصری بھی آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے؟ اور اس آیت کے مشابہ دوسری آیت بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور وہ یہ کہ:-

یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً [۱]۔ پس کیا اِس کے معنی یہ ہیں کہ اے نفسِ مطمئنہ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر چلا جا! اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں **بلعم باعور** کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے اپنی طرف اُس کا رفع چاہا مگر وہ زمین کی طرف جُھک گیا کیا اِس آیت کے بھی یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ بلعم باعور کو مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھانا چاہتا تھا مگر بلعم نے زمین پر رہنا ہی پسند کیا۔ افسوس کس قدر قرآن شریف کی تحریف کی جاتی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں مَا قَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ [۲] موجود ہے اِس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔ مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ کسی شخص کا نہ مقتول ہونا نہ مصلوب ہونا اِس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا ہو۔ اگلی آیت میں صریح یہ لفظ موجود ہیں کہ لٰکِنۡ شُبِّہَ لَہُمۡ [۳] یعنی یہودی قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مگر اُن کو شُبہ میں ڈالا گیا کہ ہم نے قتل کر دیا ہے۔ پس شُبہ میں ڈالنے کے لئے اِس بات کی کیا ضرورت تھی کہ کسی اور مومن کو مصلوب کر کے لعنتی بنایا جائے☆ یا خود یہودیوں میں سے کسی کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا کر صلیب پر چڑھایا جاوے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسا شخص اپنے تئیں حضرت عیسیٰ کا دشمن ظاہر کر کے اور اپنے اہل و عیال کے پتے اور نشان دے کر ایک دم میں مَخلصی حاصل کر سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ عیسیٰ نے جادُو سے مجھے

حاشیہ

☆ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام کے ائمۂ تعبیر جہاں حضرت عیسیٰ کی رویت کی تعبیر کرتے ہیں وہاں یہ لکھتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے وہ کسی بَلا سے نجات پا کر کسی اور ملک کی طرف چلا جائے گا اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف ہجرت کرے گا۔ یہ نہیں لکھتے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائے گا۔ دیکھو کتاب تعطیر الانام اور دوسرے ائمہ کی کتابیں پس عقلمند پر حقیقت ظاہر ہونے کے لئے یہ بھی ایک پہلو ہے۔ منہ

[۱] الفجر:۲۸، ۲۹ [۲] و [۳] النساء:۱۵۸

اپنی شکل پر بنا دیا ہے یہ کس قدر مجنونانہ توہمات ہیں۔ کیوں لٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کے معنی یہ نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ مگر غشی کی حالت اُن پر طاری ہوگئی تھی بعد میں دو تین روز تک ہوش میں آ گئے اور مرہم عیسیٰ کے استعمال سے (جو آج تک صدہا طبّی کتابوں میں موجود ہے جو حضرت عیسیٰ کیلئے بنائی گئی تھی) اُن کے زخم بھی اچھے ہوگئے۔ ﴿۳۷﴾

پھر ایک اور بدقسمتی ہے کہ وہ ان آیتوں کے شان نزول کو نہیں دیکھتے۔ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات دور کرنے کے لئے بطور حَکم کے تھا تا اُن کے اختلافات کا فیصلہ کرے اور اُس کا فرض تھا کہ اُن کے متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرتا پس منجملہ متنازعہ فیہ امور کے ایک یہ امر بھی متنازعہ فیہ تھا کہ یہود کہتے تھے کہ ہماری توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے اُس کی روح مَرنے کے بعد خدا کی طرف نہیں جاتی۔ پس چونکہ حضرت عیسیٰ صلیب پر مر گئے اس لئے وہ خدا کی طرف نہیں گئے اور آسمان کے دروازے اُن کے لئے نہیں کھولے گئے۔ اور عیسائیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عیسائی تھے اپنا یہ عقیدہ مشہور کیا تھا چنانچہ آج تک وہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر جان دے کر لعنتی تو بن گئے مگر یہ لعنت اوروں کو نجات دینے کے لئے انہوں نے خود اپنے سر پر لے لی تھی اور آخر وہ نہ جسم عنصری کے ساتھ بلکہ ایک نئے اور ایک جلالی جسم کے ساتھ جو خُون اور گوشت اور ہڈی اور زوال پذیر ہونے والے مادہ سے پاک تھا خدا کی طرف اُٹھائے گئے☆۔ اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اِن دونوں متخاصمین کی نسبت یہ فیصلہ دیا کہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے کہ عیسیٰ کی صلیب پر جان نکلی یا وہ قتل ہوا تا اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ بموجب حکم توریت لعنتی

☆ اگر آیۃ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسیٰ مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تو ہمیں کوئی دکھلائے کہ قرآن شریف میں وہ آیۃ کہاں ہے جو امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتی ہے یعنی جس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کا بعد موت مومنوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہوگا اور وہ مَرنے کے بعد یحیٰی وغیرہ انبیاء کے ساتھ جا ملیں گے کیا نعوذ باللہ خدا کو یہ دھوکہ لگا کہ یہود کی طرف سے انکار تو تھا اُن کے رفع روحانی کا جو مومن کا بعد موت ہوتا ہے اور خدا نے کچھ اور کا اور سمجھ لیا۔ نعوذ باللّٰہ من ھٰذا الافتراء علی اللّٰہ سبحان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ۔ منہ

ہے بلکہ وہ صلیبی موت سے بچایا گیا اور مومنوں کی طرح اُس کا خدا کی طرف رفع ہوا اور جیسا کہ ہر ایک مومن ایک جلالی جسم خدا سے پاکر خدائے عزّ و جلّ کی طرف اُٹھایا جاتا ہے وہ بھی اُٹھائے گئے اور اُن نبیوں میں جا ملے جو اُن سے پہلے گذر چکے تھے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ نے **معراج** سے واپس آکر بیان فرمایا کہ جیسے اور نبیوں کے مقدّس اجسام دیکھے ویسا ہی حضرت عیسیٰ کو بھی اُنہیں کے رنگ میں پایا اور اُن کے ساتھ پایا کوئی نرالا جسم نہیں دیکھا۔

﴿۳۸﴾

پس یہ مسئلہ کیسا صاف اور صریح تھا کہ یہودیوں کا انکار محض رفع روحانی سے تھا کیونکہ وہی رفع ہے جو لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے مگر مسلمانوں نے محض اپنی ناواقفیت کی وجہ سے رفع روحانی کو رفع جسمانی بنا دیا۔ یہودیوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ جو شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہ جاوے وہ مومن نہیں بلکہ وہ تو آج تک اِسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جس کا رفع روحانی نہ ہو اور اُس کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں وہ مومن نہیں ہوتا جیسا کہ قرآن شریف بھی فرماتا ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ [1] یعنی کافروں کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ مگر مومنوں کیلئے فرماتا ہے۔ مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ [2]۔ یعنی مومنوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے۔ پس یہودیوں کا یہی جھگڑا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کافر ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف اُن کا رفع نہیں ہوا۔ یہودی اب تک زندہ ہیں مر تو نہیں گئے۔ اُن کو پوچھ کر دیکھ لو کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا کیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جاتا اور اُس کے جسم کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ جہالت بھی ایک عجیب بلا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی نافہمی سے کہاں کی بات کہاں تک پہنچا دی اور ایک فوت شدہ انسان کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو گئے حالانکہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس مقرر ہو چکی ہے۔ کیا وہ ایک سو بیس (۱۲۰) برس اب تک نہیں گذرے۔

ایسا ہی انہوں نے اپنی نافہمی سے قرآن شریف اور احادیث میں تناقض پیدا کر دیا

[1] الاعراف:۴۱ [2] صٓ:۵۱

کیونکہ قرآن شریف اُس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں **دجّال** ہے شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کرکے فرماتا ہے۔ قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ [1]۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اُس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مُردے جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجّال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں۔ اور چونکہ مظہراتم شیطان کا نصرانیت ہے اِس لئے سورۃ فاتحہ میں دجّال کا تو کہیں ذکر نہیں مگر نصاریٰ کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ اگر دجّال کوئی الگ مفسد ہوتا تو قرآن شریف میں بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا وَلَا الضَّآلِّیۡنَ [2] یہ فرمانا چاہئے تھا کہ **وَلَا الدَّجَّال**. اور آیت **اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُونَ** سے مُراد جسمانی بعث نہیں کیونکہ شیطان صرف اُس وقت تک زندہ ہے جب تک کہ بنی آدم زندہ ہیں۔ ہاں شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے سو وہ مظاہر یہی انسان کو خدا بنانے والے ہیں اور چونکہ وہ گروہ ہے اِس لئے اُس کا نام دجّال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں دجّال گروہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور اگر دجّال کو نصرانیت کے گمراہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے وہ یہ کہ جن حدیثوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں دجّال تمام زمین پر محیط ہو جائے گا انہیں حدیثوں سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ آخری دنوں میں کلیسیا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائے گی۔ پس یہ تناقض بجز اس کے کیونکر دور ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ ﴿۳۹﴾

علاوہ اس کے خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے نصرانیت کے فتنہ کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر دجّال جو بقول ہمارے مخالفوں کے بڑے زور و شور سے خدائی کا دعویٰ کرے گا اور دنیا کے تمام فتنوں سے اُس کا فتنہ بڑا ہوگا۔ اس کی نسبت قرآن شریف میں اتنا بھی ذِکر نہیں کہ اس کے

[1] الاعراف:۱۵، ۱۶ [2] الفاتحۃ:۷

فتنہ سے ایک چھوٹا پہاڑ بھی پھٹ سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ قرآن شریف تو عیسائیت کے فتنہ کو سب سے بڑا ٹھہراوے اور ہمارے مخالف کسی اور دجّال کے لئے شور مچاویں۔

اور حضرات عیسائیوں کی غلطی کو بھی دیکھو کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خدا بنا دیا اور دوسری طرف اُس کے ملعون ہونے کا بھی اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہلِ لُغت کے اتفاق سے لعنت ایک روحانی امر ہے اور ملعون راندہ درگاہِ الٰہی کو کہتے ہیں یعنی جس کا خدا کی طرف رفع نہ ہو اور جس کے دل کا کوئی تعلق محبت اور اطاعت کا خدا سے باقی نہ رہے اور خدا اُس سے بیزار ہو جائے اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اِسی لئے شیطان کا نام لعین ہے۔ پس کیا کوئی عقلمند تجویز کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دل کا تعلق خدا تعالیٰ سے بالکل ٹوٹ گیا تھا اور خدا تعالیٰ اُن سے بیزار ہو گیا تھا۔ ﴿۴۰﴾ اور عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو حضرات عیسائیاں انجیلوں کے حوالہ سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے اِس واقعہ کو یونسؑ کے واقعہ اور اسحاقؑ کے واقعہ سے مشابہت تھی اور پھر آپ ہی اس مشابہت کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں کیا وہ ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ یونسؑ نبی مچھلی کے پیٹ میں مُردہ ہونے کی حالت میں داخل ہوا تھا۔ اور مُردہ ہونے کی حالت میں اس کے اندر دو یا تین دن تک رہا۔ پس یونسؑ سے یسوع کی مشابہت کیا ہوئی زندہ کو مُردہ سے کیا مشابہت؟ اور کیا حضرات عیسائیاں ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ اسحٰق حقیقت میں ذبح ہو کر پھر زندہ کیا گیا تھا اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یسوع کے واقعہ کو اسحٰق کے واقعہ سے کیا مشابہت۔

پھر یسوع مسیح انجیل میں کہتا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانہ جتنا بھی ایمان ہو تو تم اگر پہاڑ کو یہ کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو ایسا ہی ہوگا مگر یسوع کی تمام دعا جو اپنی جان بچانے کے لئے کی گئی تھی بیکار گئی۔ اب دیکھو کہ انجیل کی رُو سے یسوع کے ایمان کا کیا حال ہے یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ یسوع کی یہ دعا تھی کہ مَیں صلیب پر مر تو جاؤں مگر گھبراہٹ نہ ہو۔ کیا باغ والی دعا صرف گھبراہٹ دور کرنے کے لئے تھی؟ اگر یہی بات تھی تو صلیب پر لٹکائے جانے کے وقت کیوں کہا تھا کہ **ایلی ایلی لما سبقتنی**۔ کیا یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ اس وقت گھبراہٹ

دور ہو چکی تھی بناوٹ کی بات کہاں تک چل سکتی ہے۔ یسوع کی دعا میں صاف یہ لفظ ہیں کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ سو خدا نے وہ پیالہ ٹال دیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ جو جان بچ جانے کے لئے کافی تھے جیسے یہ امر کہ یسوع مسیح معمول کے مطابق چھ سات دن صلیب پر نہیں رکھا گیا بلکہ اُسی وقت اُتارا گیا اور جیسے کہ یہ امر کہ اُس کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں جس طرح کہ اور لوگوں کی ہمیشہ توڑی جاتی تھیں۔ اور یہ خلاف قیاس امر ہے کہ اس قدر خفیف سی تکلیف سے جان نکل جائے۔ ﴿۴۱﴾

ہمارے مخالفوں کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے قرآن شریف سخت اعتراض کا نشانہ ٹھہرتا ہے کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسے دعاوی کو جن سے حضرت عیسیٰ کی خدائی ثابت کی جاتی ہے ردّ کرتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ پیدا ہونا (جس سے اُن کی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی) یہ کہہ کر ردّ کیا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ [1] پھر اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت مع جسمِ عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اور پھر نازل ہونے والے ہیں تو یہ تو اُن کی ایسی خصوصیت تھی کہ بے باپ پیدا ہونے سے زیادہ دھوکہ میں ڈالتی تھی۔ پس جواب دو کہ کہاں قرآن شریف نے اس کی کوئی نظیر پیش کر کے اِس کو ردّ کیا ہے کیا خدا تعالیٰ اِس خصوصیت کے توڑنے سے عاجز رہا۔ پھر ہم بیان سابق کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جس بات پر اجماعی طور سے عقیدہ تھا وہ یہی بات تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور کوئی زندہ نہیں اسی عقیدہ پر تمام صحابہؓ فوت ہوئے اور یہ عقیدہ قرآن شریف کی نص صریح کے مطابق تھا۔

پھر بعد صحابہ کے یہ دعویٰ کرنا کہ کسی وقت اِس اُمت کا اِس بات پر اجماع ہوا تھا کہ☆

☆ یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تھے۔ پس جس کا اُٹھایا جانا ثابت نہیں اس کی دوبارہ آمد کی توقع رکھنا محض طمع خام ہے۔ اوّل حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متّصل سے ثابت کرو ورنہ بے اصل مخالفت تقویٰ سے بعید ہے۔ منه

[1] ال عمران: ۶۰

حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہیں اِس سے زیادہ کوئی جھوٹ نہیں ہوگا۔ اور ایسے شخص پر امام احمد حنبل صاحب کا یہ قول صادق آتا ہے کہ جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ میں اجماع کا دعویٰ کرے وہ کذّاب ہے۔

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد اُمّت مرحومہ تہتّر فرقوں پر منقسم ہوگئی اور صدہا مختلف قسم کے عقائد ایک دوسرے کے مخالف اُن میں پھیل گئے یہاں تک کہ یہ عقائد کہ مہدی ظاہر ہوگا اور مسیح آئے گا اِن میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے۔ چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار میں پوشیدہ ہے جس کے پاس اصل قرآن شریف ہے وہ اُس وقت ظاہر ہوگا جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نئے سرے زندہ کئے جاویں گے اور وہ اُن سے غصب خلافت کا انتقام لے گا۔ اور سُنّیوں کا مہدی بھی بقول اُن کے قطعی طور پر کسی خاندان میں سے پیدا ہونے والا نہیں اور نہ قطعی طور پر عیسیٰ کے زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور بعض کا بموجب ایک حدیث کے یہ خیال ہے کہ اُمّت میں سے ایک آدمی ہے۔ پھر بعض کہتے ہیں کہ مہدی کا آنا وسط زمانہ میں ضرور ہے اور مسیح موعود بعد اس کے آئے گا۔ اور اس پر احادیث پیش کرتے ہیں۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اور مہدی دو جُدا جُدا آدمی نہیں بلکہ وہی مسیح مہدی ہے۔ اور اِس قول پر لا مھدی الّا عیسٰی کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ پھر دجّال کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ ابن صیّاد ہی دجّال☆ ہے اور وہ مخفی ہے اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا حالانکہ وہ بے چارہ مسلمان ہو چکا اور اس کی موت اسلام پر ہوئی اور مسلمانوں نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دجّال کلیسیا میں قید ہے یعنی کسی گرجا میں محبوس ہے اور آخر اسی میں سے نکلے گا۔ یہ آخری قول تو صحیح تھا مگر افسوس کہ اس کے معنی باوجود واضح ہونے کے بگاڑ دئے گئے۔ اِس میں کیا شک ہے کہ دجّال جس سے مراد عیسائیت کا بھوت ہے ایک مُدّت تک گرجا میں قید رہا ہے اور اپنے دجّالی تصرّفات سے رُکا رہا ہے مگر

﴿۴۲﴾

☆ ابن صیّاد کا حج کرنا بھی ثابت ہے اور مسلمان بھی تھا مگر باوجود حج کرنے اور مسلمان ہونے کے دجّال کے نام سے بچ نہ سکا۔ منہ

اب آخری زمانہ میں اس نے قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اُس کی مُشکیں کھولی گئی ہیں تا جو جو حملے کرنا اُس کی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ دجّال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے☆۔ اور بعض حضرت عیسیٰ کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں معتزلہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل ہیں اور بعض صُوفیوں کا قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنے والے سے مراد کوئی اُمّتی انسان ہے کہ جو اِسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ اب ذرا غور کر کے دیکھ لو کہ مسیح اور مہدی اور دجّال کے بارے میں کس قدر اس اُمّت میں اختلاف موجود ہے اور بموجب آیت کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ[1] ہر ایک اپنے عقیدہ کی نسبت اجماع کا دعویٰ کر رہا ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت میں بہت سے اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہی اختلافات طبعًا چاہتے ہیں کہ اُن کے تصفیہ کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے کیونکہ یہی قدیم سے سُنّت اللہ ہے۔ جب یہودیوں میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے تو اُن کے لئے حضرت عیسیٰ حَکَمْ بن کر آئے۔ اور جب عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو اُن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَمْ مقرر ہو کر مبعوث ہوئے۔ ﴿۴۳﴾

اب اِس زمانہ میں دنیا اختلافات سے بھر گئی۔ ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اُمّتِ محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں۔ اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقائد پیدا ہو گئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اِس لئے بموجب سُنّت اللہ کے ضروری تھا کہ

☆ اِس شیطان کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے یہ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جسّاسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا۔ پھر قرون ثلاثہ کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اِس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اس کی طاقت بڑھتی گئی یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اُس نے خروج کیا اِسی بھُوت کا نام دجّال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سُورۃ فاتحہ کے اخیر میں وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کی دُعا میں ڈرایا ہے۔ منہ

[1] الروم:۳۳

ان سب اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لئے کوئی حَکَمْ آتا۔ سو اسی حَکَمْ کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا گیا یعنی باعتبار خارجی نزاعوں کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح ٹھہرا اور باعتبار اندرونی جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے اس کو مہدی معہود کر کے پکارا گیا۔ اگرچہ اس بارے میں سُنّت اللہ اس قدر متواتر تھی کہ کچھ ضرور نہ تھا کہ حدیثوں کے ذریعہ سے یہ ظاہر کیا جاتا کہ ایک شخص حَکَمْ ہو کر آئے گا جس کا نام مسیح ہوگا لیکن حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اِسی اُمّت میں سے ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَمْ ہوگا یعنی جس قدر اختلافات داخلی اور خارجی موجود ہیں اُن کو دور کرنے کے لئے خدا اُسے بھیجے گا۔ اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا اُسے راستی پر قائم کرے گا اور وہ جو کچھ کہے گا بصیرت سے کہے گا اور کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے کیونکہ اُس زمانہ میں مختلف عقائد کے باعث منقولی مسائل جن کی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائیں گے اور بباعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنے والے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنے والے ایک حَکَمْ کے محتاج ہوں گے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کرے گا جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ہوا اور پھر بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ ﴿۴۴﴾

اِس جگہ اس سُنّت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنے کے لئے ہوتی ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے لئے یہود کی کتابوں میں پیشینگوئی کی گئی تھی کہ وہ اُس وقت آئے گا جبکہ اِلیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب میں اب تک موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کے لئے بڑی ٹھوکر کا باعث ہوئی اور وہ اب تک منتظر ہیں کہ اِلیاس نبی آسمان سے نازل ہوگا اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہو اور پھر اُن کا سچا مسیح آئے گا مگر اب تک نہ اِلیاس دوبارہ زمین پر نازل ہوا اور نہ ایسا مسیح آیا جو اس شرط کو پوری کرتا۔

اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے

خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہوں گے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے اُن کا ظہور ہوگا اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اِس پیشگوئی کے یہی معنے سمجھے تھے کہ وہ آخرالزمان کا نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہو گیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے آئے گا اور اُس کا مولد مکّہ ہوگا اور اُس کا نام **مُحَمَّد** ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔

پس جب کہ اِس امر کے لئے دو[2] مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سے اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں ﴿۴۵﴾ اور بالاتفاق اس کو اُمتی بھی قرار دیا گیا ہے اِس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہوگا حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نص قرآن ہے☆۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا[1] پس اگر بشر کے جسم عنصری کا آسمان پر چڑھانا عادت اللہ میں داخل تھا تو اِس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا کیا عیسیٰ بشر نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانے کے وقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا[2] مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چڑھنے کا جب سوال کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آ گیا۔ اور جس کو علم کتاب اللہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیدی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رؤیت کے ساتھ اِسی شہادت کو ادا کر دیا

☆ کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا رہا نزول کا لفظ سو وہ اکرام اوراعزاز کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اِسی لئے نزیل مسافر کو کہتے ہیں پس صرف نزول کے لفظ سے آسمان سمجھ لینا پرلے درجہ کی ناسمجھی ہے۔ منه

[1] بنی اسرائیل: ۹۴ [2] المرسلات: ۲۶، ۲۷

ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا ہے پھر باوجود اِن دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا سے الہام پا کر میری ہے۔ اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو مَیں جھوٹا ہوں لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟

دیکھو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اِس قدر تائید اور نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سے جو ظہور میں آچکے صرف ایک یا دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے پیش کرنا کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اَے نادانو! اور عقل کے اندھو! اور انصاف اور دیانت سے دور رہنے والو! ہزارہا پیشگوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیشگوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آسکا تو کیا تم اِس عذر سے خدا تعالیٰ کے سامنے معذور ٹھہر جاؤ گے☆۔ توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دیں گے۔ ﴿۴۶﴾

☆ اگر خدا تعالیٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظہور میں آچکے ہیں آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے پھر اگر اس قدر نشانوں میں سے دو تین نشان کسی مخالف کی نظر میں مشتبہ ہیں تو اُن کی نسبت شور مچانا اور اس قدر نشانوں سے فائدہ نہ اُٹھانا کیا یہی ان لوگوں کا تقویٰ ہے کیا انبیاء کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی؟ منہ

یہ تو خدا کے نشان ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ مگر تم سوچو کہ اس مخالفت میں تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے بجز اِس کے کہ ایسی حدیثیں پیش کرتے ہو جن کے مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے اور جن کے مخالف حدیثیں بھی موجود ہیں اور جن کے مخالف واقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہیں۔ وہ دجّال کہاں ہے؟ جس سے تم ڈراتے ہو مگر لَا الضَّآلِّیْنَ والا دجّال دن بدن دنیا میں ترقی کر رہا ہے اور قریب ہے کہ آسمان و زمین اس کے فتنہ سے پھٹ جائیں۔ پس اگر تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو سُورۃ فاتحہ پر غور کرنا ہی تمہارے لئے کافی تھا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ تم نے مسیح موعود کی پیشگوئی کے معنی سمجھے ہیں وہ صحیح نہ ہوں۔ کیا ان غلطیوں کے نمونے یہود اور نصاریٰ میں موجود نہیں ہیں پھر تم کیونکر غلطی سے بچ سکتے ہو۔ اور کیا خدا کی یہ عادت نہیں ہے کہ کبھی وہ ایسی پیشگوئیوں سے اپنے بندوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے جیسا کہ توریت اور ملاکی نبی کی پیشگوئی سے اور انجیل کی پیشگوئی سے یہود و نصاریٰ کو امتحان میں ڈالا گیا۔ سو تقویٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو کیا جیسا کہ یہود نے اور اُن کے نبیوں نے سمجھا تھا آخری نبی بنی اسرائیل میں سے آیا یا الیاس نبی دوبارہ زمین پر آ گیا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہود نے دونوں جگہ غلطی کھائی۔ پس تم ڈرو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہیں سورہ فاتحہ میں ڈراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہود بن جاؤ۔ یہود بھی تمہارے دعویٰ کی طرح ظاہر الفاظ کتاب اللہ سے متمسک تھے۔ مگر بوجہ اِس کے کہ حَکَمْ کی بات کو انہوں نے نہ مانا اور اُس کے نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا مواخذہ میں آ گئے اور اُن کا کوئی عذر سنا نہ گیا۔

﴿۴۷﴾ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ساتویں صدی پر مبعوث ہوئے تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ساتویں صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی۔ سو خدا تعالیٰ نے دونوں قوموں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حَکَمْ مبعوث فرمایا۔ مگر جو مسلمانوں کیلئے حَکَمْ مقدر تھا اُس کے ظہور کی میعاد پہلی میعاد سے دو چند کی گئی یعنی چودھویں صدی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عیسائی تو صرف ساتویں تک بگڑ گئے مگر مسلمانوں کی حالت میں اس مدّت کے

دو حصہ میں پہنچ کر فتور آئے گا اور چودھویں صدی کے سر پر اُن کا حَکَمْ ظاہر ہوگا۔

پھر ہم اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ **وحی کے اقسامِ ثلاثہ** میں سے اکمل اور اتم وہ وحی ہے جو علم کی تیسری قسم میں داخل ہے جس کا پانے والا انوار سُبحانی میں سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم ہے۔ اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ پہلی قسم وحی یا خواب کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات میں ایک دھواں دیکھتا ہے اور اُس سے ظنّی طور پر استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہوگی اور وہ استدلال ہرگز یقینی نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دُھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دُھوئیں سے متشابہ ہو۔ یا دُھواں تو ہو مگر وہ ایک ایسی زمین سے نکلتا ہو جس میں کوئی مادہ آتشی موجود ہو۔ پس یہ علم ایک عقلمند کو اُس کے ظنون سے رہائی نہیں بخش سکتا اور اُس کو کوئی ترقی نہیں دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس اس علم کی حد تک اُن لوگوں کی خوابیں اور الہام ہیں جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے اُن کو آتی ہیں کوئی عملی حالت اُن میں موجود نہیں یہ تو علم الیقین کی مثال ہے۔ اور جس شخص کی خواب اور الہام کا سر چشمہ یہی درجہ ہے اُس کے دل پر اکثر شیطان کا تسلّط رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرنے کے لئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ جموں کا رہنے والا بدقسمت **چراغدین** ﴿۴۸﴾ جو پہلے میری جماعت میں داخل تھا اسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اُس کو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور مرسلین میں سے ہے اور حضرت عیسیٰ نے اُس کو ایک عصا دیا ہے کہ تا دجّال کو اُس سے قتل کرے اور مجھے اُس نے دجّال ٹھہرایا۔ آخر اس پیشگوئی کے مطابق جو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں درج ہے مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے جواناں مرگ مرا۔ اور موت کے دنوں کے قریب اُس نے یہ مضمون بھی مباہلہ کے طور پر میرا نام لے کر شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کر دے۔ سو وہ خود ۴/ اپریل

۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ فاتقوا اللّٰہ یا معشر الملھمین۔

دوسری حالت وہ ہے کہ جیسے انسان اندھیری رات کے وقت اور سخت سردی کے وقت ایک روشنی کو دور سے مشاہدہ کرتا ہے اور وہ روشنی اُس کو اگرچہ راہِ راست کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے مگر سردی کو دور نہیں کر سکتی۔ اِس درجہ کا نام **عین الیقین** ہے اور اس درجہ کا عارف خدا تعالیٰ سے تعلق تو رکھتا ہے مگر وہ تعلق کامل نہیں ہوتا۔ اِس مذکورہ بالا درجہ پر شیطانی الہامات بکثرت ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ایسے شخص کو جس قدر شیطان سے تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اُس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اُس کو محسوس ہو جاتا ہے کہ درحقیقت آگ یہ ہے اور اُس سے اپنی سردی کو دور کرتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جس کے ساتھ ظنّ جمع نہیں ہو سکتا اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلّی دور کرتا ہے۔ اِس حالت کا نام **حق الیقین** ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلّیاتِ الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں اُن کی درست ہو جاتی ہیں اِس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمل ہوتی ہے اور اس درجہ کو پانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ انہیںؔ کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ ظنّ کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو ملتا ہے۔ اور ہزارہا برکات اُن کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ ان کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ دور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ اور اُن کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اسی لئے جس طرح خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی اُن کے لئے بھی یہی چاہتا ہے کہ اُس کے بندے اُن کو شناخت کر لیں۔ پس اِسی غرض سے وہ بڑے بڑے نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے ہر ایک جو اُن کا مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔

﴿۴۹﴾

ہر ایک جو اُن سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے اور خدا اُن کی ہر بات میں اور حرکات میں اور اُن کے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے اور اُن کے دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو اُن کی خدمت میں لگا دیتا ہے اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے ایسا ہی اُن تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں پر نظر ڈال کر جو اُن کے لئے خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبول الٰہی ہیں پس وہ اُن تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کثرت اور اس صفائی سے ہوتے ہیں کہ اُن میں کوئی دوسرا شریک اُن کا ہو ہی نہیں سکتا۔

ماسوا اس کے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے صفاتِ اخلاقیہ سے دلوں میں اپنی محبت جماوے ایسا ہی اُن کی صفاتِ اخلاقیہ میں اِس قدر معجزانہ تاثیر رکھ دیتا ہے کہ دل اُن کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ وہ ایک عجیب قوم ہے کہ مَرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونے کے بعد پاتے ہیں اور اِس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ اُن کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا اُن کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دُنیا بے خبر ہے۔ اور اُن سے ﴿۵۰﴾ خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اِس لئے ہر ایک ابتلاء کے وقت خدا نے اُس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے آگ کو اُس کے لئے سرد کر دیا۔ اور جب ایک بدکردار **بادشاہ** اُن کی بیوی سے بدارادہ رکھتا تھا تو خدا نے اُس کے اُن ہاتھوں پر بلا نازل کی جن کے ذریعہ سے وہ اپنے پلید ارادہ کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ پھر جبکہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے کو جو اسمٰعیل تھا ایسی پہاڑیوں میں ڈال دیا جن میں نہ پانی نہ دانہ تھا تو خدا نے غیب سے اُس کے لئے پانی اور سامانِ خوراک پیدا کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ظالم لوگ اُن کو ہلاک کر دیتے ہیں اور آگ میں ڈالتے اور پانی میں غرق کر دیتے ہیں اور کوئی مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو نہیں پہنچتی گو وہ

نیک بھی ہوتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ بدذات لوگ اُن کی عورتوں سے زنا بالجبر کرتے ہیں۔ اور کئی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد کسی جنگل میں پانی سے ترستی ترستی مر جاتی ہے اور اُن کے لئے غیب سے کوئی آبِ زمزم پیدا نہیں ہوتا۔ پس اِس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر ایک شخص سے بقدر تعلق ہوتا ہے۔ اور گو محبوبین الٰہی پر مصائب بھی پڑتی ہیں مگر نُصرتِ الٰہی نمایاں طور پر اُن کے شاملِ حال ہوتی ہے اور غیرتِ الٰہی ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اُن کو ذلیل اور رسوا کرے اور اُس کی محبت گوارا نہیں کرتی کہ اُن کا نام دنیا سے مٹادے۔

اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اُس میں اور اُس کے ربّ میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وہ وفا اور صدق کے تمام اُن مراتب کو پورے کر کے دکھلاتا ہے جو حجاب سوز ہیں تب وہ خدا کا اور اُس کی قدرتوں کا وارث ٹھہرایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اس کے لئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شر ہوتے ہیں ﴿۵۱﴾ اور بعض بطور افاضۂ خیر اور بعض اُس کی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اُس کے اہل و عیال کے متعلق اور بعض اُس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض اُس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اُس کے اہل وطن کے متعلق اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے۔ غرض کوئی نشان ایسا نہیں ہوتا جو اُس کے لئے دِکھلایا نہیں جاتا اور یہ مرحلہ دقّت طلب نہیں اور کسی بحث کی اِس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اگر درحقیقت کسی شخص کو یہ تیسرا درجہ نصیب ہو گیا ہے جو بیان ہو چکا ہے تو دنیا ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہر ایک جو اُس پر گرے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا اور جس پر وہ گرے گا اُس کو ریزہ ریزہ کر دے گا کیونکہ اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور اُس کا مُنہ خدا کا مُنہ ہے اور اُس کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ درہم و دینار اکثر لوگوں کے پاس (جو مالدار ہیں) ہوتے ہیں لیکن اگر وہ گستاخی کر کے بادشاہ کا مقابلہ کریں جس کے خزائن مشرق و مغرب میں پڑے ہوئے ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلّت کے کیا ہوگا؟ ایسے لوگ ہلاک ہوں گے اور وہ تھوڑے سے درہم و دینار اُن کے بھی ضبط کئے جائیں گے۔

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزّت کسی کو نہیں دیتا مگر اُنہیں کو جو اُس کی محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر اُنہیں کو جو اُس کے لئے بمنزلہ اُس کی توحید اور تفرید کے ہیں اور ایسے اُس کی دوستی میں محو ہوئے ہیں جو اَبْ بمنزلہ اُس کی صفات کے ہیں۔ وہ ان کو نور دیتا ہے اپنے نور میں سے اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سے اُس یار یگانہ کی پرستش کرتے ہیں اور اُس کی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں بلکہ پرستش اُس سے ہو سکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حُسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اُس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اُس کی ہستی کے آگے مُردہ متصوّر ہو اور ہر ایک خوف اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اُسی کی درد میں لذّت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اُس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجُز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اِسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ[1] یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حقِ پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو۔ خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اُس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اُسی پر توکّل کرے اور اُسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اُسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اُسی کی یاد کو سمجھے اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حُکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجا لائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم

﴿۵۲﴾

[1] الفاتحۃ:۵

میں اس حد تک کوشش کرے کہ اُس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔ یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔ تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے اور اس شربت کو پیتے ہیں۔ زنا سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا ہُنر نہیں۔ مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کے لئے انسان مامور ہے اور جو شخص یہ عبادت بجالاتا ہے تب تو اُس کے اِس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ . صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[1] یعنی اے ہمارے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اُس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کر سکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں۔

﴿۵۳﴾

اے گرفتارِ ہوا در ہمہ اوقاتِ حیٰوۃ — باچنیں نفس سیہ چوں رسدت زوعَونے
گرتو آن صدق بورزی کہ بورزید کلیم — عجبے نیست اگر غرق شود فرعونے

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے کہ کسی کو بجُز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اپنے نفس کے تمام تعلقات توڑ کر خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔ تب اُن کا وجود مظہر تجلّیاتِ الٰہیہ ہو جاتا ہے اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ ہزار اپنے تئیں پوشیدہ کریں مگر خدا تعالیٰ اُن کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ نشان اُن سے ظاہر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔

[1] الفاتحۃ : ۶،۷

دنیا اُن کا کسی بات میں مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ ہر ایک راہ میں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں خدا کا ہاتھ اُن کو مدد دیتا ہے۔ ہزارہا نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک جو اُن کی دشمنی سے باز نہیں آتا آخر وہ بڑی ذِلّت کے ساتھ ہلاک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک اُن کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ خدا حلیم ہے اور آہستگی سے کام کرتا ہے لیکن ہر ایک جو اُن کی دشمنی سے باز نہیں آتا اور عمداً ایذا پر کمر بستہ ہے خدا اُس کے استیصال کے لئے ایسا حملہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ایک مادہ شیر (جبکہ کوئی اُس کے بچہ کو مارنے کے لئے قصد کرے) غضب اور جوش کے ساتھ اُس پر حملہ کرتی ہے اور نہیں چھوڑتی جب تک اُس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دے۔ ﴿۵۴﴾ خدا کے پیارے اور دوست ایسی مصیبتوں کے وقت میں ہی شناخت کئے جاتے ہیں جب کوئی اُن کو دُکھ دینا چاہتا ہے اور اس ایذا پر اصرار کرتا ہے اور باز نہیں آتا تب خدا صاعقہ کی طرح اُس پر گرتا ہے اور طوفان کی طرح اپنے غضب کے حلقہ میں اُس کو لے لیتا ہے اور بہت جلد ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ ہے جس طرح تم دیکھتے ہو کہ آفتاب کی روشنی اور کرمِ شب چراغ کی روشنی میں کوئی اشتباہ نہیں ہوسکتا اِسی طرح وہ نور جو اُن کو دیا جاتا ہے اور وہ نشان جو اُن کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ روحانی نعمتیں جو اُن کو عطا ہوتی ہیں اُن کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہوسکتا اور اُن کی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی۔ خدا اُن پر نازل ہوتا ہے اور خدا کا عرش اُن کا دِل ہو جاتا ہے اور وہ ایک اور چیز بن جاتے ہیں جس کی تہ تک دنیا نہیں پہنچ سکتی۔

اور یہ سوال کہ کیوں خدا اُن سے ایسا تعلق پکڑ لیتا ہے؟ اِس کا یہ جواب ہے کہ خدا نے انسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہیں رہ سکتا اور خلا یعنی خالی رہنا اُس میں محال ہے پس جب کوئی ایسا دل ہو جاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اُس کی آرزوؤں اور دنیا کی محبت اور اُس کی تمناؤں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور سفلی محبتوں کی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہو چکا ہے خدا تعالیٰ تجلّیات حسن و جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کر دیتا ہے تب دنیا اُس سے دشمنی

کرتی ہے کیونکہ دنیا شیطان کے سایہ کے نیچے چلتی ہے اِس لئے وہ راستباز سے پیار نہیں کرسکتی مگر خدا اُس کو ایک بچہ کی طرح اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیتا ہے اور اُس کے لئے ایسی ایسی طاقتِ الوہیت کے کام دکھلاتا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کی آنکھ کو چہرہ خدا کا نظر آجاتا ہے۔ پس اُس کا وجود خدا نما ہوتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

﴿۵۵﴾ اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں اُن کی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان اُمور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر اُن کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی ان کے معارف اور حقائق بھی کیفیت اور کمیّت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور خدا کے کلام کے متعلق وہ معارفِ صحیحہ اُن کو سوجھتے ہیں جو دوسروں کو نہیں سوجھ سکتے کیونکہ وہ روح القدس سے مدد پاتے ہیں اور جس طرح اُن کو ایک زندہ دل دیا جاتا ہے اسی طرح اُن کو ایک زبان عطا کی جاتی ہے اور اُن کے معارف حال کے چشمہ میں سے نکلتے ہیں نہ محض قال کے گندہ کیچڑ سے اور انسانی فطرت کی تمام عمدہ شاخیں اُن میں پائی جاتی ہیں اور اِسی کے مقابل پر تمام قسم کی نصرت بھی اُن کو عطا ہوتی ہے۔ اُن کے سینے کھولے جاتے ہیں اور اُن کو خدا کی راہ میں ایک غیر معمولی شجاعت بخشی جاتی ہے وہ خدا کے لئے موت سے نہیں ڈرتے اور آگ میں جل جانے سے خوف نہیں کرتے۔ اُن کے دودھ سے ایک دنیا سیراب ہوتی ہے اور کمزور دل قوت پکڑتے ہیں۔ خدا کی رضا جوئی کے لئے اُن کے دل قربان ہوتے ہیں۔ وہ اُسی کے ہوجاتے ہیں اسی لئے خدا اُن کا ہوجاتا ہے اور جب وہ اپنے سارے دل سے خدا کی طرف جھکتے ہیں تو خدا اُسی طرح اُن کی طرف جھکتا ہے کہ ہر ایک کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہر میدان میں خدا اُن کی پاسداری کرتا ہے۔ درحقیقت خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کرسکتا مگر وہی قادر خدا جس کی دلوں پر نظر ہے پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اُس کی طرف آگیا۔ اُس کے لئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اُس کی مدد کے لئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہوجاتا ہے۔ وہ اُس کے لئے وہ قدرتیں دکھلاتا ہے جو دنیا پر مخفی ہیں اور اس کے لئے ایسا غیرت مند ہوجاتا ہے کہ کوئی

﴿۵۶﴾

خویش اپنے خویش کے لئے ایسی غیرت دکھلا نہیں سکتا۔ اپنے علم میں سے اُس کو علم دیتا ہے اور اپنی عقل میں سے اُس کو عقل بخشتا ہے اور اُس کو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے کہ دوسرے تمام لوگوں سے اُس کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مَر کر ایک نیا تولّد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئے وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا اُن کو غیروں کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وہ آپ پوشیدہ ہے۔ مگر پھر بھی اپنے چہرہ کی چمک اُن کے مُنہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور اُن کی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اور اُن پر جب کوئی مصیبت آوے تو وہ اُس سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے قدم بڑھاتے ہیں اور اُن کا آج کا دن کل کے دِن سے جو گذر گیا معرفت اور محبت میں زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک دم محبّانہ تعلق اُن کا ترقی میں ہوا کرتا ہے اور اُن کی شدّتِ محبت اور توکل اور تقویٰ کی وجہ سے اُن کی دُعائیں ردّ نہیں ہوتیں اور وہ ضائع نہیں کی جاتیں کیونکہ وہ خدا کی رضا جوئی میں گُم ہو جاتے ہیں اور اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اِس لئے خدا بھی اُن کی رضا جوئی کرتا ہے۔ وہ نہاں در نہاں ہوتے ہیں دنیا اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور چلے جاتے ہیں اور اُن کے بارے میں سرسری رائیں نکالنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نہ دوست اُن کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دشمن کیونکہ وہ احدیّت کی چادر کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کون اُن کی پوری حقیقت جانتا ہے مگر وہی جس کے جذباتِ محبت میں وہ سرمست ہیں۔ وہ ایک قوم ہے جو خدا نہیں مگر خدا سے ایک دم بھی الگ نہیں۔ وہ سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا سے وفا کرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کی راہ میں صدق اور استقامت دکھلانے والے۔ سب سے زیادہ خدا پر توکل کرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کی رضا کو ڈھونڈنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کا ساتھ اختیار کرنے والے۔ سب سے زیادہ اپنے ربّ عزیز سے محبت کرنے والے ہیں اور تعلق باللہ میں اُن کا اُس جگہ تک قدم ہے جہاں تک انسانی نظریں نہیں پہنچتیں اِس لئے خدا ایک ایسی خارق عادت نصرت کے ساتھ اُن کی طرف دوڑتا ہے کہ گویا وہ اور ہی خدا ہے اور وہ کام اُن کے لئے دکھلاتا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی غیر کے لئے اُس نے دکھلائے نہیں۔

﴿۵۷﴾

بابِ چہارم

اپنے حالات کے بیان میں یعنی اس بات کے بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے ان اقسام ثلاثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے

☆

خدا تعالیٰ اِس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اُس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلبِ سلیم تھا۔ یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اُس کا بجُز خدائے عزّ و جلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ مَیں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اَب بوڑھا ہوا۔ مگر مَیں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزّ و جلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔ گویا رُومی مولوی صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے: ؎

من زِ ہر جمعیّتے نالاں شُدم جُفتِ خوشحالان و بدحالان شُدم
ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من و از درونِ من نجست اسرارِ من

اگرچہ خدا نے کسی چیز میں میرے ساتھ کمی نہیں رکھی اور اس درجہ تک ہر ایک نعمت اور راحت مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہیں کہ مَیں اُس کا شکر ادا کر سکوں تاہم میری فطرت کو اُس نے ایسا بنایا ہے کہ مَیں دنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ رہا ہوں۔ اور اُس زمانہ میں بھی جبکہ مَیں اِس دنیا میں ایک نیا مسافر تھا اور میرے بالغ ہونے کے ایّام ابھی تھوڑے تھے۔ مَیں اِس تپشِ محبت سے خالی نہیں تھا جو خدائے عزّ و جلّ سے ہونی چاہئے اور اِسی تپشِ محبت کی وجہ سے مَیں ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوا۔ جس کے

﴿۵۸﴾

عقائد خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر قدم میں خدائے عزّوجلّ کی توہین ہے۔ ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کر سکا اُس کو خدا ٹھہرایا گیا اور اُسی کو خَالِقُ السَّمٰوات والارض سمجھا گیا۔ دنیا کی بادشاہت جو آج ہے اور کل نابود ہوسکتی ہے اُس کے ساتھ ذلّت جمع نہیں ہوسکتی۔ پھر خدا کی حقیقی بادشاہی کے ساتھ اتنی ذلّتیں کیوں جمع ہوگئیں کہ وہ قید میں ڈالا گیا اُس کو کوڑے لگے اور اُس کے مُنہ پر تھوکا گیا۔ اور آخر بقول عیسائیوں کے ایک لعنتی موت اُس کے حصہ میں آئی جس کے بغیر وہ اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا تھا☆ کیا ایسے کمزور خدا پر کچھ بھروسہ ہوسکتا ہے اور کیا خدا بھی ایک فانی انسان کی طرح مَر جاتا ہے اور پھر صرف جان نہیں بلکہ اُس کی عصمت اور اُس کی ماں کی عصمت پر بھی یہودیوں نے ناپاک تُہمتیں لگائیں اور کچھ بھی اُس خدا سے نہ ہوسکا کہ زبردست طاقتیں دکھلا کر اپنی بریّت ظاہر کرتا۔ پس ایسے خدا کا ماننا عقل تجویز نہیں کرسکتی جو خود مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں مر گیا اور یہودیوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا اور یہ کہنا کہ اُس نے عمداً اپنے تئیں صلیب پر چڑھایا تا اُس کی اُمت کے گناہ بخشے جائیں اِس سے زیادہ کوئی بیہودہ خیال نہیں ہوگا۔ جس شخص نے تمام رات

☆ یہ بات کہ اس لعنتی موت پر مسیح خود راضی ہوگیا تھا اِس دلیل سے ردّ ہوجاتی ہے کہ مسیح نے باغ میں رو رو کر دعا کی کہ وہ پیالہ اُس سے ٹل جائے اور پھر صلیب پر کھینچنے کے وقت چیخ مار کر کہا کہ **ایلی ایلی لما سبقتنی** یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اگر وہ اس صلیبی موت پر راضی تھا تو اُس نے کیوں دعائیں کیں اور یہ خیال کہ مسیح کی صلیبی موت خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ایک رحمت تھی اور خدا نے خوش ہوکر ایسا کام کیا تھا تا دنیا مسیح کے خون سے نجات پاوے تو یہ وہم اِس دلیل سے ردّ ہوجاتا ہے کہ اگر درحقیقت اُس دن رحمت الٰہی جوش میں آئی تھی تو کیوں اُس دن سخت زلزلہ آیا یہاں تک کہ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور کیوں سخت آندھی آئی اور سورج تاریک ہوگیا۔ اِس سے تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح کو صلیب دینے پر سخت ناراض تھا جس کی وجہ سے چالیس۴۰ برس تک خدا نے یہودیوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہے۔ اوّل سخت طاعون سے ہلاک ہوئے اور آخر طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی مارے گئے۔ منه

اپنی جان بچانے کے لئے رو رو کر ایک باغ میں دعا کی اور وہ بھی منظور نہ ہوئی اور پھر گھبراہٹ اس قدر اس پر غالب آئی کہ صلیب پر چڑھنے کے وقت **ایلی ایلی لما سبقتنی** کہہ کر اپنے خدا کو خدا کر کے پکارا اور اس شدّتِ بیقراری میں باپ کہنا بھی بھول گیا۔ کیا اُس کی نسبت کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اُس نے اپنی مرضی سے جان دی۔ عیسائیوں کے اِس متناقض بیان کو کون سمجھ سکتا ہے کہ ایک طرف تو یسوع کو خدا ٹھہرایا جاتا ہے پھر وہی خدا کسی اور خدا کے آگے رو رو کر دعا کرتا ہے جبکہ تینوں خدا یسوع کے اندر ہی موجود تھے اور وہ اُن سب کا مجموعہ تھا تو پھر اُس نے کِس کے آگے رو رو کر دعا کی۔ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اُن تین[۳] خداؤں کے علاوہ کوئی اور بھی زبردست خدا ہے جو اُن سے الگ اور اُن پر حکمران ہے جس کے آگے تینوں خداؤں کو رونا پڑا۔ ﴿۵۹﴾

پھر جس غرض کیلئے خودکُشی اختیار کی گئی وہ غرض بھی تو پُوری نہ ہوئی☆۔ غرض تو یہ تھی کہ یسوع کو ماننے والے گناہ اور دنیا پرستی اور دنیا کے لالچوں سے باز آجائیں مگر نتیجہ برعکس ہوا۔ اِس خودکُشی سے پہلے تو کسی قدر یسوع کے ماننے والے رُو بخدا بھی تھے مگر بعد اس کے جیسے جیسے خودکُشی اور کفّارہ کے عقیدہ پر زور دیا گیا اُسی قدر دنیا پرستی اور دنیا کے لالچ اور دنیا کی

☆ افسوس کہ قرونِ ثلاثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہو گیا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے اور ابتک وہیں زندہ مع جسم عنصری بیٹھے ہیں اُن پر موت نہیں آئی اور اس طرح پر ان نادان مسلمانوں نے عیسائی مذہب کو بڑی مدد دی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں حالانکہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں بتصریح ان کی موت کا ذکر ہے مثلاً آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي[۱] کیسی صاف تصریح سے ان کی موت پر دلالت کرتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ آیت مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ[۲] حضرت عیسیٰؑ کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی ایسی سمجھ پر رونا آتا ہے۔ کیا جو شخص مصلوب نہیں ہوتا وہ مرتا نہیں؟ میں نے بار بار بیان کیا ہے کہ قرآن شریف میں نفی صلیب اور رفع عیسیٰ کا ذکر اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کرے بلکہ اس لئے یہ ذکر ہے کہ تا یہ ثابت کرے کہ عیسیٰ لعنتی موت سے نہیں مرا۔ اور مومنوں کی طرح اس کا رفع روحانی ہوا ہے اِس میں یہود کا ردّ مقصود ہے کیونکہ وہ اُن کے رفع ہونے کے منکر ہیں۔ منہ

۱؎ المائدة:۱۱۸ ۲؎ النساء:۱۵۸

خواہش اور شراب خواری اور قمار بازی اور بدنظری اور ناجائز تعلقات عیسائی قوم میں بڑھ گئے کہ جیسے ایک خونخوار اور تیز رَو دریا پر جو ایک بند لگایا گیا تھا وہ بند یک دفعہ ٹوٹ جائے اور اِرد گرد کے تمام دیہات اور زمین کو تباہ کردے۔ یہ بھی یاد رہے کہ صرف گناہ سے پاک ہونا انسان کیلئے کمال نہیں۔ ہزاروں کیڑے مکوڑے اور چرند و پرند ہیں کہ کوئی گناہ نہیں کرتے۔ پس کیا ان کی نسبت ہم خیال کرسکتے ہیں کہ وہ خدا تک پہنچ گئے ہیں۔ پس سوال یہ ہے کہ مسیح نے رُوحانی کمالات کے حاصل کرنے کے لئے کونسا کفّارہ دیا انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اوّل بدی سے پرہیز کرنا۔ دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قُوتیں اس کی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ ایک طرف تو جذباتِ نفسانی اس کو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور دُوسری طرف محبتِ الٰہی کی آگ جو اُس کی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اُس گناہ کے خس و خاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس و خاشاک کو جلاتی ہے۔ مگر اُس رُوحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفتِ الٰہی پر موقوف ہے کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اُس کی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حسن اور خوبی کا تمہیں علم نہیں تم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے۔ پس خدائے عزّ و جلّ کی خوبی اور حُسن و جمال کی معرفت اس کی محبت پیدا کرتی ہے اور محبت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں مگر سنّت اللہ اِسی طرح پر جاری ہے کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں کی معرفت ملتی ہے اور ان کی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کو دیا گیا وہ اُن کی پیروی سے سب کچھ پا لیتے ہیں۔ ﴿۶۰﴾

مگر افسوس کہ عیسائی مذہب میں معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی ہمکلامی پر مُہر لگ گئی ہے اور آسمانی نشانوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ پھر تازہ بتازہ معرفت کس ذریعہ سے حاصل ہو۔ صرف قصّوں کو زبان سے چاٹو۔ ایسے مذہب کو ایک عقلمند کیا کرے جس کا خدا ہی کمزور اور عاجز ہے اور جس کا سارا مدار قصّوں اور کہانیوں پر ہے۔

اِسی طرح ہندو مذہب جس کی ایک شاخ آریہ مذہب ہے وہ سچائی کی حالت سے بالکل گرا ہوا ہے اُن کے نزدیک اِس جہان کا ذرّہ ذرّہ قدیم ہے جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ پس ہندوؤں کو اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے بغیر کوئی چیز ظہور میں نہیں آئی اور جس کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی اور کہتے ہیں کہ اُن کا پرمیشر کسی کے گناہ معاف نہیں کرسکتا گویا اُس کی اخلاقی حالت انسان کی اخلاقی حالت سے بھی گری ہوئی ہے جبکہ ہم اپنے گنہگاروں کے گنہ معاف کر سکتے ہیں اور اپنے نفوس میں ہم یہ قوت پاتے ہیں کہ جو شخص سچے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرے اور اپنے فعل پر سخت نادم ہو اور آئندہ کے لئے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے اور تذلّل اور انکسار سے ہمارے سامنے توبہ کرے تو ہم خوشی کے ساتھ اُس کے گناہ معاف کر سکتے ہیں بلکہ معاف کرنے سے ہمارے اندر ایک خوشی پیدا ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ وہ پرمیشر جو خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس کے پیدا کردہ گنہگار ہیں اور اُن کے گناہ کرنے کی طاقتیں بھی اسی کی طرف سے ہیں۔ اُس میں یہ عمدہ خلق نہیں اور جب تک کروڑوں سال تک ایک گناہ کی سزا نہ دے خوش نہیں ہوتا۔ ایسے پرمیشر کے ماتحت رہ کر کیونکر کوئی نجات پا سکتا ہے اور کیونکر کوئی ترقی حاصل کرسکتا ہے۔

غرض مَیں نے خوب غور سے دیکھا کہ یہ دونوں مذہب راستبازی کے مخالف ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جس قدر اِن مذاہب میں روکیں اور نومیدی پائی جاتی ہے مَیں سب کو اِس رسالہ میں لِکھ نہیں سکتا۔ صرف بطور خلاصہ لکھتا ہوں کہ وہ خدا جس کو پاک روحیں تلاش کرتی ہیں اور جس کو پانے سے انسان اِسی زندگی میں سچی نجات پا سکتا ہے اور اُس پر انوارِ الٰہی کے دروازے کھل سکتے ہیں اور اُس کی کامل معرفت کے ذریعہ سے کامل محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اُس خدا کی طرف یہ دونوں مذہب رہبری نہیں کرتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ڈالتے ہیں ایسا ہی اِن کے مشابہ دنیا میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں۔ مگر یہ سب مذاہب خدائے واحد لاشریک تک نہیں پہنچا سکتے اور طالب کو تاریکی میں چھوڑتے ہیں۔

﴿۶۱﴾

یہ وہ تمام مذاہب ہیں جن میں غور کرنے کے لئے میں نے ایک بڑا حصہ عمر کا خرچ کیا

اورنہایت دیانت اور تدبّر سے اُن کے اُصول میں غور کی۔ مگر سب کو حق سے دور اور مہجور پایا۔ ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی فطرت کے پاک تقاضاؤں کو پورا کرنے والا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ ہر ایک بات میں کمال کو چاہتا ہے۔ پس چونکہ انسان خدا تعالیٰ کے تعبدِ ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اِس لئے وہ اِس بات پر راضی نہیں ہوسکتا کہ وہ خدا جس کی شناخت میں اُس کی نجات ہے اُسی کی شناخت کے بارے میں صرف چند بیہودہ قصوں پر حصر رکھے اور وہ اندھا رہنا نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کے متعلق پورا علم پاوے گویا اُس کو دیکھ لے۔ سو یہ خواہش اُس کی محض اسلام کے ذریعہ سے پوری ہوسکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چُھپ گئی ہے اور جو لوگ دنیا کی لذّات کو چاہتے ہیں اور دنیا سے محبت کرتے ہیں وہ بوجہ سخت محجوب ہونے کے نہ خدا کی کچھ پروا رکھتے ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے وصال کے طالب ہیں۔ کیونکہ دنیا کے بُت کے آگے وہ سرنگوں ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص دنیا کے بُت سے رہائی پائے اور دائمی اور سچی لذّت کا طالب ہو وہ صرف قصّوں والے مذہب پر خوش نہیں ہوسکتا اور نہ اُس سے کچھ تسلّی پاسکتا ہے ایسا شخص محض اِسلام میں اپنی تسلّی پائے گا۔ اِسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بُلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں اُن کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ ﴿۶۲﴾

سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہُنر سے اِس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مُجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ **فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفٰی** صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اُس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان

بجز پَیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اِس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پَیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ **قلبِ سلیم** ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1] یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پَیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اُس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوّتِ جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اُس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اُس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مَرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اُس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اُس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کُفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ

﴿۶۳﴾

[1] آل عمران:۳۲

اُن کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا۔ اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلّیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کے لئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اِسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا بیٹا ہے اور عیسیٰ ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اِسی حد تک کھڑے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں۔

ایسا ہی عیسیٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کرکے پُکارا گیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کرکے پُکارا گیا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں۔ ﴿۶۴﴾ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں بہت ہیں۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہیں رہتا تب اُسی فنا کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں اُن کا وجود درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا[1] یعنی اِن لوگوں کو کہہ کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دے گا۔ اب دیکھو اِس جگہ یَا عِبَادَ اللّٰہ کی جگہ یَاعِبَادِیْ کہہ دیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے۔ مگر یہ استعارہ کے رنگ میں بولا گیا۔

ایسا ہی فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ[2] یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے

[1] الزمر: ۵۴ [2] الفتح: ۱۱

جو اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ اب ان تمام آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ٹھہرایا گیا مگر ظاہر ہے کہ وہ خدا کا ہاتھ نہیں ہے۔

ایسا ہی ایک جگہ فرمایا۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا[1] پس تم خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ پس اِس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ کے ساتھ تشبیہ دی اور استعارہ بھی صرف تشبیہ کی حد تک ہے۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے یہود یوں کا ایک قول بطور حکایت **عن الیھود** قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ[2] یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اُس کے پیارے ہیں۔ اِس جگہ ابناء کے لفظ کا خدا تعالیٰ نے کچھ ردّ نہیں کیا کہ تم کُفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے اور ابناء کا دوبارہ ذکر بھی نہیں کیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی کتابوں میں خدا کے پیاروں کو بیٹا کر کے بھی پکارتے تھے۔ ﴿۶۵﴾

اب اِس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اِس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔☆ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اِس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جُھک جاتا ہے اور اُس کا اُنس وشوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اُس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک

☆ اگر کوئی کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجالانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول بننے کیلئے پیروی کی کیا ضرورت ہے اِس کا جواب یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ کا صادر ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے پس جبکہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصلحت سے امام اور رسول مقرر فرمایا اور اُس کی اطاعت کے لئے حکم دیا تو جو شخص اس حکم کو پا کر پیروی نہیں کرتا اُس کو اعمال صالحہ کی توفیق نہیں دی جاتی۔ منہ

[1] البقرة :۲۰۱ [2] المائدة:۱۹

پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ اُن کی شِکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ اور اُس کے رسول یعنی حضرت **محمد مصطفٰے** صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ان کو رُوحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور پھر جیسا جیسا اُن پر زمانہ گذرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے اور اِن تمام اُمور میں خدا اُن کا متولّی اور متکفّل ہوتا ہے اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔ تب وہ نہایت بیقراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں اُن کی لذّت اور یہی اُن کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب اُن کے لئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کسی کے لئے اپنے عظیم الشان نشان ظاہر نہیں کرتا اور کسی کو آئندہ زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا۔ مگر اُنہیں کو جو اُس کے عشق اور محبت میں محو ہوتے ہیں اور اُس کی توحید اور جلال کے ظاہر ہونے کے ایسے خواہاں ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خود ہوتا ہے۔ یہ بات اُنہیں سے مخصوص ہے کہ حضرت اُلوہیت کے خاص اسرار اُن پر ظاہر ہوتے ہیں اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے اُن پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزّت دوسرے کو نہیں دی جاتی۔ ﴿۶۶﴾

شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو کبھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وہی پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کو دیکھتے ہیں کہ وہ مرگیا تو وہ مر بھی جاتا ہے یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو مَیں اِس وسوسہ کا پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں اور نہ کسی نیک بختی کی اِن میں شرط ہے۔ بہت سے خبیث طبع اور بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھ لیتے ہیں لیکن وہ امور جو خاص طور

کے غیب ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں۔ وہ لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار[۴] طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ **ایک** یہ کہ اکثر اُن کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات اکثر مکدّر اور مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ **دوسرے** یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اِس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ **تیسرے** اُن سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص اُن کی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ **چوتھے** اُن کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار اُن میں نمودار ہوتے ہیں اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے اُن مقبولوں کی عزّت اور قُربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور اُن کی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے مگر جن کا خدا سے کامل تعلق نہیں اُن میں یہ بات پائی نہیں جاتی بلکہ ان کی بعض خوابوں یا الہاموں کی سچائی اُن کے لئے ایک بلا ہوتی ہے۔ کیونکہ اِس سے ان کے دلوں میں تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر سے وہ مَرتے ہیں اور اُس جڑھ سے مخالفت پیدا کرتے ہیں جو شاخ کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے۔ اے شاخ یہ مانا کہ تُو سرسبز ہے اور یہ بھی قبول کیا کہ تجھے پھول اور پھل آتے ہیں مگر جڑھ سے الگ مت ہو کہ اِس سے تُو خشک ہو جائے گی اور تمام برکتوں سے محروم کی جائے گی کیونکہ تو جُزو ہے کل نہیں ہے۔ اور جو کچھ تجھ میں ہے وہ تیرا نہیں بلکہ وہ سب جڑھ کا فیضان ہے۔☆

﴿۶۷﴾

☆ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اُس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب مراتب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے اور انتشار روحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور روحانی امور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین کچھ نہ کچھ اس سے حصّہ لیتی ہے ایسا ہی اُس وقت ہوتا ہے جب رسول کے بھیجنے سے بہار کا زمانہ آتا ہے تب اُن ساری برکتوں کا موجب دراصل وہ رسول ہوتا ہے اور جس قدر لوگوں کو خوابیں یا الہام ہوتے ہیں دراصل اُن کے کھلنے کا دروازہ وہ رسول ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دنیا میں ایک تبدیلی واقع ہوتی ہے اور آسمان سے عام طور پر ایک روشنی اُترتی ہے جس سے ہر ایک شخص حسب استعداد حصہ لیتا ہے وہی روشنی خواب اور الہام کا موجب ہو جاتی ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ میرے ہنر سے ایسا ہوا ہے مگر وہ چشمہ الہام اور خواب کا صرف اس نبی کی برکت سے دنیا پر کھولا جاتا ہے اور اُس کا زمانہ ایک لیلۃ القدر کا زمانہ ہوتا ہے جس میں فرشتے اُترتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ[۱] جب سے خدا نے دنیا پیدا کی ہے یہی قانون قدرت ہے۔ منه

[۱] القدر: ۵، ۶

اب مَیں بموجب آیۃ کریمہ وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ[1] اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے میری تائید میں اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶؍ جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر مَیں اُن کو فرداً فرداً شمار کروں تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ **تین لاکھ** سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو مَیں اُس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اُس نے پوری کیں اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رُسوا کیا اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمہ دائر کرنے والوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری مدّتِ بعث سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مُدّت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دُعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر میری بد دعا کا اثر ہوا اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی اور اُن کی شفا کی پہلے خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین **صاحب العَلَم** سندھ جن کے مُرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور بعض

﴿۶۸﴾

[1] الضحٰی:۱۲

نشان اِس قسم کے ہیں کہ ہزار ہا انسانوں نے محض اِس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں اُن کو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اِس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا **آخری خلیفہ اور مسیح موعود** ہے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لے کر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن کا دامن ہر ایک قوم کے مقابل پر اور ہر ایک ملک تک اور ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مباہلات ہے جس کے بہت سے نمونے دنیا نے دیکھ لئے☆ ہیں اور مَیں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں لیکن ہر ایک جو مجھے کذّاب سمجھتا ہے اور ایک مکّار اور مُفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذّب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اُس کو میرا افترا خیال کرتا ہے۔ وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو۔ اُس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شائع کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذّاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اُس نے اس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افترا ہے اور مَیں اُس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں۔ پس

﴿۶۹﴾

☆ ہر ایک منصف مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح اُس نے اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور اپنی کتاب فیض رحمانی میں اس کو شائع کر دیا اور پھر اس مباہلہ سے صرف چند روز بعد فوت ہو گیا اور کس طرح چراغدین جموں والے نے اپنے طور سے مباہلہ کیا اور لکھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹے کو خدا ہلاک کرے۔ اور پھر اس سے صرف چند روز بعد طاعون سے مع اپنے دونوں لڑکوں کے ہلاک ہو گیا۔ منہ

اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذّاب اور مُفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اُس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین

ہر ایک کیلئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کیلئے یہ دروازہ کُھلا ہے اور مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس دعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا اور کم سے کم تین نامی اخباروں میں درج کرنا ہوگا ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھا کر مباہلہ کرے اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اس مباہلہ میں کسی میعاد کی ضرورت نہیں۔ یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دل محسوس کرلیں۔

اب چند الہامِ الٰہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں ☆ جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنے والے کیلئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جس کو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو مَیں نے غور سے دیکھ لیا ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنی اِس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبدالحکیم خان نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مُرتد ہوگیا ہے خاص طور پر اِس جگہ مخاطب ہے۔

اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ **ہیں**:-

☆ اِن الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے مجھ پر نازل ہوئے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شائد سَو سَو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے ان کی قراءت ایک ترتیب سے نہیں اور شائد آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اس کی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے ٹکڑہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سُنّت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ ترتیب کے لحاظ سے ان کی قراءت مختلف طور پر کی جاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں۔ یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔ منہ

﴿۷۰﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یا احمد بارک اللّٰہ فیک . مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ
اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا وہ تُو نے نہیں چلایا
وَلٰکِنَّ اللّٰہ رَمٰی ۔ الرَّحْمٰن ۔ عَلَّمَ القراٰن ۔ لِتُنْذِرَ
بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کئے۔ تاکہ
قَوْمًا مَا اُنْذِرَ اٰبَاءُ ھُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ
تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم
المجرمین ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَانا اوّل المؤمنین ۔
ہوجائے کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ کہہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور مَیں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں
قل جاء الحقّ وزھق الباطل اِنّ البَاطِلَ کَانَ زھُوقًا ۔
کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔
کُلُّ برکةٍ من محمّد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ۔
ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔
فتبارک من علّم وتعلّم ۔ وقالوا ان ھٰذا اِلّا
پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ اور کہیں گے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی
اختلاق ۔قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبون ۔
طرف سے بنائے ہیں۔ اُن کو کہہ وہ خدا ہے جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر اُن کو لہو ولعب کے خیالات میں چھوڑ دے
قل ان افتریتُہٗ فعلیّ اجرام شدید ۔
اُن کو کہہ اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر مَیں سخت سزا کے لائق ہوں۔

﴿۷۱﴾ وَ مَنْ اَظْلَم مِمّنِ افْترىٰ علَى اللّٰهِ كَذِبًا۔
اور اُس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا۔
هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحقّ
خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ تا اس
لِیظهرهٗ عَلَی الدّین کُلّه ۔ لا مبدّل لِکلماته ۔
دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی ان کو بدل نہیں سکتا۔
یَقُولُونَ انّٰی لک هٰذا اِنْ هٰذا الّا قول البشر ۔
اور لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا یہ جو الہام کر کے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے۔
واعانهٗ علیه قومٌ اٰخرون ۔ افتأتون السّحر
اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اے لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ و
وانتم تبصرون ۔ هَیْهات هَیْهات لما تو عدُوْن ۔
دانستہ پھنستے ہو جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے۔
مِنْ هٰذا الّذی هو مهینٌ جاهل اومجنون ۔
پھر ایسے شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے جو بے ٹھکانے باتیں کرتا ہے
قُل عندی شهادةٌ من اللّٰه فهل انتم مُسْلِمُوْن ۔
ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کروگے یا نہیں۔
قُل عندی شهادةٌ من اللّٰه فهل انتم مؤمنون ۔ ولقد لبثتُ
پھر اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ اور مَیں پہلے اس سے
فیکم عمرًا من قبله اَفَلا تعقلون ۔ هٰذا من رحمة ربّک یتمّ
ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا کیا تم سمجھتے نہیں۔ یہ مرتبہ تیرے رب کی رحمت سے ہے وہ اپنی
﴿۷۲﴾ نعمته علیک ۔ فبشّر وما انت بنعمة ربّک بمجنون ۔
نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ پس تو خوشخبری دے اور خدا کے فضل سے تو دیوانہ نہیں ہے۔

لک درجةٌ فی السّماءِ وفی الّذین ھُم یُبْصِرون ۔ وَلک
تیرا آسمان پر ایک درجہ اور ایک مرتبہ ہے اور نیز اُن لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ اور تیرے لئے
نُرِیَ اٰیَات ونھدم ما یعمرون. الحمد لِلّٰہِ الّذی
ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھا دینگے۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے
جعلک المسیح ابن مریم ۔ لا یُسئلُ عمّا یَفْعَلُ وھم
مسیح ابن مریم بنایا۔ وہ اُن کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے کاموں سے
یُسْئَلونَ☆۔ وَقالُوا اَتَجْعَلُ فیھا من یُّفْسِد فِیْھا
پوچھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا تُو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے۔
قال اِنّی اعلمُ مَا لا تعلمون ۔ انّی مھین مَنْ اراد
اُس نے کہا کہ اسکی نسبت جو کچھ مَیں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ مَیں اُس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری
اھانتک. انّی لا یخاف لدیّ المرسلون ۔ کتب اللّٰہ
اہانت کا ارادہ کریگا۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لِکھ چھوڑا ہے کہ

☆ خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے بتصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پُھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا فاجاء ہ المخاض الٰی جذع النخلة ۔ قال یا لیتنی متّ قبل ھٰذا و کنت نسیًا مّنسیًّا. اس جگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس مامور میں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولّد ہوا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو درد زہ سے مشابہت رکھتی ہے اس کو اُمّت کی خشک جڑ کے سامنے لائی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ سُن کر افترا کی تہمتیں لگاویں اور دُکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے دل میں کہا کہ کاش مَیں پہلے اس سے مر جاتا اور ایسا بُھولا بسرا ہو جاتا تا کہ کوئی میرے نام سے واقف نہ ہوتا۔ منه

لَاَغْلِبَنَّ اَنَا ورُسُلی ۔ وَھم من بعد غلبھم سیغلبون☆
مَیں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔
اِنّ اللّٰہ مع الّذین اتّقوا والّذین ھم محسنون ۔
خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نکو کار ہیں۔
اریک زلزلة السَّاعَة ۔ انّی احافظ کُلّ مَنْ فی الدّار ۔
قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤں گا اور مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے نگہ
وَ امتازوا الیوْم اَیُّھا المُجْرِمُوْن۔ جآء الحق و زھق ﴿۷۳﴾
رکھوں گا۔ اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ حق آیا اور باطل بھاگ
الباطل ۔ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون ۔
گیا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔
بشارة تلقاھا النّبیّون ۔ اَنْتَ علٰی بیّنةٍ مِن رَّبّک ۔
یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی۔ تُو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے
کفیناک المستَھْزِئین ۔ ھَل اُنبّئکم علٰی مَن تنزّل
وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اُن کے لئے ہم کافی ہیں۔ کیا مَیں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر
الشیاطین. تنزّل علٰی کُلّ افّاکٍ اثیم. ولا تیئس
شیطان اُترا کرتے ہیں۔ ہر ایک کذّاب بدکار پر شیطان اُترتے ہیں۔ اور تُو خدا کی
من رّوح اللّٰہ ۔ اَلا انّ روح اللّٰہ قریب ۔ اَلا انّ نصر
رحمت سے نومید مت ہو۔ خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد

☆ اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رُسُل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ مَیں آدم ہوں مَیں شیث ہوں مَیں نوح ہوں مَیں ابراہیم ہوں مَیں اسحٰق ہوں مَیں اسمٰعیل ہوں مَیں یعقوب ہوں مَیں یوسف ہوں مَیں موسیٰ ہوں مَیں داؤد ہوں مَیں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مَیں مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔ منہ

اللّٰہ قریب ۔ یاْتیک من کُلّ فجٍّ عمیق ۔
قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک دُور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی کہ وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے
یاْتون من کُلِّ فجٍّ عمیق ۔
جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے اِس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ
ینصرک اللّٰہ من عندہ ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم
چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں
من السماء ۔ لا مبدل لکلمات اللّٰہ ۔ قال ربّک
ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا ربّ فرماتا ہے
انّہٗ نازل من السّماء ما یرضیک ۔ انّا فتحنا لک ﴿۷۴﴾
کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا۔ جس سے تُو خوش ہو جائیگا۔ ہم ایک کُھلی فتح تجھ کو
فتحًا مُبینًا ۔ فتح الولی فتح وقربناہ نجیّا ۔
عطا کریں گے۔ ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اسکو ایک ایسا قُرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا
اشجع الناس ۔ ولو کان الایمان معلّقًا بالثریّا
وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اور اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔
لنالہ ۔ انار اللّٰہ برھانہ ۔ کُنتُ کنزًا مخفیًّا
خدا اس کی حجت روشن کرے گا۔ مَیں ایک خزانہ پوشیدہ تھا۔
فَاَحْبَبْتُ ان اُعرف ۔ یاقمر یا شمس انت منّی واَنا
پس مَیں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اے چاند اور اے سورج تُو مجھ سے ظاہر ہوا اور مَیں
منک ۔ اذا جاء نصر اللّٰہ وانتھٰی امر الزمان الینا
تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا تب کہا جائے گا کہ کیا
وتمّت کلمة ربّک ۔ اَلَیْس ھٰذا بالحقّ ۔ ولا تصعّر
یہ شخص جو بھیجا گیا حق پر نہ تھا اور چاہئے کہ تُو مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بر جبیں نہ ہو اور چاہیئے

لخلق اللّٰہ ولا تسئم من النّاس ۔ ووسّع مکانک ۔
کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے۔ اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکان کو وسیع کرے تا لوگ جو کثرت سے آئیں گے
وبشّر الّذین اٰمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربّھم ۔
انکو اُترنے کیلئے کافی گنجائش ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں اُنکا قدم صدق پر
وَاتْلُ علیھم مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ من رَبّکَ ۔ اصحاب الصّفّة ۔
ہے اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سُنا جو تیری جماعت میں داخل ہونگے
وَمَا ادراک ما اصحاب الصفّة ۔ ترٰی اعینھم تفیض ﴿۷۵﴾
صفّہ کے رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفّہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ اُنکی آنکھوں سے آنسو
من الدَّمْعِ ۔ یُصلّون علیک ۔ ربّنا انّنا سمعنا منادیًا
جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کرنے والے
ینادی للایمان ۔ وداعیًا الی اللّٰہ وسراجًا منیرًا. یا اَحْمَدُ
کی آواز سُنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ اے احمد تیرے
فاضت الرّحمة علٰی شفتیک ۔ انّک باعیننا ۔ سمّیتک
لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔ تُو میری آنکھوں کے سامنے ہے مَیں نے تیرا نام
المتوکّل ۔ یرفع اللّٰہ ذکرک ویتمّ نعمتہٗ علیک فی الدنیا
متوکّل رکھا ہے۔ خدا تیرا ذکر بلند کرے گا۔ اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر
والاٰخرة ۔ بورکت یا احمد وکان ما بارک اللّٰہ فیک
پوری کرے گا۔ اے احمد تُو برکت دیا گیا اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی
حقّا فیک ۔ شانک عجیب ۔ واجرک قریب ۔ الارض والسّماء
حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے۔ اور تیرا اجر قریب ہے۔ آسمان اور زمین
معک کما ھو معی ۔ انت وجیہ فِی حضرتی اخترتک
تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے مَیں نے تجھے

لنفسی ۔ سُبحان اللّٰہ تبارک وتعالٰی زاد مَجْدک
اپنے لئے چُنا۔ خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔
ینقطّع اٰبائک و یبدء منک☆ ﴿۷۶﴾
تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔
وما کان اللّٰہ لیترکک حتّی یمیز الخبیث من الطیّب ۔
اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔
اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح وتمّت کلمۃ ربّک ۔ ھٰذا
اور جب خدا تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی اور خدا کا وعدہ پُورا ہوگا تب کہا جائے گا کہ یہ
الّذی کنتم بہٖ تستعجلون ۔ اَرَدتُّ ان استخلف فخلقتُ
وہی امر ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو مَیں نے
اٰدَم ۔ دَنٰی فَتَدَلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی۔
اس آدم کو پَیدا کیا۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا
یُحْیِی الدّین ویقیم الشریعۃ ۔ یا اٰدم اسکن انت
ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں کے درمیان کا خط ہوتا ہے دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کریگا اے آدم
وزوجک الجنۃ ۔ یامریم اسکن انت وزوجک الجنۃ
تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ اے مریم تُو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔

حاشیہ ☆ یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ اس خاندان کی دنیوی شوکت زوال کے قریب قریب تھی ۔ میرے دادا صاحب کے اِس نواح میں بیاؔسی (۸۲) گاؤں اپنی ملکیت کے تھے اور پہلے اِس سے وہ والیانِ ملک کے رنگ میں بسر کرتے تھے اور کسی سلطنت کے ماتحت نہ تھے ۔ اور پھر رفتہ رفتہ حکمت اور مشیت ایزدی سے سکّھوں کے زمانہ میں چند لڑائیوں کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چھ (۶) گاؤں اُن کے قبضہ میں رہے اور پھر دو گاؤں اور ہاتھ سے جاتے رہے اور صرف چار گاؤں رہ گئے

﴿۷۷﴾ یَا احمد اسکن انت و زوجک الجنّۃ۔ نُصِرْتَ
اے احمد تُو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔ تجھے مدد دی جائے گی۔
وقالوا لات حین مناص۔ انّ الّذین کفروا
اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ وہ لوگ جو کافر ہوئے
وصدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیھم رجل من فارس
اور خدا کی راہ کے مانع ہوئے اُن کا ایک فارسی الاصل آدمی نے ردّ کیا۔
شکر اللّٰہ سعیہ ۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر ۔
خدا اسکی کوشش کا شکر گذار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک زبردست جماعت تباہ کرنیوالے ہیں۔

بقیہ حاشیہ

﴿۷۷﴾ اَوَر اس طرح پر دُنیوی شوکت جو کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہوگئی۔ بہرحال یہ خاندان اس نواح میں بہت شہرت رکھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزّت صرف دنیوی حیثیت تک محدود رہے کیونکہ دنیا کی عزّتوں کا بجز بے جا مشیخت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی ماحصل نہیں اِس لئے اب خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدل لیگا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہوگا اور پہلا ذکر منقطع ہو جائیگا اور اس وحی الٰہی میں کثرت نسل کیطرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائے گی اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے یہ خاندان مغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقتِ حال ہے بار بار اپنی وحی مقدّس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناء فارس کر کے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے انّ الّذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے انکا ردّ لکھا ہے خدا اسکی اس کوشش کا شکر گذار ہے۔ پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے لو کان الایمان معلّقًا بالثریّا لنالہ رجلٌ من فارسٍ. یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلّق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں بھی ﴿۷۸﴾

﴿۷۸﴾

سیھزّم الجمع ویولّون الدُّبر ۔ انّک الیوم لدینا مکین
یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیرلیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ
امین ۔ وانّ علیک رحمتی فی الدُّنیا والدّین وانک
امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تُو اُن لوگوں میں سے ہے
من المنصورین ۔ یحمدک اللّٰہ ویمشی الیک ۔ سبحان
جن کے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے۔ وہ پاک ذات
الّذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا ۔ خلق اٰدم فاکرمہٗ ۔
وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرادیا۔ اُس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اس کو عزت دی۔

بقیہ حاشیہ

اس کو پالیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے خذوا التوحید التوحید یاابناء الفارس. یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا اور اُنکے والد کا نام میرزا عطا محمد۔ میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قائم۔ میرزا محمد قائم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الٰہ دین۔ میرزا الٰہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ۔ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبدالباقی۔ میرزا عبدالباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ منہ☆

☆حاشیہ در حاشیہ

میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے سلمان منّا اھل البیت (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں۔ یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات میں سے تھیں۔ اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اُٹھ جائے گا اور دُوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائیگی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائینگے تب خاتمہ ہوگا۔ منہ

﴿۷۹﴾ جَرِیُ اللّٰہ فِیْ حُلَلِ الانبیآء ۔ بُشْریٰ لک یا احمدی ۔
یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اسمیں موجود ہے۔ تجھے بشارت ہو اے میرے احمد۔
اَنْتَ مُرَادِی ومَعِیْ ۔ سِرُّکَ سِرِّیْ. اِنّی ناصِرک ۔
تو میری مُراد اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ میں تیری مدد کروں گا۔
اِنّی حافظک ۔ انّی جاعِلُکَ للنّاس امامًا ۔
مَیں تیرا نگہبان رہونگا۔ میں لوگوں کیلئے تجھے امام بناؤں گا تُو اُن کا رہبر ہوگا اور وہ تیرے پیرو ہونگے۔
أکان للنّاس عجبًا ۔ قُل ھواللّٰہ عجیب ۔ لا یُسْئَلُ عمّا یفعل
کیا ان لوگوں کو تعجب آیا۔ کہہ خداذوالعجائب ہے۔ وہ اپنے کاموں سے پُوچھا نہیں جاتا
وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ۔ وَتِلْکَ الْاَیّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النّاس ۔
اور لوگ پوچھے جاتے ہیں۔ اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں۔
وقالوا اِنْ ھٰذا الّا اختلاق ۔ قل ان کنتم تحبُّون
اور کہیں گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو
اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ اذا نصر اللّٰہ المؤمِنَ
آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے تو
جعل لہ الحاسدین فی الارض ۔ ولارآدّ لفضلہ ۔
زمین پر اُس کے کئی حاسد مقرر کر دیتا ہے۔ اور اس کے فضل کو کوئی ردّ نہیں کر سکتا۔
فالنّارموعدھم ۔ قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبون ۔
پس جہنم اُن کے وعدہ کی جگہ ہے۔ کہہ خدا نے یہ کلام اتارا ہے پھر انکولہوولعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔
واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن النّاس قالوا أنُؤمِنُ
اور جب اُن کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ ۔ جیسا کہ لوگ ایمان لائے کہتے ہیں کیا ہم
﴿۸۰﴾ کَمَا اٰمن السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا
بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں خبردار ہو کہ درحقیقت وہی لوگ بے وقوف ہیں مگر اپنی نادانی پر

یعلمون ۔ وَاِذَا قِیْلَ لھم لا تُفْسِدُوْا فی الارض قَالوا
مطلع نہیں اور جب اُن کو کہا جائے کہ زمین پر فساد مت کرو کہتے ہیں کہ
انّما نحن مُصلِحون ۔ قل جَاءَ کُم نُورٌ مِّنَ اللّٰہ فلا تکفروا
بلکہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں۔ کہہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر
ان کنتم مؤمنین ۔ اَمْ تَسْئَلھم من خرج فھم مِنْ مَّغْرمٍ
مومن ہو تو انکار مت کرو کیا تُو ان سے کچھ خراج مانگتا ہے پس وہ اُس چٹی کی وجہ سے
مُّثْقَلُوْنَ ۔ بل اٰتَیْنٰھم بِالحَقِّ فھم لِلْحَقِّ کارِھون. تلطّف
ایمان لانے کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتے۔ بلکہ ہم نے ان کو حق دیا اور وہ حق لینے سے کراہت کرتے ہیں۔ لوگوں کے
بالنّاس وترحم علیھم ۔ انت فیھم بمنزلة موسٰی واصبر
ساتھ لطف اور رحم کے ساتھ پیش آ۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور ان کی
علٰی ما یقولون ۔ لعلّک بَاخِعٌ نفسک اَ لَّا یکونوا مؤمنین ۔
باتوں پر صبر کر۔ کیا تُو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے
لا تقف ما لیس لک بہٖ علم ۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا
اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے گفتگو
انّھم مغرقون ۔ واصنع الفلک بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا ۔ اِنَّ
مت کر کیونکہ وہ سب غرق کئے جائینگے۔ اور ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی تیار کر۔ اور ہمارے اشارے سے وہ لوگ جو
الّذین یبایعونک انّما یبایعون اللّٰہ ۔ ید اللّٰہ فوق ایدیھم
تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھوں پر ہے
وَاذ یمکر بک الّذی کفّر☆ ۔ اوقد لی یا ھامان ﴿۸۱﴾
اور یاد کرو وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھہرایا اور کہا کہ اے ہامان

☆ مکفّر سے مراد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ہے کیونکہ اُس نے استفتاء لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ علیه ما یستحقّه. منه

لعلی اطّلع علٰی اِلٰـهِ مُوسٰی ۔ وانّی لَاَ ظُنُّـهٗ من الکاذبین ۔
میرے لئے آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور مَیں اُس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔
تبّت یدا ابی لهبٍ وّ تبّ☆ ۔ ما کان لهٗ ان یدخل
ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اسکو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا
فیها الّا خائفًا ۔ وما اصابک فمن اللّٰه ۔ الفتنة هٰهُنا ۔
مگر ڈرتے ڈرتے۔ اور جو کچھ تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا۔
فاصبر کما صبر اولو العزم ۔ الآ انّها فتنة من اللّٰه ۔
پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔
لیحب حبًّا جمّا ۔ حُبًّا من اللّٰه العزیز الاکْرَم ۔ شاتان
تا وہ تجھ سے محبت کرے۔ وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بزرگ ہے۔ دو بکریاں
تذبحان ۔ وکل من علیها فان ۔ ولا تهنوا ولا تحزنوا ۔
ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا۔ تم کچھ غم مت کرو اور اندوہگین مت ہو
الیس اللّٰه بکافٍ عبدهٗ ۔ الم تعلم انّ اللّٰه علٰی
کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک
کُلِّ شیءٍ قدیر ۔ وان یتّخذونک الّا هزوا ۔
چیز پر قادر ہے اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔
أَهٰذا الّذی بعث اللّٰه ۔قل انّما انا بشر مثلکم
وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا۔ ان کو کہہ کہ مَیں تو ایک انسان ہوں۔

☆ اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدّت دراز پہلے یہ خبر دے دی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منه

﴿۸۲﴾

یوحٰی الیّ انّما الٰھکم الٰہٌ واحد والخیر کلّہ فی القرآن ۔
میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے۔
لا یمسّہٗ الّا المطھّرون ۔ قل انّ ھدی اللّٰہ ھو
کسی دُوسری کتاب میں نہیں اسکے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک دل ہیں۔ کہہ ہدایت دراصل خدا کی ہدایت
الھُدیٰ ۔ وقالوا لولا نزّل علٰی رجل من قریتین
ہی ہے۔ اور کہیں گے کہ یہ وحی الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دوشہروں میں سے
عظیمٍ☆ ۔ وقالوا انّی لک ھٰذا ۔ انّ ھٰذا لمکر مکرتمُوہ
کسی ایک شہر کا باشندہ ہے۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوگیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے
فی المدینۃ ۔ ینظرون الیک وھم لا یُبْصِرون ۔
مل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو اُنہیں دکھائی نہیں دیتا۔
قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ عسٰی
ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ خدا آیا
ربّکم ان یرحمکم ۔ وان عُدتم عُدْنا ۔ وجعلنا جھنّم
ہے تا تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دینے کی طرف
للکافرین حصیرا ۔ وما أرْسَلْنٰک اِلّا رحمۃ للعالمین ۔
عود کرینگے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنایا ہے۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے۔
قل اعملوا علٰی مکانتکم انّی عامل فسوف تعلمون ۔
انکو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو اور مَیں اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھ لوگے کہ
لا یُقْبل عملٌ مثقال ذرّۃ من غیر التقویٰ ۔ انّ اللّٰہ مع
کس کی خدا مدد کرتا ہے کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرّہ قبول نہیں ہوسکتا۔ خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے

☆ یعنی اس شخص کو مہدی موعود ہونے کا دعویٰ ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے۔ کیوں مہدی معہود مکہ یا مدینہ میں مبعوث نہ ہوا جو سرزمین اسلام ہے۔ منہ

﴿۸۳﴾

الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ قل ان افتریتہٗ
جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور انکے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو میری
فعلیّ اجرامی ۔ ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون ۔
گردن پر میرا گناہ ہے اور میں پہلے اس سے ایک مدّت تک تم ہی میں رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں۔
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہ ۔ ولنجعلہ اٰیۃ للنّاس ورحمۃ
کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان اور ایک نمونہ
منّا وکان امرًا مقضیّا ۔ قول الحق الذی فیہ تمترون ۔
رحمت بنائیں گے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا۔ یہ وہی امر ہے جس میں تم شک کرتے تھے۔
سلام علیک جُعلت مبارکًا ۔ انت مبارک فی الدنیا
تیرے پر سلام تُو مبارک کیا گیا۔ تُو دنیا اور آخرت میں مبارک
و الاٰخرۃ ۔ امراض الناس و برکاتہٗ ۔ بخرام کہ وقت ِتو
ہے۔ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی☆۔

نزدیک رسید وپائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد پاک محمد
مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا۔

☆ حاشیہ

یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی رُوحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ رُوحانی طور پر اس لئے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیعت کرنیوالے ایسے ہیں کہ پہلے اُنکی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد اُنکے عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور مَیں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذباتِ نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت مَیں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا

﴿۸۳﴾

﴿۸۴﴾

اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ربُّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا

اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں

یا عیسٰی انّی متوفّیک ورافعک الیّ وجاعل الّذین

اے عیسٰی مَیں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور مَیں تیرے

اتبعوک فوق الّذین کفروا الٰی یوم القیامۃ ۔

تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

حاشیہ:

اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں میرا لڑکا **مبارک احمد** قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالتِ یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو دعا کا وقت نہیں مگر مَیں نے دعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اُس کا دم آنا محسوس ہوا اور ابھی میں نے ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آ کر بیٹھ گیا۔

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا **شریف احمد** بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہوگیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا اِن دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہوگیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اُس نے فرمایا ہے **انّی احافظ کلّ من فی الدار** یعنی مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اِس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ مَیں بیان نہیں کرسکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل میں

﴿۸۵﴾

خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔ اسی حالت میں مَیں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسّر آ گئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور مَیں اُس خدا کی

﴿۸۵﴾ ثلّۃ من الاوّلین وثلّۃ من الاٰخرین ۔ مَیں اپنی چمکار
ان میں سے ایک پہلا گروہ ہوا اور ایک پچھلا ۔
دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔
دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن
خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے ﴿۸۶﴾

بقیہ حاشیہ

قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی مَیں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور مَیں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام ونشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اُس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔

پھر ایک مدت کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ نواب سردار **محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ** کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہو گیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہو گئے اُنہوں نے میری طرف دعا کیلئے التجا کی۔ مَیں نے اپنے بیت الدعا میں جا کر اُن کیلئے دعا کی اور دعا کے بعد معلوم ہوا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اس وقت دعا کرنا عبث ہے تب میں نے کہا کہ یا الٰہی اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو میں شفاعت کرتا ہوں ﴿۸۶﴾ کہ میرے لئے اس کو اچھا کر دے یہ لفظ میرے مُنہ سے نکل گئے مگر بعد میں مَیں بہت نادم ہوا کہ ایسا مَیں نے کیوں کہا۔ اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی من ذا الذی یشفع عندہٗ اِلّا باذنہٖ یعنی کس کو مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ مَیں اس وحی کو سُن کر چُپ ہو گیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گذرا ہو گا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ انک انت المجاز یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ بعد میں پھر مَیں نے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا

اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ انت منّی بمنزلۃ توحیدی

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید

وتفریدی. فحان ان تُعَان وتعرف بین الناس ۔

اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔

انت منّی بمنزلۃ عرشی. انت منّی بمنزلۃ ولدی☆۔

تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

انت منّی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق. نحن اولیآء کم

تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قُرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔ ہم تمہارے متولّی اور

بقیہ حاشیہ۔ خالی نہیں جائے گی۔ چنانچہ اُسی دن بلکہ اُسی وقت لڑکے کی حالت روبہ صحت ہوگئی گویا وہ قبر میں سے نکلا۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ معجزات احیائے موتٰی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس سے زیادہ نہ تھے۔ مَیں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اِس قسم کے احیائے موتٰی بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آچکے ہیں۔ اور ایک دفعہ **بشیر احمد** میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہوگیا اور مدّت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اُس کی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا بـرّق طفلی بشیر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں تب اُسی دِن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُس کی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ اور ایک مرتبہ مَیں خود بیمار ہوگیا یہاں تک کہ قُربِ اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھے سورۃ یٰسٓ

☆ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے اسلئے مصلحتِ الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کیلئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو وہ خدا بناتے ہیں اس اُمّت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

﴿۸۷﴾

فی الحیٰوۃ الدُّنیا وَ الاٰخرۃ ۔ اذا غضبتَ غضبتُ
متکفّل دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو مَیں غضبناک ہوتا ہوں
وکلّما اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ ۔ من عادیٰ ولیًّا لی فقد اٰذنتہٗ
اور جس سے تو محبت کرے مَیں بھی محبت کرتا ہوں۔ اور جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کیلئے
للحرب۔ اِنّی مع الرّسول اقوم ۔ والوم من یلوم ۔
اُسکو متنبّہ کرتا ہوں۔ مَیں اِس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس شخص کو ملامت کروں گا جو اُسکو ملامت کرے۔
واُعْطیک مَا یدوم ۔ یأتیک الفرج۔ سَلامٌ علٰی ابراھیم
اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے گی۔ کشائش تجھے ملے گی۔ اِس ابراہیم پر سلام۔

بقیہ حاشیہ

سُنائی گئی مگر خدا تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما کر بغیر ذریعہ کسی دوا کے مجھے شفا بخشی اور جب مَیں صبح اُٹھا تو بالکل شفا تھی اور ساتھ ہی یہ وحی الٰہی ہوئی وان کنتم فی ریب ممّا نزلنا علٰی عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہٖ یعنی اگر تم اِس رحمت کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی تو اس شفا کی کوئی نظیر پیش کرو۔ اسی طرح بہت سی ایسی صورتیں پیش آئیں جو محض دعا اور توجہ سے خدا تعالیٰ نے بیماروں کو اچھا کر دیا جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ ابھی ۸؍جولائی ۱۹۰۶ء کے دن سے جو پہلی رات تھی میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی بیماری سے سخت گھبراہٹ اور اضطراب میں تھا۔ ایک رات تو شام سے صبح تک تڑپ تڑپ کر اُس نے بسر کی اور ایک دم نیند نہ آئی اور دُوسری رات میں اس سے سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بیہوشی میں اپنی بوٹیاں توڑتا تھا اور ہذیان کرتا تھا۔ اور ایک سخت خارش بدن میں تھی۔ اُس وقت میرا دل دردمند ہوا اور الہام ہوا۔ اُدْعُونی استجب لکم ۔ تب معًا دعا کے ساتھ مجھے کشفی حالت میں معلوم ہوا کہ اُس کے بستر پر چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور پڑے ہیں اور وہ اُس کو کاٹ رہے ہیں اور ایک شخص اُٹھا اور اُس نے تمام وہ جانور اکٹھے کر کے ایک چادر میں باندھ دئے اور کہا کہ اِس کو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاتی رہی۔

﴿۸۸﴾

صافیناہ ونجّیناہُ من الغمّ ۔ تفرّدنا بذالک. فاتخذوا
ہم نے اس سے صاف دوستی کی اورغم سے نجات دی ہم اس امر میں اکیلے ہیں سو تم
من مقام ابراھیم مُصلّٰی۔ انّا انزلناہ قریبًا مِن القادیان
اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو۔ ہم نے اسکو قادیان کے قریب اُتارا ہے
وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ۔ صدق اللّٰہ ورسولہ ۔
اور وہ عین ضرورت کے وقت اُتارا ہے اور ضرورت کے وقت اُترا ہے۔ خدا اور اُسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی
وکان امر اللّٰہ مفعولا ۔ الحمد للّٰہ الذی جعلک المسیح
اور خدا کا ارادہ پُورا ہونا ہی تھا۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح

بقیہ حاشیہ

اور میں نہیں جانتا کہ پہلے وہ کشفی حالت دور ہوئی یا پہلے مرض دور ہوگئی اور لڑکا آرام سے فجر تک سویا رہا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے یہ خاص معجزہ مجھ کو عطا فرمایا ہے اس لئے مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اگر مقابلہ کا ارادہ کرے تو خدا اس کو شرمندہ کرے گا۔ کیونکہ یہ خاص طور پر مجھ کو موہبت الٰہی ہے جو معجزانہ نشان دکھلانے کے لئے عطا کی گئی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک بیمار اچھا ہو جائے گا بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اکثر بیماروں کو میرے ہاتھ پر شفا ہوگی۔

اور اگر کوئی چالاکی اور گُستاخی سے اِس معجزہ میں میرا مقابلہ کرے اور یہ مقابلہ ایسی صُورت سے کیا جائے کہ مثلاً قرعہ اندازی سے بیس۲۰ بیمار میرے حوالہ کئے جائیں اور بیس۲۰ اس کے حوالے کئے جائیں تو خدا تعالیٰ ان بیماروں کو جو میرے حصّہ میں آئیں شفایابی میں صریح طور پر فریق ثانی کے بیماروں سے زیادہ رکھے گا اور یہ نمایاں معجزہ ہوگا۔ افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ورنہ نظیر کے طور پر بہت سے عجیب واقعات بیان کئے جاتے ۔منہ

﴿۸۹﴾ ابنَ مریم ۔ لا یسئل عمّا یفعل وھم یسئلون ۔اٰثرک
ابن مریم بنایا ہے وہ اپنے کاموں سے پُوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں خدا نے تجھے
اللّٰہ علٰی کلِّ شیءٍ ۔آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا
ہر ایک چیز میں سے چُن لیا۔ دنیا میں کئی تخت اُترے پر تیرا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ یریدون اَن یطفئُوْا
تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نُور کو
نور اللّٰہ ۔ الا انّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون ۔ لا تخف ط
بُجھا دیں خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی۔ کچھ خوف مت کر
انّک انت الا علٰی ۔ لا تخف ط انّی لا یخاف لدیّ
تُو ہی غالب ہوگا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی سے
المرسلون ۔ یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم ۔
نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں۔
واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکٰفرون ۔ نُنَزِّلُ علیک
اور خدا اپنے نُور کو پورا کریگا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔ ہم آسمان سے تیرے پر کئی
اسرارا من السَّمآءِ ۔ ونمزّق الا عدآء کل ممزق ۔
پوشیدہ باتیں نازل کریں گے۔ اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔
ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون ۔
اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو وہ ہاتھ دکھاویں گے جس سے وہ ڈرتے ہیں۔
فلا تحزن علی الذی قالوا۔ ان ربّک لبالمرصاد ۔
پس اُن کی باتوں سے کچھ غم مت کر کہ تیرا خدا اُن کی تاک میں ہے۔
﴿۹۰﴾ ما اُرسل نبیّ اِلَّا اَخْزٰی بِہِ اللّٰہ قومًا لا یؤمنون ۔
کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے آنے کے ساتھ خدا نے اُن لوگوں کو رُسوا نہیں کیا جو اُس پر ایمان نہیں لائے تھے۔

سننجیک ۔ سنعلیک ۔ ساُکرمک اکرامًا عجبًا ۔ اُریحک
ہم تجھے نجات دینگے۔ ہم تجھے غالب کرینگے اور مَیں تجھے ایسی بزرگی دُونگا جس سے لوگ تعجب میں پڑینگے میں تجھے آرام دُونگا
ولا اُجیحک واُخرج منک قومًا ۔ ولک نُری اٰیات
اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کرونگا۔ اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھاوینگے
ونھدم ما یعمرون ۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یُضاع
اور ہم اُن عمارتوں کو ڈھا دیں گے جو بنائی جاتی ہیں۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا
وقتہٗ ۔ کمثلک دُرٌّ لا یضاع ۔ لک درجة فی السّمآءِ
جائے گا۔ اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے اور نیز
وفی الذین ھم یبصرون۔ یبدی لک الرحمٰن شیئًا
ان لوگوں کی نگاہ میں جن کو آنکھیں دی گئی ہیں۔ خدا ایک کرشمہ قدرت تیرے لئے ظاہر کرے گا اس سے منکر لوگ
یخرّون علی المساجد ۔ یخرّون علی الاذقان ۔ ربّنا اغفرلنا
سجدہ گاہوں میں گر پڑیں گے اور اپنی ٹھوڑیوں پر گر پڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا
ذنوبنا انا کنّا خاطئین ۔ تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا
ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے۔ اور پھر تجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ خدا کی قسم خدا نے ہم سب میں سے
وان کنّا لخاطئین ۔ لا تثریب علیکم الیوم . یغفر اللّٰہ
تجھے چُن لیا اور ہماری خطا تھی جو ہم برگشتہ رہے۔ تب کہا جائیگا کہ آج جو تم ایمان لائے تم پر کچھ سرزنش نہیں خدا نے تمہارے
لکم وھو ارحم الرّاحمین ۔ یعصمک اللّٰہ من العدا
گناہ بخش دئے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ خدا تجھے دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔
وَ یسطو بکل من سَطَا ۔ ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون ۔ ﴿۹۱﴾
اور اس شخص پر حملہ کریگا جو تیرے پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ لوگ حد سے نکل گئے ہیں اور نافرمانی کی راہوں پر قدم رکھا ہے۔
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ یا جبال اوّبی معہ والطیر ۔
کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اے پہاڑ و اور اے پرندو میرے اس بندہ کے ساتھ وجد اور رقت سے میری یاد کرو

سَلامٌ قولًا من ربّ رحیم ۔ وامتازوالیوم ایّھا المجرمون ۔
تم سب پر اُس خدا کا سلام جو رحیم ہے اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔
اِنّی مع الروح معک ومع اھلک ۔لا تخف انی لا یخاف لدیّ
مَیں اور رُوح القدس تیرے ساتھ ہیں اور تیرے اہل کے ساتھ مت ڈر میرے قرب میں میرے
المرسلون ۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی ورکل ورکٰی فطوبٰی لمن
رسول نہیں ڈرتے۔ خدا کا وعدہ آیا اور زمین پر ایک پاؤں مارا اور خلل کی اصلاح کی پس مبارک وہ
وجد و رَاٰی ۔ امم یَسّرنا لھم الھُدیٰ ۔ وامم حق
جس نے پایا اور دیکھا۔ بعض نے ہدایت پائی اور بعض مستوجب
علیھم العذاب ۔ وقالوا لست مرسلا . قل کفٰی باللّٰہ
عذاب ہو گئے۔ اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں۔ کہہ میری سچائی پر خدا
شھیدا بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتٰب ینصرکم
گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں خدا ایک عزیز
اللّٰہ فی وقت عزیز ۔ حکم اللّٰہ الرحمٰن لخلیفۃ اللّٰہ
وقت میں تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے رحمٰن کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی آسمانی
السلطان ۔ یُؤْتٰی لہ الملک العظیم ۔ وتفتح علی یدہٖ☆
بادشاہت ہے۔ اس کو ملک عظیم دیا جائے گا۔ اور خزینے اُس کے لئے
الخزائن ۔ ذالک فضل اللّٰہ ۔ وفی اعینکم عجیب ۔ قل یٰاَیُّھَا ﴿۹۲﴾
کھولے جائیں گے یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ کہہ اے

☆ کسی آئندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروق کے ذریعہ سے ہوا۔ خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ ان کو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں آخر بعض بادشاہ ان کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہوا۔ منہ

الکفّار اِنّی من الصادقین ۔ فانتظروا اٰیاتی حتّٰی حین ۔ سنریھم
منکر ومَیں صادقوں میں سے ہوں ۔ پس تم میرے نشانوں کا ایک وقت تک انتظار کرو ۔ ہم عنقریب
اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم ۔ حُجّۃ قائمۃ و فتح مبین ۔ انّ اللّٰہ
انکو اپنے نشان اُنکے ارد گرد اور انکی ذاتوں میں دکھائیں گے اُس دن حجت قائم ہوگی اور کھلی کھلی فتح ہو جائیگی خدا اُس دن
یفصل بینکم ۔ ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب ۔ و وضعنا
تم میں فیصلہ کر دے گا ۔ خدا اُس شخص کو کامیاب نہیں کرتا جو حد سے نکلا ہوا اور کذّاب ہے ۔ اور ہم وہ بھار
عنک وزرک الذی انقض ظھرک ۔ و قُطع دابر القوم الذین
تیرا اُٹھا لیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی ۔ اور ہم اس قوم کو جڑھ سے کاٹ دینگے جو ایک
لا یُؤْمنون☆ ۔ قل اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل فسوف
حق الامر پر ایمان نہیں لاتے ۔ اُنکو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کیلئے عمل میں مشغول رہو اور میں بھی عمل میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے
تعلمون ۔ انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔
کہ کس کے عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے ۔ خدا اُن کے ساتھ ہوگا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اُنکے ساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں ۔
ھل اَتاک حدیث الزلزلۃ ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا ۔
کیا تجھے آنے والے زلزلہ کی خبر نہیں ملی ۔ یاد کر جب کہ سخت طور پر زمین ہلائی جائے گی ۔
واخرجت الارض اثقالھا ۔ وقال الانسان مالھا ۔ یومئذٍ
اور زمین جو کچھ اسکے اندر ہے باہر پھینک دے گی ۔ اور انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا کہ یہ غیر معمولی بلا اس میں پیدا ہوگئی ۔
تحدّث اخبارھا ۔ بانّ ربّک اوحٰی لھا ۔ احسب النّاس
اُس دن زمین اپنی باتیں بیان کریگی کہ کیا اسپر گذرا ۔ خدا اس کیلئے اپنے رسول پر وحی نازل کریگا کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے ۔ کیا لوگ
انْ یترکوا ۔ وما یأتیھم اِلّا بغتۃ ۔ یسئلونک احق ھو ۔ ﴿۹۳﴾
خیال کرتے ہیں کہ یہ زلزلہ نہیں آئے گا ضرور آئے گا اور ایسے وقت آئے گا کہ وہ بالکل غفلت میں ہوں گے اور ہر
ایک اپنے دنیا کے کام میں مشغول ہوگا کہ زلزلہ ان کو پکڑ لے گا ۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسے زلزلہ کا آنا سچ ہے؟

☆ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وقت آتا ہے کہ حق کھل جائے گا اور تمام جھگڑے طے ہو جائیں گے اور یہ فیصلہ آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگا زمین بگڑ گئی ہے اب آسمان اس کے ساتھ جنگ کرے گا ۔ منہ

قل ای وربّی انّہ لحق ۔ ولا یُردّ عن قوم یعرضون ۔ الرحٰی
کہہ خدا کی قسم اس زلزلہ کا آنا سچ ہے۔ اور خدا سے برگشتہ ہونیوالے کسی مقام میں اس سے بچ نہیں سکتے یعنی کوئی مقام

یدور و ینزل القضاء ۔ لم یکن الذین کفروا من
اُن کو پناہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر گھر کے دروازہ میں بھی کھڑے ہیں تو توفیق نہ پائینگے جو اس سے باہر ہو جائیں مگر اپنے عمل سے

اھل الکتاب والمشرکین منفکّین حتّٰی تاْتیھم البیّنۃ ۔
ایک چکی گردش میں آئیگی اور قضا نازل ہوگی ۔ جو لوگ اہل کتاب اور مُشرکوں میں سے حق کے منکر ہو گئے وہ بجز اس نشان عظیم کے

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اُرِیْک زلزلۃ الساعۃ ۔
باز آنیوالے نہ تھے۔ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ مَیں تجھے قیامت والا زلزلہ دکھاؤں گا۔

یریکم اللّٰہ زلزلۃ الساعۃ ۔ لمن الملک الیوم لِلّٰہِ الواحِد
خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا۔ اُس دن کہا جائے گا آج کس کا ملک ہے کیا اس خدا کا ملک نہیں جو

القھّار ۔ **چمک دِکھلاؤں گا تم کو اِس نشان کی پنج بار ۔**
سب پر غالب ہے۔ اور مَیں اس زلزلہ کے نشان کی پنج مرتبہ تم کو چمک دکھلاؤں گا۔

اگر چاہوں تو اُس دن خاتمہ۔☆ انّی احافظ کلّ من
اگر چاہوں تو اُس دن دنیا کا خاتمہ کردوں۔ مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر میں ہوگا اُس کی

فی الدّار ۔ اریک ما یُرضیک ۔ **رفیقوں کو کہہ دو کہ**
حفاظت کروں گا۔ اور مَیں تجھے وہ کرشمہ قدرت دکھلاؤں گا جس سے تُو خوش ہو جائیگا۔ رفیقوں کو کہہ دو کہ

عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔
عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔

☆ اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا ان کو معمولی سمجھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کردے گا یہاں تک کہ وہ تمنّا کرینگے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔ اب یاد رہے کہ اس وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں یعنی ۲۸؍ فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰؍ مئی ۱۹۰۶ء۔ اور ۲۱؍ جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا۔ واللّٰہ اعلم. منہ

﴿۹۴﴾

انّا فتحنا لک فتحًا مبینًا ۔ لیغفرلک اللّٰہ ما تقدّم من ذنبک
میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تا کہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں
وما تأخّر☆ انّی انا التوّاب ۔ من جآء ک جآء نی ۔ سلام
اور پچھلے ہیں۔مَیں توبہ قبول کرنیوالا ہوں۔ جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا۔تم پر
علیکم طبتم ۔ نحمدک و نصلّی ۔ صلوٰۃ العرش الی الفرش ۔
سلام تم پاک ہو۔ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے
نَزَلْتُ لَکَ ولَکَ نُرِیْ اٰیاتٍ ۔ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ والنُّفُوْسُ
مَیں تیرے لئے اُترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤں گا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی۔اور بہت جانیں
تُضَاعُ ۔ وَمَا کَانَ اللّٰہ لِیُغَیِّرَ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا
ضائع ہونگی۔اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جب تک وہ قوم اپنے دلوں کے خیالات
بِاَنْفُسِہِمْ ۔ اِنہٗ اوی القریۃ۞ ۔ لولا الاکرام ۔ لھلک المقام ۔
کو نہ بدل ڈالیں۔وہ اس قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لے گا۔اگر مجھے تیری عزّت کا پاس نہ ہوتا تو اس تمام گاؤں کو مَیں ہلاک کر دیتا
انی احافظ کُلّ من فی الدار ۔ ما کان اللّٰہ لیعذّبھم
میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچالوں گا۔کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مریگا۔خدا ایسا نہیں ہے

☆ ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزار ہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب اُن میں نکالتا ہے گویا دنیا کے تمام عیبوں اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور خیانتوں کا وہی مجموعہ ہیں۔اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جائے جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں۔اس لئے یہ سنت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اس نبی کی بریت ظاہر ہوتی ہے۔پس لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ[1] کے یہی معنے ہیں۔منہ

۞ حاشیہ ۔ اویٰ کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جائے۔جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى[2] اور جیسا کہ فرماتا ہے اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[3] منہ

[1] الفتح : ۳ [2] الضحٰی:۷ [3] المومنون:۵۱

وانت فیھم ۔ امن است درمکان محبت سرائے ما۔ بھونچال
کہ جن میں تو ہے ان کو عذاب کرے۔ ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ **ایک زلزلہ**
آیااور شدّت سے آیا۔زمین تہ وبالاکردی۔ یوم تأتی السمآء
آئے گا اور بڑی سختی سے آئے گا۔ اور زمین کو زیر وزبر کر دے گا۔ اُس دن آسمان سے
بدخان مبین☆ ۔ و تری الارض یومئذٍ خامدة
ایک کھلا کھلا دُھواں نازل ہوگا۔اوراس دن زمین زرد پڑ جائے گی یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے
مصفّرّة ۔ اُکرمک بعد توھینک۔❀ یریدون ان لا یتمّ ﴿۹۵﴾
مَیں بعد اسکے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزّت دُونگا اور تیرا اکرام کرونگا۔ وہ ارادہ کرینگے جو تیرا کام ناتمام رہے
امرک ۔ واللّٰہ یابٰی الّا ان یتمّ امرک ۔ انی انا الرحمٰن ۔ سأجعل
اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔مَیں رحمان ہوں۔ ہر ایک امر
لک سھولة فی کلّ امر ۔ اُریک برکات من کلّ طرفٍ ۔
میں تجھے سہولت دُوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔
نزلت الرحمة علٰی ثلاث العین وعلی الاُخریین ۔ تردّ الیک
میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھوں گا۔اور جوانی کے نور
انوار الشباب ۔ تریٰ نسلاً بعیدا❁ ۔ انّا نبشّرک بغلام مظھر
تیری طرف عود کریں گے۔اور تُو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ

☆ یعنی اس زلزلہ کے لئے جو قیامت کا نمونہ ہوگا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اس سے قحط پڑے گا اور زمین خشک رہ جائے گی۔ نہ معلوم کہ معًا اس کے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئے گا۔منه

❀ یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہوں گے ضرور ہے جو پہلے ان سے توہین کی جائے اور طرح طرح کی بُری باتیں کہی جائیں اور الزام لگائے جائیں۔تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہوں گے یہی سُنّت اللہ ہے کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی۔منه

❁ یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی ’’ تریٰ نسلًا بعیدًا‘‘ قریبًا تیس سال کی ہے۔منه

الحق والعلٰی ۔ کَاَنَّ اللّٰہَ نزل من السّمآء ۔ انّا نُبَشِّرُکَ بغلامٍ
حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں
نافلةً لک ۔ سَبّحک اللّٰہ ورافاک ۔ وعلّمک مالم تعلم
جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا
انہ کریم تمشی امامک وعادیٰ لک من عادی ۔ وقالوا ان ھٰذا
وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن ہوا اور کہیں گے کہ یہ تو
الّا اختلاق ۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کلّ شیءٍ قدیر ۔ یلقی الروح
ایک بناوٹ ہے۔ اے معترض کیا تُو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سے
علٰی من یشاء من عبادہٖ ۔ کلّ برکة من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم
چاہتا ہے اپنی رُوح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلعم سے ہے۔
فتبارک من علّم وتعلّم ۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی ﴿۹۶﴾
پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی
مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔☆ انّی معک ومع اھلک
اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مُہر نے جس میں بشدت قوت کا فیضان ہے۔ بڑا کام کیا یعنی تیرے
مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں (۱) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور آنحضرتؐ کی مُہر نبوت کا فیضان۔
ومع کلّ من احبّک ۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔
میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے تیرے لئے میرے نام نے اپنی چمک دکھلائی۔
روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرک الیوم حدید ۔
روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ پس آج نظر تیری تیز ہے۔

☆ حاشیہ: یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آ گیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو سے ﴿۹۷﴾

اطال اللّٰہ بقاء ک ۔ اسیؔ ۸۰ یا اسپر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسّی ۸۰ برس یا پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔

مَیں تجھے بہت برکت دُونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤں گا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور اُن کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار

﴿۹۷﴾

بقیہ حاشیہ

نبی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اِسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ **علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل** یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر اُنکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح اُن کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصبِ نبوت ملا۔ اور اُن کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو

تیرے آگے ہے۔☆ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

﴿۹۸﴾ ربّ فرق بین صادق وکاذب ۔ انت تریٰ کلّ مصلح وصادق. ربّ کلّ شیءٍ خادمک . ربّ فاحفظنی وانصرنی وارحمنی ۔ خدا قاتل تو باد۔ ومرا از شر تو محفوظ دارد۔

اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کرکے دکھلا۔ تُو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔ اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔ اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے نگہ رکھے یعنی

زلزلہ آیا اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں۔

وہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنے والا ہے اُس وقت خدا کے بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے۔

بقیہ حاشیہ

﴿۹۸﴾ رشد اور صلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی اُمّت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ ونادر اُن میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے بلکہ اکثر اُن میں سرکش فاسق فاجر دنیا پرست ہوتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی نسبت حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کی قوت تاثیر کا توریت اور انجیل میں اشارہ تک نہیں ہے توریت میں جا بجا حضرت موسیٰ کے صحابہ کا نام ایک سرکش اور سخت دل اور مرتکب معاصی اور مفسد قوم لکھا ہے جن کی نافرمانیوں کی نسبت قرآن شریف میں بھی یہ بیان ہے کہ ایک لڑائی کے موقع کے وقت میں انہوں نے حضرت موسیٰ کو یہ جواب دیا تھا فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ [1]۔ یعنی تُو اور تیرا ربّ دونوں جا کر دشمنوں سے لڑائی کرو ہم تو اسی جگہ بیٹھیں گے یہ حال تھا اُن کی فرمانبرداری کا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں وہ جوش عشقِ الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت

☆ یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہے جو مرید بن کر پھر مرتد ہوگیا اور بہت شوخیاں دکھلائیں اور گالیاں دیں اور زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے کیا تو فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا۔ منہ

[1] المائدۃ : ۲۵

﴿۹۹﴾

يظهرك الله ويثنی عليک. لولاک لما خلقت الافلاک ☆

خدا تجھے غالب کریگا اور تیری تعریف لوگوں میں شائع کر دیگا۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

ادعونی استجب لکم ۔ دست تو دعائے تو ترحم زِ خدا۔

مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ تیرا ہاتھ ہے اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم ہے۔

زلزلہ کا دھکا۔ عفت الديار محلّها و مقامها

زلزلہ کا دھکا جس سے ایک حصہ عمارت کا مٹ جائیگا مستقل سکونت کی جگہ اور عارضی سکونت کی جگہ سب مٹ جائینگی

بقیہ حاشیہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تاثیر اُنکے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹائے۔ کیا کوئی پہلی اُمّت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ انہوں نے بھی صدق اور صفا دکھلایا یہ تو حضرت موسیٰ کے صحابہ کا حال تھا۔ اب حضرت مسیح کے صحابہ کا حال سنو کہ ایک نے تو جس کا نام یہودا اسکریوطی تھا تیس روپیہ لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا اور پطرس حواری جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں اس نے حضرت مسیح کے رُوبرو اُن پر لعنت بھیجی اور باقی جس قدر حواری تھے وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور بُزدلی اُن پر غالب آ گئی۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ رُوح اُن میں پھونک دی۔ اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے اُن میں اس قدر تبدیلی کر دی یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت اُن کی تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو اُن سے ظہور میں نہیں آئی تھی۔ اور یا اس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا اُن کے اندر سکونت پذیر ہو گیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو اُن لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرع کا اثر تھا۔

﴿۹۹﴾

حاشیہ

☆ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ منه

تتبعھا الرّادفۃ ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس کے بعد ایک اور زلزلہ آئے گا۔ بہار جب دوبارہ آئے گی تو پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن۔ ربّ اخّر وقت

پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اسوقت تک خدا کئی نشان ظاہر کریگا اے خدا بزرگ زلزلہ کے ظہور

ھٰذا. اخّرہ اللّٰہ الی وقت مسمّٰی.☆ تریٰ نصرًا عجیبا ۔

میں کسی قدر تاخیر کر دے۔ خدا نمونۂ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقرر تک تاخیر کر دیگا۔ تب تُو ایک عجیب مدد دیکھے گا

بقیہ حاشیہ

جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکہ کی زمین بول اُٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اُس کی آہ وزاری سے بھر گیا۔ خدا بے نیاز ہے اُسکو کسی ہدایت یا ضلالت کی پرواہ نہیں پس یہ نور ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی۔ ہر ایک قوم توحید سے دُور اور مہجور ہوگئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ[1] یعنی کیا تو اِس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دیگا جو

☆ پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونۂ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کیلئے ایک نشان ہوگا اسلئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے بشارت دیگا۔ اِسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا۔ کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کرینگے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اس کیلئے اور نام بھی ہونگے۔ مگر بعد اسکے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈال دی جائے۔ اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ربّ اخّر وقت ھٰذا. اخّرہ اللّٰہ الٰی وقت مسمّٰی یعنی خدا نے دعا قبول کر کے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریبا چار۴ ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونۂ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہٰذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ر جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار۴ ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضرور ہے کہ زمین نمونۂ قیامت زلزلہ سے رُکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونۂ قیامت کی نسبت تسلی دیدی کہ اس میں بموجب وعدہ اخّرہ اللّٰہ الٰی وقت مسمّٰی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامنگیر ہوتا کہ شائد وہ وقت آ گیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معیّن ہوگئی۔ منہ

[1] الشعراء : ۴

ویخرّون علی الاذقان. ربّنا اغفرلنا ذُنوبنا انّا کنّا
اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر کہ ہم
خاطئین. یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک. لا تثریب علیکم الیوم
خطا پر تھے۔ اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی مَیں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطا کارو! آج تم پر کوئی ملامت نہیں
یغفر اللّٰہ لکم ۔ وھو ارحم الراحمین. تلطّف بالنّاس وترحّم
خدا تمہارے گناہ بخش دے گا وہ ارحم الراحمین ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات سے
علیھم ۔ انت فیھم بمنزلۃ موسٰی. یأتی علیک زمنٌ
پیش آ۔ تُو مجھ سے بمنزلہ موسٰی کے ہے۔ تیرے پر موسٰی کے زمانہ

﴾۱۰۱﴿

بقیہ حاشیہ

یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دل سوزی اُمت کیلئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے:- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[1] پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے اِن کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا۔ بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا اور اُس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[2] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفّا پانی کے چشمے اُس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ **ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمّتی ۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا**۔ منه

﴾۱۰۱﴿

[1] الفاتحة : ۶،۷ [2] المومنون : ۵۱

کمثل زمن موسٰی. اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا
کی طرح ایک زمانہ آئے گا۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ اُسی رسول
علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولًا۔ **آسمان سے بہت دُودھ**
کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ آسمان سے بہت دُودھ
اُترا ہے محفوظ رکھو۔ انّی انرتک و اخترتک۔ **تیری** ﴿۱۰۲﴾
اُترا ہے یعنی معارف اور حقائق کا دُودھ۔ مَیں نے تجھے روشن کیا اور چُن لیا۔ اور تیری
خوش زندگی کا سامان ہوگیا۔ وَاللّٰہ خیر من کلّ شیءٍ۔ عندی
خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے۔ خدا ہر چیز سے بہتر ہے۔ میرے قرب
حسنة ھی خیر من جبل. **بہت سے سلام میرے تیرے پر**
میں ایک نیکی ہے جو وہ ایک پہاڑ سے زیادہ ہے تیرے پر بکثرت میرے سلام
ہوں۔ انّا اعطیناک الکوثر۔ ان اللّٰہ مع الذین اھتدوا والذین ھم
ہیں۔ ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو راہ راست اختیار کرتے ہیں اور
صادقون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون.
جو صادق ہیں۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور نیکوکار ہیں۔
اراد اللّٰہ ان یبعثک مقامًا محمودًا. **دو[۲] نشان ظاہر ہونگے۔**
خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائیگا۔ دو[۲] نشان ظاہر ہوں گے۔
وامتازوا الیوم ایّھا المجرمون. یکاد البرق یخطف
اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ خدا کے نشانوں کی برق اُن کی آنکھیں اُچک کر
ابصارھم۔ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون۔ یا احمد
لے جائے گی۔ یہ وہی بات ہے جس کے لئے (تم) جلدی کرتے تھے۔ اے احمد!
فاضت الرحمة علٰی شفتیک۔ کلام اُفصحت
تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے

مــن لّــدن ربّ کـــریـــم ۔ درکلام تو چیزے ست کہ شعرا را دران
فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو
دخلے نیست۔ رب عَلّمنی ماھو خیر عندک ۔ یعصمک اللّٰہ من
دخل نہیں۔ اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے
العدا و یسطو بکلّ من سطا ۔ بـرزمـا عـنـد ھم من الرّماح۔ انی
بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کردیگا۔انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کردئے
سأخبرہ فی اٰخرالوقت ۔ انک لست علی الحق۔ ان اللّٰہ رء وف
مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تُو حق پر نہیں ہے۔ خدا رؤف و
رحیم ۔ انّا الـنّـا لک الحدید۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتة ۔
رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔
انـی مـع الـرسـول اُجیب اُخطی و اُصیب☆۔ وقالوا انّٰی لک
مَیں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں
ھٰذا ۔ قل ھو اللّٰـہ عجیب ۔ جآء نی اٰیل✿ واختار ۔ وادار اصبعہٗ
سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس آیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔اور اپنی انگلی کو گردش دی
و اشـار. ان وعـد اللّٰـہ اتٰی. فطوبٰی لمن وجد ورأیٰ. الامراض
اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

《۱۰۳》

☆ حاشیہ۔ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو مَیں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبض رُوح کے وقت تردّد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اِسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منه

✿ اِس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اِس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منه

تشاع والنفوس تضاع ـــــــ انی مع الرسول اقوم
پھیلائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا۔مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔
وَ اُفطر واصوم.☆ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم ۔ ﴿۱۰۴﴾
مَیں افطار کرونگا اور روزہ بھی رکھونگا اور ایک وقت مقرر تک میں اس زمین سے علیحدہ نہیں ہوں گا۔
واجعل لک انوار القدوم ۔ واقصدک واروم ۔ واعطیک
اور تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا۔اور تیری طرف قصد کروں گا۔اور وہ چیز تجھے دونگا جو
مایدوم ۔ انا نرث الارض ناکلھا من اطرافھا۔ نقلوا الی
تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی۔ہم زمین کے وارث ہونگے اور اطراف سے اسکو کھاتے آئیں گے۔کئی لوگ قبروں کی طرف
المقابر۔ ظفر من اللّٰہ وفتح مبین ۔ ان ربّی قویّ قدیر ۔
نقل کریں گے۔اُس دن خدا کی طرف سے کُھلی کُھلی فتح ہوگی۔میرا ربّ زبردست قدرت والا ہے۔
انہ قویّ عزیز ۔ حلّ غضبہ علی الارض ۔ اِنی صادق
اور وہ قوی اور غالب ہے۔ اُس کا غضب زمین پر نازل ہوگا۔ میں صادق ہوں
انی صادق و یشھد اللّٰہ لی. اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو
میں صادق ہوں اور خدا میری گواہی دے گا۔ اے ازلی ابدی خدا میری
پکڑ کے آ .ضاقت الارض بما رحبت. ربّ انّی مغلوب فانتصر
مدد کے لئے آ۔زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے،اے میرے خدا میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے
فسحّقھم تسحیقا ۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔
لے۔ پس اُن کو پیس ڈال۔ کہ وہ زندگی کی وضع سے دُور جا پڑے ہیں۔

☆ حاشیہ ۔ ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنوں کی رُو سے اُس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ پس یہ صرف ایک استعارہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی مَیں اپنا قہر نازل کروں گا اور کبھی کچھ مہلت دُوں گا۔اُس شخص کی مانند جو کبھی کھاتا ہے اور کبھی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئیں کھانے سے روکتا ہے۔اور اس قسم کے استعارات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہے گا کہ مَیں بیمار تھا۔مَیں بھوکا تھا۔مَیں ننگا تھا۔الخ۔ منہ

﴿۱۰۵﴾

انمآ امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون ۔تو درمنزل ماچو بار بار آئی
تُو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔اے میرے بندے چونکہ تو میری فرودگاہ میں
خدا ابر رحمت ببارید یا نے۔انا امتنا اربعة عشر دوابا
بار بار آتا ہے اس لئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ۔ہم نے چودہ چار پایوں کو ہلاک کر دیا۔
ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون ۔سر انجام جاہل جہنم بود
کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے۔ جاہل کا انجام جہنم ہے۔
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود۔میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔
جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا
انّی اُمِرت من الرحمٰن فاْتونی ۔ انی حمی الرحمٰن ۔ انی لاجد
میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آ جاؤ۔ میں خدا کا چراگاہ ہوں۔اور مجھے گم گشتہ
ریح یوسف لولا ان تفنّدون۔ الم تر کیف فعل
یوسف کی خوشبو لائی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے
ربّک باصحاب الفیل ۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ۔
ربّ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اُس نے اُن کے مکر کو اُلٹا کر انہیں پر نہیں مارا۔
وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔☆
وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔
انا عفونا عنک ۔ لقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلّة ۔
ہم نے تجھے معاف کیا۔خدا نے بدر میں یعنی اس چودھویں صدی میں تمہیں ذلّت میں پا کر تمہاری مدد کی۔
وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق ۔ قل لو کان من عند غیر اللّٰہ
اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ ان کو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

☆ اِس کی تصریح نہیں کی گئی۔ وَاللہ اعلم.منه

﴿۱۰۶﴾

لوجدتم فیہ اختلافا کثیرا ۔ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ
تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے۔ اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے
فھل انتم مؤمنون. یاتی قمر الانبیاء. وامرک یتاتّٰی
پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام پُورا ہو جائے گا۔
و امتازوالیوم ایّھا المجرمون ۔ بھونچال آیا اور بشدّت آیا
اور آج اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ بڑی شدت سے زلزلہ آئے گا اور
زمین تہ و بالا کردی☆۔ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون ۔
اُوپر کی زمین نیچے کر دے گا۔ یہ وہی وعدہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے۔
انّی اُحَافظ کلّ من فی الدار ۔ سفینۃ و سکینۃ ۔ انی معک
مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے اس زلزلہ سے بچا لونگا کشتی ہے اور آرام ہے مَیں تیرے ساتھ
ومع اھلک ۔ ارید ما تریدون ۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ
اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں میں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ سے اہل بنگالہ
حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔
کی دلآزاری کی گئی خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائے گی۔

☆ اِس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسمات علمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اس کے حزقیاہ بادشاہ نے فقہ[1] پر فتح پائی۔ اسی طرح اس زلزلہ سے پیر منظور محمد لدھانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کے لئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں۔ اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ[1] کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ خان[2] یعنی خدا کا کلمہ۔ عالم کباب[3]، ورڈ[4]، شادی خاں[5]، کلمۃ العزیز[6] وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دنیا خدا کے ہی کلمے ہیں۔ اس لئے اس کا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا۔ اب کی دفعہ وہ لڑکا پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اخّرہ اللّٰہ الٰی وقتٍ مسمّٰی یعنی وہ زلزلۃ الساعۃ جس کیلئے وہ لڑکا نشان ہوگا ہم نے اس کو ایک اور وقت پر ڈال دیا۔ منہ

[1] بائیبل کے تراجم میں اسے فِقح لکھا ہے۔ یسعیاہ: باب ۷ (ناشر)

﴿۱۰۷﴾

اَلحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر و النسب☆۔ الحمدللّٰہ الذی اذھب
اُس خدا کو تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رو سے تیرے پر احسان کیا۔ اس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا
عنی الحزن ۔ واٰتانی مالم یؤت احد من العالمین ۔ یٰسٓ ۔ انک
غم دُور کیا۔ اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ اے سردار تُو خدا کا
لمن المرسلین ۔ علٰی صراط مستقیم ۔ تنزیل العزیز الرحیم ۔ اردت
مُرسل ہے راہ راست پر اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے مَیں نے ارادہ
ان استخلف فخلقت اٰدم ۔ یُحیِی الدین ویقیم الشریعة ۔
کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ وہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کرے گا۔
چو دَورِ خسروی❁ آغاز کردند مسلمان را مسلمان باز کردند
جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے نئے سرے مسلمان بنانے لگے
ان السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقناھما. قرب اجلک
آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے ہم نے ان دونوں کو کھولدیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی۔
المقدّر۔ انّ ذاالعرش یدعوک ۔ ولا نبقی لک من المخزیات
اب تیرا وقت موت قریب آ گیا۔ ذوالعرش تجھے بُلا تا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رُسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے
ذکرا. قَلَّ میعاد ربّک۔ ولا نبقی لک من المخزیات شیئًا ۔
تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر رُسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے۔
بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے
زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اس دن سب جماعت دل برداشتہ
سب پر اُداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔
اور اُداس ہو جائے گی۔ کئی واقعات کے ظہور کے بعد

☆ یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منه

❁ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اُس کے پیرو ہوں گے۔ منه

﴿۱۰۸﴾

پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ تمام عجائبات قدرت دکھلانے کے
پھر تیرا واقعہ ظہور میں آئے گا۔ قدرت الٰہی کے کئی عجائب کام پہلے دکھلائے جائیں گے
بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ جَـآء وقتک ۔ و نبقی لک الاٰیات
پھر تمہاری موت کا واقعہ ظہور میں آئے گا۔ تیرا وقت آ گیا ہے اور ہم تیرے لئے روشن نشان
باھرات ۔ جَـآء وقتک ۔ ونبقی لک الاٰیات بیّنات ۔
چھوڑیں گے تیرا وقت آ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کھلے نشان باقی رکھیں گے۔
ربّ توفّنی مُسلمًا والحقنی بالصالحین ۔ اٰمین
اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکو کاروں کے ساتھ مجھے ملا دے۔ آمین

☆

خاتمہ

بعض معترضین کے اعتراضات کے جواب میں

چونکہ اس پُر آشوب زمانہ میں مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کیلئے ضروری نہیں سمجھتے اور صرف خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا بہشت میں داخل ہونے کے لئے کافی خیال کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ محض افترا اور ظلم کے طور پر یا اپنی غلط فہمی سے میرے پر طرح طرح کے بیجا اعتراض کرتے ہیں جن اعتراضوں سے بعض کا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تا لوگوں کو اس سلسلہ سے بیزار کریں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ دقائق دین کے سمجھنے سے اُن کی طبیعتیں قاصر ہیں اور اُن کی طبیعت میں شر نہیں مگر فہم رسا بھی نہیں اور نہ وسعت علمی ہے جس سے وہ خود بخود حقیقتِ حال دریافت کر سکیں۔ اِس لئے میں نے قرینِ مصلحت سمجھا کہ اس خاتمہ میں اُن سب کے شُبہات کا ازالہ کیا جاوے۔

﴿۱۰۹﴾

کچھ ضرور نہ تھا کہ مَیں ان شبہات کے دُور کرنے کیلئے توجہ کرتا۔ کیونکہ میری بہت سی کتابوں

کے متفرق مقامات میں ان بیہودہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے لیکن اِن دنوں میں **عبدالحکیم خان** نام ایک شخص جو پٹیالہ کی ریاست میں اسسٹنٹ سرجن ہے جو پہلے اس سے ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل تھا مگر بباعث کمی ملاقات اور قلّتِ صُحبت دینی حقائق سے محض بےخبر اور محروم تھا اور تکبّر اور جہل مرکب اور رعونت اور بدظنی کی مرض میں مبتلا تھا اپنی بدقسمتی سے مرتد ہو کر اِس سلسلہ کا دشمن ہو گیا ہے اور جہاں تک اس سے ہو سکا خدا کے نور کو معدوم کرنے کیلئے اپنی جاہلانہ تحریروں میں زہریلی پھونکوں سے کام لے رہا ہے تا اس شمع کو بجھاوے جو خدا کے ہاتھ سے روشن ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اختصار کے لحاظ سے بعض اس کے ایسے اعتراضات کا جواب لکھ دیا جائے جو عوام کو مطلع کرنے کیلئے قابل جواب ہیں کیونکہ عوام پر یہ امر بباعث غفلت اور مشغولی دنیا کے البتہ مشکل ہے کہ تمام میری کتابیں تلاش کر کے اُن میں سے یہ جواب معلوم کر لیں۔

سو پہلے وہ امر لکھنے کے لائق ہے جس کی وجہ سے عبدالحکیم خان ہماری جماعت سے علیحدہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نجات اُخروی حاصل کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ایمان** لانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک جو خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے (گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب ہے) وہ **نجات** پائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُس کے نزدیک ایک شخص اسلام سے **مرتد** ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے اور ارتداد کی سزا دینا اُس کو ظلم ہے۔ مثلاً حال میں ہی جو ایک شخص عبدالغفور نام مرتد ہو کر آریہ سماج میں داخل ہوا اور دھرم پال نام رکھا یا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تکذیب میں دن رات کمربستہ ہے وہ بھی عبدالحکیم خان کے نزدیک سیدھا بہشت میں جائے گا۔ کیونکہ آریہ لوگ بُت پرستی سے دستکش ہیں۔ مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدہ کی رو سے **انبیاء** علیہم السلام کا مبعوث ہونا محض بیہودہ اور لغو کام ٹھہرے گا۔ کیونکہ جب ایک شخص انبیاء علیہم السلام کا مکذّب اور دشمن ہو کر بھی خدا کو ایک جاننے سے نجات پا سکتا ہے تو پھر اس صورت میں گویا انبیاء صرف عبث طور پر دنیا میں بھیجے گئے☆ ورنہ اُن کے بغیر بھی کام چل سکتا تھا۔ ﴿۱۱۰﴾

☆ اگر یہ بات سچ ہے کہ وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے اور اُن کے دشمن ہیں محض اپنی خیالی توحید سے نجات پا جائیں گے تو بجائے اس کے کہ ان کفّار کو قیامت میں کوئی عذاب ہو انبیاء خود ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اور اُن کے وجود کی کوئی بڑی بھاری ضرورت نہ تھی۔ اور اگر یہ سچ تھا کہ صرف خدا کو واحد لاشریک کہنا ہی کافی ہے تو گویا یہ بھی ایک شرک کی قسم ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّد رسُول اللّٰہ لازمی طور پر ملایا گیا اور درحقیقت اس خیال کے لوگ محمّد رسول اللّٰہ کہنا شرک ہی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کامل توحید اسی میں تصور کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کا نام نہ ملایا جائے اور ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج ہونا نجات سے مانع نہیں۔ اور اگر مثلاً ایک ہی دن میں سب کے سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر کے گمراہ فلسفیوں کی طرح مجرّد توحید کو کافی سمجھیں اور اپنے تئیں قرآن اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستغنی خیال کرلیں اور مکذّب ہو جائیں تو اُن کے نزدیک یہ سب لوگ باوجود مرتد ہونے کے نجات پا جائیں گے اور بلاشبہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

مگر یہ بات کسی ادنیٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اِس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے اور اس کی ہستی اور وجود اور واحدانیت پر ایمان لاتا ہے ایسا ہی اُس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے۔ اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے سب پر ایمان رکھے۔ یہی وہ امر ہے جو ابتدا سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دیں۔ اور کئی صادق مسلمان جو کفار کے ہاتھ میں عہد نبوی میں گرفتار ہو گئے تھے اُنکو بار بار یہ فہمائش کی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو جاؤ تو تم ہمارے ہاتھ سے رہائی پاؤ گے۔ لیکن انہوں نے انکار نہ کیا اور اسی راہ میں جان دی۔ یہ باتیں اِسلام کے واقعات میں ایسی مشہور ہیں کہ جو شخص ایک ادنیٰ

بقیہ حاشیہ جبکہ وہ اپنے سخت دشمنوں اور مکذبوں اور اہانت کرنیوالوں کو بہشت کے تختوں پر بیٹھے دیکھیں گے اور اپنی طرح ہر ایک قسم کی ناز و نعمت میں اُنکو پائیں گے اور ممکن ہے کہ اسوقت بھی وہ لوگ ٹھٹھا کر کے نبیوں کو کہیں کہ تمہاری تکذیب اور توہین نے ہمارا کیا بگاڑا۔ تب بہشت میں رہنا نبیوں پر تلخ ہو جائے گا۔ منه

واقفیت بھی اسلامی تاریخ سے رکھتا ہوگا اُس کو ہمارے اِس بیان سے انکار نہیں ہوگا۔

﴿۱۱۱﴾ اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیاں مدافعت کے طور پر تھیں یعنی ابتدا انکی کفار کی طرف سے تھی اور کفارِ عرب اپنے حملوں سے باز نہیں آتے تھے اِس خوف سے کہ مبادا دینِ اسلام جزیرہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا تھا۔ تا مظلوموں کو اُن فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیں مگر اِس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ پھر بھی اگر کفّار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوت** کا ماننا کچھ ضروری نہیں اور آنجناب پر ایمان لانا کچھ شرط نجات نہیں صرف اپنے طور پر خدا کو واحد لاشریک سمجھو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذّب اور مخالف اور دشمن رہو اور اِس بات کی ضرورت نہیں کہ انکو اپنا سردار اور پیشوا سمجھ لو تو اِس سے اس قدر خونریزی کی نوبت نہ آتی بالخصوص یہودی جو خدا کو واحد لاشریک سمجھتے تھے **کیا وجہ** کہ اُن سے لڑائیاں کی گئیں یہاں تک کہ بعض موقعوں میں کئی ہزار یہودی گرفتار کر کے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر صرف توحید نجات کے لئے کافی تھی تو یہودیوں سے خواہ نخواہ لڑائیاں کرنا اور اُن میں سے ہزاروں کو قتل کرنا یہ فعل سراسر ناجائز اور حرام تھا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم نہ تھا؟

اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ **تمام نبی** یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اِسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا اِن دو فقروں میں **خلاصہ** تمام اُمّت کو سکھلایا گیا کہ **لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے **وجود** کا پتہ دینے والے اور اُس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراطِ مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک **ممتنع** اور **محال امر تھا** اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے

﴿۱۱۲﴾ اور اُن کی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت کر سکتا ہے کہ اِس کارخانۂ پُرحکمت کا بنانے والا کوئی ضرور ہونا چاہئے لیکن اِس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہئے۔ اور اِس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے **بہت فرق** ہے۔ واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف **انبیاء علیہم السلام** ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے در حقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظام عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو۔ یہ مرتبہ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اِس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اِس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقاء اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے۔ جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اِسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے۔ اور پھر جب ایک مُدّت دراز اِس بات پر گذرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے۔ پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اِسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتابِ نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے اُن میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ اِسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

پس چونکہ **قدیم** سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے **خدا کا شناخت** کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اِس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں

﴿۱۱۳﴾ بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے۔ تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانونِ ازلی کے رُو سے خداشناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے اُن پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر اُن آسمانی نشانوں اور قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص توحید جو چشمۂ یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آسکے۔ وہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنزِ مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اُس کا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارب سالکین ہے۔

بعض نادانوں کو جو یہ وہم گذرتا ہے کہ گویا نجات کے لئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ گویا وہ رُوح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہم سراسر دلی کوری پر مبنی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جبکہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر اس کے ممتنع اور محال ہے تو وہ بغیر نبی پر ایمان لانے کے میسر کیونکر آسکتی ہے۔ اور اگر نبی کو جو جڑھ توحید کی ہے ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قائم رہے گی۔ توحید کا موجب اور توحید کا پیدا کرنے والا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اُسی کے ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ **خدا ہے**۔ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت احدیّت جلّ شانہٗ کی ذات نہات درجہ استغنا اور بے نیازی میں پڑی ہے اُس کو کسی کی ہدایت اور ضلالت کی پروا نہیں۔ اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے اور اُسکی رحمتِ ازلی سے لوگ فائدہ اُٹھاویں۔ پس وہ ایسے دل پر ﴿۱۱۴﴾ جو اہل زمین کے تمام دلوں میں سے محبت اور قربِ او سبحانہٗ کا حاصل کرنے کیلئے کمال درجہ پر فطرتی طاقت

اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اس کی فطرت میں ہے تجلّی فرماتا ہے اور اُس پر اپنی ہستی اور صفاتِ ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جس کو دوسرے لفظوں میں نبی کہتے ہیں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ پھر وہ نبی بوجہ اسکے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اُس پر ظاہر ہوا ہے۔ دُوسرے لوگ بھی اُسکو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ [۱] ☆ تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اُس کے دائمی غم اور حزن اور کرب وقلق اور تذلل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اُس کی پُر جوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صَعبناک شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں۔ اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے لیکن اگر وہ پاک نبی اِس قدر دعا اور تضرّع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صدہا موتیں قبول نہ کرتا تو خُدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغناء ذاتی کے بے نیاز ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ [۲] اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [۳] یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اُنہیں کیلئے ہمارا یہ قانون قدرت ہے کہ ہم اُنکو اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں۔ سو خدا کی راہ میں سب سے اول قربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے

☆ (ترجمہ) یعنی کیا تُو اِس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دے گا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ منه

[۱] الشعراء: ۴ [۲] ال عمران: ۹۸ [۳] العنکبوت: ۷۰

﴿۱۱۵﴾ کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ لوگ سوتے ہیں اور وہ ان کیلئے جاگتے ہیں۔ اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ اُن کیلئے روتے ہیں اور دنیا کی رہائی کیلئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں۔ یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ تا خدا تعالیٰ کچھ ایسی تجلی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اُس کی ہستی اور اُس کی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وہ نجات پائیں۔ پس وہ جانی دشمنوں کی ہمدردی میں مر رہتے ہیں۔ اور جب انتہا درجہ پر اُن کا درد پہنچتا ہے اور ان کی دردناک آہوں سے (جو مخلوق کی رہائی کیلئے ہوتی ہیں) آسمان پُر ہو جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنے چہرہ کی چمک دکھلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توحید لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ پس اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کی متاع رسول کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی اُن کو نجاست سے اُٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا۔ اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے اُن کے آگے روحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دئے۔ اُن کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا۔ پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر اُن کے لئے نشان ظاہر کئے کہ اُنکو خدا دکھلا دیا اور اُن میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ اُنہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی اُمّت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ اُن کے صحبت یاب ناقص رہے پس مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام **محمد** ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔☆ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے

☆ **حاشیہ** یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں اب تک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری

مرتبہ کوشناخت نہیں کیا گیا۔ وہ **توحید** جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو **تمام انبیاء** اور **تمام اوّلین و آخرین** پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک **فیض** کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اُس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ **ذُرّیّتِ شیطان** ہے کیونکہ ہر ایک **فضیلت** کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسکے نُور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں **اِسی بزرگ نبی** کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اُس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اس کا کچھ بھی حرج نہ ہوگا جیسا کہ عبدالحکیم خان کا مذہب ہے ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ یوں تو شیطان بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے۔

﴿۱۱۶﴾

بقیہ حاشیہ

زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اُس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں۔ اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محبّ سے محبت کرتا ہے۔ اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔ منہ

مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہوسکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔

(۱) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے۔

(۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیّت جلّ شانہٗ کی اُس کے دل میں جاگزین ہو۔ کہ جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت عین اُس کی راحتِ جان ہو جس کے بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اس کی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے کہ بجز متابعت ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ ﴿۱۱۷﴾ کیوں حاصل نہیں ہوسکتی؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شئے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے۔ اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اسلئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخر کار دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی اُن کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور اُن کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اِس قسم کے لوگ کئی لاکھ اس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اول درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُن کو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے۔ اور اگر وجود باری جلّ شانہٗ

پر کوئی بُرہان یقینی عقلی اُنکو ملزم کرتی تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اُس کو میسر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسر آ سکتی ہے اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ اے نادانو! جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُس کی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اُس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ ﴿۱۱۸﴾

اور وہ زبردست نشان جو نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی کو اکمل اور اتم طور پر ثابت کر کے اُس کی عظمت اور محبت دلوں میں بٹھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جن کی جڑھ زبردست اور اقتداری پیشگوئیاں ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت اور اس کے صفات جمالیہ اور جلالیہ پر یقین آ جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو اُس کی ذات اور جمیع صفات میں واحد لاشریک جانتا ہے اور اُس کی خوبیوں اور روحانی حسن و جمال پر نظر ڈال کر اُس کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور پھر اُس کی عظمت اور جلال اور بے نیازی پر نظر ڈال کر اُس سے ڈرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ دن بدن خدا تعالیٰ کی طرف کھنچا جاتا ہے یہاں تک کہ تمام سفلی تعلقات توڑ کر روح محض رہ جاتا ہے اور تمام صحنِ سینہ اُس کا محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے اور خدا کے وجود کے مشاہدہ سے اُس کے وجود پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے۔ تب

اُس فنا کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ اسکو توحید حاصل ہوگئی ہے۔ پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ وہ کامل توحید جو سرچشمۂ نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

﴿۱۱۹﴾ اَبؔ اِس تقریر سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو ماننا توحید کے ماننے کے لئے علّتِ موجبہ کی طرح ہے اور ان کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جُدا ہو ہی نہیں سکتے۔ اور جو شخص بغیر پیروی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا ہے اسکے پاس صرف ایک خشک ہڈی ہے جس میں مغز نہیں اور اس کے ہاتھ میں محض ایک مردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو وہ نجات پائے گا یقیناً سمجھو کہ اُس کا دل مجذوم ہے اور وہ اندھا ہے اور اُس کو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اُس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے۔☆ مگر اس شخص کو تو خدا پر بھی یقین نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اس کے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اس کی نجات ہو جائے گی۔ ایسے لوگ پوشیدہ مرتد ہیں اور درحقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں ان کی حمایت کرنا کسی دیندار کا کام نہیں ہے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف باوجود مولوی اور اہل علم کہلانے کے ان لوگوں کی ایسی حرکات سے خوش ہوتے ہیں۔ دراصل یہ بیچارے ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جاوے کہ جس سے میری ذلّت اور اہانت ہو۔ مگر اپنی بدقسمتی سے آخر نامراد ہی رہتے ہیں۔ پہلے ان لوگوں نے میرے پر کفر کا فتویٰ تیار کیا اور قریباً دو۲۰۰سو مولوی نے اس پر

☆ اگر کوئی کہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر یقین ہے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی انسان کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آزمائش کیلئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک راز ہے جسکی تفصیل انسان کو نہیں دی گئی اور انسان کی خاصیت اکثر اور اغلب طور پر یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم کامل حاصل کرنے سے ہدایت پالیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا[1] ہاں جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اس قاعدہ سے باہر ہیں۔ منہ

[1] فاطر:۲۹

﴿۱۲۰﴾

مہریں لگائیں اور ہمیں کافر ٹھہرایا گیا۔ اور اُن فتووں میں یہاں تک تشدد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور عام طور پر یہ بھی فتوے دیئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اُن کے پیچھے نماز درست نہیں کافر جو ہوئے۔ بلکہ چاہیئے کہ یہ لوگ مساجد میں داخل نہ ہونے پاویں کیونکہ کافر ہیں۔ مسجدیں ان سے پلید ہو جاتی ہیں۔ اور اگر داخل ہو جائیں تو مسجد کو دھو ڈالنا چاہیئے۔ اور ان کا مال چُرانا درست ہے اور یہ لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ مہدی خُونی کے آنے سے انکاری اور جہاد سے منکر ہیں۔ مگر باوجود ان فتووں کے ہمارا کیا بگاڑا۔ جن دنوں میں یہ فتویٰ ملک میں شائع کیا گیا اُن دنوں میں دس آدمی بھی میری بیعت میں نہ تھے مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور حق کے طالب بڑے زور سے اِس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا مومنوں کے مقابل پر کافروں کی مدد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے۔ پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس[۲۰] کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے مُنہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی اُن کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے؟ اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے۔

﴿۱۲۱﴾ کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر اُلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے تو اِس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب اُنہیں کے اقرار کے ہم اُن کو کافر کہتے۔

غرض ان لوگوں نے چند روز تک اِس جھوٹی خوشی سے اپنا دل خوش کر لیا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور پھر جب وہ خوشی باسی ہوگئی اور خدا نے ہماری جماعت کو تمام ملک میں پھیلا دیا تو پھر کسی اور منصوبہ کی تلاش میں لگے۔

تب انہی دنوں میں میری پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام آریہ سماجی کو میعاد کے اندر کسی نے ہلاک کر دیا مگر افسوس کہ کسی مولوی کو یہ خیال نہ آیا کہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلامی نشان ظاہر ہوا۔ بلکہ بعض نے ان میں سے بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ کیوں گورنمنٹ پیشگوئی کرنیوالے کو نہیں پکڑتی مگر اس آرزو میں بھی خائب اور خاصر رہے۔ اور پھر کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے ایک خون کا مقدمہ میرے پر دائر کیا۔ پھر کیا کہنا تھا اِس قدر خوشی ان لوگوں کو ہوئی کہ گویا پھولے اپنے جامہ میں نہ سماتے تھے۔ اور بعض مسجدوں میں سجدے کر کے میرے لئے اِس مقدمہ میں پھانسی وغیرہ کی سزا مانگتے تھے اور اس آرزو میں اُنہوں نے اس قدر سجدے رو رو کے کئے تھے کہ اُن کی ناکیں بھی گھس گئیں مگر آخر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق جو پہلے شائع کیا گیا تھا بڑی عزت سے میں بَری کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ اگر چاہو تو ان عیسائیوں پر نالش کرو۔ مختصر یہ کہ اس آرزو میں بھی ہمارے مخالف مولوی اور اُن کے زیر اثر نامراد ہی رہے۔

پھر کچھ دِنوں کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اُس کی تائید میں آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور اُن کو بڑی اُمید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے اور اُن کو جھوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتمارام نے اِس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔ اُس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو

سنا دیا۔ اور پھر ایسا ہوا کہ قریباً بیس۲۰ پچیس۲۵ دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے اور آخر یہ اتفاق ہوا کہ آتمارام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اُس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر اخیر پر خدا نے اُسکو اس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اُس نے سات سَو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا☆ اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہوا۔ مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔

پس جس خوشی کے حاصل ہونے کی کرم دین کے مقدمہ میں ہمارے مخالف مولویوں کو تمنا تھی وہ پوری نہ ہوسکی اور خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے مطابق جو میری کتاب مواہب الرحمٰن میں پہلے سے چھپ کر شائع ہو چکی تھی میں بری کیا گیا اور میرا جرمانہ واپس کیا گیا اور حاکم مجوز کو منسوخی حکم کے ساتھ یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ حکم اُس نے بے جا دیا۔ مگر کرم دین کو جیسا کہ میں مواہب الرحمٰن میں شائع کر چکا تھا سزا مل گئی اور عدالت کی رائے سے اُس کے کذّاب ہونے پر مُہر لگ گئی اور ہمارے تمام مخالف مولوی اپنے مقاصد میں نامراد رہے۔ افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اس قدر متواتر نامُرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہوا کہ اس شخص کے ساتھ در پردہ ایک ہاتھ ہے جو ان کے ہر ایک حملہ سے اس کو بچاتا ہے۔ اگر بدقسمتی نہ ہوتی تو اُن کے لئے یہ ایک معجزہ تھا کہ اُن کے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھ کو اِن کے شر سے بچایا اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے اِس سے خبر بھی دیدی کہ وہ بچائے گا۔ اور ہر ایک مرتبہ اور ہر ایک مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ میں تجھے بچاؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا۞ یہ ہیں خدا کے اقتداری نشان کہ ایک طرف تمام دنیا ہمارے ہلاک کرنے کے لئے جمع ہے اور ایک طرف وہ قادر خدا ہے کہ اُن کے ہر ایک حملہ سے مجھے بچاتا ہے۔

☆ ڈویژنل جج امرتسر نے جو ایک انگریز تھا پوری تحقیق سے اس مقدمہ میں کام لیا اور جیسا کہ شرط انصاف ہے وہ فیصلہ کیا جو کامل تحقیقات اور عدالت کی رو سے چاہئے تھا۔ اور اپنے فیصلہ میں اپنے الفاظ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ مستغاث علیہ نے کرم دین رسپانڈنٹ مستغیث کے حق میں استعمال کئے تھے جو موجب ازالہ حیثیت عرفی سمجھے گئے۔ یعنی کذاب اور لئیم کا لفظ اگر اپیلانٹ ان الفاظ سے بڑھ کر کرم دین کے حق میں استعمال کرتا تو بھی کرم دین اُن الفاظ کا مستحق تھا۔ منہ

۞ یہ تمام پیشگوئیاں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں ہمارے مخالفوں کو خدا کے سامنے یہ جواب دینا ہوگا کہ وہ کیوں ان سب نشانوں کو بھول گئے۔ منہ

پھر ایک اور خوشی کا موقعہ ہمارے مخالفوں کو پیش آیا کہ جب چراغ دین جموں والا جو میرا مرید تھا۔ مرتد ہو گیا اور بعد ارتداد میں نے رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اُسکی نسبت خدا تعالیٰ سے یہ الہام پا کر شائع کیا کہ وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائے گا تو بعض مولویوں نے محض میری ضد سے اُس کی رفاقت اختیار کی اور اُس نے ایک کتاب بنائی جس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اس میں مجھے دجال قرار دیا اور اپنا یہ الہام شائع کیا کہ میں رسول ہوں اور خدا کے مرسلوں میں سے ایک مرسل ہوں اور حضرت عیسیٰ نے مجھے ایک عصا دیا ہے کہ تا میں اس عصا سے اس دجال کو (یعنی مجھ کو) قتل کروں چنانچہ منارۃ المسیح میں قریب نصف کے یہی بیان ہے کہ یہ شخص دجال ہے اور میرے ہاتھ سے تباہ ہوگا۔ اور بیان کیا کہ یہی خبر مجھے خدا نے اور عیسیٰ نے بھی دی ہے مگر آخر کار جو ہوا لوگوں نے سنا ہوگا کہ یہ شخص ۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے فوت ہو کر میری پیشگوئی کی تصدیق کر گیا اور بڑی نومیدی سے اُس نے جان دی اور مرنے سے چند دن پہلے ایک مباہلہ کا کاغذ اس نے لکھا جس میں اپنا اور میرا نام ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔ خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی کاتب کے ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ چراغ دین مع اپنے دونوں بیٹوں کے اُسی دن ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ[1] یہ ہیں میرے مخالف الہاموں کا دعویٰ کرنیوالے جو مجھے دجال ٹھہراتے ہیں۔ کوئی شخص اُن کے انجام پر غور نہیں کرتا۔ القصہ حضرات مولوی صاحبان چراغدین مرتد کا ساتھ دیکر بھی اپنی مراد کو نہ پہنچ سکے۔

﴿۱۲۳﴾

پھر بعد اسکے ایک اور چراغدین پیدا ہوا یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خان۔ یہ شخص بھی مجھے دجال ٹھہراتا ہے اور پہلے چراغدین کی طرح اپنے تئیں مُرسلین میں سے شمار کرتا ہے مگر معلوم نہیں کہ پہلے چراغدین کی طرح میرے قتل کرنے کے لئے اِس کو بھی حضرت عیسیٰ نے عصا دیا ہے یا نہیں☆۔ تکبر اور غرور میں تو پہلے

☆ حضرت عیسیٰ نے جو میرے قتل کرنے کیلئے چراغدین کو عصا دیا معلوم نہیں کہ یہ جوش اور غضب کیوں اُن کے دل میں بھڑکا۔ اگر اسلئے ناراض ہو گئے کہ میں نے اُن کا مرنا دنیا میں شائع کیا ہے تو یہ اُنکی غلطی ہے یہ میں نے شائع نہیں کیا بلکہ اُس نے شائع کیا ہے جس کی مخلوق ہماری طرح حضرت عیسیٰ بھی ہیں اگر شک ہو تو یہ آیت دیکھیں مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[2] اور نیز یہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ[3]۔ اور تعجب کہ جس کو وہ میرے ہلاک کرنے کیلئے عصا دیتے ہیں وہ آپ ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ خوب عصا ہے۔ سُنا ہے کہ دوسرے چراغدین یعنی عبد الحکیم خان نے بھی میری موت کے بارے میں کوئی پیشگوئی پہلے چراغ دین کی طرح کی ہے مگر معلوم نہیں کہ اُس میں کوئی عصا کا بھی ذکر ہے یا نہیں۔ منہ

[1] الحشر:۳ [2] آل عمران:۱۴۵ [3] المائدة:۱۱۸

چراغ دین سے بھی بہت بڑھ کر ہے اور گالیاں دینے میں بھی اُس سے زیادہ مشق ہے اور افترا میں اُس سے بڑھ کر قدم ہے۔ اس مشتعل طبع مُشتِ خاک کی ارتداد سے بھی ہمارے مخالف مولویوں کو بہت خوشی ہوئی۔ گویا ایک خزانہ مل گیا۔ مگر اُن کو چاہئے کہ اتنا خوش نہ ہوں اور پہلے چراغ دین کو یاد کریں۔ وہ خدا جس نے ہمیشہ اُن کو ایسی خوشیوں سے نامراد رکھا ہے وہی خدا اب بھی ہے۔ اور اس کی پیشگوئی نے جیسا کہ پہلے چراغ دین کے انجام کی خبر دی تھی اسی طرح اُس علیم خبیر نے اس دوسرے چراغ دین یعنی عبدالحکیم کے انجام سے خبر دی ہے پھر خوشی کا کیا مقام ہے ذرا صبر کریں اور انجام دیکھیں۔ اور پھر تعجب کا مقام ہے کہ ایک نادان مرتد کے ارتداد سے اِس قدر کیوں خوشی کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اگر ایک بدقسمتی سے مرتد ہوتا ہے تو اس کی جگہ ہزار آتا ہے۔ «۱۲۴»

اور پھر ماسوا اِس کے کیا کسی مرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ جس میں سے یہ مرتد خارج ہوا حق نہیں ہے۔ کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کئی بدبخت حضرت موسیٰ کے زمانہ میں اُن سے مرتد ہو گئے تھے۔ پھر کئی لوگ حضرت عیسیٰ سے مرتد ہوئے اور پھر کئی بدبخت اور بدقسمت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے مرتد ہو گئے چنانچہ مسیلمہ کذاب بھی مرتدین میں سے ایک تھا۔ پس عبدالحکیم مرتد کے ارتداد سے خوش ہونا اور اس کو سلسلہ حقّہ کے بطلان کی ایک دلیل قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو محض نادان ہیں۔ ہاں یہ لوگ چندروز کے لئے ایک جھوٹی خوشی کا موجب ضرور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ خوشی جلد زائل ہو جاتی ہے۔

یہ وہی عبدالحکیم خان ہے جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لیکر یہ لکھا ہے کہ ایک شخص اُن کے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے **مُنکر** تھا تب مجھ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یہ منکر طاعون سے مر جائے گا۔ چنانچہ وہ طاعون سے مر گیا۔ مگر اب خود گستاخی سے مرتد ہو کر گالیاں دیتا اور سخت بدزبانی کرتا اور جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے کیا اب طاعون کا وقت جاتا رہا؟!

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدارِ نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اس کے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

ایمان لایا جائے اور اُن کی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتا اور صرف توحید خشک بجز اطاعت رسول کے کچھ چیز نہیں بلکہ اُس مردہ کی طرح ہے جس میں روح نہیں۔اب یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کیا قرآن شریف نے ہمارے بیان کے مطابق انسانی نجات کو اطاعت رسول کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے یا اُس کے برخلاف قرآنی تعلیم ہے۔سو اس حقیقت کے سمجھانے کے لئے ہم آیاتِ ذیل پیش کرتے ہیں۔ ﴿۱۲۵﴾

(۱) **قولہ تعالٰی** ۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ [1] الجزو نمبر ۱۸ سورۃ نور

(ترجمہ) کہہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔اور یہ مسلّم اور بدیہی امر ہے کہ خدا کے احکام سے تخلف کرنا معصیت اور موجب دخول جہنم ہے اور اس مقام میں جس طرح خدا اپنی اطاعت کیلئے حکم فرماتا ہے۔ایسا ہی رسول کی اطاعت کے لئے حکم فرماتا ہے۔سو جو شخص اُس کے حکم سے مُنہ پھیرتا ہے وہ ایسے جُرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی سزا جہنم ہے۔

(۲) **قولہ تعالٰی** ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ [2] (الجزو نمبر ۲۶ سورۃ حجرات)

(ترجمہ) اے ایمان والو خدا اور رسول کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نہ کرو یعنی ٹھیک ٹھیک احکامِ خدا اور رسول پر چلو اور نافرمانی میں خدا سے ڈرو۔خدا سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔اب ظاہر ہے کہ جو شخص محض اپنی خشک توحید پر بھروسہ کر کے (جو دراصل وہ توحید بھی نہیں) رسول سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے اور رسول سے قطع تعلق کرتا ہے اور اس سے بالکل اپنے تئیں علیحدہ کر دیتا ہے اور گستاخی سے قدم آگے رکھتا ہے۔وہ خدا کا نافرمان ہے اور نجات سے بے نصیب۔

(۳) **قولہ تعالٰی** ۔ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ [3] (الجزو نمبر ۱ سُورۃ بقرۃ)

(ترجمہ) یعنی جو شخص خدا اور اُسکے فرشتوں اور اس کے پیغمبروں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو

[1] النور:۵۵ [2] الحجرات:۲ [3] البقرۃ:۹۹

﴿۱۲۶﴾

خدا ایسے کافروں کا خود دشمن ہے۔اب ظاہر ہے کہ جو شخص توحید خشک کا تو قائل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب ہے وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے لہٰذا بموجب منشاء اس آیت کے خدا اُس کا دشمن ہے اور وہ خدا کے نزدیک کافر ہے تو پھر اس کی نجات کیونکر ہوسکتی ہے۔

(۴) **قولہ تعالیٰ**. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۤئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا[۱] (الجزو نمبر ۵ سورة نساء)

(ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا پر ایمان لاؤ۔اور اُس کے رسول پر اور اس کی اس کتاب پر جو اُس کے رسول پر نازل ہوئی ہے یعنی قرآن شریف پر اور اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو پہلے نازل ہوئی۔یعنی توریت وغیرہ پر۔اور جو شخص خدا پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُسکے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لائے گا وہ حق سے بہت دور جا پڑا یعنی نجات سے محروم رہا۔

(۵) **قولہ تعالیٰ**۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا[۲] (الجزو نمبر ۲۲ سورة احزاب)

(ترجمہ) کسی مومن یا مومنہ کو جائز نہیں ہے کہ جب خدا اور اُس کا رسول کوئی حکم کرے تو ان کو اس حکم کے ردّ کرنے میں اختیار ہو۔اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ حق سے بہت دُور جا پڑا ہے یعنی نجات سے بے نصیب رہا۔کیونکہ نجات اہل حق کے لئے ہے۔

(۶) **قولہ تعالیٰ**۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ[۳] (الجزو نمبر ۴ سورة نساء)

(ترجمہ) جو شخص خدا اور رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے باہر ہو جائے خدا اُس کو جہنم میں داخل کرے گا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور اُس پر ذلیل کرنے والا عذاب نازل ہوگا۔

اب دیکھو کہ رسول سے قطع تعلق کرنے میں اس سے بڑھ کر اور کیا وعید ہوگا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص رسول کی نافرمانی کرے اُس کے لئے دائمی جہنم کا وعدہ ہے۔مگر میاں عبدالحکیم

[۱] النساء:۱۳۷ [۲] الاحزاب:۳۷ [۳] النساء:۱۵

کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم کا مکذب اور نافرمان ہو۔ اگر وہ توحید پر قائم ہو تو وہ بلاشبہ بہشت میں جائے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اُن کے پیٹ میں کس قسم کی توحید ہے کہ باوجود نبی کریم کی مخالفت اور نافرمانی کے جو توحید کا سرچشمہ ہے بہشت تک پہنچا سکتی ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ ﴿۱۲۷﴾

(۷) **قولہ تعالیٰ**۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ [۱] (الجزو نمبر ۵ سورۃ نساء)

(ترجمہ) یعنی ہر ایک نبی ہم نے اِس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا کے حکم سے اُسکی اطاعت کی جائے۔

اب ظاہر ہے کہ جبکہ بمنشاء اس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہے۔ پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو وہ کیونکر نجات پا سکتا ہے۔

(۸) **قولہ تعالیٰ**۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ [۲] (الجزو نمبر ۳ ال عمران)

(ترجمہ) انکو کہہ کہ اگر خدا سے تم محبت کرتے ہو۔ پس آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گنہ بخش دے اور خدا غفور رحیم ہے۔ اُن کو کہہ کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ اطاعت سے مُنہ پھیر لیں تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ اِن آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالیٰ کا پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔

(۹) **قولہ تعالیٰ**۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا. وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ [۳]

(الجزو نمبر ۶ سورۃ نساء)

(ترجمہ) وہ لوگ جو خدا اور رسول سے منکر ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسولوں میں تفرقہ ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لائیں گے اور بعض پر نہیں۔ یعنی صرف خدا کا ماننا یا

۱؎ النساء:۶۵ ۲؎ آل عمران:۳۲، ۳۳ ۳؎ النساء:۱۵۱ تا ۱۵۳

صرف بعض رسولوں پر ایمان لانا کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ خدا کے ساتھ رسول پر بھی ایمان لاویں یا سبؔ نبیوں پر ایمان لاویں اور چاہتے ہیں کہ خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر بین بین مذہب اختیار کرلیں۔ وہی پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب مہیا کر رکھا ہے اور وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے یعنی یہ تفرقہ اختیار نہیں کرتے کہ صرف خدا پر ایمان لاویں مگر اُس کے رسولوں پر ایمان نہ لاویں اور نہ یہ تفرقہ پسند کرتے ہیں کہ بعض رسولوں پر تو ایمان لاویں اور بعض سے برگشتہ رہیں۔ ان لوگوں کو خدا اُن کا اجر دے گا۔

﴿۱۲۸﴾

اب کہاں ہیں میاں عبدالحکیم خان مرتد جو میری اس تحریر سے مجھ سے برگشتہ ہوگیا۔ چاہیئے کہ اب آنکھ کھول کر دیکھے کہ کس طرح خدا نے اپنی ذات پر ایمان لانا رسولوں پر ایمان لانے سے وابستہ کیا ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ انسان میں توحید قبول کرنے کی استعداد اُس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے۔ اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضرب توجہ لگا کر اُس آگ کو باہر نکالتا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اُسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے۔ خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے☆۔

(۱۰) **قولہ تعالیٰ.** یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمُ الرَّسُوۡلُ بِالۡحَقِّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَاٰمِنُوۡا خَیۡرًا لَّکُمۡ ؕ وَ اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا[1] (الجز ونمبر ۶ سورۃ نساء)

ترجمہ۔ اے لوگو! تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ آیا ہے۔ پس تم اُس رسول پر ایمان لاؤ۔

☆ **حاشیہ** ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ[2] تب ایک مُدّت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں **ھٰذا بما صلّیت علٰی محمّدٍ۔ منه**

[1] النساء:۱۷۱ [2] المائدۃ:۳۶

﴿۱۲۹﴾

تمہاری بہتری اِسی میں ہے اور اگر تم کفر اختیار کرو تو خدا کو تمہاری کیا پروا ہے زمین و آسمان سب اُسی کا ہے اور سب اُس کی اطاعت کر رہے ہیں اور خدا علیم اور حکیم ہے۔

(۱۱) قولہ تعالیٰ. كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ [1] (الجزو نمبر ۲۹ سورۃ الملک)

ترجمہ۔ اور جب دوزخ میں کوئی فوج کافروں کی پڑے گی تو جو فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں وہ دوزخیوں کو کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں آیا تو تھا مگر ہم نے اُس کی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ خدا نے کچھ نہیں اُتارا۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دوزخی دوزخ میں اس لئے پڑیں گے کہ وہ وقت کے نبیوں کو قبول نہیں کریں گے۔

(۱۲) قولہ تعالیٰ. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا [2] (الجزو نمبر ۲۶ سورۃ حجرات)

ترجمہ۔ سوا اس کے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پھر بعد اس کے ایمان پر قائم رہے اور شکوک و شبہات میں نہیں پڑے دیکھو ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حصر کر دیا ہے کہ خدا کے نزدیک مومن وہی لوگ ہیں کہ جو صرف خدا پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خدا اور رسول دونوں پر ایمان لاتے ہیں پھر بغیر ایمان بالرسول کے نجات کیونکر ہو سکتی ہے اور بغیر رسول پر ایمان لانے کے صرف توحید کس کام آسکتی ہے۔

(۱۳) قولہ تعالیٰ. وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ [3] (الجزو نمبر ۱۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ۔ یعنی اس بات کا سبب جو کفار کے صدقات قبول نہیں کئے جاتے صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور اُس کے رسول سے منکر ہیں۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ رسول پر ایمان نہیں لاتے اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ اور پھر جب اعمال ضائع ہوئے تو نجات کیونکر ہوگی ☆

☆ یہ تمام آیات اُن لوگوں کے متعلق ہیں جنہوں نے رسول کے وجود پر اطلاع پائی اور رسول کی دعوت ان کو پہنچ گئی اور جو لوگ رسول کے وجود سے بالکل بے خبر رہے اور نہ ان کو دعوت پہنچی اُن کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اُن کے حالات کا علم خدا کو ہے اُن سے وہ۔ وہ معاملہ کرے گا جو اُس کے رحم اور انصاف کا مقتضاء ہے۔ منہ

[1] الملک : ۹، ۱۰ [2] الحجرات : ۱۶ [3] التوبۃ : ۵۴

(۱۴) قولہ تعالیٰ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ [1] (الجزو نمبر۲۶ سورۃ محمد)

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور وہ کلام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس پر ایمان لائے اور وہی حق ہے ایسے لوگوں کے خدا گناہ بخش دے گا اور اُن کے دلوں کی اصلاح کرے گا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے کس قدر خدا تعالیٰ اپنی خوشنودی ظاہر فرماتا ہے کہ اُن کے گناہ بخشتا ہے اور اُن کے تزکیہ نفس کا خود متکفل ہوتا ہے۔ پھر کیسا بدبخت وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور غرور اور تکبر سے اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے:-

﴿۱۳۰﴾

محال ست سعدی کہ راہِ صفا توان رفت جز در پئے مصطفٰے

برد مہر آن شاہ سوئے بہشت حرام است بر غیر بُوئے بہشت

(۱۵) قولہ تعالیٰ۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ [2] (الجزو نمبر۱۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اُس کو جہنم میں ڈالے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ ایک بڑی رُسوائی ہے۔ اب بتلاویں میاں عبدالحکیم خان کہ اُن کی کیا رائے ہے۔ کیا خدا کے اِس حکم کو قبول کریں گے یا بہادری سے اِن آیتوں کے وعید کو اپنے سر پر لے لیں گے۔

(۱۶) قولہ تعالیٰ۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ [3] (الجزو نمبر ۳/۱۷)

ترجمہ۔ اور یاد کر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہیں اُس پر ایمان لانا ہوگا اور اُس کی مدد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر استوار

[1] محمد:۳ [2] التوبۃ:۶۳ [3] آل عمران:۸۲

﴿۱۳۱﴾

ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کرلیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اِس بات کا گواہ ہوں۔

اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی اُمت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلاویں میاں عبدالحکیم خان نیم ملاّ خطرہ ایمان! کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مؤاخذہ کرے گا جو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باری کے قائل ہیں۔

علاوہ اِس کے توریت استثناء باب ۱۸ میں ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اُس آخرالزمان نبی کو نہیں مانے گا میں اُس سے مطالبہ کروں گا۔ پس اگر صرف توحید ہی کافی ہے تو یہ مطالبہ کیوں ہوگا؟ کیا خدا اپنی بات کو بھول جائے گا؟ اور میں نے بقدر کفایت قرآن شریف میں سے یہ آیات لکھی ہیں ورنہ قرآن شریف اِس قسم کی آیات سے بھرا ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف انہیں آیات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ . صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ [1] ☆ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں رسولوں اور نبیوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکرام ہوا ہے۔

حاشیہ

☆ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان سچے دین پر ہو تو اعمال صالحہ بجالانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام پاتا ہے۔ اِسی طرح سنّتِ الٰہی واقع ہے کہ سچے دین والا صرف اس حد تک ٹھہرایا نہیں جاتا جس حد تک وہ اپنی کوشش سے چلتا ہے اور اپنی سعی سے قدم رکھتا ہے بلکہ جب اس کی کوشش حد تک پہنچ جاتی ہے اور انسانی طاقتوں کا کام ختم ہو جاتا ہے تب عنایت الٰہی اُسکے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور ہدایت الٰہی اس مرتبہ تک اس کو علم اور عمل اور معرفت میں ترقی بخشتی ہے جس مرتبہ تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا تھا جیسا کہ ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا [2] یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ اُن سے اور اُن کی قوتوں سے ہو سکتا ہے بجا لاتے ہیں۔ تب عنایت حضرت احدیّت اُن کا ہاتھ پکڑتی ہے اور جو کام اُن سے نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ کر دکھلاتی ہے۔ منہ

[1] الفاتحۃ:۶،۷ [2] العنکبوت:۷۰

﴿۱۳۲﴾

اب اِس آیت سے کہ جو پنج وقت نماز میں پڑھی جاتی ہے ظاہر ہے کہ خدا کا روحانی انعام جو معرفت اور محبت الٰہی ہے صرف رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے ہمیں معلوم نہیں کہ میاں عبدالحکیم خان نماز بھی پڑھتے ہیں یا نہیں اگر پڑھتے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اِن آیات کے معنوں سے بے خبر رہتے مگر جب اُن کے نزدیک صرف توحید ہی کافی ہے تو پھر نماز کی کیا ضرورت ہے۔ نماز تو رسول کا ایک طریق عبادت بتلایا ہوا ہے جس کو رسول کی متابعت سے کچھ غرض نہیں اُس کو نماز سے کیا غرض ہے۔ اس کے نزدیک تو موحد برہمو بھی نجات یافتہ ہیں کیا وہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور جب کہ اُس کے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر بھی بوجہ اپنی خشک توحید کے نجات پا سکتا ہے☆ اور ایسا آدمی بھی نجات پا سکتا ہے جو یہود یا نصاریٰ یا آریوں میں سے موحّد ہے گو اسلام کا مکذب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے تو پھر اُس کی یہی رائے ہوگی کہ نماز لاحاصل اور روزہ بے سُود ہے مگر ایک مومن کے لئے تو صرف یہی آیت کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی دولت کے مالک صرف انبیاء اور رُسل ہیں اور ہر ایک کو اُن کی پیروی سے حصہ ملتا ہے۔

پھر سورۂ بقرہ کے شروع میں یہ آیات ہیں۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔[1]

ترجمہ۔ یہ کتاب جو شکوک وشبہات سے پاک ہے متقیوں کے لئے ہدایت نامہ ہے اور متقی وہ لوگ ہیں جو خدا پر (جس کی ذات مخفی درمخفی ہے) ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے اور اُس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تیرے پر نازل ہوئی

☆ عبدالحکیم خان کے نزدیک جہاں تک اُس کی عبارت سے سمجھا جاتا ہے ارتداد کے لئے یہ بھی ایک عذر ہے کہ جس شخص کو اپنی رائے میں اسلام کی سچائی کے کافی دلائل نہیں ملے وہ اسلام سے مرتد ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے کیونکہ اسلام کی حقانیت پر اُس کو تسلی حاصل نہیں ہوئی مگر اس کو بیان کرنا چاہئیے تھا کہ کس حد تک اتمام حجت اس کے نزدیک ہے۔ منہ

[1] البقرۃ:۳ تا ۶

اور نیز اُن کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ سے پہلے نازل ہوئیں وہی لوگ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی ہیں جو نجات پائیں گے۔

﴿۱۳۳﴾ اب اُٹھو اور آنکھ کھولو اے میاں عبدالحکیم مرتد! کہ خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں فیصلہ کر دیا ہے اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاویں اور اس کی بندگی کریں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض اور اختلاف نہیں ہوسکتا پس جبکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے نجات کو وابستہ کر دیا ہے تو پھر بے ایمانی ہے کہ اِن آیات قطعیۃ الدلالت سے انحراف کر کے **متشابہات** کی طرف دوڑیں۔ متشابہات کی طرف وہی لوگ دوڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی مرض سے بیمار ہوتے ہیں۔

اور ان آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ آیات ممدوحہ بالا میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[1] یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اس کا علم جہل اور نسیان سے پاک ہے اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک و شبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کے لئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کے لئے ایک کامل ہدایت ہے☆ اور اُن کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کے لئے آخری مقام ہے اور خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں

حاشیہ

☆ جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلاسکتی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے اور وہ چار ہیں (۱) علّت فاعلی (۲) علّت مادی (۳) علّت صوری (۴) علّت غائی۔ اور ہر چہار کامل درجہ پر ہیں۔ پس الٓمّٓ علّت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں۔ انا اللّٰہ اعلم یعنی کہ مَیں جو خدائے عالم الغیب ہوں مَیں نے اس کتاب کو اُتارا ہے۔ پس چونکہ خدا اِس کتاب کی علّتِ فاعلی ہے اِس لئے اِس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے اور علّتِ مادی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ کہ ذالک الکتٰب یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا ہے

[1] البقرۃ: ۳،۲

﴿۱۳۴﴾

اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے۔ ان آیات سے یہ تو معلوم ہوا کہ نجات بغیر نبی کریم پر ایمان لانے اور اس کی ہدایات نماز وغیرہ کے بجا لانے کے نہیں مل سکتی اور جھوٹے ہیں وہ لوگ جو نبی کریم کا دامن چھوڑ کر محض خشک توحید سے نجات ڈھونڈتے ہیں۔ مگر یہ عقدہ قابل حل رہا کہ جبکہ وہ لوگ ایسے راستباز ہیں کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی ادا کرتے اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو پھر یہ فرمانا کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی اُن کو یہ کتاب ہدایت دے گی اِس کے کیا معنی ہیں وہ تو ان سب باتوں کو بجا لا کر پہلے ہی سے ہدایت یافتہ ہیں اور حاصل شدہ کو حاصل کرانا یہ تو ایک امر عبث معلوم ہوتا ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کامل استقامت اور کامل ترقی کے محتاج ہیں جس کی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا اس میں دخل نہیں۔ استقامت سے مُراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں رچ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھاویں اور ایسے طرز اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ اُن میں لذّت پیدا ہو اور مشقّت اور تلخی محسوس نہ ہو اور اُن کے بغیر جی ہی نہ سکیں۔ گویا وہ اعمال رُوح کی غذا ہو جائیں اور اُس کی روٹی بن جائیں اور اُس کا آب شیریں بن جائیں کہ بغیر اس کے زندہ نہ رہ سکیں۔ غرض استقامت کے بارے میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن کو انسان محض اپنی سعی سے پیدا نہیں کرسکتا بلکہ جیسا کہ روح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے وہ فوق العادت استقامت بھی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے۔

بقیہ حاشیہ

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علّت صوری کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ لا ریب فیہ یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک وشبہ سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مبرا ہونے میں بے مثل و بے مانند ہے اور لا ریب ہونے میں اکمل اور اتم ہے اور علّتِ غائی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ھُدًی للمتقین یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متقین کے لئے ہے اور جہاں تک انسانی سرشت کے لئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہوسکے وہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ منہ

﴿۱۳۵﴾ اور ترقی سے مُراد یہ ہے کہ وہ عبادت اور ایمان جو انسانی کوششوں کی انتہا ہے اس کے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی سعی اور عقل صرف اِس حد تک رہبری کرتی ہے کہ اس پوشیدہ خدا پر جس کا چہرہ نہیں دیکھا گیا ایمان لایا جائے۔ اسی وجہ سے شریعت جو انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتی۔ اس بات کے لئے مجبور نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت سے ایمان بالغیب سے بڑھ کر ایمان حاصل کرے۔ ہاں راستبازوں کو اسی آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِين میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جب وہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وہ اپنی سعی سے کر سکتے ہیں کر لیں تب خدا ایمان کی حالت سے عرفان کی حالت تک ان کو پہنچا دے گا اور اُن کے ایمان میں ایک اور رنگ پیدا کر دے گا۔ قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وہ جو اُس کی طرف آتے ہیں اُن کو اُس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتب کرتا ہے جس میں خدائی چمک اور خدائی تصرف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا انسان خدا پر ایمان لانے کے بارہ میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ وہ اس پوشیدہ خدا پر ایمان لاوے جس کے وجود پر ذرّہ ذرّہ اِس عالم کا گواہ ہے۔ مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ محض اپنے ہی قدموں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور بازو سے خدا کے انوارِ الوہیت پر اطلاع پاوے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جاوے اور مشاہدہ اور رویت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کر لے۔

اِسی طرح انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا کرنے میں اِس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایک گری ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد و ثنا حضرت عزت اور توبہ و استغفار اور دعا اور درود ہیں وہ دلی جوش سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے

﴿۱۳۶﴾

اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت محبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محویت سے بھرا ہوا ذوق وشوق اور ہر ایک کدورت سے خالی حضور اُس کی نماز میں پیدا ہو جائے گویا وہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے کے لئے مستعد ہے۔ پس آیت یُقیمونَ الصّلٰوۃ کے یہ معنی ہیں کہ جہاں تک اُن سے ہو سکتا ہے نماز کو قائم کرنے کیلئے کوشش کرتے ہیں اور تکلف اور مجاہدات سے کام لیتے ہیں مگر انسانی کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں۔ اس لئے اُس کریم ورحیم نے فرمایا ھُدًی لّلمتّقِیْن یعنی جہاں تک ممکن ہو وہ تقویٰ کی راہ سے نماز کی اقامت میں کوشش کریں۔ پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہیں تو میں ان کو فقط انہی کی کوشش اور سعی پر نہیں چھوڑوں گا بلکہ میں آپ ان کی دستگیری کروں گا۔ تب اُن کی نماز ایک اور رنگ پکڑ جائے گی اور ایک اور کیفیت اُن میں پیدا ہو جائے گی جو اُن کے خیال وگمان میں بھی نہیں تھی۔ یہ فضل محض اس لئے ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور جہاں تک اُن سے ہو سکا اُس کے احکام کے مطابق عمل میں مشغول رہے۔ غرض نماز کے متعلق جس زائد ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اس قدر طبعی جوش اور ذاتی محبت اور خشوع اور کامل حضور میسر آ جائے کہ انسان کی آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے دیکھنے کے لئے کھل جائے اور ایک خارق عادت کیفیت مشاہدہ جمالِ باری کی میسر آ جائے جو لذّات روحانیہ سے سراسر معمور ہو اور دُنیوی رذایل اور انواع واقسام کے معاصی قولی اور فعلی اور بصری اور سماعی سے دل کو متنفر کر دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ [1]

ایسا ہی مالی عبادت جس قدر انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اپنے اموال مرغوبہ میں سے کچھ خدا کے لئے دیوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اِسی سورت میں فرمایا ہے وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ [2] اور جیسا کہ ایک دوسری جگہ فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔[3] لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت میں انسان صرف اسی قدر بجالاوے کہ اپنے

[1] ھود:۱۱۵ [2] البقرۃ:۴ [3] ال عمران:۹۳

﴿۱۳۷﴾

اموال محبوبہ مرغوبہ میں سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ماسویٰ سے بکلّی دست بردار ہو جائے اور جو کچھ اُس کا ہے وہ اُس کا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے۔ یہاں تک کہ جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کرنے کے لئے طیار ہو کیونکہ وہ بھی مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا منشاء اُس کے قول ممّا رزقنا سے صرف درہم و دینار نہیں ہے بلکہ یہ بڑا وسیع لفظ ہے جس میں ہر ایک وہ نعمت داخل ہے جو انسان کو دی گئی ہے۔

غرض اِس جگہ بھی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ[1] فرمانے سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ انسان کو ہر ایک قسم کی نعمت مثلاً اُس کی جان اور صحت اور علم اور طاقت اور مال وغیرہ میں سے دیا گیا ہے اس کی نسبت انسان اپنی کوشش سے صرف مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ تک اپنا اخلاص ظاہر کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر بشری قوتیں طاقت نہیں رکھتیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قرآن شریف پر ایمان لانے والے کے لئے اگر وہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی حد تک اپنا صدق ظاہر کرے گا بموجب آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اِس قسم کی عبادات میں بھی کمال تک اُس کو پہنچا دے گا اور کمال یہ ہے کہ اُس کو یہ قوت ایثار بخشی☆ جائے گی کہ وہ شرح صدر سے یہ سمجھ لے گا کہ جو کچھ اُس کا ہے خدا کا ہے اور کبھی کسی کو محسوس نہیں کرائے گا کہ یہ چیزیں اُس کی تھیں جس کے ذریعہ سے اُس نے نوعِ انسان کی خدمت کی۔ مثلاً احسان کے ذریعہ سے کبھی انسان کسی کو محسوس کراتا ہے کہ اُس نے اپنا مال دُوسرے کو دیا مگر یہ ناقص حالت ہے کیونکہ وہ تبھی محسوس کرے گا کہ جب اُس چیز کو اپنی چیز سمجھے گا۔ پس جب بموجب آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کے خدا تعالیٰ قرآن شریف پر

حاشیہ

☆ اس کا سبب یہ ہے کہ بباعث ضعف بشریت انسان کی فطرت ایک بخل بھی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونے کا بھی اُس کے پاس ہو تب بھی ایک حصہ بخل کا اُس کے اندر ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اپنا تمام مال اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے لیکن جب بموجب آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کی ایک وہبی قوت اُس کے شامل حال ہو جاتی ہے تو پھر ایسا انشراح صدر ہو جاتا ہے کہ تمام بخل اور سارا شُحّ نفس دُور ہو جاتا ہے تب خدا کی رضا جوئی ہر ایک مال سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ زمین پر فانی خزانے جمع کرے بلکہ آسمان پر اپنا مال جمع کرتا ہے۔ منه

[1] البقرة: ۳

ایمان لانے والے کو اس مقام سے ترقی بخشے گا تو وہ یہاں تک اپنی تمام چیزوں کو خدا کی چیزیں سمجھ لے گا کہ محسوس کرانے کی مرض بھی اُس کے دل میں سے جاتی رہے گی اور نوع انسان کے لئے ایک مادری ہمدردی اُس کے دل میں پیدا ہو جائے گی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اور کوئی چیز اُس کی اپنی نہیں رہے گی بلکہ سب خدا کی ہو جائے گی اور یہ تب ہوگا کہ جب وہ سچے دل سے قرآن شریف اور نبی کریمؐ پر ایمان لائے گا۔ بغیر اس کے نہیں۔ پس کس قدر گمراہ وہ لوگ ہیں جو بغیر متابعت قرآن شریف اور رسول کریمؐ کے صرف خشک توحید کو موجب نجات ٹھہراتے ہیں بلکہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ ایسے لوگ نہ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں نہ دنیا کے لالچوں اور خواہشوں سے پاک ہو سکتے ہیں چہ جائیکہ وہ کسی کمال تک ترقی کریں اور یہ بات بھی بالکل غلط اور کورانہ خیال ہے کہ انسان خود بخود نعمت توحید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توحید خدا کی کلام کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ شرک سے خالی نہیں۔ اِسی طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی کوشش صرف اِس حد تک ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کر کے اُس کی کتاب پر ایمان لاوے اور صبر سے اُس کی پیروی کرے اس سے زیادہ انسان میں طاقت نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے آیت هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اس کی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لائے گا تو وہ مزید ہدایت کا مستحق ہوگا اور خدا اُس کی آنکھ کھولے گا اور اپنے مکالمات ومخاطبات سے مشرف کرے گا☆ اور بڑے بڑے نشان اُس کو دکھائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اِسی دنیا میں اُس کو دیکھ لے گا کہ اُس کا خدا موجود ہے اور پوری تسلی پائے گا۔ خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر تو میرے پر کامل ایمان لاوے تو میں تیرے پر بھی نازل ہوں گا۔ اِسی بنا پر حضرت امام **جعفر صادق** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اِس اخلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کہ وہ الہامی رنگ میں میری زبان پر بھی جاری ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ لوگ اِس بات کو نہیں سمجھتے کہ مکالمات الٰہیہ کیا شے ہیں

﴿۱۳۸﴾

☆ درحقیقت کمال متابعت یہی ہے کہ وہی رنگ پکڑ لے اور وہی انوار دل پر وارد ہو جائیں۔ دَخَلْتُ النَّارَ حَتّٰى صِرْتُ نَارًا۔ منه

اور کس حالت میں کہا جائے گا کہ خُدا کسی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان لوگ شیطانی القا کو بھی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہیں اور اُن کو شیطانی اور رحمانی الہام میں تمیز نہیں۔ پس یاد رہے کہ رحمانی الہام اور وحی کیلئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اُس میں نہ رہے کیونکہ جہاں مردار ہے ضرور ہے کہ وہاں کُتے بھی جمع ہو جائیں اِسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ [1]۔ مگر جس میں شیطان کا حصہ نہیں رہا اور وہ سفلی زندگی سے ایسا دور ہوا کہ گویا مر گیا اور راستباز اور وفادار بندہ بن گیا اور خدا کی طرف آ گیا اُس پر شیطان حملہ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ [2]۔ جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عادتیں اپنے اندر رکھتے ہیں اُنہیں کی طرف شیطان دوڑتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں۔ ﴿۱۳۹﴾

اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذّت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے اس لئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو اُن کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال و جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں جب بندہ عجز و نیاز کے رنگ میں ایک سوال کرتا ہے تو اس کے بعد چند منٹ تک اس پر ایک ربودگی طاری ہو کر اس ربودگی کے پردہ میں اُس کو جواب مل جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے بندہ اگر کوئی سوال کرتا ہے تو پھر دیکھتے دیکھتے اس پر ایک اور ربودگی طاری ہو جاتی ہے اور بدستور اس کے پردہ میں جواب مل جاتا ہے۔ اور خدا ایسا کریم اور رحیم اور حلیم ہے کہ اگر ہزار دفعہ بھی ایک بندہ کچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور حکمت اور مصلحت کی بھی رعایت رکھتا ہے اِس لئے بعض سوالات کے جواب میں اظہار مطلوب نہیں کیا جاتا اور اگر یہ پوچھا جاوے کہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ جوابات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں نہ شیطان کی طرف سے۔ اِس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔

ماسوا اس کے شیطان گُنگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گُنگے کی

[1] الشعراء: ۲۲۲، ۲۲۳ [2] الحجر: ۴۳

طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہوسکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے اور یا چند گھنٹہ تک سلسلہ کلام کا سوالات کے جواب دینے میں جاری رکھ سکے۔ اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور وہ عاجز بھی ہے اپنے الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی غیب گوئی کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا☆ اور اُس کا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے پُرشوکت اور بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ مخنثوں کی طرح اُس کی آواز دھیمی ہے انہیں علامات سے شیطانی وحی کو شناخت کر لوگے۔ ﴿۱۴۰﴾ لیکن خدا تعالیٰ گونگے اور بہرے اور عاجز کی طرح نہیں وہ سنتا ہے اور برابر جواب دیتا ہے اور

☆ یہ سوال کہ آیا شیطانی خواب یا الہام میں کوئی غیبی خبر ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ شیطانی خواب یا الہام میں جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی خبر غیب تو ہوسکتی ہے مگر وہ تین۳ علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے (۱) اوّل یہ کہ وہ غیب کوئی اقتداری غیب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے غیب ہوتے ہیں کہ فلاں شخص جو شرارت سے باز نہیں آتا ہم اُس کو ہلاک کریں گے۔ اور فلاں شخص جس نے صدق دکھلایا ہم اُس کو ایسی ایسی عزت دیں گے اور ہم اپنے نبی کی تائید کے لئے فلاں فلاں نشان دکھلائیں گے اور ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا اور ہم منکروں پر فلاں عذاب وارد کریں گے اور مومنوں کو اس طور کی فتح اور نصرت دیں گے۔ یہ اقتداری غیب ہیں جو حکومت کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ایسی پیشگوئیاں شیطان نہیں کر سکتا۔ (۲) دوسرے شیطانی خواب یا الہام بخیل کی طرح ہوتا ہے اس میں کثرت سے غیب نہیں ہوتا اور رحمانی ملہم کے مقابل پر ایسا شخص بھاگ جاتا ہے کیونکہ رحمانی ملہم کے مقابل پر اس کا غیب اس قدر قلیل المقدار ہوتا ہے جیسا کہ سمندر کے مقابل پر ایک قطرہ۔ (۳) تیسرے اکثر اُس پر جھوٹ غالب ہوتا ہے۔ مگر رحمانی خواب یا الہام پر سچ غالب ہوتا ہے یعنی اگر کل الہامات کو دیکھا جائے تو رحمانی الہام میں کثرت سچ کی ہوتی ہے۔ اور شیطانی میں اس کے برخلاف۔ اور ہم نے کُل کا لفظ رحمانی خوابوں یا الہاموں کی نسبت اس لئے استعمال نہیں کیا کہ ان ﴿۱۴۰﴾ میں بھی بعض الہام یا خواب متشابہات کے رنگ میں ہوتے ہیں یا اجتہادی طور پر کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور جاہل نادان ایسی پیشگوئیوں کو جھوٹ سمجھ لیتے ہیں اور ان کا وجود محض ابتلا کے لئے ہوتا ہے۔ اور بعض ربّانی پیشگوئیاں وعید کی قسم سے ہوتی ہیں جن کا تخلّف جائز ہوتا ہے۔ اور نیز یاد رہے کہ شیطانی الہام فاسق اور ناپاک آدمی سے مناسبت رکھتا ہے۔ مگر رحمانی الہامات کی کثرت صرف اُن کو ہوتی ہے جو پاک دل ہوتے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ منہ

اُس کے کلام میں شوکت اور ہیبت اور بلندیٔ آواز ہوتی ہے اور کلام پُر اثر اور لذیذ ہوتا ہے اور شیطان کا کلام دھیما اور زنانہ اور مُشتبہ رنگ میں ہوتا ہے اس میں ہیبت اور شوکت اور بلندی نہیں ہوتی اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے اور اس میں بھی کمزوری اور بُزدلی ٹپکتی ہے۔ مگر خدا کا کلام تھکنے والا نہیں ہوتا اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور بڑے بڑے غیبی امور اور اقتداری وعدوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خدائی جلال اور عظمت اور قُدرت اور قُدوسی کی اُس سے بُو آتی ہے۔ اور شیطان کے کلام میں یہ خاصیت نہیں ہوتی۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک میخ فولادی کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر کرتا ہے اور دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور جس پر نازل ہوتا ہے اُس کو مرد میدان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اُس کو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا جاوے یا اُس کو پھانسی دیا جاوے یا ہر ایک قسم کا دُکھ جو دنیا میں ممکن ہے پہنچایا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزتی اور توہین کی جائے یا آتش سوزاں میں بٹھایا جاوے یا جلایا جاوے وہ کبھی نہیں کہے گا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو میرے پر نازل ہوتا ہے کیونکہ خدا اُس کو یقین کامل بخش دیتا ہے اور اپنے چہرہ کا عاشق کر دیتا ہے اور جان اور عزت اور مال اُس کے نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک تنکا۔ وہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتا اگرچہ تمام دنیا اُس کو اپنے پیروں کے نیچے کُچل ڈالے اور توکل اور شجاعت اور استقامت میں بے مثل ہوتا ہے مگر شیطان سے الہام پانے والے یہ قوت نہیں پاتے وہ بُزدل ہوتے ہیں کیونکہ شیطان بُزدل ہے۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ امر جو عبدالحکیم خان کی ضلالت کا باعث ہوا ہے جس کی وجہ سے اُس کو یہ خیال گذرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں وہ قرآن شریف کی ایک آیت کی غلط فہمی ہے جو باعث کمی علم اور کمی تدبر کے اُس سے ظہور میں آئی اور وہ آیت یہ ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[1] (ترجمہ) یعنی جو لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور ﴿۱۴۱﴾

[1] البقرۃ:۶۳

جولوگ یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں جو شخص اُن میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے گا اور اعمال صالحہ بجا لائے گا خدا اُس کو ضائع نہیں کرے گا اور ایسے لوگوں کا اَجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن کو کچھ خوف نہیں ہوگا اور نہ غم☆۔

یہ آیت ہے جس سے بباعث نادانی اور کج فہمی یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اپنے نفسِ امّارہ کے پیرو ہو کر محکمات اور بینات قرآنی کی مخالفت کرتے ہیں اور اسلام سے خارج ہونے کے لئے متشابہات کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ اُن کو یاد رہے کہ اِس آیت سے وہ کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا اِس بات کو مستلزم پڑا ہوا ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے۔ وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے **اللّٰہ** کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو ربّ العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ۶ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت **محمد** مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے اور یوم آخر قرآن شریف کی رُو سے یہ ہے جس میں مُردے جی اُٹھیں گے اور پھر ایک فریق بہشت میں داخل کیا جائے گا جو جسمانی اور روحانی نعمت کی جگہ ہے اور ایک فریق دوزخ میں داخل کیا جاوے گا جو روحانی اور جسمانی عذاب کی جگہ ہے اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس یوم آخر پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو اِس کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود لفظ **اللہ** اور **یوم آخر** کے بتصریح ایسے معنی کر دئے جو اسلام سے مخصوص ہیں تو جو شخص اللہ پر ایمان لائے گا اور یوم آخر پر ایمان لائے گا۔ اُس کے لئے یہ لازمی امر ہوگا کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور کسی کا

☆ اگر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف توحید کافی ہے تو پھر مفصلہ ذیل آیت سے یہ ثابت ہوگا کہ شرک وغیرہ سب گناہ بغیر توبہ کے بخشے جائیں گے اور وہ آیت یہ ہے۔ قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا [۱] حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ منہ

[۱] الزمر:۵۴

﴿۱۴۲﴾ اختیار نہیں ہے کہ ان معنوں کو بدل ڈالے اور ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسے معنی ایجاد کریں کہ جو قرآن شریف کے بیان کردہ معنوں سے مغائر اور مخالف ہوں ہم نے اول سے آخر تک قرآن شریف کو غور سے دیکھا ہے اور توجہ سے دیکھا۔ اور بار بار دیکھا اور اس کے معانی میں خوب تدبر کیا ہے ہمیں بدیہی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ قرآن شریف میں جس قدر صفات اور افعال الٰہیہ کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف اسم اللہ ٹھہرایا گیا ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [1]. ایسا ہی اس قِسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن اُتارا۔ اللہ وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ پس جبکہ قرآنی اصطلاح میں اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاوے تبھی اُس کا ایمان معتبر اور صحیح سمجھا جائے گا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ من اٰمن بالرحمٰن یا من اٰمن بالرحیم یا من اٰمن بالکریم بلکہ یہ فرمایا کہ من اٰمن باللّٰہ اور اللہ سے مراد وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور ایک عظیم الشان صفت اُس کی یہ ہے کہ اُس نے قرآن شریف کو اُتارا۔ اس صورت میں ہم صرف ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ پر ایمان لایا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لایا ہو اور قرآن شریف پر بھی ایمان لایا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر انّ الّذین اٰمنوا کے کیا معنی ہوئے تو یاد رہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اُن کا ایمان معتبر نہیں ہے۔ جب تک خدا کے رسول پر ایمان نہ لاویں یا جب تک اُس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے۔ پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ صدہا آیتوں میں تو خدا تعالیٰ یہ فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے بلکہ اُس کے نبی پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری ہے بجز اس صورت کے کہ کوئی اس نبی سے بیخبر رہا ہو اور پھر کسی ایک آیت میں

[1] الفاتحۃ : ۲، ۳

برخلاف اِس کے یہ بتلاوے کہ صرف توحید سے ہی نجات ہوسکتی ہے۔ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں اور طُرفہ یہ کہ اس آیت میں توحید کا ذکر بھی نہیں۔ اگر توحید مُراد ہوتی تو یُوں کہنا چاہیئے تھا کہ من اٰمن بالتوحید ۔ مگر آیت کا تو یہ لفظ ہے کہ من اٰمن باللّٰہ ۔ پس اٰمن باللّٰہ کا فقرہ ہم پر یہ واجب کرتا ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ قرآن شریف میں اللہ کا لفظ کن معنوں پر آتا ہے۔ ہماری دیانت کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ جب ہمیں خود قرآن سے ہی یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن بھیجا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ہم اُسی معنی کو قبول کرلیں جو قرآن شریف نے بیان کئے اور خود روی اختیار نہ کریں۔

ماسوا اِس کے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نجات حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا کرے اور نہ صرف یقین بلکہ اطاعت کے لئے بھی کمر بستہ ہو جائے اور اس کی رضامندی کی راہوں کو شناخت کرے۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے یہ دونوں باتیں محض خدا تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی آئی ہیں پھر کس قدر یہ لغو خیال ہے کہ ایک شخص توحید تو رکھتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ بھی نجات پائے گا۔ اے عقل کے اندھے اور نادان! توحید بجُز ذریعہ رسول کے کب حاصل ہوسکتی ہے۔ اس کی تو ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک شخص روزِ روشن سے تو نفرت کرے اور اُس سے بھاگے اور پھر کہے کہ میرے لئے آفتاب ہی کافی ہے دن کی کیا حاجت ہے۔ وہ نادان نہیں جانتا کہ کیا آفتاب کبھی دن سے علیحدہ بھی ہوتا ہے۔ ہائے افسوس یہ نادان نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اس کو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ [1] یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اسکو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اُس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی

[1] الانعام : ۱۰۴

﴿۱۴۴﴾ باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بُتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے۔ ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی روحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور اُن کے ذریعہ سے عُجب کی بَلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے۔ پس اِس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہوسکتی۔

اور جو شخص اپنی کسی قُوت کو شریک باری ٹھہراتا ہے وہ کیونکر موحد کہلا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جا بجا توحید کامل کو پیروی رسول سے وابستہ کیا ہے۔ کیونکہ کامل توحید ایک نئی زندگی ہے اور بجُز اُس کے نجات حاصل نہیں ہوسکتی جب تک خدا کے رسول کا پیرو ہو کر اپنی سفلی زندگی پر موت وارد نہ کرے۔ علاوہ اس کے قرآن شریف میں بموجب قول ان نادانوں کے تناقض لازم آتا ہے کیونکہ ایک طرف تو جا بجا وہ یہ فرماتا ہے کہ بجُز ذریعۂ رسول توحید حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ پھر دوسری طرف گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حاصل ہوسکتی ہے حالانکہ توحید اور نجات کا آفتاب اور اُس کو ظاہر کرنے والا صرف رسول ہی ہوتا ہے اُسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے پس ایسا تناقض خدا کی کلام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔

بڑی غلطی اس نادان کی یہ ہے کہ اُس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا توحید ایک نور ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرّہ ذرّہ میں سرایت کر جاتا ہے پس وہ بجُز خدا اور اُس کے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہو سکتا ہے انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ مَیں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصوّر کرے اور دعا میں لگا رہے تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اُس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اُس کو بخشے گا۔

اخیر پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر یہ مان لیں کہ اللہ کا لفظ ایک عام معنوں پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ خدا ہے اور اُن معنوں کو نظر انداز کر دیں جو قرآن شریف پر نظر تدبر ڈال کر معلوم ہوتے ہیں یعنی یہ کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ وہ وہ

ذات ہے جس نے قرآن شریف بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تب بھی یہ آیت مخالف کو مفید نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ماننا نجات کے لئے کافی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر جو خدا تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے اور مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ حضرت عزت ہے ایمان لائے گا تو خدا اُس کو ضائع نہیں کرے گا اور کشاں کشاں اس کو اسلام کی طرف لے آئے گا کیونکہ ایک سچائی دوسری سچائی میں داخل ہونے کے لئے مدد دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لانے والے آخر حق کو پا لیتے ہیں۔

قرآن شریف میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے گا خدا اُس کو ضائع نہیں کرے گا اور حق اُس پر کھول دے گا اور راہ راست اُسکو دکھائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا [1]

پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ضائع نہیں کیا جاتا آخر اللہ تعالیٰ پوری ہدایت اُس کو کر دیتا ہے چنانچہ صُوفیوں نے صدہا مثالیں اس کی لکھی ہیں کہ بعض غیر قوم کے لوگ جب کمال اخلاص سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ میں مشغول ہوئے تو خدا تعالیٰ نے اُن کو اُن کے اخلاص کا یہ بدلہ دیا کہ اُن کی آنکھیں کھول دیں اور خاص اپنی دستگیری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اُن پر ظاہر کر دی۔ یہی معنی اس آیت کے آخری فقرہ کے ہیں فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ [2] خدا تعالیٰ کا اجر جب تک دنیا میں ظاہر نہیں ہوتا آخرت میں بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ پس دنیا میں خدا پر ایمان لانے کا یہ اجر ملتا ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ پوری ہدایت بخشتا ہے اور ضائع نہیں کرتا۔ اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ [3] یعنی وہ لوگ جو درحقیقت اہل کتاب ہیں اور سچے دل سے خدا پر اور اُس کی کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آخرکار اِس نبی پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہاں خبیث آدمی جن کو اہل کتاب نہیں کہنا چاہیئے وہ ایمان نہیں لاتے۔ ایسا ہی سوانح اسلام میں اس کی بہت سی

[1] العنکبوت:۷۰ [2] البقرۃ: ۲۷۵ [3] النساء:۱۶۰

﴿۱۴۶﴾

مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم ورحیم ہے اگر کوئی ایک ذرّہ بھی نیکی کرے تب بھی اُس کی جزا میں اسلام میں اُس کو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کُفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا۔ کیا اس کا ثواب بھی مجھ کو ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھ کو اسلام کی طرف کھینچ لائے۔ پس اِسی طرح جو شخص کسی غیر مذہب میں خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بموجب آیت **فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ**[1] آخر اُس کو اسلام میں داخل کر دیتا ہے۔ یہی معاملہ **باوانانک** کو پیش آیا۔ جب اُس نے بڑے اخلاص سے بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا اور خدا تعالیٰ سے محبت کی تو وہی خدا جس نے آیت ممدوحہ بالا میں فرمایا ہے **فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ** اُس پر ظاہر ہوا اور اپنے الہام سے اسلام کی طرف اُس کو رہبری کی تب وہ مسلمان ہوگیا اور حج بھی کیا۔

اور کتاب **بحر الجواھر** میں لکھا ہے کہ ابوالخیر نام ایک یہودی تھا جو پارسا طبع اور راستباز آدمی تھا۔ اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار میں چلا جاتا تھا تو ایک مسجد سے اُس کو آواز آئی کہ ایک لڑکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:-

الٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ[2]

یعنی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یونہی وہ نجات پا جاویں گے صرف اس کلمہ سے کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی خدا کی راہ میں اُن کا امتحان نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لانے والوں کی سی استقامت اور صدق اور وفا بھی موجود ہے یا نہیں؟ اِس آیت نے ابوالخیر کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُس کے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر زار زار رویا۔ رات کو حضرت سیّدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی خواب میں آئے اور فرمایا **یا اباالخیر اعجبنی ان مثلک مع کمال فضلک ینکر بنبوّتی** ۔ یعنی اے ابوالخیر مجھے تعجب آیا کہ تیرے جیسا انسان باوجود اپنے کمال

[1] البقرة:۶۳ [2] العنکبوت:۲،۳

﴿۱۴۷﴾

فضل اور بزرگی کے میری نبوت سے انکار کرے۔ پس صبح ہوتے ہی ابوالخیر مسلمان ہوگیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ میں اِس بات کو بالکل سمجھ نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے اور اُس کو واحد لاشریک سمجھے اور خدا اُس کو دوزخ سے تو نجات دے مگر نابینائی سے نجات نہ دے حالانکہ نجات کی جڑھ معرفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا [1]۔ یعنی جو شخص اِس جہان میں اندھا ہے وہ دُوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا یا اِس سے بھی بدتر۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس نے خدا کے رسولوں کو شناخت نہیں کیا اُس نے خدا کو بھی شناخت نہیں کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اُس کے رسول ہیں۔ ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پس یہ کس قسم کی نجات ہے کہ ایک شخص دنیا میں تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب اور منکر رہا اور قرآن شریف سے انکاری رہا اور خدا تعالیٰ نے اُس کو آنکھیں نہ بخشیں اور دل نہ دیا اور وہ اندھا ہی رہا اور اندھا ہی مر گیا اور پھر نجات بھی پا گیا۔ یہ عجیب نجات ہے! اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس شخص پر رحمت کرنا چاہتا ہے پہلے اُس کو آنکھیں بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اُس کو علم عطا کرتا ہے۔ صدہا آدمی ہمارے سلسلہ میں ایسے ہوں گے کہ وہ محض خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات وسیع الرحمت ہے اگر کوئی ایک قدم اس کی طرف آتا ہے تو وہ دو قدم آتا ہے۔ اور جو شخص اُس کی طرف جلدی سے چلتا ہے تو وہ اُس کی طرف دوڑتا آتا ہے اور نابینا کی آنکھیں کھولتا ہے۔ پھر کیونکر قبول کیا جائے کہ ایک شخص اُس کی ذات پر ایمان لایا اور سچے دل سے اُس کو وحدہٗ لاشریک سمجھا اور رواپس سے محبت کی اور اس کے اولیاء میں داخل ہوا۔ پھر خدا نے اُس کو نابینا رکھا اور ایسا اندھا رہا کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کر سکا۔ اسی کی مؤید یہ حدیث ہے کہ **من مات ولم یعرف امام زمانہٖ فقد مات میتة الجاھلیة** یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا اور صراطِ مستقیم سے بے نصیب رہا۔

[1] بنی اسرائیل:۷۳

﴿۱۴۸﴾

اب ہم اُن چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وساوس ہیں کہ جو عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریراً یا تقریراً لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مرتد ہونے پر ایسی مُہر لگادی کہ اب غالباً اس کا خاتمہ اسی پر ہوگا۔ میں نے اِن چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہانپور کے اصرار سے لکھا ہے جو اُنہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ میں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اُس کا جواب دیتا ہوں۔ وباللّٰہ التوفیق۔

سوال (۱)

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اِس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہوسکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اوّل نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اِس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۵☆ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب

یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **قُلْ اُجَرِّدُ نفسی من ضروب الخطاب**۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مُراد اِن خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اس میں دخل نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا ہے اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہوگیا۔ سو اِس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے **براہین احمدیہ**

☆ صفحہ ۴۷۵ سہو کتابت سے لکھا گیا ہے۔ درست صفحہ ۴۷۸ ہے۔ (ناشر)

﴿۱۴۹﴾ میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اِس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اِس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اِس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اِسی اُمّت میں سے آئے گا۔اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اِس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اِس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔میں پوشیدگی کے حُجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔میں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دنیا میں عزّت کے ساتھ شہرت دُوں گا۔پس یہ اُس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔اور اگر ﴿۱۵۰﴾ کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اِس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی☆۔ اور جیسا کہ مَیں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اِس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تیئیس۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر ردّ کر سکتا ہوں۔ میں اُس کی اِس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اِس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر میں اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آ سکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا اور جب مجھ کو اُس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اُسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ اُن سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے

☆ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اِسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ وغضب ہوا اُس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

﴾۱۵۱﴿ اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اِس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اُس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اُٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا۔ مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے☆۔ کیونکہ اُس وقت اُن کی ضرورت نہ تھی اِس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اِسی وجہ سے انجیل میں اُن کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اُس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے کافی تھیں تو بلاشبہ اُن کے کمالات بھی اُسی پیمانہ کے لحاظ سے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ[1] یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت

☆ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردے زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان اُن کو دیا گیا۔ اس کا یہ جواب ہے کہ واقعی طور پر مُردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مُردہ کے طور پر بیمار تھے اگر اُن کو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مُردے زندہ ہو چکے ہیں اور پہلے نبی بھی کرتے رہے ہیں جیسے الیاس نبی۔ مگر عظیم الشان نشان اور ہیں جن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دِکھلائے گا۔ منہ

[1] الحجر: ۲۲

سے زیادہ اُن کو نازل نہیں کیا کرتے۔ پس یہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو اُمّت کی اِصلاح کے لئے وہ علوم دئے جائیں جن علوم سے وہ اُمّت مناسبت ہی نہیں رکھتی بلکہ حیوانات میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے۔ مثلاً گھوڑے کو اس غرض کیلئے خدا نے پیدا کیا ہے کہ قطع مسافت میں عمدہ کام دے اور ہر ایک میدان میں دوڑنے سے اپنے سوار کا حامی اور مددگار ہو اِس لئے ایک بکری ان صفات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ وہ اس غرض کے لئے پیدا نہیں کی گئی۔ ایسا ہی خدا نے پانی کو پیاس بجھانے کے لئے پیدا کیا ہے اِس لئے آگ اُس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اُس میں رکھی ہیں۔ لیکن انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگذر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صدہا شاخوں میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے۔ پس اِس سے حضرت عیسیٰؑ کی معرفت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اِس لئے قرآن شریف کامل نازل ہوا۔ اور یہ کچھ بُرا ماننے کی بات نہیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ [1] یعنی بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کرسکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا [2] اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات تمام انبیاء کے ہیں اس لئے اُس نے ہماری پنج وقتہ نماز میں ہمیں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [3] یعنی اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید گذر چکے ہیں اُن سب کے کمالات ہم میں جمع کر۔ پس اس اُمت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اِس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کرو۔ یہ تو عام طور پر حکم ہے اور خواص کے مدارج خاصّہ

﴿۱۵۲﴾

[1] البقرة:۲۵۴ [2] البقرة:۲۸۷ [3] الفاتحة:۶،۷

اِسی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اِسی وجہ سے اِس اُمّت کے باکمال صُوفی اِس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اِسی اُمّت نے پُورا کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چھوٹا سا تُخم زمین میں بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑا درخت بن جاتا ہے۔ اِسی طرح انسانی سلسلہ نشوونما پاتا گیا اور انسانی قوتیں اپنے کمال میں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ اپنے کمال تام تک پہنچ گئیں۔ ﴿۱۵۳﴾

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ مَیں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اُس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کو قوت دی۔ **وھٰذا تحدیث نعمت اللّٰہ ولا فخر**۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے اور اگر قرآن شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی جو قرآن شریف نے دیا۔ انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں۔ اس بات میں بگڑنا اور مُنہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا☆؟ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے تو وہ آیت پیش کرنی چاہیئے۔ سخت مردود وہ شخص ہوگا جو قرآنی آیت سے انکار کرے ورنہ میں اس پاک وحی کے مخالف کیونکر خلاف واقعہ کہہ سکتا ہوں جو قریباً تیئیس۲۳ برس سے مجھ کو

☆ **حاشیہ** — خدائے تعالیٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پا سکتا۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے توریت دی اور جن کی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی اُن کا مقابلہ کر کے تحت الثریٰ میں ڈالا گیا اور کُتے کے ساتھ خدا نے اس کی مشابہت دی وہی موسیٰ ہے جس کو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم روحانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا اور اُن غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَاۤ اٰتَیۡنٰہُ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا[1]۔ منہ

[1] الکھف:۶۶

تسلی دے رہی ہے اور ہزار ہا خدا کی گواہیاں اور فوق العادت نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں۔ اُس نے دیکھا کہ ایک شخص کو محض بے وجہ خدا بنایا گیا ہے جس کی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں۔ تب اُس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلوّ انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اُس پر نہیں کی گئی تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا میری نسبت اپنے نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے تو میری تکذیب تقویٰ کے برخلاف ہے اور جیسا کہ دانیال نبی نے بھی لکھا ہے میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اُس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر خود اُتر آئے گا جیسا کہ وہ فرماتا ہے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ [1] یعنی اُس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ کُفر اور شرک نے بہت غلبہ کیا اور وہ خاموش رہا اور ایک مخفی خزانہ کی طرح ہو گیا۔ اب چونکہ شرک اور انسان پرستی کا غلبہ کمال تک پہنچ گیا اور اسلام اس کے پاؤں کے نیچے کُچلا گیا اس لئے خدا فرماتا ہے کہ مَیں زمین پر نازل ہوں گا اور وہ قہری نشان دِکھلاؤں گا کہ جب سے نسل آدم پیدا ہوئی ہے کبھی نہیں دِکھلائے۔ اِس میں حکمت یہ ہے کہ مدافعت بقدر حملۂ دشمن ہوتی ہے پس جس قدر انسان پرستوں کو شرک پر غلو ہے وہ غلو بھی انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ اس لئے اب خدا آپ لڑے گا وہ انسانوں کو کوئی تلوار نہیں دے گا اور نہ کوئی جہاد ہو گا ہاں اپنا ہاتھ دِکھلائے گا۔ یہودیوں کا یہ عقید ہے کہ دو مسیح ظاہر ہوں گے اور آخری مسیح (جس سے اِس زمانہ کا مسیح مُراد ہے) پہلے مسیح سے افضل ہوگا اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا آمد ثانی میں بڑی قُوّت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے فرقوں کا فیصلہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ اس قدر جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اوّل کو اِس سے کچھ نسبت نہیں۔

﴿۱۵۴﴾

[1] البقرۃ:۲۱۱

﴿۱۵۵﴾

بہر حال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنے والا مسیح جو آخری زمانہ میں آئے گا اپنے جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حَکَم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنے والا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنے والا قرار دیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اُس کے ساتھ ہوگا اور اُس کی توجہ اور دعا بجلی کا کام کرے گی اور وہ ایسی اتمام حجت کرے گا کہ گویا ہلاک کر دے گا۔ غرض نہ اہل کتاب نہ اہل اسلام اِس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنے والے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دو مسیح قرار دے کر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے۔ پھر جبکہ خدا نے اور اُس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنے والا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اُس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم۔ جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیج دیا اب خدا سے لڑو۔ ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قُدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔

سوال (۲)

حضور عالی نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں جگہ لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی مگر عبدالحکیم کو جو خط تحریر فرمایا ہے اس میں یہ فقرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں اِس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب۔ مَیں اب بھی کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو جبراً نہیں پھیلایا اور جو تلوار اُٹھائی گئی وہ اِس لئے نہیں تھی کہ دھمکی دے کر اسلام قبول کرایا جائے بلکہ اِس میں دو امر

﴿۱۵۶﴾ ملحوظ تھے (۱) ایک تو بطور مدافعت یہ لڑائیاں تھیں کیونکہ جبکہ کفار نے حملہ کر کے تلوار کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہا تو بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ اپنی حفاظت کے لئے تلوار اُٹھائی جاتی۔ (۲) دوسری قرآن شریف میں ان لڑائیوں سے ایک زمانہ پہلے یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جو لوگ اس رسول کو نہیں مانتے خدا اُن پر عذاب نازل کرے گا۔ چاہے تو آسمان سے اور چاہے تو زمین سے اور چاہے تو بعض کی تلوار کا مزہ بعض کو چکھا دے۔ اِسی طرح اس مضمون کی اور بھی پیشگوئیاں تھیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ اب سمجھنا چاہئیے کہ وہ خط جو میں نے عبدالحکیم خان کو لکھا تھا اس میں میرا یہی مطلب تھا کہ اگر رسول کا ماننا غیر ضرری ہے تو خدا تعالیٰ نے اِس رسول کے لئے یہ اپنی غیرت کیوں دکھلائی کہ کفار کے خون کی نہریں چلا دیں۔ یہ سچ ہے کہ اسلام کے لئے جبر نہیں کیا گیا مگر چونکہ قرآن شریف میں یہ وعدہ موجود ہے کہ جو لوگ اس رسول کے مکذّب اور منکر ہیں وہ عذاب سے ہلاک کئے جائیں گے۔ اِس لئے اُن کے عذاب کیلئے یہ تقریب پیش آئی کہ خود اُن کافروں نے لڑائیوں کے لئے سبقت کی تب جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے۔ اگر رسول کا انکار کرنا خدا کے نزدیک ایک سہل امر تھا اور باوجود انکار کے نجات ہو سکتی تھی تو پھر اس عذاب کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی جو ایسے طور سے نازل ہوا جس کی دنیا میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ ۚ وَاِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ [1] یعنی اگر یہ رسول جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائے گا لیکن اگر سچا ہے تو تمہاری نسبت جو عذاب کے بعض وعدے کئے گئے ہیں۔ وہ پورے ہوں گے☆

اب غور کا مقام ہے کہ اگر خدا کے رسول پر ایمان لانا غیر ضروری ہے تو ایمان نہ لانے پر عذاب کا کیوں وعدہ دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ جبر سے اپنا دین منوانا اور تلوار سے مسلمان کرنا یہ اور امر ہے مگر اُس شخص کو سزا دینا جو سچے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور مقابلہ سے پیش آتا ہے اور اُس کو دُکھ دیتا ہے یہ اور بات ہے۔ سزا دینے کے لئے یہ امر شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہو جائے بلکہ انکار کے

☆ بعض کا لفظ اس لئے اختیار کیا گیا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں یہ ضروری نہیں کہ وہ سب کی سب پوری ہو جائیں بلکہ بعض کا انجام معافی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ منہ

[1] المؤمن:۲۹

﴿۱۵۷﴾ ساتھ مقابلہ کرنے والے واجب القتل ہو چکے تھے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو یہ رعایت دی گئی تھی کہ اگر مشرف باسلام ہو جائیں تو وہ سزا معاف ہو جائے گی اور پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ؕ وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ [1] الجزو نمبر ۳ سورہ اٰل عمران۔ یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں سے منکر ہو گئے اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور خدا غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اِس آیت میں بھی منکروں کے لئے عذاب کا وعدہ ہے۔ لہٰذا ضرور تھا کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا۔ پس خدا تعالیٰ نے تلوار کا عذاب اُن پر وارد کیا اور پھر ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ [2] الجزو نمبر ۶ سورۃ المائدۃ یعنی سوا اس کے نہیں کہ بدلہ ان لوگوں کا کہ جو خدا اور رسول سے لڑتے اور زمین پر فساد کے لئے دوڑتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دئے جائیں یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹے جائیں یا جلاوطن کر کے قید رکھے جائیں یہ رُسوائی اُن کی دُنیا میں ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے پس اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمارے رسول کریم کی عدول حکمی اور اس کا مقابلہ کچھ چیز نہیں تھا تو ایسے منکروں کو جو موحد تھے (جیسا کہ یہودی) انکار اور مقابلہ کی وجہ سے اس قدر سخت سزا یعنی طرح طرح کے عذابوں سے موت کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی کتاب میں کیوں حکم لکھا گیا اور کیوں ایسی سخت سزائیں دی گئیں کیونکہ دونوں طرف موحد تھے اس طرف بھی اور اس طرف بھی اور کسی گروہ میں کوئی مُشرک نہ تھا اور باوجود اس کے یہودیوں پر کچھ بھی رحم نہ آیا اور اُن موحد لوگوں کو محض انکار اور مقابلہ رسول کی وجہ سے بُری طرح قتل کیا گیا یہاں تک کہ ایک دفعہ دس ہزار یہودی ایک ہی دِن میں قتل کئے گئے حالانکہ اُنہوں نے صرف اپنے دین کی حفاظت کے لئے انکار اور مقابلہ کیا تھا اور اپنے خیال میں پکے موحد تھے اور خدا کو ایک جانتے تھے۔

ہاں یہ بات ضرور یاد رکھو کہ بے شک ہزاروں یہودی قتل کئے گئے مگر اس غرض سے

[1] اٰل عمران: ۵ [2] المائدۃ: ۳۴

﴿۱۵۸﴾ نہیں کہ تا وہ مسلمان ہو جائیں۔ بلکہ محض اِس غرض سے کہ خدا کے رسول کا مقابلہ کیا۔ اِس لئے وہ خدا کے نزدیک مستوجب سزا ہو گئے اور پانی کی طرح اُن کا خون زمین پر بہایا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر توحید کافی ہوتی تو یہودیوں کا کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو موحد تھے وہ محض انکار اور مقابلہ رسول کی وجہ سے کیوں خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل سزا ٹھہرے۔

سوال (۳)

جناب عالی۔ عبدالحکیم کو جو آپ نے خط تحریر فرمایا ہے اُس میں لکھا ہے کہ فطرتی ایمان ایک لعنتی چیز ہے اِس کا مطلب بھی سمجھنے میں نہیں آیا۔

الجواب:۔ خلاصہ اور مدعا میری تحریر کا یہ ہے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اس کا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا اِس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھسل کر دہریہ بن جاتے ہیں پہلے تو صحیفۂ فطرت اور قانونِ قدرت پر زور دیتے ہیں مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں پڑ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مبارک اور بے خطر وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صدہا آسمانی نشان اُس کو اِس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مثل میخوں کے ہے اور خدا پر اُسی وقت تک ایمان قائم رہ سکتا ہے جب تک کہ رسول پر ایمان ہو اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں بھی کوئی آفت آ جاتی ہے اور خشک توحید انسان کو جلد گمراہی میں ڈالتی ہے اِسی واسطے مَیں نے کہا کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے یعنی جس کی بنیاد صرف صحیفۂ فطرت ہے اور جس کی بنا مجرد فطرت پر ہے اور رسول کی روشنی سے حاصل نہیں آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض خدا کے رسول کو چھوڑ کر اور رسول کے معجزات کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے

وہ ایک دیوارِ ریگ ہے وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی۔ ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اس ایمان کو زوال نہیں ہوتا اور اس کا انجام بدنہیں ہوتا۔ ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہو گیا اور اُس کو شناخت نہیں کیا اور اُس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا اُس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر ضرور وہ مُرتد ہوگا جیسا کہ مسیلمہ کذّاب اور عبداللہ ابن ابی سرح اور عبیدہ اللہ بن جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور جموں والا چراغدین اور عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مُرتد ہوئے۔

سوال (۴)

پہلی کتابوں ازالہ اوہام وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ بھی کچھ کوئی پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے۔ مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی قحط پڑیں گے لیکن اب کئی تحریروں میں دیکھا گیا ہے کہ انہیں پیشگوئیوں کو جناب والا نے عظیم الشان پیشگوئیاں قرار دیا ہے۔

الجواب:۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے انہیں پیشگوئیوں کو عظیم الشان قرار دیا ہے ہر ایک چیز کی عظمت یا عدم عظمت اس کی مقدار اور کیفیت سے اور نیز اُس کے حالات خاصہ یا معمولی حالات سے ظاہر ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس مُلک میں طاعون اور زلزلوں کی خبر دی تھی وہ ملک ایسا ہے کہ اکثر اس میں طاعون کا دورہ رہتا ہے اور کشمیر کی طرح اس میں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں اور قحط بھی پڑتے ہیں اور لڑائیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے اور حضرت مسیح کی پیشگوئی میں نہ کسی خارق عادت زلزلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی خارق عادت مری یا طاعون کا۔ اِس صورت میں کوئی عقلمند ایسی پیشگوئیوں کو عظمت اور وقعت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔* مگر جس ملک کے لئے☆

حاشیہ * ہاں ممکن ہے کہ اصل پیشگوئیوں میں تحریف ہوگئی ہو جبکہ ایک انجیل کی بیسیوں انجیلیں بن گئی ہیں تو کسی عبارت میں تحریف ہونا کونسا ایسا امر ہے جو بعید از عقل ہو سکتا ہے مگر ہمارا موجودہ انجیلوں پر اعتراض ہے اور خدا نے ان انجیلوں کو محرف مبدل قرار دیکر ہمیں ان اعتراضوں کا موقعہ دیا ہے۔ منہ

☆ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیوں میں جو انجیلوں میں پائی جاتی ہیں صرف معمولی اور نرم لفظ ہیں کسی شدید اور ہیبت ناک زلزلہ یا ہیبت ناک طاعون کا ان میں ذکر نہیں ہے مگر میری پیشگوئیوں میں ان دونوں واقعات کی نسبت ایسے لفظ ہیں جو ان کو خارق عادت قرار دیتے ہیں۔ منہ

﴿۱۶۰﴾

مَیں نے طاعون کی خبر دی اور شدید زلزلوں سے اطلاع دی ہے وہ اس ملک کی حالت کے لحاظ سے درحقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صدہا سال کی تاریخ دیکھی جائے تب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اس ملک میں طاعون پڑی ہے چہ جائیکہ ایسی طاعون جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا چنانچہ طاعون کی نسبت میری پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ ملک کا کوئی حصہ طاعون سے خالی نہیں رہے گا اور سخت تباہی آئے گی اور وہ تباہی زمانہ دراز تک رہے گی۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ جیسا کہ اب پیشگوئی کے مطابق یہ سخت تباہیاں طاعون سے ظہور میں آئیں پہلے اس ملک میں کبھی ظہور میں آیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ رہا زلزلہ وہ بھی میری طرف سے کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ پیشگوئی میں یہ الفاظ تھے کہ ایک حصہ ملک کا اس سے تباہ ہو جائے گا جیسا کہ ظاہر ہے کہ وہ تباہی جو اس زلزلہ سے کانگڑہ اور بھاگسو خاص جوالا مکھی پر آئی۔ دو ہزار ۲۰۰۰ برس تک اس کی نظیر نہیں ملتی کہ کبھی زلزلہ سے ایسا نقصان ہوا چنانچہ انگریز محققوں نے بھی یہی گواہی دی ہے۔ پس اِس صُورت میں میرے پر اعتراض کرنا محض جلد بازی ہے۔

سوال (۵)

جناب عالی نے متفرق طور پر بہت سے اشتہارات میں لکھا ہے کہ مذہب کی خرابی کی وجہ سے دنیا میں عذاب نازل نہیں ہوتا بلکہ شوخی اور شرارت اور مرسلین کے ساتھ استہزا کرنے سے عذاب آتا ہے۔ اب سان فرانسسکو وغیرہ میں جو زلزلے آئے ہیں جناب عالی نے اپنی تصدیق کا اُن کو نشان قرار دیا ہے۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ زلزلے آپ کی تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں۔

الجواب:- میں نے کبھی نہیں کہا کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات میں آئے ہیں یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں کسی اور امر کا اِس میں دخل نہیں۔ ہاں میں کہتا ہوں کہ میری تکذیب اِن زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی اِس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اِس طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے

﴿۱۶۱﴾ اور کوئی حصہ دنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے تب اُس کا مبعوث ہونا دوسرے شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے گذشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے اُس کے لئے اِس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1] پس اس سے زیادہ میرا مطلب نہ تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہوسکتی ہے۔ یہی قدیم سے سُنت اللہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا سوسان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں اگرچہ اصل سبب اُن پر عذاب نازل ہونے کا اُن کے گذشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے اُن کو ہلاک کرنے والے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں اور نیز اِس وجہ سے کہ میں نے براہین احمدیہ اور بہت سی اپنی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت سے غیر معمولی زلزلے آئیں گے اور دوسری آفات بھی آئیں گی اور ایک دنیا اُن سے ہلاک ہو جائے گی۔ پس اِس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دُنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں۔ جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا پر عذاب آیا بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔

غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اُس کو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں اور قرآن شریف یہی☆ فرماتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی تکذیب کی وجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں۔ جوئیں برسیں

[1] بنی اسرائیل:۱۶ ☆ سہو کتابت سے ’’بھی‘‘ کو یہی لکھا گیا ہے۔(ناشر)

﴿۱۶۲﴾ مینڈکیں برسیں خون برسا اور عام قحط پڑا۔ حالانکہ مُلک مصر کے دور دور کے باشندوں کو حضرت موسیٰ کی خبر بھی نہ تھی اور نہ اُن کا اس میں کچھ گناہ تھا اور نہ صرف یہ بلکہ تمام مصریوں کے پلوٹھے بچے مارے گئے اور فرعون ایک مدت تک ان آفت سے محفوظ تھا اور جو محض بے خبر تھے وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تھا اُن کا تو بال بیکا بھی نہ ہوا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن چالیس برس بعد جب وہ صدی گذرنے پر تھی تو طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی قتل کئے گئے اور طاعون بھی پڑی۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ عذاب محض حضرت عیسیٰ کی وجہ سے تھا۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا اور اکثر اس قحط میں غریب ہی مارے گئے اور بڑے بڑے سردار فتنہ انگیز جو دُکھ دینے والے تھے مُدت تک عذاب سے بچے رہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سُنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اُس کی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جن میں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں پھر رفتہ رفتہ ائمة الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا[1] یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں۔ اِس میرے بیان میں اُن بعض نادانوں کے اعتراضات کا جواب آ گیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکفیر تو مولویوں نے کی تھی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے۔ اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے۔ اُن کا کیا قصور تھا۔ اُنہوں نے کونسی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مُرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے

[1] الرعد:۴۲

کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اُس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سُنّت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کرسکتا۔ ﴿۱۶۳﴾

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اِس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب:۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اِسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مُفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ[1] یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنے والا☆۔ دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے۔ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، اور اگر میں مُفتری نہیں تو بلاشُبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا جیسا کہ

☆ ظالم سے مُراد اِس جگہ کافر ہے۔ اِس پر قرینہ یہ ہے کہ مُفتری کے مقابل پر مکذّب کتاب اللہ کو ظالم ٹھہرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اِس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔ منہ

[1] الاعراف:۳۸

اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اِس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو اُن نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اِس دنیا سے گذر گئے ہیں اور یحیٰی شہید کے پاس دوسرے آسمان میں اُن کو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مُفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں اُن کی نظر میں مفتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ [1] یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اُن سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنے والوں کا نام مومن نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزار ہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھہرایا اور میرے پر کُفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتویٰ سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا

﴿۱۶۴﴾

[1] الحجرات:۱۵

﴿۱۶۵﴾

ہے۔تو اب اِس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو اُن کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں اُن کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ اُن میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کُھلے کُھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ[1] یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ **ما زنا زانٍ و هو مؤمن وما سرق سارق وهو مؤمن** یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوگا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہوسکتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتویٰ مجھے دکھلا دیں میں قبول کرلوں گا اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو دوسو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں اُن کے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت اُن میں نہ پائی جائے۔☆

سوال (۷)

دعوت پہنچ جانے سے کیا مراد ہے۔

الجواب:- دعوت پہنچا دینے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور اُن کو اُن کی

☆ جیسا کہ میں نے بیان کیا کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے وہ اُس کے کفر کی نفی کرتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ اُن تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھہرایا ہے پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود اُنہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہوگئی ہے۔ ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔ منہ

[1] النساء:۱۴۶

غلطیوں پر متنبہ کر دے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو۔ یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سُست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اللہ اِس طرح پر ہے کہ اوّل اپنے نبیوں اور مُرسلوں کو اس قدر مہلت دیتا ہے کہ دنیا کے بہت سے حصہ میں اُنکا نام پھیل جاتا ہے اور اُن کے دعویٰ سے لوگ مطلع ہو جاتے ہیں اور پھر آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتمام حُجت کر دیتا ہے اور دنیا میں خارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجت کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک غیر ممکن نہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ ایک دم میں آسمان کے ایک کنارہ سے بجلی چمکتی اور دوسرے کنارہ تک پھیل جاتی ہے۔ اِسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولوں کو شہرت دی جاتی ہے اور خدا کے فرشتے زمین پر اُترتے اور سعید لوگوں کے دِلوں میں ڈالتے ہیں کہ جن راہوں کو تم نے اختیار کر رکھا ہے وہ صحیح نہیں ہیں تب ایسے لوگ راہ راست کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے امام وقت کی خبر ان لوگوں کو پہنچ جاتی ہے۔ بالخصوص یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے کہ چند دنوں میں ایک نامی ڈاکو کی بھی بدنامی کے ساتھ تمام دنیا میں شہرت ہوسکتی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے بندے جن کے ساتھ ہر وقت خدا ہے وہ اِس دنیا میں شہرت نہیں پا سکتے اور مخفی رہتے ہیں اور خدا اُن کی شہرت پر قادر نہیں ہوتا☆۔ میں

﴿۱۶۶﴾

☆ آج سے پچیس[۲۵] برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ الہام میری نسبت موجود ہے۔ یہ اُس زمانہ کا الہام ہے کہ جبکہ میں ایک پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا اور بجز میرے والد صاحب کے چند تعارف رکھنے والوں کے کوئی مجھ کو جانتا بھی نہیں تھا اور وہ الہام یہ ہے **انت منّی بمنزلة توحیدی و تفریدی. فحان ان تعان و تعرف بین الناس** یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے۔ پس وہ وقت آ گیا ہے کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دی جائے گی۔ اور دنیا میں تو عزت کے ساتھ شہرت دیا جائے گا۔ اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ جلال اور عزّت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے۔ پھر جس پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگ دُوئی اس سے جاتا رہتا ہے تب خدا تعالیٰ اسی طرح اس کو عزّت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے جیسا کہ وہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے کہ وہ ایسی ہی عزت حاصل کرے۔ منه

دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے کہ میری اتمام حجت کے لئے اور اپنے نبی کریم کی اشاعت دین کے لئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پہلے اِس سے کسی نبی کو میسر نہیں آئے تھے چنانچہ میرے وقت میں ممالک مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعث سواری ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر بحری اور بَرّی اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہیں اور ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے تو تھوڑی مدت میں تمام دنیا کا سیر کر کے آ سکتا ہے۔ ماسوا اس کے کتابوں کا لکھنا ایسا سہل اور آسان ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی چھاپوں کی کلیں ایجاد ہو گئی ہیں کہ جس کسی ضخیم کتاب کے چند مجلد سو برس میں بھی نہیں لکھ سکتے تھے اس کے کئی لاکھ نسخے ایک دو برس میں لکھ سکتے ہیں اور تمام مُلک میں شائع ہو سکتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے تبلیغ کے لئے بھی اِس قدر آسانیاں ہو گئی ہیں کہ ہمارے مُلک میں آج سے سو برس پہلے اُن کا نام ونشان نہ تھا اور آج سے پہلے اگر پچاس برس پر نظر ڈالی جائے تو ثابت ہوگا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے مگر اب بباعث کثرت مدارس کے جو دیہات میں بھی قائم کئے گئے ہیں اس قدر استعداد علمیّت لوگوں کو حاصل ہو گئی ہے کہ وہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور میری طرف سے تبلیغ کی کارروائی یہ ہوئی ہے کہ میں نے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں جیسے امرتسر، لاہور، جالندھر، سیالکوٹ اور دہلی اور لدھیانہ وغیرہ میں بڑے بڑے مجمعوں میں خود جا کر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچایا ہے اور ہزار ہا انسانوں کے رُوبرو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں اور ستر۷۰ کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو اور انگریزی میں حقّانیت اسلام کے بارہ میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہونگی تالیف کر کے ممالک اسلام میں شائع کی ہیں اور اسی مقصد کے لئے کئی لاکھ اشتہار شائع☆ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کی ہدایت سے تین لاکھ

﴿۱۶۷﴾

☆ ایک دفعہ سولہ۱۶۰۰۰ ہزار اشتہار حقّانیت اسلام کے بارے میں انگریزی میں ترجمہ کرا کر ممالک یورپ اور امریکہ میں مَیں نے شائع کیا تھا جو کئی انگریزی اخباروں میں بھی شائع ہو گیا تھا اور وہ اشتہارات ان مقامات یورپ اور امریکہ میں پہنچائے گئے تھے جہاں لوگ اسلامی خوبیوں سے بے خبر تھے اور ایک انگریز امریکہ کا رہنے والا وب نام جو ابھی اُن دِنوں میں مسلمان نہیں ہوا تھا اس کو بھی وہ اشتہار پہنچے تھے جن کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور اب تک مسلمان ہے۔ **منہ**

سے زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے آج تک توبہ کر چکے ہیں اور اس قدر سرعت سے یہ کارروائی جاری ہے کہ ہر ایک ماہ میں صدہا آدمی بیعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے خبر نہیں ہیں بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دُور دراز مُلکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے یہاں تک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور خود انہوں نے غیر معمولی زلزلوں کی پیشگوئیوں کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کے لئے امریکہ کے نامی اخباروں میں شائع کرایا ہے اور یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں کہ اب تک جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کچھ زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزارہا نشانوں سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں اور اکثر ان میں صالح اور نیک بخت ہیں۔☆

سوال (۸)

﴿۱۶۸﴾

اگر چہ ہمارا ایمان ہے کہ نری خشک توحید مدار نجات نہیں ہوسکتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے علیحدہ ہو کر کوئی عمل کرنا انسان کو ناجی نہیں بنا سکتا۔ لیکن طمانیت قلب کے لئے عرض پرداز ہیں کہ عبدالحکیم خان نے جو آیات لکھی ہیں ان کا کیا مطلب ہے۔ مثلاً اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ھَادُوۡا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا

☆ **حاشیہ** افسوس کہ ہماری جماعت کی ایمانداری اور اخلاص پر اعتراض کرنے والے دیانت اور راستبازی سے کام نہیں لیتے۔ اس جماعت میں بعض لوگوں نے اپنی استقامت کے وہ نمونے دکھائے ہیں جن کی اس زمانہ میں نظیر ملنا مشکل ہے مثلاً ایک خداترس اور منصف مزاج کو مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی استقامت پر نظر انصاف ڈالنی چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شخص دنیا میں استقامت کا نمونہ دکھا سکتا ہے۔ مولوی صاحب موصوف ایک جلیل الشان فاضل علوم عربیہ میں تھے اور تمام عمر حدیث اور تفسیر کے درس میں بسر کی تھی اور ان کو الہام بھی ہوتا تھا اور پچاس ہزار کے قریب اُن کے پیرو اور شاگرد تھے اور دنیوی عزت بھی بہت رکھتے تھے یہاں تک کہ ریاست کابل کے امیروں کی نظر میں ایک بزرگوار اور شیخ الوقت تسلیم کئے گئے تھے اور گورنمنٹ انگریزی اور ریاست میں جاگیر رکھتے تھے انہوں نے میری سچائی ماننے پر اپنی جان دیدی۔ اُن کو بہت سمجھایا گیا کہ مجھ سے انکار کریں پر انہوں نے کہا کہ میں نادان نہیں۔ میں بصیرت کی راہ سے ایمان لایا ہوں میں ان کو ترک نہیں کرسکتا مگر جان کو ترک کروں گا۔ امیر نے کئی دفعہ ان کو سمجھایا کہ آپ بزرگوار ہیں لوگ شورش کرتے ہیں مصلحتِ وقت سمجھ لیں۔ انہوں نے کہا کہ میں دین کو دُنیا پر مقدم رکھتا ہوں میں اپنا ایمان ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ میں جانتا ہوں جس سے

﴿۱۶۸﴾

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ [1] اور جیسا کہ یہ آیت بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ [2]۔ اور جیسا کہ یہ آیت تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [3]۔

الجواب:۔ واضح ہو کہ قرآن شریف میں ان آیات کے ذکر کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر اس کے جو رسول پر ایمان لایا جائے نجات ہو سکتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر اس کے کہ خدائے واحد لاشریک اور یوم آخرت پر ایمان لایا جاوے نجات نہیں ہو سکتی۔☆ اور ﴿۱۶۹﴾ اللہ پر پورا ایمان تبھی ہو سکتا ہے کہ اُسکے رسولوں پر ایمان لاوے۔ وجہ یہ کہ وہ اس کی صفات کے مظہر ہیں اور کسی چیز کا وجود بغیر وجود اُس کی صفات کے بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتا۔ لہٰذا بغیر علم صفات باری تعالیٰ کے معرفت باری تعالیٰ ناقص رہ جاتی ہے کیونکہ مثلاً یہ صفات اللہ تعالیٰ کے

بقیہ حاشیہ

میں نے بیعت کی ہے وہ حق پر ہے اور تمام دنیا سے بہتر ہے اور آنے والا مسیح یہی ہے اور عیسیٰ مر گیا تب مولویوں نے شور مچایا کہ کافر ہو گیا کیوں قتل نہ کیا جاوے مگر امیر نے پھر بھی قتل کرنے میں تاخیر کی۔ آخر یہ حجت پیش کی گئی کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہیں کہ اب غیر قوموں سے تلوار کے ساتھ دین کے لئے لڑنا نہیں چاہئے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اس الزام سے انکار نہ کیا اور کہا کہ یہی وعدہ ہے کہ مسیح کو خدا آسمان سے مدد دے گا۔ اب جہاد حرام ہے اور پھر وہ نہایت بے رحمی سے سنگسار کئے گئے اور اُن کے عیال گرفتار کر کے کسی دُور دراز گوشۂ ریاست کابل میں پہنچائے گئے اور اُن کی جماعت کے آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اب حیا اور شرم سے سوچنا چاہئے کہ ایک فاضل جلیل سے جو دنیا اور دین میں عزت رکھتا تھا جس نے میرے لئے جان دی عبدالحکیم کو کیا نسبت ہے اگر وہ مرتد ہو گیا تو ایسے آدمی کے ارتداد سے جو علوم عربیہ سے بالکل محروم ہے دین کو کیا نقصان پہنچا ایسا ہی عماد الدین جو مولوی کہلاتا تھا مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تھا اس نے اسلام کا کیا بگاڑا تھا۔ تا یہ خیال کریں کہ یہ بھی کچھ بگاڑے گا۔ اِسی طرح دھرمپال جو انہیں دنوں میں اسلام سے مُرتد ہو گیا اس نے کیا بگاڑا☆۔

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد منہ

☆ قرآن شریف میں عادت اللہ ہے کہ بعض جگہ تفصیل ہوتی ہے اور بعض جگہ اجمال سے کام لیا جاتا ہے اور پڑھنے والے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ مجمل آیتوں کے ایسے طور سے معنی کرے کہ آیات مفصلہ سے مخالف نہ ہو جائیں۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے تصریح سے فرما دیا کہ شرک نہیں بخشا جائے گا مگر قرآن شریف کی یہ آیت کہ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا [4] اس آیت سے مخالف معلوم ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ شرک نہیں بخشا جائے گا۔ پس یہ الحاد ہوگا کہ اس آیت کے وہ معنی کئے جائیں کہ جو آیات محکمات بیّنات کے مخالف ہیں۔ منہ

[1] البقرۃ:۶۳ [2] البقرۃ:۱۱۳ [3] آل عمران:۶۵ [4] الزمر:۵۴

کہ وہ بولتا ہے سنتا ہے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ رحمت یا عذاب کرنے پر قدرت رکھتا ہے بغیر اس کے کہ رسول کے ذریعہ سے اُن کا پتہ لگے کیونکر اُن پر یقین آ سکتا ہے اور اگر یہ صفات مشاہدہ کے رنگ میں ثابت نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا تو اِس صورت میں اس پر ایمان لانے کے کیا معنی ہوں گے اور جو شخص خدا پر ایمان لاوے ضرور ہے کہ اُس کے صفات پر بھی ایمان لاوے اور یہ ایمان اُس کو نبیوں پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرے گا۔ کیونکہ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور بولنا بغیر ثبوت خدا کی کلام کے کیوں کر سمجھ آ سکتا ہے اور اس کلام کو پیش کرنے والے مع اس کے ثبوت کے صرف نبی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح ہو کہ قرآن شریف میں دو قسم کی آیات ہیں ایک محکمات اور بیّنات جیسا کہ یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا[1] یعنی جو لوگ ایسا ایمان لانا نہیں چاہتے جو خدا پر بھی ایمان لاویں اور اس کے رسولوں پر بھی اور چاہتے ہیں کہ خدا کو اس کے رسولوں سے علیحدہ کر دیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں یعنی خدا پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر نہیں یا بعض رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ بین بین راہ اختیار کر لیں یہی لوگ واقعی طور پر کافر اور پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ یہ تو آیات محکمات ہیں جن کی ہم ایک بڑی تفصیل ابھی لکھ چکے ہیں۔

﴿۱۷۰﴾ دوسری قسم کی آیات متشابہات ہیں جن کے معنی باریک ہوتے ہیں اور جو لوگ راسخ فی العلم ہیں اُن لوگوں کو اُن کا علم دیا جاتا ہے اور جن لوگوں کے دِلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ آیات محکمات کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور متشابہات کی پیروی کرتے ہیں اور محکمات کی علامت یہ ہے کہ محکمات آیات خدا تعالیٰ کے کلام میں بکثرت موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کا

[1] النساء: ۱۵۱،۱۵۲

کلام اُن سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے معنی کھلے کھلے ہوتے ہیں اور اُن کے نہ ماننے سے فساد لازم آتا ہے مثلاً اسی جگہ دیکھ لو کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اُس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا اُس کو خدا تعالیٰ کی صفات سے منکر ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہمارے زمانہ میں برہمو جو ایک نیا فرقہ ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر نبیوں کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سنتا ہے تو بولتا بھی ہے۔ پس اگر اس کا بولنا ثابت نہیں تو سُننا بھی ثابت نہیں۔ اس طرح پر ایسے لوگ صفات باری سے انکار کر کے دہریوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور صفاتِ باری جیسے ازلی ہیں ویسے ابدی بھی ہیں اور ان کو مشاہدہ کے طور پر دکھلانے والے محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور نفی صفات باری نفی وجود باری کو مستلزم ہے۔ اِس تحقیق سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے کہ بغیر اُن کے خدا پر ایمان لانا ناقص اور ناتمام رہ جاتا ہے اور نیز آیات محکمات کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ اُن کی شہادت نہ محض کثرت آیات سے بلکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے۔ یعنی خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت اُن کے بارہ میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں کو دیکھے گا۔ اُس کو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانے کی تاکید ہے ایسا ہے اُس کے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ اُن کے ایسے معنی ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں اِس لئے جو قلیل ہے بہر حال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ اللہ کے لفظ پر غور کرنا اس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس کے اپنے بیان میں اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خدا ہے جس نے کتابیں بھیجی ہیں اور نبی بھیجے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے

﴿۱۷۱﴾

کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے اسم اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھہرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنے کرنے کے وقت کیوں اس ضروری امر کو ملحوظ نہ رکھا جاوے۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ قرآن شریف سے پہلے عرب کے لوگ اللہ کے لفظ کو کن معنوں پر استعمال کرتے تھے۔ مگر ہمیں اِس بات کی پابندی کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اول سے آخر تک اللہ کے لفظ کو انہیں معنوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ وہ رسولوں اور نبیوں اور کتابوں کا بھیجنے والا اور زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا اور فلاں فلاں صفت سے متصف اور واحد لاشریک ہے۔ ہاں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں پہنچا اور وہ بالکل بے خبر ہیں اُن سے اُن کے علم اور عقل اور فہم کے موافق مواخذہ ہوگا۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے۔ کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔☆

پھر اس ظلم کو تو دیکھو کہ باوجود اس کے کہ قرآن شریف کی صدہا آیتیں بلند آواز سے کہہ رہی ہیں کہ نری توحید موجب نجات نہیں ہوسکتی بلکہ اس کے ساتھ رسول کریم پر ایمان لانا شرط ہے پھر بھی میاں عبدالحکیم خان ان آیات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور یہودیوں کی طرح ایک دو آیت جو مجمل طور پر واقع ہیں اُن کے اُلٹے معنے کر کے بار بار پیش کرتے ہیں۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان آیات کے یہی معنے ہیں جو عبدالحکیم پیش کرتا ہے تب اسلام دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام مثل نماز روزہ وغیرہ کے سکھلائے ہیں وہ سب کچھ بیہودہ اور لغو اور عبث ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اگر یہی بات ہے کہ ہر ایک شخص اپنی خیالی توحید سے

﴿۱۷۲﴾

☆ اگر اس مجمل آیت کے یہ معنی کئے جائیں تو کیا وجہ کہ اس دوسری مجمل آیت یعنی اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا[1] کی رو سے اعتقاد یہ رکھا جائے کہ شرک بھی بخشا جائے گا۔ منہ

[1] الزمر: ۵۴

نجات پا سکتا ہے تو پھر نبی کی تکذیب کچھ بھی گناہ نہیں اور نہ مرتد ہونا کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ پس یاد رہے کہ قرآن شریف میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جو نبی کریم کی اطاعت سے لاپروا کرتی ہو اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صدہا آیتوں کے مخالف ہوتیں تب بھی چاہئے تھا کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا نہ کہ کثیر کو بالکل نظر انداز کر کے ارتداد کا جامہ پہن لیں۔ اور اس جگہ آیات کلام اللہ میں کوئی تناقض بھی نہیں صرف اپنے فہم کا فرق اور اپنی طبیعت کی تاریکی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ کے لفظ کے وہ معنی کریں جو خدا تعالیٰ نے خود کئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے یہودیوں کی طرح اور معنی بناویں۔

ماسوا اس کے خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسولوں کی قدیم سے یہ سُنّت ہے کہ وہ ہر ایک سرکش اور سخت منکر کو اس پیرایہ سے بھی ہدایت کیا کرتے ہیں کہ تم صحیح اور خالص طور پر خدا پر ایمان لاؤ۔ اُس سے محبت کرو۔ اُس کو واحد لاشریک سمجھو تب تمہاری نجات ہو جائے گی اور اس کلام سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ پورے طور سے خدا پر ایمان لائیں گے تو خدا اُن کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دے گا۔ قرآن شریف کو یہ لوگ نہیں پڑھتے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ خدا پر سچا ایمان لانا اُس کے رسول پر ایمان لانے کیلئے موجب ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کا سینہ اسلام کو قبول کرنے کیلئے کھولا جاتا ہے اِس لئے میرا بھی یہی دستور ہے کہ جب کوئی آریہ یا برہمو یا عیسائی یا یہودی یا سکھ یا اور منکر اسلام کج بحثی کرتا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو آخر کہہ دیا کرتا ہوں کہ تمہاری اس بحث سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا تم خدا پر پورے اخلاص سے ایمان لاؤ اس سے وہ تمہیں نجات دے گا۔ مگر اس کلمہ سے میرا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بغیر متابعت نبی کریم کے نجات مل سکتی ہے بلکہ میرا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو شخص پورے صدق سے خدا پر ایمان لائے گا خدا اُس کو توفیق بخش دے گا اور اپنے رسول پر ایمان لانے کے لئے اُس کا سینہ کھول دے گا۔ ایسا ہی میں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دے دیتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے

﴿۱۷۳﴾

ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسا۔ مینہ تھم جانے کے بعد میں اپنے کوٹھے پر کسی کام کے لئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڈھا آتش پرست تھا وہ اُس وقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ مَیں نے سبب پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ چند روز سے بباعث بارش پرندے بھوکے ہیں مجھے اُن پر رحم آیا اس لئے میں یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہوں تا مجھے ثواب ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اے بڈھے تیرا یہ خیال غلط ہے۔ تو مُشرک ہے اور مُشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتا کیونکہ تو آتش پرست ہے۔ یہ کہہ کر میں نیچے اُتر آیا۔ کچھ مُدت کے بعد مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اور میں مکہ معظّمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنے والے نے مجھے میرا نام لے کر آواز دی۔ جب میں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڈھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا۔ اُس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانوں کا جو میں نے پرندوں کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نہ ملا؟ پس جبکہ پرندوں کو دانہ ڈالنا آخر کھینچ کر اسلام کی طرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لاوے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہے گا۔ ہرگز نہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یاد رہے کہ اول تو توحید بغیر پیروی نبی کریم کے کامل طور پر حاصل نہیں ہوسکتی جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات جو اس کی ذات سے الگ نہیں ہوسکتیں بغیر آئینۂ وحی نبوت کے مشاہدہ میں آنہیں سکتیں۔ اُن صفات کو مشاہدہ کے رنگ میں دکھلانے والا محض نبی ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے اگر بفرض محال حصول اُن کا ناقص طور پر ہو جائے تو وہ شرک کی آلائش سے خالی نہیں جب تک کہ خدا اسی مغشوش متاع کو قبول کر کے اسلام میں داخل نہ کرے کیونکہ جو کچھ انسان کو خدا تعالیٰ سے اُس کے رسول کی معرفت ملتا ہے وہ ایک آسمانی پانی ہے اس میں اپنے فخر اور عُجب کو کچھ دخل نہیں لیکن انسان اپنی کوشش سے جو کچھ حاصل کرتا ہے۔ اس میں ضرور کوئی شرک کی آلائش پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہی حکمت تھی کہ توحید کو سکھلانے کے لئے رسول بھیجے گئے اور ﴿۱۷۴﴾

انسانوں کی محض عقل پر نہیں چھوڑا گیا تا توحید خالص رہے اور انسانی عُجب کا شرک اس میں مخلوط نہ ہو جائے اور اسی وجہ سے فلاسفہ ضالہ کو توحید خالص نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ رعونت اور تکبر اور عُجب میں گرفتار رہے اور توحید خالص نیستی کو چاہتی ہے اور وہ نیستی جب تک انسان سچے دل سے یہ نہ سمجھے کہ میری کوشش کا کچھ دخل نہیں یہ محض انعام الٰہی ہے حاصل نہیں ہوسکتی۔ مثلاً ایک شخص تمام رات جاگ کر اور اپنے نفس کو مصیبت میں ڈال کر اپنے کھیت کی آبپاشی کر رہا ہے اور دوسرا شخص تمام رات سوتا رہا اور ایک بادل آیا اور اُس کے کھیت کو پانی سے بھر دیا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا وہ دونوں خدا کا شکر کرنے میں برابر ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ زیادہ شکر کرے گا جس کے کھیت کو بغیر اُس کی محنت کے پانی دیا گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں بار بار آیا ہے کہ اس خدا کا شکر کرو جس نے رسول بھیجے اور تمہیں توحید سکھائی۔

سوال (۹)

جن لوگوں نے نیک نیتی کے ساتھ آنحضرتؐ کا خلاف کیا یا کرتے ہیں یعنی آنجناب کی رسالت سے منکر ہیں اور توحید الٰہی کے قائل ہیں نیک عمل بجالاتے ہیں اور بدعملوں سے پرہیز کرتے ہیں اُن کی نسبت کیا عقیدہ رکھا جائے۔

الجواب:۔ انسان کی نیک نیتی تسلی پانے پر ثابت ہوتی ہے پس جبکہ بجز اسلام کے کسی مذہب میں تسلی نہیں مل سکتی تو نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوا۔ مثلاً عیسائی مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ کُھلے کُھلے طور پر ایک انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور انسان بھی وہ کہ جو تختہ مشق مصائب ہے☆

☆ کیا کوئی کانشنس یا نور قلب اِس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک عاجز انسان جو گذشتہ نبیوں سے بڑھ کر ایک ذرّہ بھر کوئی کام دکھلا نہیں سکا بلکہ ذلیل یہودیوں سے ماریں کھاتا رہا۔ وہی خدا اور وہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور مجرموں کو سزا دینے والا ہے اور کیا کوئی عقل قبول کر سکتی ہے کہ خدائے قادر باوجود اپنی بے انتہا طاقتوں کے کسی دوسرے کی مدد کا محتاج رہے۔ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتا کہ عیسیٰ کیسا خدا تھا کہ جو اپنی مخلصی کیلئے تمام رات رو رو کر دعا کرتا رہا تعجب کہ جبکہ تینوں خدا اس کے اندر تھے تو وہ چوتھا خدا کون تھا جس کی جناب میں اُس نے رو رو کر ساری رات دُعا کی اور پھر وہ دُعا قبول بھی نہ ہوئی۔ ایسے خدا پر کیا امید رکھی جائے جس پر ذلیل یہودی غالب آئے اور اُس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک سُولی پر نہ چڑھا دیا۔ آریوں کا تو گویا کوئی خدا ہی نہیں انادی جو ہوئے۔ کیا یہ ہدایت انسان کو کچھ تسلی دے سکتی ہے۔ مگر اسلام وہ خدا پیش کرتا ہے جس پر انسانی فطرت اور تمام انبیاءؑ کا اتفاق ہے جو اسلام کے کامل پرستاروں پر اپنی طاقتیں ظاہر کرتا ہے۔ منہ

اور آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں لائے کیونکہ اُن کے نزدیک وہ خالق نہیں تا مخلوق پر نظر کر کے خالق کی شناخت ہو اور اُن کے مذہب کی رو سے خدا تعالیٰ معجزات نہیں دکھلاتا اور نہ وید کے زمانہ میں دکھلائے تا معجزوں کے ذریعہ سے پرمیشر کا ثبوت ملے اور اُن کے پاس اِس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ صفات جو پرمیشر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں فی الحقیقت اُس میں موجود ہیں جیسے علم غیب اور سننا اور بولنا اور قدرت رکھنا اور دیالو ہونا۔ پس اُن کا پرمیشر صرف فرضی پرمیشر ہے۔ یہی عیسائیوں کا حال ہے۔ اُن کے خدا کے الہام پر بھی مہر لگ گئی ہے۔ پس ایسے پرمیشر یا خدا پر ایمان لانے سے تسلی کیونکر ہو اور جو شخص اپنے خدا پر کامل یقین نہیں رکھتا وہ کیونکر کامل طور پر خدا کی محبت کر سکے اور کیونکر شرک سے خالی ہو سکے خدا نے اپنے رسول نبی کریم کی اتمام حجت میں کسر نہیں رکھی وہ ایک آفتاب کی طرح آیا اور ہر ایک پہلو سے اپنی روشنی ظاہر کی۔ پس جو شخص اس آفتاب حقیقی سے مُنہ پھیرتا ہے اُس کی خیر نہیں ہم اُس کو نیک نیت نہیں کہہ سکتے۔ کیا جو شخص مجذوم ہے اور جذام نے اُس کے اعضاء کھا لئے ہیں وہ کہہ سکتا ہے کہ میں مجذوم نہیں یا مجھے علاج کی حاجت نہیں اور اگر کہے تو کیا ہم اس کو نیک نیت کہہ سکتے ہیں۔ ماسواء اس کے اگر فرض کے طور پر کوئی ایسا شخص دنیا میں ہو کہ وہ باوجود پوری نیک نیتی اور ایسی پوری پوری کوشش کے کہ جیسا کہ وہ دنیا کے حصول کے لئے کرتا ہے اسلام کی سچائی تک پہنچ نہیں سکا تو اس کا حساب خدا کے پاس ہے مگر ہم نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی آدمی دیکھا نہیں☆۔ اس لئے ہم اس بات کو قطعاً محال جانتے ہیں کہ کوئی شخص عقل اور انصاف کی رو سے کسی دوسرے مذہب کو اسلام پر ترجیح دے سکے۔ نادان اور جاہل لوگ نفس امارہ کی تعلیم سے ایک بات سیکھ لیتے ہیں کہ صرف توحید کافی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رہے کہ توحید کی ماں نبی ہی ہوتا ہے جس سے توحید پیدا ہوتی ہے اور خدا کے وجود کا اُسی سے پتہ لگتا ہے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ

﴿۱۷۵﴾

☆ اسلام ایک ایسا فطرت کے موافق مذہب ہے کہ اس کی سچائی ایک جاہل اور ناخواندہ ہندو کو بھی دو۲ منٹ میں سمجھ میں آ سکتی ہے کیونکہ جو کچھ اس کے مقابل پر دوسری قوموں نے قبول کیا ہوا ہے وہ تمام عقائد قابل شرم اور ایک غمگین کے ہنسانے کا ذریعہ ہیں۔ منه

اتمام حجت کو کون جانتا ہے اُس نے اپنے نبی کریم کی سچائی ثابت کرنے کے لئے زمین و آسمان نشانوں سے بھر دیا ہے اور اب اس زمانہ میں بھی خدا نے اس ناچیز خادم کو بھیج کر ہزار ہا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے ظاہر فرمائے ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں تو پھر اتمام حجت میں کونسی کسر باقی ہے۔ جس شخص کو مخالفت کرنے کی عقل ہے وہ کیوں موافقت کی راہ کو سوچ نہیں سکتا اور جو رات کو دیکھتا ہے کیوں اُس کو روز روشن میں نظر نہیں آتا۔ حالانکہ تکذیب کی راہوں کی نسبت تصدیق کی راہ بہت سہل ہے ہاں جو شخص ﴿۱۷۶﴾ مسلوب العقل کی طرح ہے اور انسانی قوتوں سے کم حصہ رکھتا ہے اس کا حساب خدا کے سپرد کرنا چاہئے اس کے بارہ میں ہم کلام نہیں کر سکتے۔ وہ اُن انسانوں کی طرح ہے جو خورد سالی اور بچپن میں مر جاتے ہیں مگر ایک شریر مکذب یہ عذر نہیں کر سکتا کہ میں نیک نیتی سے تکذیب کرتا ہوں۔ دیکھنا چاہئے کہ اس کے حواس اس لائق ہیں یا نہیں کہ مسئلہ توحید اور رسالت کو سمجھ سکے۔ اگر معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ سکتا ہے مگر شرارت سے تکذیب کرتا ہے تو وہ کیونکر معذور رہ سکتا ہے۔ اگر کوئی آفتاب کی روشنی کو دیکھ کر یہ کہے کہ دن نہیں بلکہ رات ہے تو کیا ہم اُس کو معذور سمجھ سکتے ہیں۔ اِسی طرح جو لوگ دانستہ کج بحثی کرتے ہیں اور اسلام کے دلائل کو توڑ نہیں سکتے کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ معذور ہیں۔ اور اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے جو شخص زندہ اور مُردہ میں فرق کر سکتا ہے وہ کیوں اسلام کو ترک کرتا اور مُردہ مذہب کو قبول کرتا ہے☆۔ خدا تعالیٰ اس زمانہ میں بھی اسلام کی تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اس بارہ میں مَیں خود صاحب تجربہ ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کِس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو میں خدا

☆ جو شخص بے دلیل ایک انسان کو خدا بناتا ہے یا بے دلیل خدا کو خالق ہونے سے جواب دیتا ہے کیا وہ اسلام کی سچائی کے صاف صاف دلائل سمجھ نہیں سکتا۔ منہ

کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے؟!! کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے۔ ہزار ہانشان خدا نے محض اس لئے مجھے دیئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے۔ میں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اُس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اپنی جہالت سے ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ مگر وہ آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہیں اور اپنے جھوٹ اور افترا سے اپنی بات کو رنگ دے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اُن کو خدا تعالیٰ کی ﴿۱۷۷﴾ سنت کی خبر نہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ کی کتابوں کا علم نہیں یا کسی کو علم ہے اور محض شرارت سے ایسا کہتا ہے۔ اُن کے نزدیک تو گویا یونس نبی بھی جھوٹا تھا جس کی قطعی پیشگوئی جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی پوری نہ ہوئی۔ مگر میری دو پیشگوئیاں جن کو وہ بار بار پیش کرتے ہیں یعنی آتھم اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت وہ اپنے شرائط کے لحاظ سے پوری ہوگئی ہیں کیونکہ اُن کے ساتھ شرطیں تھیں۔ ان شرطوں کے لحاظ سے تاخیر ہوئی۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ضروری نہیں ہوتا کہ وہ پوری ہو جائیں۔ اس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور میں اس بارہ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ اس کی تفصیل میں میری کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آتھم تو بموجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا اور احمد بیگ بھی بموجب پیشگوئی کے فوت ہو گیا۔ اب اُس کے داماد کی نسبت روتے ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت جو سنت اللہ ہے اُس کو بھول جاتے ہیں۔ اگر شرم اور حیا اور انصاف ہے تو دو۲ فردیں بنا کر ایک فرد میں وہ پیشگوئیاں لکھیں جو اُن کی دانست میں پوری نہیں ہوئیں اور دوسری فرد میں وہ پیشگوئیاں ہم تحریر کریں گے جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ تب ان کو معلوم ہوگا کہ وہ ایک دریا کے مقابل پر جو نہایت مصفّا ہے ایک قطرہ پیش کرتے ہیں جو اُن کے نزدیک مصفّا نہیں۔

غرض یہ امر سوچنے کے لائق ہے کہ صرف دو پیشگوئیوں پر اُن کا اتنا ماتم اور سیاپا ہے۔ مگر اس جگہ ہزار ہا پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور کئی لاکھ انسان ان کے گواہ ہیں۔ اگر ان کو خدا کا خوف ہے تو کیوں اُن سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اس طرح تو یہودی بھی اب تک لکھتے ہیں کہ اکثر پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ بارہ حواریوں کے بارہ تختوں کی پیشگوئی اور اُسی زمانہ میں اُن کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی وغیرہ☆۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت تمام دنیا پر پوری ہو چکی ہے اور آپ کے انوار سورج سے زیادہ چمک رہے ہیں۔ پھر انکار کے ساتھ نیک نیتی کیونکر جمع ہو سکتی ہے اور جس شخص سے یہ بدعملی ظہور میں آئے کہ ایک کھلی کھلی سچائی کو رد کیا اُس کی نسبت ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ نیک اعمال بجا لاتا ہے۔ تیرہ سو برس سے یہ منادی ہو رہی ہے اور ہزار ہا اہل کرامات و خوارق اپنے اپنے زمانہ میں حجت پوری کر گئے ہیں۔ پس کیا اب تک حجت پوری نہیں ہوئی۔ آخر منکر کسی حد تک معذور ہونے کے لائق ہوتا ہے نہ کہ ہزار ہا معجزات اور خوارق اور خدا کے نشان دیکھ کر اور تعلیم کو عمدہ پا کر اور خالص توحید اسلام میں❁ دیکھ کر پھر کہتا جائے کہ ''ابھی میری تسلی نہیں ہوئی''۔❂

﴿۱۷۸﴾

☆ حضرت موسیٰ کی توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچائیں گے مگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی حضرت موسیٰ بھی راہ میں فوت ہوئے اور بنی اسرائیل بھی راہ میں ہی مر گئے صرف اولاد اُن کی وہاں گئی۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی کہ بارہ تخت اُن کے حواریوں کو ملیں گے وہ پیشگوئی بھی غلط نکلی۔ اب موسیٰ اور عیسیٰ دونوں کی نبوت سے دستبردار ہو جاؤ۔ سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفٰی یعنی کبھی وعدہ دیا جاتا ہے اور اُس کا ایفا نہیں ہوتا۔ پھر وعید کی شرطی پیشگوئیوں پر اس قدر شور مچانا کس قدر بے علمی پر دلالت کرتا ہے۔ منہ

❁ افسوس عبد الحکیم خان ایک اور کھلی کھلی ضلالت میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اسلام کے مفہوم میں یہ امر داخل نہیں ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے حالانکہ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے اسلام تمام نہیں ہوتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جائے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف فرماتا ہے کہ

❂ اہل یورپ کو کیونکر ہم بے خبر کہہ سکتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کے ترجمے کر کے شائع کئے اور آپ تفسیریں لکھیں اور حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کئے اور لغت عرب کی بڑی بڑی کتابیں تالیف کیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اسلام کے کتب خانے یورپ میں موجود ہیں اس قدر مسلمانوں کے ہاتھ میں وہ کتابیں موجود نہیں۔ منہ

بالآخر ہم اس خاتمہ میں چند امور ضرور یہ بیان کر کے اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔ از انجملہ ایک یہ کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اُس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اُس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اُس کی عادت ہے یہ افترا میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی جو شخص بکلّی نام سے بھی بے خبر ہے اُس پر مؤاخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مؤاخذہ ہوگا کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ مُنہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اُس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔

ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ

بقیہ حاشیہ

ہر ایک اُمت سے بذریعہ اُن کے نبی کے یہ عہد لیا گیا تھا کہ جب حضرت خاتم الانبیاءؐ پیدا ہوں تو اُن پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا اور پھر اس پر ایک اور دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت اسلام کے خط اس وقت کے عیسائی بادشاہوں کی طرف لکھے تھے یعنی قیصر اور مقوقس اور حبش کے بادشاہ کی طرف اس میں اَسْلِمْ تَسْلَمْ کا لفظ تھا۔ یعنی اسلام لا۔ اس سے تو سلامت رہے گا۔ حالانکہ بعض اُن عیسائی بادشاہوں میں سے موحد تھے۔ تثلیث کے قائل نہ تھے اور یہ ثابت شدہ امر ہے اور یہودی بھی تثلیث کے قائل نہ تھے پھر ان کو اسلام کی دعوت کیا معنے رکھتی تھی۔ وہ تو پہلے ہی اسلام میں داخل تھے۔ **منہ**

﴿۱۷۹﴾

﴿۱۷۹﴾ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مرگیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا۔

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہوں گے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک اُن پر بھی اُن کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اُس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے وہ مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور

﴿۱۸۰﴾ رسولؐ کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اُس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اُس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا[1] قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اُس کی نسبت نجات کا حکم دیں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس میں دخل نہیں اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اس کے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں دعویٰ سے کہنا نہیں چاہئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلائل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے اور اس بارے میں خدا بھی اس کا موید رہا ہے اس لئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجت پوری نہیں ہوئی ☆ وہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے اور اس بات کا بارِ ثبوت اُسی کی گردن پر ہے اور وہی اس بات کا جواب دِہ ہوگا کہ باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی

☆ اس مقام میں یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ جس دین کو ایسا شخص اختیار کر رہا ہے وہ دین بمقابلہ اسلام کس قسم کی توحید اور عظمت حضرت باری پیش کرتا ہے عجیب بات ہے کہ ایسے لوگ جن کے دین میں نہ خدا کی عظمت ہے نہ خدا کی توحید نہ خدا کی شناخت کی کوئی راہ، وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر دین اسلام کی حجت پوری نہیں ہوئی ایک عیسائی جو صرف ایک عاجز انسان کو خدا مانتا ہے یا ایک آریہ جس کے نزدیک نہ خدا خالق ہے نہ تازہ نشانوں سے اپنا ثبوت دے سکتا ہے وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ بہ نسبت اسلام میرا دین اچھا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی خوبی دکھلانے کے لئے نیوگ کو پیش کرے گا جس میں باوجود زندہ ہونے ایک عورت کے خاوند کے دوسرا شخص اُس سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ منہ

[1] البقرۃ : ۲۸۷

نشانوں اور ہر ایک قسم کی رہنمائی کے کیوں اُس پر حجت پوری نہیں ہوئی یہ بحث محض فضول اور فرضی بکواس ہے کہ جس پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ باوجود اس کے کہ اُس نے اسلام پر اطلاع پائی انکار کی حالت میں نجات پا جائے گا بلکہ ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہتک ہے کیونکہ جس قادر توانا نے اپنے رسول کو بھیجا اُس کی اس میں کسر شان ہے اور نیز تخلف وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اُس نے یہ وعدہ بھی کیا کہ میں اپنی حجت پوری کروں گا۔ پھر بھی وہ مکذّبین پر اپنی حجت پوری نہیں کر سکا اور اُنہوں نے اُس کے رسول کی تکذیب بھی کی اور پھر نجات بھی پا گئے اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں جو اُس نے دین اسلام کے لئے ظاہر کئے اور پھر ہم دلائل عقلیہ اور نقلیہ کو دیکھتے اور ہزارہا خوبیاں اسلام میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ محض اسلام میں ہی کھلا دیکھتے ہیں اور دوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وہ یا تو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں اور یا خدا تعالیٰ کو خالق الکل اور مبدء الکل اور سرچشمہ کل فیوض کا نہیں مانتے تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو ان بیہودہ باتوں کو دنیا میں پھیلاتے ہیں کہ جو شخص اسلام پر اطلاع تو رکھتا ہو مگر اس پر اتمام حجت نہ ہو وہ نجات پائے گا یہ ظاہر ہے کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمداً نہ ہو تب بھی وہ نقصان رساں ہوتا ہے۔ مثلاً طبیبوں نے یہ اشتہار دیا ہے کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ اور ایک شخص نے ایسی عورت سے صحبت کی اب اُس کا یہ کہنا بے فائدہ ہوگا کہ میں طبیبوں کے اس اشتہار سے بے خبر تھا مجھے کیوں آتشک ہو گئی۔ باوا نانک صاحب نے سچ کہا ہے۔ ع مندے☆ کمیں نانکا جد کد مندا ہو۔

﴿۱۸۱﴾

اے نادانو! جبکہ خدا نے اپنی سنت کے موافق اپنے دین قویم کی حجت پوری کر دی تو اب اس میں شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کے اتمام حجت کے بیہودہ باتوں کو پیش کرنا کیا ضرورت ہے۔ اگر درحقیقت خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہوگا کہ اُس پر اتمام حجت

☆ یعنی اے نانک بُرے کاموں سے آخر برائی پیش آتی ہے۔ منه

نہیں ہوا تو اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اِس بحث کی ضرورت نہیں ہاں جو اسلام سے محض بے خبر ہے اگر بے خبری میں مر جاوے جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہنچا وہ معذور ہیں۔

از انجملہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے دوسرے ہم جنسوں کی پیروی کر کے میرے پر یہ الزام لگائے ہیں کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں اور میں دجال ہوں اور حرامخور ہوں اور خائن ہوں اور اپنے رسالہ **المسیح الدجال** میں طرح طرح کی میری عیب شماری کی ہے چنانچہ میرا نام شکم پرست نفس پرست متکبر دجال شیطان جاہل مجنون کذّاب سُست حرامخور عہد شکن خائن رکھا ہے اور دوسرے کئی عیب لگائے ہیں جو اُس کی کتاب المسیح الدجال میں لکھے ہوئے ہیں اور یہی تمام عیب ہیں جو اب تک یہودی حضرت عیسیٰ پر لگاتے ہیں۔ پس یہ خوشی کی بات ہے کہ اس اُمت کے یہودیوں نے بھی وہی عیب میرے پر لگائے مگر میں نہیں چاہتا کہ ان تمام الزاموں اور گالیوں کا جواب دوں بلکہ میں ان تمام باتوں کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا کہ عبدالحکیم اور اُس کے ہم جنسوں نے مجھے سمجھا ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے بڑھ کر میرا دشمن اور کون ہوگا اور اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا نہیں ہوں تو پھر میں یہی بہتر طریق سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کا جواب خدا تعالیٰ پر چھوڑ دوں۔ ہمیشہ اسی طرح پر سنت اللہ ہے کہ جب کوئی فیصلہ زمین پر ہو نہیں سکتا تو اس مقدمہ کو جو اُس کے کسی رسول کی نسبت ہوتا ہے خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور آپ فیصلہ کرتا ہے اور اگر مخالفوں میں سے کوئی غور کرے تو اُن کے الزاموں سے بھی میری ایک کرامت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ جبکہ میں ایک ایسا ظالم اور شریر آدمی ہوں کہ ایک طرف تو عرصہ پچیس (۲۵) سال سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بول رہا ہوں اور رات کو اپنی طرف سے دو چار باتیں بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ خدا کا یہ الہام ہے اور پھر دوسری طرف خدا تعالیٰ کی مخلوق پر یہ ظلم کرتا ہوں کہ ہزار ہا روپیہ اُن کا بددیانتی سے کھا لیا ہے۔ عہد شکنی کرتا ہوں۔ جھوٹ بولتا ہوں اور اپنی نفس پرستی کے لئے اُن کا نقصان کر رہا ہوں اور تمام دنیا کے عیب

﴿۱۸۲﴾

اپنے اندر رکھتا ہوں۔ پھر بجائے غضب کے خدا کی رحمت مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ ہر ایک منصوبہ جو میرے لئے کیا جاتا ہے خدا دشمنوں کو اس میں نامراد رکھتا ہے اور اُن ہزارہا گناہوں اور افتراؤں اور ظلم اور حرامخوریوں کی وجہ سے نہ میرے پر بجلی گرتی ہے اور نہ مَیں زمین میں دھنسایا جاتا ہوں بلکہ تمام دشمنوں کے مقابل پر مجھے مدد ملتی ہے۔ چنانچہ باوجود کئی اُن کے حملوں کے میں بچایا گیا☆ اور باوجود ہزاروں روکوں کے کئی لاکھ تک میری جماعت خدا نے کر دی۔ پس اگر یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر اس کی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں ورنہ بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔ کیا اُن کے پاس پچیس سال کے مفتری کی کوئی نظیر ہے ﴿۱۸۳﴾ جس کو باوجود اس مدت کے افترا کے صدہا نشان تائید اور نصرت الٰہی کے دیئے گئے ہوں اور وہ دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچایا گیا ہو۔ فأتوا بها ان کنتم صادقین.

خلاصہ کلام یہ کہ اب ہمارا اور مخالفوں کا جھگڑا انتہا تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ مقدمہ وہ خود فیصلہ کرے گا جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر میں صادق ہوں تو ضرور ہے کہ آسمان میرے لئے ایک زبردست گواہی دے جس سے بدن کانپ جائیں اور اگر میں پچیس سالہ مجرم ہوں جس نے اس مدت دراز تک خدا پر افترا کیا تو میں کیونکر بچ سکتا ہوں۔ اس صورت میں اگر تم سب میرے دوست بھی بن جاؤ تب بھی میں ہلاک شدہ ہوں کیونکہ خدا کا ہاتھ میرے مخالف ہے

☆ کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا گیا میں اُس سے بچایا گیا بلکہ بریّت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی۔ اور قانون ڈاک کے خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا۔ جس کی سزا چھ ماہ قید تھی اس سے بھی میں بچایا گیا اور بریّت کی خبر پہلے سے مجھے دے دی گئی۔ اسی طرح مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں ایک فوجداری مقدمہ میرے پر چلایا گیا آخر اس میں بھی خدا نے مجھے رہائی بخشی اور دشمن اپنے مقصد میں نامراد رہے اور اس رہائی کی پہلے مجھے خبر دی گئی۔ پھر ایک مقدمہ فوجداری جہلم کے ایک مجسٹریٹ سنسار چند نام کی عدالت میں کرم دین نام ایک شخص نے مجھ پر دائر کیا اس سے بھی میں بَری کیا گیا اور بریّت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دے دی۔ پھر ایک مقدمہ گورداسپور میں اسی کرم دین نے فوجداری میں میرے نام دائر کیا اس میں بھی میں بَری کیا گیا اور بریّت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دی اسی طرح میرے دشمنوں نے آٹھ حملے میرے پر کئے اور آٹھ میں ہی نامراد رہے اور خدا کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو آج سے پچیس۲۵ سال پہلے براہین احمدیہ میں درج ہے یعنی یہ کہ ینصرک اللّٰہ فی مواطن. کیا یہ کرامت نہیں؟۔ منہ

اے لوگو! تمہیں یاد رہے کہ میں کاذب نہیں بلکہ مظلوم ہوں اور مفتری نہیں بلکہ صادق ہوں۔ میرے مظلوم ہونے پر ایک زمانہ گذر گیا ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ آج سے ۲۵ برس پہلے خدا نے فرمائی جو براہین احمدیہ میں شائع ہوئی یعنی خدا کا یہ الہام کہ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا**۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے جبکہ میری طرف سے نہ کوئی دعوت تھی اور نہ کوئی منکر تھا صرف پیشگوئی کے رنگ میں یہ الفاظ تھے جو مخالف مولویوں نے پورے کئے۔ سواُنہوں نے جو چاہا کیا۔ اب اِس پیشگوئی کے دوسرے فقرے کے ظہور کا وقت ہے یعنی یہ فقرہ کہ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

افسوس کہ جو خدا تعالیٰ کے نشان کھلے طور پر ظاہر ہوئے اُن سے اُنہوں نے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا اور جو بعض نشان سمجھ میں نہیں آئے اُن کو ذریعۂ اعتراض بنا دیا۔ اِس لئے میں جانتا ہوں کہ اب اِس فیصلہ میں دیر نہیں آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک خدا کے مامور سے جو چاہا ان لوگوں نے کیا اور جو چاہا لکھا اور یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خان اپنے رسالہ ذکر الحکیم کے پینتالیس صفحہ میں میری نسبت یہ لکھتا ہے ’’مجھے آپ کی طرف سے کوئی لغزش نہیں۔ وہی ایمان ہے کہ آپ مثیل مسیح ہیں۔ مسیح ہیں مثیل انبیاء ہیں۔‘‘ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲ میں سطر ۱۵ سے لے کر سطر ۲۰ تک میری تصدیق میں اُس کی اپنی عبارت یہ ہے جو جلی قلم سے لکھی جاتی ہے۔ **’’ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالہ زاد بھائی تھے حضور کے سخت مخالف تھے اُن کی نسبت خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا تو پلیگ سے ہلاک ہو جائے گا اُس کی سکونت بھی شہر سے باہر ایک ہوادار کشادہ مکان میں تھی یہ خواب میں نے اُس کے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزوں کو سُنا دیا تھا۔ ایک سال بعد وہ پلیگ سے ہی فوت ہوا۔‘‘** دیکھو عبد الحکیم خان کا رسالہ ذکر الحکیم صفحہ ۱۲۔

﴿۱۸۴﴾

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخوار اور کذّاب ٹھہراتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے ان دونوں متناقض بیانوں میں چندروز کا بھی فرق نہیں رکھا۔ ایک طرف تو مجھے مسیح موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجّال اور کذّاب بھی کہہ دیا۔ مجھے اِس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا۔ مگر ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اس شخص کی حالت ایک **مخبط الحواس** انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہوگئی اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور تناقض ہوگا اور جن عیبوں کو وہ میری طرف منسوب کرتا ہے اُس کو خود سوچنا چاہیئے تھا کہ جب خواب کی رُو سے میری سچائی کی اُس کو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کے لئے خدا نے حسن بیگ کو طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا☆۔ تو کیا ایک دجّال کے لئے خدا نے اس کو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس[۲۰] سال کے بعد اُس کو معلوم ہو گئے ۞ اور یہ عذر اُس کا قابلِ قبول نہ ہوگا کہ مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی۔ کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اُس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

☆ اب عبدالحکیم کے لئے لازم ہے کہ محمد حسن بیگ کی قبر پر جا کر رووے کہ اے بھائی تو تکذیب میں سچا تھا اور میں جھوٹا۔ میرا گناہ معاف کر اور خدا سے معلوم کر کے مجھے بتلا کہ ایک کذّاب اور دجال کے لئے کیوں اُس نے تجھے ہلاک کر دیا۔ منه

۞ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس[۲۰] سال تک تحریر اور تقریر میں میری تائید کرتا رہا اور مخالفوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔ اب بیس سال کے بعد کونسی نئی بات اُس کو معلوم ہوئی جو عیب اُس نے لکھے ہیں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب وہ آپ دیا کرتا تھا۔ منه

﴿۱۸۵﴾ بھی ہوتے ہوں گے☆ مگر یہ ہم قبول نہیں کر سکتے کہ یہ شیطانی خواب ہے کیونکہ شیطان کو کسی کے ہلاک کرنے کے لئے قدرت نہیں دی گئی۔ ہاں شیطانی خوابیں اور شیطانی الہام وہ ہیں جو اَب میری مخالفت کی حالت میں اُس کو ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے ساتھ کوئی نمونہ خدائی طاقت کا نہیں سو اُس کو کوشش کرنی چاہئے کہ شیطان اُس سے دور ہو جائے۔

اور منجملہ امورِ قابلِ تذکرہ کے ایک یہ ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے رسالہ المسیح الدجّال میں دوسرے مخالفوں کی طرح عوام کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ گویا میری پیشگوئیاں غلط نکلتی رہی ہیں۔ چنانچہ جو پیشگوئی عبداللہ آتھم کی نسبت تھی اور جو پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی اور جو ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور اُن کے بعض رفیقوں کی نسبت تھی۔ ان سب کو بیان کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر میں ان پیشگوئیوں کی نسبت بارہا لکھ چکا ہوں کہ وہ سنت اللہ کے موافق پوری ہو چکی ہیں۔ عبداللہ آتھم کی نسبت اور نیز احمد بیگ اور اُس کے داماد کی نسبت صدہا مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں شرطی تھیں۔ عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہوگا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ لفظ نہیں تھے کہ بشرطیکہ ظاہری طور پر مسلمان

☆ یہ بھی عبدالحکیم کی مخبط الحواس ہونے کی نشانی ہے کہ اس اپنی خواب کو جس میں محمد حسن بیگ کی موت بتلائی گئی تھی اور اس کے موافق حسن بیگ مر بھی گیا تھا ایک شیطانی خواب قرار دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جوش مخالفت نے اس شخص کی عقل ماردی ہے جس خواب کو واقعات نے سچی کر کے دکھلا دیا اور اُس نے منجانب اللہ ہونے پر مہر لگا دی وہ کیونکر جھوٹی ہو سکتی ہے جھوٹی اور نفسانی خوابیں تو وہ ہیں جواب اس کے مخالف آتی ہیں جن پر کوئی سچائی کی مہر نہیں مگر اس خواب میں شیطان کا ایک ذرہ دخل نہیں کیونکہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ کے ساتھ پوری ہوگئی اور محیی ممیت تو خدا کا نام ہے شیطان کا نام نہیں۔ ہاں اس سچی خواب سے میاں عبدالحکیم کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت یوسف کے وقت میں فرعون کو بھی سچی خواب آ گئی تھی اور بڑے بڑے کافروں کو بعض وقت سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ اور خدا کے مقبول علم غیب کی کثرت اور ایک خاص نصرت سے شناخت کئے جاتے ہیں نہ محض ایک دو خواب سے۔ منہ

بھی ہو جائے۔ رجوع ایک ایسا لفظ ہے جو دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے☆۔ سو اُس نے اُسی مجلس میں جس میں ساٹھ یا ستر یا کچھ کم و بیش آدمی موجود تھے پیشگوئی سُننے کے بعد آثار رجوع ظاہر کئے یعنی جب میں نے پیشگوئی سُنا کر اُس کو یہ کہا کہ تم نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب میں دجّال کہا ہے اُس کی سزا میں یہ پیشگوئی ہے کہ پندرہ مہینے کے اندر تمہاری زندگی کا خاتمہ ہوگا تب اُس کا رنگ زرد ہو گیا اور اُس نے اپنی زبان باہر نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بلند آواز سے کہا کہ میں نے ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال نہیں رکھا❀۔ اِس مجلس میں مسلمانوں میں سے ایک رئیس امرتسر کے بھی موجود تھے جن کا نام شاید یوسف شاہ تھا اور بہت سے عیسائی اور مسلمان تھے بالخصوص عیسائیوں میں سے ڈاکٹر مارٹن کلارک بھی تھا جس نے بعد میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ ان سب کو حلف کے ساتھ پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ امر وقوع میں آیا تھا یا نہیں۔ اور اگر درحقیقت یہ الفاظ عبداللہ آتھم کے منہ سے نکلے تھے تو اب خود سوچنا چاہئے کہ کیا یہ شوخی اور شرارت کے الفاظ تھے یا عجز و نیاز اور رجوع کے الفاظ تھے میں نے تو اس قسم کے عجز و نیاز کے الفاظ اپنی تمام عمر میں کسی عیسائی کے منہ سے نہیں سنے بلکہ اکثر اُن کی کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے بھری ہوئی دیکھی ہیں پھر جبکہ ایک مخالف شخص نے عین مباحثہ کے وقت میں اس قدر تذلّل اور انکسار کے ساتھ دجّال کہنے سے انکار کیا اور بعد میں وہ پندرہ مہینہ تک خاموش رہا بلکہ روتا رہا تو پھر کیا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس بات کا حق نہ رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ شرط کے موافق اُس کو فائدہ پہنچاتا✿۔ پھر بہت

﴿۱۸۶﴾

☆ اگر کسی کی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینہ تک مجذوم ہو جائیگا پس اگر وہ بجائے پندرہ کے بیسویں مہینہ میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضا گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہئے۔ منہ

❀ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ آتھم نے دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور پیشگوئی کا اصل موجب یہی لفظ تھا۔ منہ

✿ **حاشیہ۔** یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عبداللہ آتھم کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی اور لیکھرام کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی مگر عبداللہ آتھم نے عجز و نیاز دکھلا دیا اس لئے اس کی موت میں اصل میعاد سے چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی اور لیکھرام نے پیشگوئی سُننے کے بعد شوخی ظاہر کی اور بازاروں اور مجمعوں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا اس لئے قبل اس کے کہ اس کی اصل میعاد بھی پوری ہوتی وہ پکڑا گیا اور ابھی ایک سال باقی رہتا تھا کہ وہ مارا گیا۔ عبداللہ آتھم سے خدا تعالیٰ نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکھرام سے جلالی صفت کو وہ قادر ہے کم بھی کر سکتا ہے اور زیادہ بھی۔ منہ

مدت تک بھی اُس کی زندگی نہیں ہوئی بلکہ چند ماہ کے بعد فوت ہوگیا۔ اُس نے بعد اس کے کوئی شوخی نہیں دکھلائی اور جو کچھ اُس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ عیسائیوں کا اپنا کرتب ہے غرض نفس پیشگوئی تو اُس کی موت تھی اس کے موافق وہ میری زندگی میں ہی مر گیا خدا نے میری عمر بڑھا دی اور اُس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اب اِسی بات پر زور دینا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا کس قدر ظلم اور تعصب ہے۔ اے نادان کیا تو یونس کے قصہ سے بھی بے خبر ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے یونسؑ کی پیشگوئی میں کوئی شرط بھی نہیں تھی تب بھی توبہ واستغفار سے اُس کی قوم بچ گئی حالانکہ اس کی قوم کی نسبت خدا تعالیٰ کا قطعی وعدہ تھا کہ وہ ضرور چالیس دن کے اندر ہلاک ہو جائے گی مگر کیا وہ اِس پیشگوئی کے مطابق چالیس دن کے اندر ہلاک ہوگئی۔ اگر چاہو تو دُرِّ منثور میں اُن کا قصہ دیکھ لو یا یونہ نبی کی کتاب بھی ملاحظہ کرو۔ حد سے زیادہ کیوں شرارت دکھلاتے ہو کیا ایک دن مرنا نہیں۔ شوخی اور بددیانتی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔ ﴿۱۸۷﴾

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی شرطی تھی۔ اور شرط کے الفاظ جو ہم اشتہارات میں پہلے سے شائع کر چکے ہیں یہ تھے **ایّتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبکِ** یہ الہامی الفاظ ہیں اور اس میں مخاطب اس عورت کی نانی ہے جس کی نسبت یہ پیشگوئی ہے۔ اور ایک مرتبہ میں نے یہ الہام مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد میں سے ایک شخص کو بمقام ہوشیارپور قبل از وقت سنایا تھا شائد اُن کا نام عبدالرحیم تھا یا عبدالواحد تھا۔ اِس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے اور اس پیشگوئی میں احمد بیگ اور اس کے داماد کی خبر دی گئی تھی چنانچہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا☆ اور اُس عورت کی لڑکی پر بلا

☆ **حاشیہ** تعجب ہے کہ جو لوگ احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کبھی وہ یہ زبان پر نہیں لاتے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے کیونکہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا ہے اگر ان میں کچھ دیانت ہوتی تو یوں بیان کرنا چاہئے تھا کہ اس پیشگوئی کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے مگر تعصب بھی ایک عجیب بلا ہے کہ انصاف کے لفظ کو زبان پر نہیں آنے دیتا۔ منہ

آ گئی کیونکہ وہ احمد بیگ کی بیوی تھی اور احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُس کے اقارب پر غالب آ گیا یہاں تک کہ بعض نے اُن میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو پس خدا نے اُن کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی اور جو کچھ مولوی محمد حسین اور اُن کے رفقاء کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام میں لکھی گئی تھی اس کی نسبت کوئی تاریخ مقرر نہ تھی صرف میری دعا میں اپنے الفاظ تھے الہامی الفاظ نہ تھے۔ اور صرف میری طرف سے دعا تھی کہ اتنی مدّت میں ایسا ہو۔ سو خداوند تعالیٰ اپنی وحی کا پابند ہوتا ہے اس پر فرض نہیں ہے کہ جو اپنی طرف سے التجا کی جائے بعینہٖ اُس کو ملحوظ رکھے۔ اِس لئے پیشگوئی میں جو عربی میں شائع ہو چکی ہے کوئی مدّت مقرر نہیں ہے کہ فلاں مہینہ یا برس میں رُسوا کیا جائے گا اور یہ تو معلوم ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ اختیار رکھتا ہے کہ اُن کو کسی کے عجز و نیاز سے یا اپنی طرف سے ملتوی کر دے۔ تمام اہل سنت بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بلا کسی کے لئے مقدر ہوتی ہے جو صدقات خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس بلا کو صرف اپنے علم میں رکھے اور اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے مرسل پر ظاہر نہ کرے تب تو وہ صرف بلائے مقدر کہلاتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوتی ہے اور اگر اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے رسول کو اس بلا کا علم دیدے تب وہ پیشگوئی ہو جاتی ہے اور دنیا کی تمام قومیں اس بات پر اتفاق رکھتی ہیں کہ آنے والی بلائیں خواہ وہ پیشگوئی کے رنگ میں ظاہر کی جائیں اور خواہ صرف خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوں وہ صدقہ خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہیں تبھی تو لوگ مصیبت کے وقت میں صدقہ خیرات دیا کرتے ہیں ورنہ بے فائدہ کام کون کرتا ہے۔ اور تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ، خیرات اور توبہ و استغفار سے ردّ بلا ہوتا ہے اور میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے کسی دوست کی نسبت

﴿۱۸۸﴾

ایک آنے والی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اس کے دفع کے لئے دعا کی جاتی ہے تو پھر دوسرا الہام ہوتا ہے کہ ہم نے اس بلا کو دفع کر دیا۔ پس اگر اس طرح پر وعید کی پیشگوئی ضروری الوقوع ہے تو میں بیسیوں دفعہ جھوٹا بن سکتا ہوں اور اگر ہمارے مخالفوں اور بداندیشوں کو اس قسم کی تکذیب کا شوق ہے اگر چاہیں تو میں اس قسم کی کئی پیشگوئیاں اور پھر ان کی منسوخی کی ان کو اطلاع دیدیا کروں۔ ہماری اسلامی تفسیروں میں اور نیز بائیبل میں بھی لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی نسبت وقت کے نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ اُس کی عمر پندرہ دن رہ گئی ہے مگر وہ بادشاہ تمام رات روتا رہا تب اُس نبی کو دوبارہ الہام ہوا کہ ہم نے پندرہ دن کو پندرہ سال کے ساتھ بدل دیا ہے۔ یہ قصہ جیسا کہ میں نے لکھا ہے ہماری کتابوں اور یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اب کیا تم یہ کہو گے کہ وہ نبی جس نے بادشاہ کی عمر کے بارے میں صرف پندرہ دن بتلائے تھے اور پندرہ دن کے بعد موت بتلائی تھی وہ اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلا۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اس کی طرف سے جاری ہے یہاں تک کہ جو جہنم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کے لئے ہے وہاں بھی یہ آیت موجود ہے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيۡدُ [1] یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے لیکن اگر تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اُس کے کرنے پر وہ قادر ہے لیکن بہشتیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا کیونکہ وہ وعدہ ہے وعید نہیں ہے☆

اخیر پر میں بڑے زور سے اور بڑے دعوے سے اور بڑی بصیرت سے یہ کہتا ہوں کہ

﴿۱۸۹﴾

☆ قرآن شریف میں کفّار اور مشرکین کی سزا کے لئے بار بار ابدی جہنم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہے خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا [2] اور پھر باوجود اس کے قرآن شریف میں دوزخیوں کے حق میں اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ [3] بھی موجود ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ **یاتی علٰی جھنم زمان لیس فیھا احدٌ ونسیم الصبا تحرّک ابوابھا** یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اس کے کواڑوں کو ہلائے گی اور بعض کتب میں زبانِ پارسی میں یہ حدیث لکھی ہے۔ ایں مُشتِ خاک را گر نہ بخشم چہ کنم۔ **منہ**

[1] ھود:۱۰۸ [2] النساء:۱۷۰ [3] ھود:۱۰۸

جو جو اعتراض میری پیشگوئیوں پر ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور اُس کے ہم جنس مولویوں نے کئے ہیں میں دکھلا سکتا ہوں کہ اولوالعزم نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جس کی کسی پیشگوئی پر انہیں اعتراضات کے مشابہ کوئی اعتراض نہ ہو اور صرف یونسؑ کا قصہ مَیں پیش نہیں کروں گا۔ بلکہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں یا خدا کی کلام میں اُس کی نظیر دکھلاؤں گا مگر میں یہ سننا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت یہ تمام لوگ ان تمام نبیوں کو چھوڑنے کے لئے طیار ہیں اور کیا وہ اس بات کے لئے مستعد بیٹھے ہیں کہ اس ثبوت کے پیش کرنے کے بعد جیسا کہ وہ مجھے گالیاں دیتے ہیں ان کو بھی گالیاں دیں گے اور جیسا کہ مجھے کاذب ٹھہرایا ہے انہیں بھی کاذب ٹھہراویں گے۔ اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ ہائے افسوس کیوں تم دانستہ آگ میں پڑتے ہو اور کیوں تم اس قدر ایمان اور تقویٰ سے دور چلے گئے کہ تمہارے دل میں یہ خوف بھی نہیں رہا کہ یہ اعتراض کس کس پاک اور مقدس پر وارد ہوں گے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ [1] یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائے گا کیونکہ خدا کذّاب کے کام کو انجام تک نہیں پہنچاتا وجہ یہ کہ اِس سے صادق اور کاذب کا معاملہ باہم مشتبہ ہو جائے گا۔ اور اگر یہ رسول سچا ہے تو اس کی بعض وعید کی پیشگوئیاں ضرور وقوع میں آئیں گی۔ پس اِس آیت میں جو بعض کا لفظ ہے صریح طور پر اس میں یہ اشارہ ہے کہ سچا رسول جو وعید کی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کی سب ظہور میں آجائیں ہاں یہ ضروری ہے کہ بعض اُن میں سے ظہور میں آجائیں جیسا کہ یہ آیت فرما رہی ہے **یصبکم بعض الذی یعدکم** اب آنکھ کھول کر دیکھو کہ وہ وعید کی چند پیشگوئیاں جو میری طرف سے شائع ہوئی تھیں اُن میں سے کس قوت اور شان کے ساتھ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی جس کی نسبت یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ وہ معمولی موت سے نہیں مرے گا بلکہ خدا کا غضب کسی حربہ سے اُس کا کام تمام کرے گا اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ عید کے متصل اُس کی موت کا واقعہ ہوگا اور یہ بھی

﴿۱۹۰﴾

[1] المؤمن: ۲۹

اشارہ کیا گیا تھا کہ اُس کے واقعہ کے بعد ملک میں طاعون پڑے گی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی نہیں بلکہ یہ واقعہ میری بددعا کا ایک نتیجہ ہوگا کیونکہ اس کی زبان درازیاں انتہا تک پہنچ گئی تھیں۔ پس وہ خدا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برباد کرنا نہیں چاہتا اُس کا غضب لیکھرام پر نازل ہوا اور اُس کو دردناک عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔

پھر سوچنا چاہئے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمر بستہ تھا اور دن رات ہنسی ٹھٹھا کرتا تھا کس صفائی سے پیشگوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر مُحرقہ تپ سے ہوشیار پور کے شفاخانہ میں فوت ہوگیا اور اس کے اقارب میں اس کی موت سے تہلکہ برپا ہوا یہ وہی احمد بیگ ہے جس کے داماد کی نسبت اب تک ہمارے مخالف ماتم اور سیاپا کر رہے ہیں کہ کیوں نہیں مرتا اور نہیں جانتے کہ دائیں ٹانگ تو اس پیشگوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اچانک اپنی جواناں مرگ مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیشگوئی سچی ہے اور پھر جیسا کہ پیشگوئی میں لکھا تھا کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موتیں بھی اُس کے عزیزوں کی ہوں گی وہ امر بھی وقوع میں آ گیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہو گئے۔ تو اب ہمارے مخالف بتلاویں کہ فقرہ آیت یُصِبْکُم بَعْضُ الَّذِی یَعِدُکُم اس پر صادق آیا یا نہیں۔ پس جبکہ میری بعض وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت خود ان کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کمال صفائی سے پوری ہو گئیں تو پھر باوجود اسلام کے دعوے کے کیوں یہ آیت ممدوحہ اُن کے مدنظر نہیں رہتی یعنی یصبکم بعض الذی یعدکم کیا پوشیدہ طور پر ارتداد کے لئے طیاری تو نہیں۔ اور یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی اور طمع دی گئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ کوئی مولوی اِس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور پھر حضرت عمر کا ایک صحابی کو کڑے

﴿۱۹۱﴾

پہنانا دوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی پھر کیوں اسلام کی ترقی کے لئے جان توڑ کر کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ **مؤلفة القلوب** کے لئے کئی لاکھ روپیہ دیا گیا اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی۔

پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ دو تین پیشگوئیاں ہیں جو ہمارے مخالف اپنی نابینائی کی وجہ سے بار بار پیش کرتے ہیں جن کا پلید پَس خوردہ عبدالحکیم کو بھی کھانا پڑا اور دوسری طرف میری تائید میں خدا تعالیٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذ و نادر ایسا گذرتا ہوگا جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا۔ نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے۔ ایک طرف طاعون بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دوسری طرف خارق عادت زلزلے جو کبھی اس طور سے اِس ملک میں نہیں آئے تھے خبر دے رہے ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے اور آئے دن ایسی نئی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے اور ہر ایک آفت جو ظاہر ہوتی ہے پہلے سے اس کی مجھے خبر دیجاتی ہے اور میں بذریعہ اخبار یا رسائل یا اشتہار کے اس کو شائع کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے نشان دِکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ [1] خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا یہی معنی خدا کے اِس الہام کے ہیں کہ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے**

﴿۱۹۲﴾

[1] یونس: ۹۱

اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس[۲۵] برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور ان دنوں میں پورا ہوگا۔ جس کے کان سُننے کے ہیں وہ سنے☆۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبدالحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کے لئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی ان کی گنجائش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدّم زمانی ہے اِس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی اُنہیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبروار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں۔

﴿۱۹۳﴾

۱۔ پہلا نشان۔ قال رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم انّ اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کُلّ مائۃ سنۃ من یجدّ د لھا دینھا۔ رواہ ابو داؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اُس کے لئے دین کو تازہ کرے گا اور اب اِس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

☆ خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

علماء اُمت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کرسکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدّد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شیئ لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متّفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اِس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مَری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس ۲۳ سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اِس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اِس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس ۲۵ برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور مَیں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اِس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔

﴿۱۹۴﴾

ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دُنیا سے اُٹھاوے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

۲۔نشان۔ صحیح دار قطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں انّ لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السماوات و الارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃٍ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ. ترجمہ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین وآسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور ماموراور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُس کی اوّل رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اُس کے دِنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔ یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اُس کا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ[۱۲] سال کا گذر چکا ہے اِسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اول اِس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ[۱۲] برس پہلے اِس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اِس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا۔ اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔

﴿۱۹۵﴾

اور بڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف سراسر تعصب سے یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ چاند گرہن پہلی رات میں ہوگا اور سُورج گرہن بیچ کے دن میں مگر ایسا نہیں ہوا یعنی اُن کے زعم کے موافق ’’چاند گرہن شبِ ہلال کو ہونا چاہئے تھا جو قمری مہینہ کی پہلی رات ہے اور سُورج گرہن قمری مہینہ کے پندرھویں دن کو ہونا چاہئے تھا جو مہینہ کا بیچواں دن ہے۔‘‘ مگر اس خیال میں سراسر ان لوگوں کی ناسمجھی ہے کیونکہ دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے چاند گرہن کے لئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں اور چاند گرہن کی پہلی رات جو خدا کے قانونِ قدرت کے مطابق ہے وہ قمری مہینے کی تیرھویں رات ہے اور سورج کے گرہن کے لئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں۔ یعنی قمری مہینے کا ستائیسواں اٹھائیسواں اور انتیسواں دن۔ اور سورج کے تین دن گرہن میں سے قمری مہینہ کے رُو سے اٹھائیسواں دن بیچ کا دن ہے۔ سو انہیں تاریخوں میں عین حدیث کے منشاء کے موافق سورج اور چاند کا رمضان میں گرہن ہوا۔ یعنی چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات میں ہوا اور سورج گرہن اسی رمضان کے اٹھائیسویں دن ہوا۔

اور عرب کے محاورہ میں پہلی رات کا چاند قمر کبھی نہیں کہلاتا بلکہ تین دن تک اُس کا نام ہلال ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ اعتراض ہے کہ اگر ہم قبول کر لیں کہ چاند کی پہلی رات سے مُراد تیرھویں رات ہے اور سورج کے بیچ کے دن سے مُراد اٹھائیسواں دن ہے تو اس میں خارق عادت کونسا امر ہوا کیا رمضان کے مہینہ میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوا تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مُدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اِسی پر دلالت کر رہے ہیں۔ اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے۔ خاص کر یہ امر کس کو

﴿۱۹۶﴾

معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ سو برس میں کئی لوگوں نے محض افترا کے طور پر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں۔ مگر کون ثابت کرسکتا ہے کہ اُن کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے۔ اور جب تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلا شبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھو آیت وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ [1]☆

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے صرف امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے ان کی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنی نے اس کو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہے ماسوا اس کے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے جو تیرہ سو برس کے بعد ظہور میں آ گیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت مہدی موعود ظاہر ﴿۱۹۷﴾ ہوگا اُس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرھویں رات کو ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اٹھائیسویں دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بجز مہدی معہود کے زمانہ کے پیش نہیں آئیگا اور ظاہر ہے کہ ایسی کھلی کھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ [2] یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنے معنوں کے رو سے کامل طور پر پوری ہو چکی تو اب یہ کچے بہانے ہیں کہ

☆ خدا تعالیٰ نے مختصر لفظوں میں فرمادیا کہ آخری زمانہ کی نشانی یہ ہے کہ ایک ہی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہوگا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ اس وقت مکذب کو فرار کی جگہ نہیں رہے گی جس سے ظاہر ہے کہ وہ کسوف خسوف مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ وہ کسوف خسوف خدا کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوگا اس لئے مکذبوں پر حجت پوری ہو جائے گی۔ منہ

[1] القیامۃ:۹، ۱۰ [2] الجن:۲۷، ۲۸

حدیث ضعیف ہے یا امام محمد باقر کا قول ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو یا کوئی قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو۔ دنیا ختم ہونے تک پہنچ گئی مگر بقول اُن کے اب تک آخری زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس حدیث سے بڑھ کر اور کونسی حدیث صحیح ہوگی جس کے سر پر محدثین کی تنقید کا بھی احسان نہیں بلکہ اُس نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر کے دکھلا دیا کہ وہ صحت کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔☆ خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے ورنہ یہ عظیم الشان نشان ہے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدثین اس کے وقوع کے اُمیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھ کر اور رورو کر اس کو یاد دلایا کرتے تھے چنانچہ سب سے آخر مولوی محمد لکھوکے والے اسی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت اپنی کتاب احوال الآخرت میں ایک شعر لکھ گئے ہیں جس میں مہدی موعود کا وقت بتایا گیا ہے اور وہ یہ ہے:

تیرھویں چند ستیہویں❋ سورج گرہن ہوسی اُس سالے اندر ماہ رمضانے لِکھیا ہک روایت والے

پھر دوسرے بزرگ جن کا شعر صدہا سال سے مشہور چلا آتا ہے۔ یہ لکھتے ہیں:

درسنِ غاشی [۱۳۱۱] ہجری دو قِران خواہد بود از پئے مہدی و دجّال نشان خواہد بود

یعنی چودھویں [۱۳۱۱] صدی میں جب چاند اور سُورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا تب وہ مہدی معہود اور دجّال کے ظہور کا ایک نشان ہوگا۔ اِس شعر میں ٹھیک سن کسوف وخسوف درج ہوا ہے۔

۳۔ **تیسرا نشان**۔ ذوالسنین ستارہ کا نکلنا ہے جس کے طلوع ہونے کا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدّت ہوئی کہ وہ طلوع ہو چکا ہے اسی کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنے کا وقت آ گیا۔ ﴿۱۹۸﴾

۴۔ **چوتھا نشان**۔ ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے

☆ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ [۱] منه

❋ شعر میں ستائیسویں کا لفظ سہو کاتب ہے یا خود مولوی صاحب سے بباعث بشریت سہو ہو گیا ہے ورنہ جس حدیث کا یہ شعر ترجمہ ہے اُس میں بجائے ستائیس کے اٹھائیسویں تاریخ ہے۔ منه

[۱] الحج:۴۷

جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ[1] یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہوجائیں گی۔ اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے **ولیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا**. یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بے کار ہوجائیں گی اور کوئی اُن پر سفر نہیں کرے گا۔ ایامِ حج میں مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے۔ اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل تیار ہوجائے گی تب اس سفر پر یہ صادق آئے گا کہ **لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا**.

۵۔ پانچواں۔ نشان۔ حج کا بند ہونا ہے جو صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں حج کرنا کسی مُدت تک بند ہوجائے گا۔ سو بباعث طاعون ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء وغیرہ میں یہ نشان بھی ظہور میں آ گیا۔

۶۔ چھٹا نشان۔ کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا جیسا کہ آیت وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ[2] سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اِس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

۷۔ ساتواں نشان۔ کثرت سے نہریں جاری کئے جانا جیسا کہ آیت وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ[3] سے ظاہر ہوتا ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اس زمانہ میں اس کثرت سے نہریں جاری ہوئی ہیں۔ جن کی کثرت سے دریا خشک ہوئے جاتے ہیں۔

۸۔ آٹھواں نشان۔ نوع انسان کے باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں کا طریق سہل ہوجانا ہے۔ جیسا کہ آیت وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ[4] سے ظاہر ہے سو بذریعہ ریل اور تار کے یہ امر ایسا ظہور میں آیا ہے کہ گویا دنیا بدل گئی ہے۔

۹۔ نواں نشان۔ زلزلوں کا متواتر آنا اور سخت ہونا ہے جیسا کہ آیت يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۔ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۔[5] سے ظاہر ہے سو غیر معمولی زلزلے دنیا میں آرہے ہیں۔ ﴿۱۹۹﴾

۱۰۔ دسواں نشان۔ طرح طرح کی آفات سے اس زمانہ میں انسانوں کا کثرت سے ہلاک ہونا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا[6] ترجمہ۔ کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے کچھ مدّت پہلے ہلاک نہیں

[1] التکویر:۵ [2] التکویر:۱۱ [3] الانفطار:۴ [4] التکویر:۸ [5] النازعات:۷،۸ [6] بنی اسرائیل:۵۹

کریں گے یا کسی حد تک اس پر عذاب وارد نہیں کریں گے۔ سو یہی وہ زمانہ ہے کیونکہ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اس قدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔

۱۱۔ گیارھواں نشان۔ دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائیں گے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائے گی ایک ہزار دوسو نوے دن (۱۲۹۰) ہوں گے۔☆ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس (۱۳۳۵) روز تک آتا ہے۔‘‘ اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اس وقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی* سوختنی کو چھوڑ دیں گے اور

☆ دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے۔ منہ

* **حاشیہ۔** یہود اپنی کتابوں کی تعلیم کے موافق قربانی سوختنی کے پابند تھے جو ہیکل کے آگے بکرے ذبح کر کے آگ میں جلاتے تھے۔ اس میں شریعت کا راز یہ تھا کہ اسی طرح انسان کو خدا تعالیٰ کے آگے اپنے نفس کی قربانی دینی چاہئے اور نفسانی جذبات اور سرکشیوں کو جلا دینا چاہئے۔ اس قربانی کا عملدرآمد کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود نے ترک کر دیا تھا اور دوسری مکروہات میں مبتلا ہو گئے تھے۔ جیسا کہ ظاہر ہے پس جب حقیقی سوختنی قربانی یہود نے ترک کر دی جس سے مراد خدا کی راہ میں اپنا نفس قربان کرنا اور جذبات نفسانیہ کو جلا دینا ہے تب خدا تعالیٰ کے قہری عذاب نے جسمانی قربانی سے بھی اُن کو محروم کر دیا۔ پس یہود کی پوری بدچلنی کا وہ زمانہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے۔ اسی زمانہ میں یہود کا پورا استیصال ہوا اور اسلامی قربانیاں جو حج بیت اللہ میں خانہ کعبہ کے سامنے کی جاتی ہیں یہ دراصل انہیں قربانیوں کے قائم مقام ہیں جو یہود بیت المقدس کے سامنے کرتے تھے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اسلام میں سوختنی قربانی نہیں۔ یہود ایک سرکش قوم تھی۔ اُن کے لئے نفسانی جذبات کو جلا دینا ضروری سمجھ کر یہ نشان ظاہری قربانی میں رکھا گیا تھا۔ اسلام کے لئے اس نشان کی ضرورت نہیں صرف اپنے تئیں خدا کی راہ میں قربان کر دینا کافی ہے۔ منہ

﴿۲۰۰﴾

بدچلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ایک ہزار دو سو نوے سال ہونگے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا سو اِس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونے کے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے ۱۲۹۰ ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔ پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر شائع کی گئی جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے:

﴿۲۰۰﴾

از بس کہ یہ مغفرت کا دِکھلاتی ہے راہ تاریخ بھی یا غفور ۱۲۹۷ نکلی واہ واہ

سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کے لئے بارہ سو نوے ۱۲۹۰ برس لکھے ہیں۔ اِس کتاب براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے ماموراور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس اِس تاریخ سے زیادہ ہیں جن کی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ اِن سات برس سے پہلے کا ہے یعنی بارہ سو نوے ۱۲۹۰ کا۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس ۱۳۳۵ برس لکھتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیشگوئی ظنی نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں انجیل میں ہے اُس کا اِس سے توارد ہو گیا ہے اور وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے چنانچہ اس میں مسیح موعود کے زمانہ کی یہ علامتیں لکھی ہیں کہ اُن دنوں میں طاعون پڑے گی زلزلے آئیں گے لڑائیاں ہوں گی اور چاند اور سورج کا کسوف خسوف ہوگا۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ جس زمانہ کے آثار انجیل ظاہر کرتی ہے اُسی زمانہ کی دانیال بھی خبر دیتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی دانیال کی پیشگوئی کو قوت دیتی ہے کیونکہ وہ سب باتیں اس زمانہ میں وقوع میں آ گئیں ہیں اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی وہ پیشگوئی جو بائیبل میں سے استنباط کی گئی ہے اس کی مؤید ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود آدم کی تاریخ پیدائش سے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا چنانچہ قمری حساب کے رُو سے جو اصل حساب اہل کتاب کا ہے میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا سے ارادۂ الٰہی میں

﴿۲۰۱﴾

مقرر تھا۔ کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اوّل سے مناسبت چاہئے۔ اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اِس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [1] اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا ☆۔ اِسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اُس کے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے ۞۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اِس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوّا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو الحمدللّٰہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا ۞۔ بہر حال

☆ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ **والعصر** کے حروف حساب جمل کے رو سے ابتدائے آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گزرے ہیں ان کی تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ سورۃ ممدوحہ کی رو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۶۸ سال کی ہے۔ منہ

۞ دیکھو **حجج الکرامہ** تالیف نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال۔ منہ

۞ اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں تُرک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی۔ منہ

[1] الحج:۴۸

یہ تینوں پیشگوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور بباعث تظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

﴿۲۰۲﴾

۱۲۔ نشان۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی زلزلوں اور طاعون کی جیسا کہ ابھی لکھا گیا ہے کہ مسیح☆ موعود کا اُس وقت ظاہر ہونا ضروری ہے۔

۱۳۔ نشان۔ چھ ہزار برس کے آخر پر مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی جو بیبل سے استنباط کی گئی ہے۔

۱۴۔ نشان۔ میری نسبت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی جس کے اشعار میں نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں نقل کئے ہیں۔

۱۵۔ نشان۔ میری نسبت گلاب شاہ جمالپوری کی پیشگوئی جس کو میں نے ازالہ اوہام میں مفصل لکھ دیا ہے۔

۱۶۔ نشان۔ میری نسبت پیر صاحب العلَم سندھی نے جس کے ایک لاکھ مُرید تھے اور وہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ اِس خواب کو میں تحفہ گولڑویہ میں شائع کر چکا ہوں اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

۱۷۔ نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا الہام کہ یہ شخص حق پر ہے اور مسیح موعود بھی ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی متواتر خوابیں تھیں جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کو وہ استقامت بخشی کہ آخر انہوں نے میری تصدیق کے لئے کابل کی سرزمین میں امیر کابل کے حکم سے جان دی اُن کو

☆ ایک پادری صاحب لکھتے ہیں کہ طاعون اور زلزلوں کا آنا مسیح موعود ہونے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ ایسے زلزلے اور ایسی طاعون ہمیشہ دنیا میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ زلزلے اور یہ طاعون بلا شبہ پنجاب اور ہندوستان میں غیر معمولی ہیں۔ صدہا برس تک بھی اس کا پتہ نہیں لگتا۔ اور کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیّت یہ طاعون اور زلزلے خارق عادت ہیں۔ اگر پادری صاحب کو انکار ہے تو اس کی کوئی نظیر پیش کریں ماسوا اس کے اگر پہلے دنیا میں طاعون ہوتی رہی ہے اور زلزلے آتے رہے ہیں اور لڑائیاں ہوتی رہی ہیں تو اُس وقت مسیح موعود ہونے کا کوئی مدعی موجود نہ تھا۔ پس جبکہ ایسے غیر معمولی زلزلوں اور طاعون سے پہلے ایک مدعی مسیحیت موجود ہو گیا۔ اور بعد اس کے یہ سب علامتیں انجیل کے موافق ظہور میں آئیں تو کیوں اس سے انکار کیا جاوے۔ ہاں آسمان کے ستارے زمین پر نہیں گرے۔ سو اس کا جواب ہیئت دانوں سے پوچھ لو کہ کیا ستاروں کے گرنے سے انسان اور حیوان زندہ رہ سکتے ہیں۔ منہ

کئی مرتبہ امیر نے فہمائش کی کہ اُس شخص کی بیعت اگر چھوڑ دو تو پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزّت کی جائے گی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں جان کو ایمان پر مقدم نہیں رکھ سکتا۔ آخر انہوں نے اِس راہ میں جان دی اور کہا کہ اِس راہ میں خدا کی رضامندی کے لئے جان دینا پسند کرتا ہوں۔ تب وہ پتھروں سے سنگسار کئے گئے اور ایسی استقامت دکھلائی کہ ایک آہ بھی ان کے مُنہ سے نہ نکلی اور چالیس دن تک ان کی نعش پتھروں میں پڑی رہی اور پھر ایک مُرید احمد نور نام نے اُن کی لاش دفن کی اور بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی قبر سے اب تک مُشک کی خوشبو آتی ہے۔ اور ایک بال اُن کا اس جگہ پہنچایا گیا جس سے اب تک مُشک کی خوشبو آتی ہے اور ہمارے بیت الدعاء کے ایک گوشہ میں ایک شیشہ میں آویزاں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار محض ایک مفتری کا فریب تھا تو شہید مرحوم کو اتنے دور دراز فاصلہ پر سے کیوں میری سچائی کے بارہ میں الہام ہوئے اور کیوں متواتر خوابیں آئیں وہ تو میرے نام سے بھی بے خبر تھے محض خدا نے ان کو میری خبر دی کہ پنجاب میں مسیح موعود پیدا ہو گیا تب اُنہوں نے پنجاب کی خبروں کی تفتیش شروع کی اور جب یہ پتہ مل گیا کہ درحقیقت ایک شخص قادیان متعلقہ پنجاب ضلع گورداسپور میں ﴿۲۰۳﴾ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تب سب کچھ چھوڑ کر میری طرف بھاگے اور قریباً دو ماہ یہاں رہے اور پھر واپسی پر شریر مخبروں کی مخبری سے گرفتار کئے گئے اور جب گرفتاری کے بعد کہا گیا کہ اپنی بیوی اور بچوں سے ملاقات کرلو تو کہا کہ اب مجھ کو اُن کی ملاقات کی ضرورت نہیں میں اُن کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور جب حکم سنایا گیا کہ آپ سنگسار کئے جاؤ گے تو کہا میں چالیس دن سے زیادہ مردہ نہیں رہوں گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو خدا کی کتابوں میں لکھا گیا کہ مومن مرنے سے چند روز بعد یا نہایت چالیس دن تک زندہ کیا جاتا اور آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔ یہ وہی جھگڑا ہے جو اب تک ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت چلا آتا ہے۔ ہم موافق کتاب اللہ کے ان کے رفع روحانی ہونے کے قائل ہیں اور وہ کتاب اللہ کی مخالفت کرکے اور خدا کے حکم قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ

هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا[1] کو پیروں کے نیچے رکھ کر رفع جسمانی ہونے کے قائل ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ دجّال ہے کیونکہ لکھا ہے کہ تیس دجّال آئیں گے وہ نہیں سوچتے کہ اگر تیس دجّال آنے والے تھے تو اِس حساب کی رُو سے ہر ایک دجّال کے مقابل پر تیس مسیح بھی تو چاہیئے تھے یہ کیا غضب ہے کہ دجّال تو تیس آ گئے مگر مسیح ایک بھی نہ آیا۔ یہ اُمت کیسی بدقسمت ہے کہ اس کے حصہ میں دجّال ہی رہ گئے اور سچے مسیح کا منہ دیکھنا اب تک نصیب نہ ہوا حالانکہ اسرائیلی سلسلہ میں تو صدہا نبی آئے تھے۔

غرض جس سلسلہ میں عبداللطیف شہید جیسے صادق اور ملہم خدا نے پیدا کئے جنہوں نے جان بھی اِس راہ میں قربان کر دی اور خدا سے الہام پا کر میری تصدیق کی ایسے سلسلہ پر اعتراض کرنا کیا یہ تقویٰ میں داخل ہے ایک پارسا طبع صالح اہل علم کا ایک جھوٹے انسان کے لئے اِس قدر عاشقانہ جوش کب ہو سکتا ہے۔

کس بہر کسے سر ندہد جان نفشاند عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند
عشق است کہ در آتش سوزاں بنشاند عشق است کہ بر خاکِ مذلّت غلطاند
بے عشق دلے پاک شود من نپذیرم عشق است کزیں دام بیکدم برہاند

﴿۲۰۳﴾

صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف شہید نے اپنے خون کے ساتھ سچائی کی گواہی دی **الاستقامت فوق الکرامت** ۔مگر آج کل کے اکثر علماء کا یہ قاعدہ ہے کہ دو دو روپیہ سے اُن کے فتوے بدل جاتے ہیں اور اُن کی باتیں خدا کے خوف سے نہیں بلکہ نفس کے جوش سے ہوتی ہیں لیکن عبداللطیف شہید مرحوم وہ صادق اور متقی خدا کا بندہ تھا جس نے خدا کی راہ میں نہ اپنی بیوی کی پروا کی نہ بچوں کی نہ اپنی جان عزیز کی۔ یہ لوگ ہیں جو حقّانی علماء ہیں جن کے اقوال و اعمال پیروی کے لائق ہیں۔ جنہوں نے اخیر تک خدا کی راہ میں اپنا صدق نباہ دیا۔

از بندگانِ نفس رہِ آں یگان مپرس ہر جا کہ گرد خاست سوارے دراں بجو
آں کس کہ ہست از پئے آں یار بے قرار رو صحبتش گزین و قرارے دراں بجو

[1] بنی اسرائیل:۹۴

بر آستان آنکہ زخود رفت بہر یار چُون خاک باش و مرضئ یارے دران بجو
مردان بتلخ کامی و حرقت بدو رسند حرقت گزین و فتح حصارے دران بجو
بر مسند غرور نشستن طریق نیست این نفس دون بسوز ونگارے دران بجو

۱۸۔ اٹھارھواں نشان۔ خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ۔ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ[۱] یعنی اگر یہ نبی ہمارے پر افترا کرتا تو ہم اس کو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اس کی وہ رگ کاٹ دیتے جو جان کی رگ ہے یہ آیت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے معنوں میں عموم ہے جیسا کہ تمام قرآن شریف میں یہی محاورہ ہے کہ بظاہر اکثر امر و نہی کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں لیکن اُن احکام میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں یا وہ احکام دوسروں کے لئے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ یہ آیت فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا[۲] یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جن میں اُن کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اِس آیت کے مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام اُمت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا[۳] یعنی تیرے ربّ نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اِس آیت میں بُت پرستوں کو جو بُت کی پوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بُتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے۔ انہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خوردسالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم

﴿۲۰۵﴾

[۱] الحاقة:۴۵تا۴۷ [۲]و[۳] بنی اسرائیل:۲۴

والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی ربّ ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو اُن کی خوردسالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُن کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اس جملہ معترضہ کے بعد پھر ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پر کچھ افترا کرتا تو ہم اُس کو ہلاک کر دیتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ غیرت اپنی ظاہر کرتا ہے کہ آپ اگر مفتری ہوتے تو آپ کو ہلاک کر دیتا مگر دوسروں کی نسبت یہ غیرت نہیں ہے اور دُوسرے خواہ کیسا ہی خدا پر افتراء کریں اور جھوٹے الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا کریں اُن کی نسبت خدا کی غیرت جوش نہیں مارتی۔ یہ خیال جیسا کہ غیر معقول ہے۔ ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں کے برخلاف بھی ہے اور اب تک توریت میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرے گا اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرے گا وہ ہلاک کیا جاوے گا۔ علاوہ اس کے قدیم سے علماء اسلام آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کو عیسائیوں اور یہودیوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی بات میں عموم نہ ہو وہ دلیل کا کام نہیں دے سکتی۔ بھلا یہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر افترا کرتے تو ہلاک کئے جاتے اور تمام کام بگڑ جاتا لیکن اگر کوئی دوسرا افترا کرے تو خدا ناراض نہیں ہوتا بلکہ اس سے پیار کرتا ہے اور اُس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ مُہلت دیتا ہے اور اُس کی نصرت اور تائید کرتا ہے اِس کا نام تو دلیل نہیں رکھنا چاہئے بلکہ یہ تو ایک دعویٰ ہے کہ جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ افسوس میری عداوت کے لئے اِن لوگوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشانوں پر بھی حملے کرنے لگے۔ چونکہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ میرے اِس دعویٰ وحی اور الہام پر پچیس۲۵ سال سے زیادہ گذر چکے ہیں جو آنحضرتؐ کے ایام بعثت سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ تیئیس برس تھے اور یہ تیس۳۰ سال کے قریب اور ابھی

﴿۲۰۶﴾

معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنیوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اس کی نصرت اور تائید کر سکتا ہے اور اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔ جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہاں تک کہ اِس مُدّت درازؔ☆ میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا۔ اگر اس مُدّت اور اُس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ بموجب آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا[1] یہ نشان بھی ثابت ہو گیا اور تم اِس سے پوچھے جاؤ گے۔

۱۹۔ **انیسواں نشان** یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جس کی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے اُن کے دل میں ڈال دی اور اسی بنا پر کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات ہیں جا بجا خواجہ صاحب موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں۔ اہل فقر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جھگڑوں میں بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا ہے اسپر ایمان لاتے ہیں۔ پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے اس لئے خدا نے اُن پر میری سچائی کی حقیقت کھول دی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ صاحب کو میرا مکذب بنانے کے لئے آپ کے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا مگر آپ نے

﴿۲۰۷﴾

☆ یہ یاد رہے کہ اگر میرے زمانہ الہام کو اس تاریخ سے لیا جائے جب اول حصہ براہین احمدیہ کا لکھا گیا تھا تب تو اس سال سے میرے الہام کے زمانہ کو ستائیس سال کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ کے چہارم حصہ سے شمار کیا جائے تو تب پچیس سال گذر گئے ہیں اور جب وہ زمانہ لیا جائے کہ جب پہلے الہام شروع ہوا تب تیس (۳۰) سال ہوتے ہیں۔ منہ

[1] الحاقۃ :۴۵

کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک مُلّاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دئے کہ وہ ساکت ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کا خاتمہ مصدق ہونے کی حالت میں ہوا چنانچہ وہ خطوط جو آپ نے میری طرف لکھے اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت اُن کے دل میں ڈال دی تھی اور کس قدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں اُن کو معرفت بخش دی تھی۔ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جا بجا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد مرا انہوں نے میرا نام لے کر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آتھم اُنہیں کے نفس سے مرا ہے یعنی انہیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم کا خاتمہ کر دیا☆ اور کسی نے میری نسبت آپ کو کہا کہ ہم اُن کو مہدی معہود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں اُن میں پائی نہیں جاتیں۔ تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر رہتے اور بعض ایمان لاتے۔ یہی سنّت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے نبی

☆ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہو گئی۔ اگر آتھم لوگوں کے روبرو جو ساٹھ[60] یا ستر[70] تھے دجّال کہنے سے رجوع نہ کرتا تو اس وقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی مگر جبکہ آتھم نے رجوع کر لیا تھا۔ تو ضرور تھا کہ وہ شرط کا فائدہ اُٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اس قدر رجوع کے جو اس نے اپنی عزّت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کر کے عیسائیوں کے مجمع میں ہی رجوع کیا پھر بھی پندرہ مہینہ کے اندر مر جاتا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتراض ہوتا۔ تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود رجوع کے پھر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جن کو دین اور دیانت سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں جب آتھم پندرہ مہینہ کے گذرنے کے بعد شوخ چشم ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گذار نہ رہا تب ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا۔ بہرحال اس کی موت پندرہ مہینہ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو گئی اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

﴿۲۰۸﴾

کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دستبردار ہونا پڑتا اور انجام اس کا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آ گئی ہوں۔ کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اُس وقت آئے گا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آ جائے گا۔ پس کیا الیاس آ گیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اِس بات پر اصرار تھا کہ آنے والا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پھر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جس پر ان کے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ پھر اگر مہدی موعود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اس میں کونسی تعجب کی جگہ ہے۔ خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے۔☆

پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دینے سے ایمان سے محروم رہے تو مسلمانوں کے لئے یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے بعض یہودی ہو جائیں گے یعنی یہودیوں کی عادت اختیار کریں گے اور اُن کے قدم پر چلیں گے جیسا کہ لکھا ہے کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کرینگے۔ پس کس قدر

☆ حدیثوں کو خوب غور کر کے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من اُمّتی یعنی میری اُمّت سے ایک شخص ہوگا اور ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لا مھدی اِلّا عیسٰی یعنی عیسیٰ ہی مہدی ہے اسکے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے۔ پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حَکَمِ موعود نے فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔ منه

خوف کا مقام ہے اکثر یہودیوں نے صرف اِس سبب سے حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا کہ اس بات کو انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ جب تک ساری علامتیں اور ساری نشانیاں اُن میں اپنے خیال کے موافق پوری ہوتی نہ دیکھ لیں تب تک ماننا ناجائز ہے اور آخر کفر کے گڑھے میں گر گئے اور اس بات پر اب تک اڑے رہے کہ پہلے الیاس آنا چاہیئے پھر مسیح اور خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے چاہیئے۔ غرض خواجہ غلام فرید صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ نور باطن عطا کیا تھا کہ وہ ایک ہی نظر میں صادق اور کاذب میں فرق کر لیتے تھے خدا اُن کو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین ﴿۲۰۹﴾

۲۰۔ بیسواں نشان۔ قریباً تیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ تو ایک نسل بعید کو دیکھے گا۔ اِس الہام کے صدہا آدمی گواہ ہیں اور کئی مرتبہ چھپ چکا ہے اب اس کے موافق ظہور میں آیا کہ میں نے وہ اولاد دیکھی جو پیشگوئی کے وقت موجود نہ تھی اور پھر اولاد کی اولاد دیکھی اور نہ معلوم ابھی کہاں تک اس پیشگوئی کا اثر ہے۔

۲۱۔ اکیسواں نشان۔ یہ کہ عرصہ تخمیناً تیس برس کا ہوا ہے کہ جب میرے والد صاحب خدا اُن کو غریق رحمت کرے اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو جس روز اُن کی وفات مقدر تھی دوپہر کے وقت مجھ کو الہام ہوا۔ **وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِق** اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ اُن کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑے گا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو عزا پُرسی تھی۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ میرے والد صاحب غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائیں گے اور کئی اور لوگوں کو اس الہام کی خبر دی گئی اور مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے کہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس دن میرے والد صاحب کی اصل مرض جو درد گردہ تھی دور ہو چکی تھی صرف تھوڑی سی زحیر باقی تھی اور اپنی طاقت سے بغیر کسی سہارے کے پاخانہ میں جاتے تھے جب سورج غروب ہوا اور وہ پاخانہ سے

آ کر چارپائی پر بیٹھے تو بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا۔ اُسی غرغرہ کی حالت میں اُنہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے کبھی اِس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے۔ بعد اس کے عین اس وقت جب کہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ اور یہ اُن سب الہاموں سے پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اِس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونے والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہوگئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے اور میں اِس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پُرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اُس کی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّوجلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پُرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ **والسماء والطارق** اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔ **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک۔** ﴿۲۱۰﴾

۲۲۔ بائیسواں نشان۔ یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اِس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے۔ جو اُن کی حیات سے مشروط تھی۔ اِس لئے یہ خیال گذرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شائد تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ** یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے

اِس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہوگیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہوجاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اِس خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی الٰہی پر ہوجاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر مَیں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اِن الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ ﴿۲۱۱﴾ غرض جب مجھ کو الہام ہوا کہ **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ** تو میں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اُس کو سُنایا اور اُس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اس کو کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مہر بنوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کے لئے محض اِس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اَب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے [مہر] یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی اُمید نہ تھی کہ دس۱۰ روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اُٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اُس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے☆۔ اور شائد اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی یعنی **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ** کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔ اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اِس تمام مدّت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح ہی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

﴿۲۱۲﴾

۲۳۔ تیئیسواں نشان۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں۔ اوّل یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا دوسری یہ کہ اگر وہ اپنے اس کلام سے باز آجائے گا جو اُس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت

حاشیہ

☆ اگرچہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزارہا روپے آچکے ہیں مگر اُس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آکر دئے اور جو خطوط کے اندر نوٹ آئے اور بعض مخلصوں نے نوٹ یا سونا اس طرح بھیجا جو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے اب تک معلوم نہیں کہ اُن کے نام کیا کیا ہیں۔ منه

صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ☆ مہینے کے اندر نہیں مرے گا۔ اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب اندرونہ بیبل نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مَرنے کے لئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ ’’بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔‘‘ مگر آتھم نے اُسی مجلس میں رجوع کر لیا اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔ اِس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ۶۰ یا ستر۷۰ آدمی ہیں۔ جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس۵۰ کے قریب اب تک اُن میں سے زندہ ہوں گے جن کے روبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ مُنہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود اِس کھلے کھلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ۶۰ یا ستر۷۰ آدمیوں کے روبرو کیا پھر بھی کہا جائے کہ اُس نے رجوع نہیں کیا تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا اور اسی بناء پر پیشگوئی تھی اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا۔ مسلمان ہونے کا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا۔ الہام الٰہی کا تو یہ مدعا نہیں تھا کہ جب تک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچے گا۔ کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے

﴿۲۱۳﴾

☆ اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اُس نے اس تاخیر کا کوئی شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ میں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔ حالانکہ عیسائی مذہب کے سارے بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی لہٰذا اُس کی اِس حق پوشی کے بعد خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اب جلد فوت ہو جائے گا۔ تب میں نے اس بارہ میں ایک اشتہار شائع کیا پس عجیب بات ہے کہ اس اشتہار کی تاریخ سے جو میں نے اس دوسرے الہام کی رو سے اُسکی موت کے بارہ میں شائع کیا تھا وہ پندرہ۱۵ مہینے کے اندر مر گیا۔ سو خدا نے آتھم کے لئے جبکہ اُس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی وہی پندرہ۱۵ مہینے قائم رکھے جس کے بارہ میں ہمارے مخالفوں کے گھروں میں ماتم اور سیاپا ہے۔ منہ

عیسائی شریک ہیں خدا اسلام کے لئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلاں شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلاں مدّت تک مر جاوے گا دنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو منکر اسلام ہیں۔ اور جیسا کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا میں نہیں آ سکتا بلکہ اس گناہ کی بازپُرس صرف قیامت کو ہوگی۔ پھر آتھم کی اِس میں کونسی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکار اسلام اُس کی موت کی پیشگوئی کی گئی اور دوسروں کے لئے نہیں کی گئی بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی نسبت دجّال کا لفظ استعمال کیا تھا جس قول سے اس نے ساٹھ[۶۰] یا ستّر انسانوں کے رُوبرو رجوع کیا جن میں سے بہت سے شریف اور معزز تھے جو اس مجلس میں موجود تھے۔ پھر جبکہ اُس نے اِس لفظ سے رجوع کر لیا بلکہ بعد اس کے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہو گیا۔ مگر صرف اِسی قدر کہ اُس کی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہو گئی اور میری زندگی میں ہی مر گیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ میں تھی اس کی رو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جھوٹا ثابت ہوا تو کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بے شک پوری ہوگئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے اگر وہ چاہیں تو آتھم کے رجوع پر میں چالیس[۴۰] آدمی کے قریب گواہ پیش کر سکتا ہوں اور اسی وجہ سے اُس نے قسم بھی نہ کھائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور ہمیں اِس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ آتھم اب زندہ موجود نہیں گیارہ[۱۱] برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ وہ مر چکا ہے۔

۲۴۔ نشان۔ ۳۰؍جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا۔ پہلے بیہوشی، پھر غشی، پھر موت، ساتھ ہی اسکے یہ تفہیم ہوئی کہ یہ الہام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم ۳۰؍جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خاں اسسٹنٹ سرجن

﴿۲۱۴﴾

ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔اوّل بے ہوش رہے پھر یک دفعہ غشی طاری ہو گئی۔ پھر اس ناپائدار دُنیا سے کوچ کیا اور اُن کی موت اور اس الہام میں صرف بیس[۲۰] بائیس[۲۲] دن کا فرق تھا۔

۲۵۔پچیسواں نشان- کرم دین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہے جو اُس نے جہلم میں مجھ پر دائر کیا تھا جس پیشگوئی کے یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ. رَبِّ فَاحفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور دوسرے الہامات بھی تھے جن میں بریت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اِس مقدمہ سے مجھ کو بَری کر دیا۔

۲۶۔چھبیسواں نشان- کرم دین جہلمی کے اس مقدمہ فوجداری میں میری بریت ہے جو گورداسپور میں چندولال اور آتمارام مجسٹریٹ کی عدالت میں میرے پر دائر تھا اور پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا کہ آخر بریّت ہوگی۔ چنانچہ میں بَری ہوا۔

۲۷۔ستائیسواں نشان- کرم دین جہلمی کی سزایابی کی نسبت پیشگوئی ہے جس کی رو سے آخر وہ سزا پا گیا دیکھو میری کتاب مواھب الرحمان صفحہ۱۲۹ سطر ۸ یہ تینوں پیشگوئیاں بڑی تفصیل کے ساتھ مواہب الرحمان میں درج ہیں اور یہ کتاب مواہب الرحمان اُس وقت تالیف ہو کر شائع کی گئی تھی جبکہ پیشگوئی کا کوئی انجام معلوم نہ تھا پیشگوئی کی عبارت یہ ہے جو کتاب موصوف میں شائع ہوئی۔ومن اٰیاتی ما انبأنی العلیم الحکیم فی امر رجل لئیم . وبھتانہ العظیم واوحی الیّ انہ یرید ان یتخطف عرضک. ثم یجعل نفسہ غرضک. وارانی فیہ رؤیا ثلٰث مرات. وارانی ان العدوّ اعد لذالک ثلا ثۃ حُماۃٍ لتوھین و اعناتٍ ورئیت کأنّی احضرت محاکمۃ کالماخوذین ورئیت انّ اٰخر امری نجات بفضل ربّ العٰلمین. ولو بعد حین. و بُشّرتُ انّ البلاء یرد علٰی عدوی الکذاب المھین. فاشعت کلّما رأیت والھمت قبل ظھورہ فی جریدۃٍ یسمّی الحکم وفی جریدۃ اخری یُسمّی البدر. ثم قعدت کالمنتظرین. وما مرّ علٰی مارئیت الّا سنۃ فاذا اظھر قدراللّٰہ علٰی ید عدوّ مبین اسمہ کرم الدین...

﴿۲۱۵﴾

وقد ظھر بعض انبآء ہ تعالٰی من اجزآءِ ھٰذہ القضیة فیظھر بقیتھا کما وعد من غیر الشکّ والشبھة ترجمہ اور منجملہ میرے نشانوں کے ایک یہ ہے کہ جو خدائے علیم و حکیم نے ایک لئیم شخص کی نسبت اور اس کے بہتان عظیم کی نسبت مجھے خبر دی۔ اور مجھے اپنی وحی سے اطلاع دی کہ یہ شخص میری عزت دور کرنے کے لئے حملہ کرے گا اور انجام کار میرا نشانہ آپ بن جائے گا۔ اور خدا نے تین خوابوں میں یہ حقیقت میرے پر ظاہر کی اور خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ یہ دشمن تین حمایت کرنے والے اپنی کامیابی کے لئے مقرر کرے گا تا کہ کسی طرح اہانت کرے اور رنج پہنچاوے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ گویا میں کسی عدالت میں گرفتاروں کی طرح حاضر کیا گیا ہوں اور مجھے دکھلایا گیا کہ انجام ان حالات کا میری نجات ہے اگرچہ کچھ مُدت کے بعد ہو۔ اور مجھے بشارت دی گئی کہ اس دشمن کذاب مہین پر بلا ردّ کی جائے گی پس ان تمام خوابوں اور الہامات کو میں نے قبل از وقت شائع کر دیا اور جن اخباروں میں شائع کیا ایک کا نام ان میں سے الحکم ہے اور دوسری کا نام البدر۔ پھر میں انتظار کرتا رہا کہ کب یہ پیشگوئی کی باتیں ظہور میں آئیں گی پس جب ایک برس گذرا تو یہ مقدر باتیں کرم دین کے ہاتھ سے ظہور میں آگئیں (یعنی اُس نے ناحق میرے پر فوجداری مقدمات دائر کئے) پس اُس کے مقدمات دائر کرنے سے پیشگوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا اور جو باقی حصہ ہے یعنی میرا اُس کے مقدمات سے نجات پانا۔ اور آخر اُسی کا سزا یاب ہونا یہ بھی عنقریب پورا ہو جائے گا اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے وقت تک نہ مجھے کرم دین کے مقدمات سے نجات اور رہائی ملی تھی اور نہ وہ سزایاب ہوا تھا بلکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے طور پر لکھا گیا تھا☆ یہ ترجمہ ہے اس پیشگوئی کا جو عربی میں اوپر لکھی گئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ کرم دین میرے سزا دلانے کے لئے فوجداری میں مقدمات دائر کرے گا اور کئی حمایتی اُس کو مدد دیں گے آخر وہ خود سزا پائے گا اور خدا مجھے اس کے شر سے نجات دیگا

☆ جو مقدمات کرم دین کے متعلق جہلم اور گورداسپور کی عدالت سے فیصلہ ہوئے ان کی تاریخ سے بھی ظاہر ہے کہ کرم دین کی سزایابی اور میری بریّت کی پیشگوئی ان مقدمات کے فیصلہ سے پہلے میری کتاب مواہب الرحمٰن میں شائع ہو چکی تھی جو شخص چاہے عدالت میں جا کر ان فیصلوں کی تاریخیں دیکھ لے۔ اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد وغیرہ جو آتمارام کی کچہری میں حاضر ہوئے تھے گواہ ہیں۔ منہ

سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب سوچنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی کس قدر غیب پر مشتمل ہے کیا کسی انسان یا شیطان کا کام ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جو میری عزت اور دشمن کی ذلّت کا حکم دیتی ہے۔

۲۸۔ اٹھائیسواں نشان۔ آتما رام کی اولاد کی موت کی نسبت پیشگوئی۔ چنانچہ بیس۲۰ دن میں دو لڑکے اس کے مر گئے۔ اِس پیشگوئی کے گواہ وہ جماعت کے لوگ ہیں جو گورداسپور میں میرے ساتھ مقدمہ میں حاضر تھے۔

۲۹۔ انتیسواں نشان۔ لالہ چندو لال مجسٹریٹ اکسٹرا اسسٹنٹ گورداسپورہ کے تنزل کی نسبت پیشگوئی۔ چنانچہ وہ گورداسپورہ سے تبدیل ہو کر ملتان منصفی پر چلا گیا۔

۳۰۔ تیسواں نشان۔ ایک شخص ڈوئی نام امریکہ کا رہنے والا تھا اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا اُس کا خیال تھا کہ میں اسلام کی بیخ کنی کروں گا۔ حضرت عیسیٰ کو خدا مانتا تھا میں نے اُس کی طرف لکھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور ساتھ اس کے یہ بھی لکھا کہ اگر وہ مباہلہ نہیں کرے گا تب بھی خدا اُس کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخباروں میں شائع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شائع کی گئی۔ آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کی ملکیت سے اُس کو جواب مل گیا اور بڑی ذلّت پیش آئی اور آپ مرضِ فالج میں گرفتار ہو گیا ایسا کہ اب وہ ایک قدم بھی آپ چل نہیں سکتا۔ ہر ایک جگہ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ اب یہ قابل علاج نہیں شائد چند ماہ تک مر جائے گا۔

۳۱۔ اکتیسواں نشان۔ میری بریت کے بارہ میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں پیشگوئی تھی جو اُس نے میرے پر خون کا مقدمہ کیا تھا چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق میں بری ہو گیا۔

۳۲۔ بتیسواں نشان ٹیکس کے مقدمہ میں پیشگوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزارہا روپیہ کی ان کو آمدنی ہے ٹیکس لگانا چاہئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اس میں وہ لوگ نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۳۳۔ تینتیسواں نشان۔ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس میری نسبت بہ نیت سزا دلانے کے فوجداری میں ایک مقدمہ پولیس نے بنایا تھا اور اُس کی نسبت خدا تعالیٰ نے

﴿۲۱۷﴾

مجھے بتلایا کہ ایسی کوشش کرنے والے نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اِس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا **انا تجالدنا فانقطع العدو و اسبابہ** یعنی ہم نے تلوار کے ساتھ جنگ کیا پس نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہلاک ہو گیا اور اس کے اسباب بھی ہلاک ہوئے۔ اِس جگہ دشمن سے مراد ایک ڈپٹی انسپکٹر ہے جس نے ناحق عداوت سے مقدمہ بنایا تھا آخر طاعون سے ہلاک ہوا۔

۳۴۔ چونتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ اُن کی عادت ہے اس لڑکے کے مَرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دے کر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اُس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزار ہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی اور ابھی سترؔ دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گزرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

۳۵۔ پینتیسواں نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہونے کے بعد میرے گھر میں ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی اور اس کا اشتہار بھی لوگوں میں شائع کیا گیا چنانچہ دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام **بشیر احمد** رکھا گیا۔

۳۶۔ چھتیسواں نشان یہ ہے کہ بشیر احمد کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی چنانچہ وہ بشارت بھی بذریعہ اشتہار لوگوں میں شائع کی گئی بعد اس کے تیسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام شریف **احمد** رکھا گیا۔

۳۷۔ سینتیسواں نشان یہ ہے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اس کی نسبت فرمایا **تُنَشَّأُ فِی الحِلیۃ** یعنی زیور میں نشو ونما پائے گی یعنی نہ خوردسالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اس کے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا اور اس کی پیدائش سے جب سات روز گذرے تو عین عقیقہ کے دن یہ خبر آئی کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے مطابق کسی کے ہاتھ سے مارا گیا تب ایک ہی وقت میں

﴿۲۱۸﴾

دو نشان پورے ہوئے۔

۳۸۔ اٹھتیسواں نشان یہ ہے کہ لڑکی کے بعد مجھے ایک اور پسر کی بشارت دی گئی چنانچہ وہ بشارت قدیم دستور کے موافق شائع کی گئی اور پھر لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔

۳۹۔ اُنتالیسواں نشان یہ ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے بتلایا گیا کہ ایک اور لڑکی پیدا ہوگی مگر وہ فوت ہو جائے گی چنانچہ وہ الہام قبل از وقت بہتوں کو بتلایا گیا بعد اس کے وہ لڑکی پیدا ہوئی اور چند ماہ بعد فوت ہوگئی۔

۴۰۔ چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دُخت کرام چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔

۴۱۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس۲۰ یا اکیس۲۱ برس کا گذر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے اسی پیشگوئی کی طرف مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں الحمد للّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اربعةً من البنین و انجز وعدہ من الاحسان یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں: محمود[۱] احمد، بشیر[۲] احمد، شریف[۳] احمد، مبارک[۴] احمد جو زندہ موجود ہیں۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اسی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے:

و بشّرنی بخامسٍ فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا ہونے

والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اس کے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ **انّا نبشّرک بغلامٍ نافلةً لک نا فلةً من عندی**۔ یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

۴۳۔ تینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کے زمانہ میں ہمیں ٹیکہ کی ضرورت نہیں ہوگی خدا ہماری اور اُن سب کی جو ہمارے گھر میں ہیں آپ حفاظت کرے گا اور بالمقابل عافیت ہمارے ساتھ رہے گی لیکن بعض ٹیکہ لگوانے والے جان کا نقصان اُٹھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض لوگوں نے ٹیکہ سے اس قدر نقصان اٹھایا کہ اُن کی بینائی جاتی رہی اور بعض کے اوراعضا میں خلل پیدا ہو گیا اور سب سے زیادہ یہ کہ ملکوال ضلع گجرات میں ایک ہی دفعہ انیس آدمی ٹیکہ سے مر گئے۔

۴۴۔ چوالیسواں نشان یہ ہے کہ سردار نواب محمد علی خان صاحب☆ رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جان بری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مردہ کے حکم میں تھا۔ اُس وقت میں نے اُس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یاالٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا **من ذا الذی یشفع عندہ الّا باذنہٖ** یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے تب میں خاموش ہو گیا بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا **انک انت المجاز**۔ یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی تب میں نے بہت تضرّع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی۔ تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا

☆ نواب صاحب موصوف عرصہ پانچ سال سے اپنی ریاست گاہ سے ہجرت کر کے قادیان میں مقیم ہیں اور سابقین میں سے ہیں۔ منہ

اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدّت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے۔

﴿۲۲۰﴾

۴۵۔ پینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میرے مخلص دوست مولوی نوردین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا اُس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اِس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے تب میں نے اُن کے لئے بہت دعا کی اور دعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ تمہاری دعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اِس بات کا نشان کہ وہ محض دعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ اُس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام **عبد الحیّ** رکھا گیا اور اُس کے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جن کے داغ اب تک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

۴۶۔ چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائے گا اور بہت مَری پڑے گی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے اور کئی گاؤں ویران ہو جائیں گے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں چنانچہ یہ پیشگوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شائع کی۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی چنانچہ تین لاکھ کے قریب اب تک جانوں کا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس ملک سے کبھی طاعون دور نہیں ہوگی جب تک یہ لوگ اپنی تبدیلی نہ کریں۔

۴۷۔ سینتالیسواں نشان یہ ہے کہ ایک شخص مسمّی چراغ دین ساکن جموں میرے مُریدوں میں داخل ہوا تھا پھر مُرتد ہو گیا اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں عیسیٰ کا رسول ہوں اور اُس نے میرا نام **دجّال** رکھا اور کہا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے تا اس **دجّال** کو اس عصا

کے ساتھ قتل کروں۔ اور میں نے اُس کی نسبت☆ یہ پیشگوئی کی کہ وہ غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون سے ہلاک ہوگا اور خدا اُس کو غارت کرے گا۔ چنانچہ وہ ۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

﴿۲۲۱﴾ ۴۸۔ اٹھتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ وہ تین سال کے عرصہ میں فوت ہو جائے گا چنانچہ وہ تین سال کی مدت کے اندر فوت ہو گیا۔

۴۹۔ انچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے: زلزلہ کا دھکا۔ **عفت الدیار محلھا و مقامھا** چنانچہ وہ پیشگوئی ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوئی۔

۵۰۔ پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئے گا۔ اس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔‘‘ چنانچہ ۲۸؍ فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔

۵۱۔ اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ کچھ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ ان میں سے چار زلزلے بڑے ہوں گے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گذرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہئے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنے والے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں۔

۵۲۔ باونواں نشان یہ کہ پنڈت دیانند جو آریوں کے لئے بطور گرو کے تھا جب اُس کا فتنہ حد سے

☆ دیکھو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء۔ منہ

بڑھ گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ اب اُس کی زندگی کا خاتمہ ہے۔ چنانچہ اُسی سال میں وہ فوت ہوگیا۔ میں نے یہ پیشگوئی ایک آریہ شرمپت نام کو جو ساکن قادیان ہے قبل از وقوع بتلادی تھی اور وہ اب تک زندہ ہے۔

۵۳۔ ترپین واں نشان۔ یہ ہے کہ اسی شرمپت کا ایک بھائی بسمبر داس نام ایک فوجداری مقدمہ میں شائد ڈیڑھ سال کے لئے قید ہوگیا تھا تب شرمپت نے اپنی اضطراب کی حالت میں مجھ سے دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ میں نے اس کی نسبت دُعا کی تو میں نے بعد اس کے خواب میں دیکھا کہ میں اُس دفتر میں گیا ہوں جس جگہ قیدیوں کے ناموں کے رجسٹر تھے اور اُن رجسٹروں میں ہر ایک قیدی کی میعاد قید لکھی تھی تب میں نے وہ رجسٹر کھولا جس میں بسمبر داس کی قید کی نسبت لکھا تھا کہ اتنی قید ہے اور میں نے اپنے ہاتھ سے اُس کی نصف قید کاٹ دی اور جب اس کی قید کی نسبت چیف کورٹ میں اپیل کیا گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ انجام مقدمہ کا یہ ہوگا کہ مثل مقدمہ ضلع میں واپس آئے گی اور نصف قید بسمبر داس کی تخفیف کی جائے گی مگر بری نہیں ہوگا۔ اور میں نے وہ تمام حالات اُس کے بھائی لالہ شرمپت کو قبل از ظہور انجام مقدمہ بتلا دئے تھے اور انجام کار ایسا ہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔ ﴿۲۲۲﴾

۵۴۔ چونواں نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے قتل ہونے کی نسبت پیشگوئی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

۵۵۔ پچپنواں نشان۔ میاں عبداللہ سنوری کی ایک ناکامی کی نسبت پیشگوئی ہے اِس پیشگوئی کے پورے ہونے کا گواہ خود میاں عبداللہ سنوری ہے۔

۵۶۔ چھپنواں نشان۔ یہ کہ میں نے دہلی میں اپنی شادی کی نسبت پیشگوئی تھی یہ الہام میں نے بہتوں کو بتایا تھا جو اب تک زندہ موجود ہیں اور اس کی نسبت براہین میں ایک یہ الہام ہے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سادات میں وہ رشتہ ہوگا۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی ☆

۵۷۔ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ میری نسبت

☆ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سادات کی نانی ہے پس اس الہام میں ایک تو یہ اشارہ تھا کہ تمہاری بیوی قوم کی سید ہوگی اور دوسری یہ پیشگوئی تھی کہ اس کی اولاد سے ایک بڑی نسل پیدا ہوگی۔ منہ

تکفیر کے لئے کوشش کرے گا اور کافر ٹھہرانے کے لئے استفتاء لکھے گا۔

۵۸۔ اٹھاونواں نشان۔ مولوی نذیر حسین دہلوی کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ فتوائے تکفیر دے گا۔

۵۹۔ انسٹھواں نشان۔ شیخ مہر علی ہوشیار پوری کی نسبت پیشگوئی۔ یعنی خواب میں میں نے دیکھا کہ اُس کے گھر میں آگ لگ گئی اور پھر میں نے اُس کو بجھایا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر میری دعا سے رہائی ہوگی یہ تمام پیشگوئی میں نے خط میں لکھ کر شیخ مہر علی کو اس سے اطلاع دی بعد اس کے پیشگوئی کے مطابق اس پر قید کی مصیبت آئی۔ اور پھر قید کے بعد پیشگوئی کے دوسرے حصہ کے مطابق اُس نے رہائی پائی۔ ﴿۲۲۳﴾

۶۰۔ ساٹھواں نشان۔ بعد میں شیخ مہر علی کی نسبت ایک اور پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ ایک اور سخت بلا میں مبتلا ہوگا چنانچہ بعد اس کے وہ مرض فالج میں مبتلا ہو گیا اور پھر حال معلوم نہیں۔

۶۱۔ اکسٹھواں نشان۔ اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا **اے عمّی بازئ خویش کردی ومرا افسوس بسیار دادی**۔ یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بے وقت اور ناگہانی موت ہوگی جو موجب صدمہ ہوگی جب یہ الہام ہوا تو اس دن یا اس سے ایک دن پہلے شرمپت مذکور کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اُس نے امین چند نام رکھا اور مجھے آ کر اُس نے بتلایا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے امین چند رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ اے عمّی بازئ خویش کردی ومرا افسوس بسیار دادی۔ اور ہنوز اس الہام کے میرے پر معنی نہیں کھلے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے مُراد تیرا لڑکا امین چند ہی نہ ہو کیونکہ تیری میرے پاس آمد و رفت بہت ہے اور الہامات میں کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ کسی تعلق رکھنے والے کی نسبت الہام ہوتا ہے۔ وہ یہ بات سن کر ڈر گیا اور اس نے گھر میں جاتے ہی اپنے لڑکے کا نام بدلا دیا یعنی بجائے امین چند کے گوکل چند نام رکھ دیا۔ وہ لڑکا اب تک زندہ

ہے اوران دنوں میں کسی ضلع کے بندوبست میں مثل خواں ہے اور بعد اس کے میرے پر کھولا گیا کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہو گیا اور میرے اُس لڑکے کو اُس کی موت کا صدمہ پہنچا اور اس پیچ میں آکر شرمپت مذکور جو سخت متعصب آریہ ہے گواہ بن گیا اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اُسی وقت کیوں معنے نہ کھولے گئے تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے اب تک معنے نہیں کھولے گئے کون جانتا ہے کہ طٰہٰ[1] کیا چیز ہے اور نٓ[2] کیا چیز ہے اور کٓھٰیٰعٓصٓ[3] کیا چیز ہے۔ او[1]ر آیت سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ[4] کی نسبت حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اب تک مجھے اس کے معنی معلوم نہیں او[2]ر نیز آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ ابوجہل کے لئے ہے اور میں اس کی تاویل سمجھ نہ سکا جب تک کہ عکرمہ اُس کا بیٹا مسلمان ہوا او[3]ر مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور میں نہ سمجھ سکا کہ وہ مدینہ ہے۔ غرض ایسے اعتراض بوجہ بے خبری سنت اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

﴿۲۲۴﴾

۶۲۔ باسٹھواں نشان ۔قصل رومی کی تباہی کی نسبت پیشگوئی ہے اس کا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے۔

۶۳۔ تریسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا چنانچہ آج تک باوجود متعدد حملوں کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے مجھے بچایا۔

۶۴۔ چوسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ جس قدر میرے پر مقدمات کئے جائیں گے مجھے فتح ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں مجھے فتح ہوتی رہی۔

۶۵۔ پینسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس قدر لوگ میرے پاس آئیں گے کہ قریب ہوگا کہ میں ان کی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

۶۶۔ چھیاسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے میرے مکان کے بعض حصوں میں مع عیال مقیم ہیں جن میں سے سب سے

[1] طٰہٰ:۲ [2] القلم:۲ [3] مریم:۲ [4] القمر:۴۶

اول اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب ہیں۔

۶۷۔ ست سٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کی جائے گی☆ جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اب تک کوئی مقابلہ نہ کر سکا۔

۶۸۔ اڑسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں شاھد نزاغ کی پیشگوئی جس کا پورا ہونا براہین احمدیہ میں مفصل لکھا ہے۔

۶۹۔ انہترواں نشان۔ حمامة البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

۷۰۔ سترواں نشان۔ براہین احمدیہ میں بباعث تکذیب طاعون پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی سو پچیس[۲۵] برس بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔

۷۱۔ اکہترواں نشان جو کتاب سر الخلافہ کے صفحہ ۶۲ میں مَیں نے لکھا ہے یہ ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کے لئے مَیں نے دُعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں سو اس دُعا سے کئی سال بعد اس مُلک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گذر گئے اور وہ دُعا یہ تھی:

(۱) وخذرب من عادی الصلاح و مفسدًا و نزّل علیه الرجز حقًا و دمّرِ

(۲) وفرج کروبی یا کریمی و نجّنی ومزّق خصیمی یا الٰھی و عفّرِ

☆اس بارہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا تھا۔ کلام افصحت من لدن رب کریم۔ اور جو میں نے اب تک عربی میں کتابیں بنائی ہیں جن میں سے بعض نثر میں ہیں اور بعض نظم میں جس کی نظیر علماء مخالف پیش نہیں کر سکے ان کی تفصیل یہ ہے:۔ رسالہ ملحقہ انجام آتھم صفحہ ۷۳ سے صفحہ ۲۸۲ تک۔ التبلیغ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام۔ کرامات الصادقین۔ حمامة البشریٰ۔ سیرت الابدال۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ تحفہ بغداد۔ اعجاز المسیح۔ اتمام الحجة۔ حجة اللہ۔ سر الخلافه۔ مواھب الرحمٰن۔ اعجاز احمدی۔ خطبہ الہامیہ۔ الہدیٰ۔ علامات المقربین۔ ملحقہ تذکرة الشہادتین اور وہ کتابیں جو عربی میں تالیف ہو چکی ہیں مگر ابھی شائع نہیں ہوئیں یہ ہیں۔ ترغیب المومنین۔ لجة النور۔ نجم الهدیٰ۔ منه

ترجمہ: (۱) اے میرے خدا جو شخص نیک راہ اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے اس کو پکڑ اور اس پر طاعون کا عذاب نازل کر اور اس کو ہلاک کر دے۔ (۲) اور میری بے قراریاں دور کر اور مجھے غموں سے نجات دے اے میرے کریم۔ اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے۔ یہ پیشگوئی اس وقت کی گئی تھی کہ جبکہ اس ملک کے کسی حصہ میں *

* طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ (دیکھو میری کتاب سر الخلافہ) منه

﴿۲۲۵﴾ اور پھر کتاب **اعجازاحمدی** میں یہ پیشگوئی تھی۔

اذا ما غضبنا غاضب اللّٰہ صائلًا علٰی معتدٍ یؤذی و بالسّوء یجھر

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اُس شخص پر غضب کرتا ہے جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

ویأتی زمان کاسرٌ کُلّ ظالم وھل یھلکنّ الیوم الا المدمّرُ

اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہوں گے جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہو چکے ہیں

وانّی لشرّ النّاس ان لم یکن لھم جزاء اھانتھم صغارٌ یصغّرُ

اور میں سب بد لوگوں سے بدتر ہوں گا اگر اُن کے لئے ان کی اہانت کی جزا اہانت نہ ہو

قضی اللّٰہ انّ الطعن بالطعن بیننا فذالک طاعون اتاھم لیبصروا

خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کا بدلہ طعن ہے پس وہی طاعون ہے جو اُن کو پکڑے گی

ولمّا طغی الفسق المبید بسیلہ تمنّیت لو کان الو باءُ☆ المتبّرُ

اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنے والی طاعون چاہیئے

اور اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ ع اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔ اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا اور پھر مذکورہ بالا دُعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذا کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب اُن پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہوگیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے مولوی **رسل بابا** باشندۂ امرتسر ذکر کے لائق ہے جس نے میرے رد میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھائی اور چندروزہ زندگی سے پیار کر کے جھوٹ بولا آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص **محمد بخش** نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمر بستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص **چراغ دین** نام ساکن جموں اٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے

☆ یہ پیشگوئی حمامة البشریٰ میں ہے۔منه

میرا نام دجّال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسٰیؑ نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسٰیؑ کے عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُس کے حق میں رسالہ دافع البلاء و معیار اهل الاصطفاء میں اُس کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی ۴؍اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہاں گیا عیسٰیؑ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اُس کا الہام انّی لمن المرسلین؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو ہی الہام قرار دیتے ہیں اِس لئے آخر کار ذلّت اور رسوائی سے ان کی موت ہوتی ہے اور ان کے سوا اور بھی کئی لوگ ہیں جو ایذا اور اہانت میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا اُن کا کام تھا آخر کار طاعون کا شکار ہو گئے جیسا کہ منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام **نور احمد** تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اُس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے۔ میں نے کہا کہ اُن کے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے تو اس بات پر وہ بول اُٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کے لئے آئی ہے☆۔ اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہوگئی۔ جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مر گئے اور اس گاؤں کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔

اور میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی **زین العابدین** جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا اُس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے ہو کر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مر گیا اور نہ صرف وہ بلکہ اُس کی بیوی بھی

﴾۲۲۶﴿

☆ یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی نظر میں بطور مباہلہ کے تھے۔ منه

طاعون سے مر گئی اور اُس کا داماد بھی جو محکمہ اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مر گیا۔ اِسی طرح اُس کے گھر کے سترہ [۱۷] آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

یہ عجیب بات ہے کیا کوئی اِس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجّال تو میں ٹھہرا مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہے جو موت بھی ہوتی ہے اور پھر ذلّت اور رسوائی بھی اور میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اُس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکار موت ہوا۔ ﴿۲۲۷﴾

سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گذرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی ۱۹۰۶ء میں ہلاک ہوا اور اُس کے گھر کے نو [۹] یا دس [۱۰] آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا جس نے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا یہ بدقسمت اپنی اغراضِ نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلّہ لوہاراں کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں اُن کا شریک ہو گیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اُس کی بیوی اور اُس کی والدہ اور اُس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اُس کے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھا اس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اُس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مر گیا۔

۷۲۔ بہتر واں نشان۔ بعض سخت مخالف جنہوں نے مباہلہ کے طور پر **لعنت اللّٰہ علی الکاذبین** کہا تھا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر مَرے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا۔ اور بعض دیوانہ ہو کر مر گئے جیسا کہ مولوی شاہ دین لدھیانوی اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ لودھانوی جو ﴿۲۲۸﴾ اوّل درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہو گئے۔ ایسا ہی عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے والے اپنے اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہو گا فوت ہو گئے۔

۷۳۔ تہتر واں نشان۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اُس کو ہلاک کرے پھر اس دعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ کس قدر مخالف مولویوں کے لئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

۷۴۔ چوہتر واں نشان۔ ایسا ہی مولوی محمد حسن بھیں والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ میں نے مفصل اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے۔

۷۵۔ پچھتر واں نشان۔ میں نے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۳۸ تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا یہ آنے والے عذاب کا ایک مقدمہ ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے قریب لوگ مر گئے۔

۷۶۔ چھہتر واں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے **القیت علیک محبّةً منّی ولتصنع علٰی عینی** یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا۔ اور میں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کروں گا۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدت کے بعد یہ الہام پورا ہوا اور ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُس نے میری محبت بھر دی بعض نے میرے لئے جان دے دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دُکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے

نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں☆۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اُن کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دست بردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ تیار ہیں۔ جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا! درحقیقت ذرّہ ذرّہ پر تیرا تصرف ہے تو نے ان دلوں کو ایسے پرآشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور اُن کو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔ ﴿۲۲۹﴾

۷۷۔ سترھواں نشان۔ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب میں نے دُعا کی تو الہام ہوا **بَرّق طفلی بشیر** ۔یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہوگا۔

۷۸۔ اٹھترواں نشان۔ جب چھوٹی مسجد میں نے تعمیر کی جو ہمارے گھر کے ساتھ ایک کوچہ پر ہے تب مجھے خیال آیا کہ اس کی کوئی تاریخ چاہئے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا **مبارک و مبارک و کل امرٍ مبارک یجعل فیہ** یہ ایک پیشگوئی تھی اور اسی سے مادہ تاریخ بنائے مسجد نکلتا ہے۔

☆ حاشیہ: میں اپنی تحریر میں اس جگہ تک پہنچا تھا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ میں داخل ہے اور چونکہ وہ خط اس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اس کے مناسب حال تھا اس لئے ذیل میں اس کو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

میری بڑی تمنا یہ ہے کہ قیامت میں حضور والا کے زیر سایہ جماعت بابرکت میں شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین۔ حضور عالی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والا صفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہے اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں۔ میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں۔ خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ آمین۔ می پریدم سوئے کوئے تو مدام۔ من اگر میداشتم بال و پرے۔ خاکسار سید ناصر شاہ اورسیئر از مقام بارہ مولا کشمیر ۱۵ راگست ۱۹۰۶ء۔ درحقیقت یہ نوجوان مخلص نہایت درجہ اخلاص رکھتا ہے اور قریب دو ہزار روپیہ کے یا زیادہ اس سے اپنی محبت کے جوش سے دے چکا ہے اس خط کے ساتھ بھی پہنچے۔ منہ

۷۹۔اُناسی واں نشان- براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے
کزرع اخرج شطأہٗ فاٰزرہ فاستغلظ فاستویٰ علٰی سُوْقِہٖ. یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ
جو اپنا سبزہ نکالے گا پھر موٹا ہوگا پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اِس
جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُس کے نشوونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی
گئی تھی ایسے وقت میں کہ نہ اُس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا بلکہ کوئی
اُن میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے یہ
جماعت پیدا کردی جو اَب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح
تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا۔ پھر میں ایک مدت تک مخفی رہا پھر میرا ظہور ہوا اور بہت
سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔ ﴿۲۳۰﴾

۸۰۔اسی واں نشان- براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے۔ **یُریدون ان یطفئوْا نور
اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متمّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون.** یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے
کہ نور خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ
کراہت ہی کریں۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام
سے بھی واقف نہ تھا پھر بعد اس کے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری
شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظّمہ سے اہل مکہ
کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کرکے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے اور میری
تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا قتل کے فتوے دئے گئے حُکّام کو اُکسایا گیا۔ عام لوگوں کو
مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کے
لئے کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور اُن کے ہم جنس اپنی
کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں ان پیشگوئیوں کی
عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں
کیا بجز خدا تعالیٰ کے یہ کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو نہیں سوچتے کہ اگر

یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے اُن کو نامراد رکھا؟ اُسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔

۸۱۔ اکاسی واں نشان- براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشگوئی ہے **یعصمک اللّٰہ من عندہ ولو لم یعصمک النّاس.** یعنی خدا تجھے آپ تمام آفات سے بچائے گا اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں ایک زاویۂ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا نہ عداوت۔ بعد اس کے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مَیں نے کیا تو سب مولوی اور اُن کے ہم جنس آگ کی طرح ہو گئے اُن دنوں میں میرے پر ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نام نے خون کا مقدمہ کیا اس مقدمہ میں مجھے یہ تجربہ ہوگیا کہ پنجاب کے مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھے ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور گالیاں نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے مخالف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بن کر گواہیاں دیں اور بعض اس دعا میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پاویں۔ میں نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ وہ مسجدوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اس پادری کی مدد کر اُس کو فتح دے مگر خدائے علیم نے اُن کی ایک نہ سنی۔ نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کرنے والوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ علماء ہیں دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کے لئے لوگ قوم قوم پکارتے ہیں۔ ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کے لئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمن خدا اور رسول کی مدد کی۔ اور اس جگہ طبعاً دلوں میں گذرتا ہے کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اور اُن کے پیرو میرے جانی دشمن ہو گئے تھے پھر کس نے مجھے اُس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا حالانکہ آٹھ[۸]، نو[۹] گواہ میرے مجرم بنانے کے لئے گذر چکے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُسی نے بچایا جس نے پچیس[۲۵] برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائے گی اور کوشش کرے گی کہ تو ہلاک ہو جائے مگر میں تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اُس نے پہلے سے فرمایا تھا جو براہین احمدیہ میں

﴿۲۳۱﴾

آج سے پچیس برس پہلے درج ہے اور وہ یہ ہے فَبَرَّأَهُ اللّٰہ ممّا قالوا و کان عند اللّٰہ وجیھا یعنی خدا نے اُس الزام سے اُس کو بری کیا جو اُس پر لگایا گیا تھا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

۸۲۔ بیاسی واں نشان- یہ پیشگوئی ہے جو بارہا میرے رسالوں میں درج ہو چکی ہے انّ اللّٰہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم انّہٗ اوی القریۃ. یعنی خدا اس طاعون کو اس قوم سے دور نہیں کرے گا اور اپنا ارادہ نہیں بدلائے گا جب تک لوگ اپنے دلوں کی حالت نہ بدلا لیں اور خدا انجام کار اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لے گا۔ اور فرمایا کہ لو لا الاکرام لھلک المقام. یعنی اگر میں تمہاری عزت کا پاس نہ کرتا تو میں اِس تمام گاؤں کو ہلاک کر دیتا اور اُن میں سے ایک بھی نہ چھوڑتا اور فرمایا وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم اور خدا ایسا نہیں ہے کہ ان سب کو عذاب سے ہلاک کر دیتا حالانکہ تو انہیں میں رہتا ہے ﴿۲۳۲﴾ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ انّہٗ اوی القریۃ اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی قدر عذاب کے بعد اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لے گا۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ ہرگز اس میں طاعون نہیں آئے گی۔ اٰوی کا لفظ عربی زبان میں اُس پناہ دینے کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی حد تک مصیبت رسیدہ ہو کر پھر امن میں آجاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی[1] یعنی خدا نے تجھے یتیم پایا اور یتیمی کے مصائب میں تجھے مبتلا دیکھا پھر پناہ دی۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے اٰوَیۡنٰهُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیۡنٍ[2] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اُس کی ماں کو بعد اس کے جو یہودیوں نے اُن پر ظلم کیا اور حضرت عیسیٰ کو سُولی دینا چاہا ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو پناہ دی اور دونوں کو ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو سب پہاڑوں سے اونچا تھا یعنی کشمیر کا پہاڑ جس میں خوش گوار پانی تھا اور بڑی آسائش اور آرام کی جگہ تھی اور جیسا کہ سورۃ الکہف میں یہ آیت ہے فَاۡوٗۤا اِلَی الۡکَهۡفِ یَنۡشُرۡ لَكُمۡ رَبُّكُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ[3] الجزو نمبر ۱۵ سورہ کہف یعنی غار کی پناہ میں آجاؤ اِس طرح پر خدا اپنی رحمت تم پر پھیلائے گا۔ یعنی تم ظالم بادشاہ کی ایذا سے نجات پاؤ گے۔ غرض اٰوی کا لفظ ہمیشہ اُس موقعہ پر آتا ہے جب ایک شخص کسی

[1] الضحیٰ:۷ [2] المؤمنون:۵۱ [3] الکھف:۱۷

حد تک کوئی مصیبت اُٹھا کر پھر امن میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ بعد اس کے کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب کے سال میں ایک شخص بھی قادیان میں طاعون سے نہیں مرا۔ حالانکہ اردگرد صدہا آدمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

۸۳۔ تراسی واں نشان - ایک دفعہ میں اپنے اُس چوبارہ میں بیٹھا ہوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر رکھا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمتگار حامد علی نام پیر دبا رہا تھا اتنے میں مجھے الہام ہوا **تریٰ فخذًا الیمًا** یعنی تو ایک دردناک ران دیکھے گا۔ میں نے حامد علی کو کہا کہ اس وقت مجھے یہ الہام ہوا ہے اُس نے مجھے یہ جواب دیا کہ آپ کے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شائد اسی کی طرف اشارہ ہو میں نے ﴿۲۳۳﴾ اُس کو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا ران یہ خیال بیہودہ اور غیر معقول ہے اور پھنسی تو درد بھی نہیں کرتی اور نیز الہام کے یہ معنی ہیں کہ تو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے۔ بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اُترے۔ تا بڑی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں اور نیچے اُتر کر میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار میری طرف آ رہے ہیں دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے اور دونوں کی عمر بیس۲۰ برس سے کم تھی وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے گھوڑے پر سوار ہے درد ران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے اس لئے ہم آئے ہیں کہ آپ اِن کے لئے کوئی دوا تجویز کریں۔ تب میں نے حامد علی کو کہا کہ الحمدللہ کہ میرا الہام اس قدر جلد پورا ہوا کہ صرف اسی قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اُترنے میں دیر لگی ہے۔ شیخ حامد علی اب تک موجود ہے جو موضع تھہ غلام نبی کا باشندہ ہے اور ان دنوں میرے پاس ہے۔ کوئی شخص دوسرے کے لئے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کر سکتا بلکہ اگر درمیان تعلق مریدی کا ہو اور کوئی شخص اپنے مرید کو یہ کہے کہ میں نے اپنے لئے ایک جھوٹی کرامت بنائی ہے تو میرے لئے گواہی دے۔ تب وہ اپنے دل میں ضرور کہے گا کہ یہ تو ایک مکار اور بدآدمی ہے میں نے ناحق

اِس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے اِسی طرح جس قدر میں نے اِس رسالہ میں پیشگوئیاں لکھی ہیں ہزار ہا مرید میرے اُن کی سچائی کے گواہ ہیں۔ ایک جاہل کہے گا کہ مرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہے میں کہتا ہوں کہ اس گواہی جیسی اور کوئی گواہی ہی نہیں کیونکہ یہ تعلق محض دین کے لئے ہوتا ہے اور انسان اُسی کا مرید بنتا ہے جس کو اپنی دانست میں تمام دنیا سے زیادہ پارسا طبع اور متقی اور راست گو خیال کرتا ہے پھر جب مرشد کا یہ حال ہو کہ صدہا جھوٹی پیشگوئیاں اپنی طرف سے تراش کر مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ میرے لئے جھوٹ بولو اور کسی طرح جھوٹ بول کر مجھے ولی بنا دو اُس کو کیونکر اُس کے مرید نیک آدمی کہہ سکتے ہیں اور کیونکر دل و جان سے اُس کی خدمت کر سکتے ہیں بلکہ اُس کو تو ایک شیطان کہیں گے اور اُس سے بیزار ہو جائیں گے اور میں تو ایسے مرید پر لعنت بھیجتا ہوں جو میری طرف ﴿۲۳۴﴾ جھوٹی کرامتیں منسوب کرے اور ایسا مرشد بھی لعنتی ہے جو جھوٹی کرامتیں بناوے۔

۸۴۔ نشان ۔ ۵؍ اگست ۱۹۰۶ء کو ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اس لئے مجھے خیال گذرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی ۔ دل میں گھبراہٹ تھی کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتت اعداء کا خیال آیا مگر محض دین کے لئے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتتِ اعداء ہے تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا اِنَّ اللّٰہ علٰی کلّ شیءٍ قدیر. اِنّ اللّٰہ لا یخزی المؤمنین. یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رُسوا نہیں کیا کرتا۔ پس اُسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اُس پر افترا کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی اور پھر یک دفعہ جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں رہا تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں

اُٹھا اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں کہ بالکل تندرست ہوں تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اُس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی اور کیا بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ[۱۶] دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کے لئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور میں نے سنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آج کل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اُسی دن اسی مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا اور جب سولہ[۱۶] دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور میں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سورہ یٰسٓ سنائی گئی۔ جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ و اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور میں نے اِس کلمہ کے ساتھ کہ **سبحان اللّٰہ و بحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم** اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا

وان کنتم فی ریبٍ ممّا نزّلنا علٰی عبدنا فأْتوا بشفآءٍ من مثلہٖ۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا تب اُس وقت مجھے غنودگی آ گئی اور میں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی

پاس بچھی تھی۔ میں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام ونشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا: **اذا مرضت فھو یشفی** یعنی جب تو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک.**

۸۷۔ستاسیواں نشان - یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارہ میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ **الحمدللّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب.** یعنی اُس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر میں انجام دوں گا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر میں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہوسکوں گا تو میں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ ان آخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔تب یہ الہام ہوا کہ: ﴿۲۳۶﴾

ہر چہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم و آنچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا اُن ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکاؤنٹنٹ لاہور نے پانچ سو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دوسو روپیہ یا تین سو روپیہ مجھے بطور قرضہ دیا۔اُس وقت منشی عبدالحق صاحب اکاؤنٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا میں نے اُن کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہوگیا اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا اور یا اب وہ وقت آ گیا کہ بحساب اوسط تین سو[۳۰۰] آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اس کے

کئی غربا اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سُنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقف کاروں کو اِس سے اطلاع دی گئی تھی اور منشی عبدالحق اکاونٹنٹ لاہوری اگرچہ اس وقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر میں اُمید نہیں رکھتا کہ وہ اِس سچی شہادت کا اخفاء کریں۔ **واللّٰہ اعلم**۔

۸۸۔اٹھاسی واں نشان- جب دلیپ سنگھ کی نسبت اخباروں میں بار بار بیان کیا گیا تھا کہ وہ پنجاب میں آئے گا۔ تب مجھے دکھایا گیا کہ وہ ہرگز نہیں آئے گا بلکہ روکا جائے گا اور میں نے قریباً پانچ سو آدمیوں کو اِس پیشگوئی سے مطلع کیا تھا اور ایک اشتہار میں بھی جو دو ورقہ تھا اجمالاً اس پیشگوئی کو لکھا تھا چنانچہ آخر کار ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۸۹۔نواسی واں نشان- میں نے سید احمد خان کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ آخر عمر میں اُن کو کچھ تکالیف پیش آئیں گی اور اُن کی عمر کے دن تھوڑے باقی ہیں اور یہ مضمون اشتہارات میں شائع کر دیا تھا چنانچہ اس کے بعد ایک شریر ہندو کے غبن مال کی وجہ سے سید احمد خان کو آخری عمر میں بہت غم اور صدمہ اُٹھانا پڑا اور بعد اس کے تھوڑے دن تک ہی زندہ رہے اور اِسی غم اور صدمہ سے اُن کا انتقال ہوگیا۔ ﴿۲۳۷﴾

۹۰۔نوے واں نشان- ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانچ سو۵۰۰ روپیہ جرمانہ یا چھ۶ ماہ قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی تب بعد دعا خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائے گا اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام تھا جو امرتسر میں وکیل تھا اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اُس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور میں نے اُس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اُس کی طرف واپس بھیج دیا ہے۔ چونکہ وہ وکیل تھا اس لئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اُس کے لئے کارآمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہوگیا۔

۹۱۔اکانواں نشان- براہین احمدیہ میں جو آج سے پچیس برس پہلے تمام ممالک میں شائع ہو چکی

ہے یعنی ہر حصہ پنجاب اور ہندوستان اور بلاد عرب اور شام اور کابل اور بخارا غرض تمام بلاد اسلامیہ میں پہنچائی گئی ہے اس میں یہ ایک پیشگوئی ہے **ربّ لا تذرنی فردًا و انت خیر الوارثین.** یعنی خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دعا تھی کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب میں اکیلا ہوں اور تجھ سے بہتر کون وارث ہے یعنی اگرچہ میں اس وقت اولاد بھی رکھتا ہوں اور والد بھی اور بھائی بھی لیکن روحانی طور پر ابھی میں اکیلا ہی ہوں اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں یہ دعا اس آئندہ امر کے لئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے ساتھ کر دے گا جو میرے ہاتھ پر توبہ کریں گے سو خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ پنجاب اور ہندوستان سے ہزارہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ایسا ہی سرزمین ریاست امیر کابل سے بہت سے لوگ میری بیعت میں داخل ہوئے ہیں اور میرے لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہوسکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد اُن میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے اگرچہ یہ درست ہے کہ اُن کی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ رُشد اور سعادت کا مخفی تھا مگر وہ کھلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جب تک انہوں نے بیعت نہیں کی غرض خدا کی شہادت سے ثابت ہے کہ پہلے میں اکیلا تھا اور میرے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی اور اب کوئی مخالف اِس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ اب ہزارہا لوگ میرے ساتھ ہیں۔ پس خدا کی پیشگوئیاں اِس قسم کی ہوتی ہیں جن کے ساتھ نصرت اور تائید الٰہی ہوتی ہے۔ کون اِس بات میں مجھے جھٹلا سکتا ہے کہ جب یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ نے فرمائی اور براہین احمدیہ میں درج کر کے شائع کی گئی اُس وقت جیسا کہ خدا نے فرمایا میں اکیلا تھا اور بجز خدا کے میرے ساتھ کوئی نہ تھا میں اپنے خویشوں کی

﴿۲۳۸﴾

نگاہ میں بھی حقیر تھا کیونکہ اُن کی راہیں اور تھیں اور میری راہ اور تھی اور قادیان کے تمام ہندو بھی باوجود سخت مخالفت کے اس گواہی کے دینے کے لئے مجبور ہوں گے کہ میں درحقیقت اُس زمانہ میں ایک گمنامی کی حالت میں بسر کرتا تھا اور کوئی نشان اس بات کا موجود نہ تھا کہ اس قدر ارادت اور محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھنے والے میرے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ اب کہو کہ کیا یہ پیشگوئی کرامت نہیں ہے۔ کیا انسان اس پر قادر ہے اور اگر قادر ہے تو زمانہ حال یا سابق زمانہ میں سے اس کی کوئی نظیر پیش کرو۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ [1]۔

۹۲۔ بانواں نشان۔ وہ مباہلہ ہے جو عبدالحق غزنوی کے ساتھ بمقام امرتسر کیا گیا تھا جس کو آج گیارہ سال گذر گئے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ عبدالحق نے مباہلہ کے لئے بہت اصرار کیا تھا اور مجھے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے میں تأمل تھا کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا تھا وہ میرے خیال میں ایک صالح آدمی تھا ﴿۲۳۹﴾ یعنی مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی اور اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا اور ردّ نہ کرتا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پا گیا اور جو کچھ عقیدہ میں غلطی تھی وہ قابل مؤاخذہ نہیں کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے۔ مؤاخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ متقی اور راستباز تھا اور تبتل اور انقطاع اس پر غالب تھا اور عباد صالحین میں سے تھا۔ میں نے اُس کی وفات کے بعد ایک دفعہ اُس کو خواب میں دیکھا اور میں نے اُس کو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں اور نوک آسمان میں ہے اور میں یمین و یسار میں اُس تلوار کو چلاتا ہوں اور ہر ایک ضرب سے ہزارہا مخالف مرتے ہیں اِس کی تعبیر کیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے ایسی حجت کہ جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور کوئی اُس کو روک نہیں سکے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ کبھی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کبھی بائیں طرف اِس سے

[1] البقرۃ:۲۵

مراد دونوں قسم کے دلائل ہیں جو آپ کو دیئے جائیں گے یعنی ایک عقل اور نقل کے دلائل دوسرے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے دلائل۔ سو اِن دونوں طریق سے دنیا پر حجت پوری ہوگی اور مخالف لوگ ان دلائل کے سامنے انجام کار ساکت ہو جائیں گے گویا مر جائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو میں اُمیدوار تھا کہ ایسا کوئی انسان پیدا ہوگا یہ الفاظ ہیں جو اُن کے مُنہ سے نکلے۔ **ولعنة اللّٰه على الكاذبين۔**

جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیردی میں اور دوسری دفعہ مقام امرتسر میں اُن سے میری ملاقات ہوئی میں نے اُنہیں کہا کہ آپ ملہم ہیں ہمارا ایک مدعا ہے اِس کے لئے آپ دُعا کرو مگر میں آپ کو نہیں بتلاؤں گا کہ کیا مُدعا ہے۔ انہوں نے کہا کہ در پوشیدہ داشتن برکت است ومن انشاء اللہ دعا خواہم کرد والہام امر اختیاری نیست۔ اور میرا مدعا یہ تھا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزل میں ہے خدا اُس کا مددگار ہو۔ بعد اس کے میں قادیان میں چلا آیا تھوڑے دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک اُن کا خط مجھے ملا جس میں یہ لکھا تھا کہ ”ایں عاجز برائے شما دعا کردہ بود القا شد۔ **وَانْصُرنا على القوم الكافرين.** فقیر را کم اتفاق مے افتد کہ بدیں جلدی القا شود ایں از اخلاص شما مے بینم۔“

﴿۲۴۰﴾

غرض عبد الحق کے بہت اصرار کے بعد میں نے اُس کی طرف لکھا کہ میں کسی مسلمان کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا اُس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب تمہارے نزدیک ہم کافر ہو گئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضائقہ۔ غرض اس کے سخت اصرار کے بعد میں مباہلہ کے لئے امرتسر میں آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم سے دِلی محبت تھی اور میں اُن کو اپنے اس منصب کے لئے بطور ارہاص کے سمجھتا تھا یا جیسا کہ یحیٰی عیسیٰ کے پہلے ظاہر ہوا اس لئے میرے دل نے عبد الحق کے لئے کسی بد دُعا کو پسند نہیں کیا بلکہ میری نظر میں وہ قابل رحم تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس کو بُرا کہتا ہے۔ وہ اپنے خیال میں اسلام کے لئے ایک غیرت دکھلاتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تائید میں خدا کا کیا ارادہ ہے۔

بہر حال مباہلہ میں جو اُس نے چاہا کہا مگر میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور میں جنابِ الٰہی میں یہی التجا کر رہا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر میں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے اِس بات کو گیارہ برس گذر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا بعد اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اُس کو بیان نہیں کرسکتا یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کر چکے ہیں اور مالی مشکلات اس قدر تھے کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے۔ اور خدا نے اس کے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا۔ جیسا کہ ان نشانوں کے دیکھنے سے جو محض بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہیں ظاہر ہوگا کہ خدا نے کیسی کیسی میری مدد کی۔ ایسے ہی ہزارہا نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف اُن میں سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے اگر کسی شخص میں حیا اور انصاف ہو تو اُس کے لئے یہ نشان میری تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

﴿۲۴۱﴾

اور یہ حجت اُٹھانا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں نے بہت گالیاں دیں اور بہت شوخی کی تو سمجھنا چاہئے کہ کیا عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے ٹھٹھا نہیں کرتے اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں اب تک لکھ نہیں چکے اور ہنسی ٹھٹھے کو انتہا تک نہیں پہنچا دیا تو کیا ان بدقسمت لوگوں کی ان حرکات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشتبہ ہو گئی یا آپ کی اِس سے کچھ رُسوائی ہوئی؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ[1] یعنی کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ کیا ٹھٹھا کرنے میں وہ حق بجانب تھے۔ یا محض شیطنت اور شرارت تھی۔ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ آتھم پیشگوئی کے مطابق چند روز

[1] یٰس: ۳۱

زندہ رہا اور پھر پیشگوئی کے مطابق پندرہ مہینے کے اندر مر گیا اور اس کی موت کی تاخیر بوجہ اُس کے رجوع کے تھی۔ اِس بات کو دُنیا جانتی ہے کہ آتھم نے قریباً ستّر آدمی کے رو برو دجّال کہنے سے رجوع کیا۔ لہٰذا خدا نے چند ماہ تک اُس کی موت میں تاخیر ڈال دی اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد اُس کو اِس دُنیا سے اُٹھا بھی لیا کیونکہ دوسری پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ گو تاخیر کی گئی مگر پھر بھی آتھم پندرہ مہینے کے اندر فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ گیارہ سال گذر گئے کہ وہ مر گیا اور میں اب تک زندہ ہوں کیا آتھم نے قریباً ستّر آدمیوں کے رو برو دجّال کہنے سے رجوع نہیں کیا؟ پھر کیا ضرور نہ تھا کہ اُس کو کسی قدر تاخیر دی جاتی؟ میں اس خیال سے حیرت کے دریا میں ڈوب جاتا ہوں کہ اس صاف اور صریح پیشگوئی کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ آخر کہنا پڑتا ہے کہ جن دلوں پر پردے ہیں وہ سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے اور مسلمان کہلا کر پھر عیسائیوں کو مدد دیتے ہیں اور وعید **لعنت اللّٰه علی الکاذبین** سے نہیں ڈرتے۔ کوئی انسان دروغ اور افترا سے فتح یاب نہیں ہو سکتا۔ دروغ گو کا انجام ذلّت اور رسوائی ہے اور سچائی کی آخر فتح ہے۔ ﴿۲۴۲﴾

عبد الحق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد جس قدر تائید اور نصرت الٰہی کے مجھے الہام ہوئے اور جس طرح عظمت اور شوکت سے وہ پورے ہوئے وہ تمام حال میری اُن تمام کتابوں میں بھرا پڑا ہے جو مباہلہ کے بعد لکھی گئی ہیں جو چاہے دیکھ لے مجھے بار بار اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں میں صرف مختصر طور پر کہتا ہوں کہ بمجرد اس کے کہ میں مباہلہ کر کے اپنے مکان پر آیا اُسی وقت تائید اور نصرت الٰہی کے الہام شروع ہو گئے۔☆ اور خدا نے متواتر بشارتیں مجھے دیں اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دنیا میں تجھے ایک بڑی عزّت دوں گا۔ تجھے ایک بڑی جماعت بناؤں گا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلاؤں گا اور تمام برکات کا تیرے پر دروازہ کھولوں گا۔ چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق کئی لاکھ آدمی میری جماعت میں داخل ہوا جو اس راہ میں اپنی جان قربان کرتے ہیں اور اُس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا۔ اور اس قدر ہر ایک

☆ اگر کسی کو شک ہو تو مباہلہ کے بعد جو الہام میں نے شائع کئے ان کو میری کتابوں اور اخباروں میں دیکھ لے۔ منه

طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر جاتے اور مخالف لوگوں نے میرے پر مقدمے اُٹھائے اور مجھے ہلاک کرنا چاہا لیکن سب کے مُنہ کالے ہوئے اور ہر ایک مقدمہ میں انجام کار میری عزت اور اُن کی نامرادی تھی اور مباہلہ کے بعد تین لڑکے بھی میرے پیدا ہوئے اور مجھے خدا نے عزت کے ساتھ اسی دنیا میں شہرت دی کہ ہزارہا لوگ ذی عزت میری جماعت میں داخل ہوئے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہر ایک شخص جس کو اِس بات پر اطلاع ہوگی کہ مباہلہ کے پہلے میری عزت کیا تھی اور کس قدر میری جماعت تھی اور کیا میری آمدنی تھی اور اولاد میری کس قدر تھی پھر بعد اس کے کیا ترقی ہوئی اُس کو گو کیسا ہی دشمن ہو ماننا پڑے گا کہ مباہلہ کے بعد خدا نے برکت پر برکت دینے سے میری سچائی کی گواہی دی۔ اب عبدالحق سے پوچھنا چاہیئے کہ اُس کو مباہلہ کے بعد کونسی برکت ملی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک کھلا کھلا معجزہ ہے اور قریب ہے کہ اندھا بھی اُس کو دیکھ لے مگر افسوس اُن لوگوں پر کہ جو رات کو دیکھتے ہیں اور دن کو اندھے ہو جاتے ہیں۔ مباہلہ کے دن سے آج تک مجھ پر فضل کی بارشیں ہو رہی ہیں اور جیسا کہ خدا نے ﴿۲۴۳﴾ مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ **دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا**۔ سو اُس نے ایسا ہی میرے ساتھ معاملہ کیا اور وہ نعمتیں دیں اور وہ نشان دکھلائے جو میں شمار نہیں کر سکتا۔ اور وہ عزت دی کہ کئی لاکھ انسان میرے پاؤں پر گر رہے ہیں۔

۹۳۔ ترانواں نشان- اپنے امور وراثت کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض غیر قابض جدّی شرکاء نے جو قادیان کی ملکیت میں ہمارے شریک تھے دخل یابی کا دعویٰ عدالت گورداسپور میں کیا تب میں نے دعا کی کہ وہ اپنے مقدمہ میں ناکام رہیں۔ اِس کے جواب میں خداتعالیٰ نے فرمایا **اجیب کُلّ دُعائک الّا فی شرکاءک** یعنی میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں☆۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ اسی عدالت میں یا انجام کار

☆ اردو میں بھی الہام ہوا تھا جو یہی فقرہ ہے اس الہام میں جس قدر خدا نے اپنے اس عاجز بندہ کو عزت دی ہے وہ ظاہر ہے ایسا فقرہ مقامِ محبت میں استعمال ہوتا ہے اور خاص شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ہر ایک کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ منہ

کسی اور عدالت میں مدعی فتح پا جائیں گے یہ الہام اِس قدر زور سے ہوا تھا کہ میں نے سمجھا کہ شاید قریب محلّہ کے لوگوں تک آواز پہنچی ہوگی اور میں جناب الٰہی کے اس منشاء سے مطلع ہو کر گھر میں گیا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم اُس وقت زندہ تھے میں نے روبرو تمام گھر کے لوگوں کے سب حال اُن کو کہہ دیا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اب ہم مقدمہ میں بہت کچھ خرچ کر چکے ہیں اگر پہلے سے کہتے تو ہم مقدمہ نہ کرتے مگر یہ عذر اُن کا محض سرسری تھا اور اُن کو اپنی کامیابی اور فتح پر یقین تھا چنانچہ پہلی عدالت میں تو اُن کی فتح ہوگئی۔ مگر چیف کورٹ میں مدعی کامیاب ہوگئے اور تمام عدالتوں کا خرچہ ہمارے ذمہ پڑا اور علاوہ اس کے وہ روپیہ جو پیروی مقدمہ کے لئے آپ قرضہ اُٹھایا تھا وہ بھی دینا پڑا اس طرح پر کئی ہزار روپیہ کا نقصان ہوا اور میرے بھائی کو اِس سے بڑا صدمہ پہنچا کیونکہ میں نے اُن کو کئی مرتبہ کہا تھا کہ شرکاء نے اپنا حصہ میرزا اعظم بیگ لاہوری کے پاس بیچا ہے آپکا حق شفعہ ہے روپیہ دے کر لے لو۔ مگر انہوں نے اِس بات کو قبول نہ کیا اور وقت ہاتھ سے نکل گیا اس لئے اس بات پر پچھتاتے رہے کہ کیوں ہم نے الہام الٰہی پر عمل نہ کیا یہ واقعہ اس قدر مشہور ہے کہ پچاس آدمی کے قریب اس واقعہ کو جانتے ہیں کیونکہ یہ الہام بہت سے لوگوں کو سُنایا گیا تھا جن میں سے بعض ہندو بھی ہیں۔

﴿۲۴۴﴾

۹۴۔ چورانواں نشان- ایک دفعہ میں لدھیانہ کی طرف سے قادیان کی طرف ریل گاڑی میں چلا آتا تھا اور میرے ساتھ شیخ حامد علی میرا خدمتگار اور چند اور آدمی بھی تھے جب ہم کسی قدر مسافت طے کر چکے تو تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا **نصف ترا نصف عمالیق را** اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ وراثت کا حصہ ہے کہ کسی وارث کی موت سے ہمیں ملے گا اور نیز دل میں ڈالا گیا کہ عمالیق سے مراد میرے چچا زاد بھائی ہیں جو مخالفت بھی رکھتے تھے اور قد کے بھی لمبے تھے گویا خدا نے مجھ کو موسیٰ ٹھہرایا اور اُن کو مخالفِ موسیٰ جب میں قادیان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہمارے شرکاء میں سے ایک عورت امام بی بی نام مرض اسہال کبدی سے بیمار ہے چنانچہ وہ چند دن کے بعد مرگئی اور ہم دونوں گروہ کے سوا اُس کا کوئی

وارث نہیں تھا اس لئے اُس کی زمین میں سے آدھی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آدھی زمین ہمارے چچازاد بھائیوں کے حصہ میں گئی اور اس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بھی جو زندہ موجود ہے۔

۹۵۔ پچانواں نشان- ایک دفعہ مجھے لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے۔ جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ حرج بھی۔ میں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دعا کرلو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ چنانچہ سب نے دعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکان ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہوں گے پیشوائی کے لئے موجود دیکھے اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کے لئے موجود تھے اِس حد تک تو خیر گذری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج۔ لیکن جب واپس آنے کا ارادہ ہوا تو وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں مجھے ریل پر سوار کرنے کے لئے اسٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور اُن کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی میں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں اس لئے میں نے چوغہ اتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی اور اس چوغہ میں زادِ راہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کے لئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا گم ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اُتارنے کے وقت کہیں گر پڑا مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک

﴿۲۴۵﴾

حصہ پیشگوئی کا پوا ہوگیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہو گئے جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اُس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کے لئے ریل ٹھہرتی تھی میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لودہانہ آ گیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خودغرضی سے جواب دیا کہ ہاں آ گیا تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہوگئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ سا اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہوسکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرجہ کے پیش آنے سے دوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہوگیا اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا۔ اُس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپ کو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی اگر گنجائش ہوئی تو میں اس میں بٹھا دوں گا۔ تب اُس نے اس امر کے دریافت کے لئے تار دی اور جواب آیا گنجائش ہے تب ہم آدھی رات کو سوار ہوکر لودہانہ میں پہنچ گئے گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔ ﴿۲۴۶﴾

۹۶۔ چھیانواں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لدھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہوگئے ہیں آپ دعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں۔ جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط اُن کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے اور اُن کو بشدت اعتقاد ہوگیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا اور جس گھڑی اُنہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط اُن کی طرف سے آنے والا ہے تب میں نے بلاتوقف اُن کی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کریں گے

دوسرے دن وہ خط آ گیا اور جب میرا خط اُن کو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اِس راز کی خبر کسی کو نہ تھی۔ اور اُن کا اعتقاد اِس قدر بڑھا کہ وہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے اور انہوں نے ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان متذکرہ بالا درج کر دئے اور ہمیشہ اُن کو پاس رکھتے تھے جب میں پٹیالہ میں گیا اور جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو میں وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانوں کے بارہ میں کچھ تذکرہ ہوا تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چھوٹی سی کتاب اپنی جیب میں سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میرے ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں اور جب کچھ مدت کے بعد اُن کی موت سے ایک دن پہلے میں اُن کی عیادت کے لئے لدھیانہ میں اُن کے مکان پر گیا تو وہ بواسیر کے مرض سے بہت کمزور ہو رہے تھے اور بہت خون آ رہا تھا اس حالت میں وہ اُٹھ بیٹھے اور اپنے اندر کے کمرہ میں چلے گئے اور وہی چھوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ میں نے بطور حرزِ جان رکھی ہے اور اس کے دیکھنے سے میں تسلی پاتا ہوں اور وہ مقام دکھلائے جہاں دونوں پیشگوئیاں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب قریب نصف کے یا زیادہ رات گذری تو وہ فوت ہو گئے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون میں یقین رکھتا ہوں کہ اب تک اُن کے کتب خانہ میں وہ کتاب ہو گی۔ ﴿۲۴۷﴾

۹۷۔ ستانواں نشان۔ یہ ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور البدر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ تخرج الصدور الی القبور. اس کے معنوں کی تفہیم خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ پنجاب کے صدر نشین مولوی جو اپنی اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے استاد اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کی طرف انتقال کریں گے سو بعد اس کے تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سب سے پہلے فتویٰ دینے والے تھے جنہوں نے میرے کُفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے اُستاد تھے

اور انہوں نے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس مولوی نے یہ فتوے دیکر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے پھر مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظّمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی اپنے یکطرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے افسوس کہ مکہ والوں کو اُن کی اس موت کی خبر نہیں ہوئی تا اپنے فتوے واپس لیتے۔ پھر لودھیانہ کے مفتی مولوی محمد مولوی عبد اللہ مولوی عبد العزیز جنہوں نے کئی دفعہ مباہلہ کے رنگ میں **لعنت اللّٰہ علی الکاذبین** کہا تھا۔ وہ بھی اس الہام کے بعد گذر گئے۔ پھر امرتسر کے مفتی مولوی رسل بابا تھے وہ بھی کوچ کر گئے۔ اسی طرح بہت سے پنجاب کے مولوی اور بعض ہندوستان کے مولوی اس الہام کے بعد اس جہان کو چھوڑ گئے اگر ان سب کی اس جگہ فہرست لکھی جاوے تو وہ بھی ایک رسالہ بنے گا اور اس قدر جو لکھا گیا۔ وہ پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور اگر کوئی اس قدر پر سیر نہ ہو تو ایک لمبی فہرست ہم دے سکتے ہیں۔ ﴿۲۴۸﴾

۹۸۔ اٹھانواں نشان۔ چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب تاجر مدراس جو اول درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور اُن کی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہوگئی تھی اُنہوں نے دعا کے لئے درخواست کی۔ تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے۔ **قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے۔** اس الہامی عبارت کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بنا دے گا۔ مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا توڑ دے گا۔ چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سنایا گیا اور تھوڑے دن ہی گذرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی اور

ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہو گئیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنا بنایا کام ٹوٹ گیا۔

۹۹۔ننانواں نشان- ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خان کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے۔ چنانچہ میں نے دو آریہ شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو صبح کے وقت یعنی ڈاک آنے کے وقت سے بہت پہلے یہ پیشگوئی بتلا دی مگر ان دونوں آریوں نے بوجہ مخالفت مذہبی کے اس بات پر ضد کی کہ ہم تب مانیں گے کہ جب ہم میں سے کوئی ڈاکخانہ میں جاوے اور اتفاقاً ڈاکخانہ کا سب پوسٹ ماسٹر بھی ہندو ہی تھا تب میں نے اُن کی اس کی درخواست کو منظور کیا اور جب ڈاک آنے کا وقت ہوا تو اُن دونوں میں سے ملاوامل آریہ ڈاک لینے کے لئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان نے مبلغ عـہ بھیجے ہیں۔ اب یہ نیا جھگڑا پیش آیا کہ سرور خان کون ہے کیا وہ محمد لشکر خان کا کوئی قرابتی ہے یا نہیں۔اور آریوں کا حق تھا کہ اس کا فیصلہ کیا جاوے تا اصل حقیقت معلوم ہو تب منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ مصنف عصائے موسیٰ کی طرف جو اُس وقت ہوتی مردان میں تھے اور ابھی مخالف نہیں تھے خط لکھا گیا کہ اس جگہ یہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرور خان کی محمد لشکر خان سے کچھ قرابت ہے یا نہیں چند روز کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کا ہوتی مردان سے جواب آیا جس میں لکھا تھا کہ سرور خان ارباب لشکر خان کا بیٹا ہے۔تب دونوں آریہ لاجواب رہ گئے۔اب دیکھو یہ اس قسم کا علم غیب ہے کہ عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ بجز خدا کے کوئی اس پر قادر ہو سکے۔اس پیشگوئی میں دونوں طرف مخالفوں کی گواہی ہے۔یعنی ایک طرف تو دو آریہ ہیں جن کی نسبت میرا بیان ہے کہ ان کو یہ پیشگوئی میں نے سُنائی تھی اور ان میں سے ایک خط لانے کے لئے ڈاک خانہ میں گیا تھا اور دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ ہیں جو ان دنوں لاہور میں ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اپنی کتاب عصائے موسیٰ شائع کی ہے اور جو کچھ چاہا میری نسبت لکھا۔ ہاں میں اس قدر کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے ان دوطرفہ گواہوں سے حلفاً پوچھنا چاہیئے نہ محض معمولی بیان سے کیونکہ ملاوامل

﴿۲۴۹﴾

اور شرمپت وہ متعصب آریہ ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اشتہار دیئے اور منشی الٰہی بخش صاحب وہی منشی صاحب ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں عصائے موسیٰ تالیف کر کے بہتوں کو دھوکا دیا ہے پس بجز قسم کے چارہ نہیں۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ منشی صاحب کی خدمت میں خط بھیجا گیا تھا اور اُن کا مذکورہ بالا جواب آیا تھا۔ اس لئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ ہر دو آریہ اس پیشگوئی سے انکار کریں۔ یا منشی الٰہی بخش صاحب خط کے بھیجنے سے انکار کریں اور اگر انکار بھی کریں تو یہ امر تو اب بھی فیصلہ ہوسکتا ہے کہ سرور خان کا ارباب لشکر خان سے کوئی رشتہ ہے یا نہیں۔

۱۰۰۔ سوواں نشان- براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اُس کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے **لا تیئس من روح اللّٰہ. الآ انّ روح اللّٰہ قریب. الآ انّ نصر اللّٰہ قریب. یأتیک من کُلّ فجٍّ عمیق. یأتون من کلّ فجٍّ عمیق. ینصرک اللّٰہ من عندہٖ. ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السّمآء. ولا تصعّر لخلق اللّٰہ وَلا تسئم من النّاس.** دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء و ۱۸۸۲ء مطبع سفیر ہند پریس امرتسر۔ (ترجمہ) خدا کے فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سُن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اِس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القا کریں گے مگر چاہیئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلقی نہ کرے اور چاہیئے کہ تو اُن کی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اس پیشگوئی کو آج تک پچیس برس گذر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔ اور یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور میں اُن لوگوں میں سے

﴿۲۵۰﴾

نہیں تھا جن کا کسی وجاہت کی وجہ سے دنیا میں ذکر کیا جاتا ہے۔ غرض کچھ بھی نہیں تھا اور میں صرف ایک احد من الناس تھا اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا مگر شاذونادر ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے۔ اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس کے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج درفوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دیئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو یہاں تک کہ مکہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دوسو۲۰۰ مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دئے بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے گئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی اور ہندوستان میں بھی جا بجا یہ تخم ریزی ہوگئی۔ بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہوکر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اس قدر فوج درفوج قادیان میں لوگ آئے کہ یکّوں کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی ﴿۲۵۱﴾ اس پیشگوئی کو خوب سوچنا چاہئے اور خوب غور سے سوچنا چاہئے کہ اگر یہ خدا کی طرف سے پیشگوئی نہ ہوتی تو یہ طوفان مخالفت جو اُٹھا تھا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے جو مجھے پیروں کے نیچے کچلنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے اور میں جانتا ہوں کہ اُن کا اس قدر شور اور میرے تباہ کرنے کے لئے اس قدر کوشش اور یہ پُرزور طوفان جو میری مخالفت میں پیدا ہوا یہ اس لئے نہیں تھا کہ خدا نے میرے تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں اور تا خدائے قادر جو کسی سے مغلوب نہیں

ہوسکتا اُن لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلاوے اور اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے کچلا گیا۔اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اِس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا پھر بھی میں اِن صدمات سے بچ جاؤں گا سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔ وہ کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔اے لوگو! کبھی تو خدا سے شرم کرو! کیا اس کی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کر سکتے ہو؟ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کے لئے اس قدر تکلیف اُٹھاتے بلکہ میرے مارنے کے لئے خدا ہی کافی تھا جب ملک میں طاعون پھیلی تو کئی لوگوں نے دعویٰ کر کے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک کیا جائے گا مگر عجیب قدرتِ حق ہے کہ وہ سب لوگ آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گئے اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تیری حفاظت کروں گا اور طاعون تیرے نزدیک نہیں آئے گی بلکہ یہ بھی مجھے فرمایا کہ میں لوگوں کو یہ کہوں کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے اور نیز مجھے فرمایا کہ میں اِس تیرے گھر کی حفاظت کروں گا اور ہر ایک جو اِس چاردیوار کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اِس نواح میں سب کو معلوم ہے کہ طاعون کے حملہ سے گاؤں کے گاؤں ہلاک ہو گئے اور ہمارے اِردگرد قیامت کا نمونہ رہا مگر خدا نے ہمیں محفوظ رکھا۔ ﴿۲۵۲﴾

۱۰۱۔ایک سو ایک نشان- جب میں ۱۹۰۴ء میں کرم دین کے فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم میں جا رہا تھا تو راہ میں مجھے الہام ہوا اُریک **برکاتٍ من کلّ طرفٍ** یعنی میں ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔اور یہ الہام اُسی وقت تمام جماعت کو سُنا دیا گیا۔ بلکہ

اخبار الحکم میں درج کر کے شائع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اِس طرح پر پوری ہوئی☆ کہ جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وہ میری ملاقات کے لئے آیا اور تمام سڑک پر آدمی تھے اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے۔ اور پھر ضلع کی کچہری کے اِردگرد اِس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ ۱۱سو آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دوسو ۲۰۰ کے عورت بیعت کر کے اِس سلسلہ میں داخل ہوئی۔ اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دئے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالا مال ہو کر قادیان میں واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔

۱۰۲۔نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے **سبحان اللّٰہ تبارک و تعالٰی زاد مجدک. ینقطع اٰباء ک ویبدء منک** دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰۔ (ترجمہ) خدا ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتوں والا ہے وہ تیری بزرگی زیادہ کرے گا تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا* اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجھ سے بنیاد ڈالے گا۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہیں ہوتی تھی اور میں ایسے گمنام کی طرح تھا

☆ راستہ میں لاہور سے آگے گوجرانوالہ اور وزیرآباد اور گجرات وغیرہ اسٹیشنوں پر اس قدر لوگ ملاقات کے لئے آئے کہ اسٹیشنوں پر انتظام رکھنا مشکل ہو گیا۔ ٹکٹ پلیٹ فارم ختم ہونے کی وجہ سے لوگ بلاٹکٹ پلیٹ فارم پر چلے گئے اور بعض مقامات پر گاڑی کو کثرت ہجوم کی وجہ سے زیادہ دیر تک ٹھہرایا گیا اور نہایت نرمی سے زائروں کو ملازمین ریل نے گاڑی سے علیحدہ کیا بعض جگہ کچھ دور تک لوگ گاڑی کو پکڑے ہوئے ساتھ چلے گئے خوف تھا کہ کوئی آدمی نہ مرجاوے۔ ان واقعات کو مخالف اخباروں نے بھی مثل پنجۂ فولاد کے شائع کیا تھا۔ منہ

* اس الہام میں یہ بھی اشارہ تھا کہ آبائی وجوہ معاش سب بند ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ نئی برکتیں عطا کرے گا چنانچہ ہمارے والد صاحب کی وجوہ معاش کچھ تو گورنمنٹ میں ضبط ہو گئے اور کچھ شرکاء کو مل گئے اور ہم خالی ہاتھ رہ گئے۔ پھر خدا نے اپنی طرف سے سب کچھ مہیا کیا۔ منہ

﴿۲۵۳﴾

جو گویا دنیا میں نہیں تھا۔ اور وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اُس پر اب قریباً تیس برس گذر گئے اب دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی جو اس وقت ہزارہا آدمی میری جماعت کے حلقہ میں داخل ہیں اور اس سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس قدر میری عظمت دنیا میں پھیلے گی پس افسوس اُن پر جو خدا کے نشانوں پر غور نہیں کرتے۔ پھر اس پیشگوئی میں جس کثرتِ نسل کا وعدہ تھا اُس کی بنیاد بھی ڈالی گئی کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند نرینہ اور ایک پوتا اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اُس وقت موجود نہ تھیں۔

۱۰۳۔ ایک سو تین نشان ۔ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور اُن کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیّت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے۔ انّی احافظ کلّ من فی الدار. تب میں اُن کی عیادت کے لئے گیا اور اُن کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر میں نے اُن کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعویٰ الہام غلط ہے یہ کہہ کر میں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔

۱۰۴۔ ایک سو چار نشان ۔ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا غشی پر غشی پڑتی تھی اور میں اُس کے قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اُس کے پاس بیٹھی تھیں کہ یک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا تب میں اُس کے پاس آیا اور اُس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھے خیال آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا احیاء موتیٰ بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیے چڑھا دئے۔

۱۰۵۔ ایک سو پانچواں نشان ۔ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی

﴿۲۵۴﴾

نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں وہ یک دفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں اور اس قدر دُبلے ہو گئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اس پر بیٹھا ہوا ہے یا خالی چارپائی ہے پاخانہ اور پیشاب اوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیہوشی کا عالم رہتا تھا۔ میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضٰی مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے انہوں نے کہہ دیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے مجھ میں اس وقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور درحقیقت اس کی قدرتوں کا کون انتہا پا سکتا ہے اور اُس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں بجز اُن امور کے جو اس کے وعدہ کے برخلاف یا اُس کی پاک شان کے منافی اور اُس کی توحید کی ضدّ ہیں۔ اسلئے میں نے اس حالت میں بھی اُن کے لئے دعا کرنی شروع کی اور مَیں نے دل میں یہ مقرر کر لیا کہ اس دُعا میں مَیں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک[1] یہ کہ مَیں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول ہو جائے دوسری[2] یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں اُن کی تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ تیسری[3] یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جس کے صرف استخوان باقی ہیں دعا کے ذریعہ سے اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ غرض میں نے اِس بناء پر دعا کرنی شروع کی پس قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہو گیا اور اس اثنا میں ایک دوسرے خواب میں مَیں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کروٹ بدلتا تھا جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گذرے تو اُن میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہو گئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں چنانچہ وہ کسی قدر سہارے سے اُٹھے اور سوٹے کے سہارے سے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا چند روز تک پورے تندرست ہو گئے اور بعد اس کے پندرہ برس تک زندہ رہے اور پھر فوت ہو گئے جس سے

﴿۲۵۵﴾

معلوم ہوا کہ خدا نے اُن کی زندگی کے پندرہ۱۵ دن پندرہ سال سے بدل دئے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶- ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اُس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اُس وقت نہایت رِقّت کا عالم تھا اِس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُس پر دستخط کر دئے اور اُسی وقت میری آنکھ کُھل گئی اور اُس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اُس کے رُوبرو غیب سے سُرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اُس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سُرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اِس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکر اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اُس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُس کے پاس موجود ہے۔

۱۰۷۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائے گی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶؍ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ۱۵ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں اور

﴿۲۵۶﴾ دس لاکھ آدمی اب تک بے خانمان ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہوسکتا ہے یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اس نے تمام دنیا کے لئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے یہ بدقسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کو ناحق ٹال دینا اور خدا کے کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی چھپ نہیں سکتی۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1] اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم

[1] بنی اسرائیل:۱۶

﴿۲۵۷﴾ اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔

۱۰۸۔نشان- جو براہین احمدیہ میں درج ہے یہ ہے **اردت ان استخلف فخلقتُ اٰدم** یعنی میں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مدت پچیس[۲۵] برس سے براہین احمدیہ میں درج ہے اِس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو اِس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور اُس کو ردّ کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اُسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اُس کے آگے سر جھکانا پڑا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علماء اور اُن کے ہم جنسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ مکر کا اٹھا نہیں رکھا۔ مگر آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا اور خدا بس نہیں کرے گا جب تک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کچلے۔

۱۰۹۔نشان- جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر شائع ہو چکا ہے یہ ہے۔ **و کذالک مننّا علٰی یوسف**

﴾۲۵۸﴿ لنصرف عنه السوٓء والفحشآء. ولتُنذر قومًا ما انذر اٰبآء هم فهم غافلون.
دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵ (ترجمہ) اور اسی طرح ہم نے اپنے نشانوں کے ساتھ اِس یوسف پر احسان کیا تا کہ جو بدی اور عیب اُس کی طرف منسوب کئے جائیں گے اُن سے ہم اس کو بچالیں اور تا کہ تو اُن نشانوں کی عظمت کی وجہ سے اس لائق ہو کہ غافلوں کو ڈراوے کیونکہ درحقیقت انہیں لوگوں کا وعظ دلوں پر اثر کرتا ہے جن کو خدا اپنی طرف سے عظمت اور امتیاز بخشتا ہے۔ اِس جگہ خدا تعالیٰ نے میرا نام یوسف رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یوسف کے بھائیوں نے اپنی جہالت سے یوسف کو بہت دُکھ دیا تھا اور اس کے ہلاک کرنے میں کسر نہیں رکھی تھی خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور اشارہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بھی جو قومی اخوت رکھتے ہیں ہلاک اور تباہ کرنے کے لئے بڑے بڑے فریب کریں گے مگر آخر کار وہ نامراد رہیں گے اور خدا اُن پر کھول دے گا کہ جس شخص کو تم نے ذلیل کرنا چاہا تھا میں نے اُس کو عزت کا تاج پہنایا۔ تب بہتوں پر کھل جائے گا کہ ہم غلطی پر تھے جیسا کہ وہ ایک دوسرے الہام میں فرماتا ہے:

یخرّون علی الاذقان سجّدًا. ربّنااغفرلنا انّا کنّا خاطئین. تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثرک اللّٰه علینا وان کنّا لخاطئین. لا تثریب علیکم الیوم. یغفر اللّٰه لکم. وھوارحم الراحمین. یعنی وہ لوگ اپنی ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش ہم خطا پر تھے۔ اور تجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم سب میں سے تجھے چُن لیا اور ہم خطا پر تھے۔ تب خدا رجوع کرنے والوں کو کہے گا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں کیونکہ تم ایمان لائے۔ خدا تمہیں تمہاری پہلی لغزشیں بخش دے گا کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

غرض اس پیشگوئی میں دو امرغیب کا بیان ہے (۱) اوّل یہ کہ آئندہ زمانہ میں قوم میں سخت مخالف پیدا ہو جائیں گے اور حسد کا شعلہ ایسا اُن میں جوش مارے گا جیسا کہ یوسفؑ کے بھائیوں میں جوش مارا تھا تب وہ سخت دشمن بن جائیں گے اور تباہ اور ہلاک کرنے کے لئے طرح طرح کے

﴿۲۵۹﴾ منصوبے کریں گے اور یہ امر کہ قوم میں سے مخالف پیدا ہو جائیں گے اور بڑی بڑی شرارت کریں گے یہ ایک پیشگوئی ہے کیونکہ یہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہے جس کو پچیس برس کا عرصہ گذر گیا ہے اور اُس وقت قوم میں سے میرا کوئی مخالف نہ تھا کیونکہ ابھی تو براہین احمدیہ بھی شائع نہ ہوئی تھی پھر مخالفت کی کیا وجہ تھی۔ پس بلاشبہ یہ خبر کہ کسی زمانہ میں ایسے دشمن جانی پیدا ہو جائیں گے جو پہلے اخوت اسلامی کی وجہ سے بھائیوں کے طور پر تھے یہ ایک امر غیب ہے جو خدا نے قبل از وقوع ظاہر کیا اور براہین احمدیہ میں لکھا گیا

(۲) دوسرا امر غیب اس پیشگوئی میں یہ ہے کہ اس مخالفت کا یہ انجام بتا دیا ہے کہ آخر کار وہ دشمن خائب و خاسر رہیں گے اور بہتیرے اُن میں سے یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح رجوع کریں گے اور اُس وقت خدا اس عاجز کو یوسف کی طرح تاج عزت پہنائے گا اور وہ عظمت اور بزرگی بخشے گا جس کی کسی کو توقع نہ تھی چنانچہ بہت سا حصہ اس پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے کیونکہ ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو میرا استیصال چاہتے ہیں اور درحقیقت یہ لوگ اپنے بد ارادے میں یوسف کے بھائیوں سے بھی بُرے ہیں۔ سو خدا نے کئی لاکھ انسان میرے تابع کر کے اور مجھے ایک خاص عزت اور عظمت بخش کر اُن کو ذلیل کیا اور وہ وقت آتا ہے کہ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ میری شان ظاہر کرے گا اور بڑے بڑے مخالفوں میں سے جو سعید ہیں اُن کو کہنا پڑے گا کہ **ربّنا اغفر لنا انّا کنّا خاطئین**۔ اور کہنا پڑے گا کہ **تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا**۔

۱۱۰۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی **انّا اعطینا ک الکوثر. ثُلّۃٌ من الاوّلین و ثُلّۃٌ من الاٰخرین** دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶۔ (ترجمہ) ہم ایک کثیر جماعت تجھے عطا کریں گے اوّل ایک پہلا گروہ جو آفات کے نزول سے پہلے ایمان لائیں گے۔ دوم دوسرا گروہ جو قہری نشانوں کے بعد ایمان لائیں گے ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ جس قدر براہین احمدیہ میں پیشگوئیاں ہیں اُن پر پچیس برس گذر گئے ہیں اور وہ اُس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جبکہ میرے ساتھ ایک انسان بھی نہ تھا اگر یہ بیان غلط ہے تو گویا میرا تمام دعویٰ باطل ہے۔ پس واضح ہو

﴿۲۶۰﴾ کہ یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے جو اس تنہائی اور بےکسی کے زمانہ میں ایک ایسے زمانہ کی خبر دیتی ہے جبکہ ہزارہا آدمی میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ سو اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ غیب کی خبر دینا بجُز خدا کے کسی کی طاقت میں نہیں۔ عِلمِ غیب خاصّہ خدا ہے مگر اب تو ہمارے مخالفوں کی نظر میں علم غیب بھی خاصہ خدا نہیں دیکھئے کہاں تک ترقی کریں گے۔

۱۱۱۔نشان- براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قُدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اس پیشگوئی پر پچیس[۲۵] برس گذر گئے یہ اُس زمانہ کی ہے جبکہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ بباعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں ہوگی کہ یہ سلسلہ قائم ہو سکے۔ لیکن خدا اپنے چمک دار نشانوں سے دنیا کو اِس طرف کھینچ لے گا اور میری تصدیق کے لئے زور آور حملے دکھائے گا۔ چنانچہ اُنہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جس کی ایک مدّت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور اُنہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دنیا میں آرہے ہیں اور نہ معلوم اور کیا کیا حملے ہوں گے اور اس میں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے ورنہ باوجود اس قدر قومی مخالفت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کیں مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی۔

۱۱۲۔نشان- ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں چند موروثی اسامیوں پر تھا مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی میں نے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی منجملہ اُن کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمد و رفت رکھتا تھا اُس کا نام شرمپت ہے جو زندہ موجود ہے اُس کے پاس بھی میں نے یہ پیشگوئی بیان کر دی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی

﴿۲۶۱﴾

بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا اخیر حکم سنایا جانا تھا ہماری طرف سے کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور فریق ثانی جو شاید پندرہ یا سولہ آدمی تھے حاضر ہوئے۔ عصر کے وقت اُن سب نے واپس آکر بازار میں بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہو گیا۔ تب وہی شخص مسجد میں میرے پاس دوڑتا آیا اور طنزاً کہا کہ لو صاحب آپ کا مقدمہ خارج ہو گیا۔ میں نے کہا کہ کس نے بیان کیا اُس نے جواب دیا کہ سب مدعا علیہم آ گئے ہیں اور بازار میں بیان کر رہے ہیں۔ یہ سُنتے ہی میں حیرت میں پڑ گیا کیونکہ خبر دینے والے پندرہ آدمی سے کم نہ تھے اور بعض اُن میں سے مسلمان اور بعض ہندو تھے۔ تب جو کچھ مجھ کو فکر اور غم لاحق ہوا اُس کو میں بیان نہیں کر سکتا وہ ہندو تو یہ بات کہہ کر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا اسلام پر حملہ کرنے کا ایک موقعہ اُس کو مل گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اُس کا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے عصر کا وقت تھا میں مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کے لئے یہ کہتا رہے گا کہ کس قدر دعویٰ سے ڈگری ہونے کی پیشگوئی کی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔ اتنے میں غیب سے ایک آواز گونج کر آئی اور آواز اس قدر بلند تھی کہ میں نے خیال کیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آواز دی ہے آواز کے یہ لفظ تھے کہ **ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے!** یعنی کیا تو باور نہیں کرتا۔ تب میں نے اُٹھ کر مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔ تب یقین ہو گیا کہ فرشتہ کی آواز ہے۔ میں نے اُس ہندو کو پھر اُسی وقت بلایا اور فرشتہ کی آواز سے اُس کو اطلاع دی مگر اُس کو باور نہ آیا صبح میں خود بٹالہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص تھا وہ اُس وقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا اُس کا مثل خواں متھرا داس نام ایک ہندو موجود تھا مَیں نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا ہمارا مقدمہ خارج ہو گیا؟ اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہو گئی میں نے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جا کر یہ مشہور کر دیا ہے کہ مقدمہ خارج ہو گیا ہے اُس نے کہا کہ ایک طور سے انہوں نے بھی سچ کہا ہے، بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو میں ایک ضروری حاجت کے لئے اس کی پیشی سے اُٹھ کر چلا گیا تھا۔ تحصیلدار نیا تھا اُس کو مقدمہ کی

﴿۲۶۲﴾ پیش و پس کی خبر نہ تھی فریق مخالف نے ایک فیصلہ اُس کے روبرو پیش کیا جس میں موروثی آسامیوں کو بلا اجازت مالک کے اپنے اپنے کھیتوں سے درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ کر مقدمہ خارج کر دیا اور اُن کو رخصت کر دیا۔ جب میں آیا تو تحصیلدار نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کرو جب میں نے اُس کو پڑھا تو میں نے تحصیلدار کو کہا کہ یہ تو آپ نے بڑی بھاری غلطی کی کیونکہ جس فیصلہ کی بنا پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ تو اپیل کے محکمہ سے منسوخ ہو چکا ہے مدعا علیہم نے شرارت سے آپ کو دھوکہ دیا ہے اور میں نے اُسی وقت محکمہ اپیل کا فیصلہ جو مثل سے شامل تھا اُن کو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ڈگری کر دی یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایک ہندوؤں کی جماعت اور کئی مسلمان اس کے گواہ ہیں اور وہی شرمپت اس کا گواہ ہے جو بہت خوشی سے یہ خبر لے کر میرے پاس آیا تھا کہ مقدمہ خارج ہو گیا **فالحمد للّٰہ علٰی ذالک**. خدا کے کام عجیب قدرتوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پیشگوئی کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی حاضر نہ ہوا اور تحصیلدار نے غلط فیصلہ فریق ثانی کو سنا دیا دراصل یہ سب کچھ خدا نے کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت پیشگوئی میں ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

۱۱۳۔ نشان- براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی ہے کہ **شاتان تُذبحان. و کُلّ من علیھا فان**. یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مرے گا۔ یہ پیشگوئی براؔہین احمدیہ میں درج ہے جو آج سے پچیس[۲۵] برس پہلے شائع ہو چکی ہے مجھے مُدّت تک اسکے معنے معلوم نہ ہوئے بلکہ اور اور جگہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق ٹھہرایا لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم اور شیخ عبد الرحمٰن اُن کے تلمیذ سعید امیر کابل کے ناحق ظلم سے قتل کئے گئے تب روز روشن کی طرح کھل گیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونوں بزرگ ہیں کیونکہ **شاۃ** کا لفظ نبیوں کی کتابوں میں صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت میں ابھی تک بجز اِن دونوں بزرگوں کے کوئی شہید نہیں ہوا اور جو لوگ ہماری جماعت سے باہر اور دین اور دیانت

﴿۲۶۳﴾

سے محروم ہیں اُن پر شاۃ کا لفظ اطلاق نہیں پا سکتا۔ اور پھر اس پر اور قرینہ یہ ہے کہ اس الہام کے ساتھ یہ دوسرا فقرہ ہے کہ لا تھنوا و لا تحزنوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایسی موتیں ہوں گی جو ہمارے غم اور حزن کا موجب ہوں گی اور ظاہر ہے کہ دشمن کی موت سے کوئی غم نہیں ہوسکتا اور جب صاحبزادہ مولوی عبداللطیف شہید اسی جگہ قادیان میں تھے اُس وقت بھی اُن کے بارہ میں یہ الہام ہوا تھا قتل خیبۃ و زید ھیبۃ یعنی مخالفوں سے نومید ہونے کی حالت میں قتل کیا جائے گا اور اُس کا مارا جانا بہت ہیبت ناک ہوگا۔

۱۱۴۔**نشان**۔ طاعون کے پھیلنے کے بارہ میں مجھے الہام ہوا۔ **الامراض تشاع والنفوس تُضاع**. یعنی مرضیں پھیلائی جائیں گی اور جانوں کا نقصان ہوگا۔ اب جو شخص چاہے دیکھ لے کہ میں نے اِس الہام کو طاعون کے پھیلنے سے پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کر دیا تھا پھر بعد اس کے پنجاب میں اس قدر طاعون کا زور ہوا کہ ہزارہا گھر موت سے ویران ہو گئے۔

۱۱۵۔**نشان**۔ رسالہ سراج منیر میں طاعون کے آنے کی نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے **یا مسیح الخلق عَدوانا**. یعنی اے وہ مسیح جو مخلوق کے لئے بھیجا گیا ہمارے طاعون کی خبر لے۔ پھر بعد اس کے سخت طاعون پڑی اور ہزارہا بندگانِ خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑے گویا اُن کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ **یا مسیح الخلق عدوانا**۔ اور یہ پیشگوئی جس طرح میری کتاب سراج منیر میں درج ہے اسی طرح صدہا آدمیوں کو قبل از وقوع اِس سے اطلاع دی گئی تھی۔

۱۱۶۔**نشان**۔ ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ **عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان** اور تفہیم ہوئی کہ اِس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور سب کچھ وید پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں

﴿۲۶۴﴾

حق پر نہیں ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن جو آج کل ایک جگہ کا پٹواری ہے بول اُٹھا کہ میں اِس بات کا امتحان کروں گا اور میں ڈاک خانہ میں جاؤں گا۔ اُن دنوں میں قادیان میں ڈاک دو پہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اُسی وقت ڈاکخانہ میں گیا اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ درحقیقت عبد اللہ خان نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اُس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔ تب میں نے اُس کو کہا کہ اُس نے بتایا جو پوشیدہ بھید جانتا ہے وہی خدا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں چونکہ ہندو لوگ اُس زندہ خدا سے محض ناواقف ہیں جو ہمیشہ اپنی قدرت اور اسلام پر سچائی کے نمونے ظاہر کرتا رہتا ہے اِس لئے عام طور پر ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ اوّل تو خدا تعالیٰ کے عجائب نشانوں سے انکار کرتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص اُن کو مل جائے کہ غیب کی پوشیدہ باتیں اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوں تب حیرت اور تعجب کے دریا میں ڈوب جاتے ہیں۔ اِسی طرح لالہ شرمپت کا حال ہوا تھا جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اُس کا بھائی بشمبر داس اور ایک اور شخص خوشحال نام کسی جُرم میں قید ہو گئے تھے اور شرمپت نے امتحان کے رو سے نہ کسی اعتقاد سے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اِس مقدمہ کا انجام کیا ہوگا اور دعا کی بھی درخواست کی تھی تب میں کئی دن اُس کے لئے دعا کرتا رہا آخر وہ خدا جو عالم الغیب ہے اُس نے رات کے وقت یہ پوشیدہ امر میرے پر کھول دیا کہ مقدمہ کا انجام یہ ہوگا کہ بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائے گی جیسا کہ میں نے اپنی کشفی حالت میں دیکھا تھا کہ آدھی قید اُس کی خود میں نے اپنی قلم سے کاٹ دی ہے مگر میرے پر ظاہر کیا گیا کہ خوشحال کو پوری قید بھگتنی پڑے گی ایک دن بھی کاٹا نہیں جائے گا اور بشمبر داس کی نصف قید رہ جانا صرف دعا کے اثر سے ہوگا مگر دونوں میں سے کوئی بھی بَری نہیں ہوگا اور ضرور ہے کہ مِثل ضلع میں واپس آوے اور انجام وہ ہو جو بیان کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہو گئیں تو شرمپت حیرت میں پڑا اور ہمارے خدا کی قدرتوں نے

﴿۲۶۵﴾

اس کو سخت حیران کر دیا اور اُس نے میری طرف رقعہ لکھا کہ یہ سب باتیں آپ کی نیک بختی کی وجہ سے پوری ہو گئیں۔ افسوس کہ اُس نے پھر بھی اسلام کے نور سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا اور آجکل وہ آریہ ہے اور ہدایت تو ایک طرف مجھے تو ان لوگوں پر اتنی بھی اُمید نہیں کہ وہ سچی گواہی دے سکیں اگرچہ بظاہر یہی لاف وگزاف ہے کہ سچائی کی حمایت کرنی چاہئے مگر اس پر عمل نہیں ہاں میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسے گواہ یعنی شرمپت کو حلف دی جائے اور حلف میں جھوٹ کی حالت میں اولاد پر اثر پڑنے کا اقرار کرایا جائے تو پھر ضرور سچ بول دے گا۔ میری کئی پیشگوئیوں کی گواہیاں اس کے پاس ہیں ممکن ہے کہ پیچھا چھُڑانے کے لئے یہ کہہ دے کہ مجھے یاد نہیں مگر حلف ایک ایسی چیز ہے کہ ضرور اس سے یاد آ جائے گا۔ اور اگر جھوٹ بولے گا تو یقیناً یاد رکھو کہ میرا خدا اُسے سزا دے گا اور یہ بھی ایک نشان ظاہر ہوگا وہ کھلے کھلے نو[۹] نشانوں کا گواہ ہے۔

میں خدائے قادر کا شکر کرتا ہوں کہ میرے نشانوں کے صرف مسلمان ہی گواہ نہیں بلکہ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں وہ سب میرے نشانوں کی گواہ ہیں۔ **فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک۔**

۱۱۷۔ **نشان۔** ایک دفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ اُسکو کاٹ گیا وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آ کر رویا میں نے اُس کے حق میں دعا کی تو جواب آیا **قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا** یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ بعد اس کے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہو گیا۔ اور اب تک وہ زندہ موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۷ مگر یقین ہے کہ اُس کی گواہی کے لئے بھی حلف کی ضرورت پڑے گی۔

۱۱۸۔ **نشان۔** ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا مجھے الہام ہوا **یسئلونک عن شانک. قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون.** یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے۔ کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے پھر ان کو اپنی لہو ولعب

﴿۲۶۶﴾ میں چھوڑ دے سو میں نے یہ الہام اپنی اُس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہوں گے سنا دیا جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم.اے.اور خواجہ کمال الدین صاحب بی.اے. پلیڈر بھی تھے پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب☆ کتاب میں لکھا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے۔اُسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے۔تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہوگیا۔اور ہماری تمام جماعت کے زیادتِ ایمان کا موجب ہوا۔

۱۱۹۔نشان۔ ۱۹۰۰ء میں ایسا اتفاق ہوا کہ میرے چچازاد بھائیوں میں سے امام الدین نام ایک سخت مخالف تھا اُس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچ دی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جانے کا راستہ رُک گیا اور جو مہمان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد میں آتے تھے وہ بھی آنے سے رُک گئے اور مجھے اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ میں آ گئے۔ ناچار دیوانی میں منشی خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ میں نالش کی گئی جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح ہے اور اس میں یہ مشکلات ہیں کہ جس زمین پر دیوار کھینچی گئی ہے اُس کی نسبت کسی پہلے وقت کی مثل کے رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اس کا قابض ہے اور یہ زمین دراصل کسی اور شریک کی تھی جس کا نام غلام جیلانی تھا اور اُس کے قبضہ میں سے نکل گئی تھی تب اُس نے

☆ یہ سہواً لکھا گیا ہے مراد تحفہ گولڑویہ ہے کیونکہ حضرت اقدس سے سوال تحفہ گولڑویہ کے متعلق کیا گیا تھا۔ ہمارے پاس مسل مقدمہ حکیم فضل دین بنام مولوی ابوالفضل محمد کرم الدین دبیر ولد نامعلوم سکنہ موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم کی مصدقہ نقل موجود ہے اس میں یہ الفاظ درج ہیں۔ ''تحفہ گولڑویہ میری تصنیف ہے۔ یکم ستمبر۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ پیر مہر علی کے مقابلہ پر لکھی ہے۔ یہ کتاب سیف چشتیائی کے جواب میں نہیں لکھی گئی۔ سوال۔ جن لوگوں کا ذکر صفحہ ۴۸ لغایت ۵۰ اس کتاب میں لکھا ہے آپ ہی اس کا مصداق ہیں۔ جواب خدا کے فضل اور رحمت سے میں اس کا مصداق ہوں۔'' **(مصحح)**

امام الدین کو اس زمین کا قابض خیال کر کے گورداسپور میں بصیغۂ دیوانی نالش کی تھی اور بوجہ ثبوت مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہوگئی تھی تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے اب اسی زمین پر امام الدین نے دیوار کھینچ دی ہے کہ یہ میری زمین ہے۔ غرض نالش کے بعد ایک پُرانی مثل کے ملاحظہ سے یہ ایسا عقدۂ لاینحل ہمارے لئے پیش آ گیا تھا جس سے صریح معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا دعویٰ خارج کیا جائے گا کیونکہ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے ایک پرانی مثل سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ اس زمین پر قبضہ امام الدین کا ہے اُس سخت مشکل کو دیکھ کر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے ہمیں یہ بھی صلاح دی تھی کہ بہتر ہوگا کہ اس مقدمہ میں صلح کی جائے یعنی امام الدین کو بطور خود کچھ روپیہ دے کر راضی کر لیا جائے لہٰذا میں نے مجبوراً اِس تجویز کو پسند کر لیا تھا مگر وہ ایسا انسان نہیں تھا جو راضی ہوتا۔ اُس کو مجھ سے بلکہ دین اسلام سے ایک ذاتی بغض تھا اور اُس کو پتہ لگ گیا تھا کہ مقدمہ چلانے کا ان پر قطعاً دروازہ بند ہے لہٰذا وہ اپنی شوخی میں اور بھی بڑھ گیا آخر ہم نے اِس بات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا مگر جہاں تک ہم نے اور ہمارے وکیل نے سوچا کوئی بھی صورت کامیابی کی نہیں تھی کیونکہ پرانی مثل سے امام الدین کا ہی قبضہ ثابت ہوتا تھا اور امام الدین کی یہاں تک بدنیّت تھی کہ ہمارے گھر کے آگے جو صحن تھا جس میں آ کر ہماری جماعت کے یکے ٹھہرتے تھے وہاں ہر وقت مزاحمت کرتا اور گالیاں نکالتا تھا اور نہ صرف اِسی قدر بلکہ اُس نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ہمارا مقدمہ خارج ہونے کے بعد ایک لمبی دیوار ہمارے گھر کے دروازوں کے آگے کھینچ دے تا ہم قیدیوں کی طرح محاصرہ میں آ جائیں اور گھر سے باہر نکل نہ سکیں اور نہ باہر جاسکیں۔ یہ دن بڑی تشویش کے دن تھے یہاں تک کہ ہم ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ[1] کا مصداق ہو گئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آ گئی اِس لئے جناب الٰہی میں دعا کی گئی اور اُس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دعا مندرجہ ذیل الہام ہوا اور یہ الہام علیحدہ علیحدہ وقت کے نہیں بلکہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت میں ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ اُس وقت سیّد فضل شاہ صاحب لاہوری برادر سیّد ناصر شاہ صاحب اوورسیر متعین بارہ مولہ کشمیر میرے پیر دبا رہا تھا اور

[1] التوبۃ:۱۱۸

دوپہر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ میں نے سید صاحب کو کہا کہ یہ دیوار کے مقدمہ کی نسبت الہام ہے۔ آپ جیسا جیسا یہ الہام ہوتا جائے لکھتے جائیں چنانچہ انہوں نے قلم دوات اور کاغذ لے لیا۔ پس ایسا ہوا کہ ہر ایک دفعہ غنودگی کی حالت طاری ہو کر ایک ایک فقرہ وحی الٰہی کا جیسا کہ سُنّت اللہ ہے زبان پر نازل ہوتا تھا☆۔ اور جب ایک فقرہ ختم ہو جاتا تھا اور لکھا جاتا تھا تو پھر غنودگی آتی تھی اور دُوسرا فقرہ وحی الٰہی کا زبان پر جاری ہوتا تھا یہاں تک کہ کل وحی الٰہی نازل ہو کر سید فضل شاہ صاحب لاہوری کی قلم سے لکھی گئی اور اس میں تفہیم ہوئی کہ یہ اس دیوار کے متعلق ہے جو امام الدین نے کھینچی ہے جس کا مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور یہ تفہیم ہوئی کہ انجام کار اس مقدمہ میں فتح ہوگی چنانچہ میں نے اپنی ایک کثیر جماعت کو یہ وحی الٰہی سنا دی اور اس کے معنے اور شانِ نزول سے اطلاع دے دی اور اخبار الحکم میں چھپوا دیا اور سب کو کہہ دیا کہ اگرچہ مقدمہ اب خطرناک اور صورت نومیدی کی ہے مگر آخر خدا تعالیٰ کچھ ایسے اسباب پیدا کر دے گا جس میں ہماری فتح ہوگی کیونکہ وحی الٰہی کا خلاصہ مضمون یہی تھا اب ہم اس وحی الٰہی کو معہ ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے:

﴿۲۶۸﴾

الرحٰی تدور وینزل القضاء. انّ فضل اللّٰہ لاٰتٍ ولیس لاحدٍ ان یردّ ما اتٰی*. قل ای وربّی انہ لحق لا یتبدّل ولا یخفٰی. وینزل ما تعجب منہ.

☆ **حاشیہ**۔ وحی الٰہی کے نزول کے وقت کی غنودگی بھی ایک خارق عادت امر ہے یہ جسم کے طبعی اسباب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ جہاں تک ضرورتوں کا سامان پیش ہو ہر ایک ضرورت اور دعا کے وقت محض قدرت سے غنودگی پیدا ہو جاتی ہے۔ مادی اسباب کا کچھ بھی اس میں دخل نہیں ہوتا۔ پس اس سے آریہ سماج والوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگانی اور تمام عوارض کا سلسلہ مادی اسباب تک ہی محدود رکھتے ہیں تبھی تو وہ نیستی سے ہستی ہونے کے قائل نہیں اور ان کے نزدیک ہر ایک چیز کے ظہور کے لئے مادی اسباب کا موجود ہونا ضروری ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ وحی الٰہی کے بھی منکر ہیں۔ منہ

* عجب بات ہے کہ اس الہام میں بشارت فضل کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور جس کے ہاتھ سے بروقت نزول یہ وحی قلمبند کرائی گئی اس کا نام بھی فضل ہے۔ منہ

نوٹ۔ ایڈیشن اول میں مندرجہ بالا حواشی کی ترتیب میں سہو واقع ہوا ہے جو یہاں درست کر دیا گیا ہے۔ (ناشر)

وحی من ربّ السماوات العلٰی. ان ربّی لا یضل ولا ینسٰی .ظفر مبین. وانّما یؤخرھم الٰی اجل مسمّٰی. انت معی و انا معک. قل اللّٰہ ثمّ ذرہ فی غیّہٖ یتمطّٰی. انہ معک وانہ یعلم السرَّ وما اخفٰی. لا الٰہ الّا ھو. یعلم کل شیءٍ ویرَی. انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم یُحسنون الحسنٰی. انا ارسلنا احمد الٰی قومہٖ فاعرضوا وقالوا کذّابٌ اشر. وجعلوا یشھدون علیہ ویسیلون الیہ کماء منھمر. ان حبّی قریب. انہ قریب مستتر. (ترجمہ) چکی ﴿۲۶۹﴾ پھرے گی اور قضاوقدر نازل ہوگی یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائے گی جیسا کہ چکی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصہ چکی کا جو سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں آجاتا ہے اور وہ حصہ جو پردہ میں ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے مطلب یہ کہ مقدمہ کی موجودہ حالت میں جو صورتِ مقدمہ حاکم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مضر اور نقصان رسان ہے یہ صورت قائم نہیں رہے گی اور ایک دوسری صورت پیدا ہو جائے گی جو ہمارے لئے مفید ہے اور جیسا کہ چکی کو گردش دینے سے جو مُنہ کے سامنے حصہ چکی کا ہوتا ہے وہ پیچھے کو چلا جاتا ہے۔ اور جو پیچھے کا حصہ ہوتا ہے وہ مُنہ کے سامنے آجاتا ہے اسی طرح جو مخفی اور در پردہ باتیں ہیں وہ منہ کے سامنے آجائیں گی اور ظاہر ہو جائیں گی اور جو ظاہر ہیں وہ ناقابلِ التفات اور مخفی ہو جائیں گی اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئے گا اور کسی کی مجال نہیں جو اُس کو رد کر سکے یعنی آسمان پر یہ فیصلہ یافتہ امر ہے کہ یہ صورت موجودہ مقدمہ کی جس سے یاس اور نومیدی ٹپکتی ہے یک دفعہ اُٹھا دی جائے گی اور ایک اور صورت ظاہر ہو جائے گی جو ہماری کامیابی کے لئے مفید ہے جس کا ہنوز کسی کو علم نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کہہ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے اِس امر میں نہ کچھ فرق آئے گا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہے گا اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں ڈالے گی۔ یہ اُس خدا کی وحی ہے جو بلند آسمانوں کا خدا ہے میرا ربّ اس صراطِ مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندوں سے

عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے ان بندوں کو بھولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں۔ سو تمہیں اِس مقدمہ میں کھلی کھلی فتح ہوگی مگر اس فیصلہ میں اُس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھا ہے۔ تُو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو کہہ ہر ایک امر میرے خدا کے اختیار میں ہے پھر اس مخالف کو اس کی گمراہی اور ناز اور تکبر میں چھوڑ دے (یہ فقرہ وحی الٰہی کا ایک تسلی دینے کا فقرہ ہے کیونکہ جب ہماری نالش کے بعد اکثر قانون دان سمجھ گئے تھے کہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے ضرور خارج ہو جائے گا اور امام الدین مدعا علیہ کو ہر ایک پہلو سے یہ خبریں مل گئی تھیں کہ قانون کے رُو سے ہماری کامیابی کی سبیل بند ہے تو اِس وجہ سے اُس کا تکبر بہت بڑھ گیا تھا اور وہ دعوے سے کہتا تھا کہ وہ مقدمہ عنقریب خارج ہو جائیگا بلکہ یہی سمجھو کہ خارج ہو گیا اور شریر لوگوں نے اُس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ بات قریباً تمام گاؤں میں مشہور ہو گئی تھی کہ اس مقدمہ کو ہمارے مخالفوں نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا مقدمہ اُن کے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے سو اِس جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں اِس قدر ناز اور رعونت دکھلا رہے ہو ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ قادر تیرے ساتھ ہے اُس کو پوشیدہ باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو انسان کے فہم سے بھی برتر ہیں وہ بھی اُس کو معلوم ہیں ماحصل اس فقرہ وحی الٰہی کا یہ ہے کہ اس جگہ بھی ایک پوشیدہ امر ہے کہ جو اب تک نہ تجھے معلوم ہے اور نہ تمہارے وکیل کو اور نہ اُس حاکم کو جس کی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اور پھر فرمایا کہ وہی خدا حقیقی معبود ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں انسان کو نہیں چاہئے کہ کسی دوسرے پر توکل کرے کہ گویا وہ اُس کا معبود ہے ایک خدا ہی ہے جو یہ صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہی ہے جس کو ہر ایک چیز کا علم ہے اور جو ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے اور وہ خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور اُس سے ڈرتے ہیں اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو نیکی کے تمام باریک لوازم کو ادا کرتے ہیں سطحی

﴿۲۷۰﴾

طور پر نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر بلکہ اُس کی عمیق در عمیق شاخوں کو بجالاتے ہیں اور کمال خوبی سے اُس کا انجام دیتے ہیں سواُنہیں کی خدامدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کی پسندیدہ راہوں کے خادم ہوتے ہیں اوراُن پر چلتے ہیں اور چلاتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے احمد کو یعنی اِس عاجز کواُس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس قوم اُس سے رُوگردان ہوگئی اورانہوں نے کہا کہ یہ تو کذاب ہے دنیا کے لالچ میں پڑا ہوا ہے یعنی ایسے ایسے حیلوں سے دنیا کمانا چاہتا ہے اورانہوں نے عدالتوں میں اُس پر گواہیاں دیں تا اُس کو گرفتار کرادیں اور وہ ایک تُند سیلاب کی طرح جواوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے اُس پر اپنے حملوں کے ساتھ گر رہے ہیں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ یہ پیشگوئی ہے جواُس وقت کی گئی تھی جبکہ مخالف دعویٰ سے کہتے تھے کہ بالیقین مقدمہ خارج ہو جائے گا اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم اُن کے گھر کے تمام دروازوں کے سامنے دیوار کھینچ کر وہ دُکھ دیں گے کہ گویا وہ قید میں پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خدا نے اس پیشگوئی میں خبر دی کہ میں ایک ایسا امر ظاہر کروں گا جس سے جو مغلوب ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائے گا اور یہ پیشگوئی اس قدر شائع کی گئی تھی کہ بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے اس کو حفظ کرلیا تھا اور صدہا آدمی اِس سے اطلاع رکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ غرض کوئی اِس سے انکارنہیں کرسکتا کہ یہ پیشگوئی قبل از وقت بلکہ کئی مہینے فیصلہ سے پہلے عام طور پر شائع ہو چکی تھی اور الحکم اخبار میں درج ہو کر دور دراز ملک کے لوگوں تک اس کی خبر پہنچ چکی تھی۔ پھر فیصلہ کا دن آیا اُس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ کا حکم سنایا جائے گا اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے لئے ہر ایک قسم کی ایذا کا موقع ہاتھ آجائے گا وہی دن تھا جس میں پیشگوئی کے اس بیان کے معنی کھلنے تھے کہ وہ ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا کھائے گا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائے گا۔ سوایسا اتفاق ہوا کہ اس دن ہمارے وکیل خواجہ

﴿۲۷۱﴾

کمال الدین کو خیال آیا کہ پُرانی مثل کا انڈیکس دیکھنا چاہئے یعنی ضمیمہ جس میں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے جب وہ دیکھا گیا تو اس میں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع نہ تھی یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ اس زمین پر قابض نہ صرف امام الدین ہے بلکہ میرزا غلام مرتضٰی یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں۔ تب یہ دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ فتح ہو گیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا اُس نے فی الفور وہ انڈیکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اُس پر حقیقت کھل گئی اِس لئے اُس نے بلا توقف امام الدین پر ڈگری زمین کی بمعہ خرچہ کر دی۔ اگر وہ کاغذ پیش نہ ہوتا تو حاکم مجوز بجز اس کے کیا کر سکتا تھا کہ مقدمہ کو خارج کرتا اور دشمن بدخواہ کے ہاتھ سے ہمیں تکلیفیں اُٹھانی پڑتیں۔ یہ خدا کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور یہ پیشگوئی درحقیقت ایک پیشگوئی نہیں بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں کیونکہ ایک تو اس میں فتح کا وعدہ ہے اور دوسرے ایک امر مخفی کے ظاہر کرنے کا وعدہ ہے جو سب کی نظر سے پوشیدہ تھا اور ہم اس جگہ بہت خوشی اور خدا کے شکر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی سچائی کا گواہ حاکم مجوز مقدمہ بھی خدا کی قضاو قدر نے کر دیا ہے جس شہادت سے وہ اپنے تئیں علیحدہ نہیں کر سکتا گو ہمارا مذہبی مخالف ہے یعنی شیخ خدا بخش ڈسٹرکٹ جج۔ کیونکہ وہ گواہی دے سکتا ہے کہ ہمارے وکیل نے باوجود کئی پیشیوں کے اِس قوی حجت کو پیش نہیں کیا صرف مقدمہ کے آخری مرحلہ پر محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ عقدہ کھلا چنانچہ ہر ایک شخص جو شیخ خدا بخش کے فیصلہ کو دیکھے گا اُس پر فی الفور ظاہر ہو جائے گا کہ مُدّت تک ہمارا پلیڈر محض سماعی شہادتوں سے کام لیتا رہا جو ایک جوڈیشل فیصلہ کے مقابل پر ہیچ تھیں کیونکہ امام الدین مدعاعلیہ نے جس مثل کو اپنے مخصوص قبضہ ثابت کرنے کے لئے پیش کیا تھا اُس میں تو صرف امام الدین کا نام تھا میرے والد صاحب کا نام نہ تھا اس میں بھید یہ تھا کہ غلام جیلانی اصل مالک زمین نے امام الدین پر ہی نالش کی تھی اور اُس کی عرضی پر مدعاعلیہ صرف امام الدین ہی لکھا گیا تھا اور پھر اطلاع پانے کے بعد میرے والد صاحب نے

﴿۲۷۲﴾

بذریعہ اپنے مختار کے مدعا علیھم میں اپنا نام بھی لکھوادیا تھا جس سے مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں قابض ہیں۔ اور وہ کاغذات کسی اتفاق سے تلف ہوگئے تھے اور صرف امام الدین کا نام مدعی کے عرضی دعوے پر باقی رہ گیا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ قابض زمین صرف امام الدین ہے سو یہی مخفی راز تھا جو ہمیں معلوم نہ تھا اور جب خدا تعالیٰ نے چاہا تو انڈیکس کی مدد سے وہ مخفی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ اور جیسا کہ پیشگوئی میں ہے ایک دم میں چکی پھر گئی۔ ظاہر ہے کہ چکی کی روش سے جو حصہ چکی کا آنکھ سے پوشیدہ ہوتا ہے وہ آنکھ کے سامنے آجاتا ہے اور جو سامنے ہوتا ہے وہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی حال اِس مقدمہ کا ہوا یعنی جو وجوہات قبل اِس سے حاکم کی نظر کے سامنے تھے یعنی یہ کہ غلام جیلانی مدعی نے اپنے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کو قابض ظاہر کیا ہے انڈکس پیدا ہونے سے یک دفعہ یہ وجوہات ناپید ہوگئے اور چکی کی پوشیدہ طرف کی طرح نئے وجوہات نظر کے سامنے آ گئے اور جس پوشیدہ امر کے لئے اِس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار میں ظاہر کردوں گا وہ ظاہر ہوگیا۔ بات یہ ہے کہ غلام جیلانی کی نالش کا مقدمہ ایک پُرانے زمانہ کا تھا جس پر قریباً چالیس برس کے گذر گئے تھے اور وہ مقدمہ میرے والد صاحب کے وقت کا تھا مجھ کو اس سے کچھ اطلاع نہ تھی اور چونکہ مدعی کے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کا نام مدعا علیہ لکھا گیا تھا اور باقی کاغذات تلف ہو چکے تھے اور تیس[۳۰] برس گذر گئے تھے جبکہ میرے والد صاحب اور نیز بعد اُن کے میرے بڑے بھائی بھی فوت ہو چکے تھے اِس لئے اِن پوشیدہ باتوں کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی۔

﴿۲۷۳﴾

اب سوچنا چاہئے کہ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو نصرتِ الٰہی سے خمیر کی گئی ہے اب جو شخص ایسی پیشگوئیوں کی بھی تکذیب کرے گا تو ہمیں اُس کے اسلام کی کچھ خیر نظر نہیں آتی افسوس کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نصرت کی بھی قدر نہیں کرتے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لوگ محض اپنے تعصب سے یہ بکواس کرتے تھے کہ قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں

اور علماء اسلام جواب تو دیتے تھے مگر سچ بات تو یہ ہے کہ پیشگوئیوں اور خوارق کے منکر کا جواب دینا اُسی شخص کا کام ہے جو پیشگوئی دکھلا بھی سکے ورنہ محض باتوں سے یہ تنازع فیصلہ پاتا نہیں۔ پس جبکہ پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کے لئے مجھے بھیجا۔ اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ میں بے وقت نہیں آیا۔ میں اُسوقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اے آنکھوں کے اندھو! تمہیں سچائی کا مخالف بننا کس نے سکھلایا! دین تباہ ہوگیا اور بیرونی حملوں اور اندرونی بدعات نے تمام اعضاء دین کے زخمی کر دئے اور صدی میں سے بھی تیئیس[۲۳] برس گذر گئے اور کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے مگر تم کہتے ہو کہ اس وقت کوئی خدا کی طرف سے تو نہیں مگر دجّال آیا بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی۔ یاد رکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربیؐ جس کو گالیاں دی گئیں جس کے نام کی بے عزتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اِس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے اُس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا مگر آخر اُسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا اُس کے غلاموں☆ اور خادموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے اے نادانو! تم کفر کہو یا کچھ کہو۔ تمہاری تکفیر کی اُس شخص کو کیا پروا ہے جو خدا کے حکم کے موافق دین کی خدمت میں مشغول ہے اور اپنے پر خدا کی عنایات کو بارش کی طرح دیکھتا ہے۔ وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اُترا تھا وہی میرے دل پر بھی اُترا ہے مگر اپنی تجلّی میں اُس سے زیادہ۔ وہ بھی بشر تھا اور مَیں بھی بشر ہوں اور جس طرح دھوپ

﴿۲۷۴﴾

☆ اس کے متعلق ایک الہامی شعر بھی ہے جو یہ ہے ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے۔ منہ

دیوار پر پڑتی ہے اور دیوار نہیں کہہ سکتی کہ میں سورج ہوں۔ اس لئے ہم دونوں اِن تجلیات سے اپنے نفس کی کوئی ذاتی عزت نہیں نکال سکتے کیونکہ وہ حقیقی آفتاب کہہ سکتا ہے کہ مجھ سے الگ ہو کر پھر دیکھ کہ تجھ میں کونسی عزت ہے۔ اِسی طرح عیسیٰ نے ایک وقت میں تو یہ کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور دوسرے وقت بقول عیسائیوں کے شیطان کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا اگر اُس میں حقیقی روشنی ہوتی تو یہ ابتلا اُس کو پیش نہ آتا۔ کیا شیطان خدا کی بھی آزمائش کر سکتا ہے۔ پس چونکہ عیسیٰ انسان تھا اِس لئے انسانی آزمائشیں اُس کو پیش آئیں۔ اور عیسیٰ کی دُعاؤں میں بھی کوئی اقتدار نہ تھا صرف انسان کی طرح جناب الٰہی میں عجز و نیاز تھا یہی وجہ ہے کہ باغ والی دعا میں اِس قدر وہ رویا کہ اُس کے کپڑے آنسوؤں سے بھر گئے مگر باوجود اس کے عیسائی کہتے ہیں کہ پھر بھی وہ دعا قبول نہ ہوئی لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ قبول ہوگئی اور خدا نے اُس کو صلیب سے بچا لیا اور صرف یونس کی طرح قبر میں داخل ہوا اور یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا اُس کا رونا اور اُس کی روح کا گداز ہونا موت کے قائم مقام تھا ایسی دعائیں قبول ہوتی ہیں جیسی مریم کے بیٹے نے باغ میں کی۔☆ ﴿۲۷۵﴾

اس درگاہ بلند میں آساں نہیں دُعا جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

۱۲۰۔ نشان۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے متعلق خدا نے میرے لئے ایک نشان ظاہر کیا تھا۔ چونکہ اس نشان کے اول گواہ مفتی محمد صادق صاحب اڈیٹر اخبار بدر ہیں اس لئے انہیں کے ہاتھ کا خط بطور شہادت ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:-

---

☆ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے سُولی دئے جانے کی نسبت کوئی خواب دیکھی ہوگی اس لئے ان کے دل میں یہ خوف دامنگیر ہوا کہ اگر میں سُولی دیا گیا تو شریر یہودی لعنتی ہونے کی تہمت میرے پر لگائیں گے پس اسی وجہ سے انہوں نے جان توڑ کر دعا کی اور وہ دعا قبول ہوگئی اور خدا نے اس تقدیر کو اس طرح بدل دیا کہ بگفتن سُولی پر چڑھائے گئے۔ قبر میں بھی داخل کئے گئے مگر یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ نبی بہادر ہوتے ہیں ذلیل یہودیوں کا ان کو خوف نہ تھا۔ منہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

حضرت اقدس مرشد نا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود الصلوٰۃ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ جناب عالی مجھے جو کچھ معلوم ہے خدمت میں عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب کتاب اُمّہات المؤمنین عیسائیوں کی طرف سے اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا تھا کہ اس کتاب کی اشاعت بند کی جائے اور اُس کے مصنف سے جس نے ایسی گندی کتاب لکھی ہے باز پُرس ہو۔ اُن ایام میں یہ عاجز لاہور میں دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا اور دو چار روز کے واسطے کسی رخصت کی تقریب پر قادیان آیا ہوا تھا جبکہ حضور کی خدمت میں اُن کے میموریل کا ذکر کیا گیا تو مجھے خوب یاد ہے کہ حضور بہت سے آدمیوں کے ساتھ جن میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے بھی تھے باغ کی طرف سیر کو جا رہے تھے۔ تب حضور نے فرمایا کہ یہ بات انجمن نے ٹھیک نہیں کی۔ ہم اس میموریل کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ حضور نے اس مخالفت کو اپنی ایک تحریر میں جو بصورت میموریل بخدمت گورنمنٹ بھیجی تھی صاف طور پر ۴؍مئی ۱۸۹۸ء کو شائع بھی کر دیا تھا۔ جس پر انجمن والوں نے بہت شور مچایا اور اخباروں میں حضور کے برخلاف مضمون شائع کئے اُنہیں دنوں میں جب حضور باہر سیر کرنے کو گئے تو حضور نے فرمایا تھا کہ ہمیں انجمن حمایت اسلام لاہور کی اس کارروائی کے متعلق الہام ہوا ہے کہ **ستذکرون ما اقول لکم و افوض امری الی اللّٰہ**. اور اس کے ترجمہ اور تفہیم میں حضور نے فرمایا کہ عنقریب انجمن والے میری بات کو یاد کریں گے کہ اس طریق کے اختیار کرنے میں ناکامی ہے اور جس امر کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو ردّ کرنا اور اُن کا جواب دینا اس امر کو خدا تعالیٰ کو سونپتا ہوں یعنی خدا میرے کام کا محافظ ہوگا مگر وہ ارادہ جو انجمن والوں نے کیا ہے کہ اُمّہات المؤمنین کے مؤلف کو سزا دلائیں اس میں اُن کو کامیابی ہرگز نہ ہوگی اور بعد میں اُن کو

﴿۲۷۶﴾

یاد آئے گا کہ جو پیش از وقت بتلایا گیا تھا وہ واقعی اور درست تھا اس الہام کے سُننے کے ایک دو دن کے بعد جب میں واپس لاہور گیا تو حسب معمول مسجد گمٹی بازار لاہور میں ایک جلسہ کیا گیا اور اُس جلسہ میں یہ عاجز اپنے قادیان کے سفر کی رپورٹ سناتا تھا چنانچہ حضور کا یہ الہام اور اُس کی تشریح ایک گروہ کثیر کو وہاں سنائی گئی اور ہنوز میں سنا ہی چکا تھا کہ ایک شخص نے خبر دی کہ انجمن کو لفٹننٹ گورنر کی طرف سے جواب آ گیا ہے اور اُن کا میموریل نامنظور ہوا ہے اور مؤلف رسالہ اُمّھات المؤمنین کسی قانون کے مواخذہ کے نیچے نہیں آ سکتا۔ تب اس خبر کا سننا تمام حاضرین جلسہ کے واسطے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوا اور سب نے خدا تعالیٰ کے عجیب کاموں پر اُس کی حمد کی۔ (راقم) حضور کی جوتیوں کا غلام محمد صادق

۱۲۱۔نشان۔ جن دنوں میں ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا۔ اُس وقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حصر نہیں اور بھی زلزلے آئیں گے۔ اِس لئے میں مصلحتاً باغ میں مع عیال و اطفال اور اکثر اپنی جماعت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے اُنہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تپ مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ تھی۔ میرے مخلص دوست مولوی حکیم نور دین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس نہ ہوتا تھا یہاں تک نوبت پہنچی کہ نشست و برخاست سے عاری ہو گئی چارپائی پر بٹھا کر خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لے جاتی تھیں اور صبح چارپائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور دن بدن جسم لاغر ہوتا جاتا تھا۔ آخر میں نے توجہ سے دُعا کی تب الہام ہوا **انّ مَعِیَ ربّی سَیھدینِ** یعنی میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھے بتلا دے گا کہ مرض کیا ہے اور علاج کیا ہے اس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بیماری بباعث حرارتِ جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب **شفاء الاسقام** کا نسخہ اس کے لئے مفید ہوگا سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے۔ جب تین یا چار قرص کھائے گئے تو ایک دن صبح کے

﴿۲۷۷﴾

وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمٰن نام ایک شخص ہمارے مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور یہ عجیب قدرت الٰہی ہے کہ ایک طرف یہ خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف جب میں نے نبض دیکھی تو بخار کا نام ونشان نہ تھا پھر یہ الہام ہوا۔

تو درمنزل ماچو بار بار آئی خدا ابرِ رحمت بباریدیا نے

اس پیشگوئی کی بھی ایک جماعت گواہ ہے جس کا جی چاہے دریافت کر لے۔

۱۲۲۔نشان۔ عرصہ تیس[۳۰] برس کے قریب گذرا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند چبوترہ ہے جو دوکان کے مشابہ ہے اور شائد اُس پر چھت بھی ہے اس میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے جو قریباً سات برس کی عمر کا تھا۔ میرے دل میں گذرا کہ یہ فرشتہ ہے اُس نے مجھے بُلایا یا میں خود گیا یہ یاد نہیں لیکن جب میں اُس کے چبوترہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو اس نے ایک نان جو نہایت لطیف تھا اور چمک رہا تھا اور بہت بڑا تھا گویا چار نان کے مقدار پر تھا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ نان لو یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے سودس[۱۰] برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہو گیا۔ اگر کوئی دل کی صفائی سے قادیان میں آکر رہے تو اُسے معلوم ہوگا کہ وہی روٹی جو فرشتے نے دی تھی دو وقت ہمیں غیب سے ملتی ہے کئی عیالدار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگر خانہ سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں اور اوسط تعداد روٹی کھانے والوں کی ہر روز دوسو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہوتی ہے جو دو وقت اس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہمان داری کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ سو[۱۵۰۰] روپیہ ماہواری ہوتا ہے مگر اور کئی متفرق خرچ ہیں جو اس کے علاوہ ہیں اور یہ خدا کا معجزہ بیس[۲۰] برس سے میں دیکھ رہا ہوں کہ غیب سے ہمیں وہ روٹی ملتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئے گی لیکن آ جاتی ہے حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے لیکن خدائے کریم

﴿۲۷۸﴾

ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے اور جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اِسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے یہ دعوت بھیجتا ہے پس ہر روز نئی دعوت اُس کی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے۔

۱۲۳۔نشان- ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں☆ رہا۔اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ+ کرنا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے میں نے عذر کیا پر اُس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں چونکہ میں جانتا ہوں کہ مَیں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کرسکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ میں بغیر خدا کے بُلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنے والے کے لئے مشکل ہوگیا کہ اس قدر جلدی سے اُس کی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **مضمون بالا رہا** خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجد تھا۔ اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے اُن کے مُنہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون* تمام مضامین سے بالا رہا۔اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو

﴿۲۷۹﴾

☆ یاد آیا اس کا نام سوامی شوگن چندر تھا منہ۔ + اس جلسہ کا نام دھرم مہوتسو جلسہ اعظم مذاہب مشہور کیا گیا تھا۔ منہ * مضمون چونکہ پانچ سوالات مشتہرہ کے ہر ایک پہلو کے متعلق تھا اس لئے اس کے پڑھنے کے لئے مقررہ وقت کافی نہ تھا لہٰذا تمام حاضرین کے انشراح صدر سے درخواست کرنے پر اس کے پڑھنے کے لئے ایک دن اور بڑھایا گیا یہ بھی عام قبولیت کا نشان ہے۔ منہ

لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اُس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔ اور شائد بیس۲۰ کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتح یاب ہوا اور آج تک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہوگئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اُس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے۔ اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے لیکن جبکہ خدا نے میرے ہاتھ سے اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں اُن کے مقابل پر چھوڑا تو وہ اژدہا بن کر سب کو نگل گیا۔ اور آج تک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے مُنہ سے نکلی تھی۔ **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک۔**

۱۲۴۔ نشان۔ تصنیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ لوگوں کا میری طرف کچھ رجوع نہ تھا اور نہ دنیا میں شہرت تھی روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی۔ اس کے لئے میں نے دعا کی تب یہ الہام ہوا ﴿۲۸۰﴾ **دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں الا انّ نصر اللّٰہ قریب. فی شائل مقیاس. دن وِل یو گوٹو امرت سر**☆۔ یعنی دس دن کے بعد روپیہ ضرور آئے گا پہلے اس سے کچھ نہیں آئے گا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اُونٹنی دُم اُٹھاتی ہے تب اُس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مددِ الٰہی بھی قریب ہے۔ اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرت سر میں بھی جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی میں نے تین ہندوؤں یعنی شرمپت، ملاوامل، بشنداس کو

☆Then will you go to Amritsar.

جوآریہ ہیں سُنا دی اور اُن کو کہہ دیا کہ یاد رکھو کہ یہ روپیہ ڈاک کے ذریعہ سے آئے گا اور دس دن تک ڈاک کے ذریعہ سے کچھ بھی نہیں آئے گا۔ اور علاوہ ان ہندوؤں کے اور بہت سے مسلمانوں کو یہ پیشگوئی قبل از وقت سُنا دی اور خوب مشہور کر دی۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں دو پہلو بہت عجیب تھے۔ ایک یہ کہ قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ دس۱۰ دن تک کچھ نہیں آئے گا اور گیارھویں دن بلاتوقف اور بلا فاصلہ روپیہ آئے گا۔ دوسرا پہلو یہ عجیب تھا کہ روپیہ آنے کے ساتھ ہی کچھ ایسا اتفاق پیش آجائے گا کہ تمہیں امرتسر جانا پڑے گا۔ پس یہ عجیب نمونہ قدرتِ الٰہی ظاہر ہوا کہ الہام کے دن سے دس۱۰ دن تک ایک پیسہ بھی نہ آیا اور مذکورہ بالا آریان ہر روز ڈاکخانہ میں جا کر تفتیش کرتے رہے اور اُن دِنوں میں ڈاکخانہ کا سب پوسٹ ماسٹر بھی ہندو تھا۔ جب گیار۱۱ھواں دن چڑھا تو اِن آریوں کے لئے ایک عجیب تماشے کا دن تھا اور وہ بہت خوشی سے اِس بات کے اُمیدوار تھے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تب بعض ان میں سے ڈاکخانہ میں گئے اور غمگین صورت بنا کر واپس آئے اور بیان کیا کہ آج محمد افضل خان نام ایک سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سودس۱۱۰ روپیہ بھیجے ہیں اور ایسا ہی ایک شخص نے عـــہ۲۰ روپیہ بھیجے غرض اُس دن ایک سوتیس۱۳۰ روپے آئے جن سے وہ کام پورا ہو گیا جس کے لئے ضرورت تھی اور اُسی دن جبکہ یہ روپیہ آیا عدالت خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے میرے نام سمن آ گیا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی ایک جماعت گواہ ہے اور اس کی اس طرح پر بھی تصدیق ہو سکتی ہے کہ قادیان کے ڈاکخانہ کا رجسٹر دیکھا جائے تو جس دن یہ ایک سوتیس۱۳۰ روپے آئے ہیں اُس دن سے دس دن پہلے کی تاریخوں میں رجسٹر میں ایک پیسے کا منی آرڈر بھی میرے نام نہیں پاؤ گے اور پھر اگر اُسی تاریخ عدالت خفیفہ امرتسر کے دفتر میں تلاش کرو گے تو اس میں ایک شخص پادری رجب علی نام کے مقدمہ میں میرا اظہار شامل مثل پاؤ گے اور یہ ۱۸۸۴ء کا نشان ہے۔ اسی پتہ سے ڈاکخانہ کا رجسٹر ملاحظہ ہو سکتا ہے اور اسی پتہ سے عدالت خفیفہ امرتسر میں میرے اظہار کا پتہ لگ سکتا ہے اور اگر ہندو گواہ

﴾۲۸۱﴿

انکار کریں تو حلف دینے سے وہ سچ سچ بیان کر سکتے ہیں اور جبکہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۶۹ وصفحہ ۴۷۰ میں درج ہے اوران آریوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس پیشگوئی کے گواہ رویت نہیں تھے تو باوجود سخت مخالف ہونے کے اِس مدت تک اُن کا خاموش رہنا عقل تجویز نہیں کرسکتی وہ اُس زمانہ سے کہ جب سن عیسوی ۱۸۸۴ء تھا اِس زمانہ تک کہ اب ۱۹۰۶ء ہے باوجود علم اِس بات کے کہ بار بار کتابوں اوراشتہاروں میں اُن کے نام بطور گواہوں کے ہم لکھ رہے ہیں کیوں خاموش رہے اُن کا حق تھا کہ ان تمام شہادتوں کی تکذیب کرتے جو براہین احمدیہ میں ان کی نسبت درج ہیں یاد رہے کہ تین ہندوؤں کی شہادتیں براہین احمدیہ میں پیشگوئیوں کے بارہ میں درج ہیں سب سے اول لالہ شرمپت کھتری دوسرا لالہ ملاوامل کھتری تیسرا بشنداس برہمن ہے اور براہین احمدیہ کی ہر ایک عبارت میں آریوں سے مُراد یہی لوگ ہیں بعض جگہ اور بھی ہیں اوراس پیشگوئی میں ایک انگریزی فقرہ ہے وہ بھی میرے لئے بطور نشان کے ہے کیونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ پس اس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے اردو اور عربی اورانگریزی میں بیان کر کے ہر ایک طرح سے اس کی منشاء کو کھول دیا ہے اور یہ ایک بڑا نشان ہے مگر اُن کے لئے جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں۔

۱۲۵۔ نشان۔ واضح ہو کہ من جملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام کی موت کا نشان ہے جس کی بنیادی پیشگوئی کا سرچشمہ میری کتابیں برکات الدعا[۱] اور کرامات الصادقین[۲] اورآئینہ کمالاتِ اسلام[۳] ہیں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ[۶] سال کے اندر اِس دنیا سے کوچ کر جائے گا اوراس کے قتل کئے جانے کا دن عید سے دوسرا دن ہوگا یعنی شنبہ کا دن اور یہ اس لئے مقرر کیا گیا کہ تا عید کا دن جو جمعہ تھا اِس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں دو[۲] عیدیں ہوں گی اس سے دوسرے دن آریوں

﴿۲۸۲﴾

کے گھر میں دو۲ ماتم ہونگے☆۔ اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہے بلکہ لیکھرام نے خود اپنی کتاب میں نقل کر کے اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دے دی تھی اور اس پیشگوئی کے مقابل پر اُس نے اپنی کتاب میں میری نسبت یہ لکھا کہ میرے پرمیشر نے مجھے یہ الہام کیا ہے کہ یہ شخص (یعنی یہ خاکسار) تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا کیونکہ کذاب ہے۔* لیکھرام کا یہ الہام سہ۳ سالہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب میری موت کی نسبت عبدالحکیم خان نے سہ۳ سالہ الہام شائع کیا ہے غرض میری یہ پیشگوئی لیکھرام کے بالمقابل تھی اور بطور مباہلہ کے تھی اور لیکھرام کی اب تک وہ کتابیں موجود ہیں اور آریوں میں بہت شہرت یافتہ ہیں جن میں لیکھرام نے اپنے پرمیشر کی طرف منسوب کر کے وہ پیشگوئی لکھی ہے ایسا ہی میری پیشگوئی بھی جس میں لیکھرام کی موت کی نسبت چھ۶ سال قرار دئے گئے تھے کئی لاکھ انسانوں میں شہرت پا چکی تھی چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ ہجری میں یہ پیشگوئی درج کی گئی اور وہ عربی کتاب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی ہے کہ وہ چھ۶ سال کے اندر ہلاک ہوگا اور اُس کا جرم یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور بُرے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا۔ یہ کتاب لیکھرام کے مرنے سے پانچ برس پہلے پنجاب اور ہندوستان میں خوب شائع ہوگئی تھی اور پھر اشتہار ۲۲؍ فروری ۱۸۹۳ء میں جو میری کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام کے ساتھ شامل ہے لیکھرام کی موت سے کئی سال پہلے

☆ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا تھا اور جمعہ کے روز عید الفطر تھی اور جمعہ خود اسلام میں عید کا دن ہے گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے دن مسلمانوں کی دو عیدیں ہوں گی اور ان دو۲ عیدوں کے دوسرے دن آریوں کے گھر میں دو۲ ماتم ہوں گے ایک یہ کہ ان کا لیڈر مارا گیا دوسرے یہ کہ ہماری پیشگوئی پوری ہو کر ان کے مذہب کا باطل ہونا ثابت ہوا۔ منہ

* دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۷ و ۳۱۱۔ اور کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱ جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ تین سال کے اندر آپ کا خاتمہ ہوگا اور آپ کی ذریت میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ منہ

﴿۲۸۳﴾

صاف طور پر میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکھرام کا حال ہوگا اور یہ اُس کے قتل کی طرف اشارہ تھا چنانچہ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور اُن دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا کیونکہ اول قاتل نے اُس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور پھر ڈاکٹر نے اُس کے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اُس کی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اُس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا اور اس زمانہ کے ان کھلونے[1] کی طرح تھا۔ جن کی کل دبانے سے آواز نکلتی ہے۔ اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھرام بے جان تھا اور اُس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی اور اس کی آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور سچی محبت اُس کو نصیب نہیں تھی۔ یہ آریوں کا قصور تھا کہ اُس بے جان کو جس میں روحانیت کی جان نہ تھی اور محض مردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔ اِس لئے اس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہوا۔

اس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والوں نے بھی میرے پر حملے کئے چنانچہ پرچہ انیس ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۵؍ مارچ ۱۸۹۳ء میں اخبار مذکور کے ایڈیٹر نے بھی ایک حملہ کیا اور وہ یہ تھا کہ اگر لیکھرام کو تھوڑی سی دردسر یا تپ آیا تو کہہ دیا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ میں نے اس کے جواب میں برکات الدعا میں لکھا کہ اگر ایسی کوئی معمولی بات ہوئی تو میں سزا کے لائق ٹھہروں گا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کا نشان صاف صاف طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ جواب برکات الدعا

[1] نقل مطابق اصل (ناشر)

﴿۲۸۴﴾

کے پہلے صفحہ میں ہی شائع کیا گیا تھا چاہو تو دیکھ لو۔

اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائے گا۔ پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں۔ اول ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعا میں لیکھرام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اُس کے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے **عجل جسد لهٗ خوار. له نصب و عذاب.** یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بے جان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جس میں رُوحانیت نہیں اس لئے اُس کو وہ عذاب دیا جائے گا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھرام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اُس کے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعاء کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ۲/اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملائک **شدّاد و غلاّظ** میں سے ہے وہ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اُس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اُس کو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے☆ تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اُس دوسرے کی سزا کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹائیٹل پیج برکات الدعا

☆ **حاشیہ**۔ اب تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ اور شخص کون ہے اس فرشتہ خونی نے اس کا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا۔ کاش اگر مجھے یاد ہوتا تو اسے میں متنبہ کرتا تا اگر ہو سکتا تو میں اسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا روپ یا یوں کہو کہ اس کا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اس کا مثیل ہے۔ **واللّٰہ اعلم. منه**

مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اس کے بعد ۶؍مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھرام بذریعہ قتل ہلاک ہوگیا اور اُس کی موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعا میں چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔ اور یاد رہے کہ لیکھرام کے مارے جانے کی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ میں نے اُس کے ہلاک ہونے کے لئے دعا کی تھی اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تھا کہ وہ چھ۶ برس کے اندر ہلاک کیا جائے گا۔ اگر وہ حد سے زیادہ زبان درازی نہ کرتا اور علانیہ طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیتا تو چھ۶ برس پورے کر کے مرتا۔ مگر اس کی زبان درازیوں نے وہ مدت بھی پوری ہونے نہ دی اور ایک برس ابھی باقی تھا کہ وہ پنجۂ اجل میں گرفتار ہوگیا۔ اس کے برخلاف ڈپٹی عبداللہ آتھم نے نرمی کا طریق اختیار کیا یہاں تک کہ جب میں اس مباحثہ کے لئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر جاتا تھا تو مجھے دیکھ کر وہ تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور کمینہ طبع عیسائی اُس کو منع کرتے تھے مگر وہ اس تعظیم سے باز نہیں آتا تھا اور نہ صرف اس قدر بلکہ اس نے دجّال کہنے سے جلسۂ عام میں رجوع بھی کیا اور عیسائیوں کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا اس لئے خدا نے میعاد مقررہ سے زیادہ اس کو مہلت دے دی لیکھرام وہ تھا جو اپنی شوخیوں کی وجہ سے اصلی میعاد بھی پوری نہ کر سکا اور عبداللہ آتھم وہ تھا جو اپنے ادب اور نرمی کی وجہ سے علاوہ اصل میعاد کے پندرہ مہینہ تک اور زندہ رہا اور بہرحال پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا خدا نے اس کو مہلت بھی دے دی اور پھر اپنی بات کو بھی نہ چھوڑا یعنی بہرحال اس کی موت کے لئے پندرہ مہینے قائم رہے۔

اور میں نے سید احمد خان کو مخاطب کر کے اپنی کتاب برکات الدعاء میں لکھا تھا کہ لیکھرام کی موت کے لئے میں نے دعا کی ہے اور وہ دُعا قبول ہوگئی ہے سو آپ کے لئے جو قبولیت دعا کے منکر ہیں یہ نمونہ دعائے مستجاب کافی ہے مگر میری اِس تحریر پر ہنسی کی گئی۔ کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور توہین اسلام میں سخت سرگرم تھا اور میں نے اس مُراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کر لیں اشعار میں سید احمد خان کو مخاطب کیا

﴿۲۸۵﴾

اور وہ اشعار یہ ہیں جو میری کتاب برکات الدعا میں درج ہیں اور اُس وقت شائع کئے گئے جب لیکھرام زندہ موجود تھا۔ ﴿۲۸۶﴾

سید احمد خان صاحب سی ایس آئی کی طرف نظم میں ایک خط جو دعا کی قبولیت کا مُنکر تھا

رُوئے دلبر از طلبگاران نمی دارد حجاب	می درخشد درخور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آن رُوئے حسین از غافلان ماند نہان	عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامن پاکش زنخوت ہا نمی آید بدست	ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہِ کُوچۂ یار قدیم	جان سلامت بایدت از خود روی ہا سر بتاب
تا کلامش عقل وفہمِ ناسزایاں کم رسد	ہر کہ از خود گُم شود او یابد آں راہِ صواب
مشکلِ قرآن نہ از ابنائے دنیا حل شود	ذوق آن میداند آن مستے کہ نوشد آن شراب
ایکہ آگاہی ندادندت زانوارِ دروں	درحقِ ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سر وعظ و نصیحت ایں سخنہا گفتہ ایم	تا مگر زیں مرہمے بہ گردد آن زخمِ خراب
از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا	چون علاجِ مَے زِمے وقتِ خمار و التہاب
ایکہ گوئی گر دعا ہارا اثر بودے کجاست	سُوئے من بشتاب بنمایم تراچوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قُدرتہائے حق
قِصّہ کوتہ کُن ببیں از ما دعائے مستجاب☆ (یعنی دُعائے موت لیکھرام)

یہ کل نقل مطابق اصل ہے اور اس میں یہ تشریح درج ہے کہ یہ دعا لیکھرام کی موت کے لئے کی گئی تھی۔ اور کتاب کرامات الصادقین میں ایک شعر لکھا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب ہوگی چنانچہ عید جمعہ کو ہوئی اور لیکھرام شنبہ کے دن مارا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

وَبَشَّـــرَنِـیْ رَبِّـیْ وَقَـالَ مُبَشِّـرًا ستَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَب

☆ دیکھو صفحہ ۲۔۳۔۴ سرورق برکات الدعاء۔ منہ

﴿۲۸۷﴾

یعنی مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا نے بشارت دی اور کہا کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن میں پہچان لے گا اور عید اُس سے قریب ہوگی۔ یہ پیشگوئی کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب واقع ہوگی بعض آریہ سماج والوں کی اخباروں میں چھپ چکی ہے جیسا کہ سماچار میں۔
واضح ہو کہ لیکھرام کی موت کے بارے میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے اور جو شخص اس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اُسے چاہئے کہ اول میری کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام والا اشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعا کی وہ عبارت غور سے پڑھے جس میں مَیں نے سید احمد خان کی طرف لکھا تھا کہ آپ سُن رکھیں کہ میں نے لیکھرام کی موت کے لئے دُعا کی تھی پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مر جائے گا پھر طالبِ حق کو چاہئے کہ اس کے بعد وہ کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے جس میں مَیں نے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھرام کی موت کی نسبت میری دُعا قبول ہو چکی ہے اب اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پرمیشر سے پرارتھنا اور دعا کرو کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جائے اور ایسا ہی طالبِ حق کو چاہئے کہ برکات الدعاء کے اخیر میں میرے اُس کشف کو پڑھے جس میں مَیں نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ میں نے دیکھا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور اُس نے مجھے آکر کہا کہ لیکھرام کہاں ہے☆۔ اور ایک اور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ کہاں ہے اور پھر چاہئے کہ طالبِ حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے جس میں لکھا ہے کہ لیکھرام عید کے دن کے قریب ہلاک ہوگا اور پھر چاہئے کہ طالبِ حق آئینہ کمالاتِ اسلام کا الہام پڑھے جس میں لیکھرام کی نسبت لکھا ہے **عجل جسد له خوار لهٗ نصب و عذاب** یعنی **لہ کمثله نصب و عذاب**. ترجمہ یہ گوسالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ عبارت **لهٗ نصب و عذاب** کی تصریح موافق تفہیم الٰہی یہ ہے کہ **لهٗ کمثلہٖ نصب و عذاب**

☆ خونی فرشتہ کے اس قول سے یہ اشارہ تھا کہ لیکھرام قتل کیا جائے گا۔ منه

﴿۲۸۸﴾

سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اوّل[1] خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور اُس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ دوسرا[2] یہی الہام یعنی **عجل جسدٌ لہ خوار. لہ نصبٌ و عذاب** یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا تیسرا[3] وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھرام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے:

الا اے دشمنِ نادان و بیراہ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ

یعنی اے لیکھرام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیوں نہیں ڈرتا۔ اب ہم وہ کل اشعار اس جگہ لکھ دیتے ہیں جن میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے اور نیچے اُن کے لیکھرام پشاوری کی نعش کی وہ تصویر لکھ دیں گے جو خود آریہ صاحبوں نے شائع کی اور ہمیں اُس بدقسمت لیکھرام کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کر کے آخر اُس نے جواناں مرگ جان دی۔ اور وہ قریباً دو ماہ تک قادیان میں بھی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اس کی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اس کی طبیعت کو خراب کر دیا۔ اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور امور غیبیہ کھلتے ہیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا مگر قادیان کے بعض شریر الطبع لوگوں نے اُس کے دل کو خراب کر دیا اور میری نسبت بھی اُن نالائق ہندوؤں نے بہت کچھ جھوٹی باتیں اُس کو سُنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے پس ان بد صحبتوں کی وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا مگر جہاں تک میرا خیال ہے ابتدا میں اس کی ایسی ردّی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہے کہ اپنے مذہب کی پابندی میں بپابندی حق پرستی و انصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھے ملا

﴿۲۸۹﴾ اور میں وضو کر رہا تھا اور وہ نمستے کر کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا مجھے افسوس ہے کہ اُس وقت نماز کی وجہ سے میں اُس سے بات نہ کر سکا اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے ہندوؤں نے اُس کو میری باتیں سُننے کا موقع نہ دیا اور محض افترا سے اس کو جوش دلایا اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون اُن کی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحّص کے متاثر ہو جاتا تھا اِسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُس کو ایک گوسالہ سے مشابہت دی بہرحال ہم اُس کی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا وہ پورا ہونا ضروری تھا ہم ان اشعار کے نیچے جو ذیل میں لکھیں گے پنڈت لیکھرام کی اُس نعش کی تصویر دکھائیں گے جو آریہ صاحبوں نے شائع کی ہے یہ اُس وقت کی تصویر ہے جبکہ وہ مقتول ہونے کے بعد ارتھی پر رکھا گیا تھا اور ایک جماعت کثیر اُس کے ساتھ تھی یہ تصویر ہم نے اِس رسالہ میں اِس لئے شائع کی ہے تا اگر ممکن ہو تو کوئی اِس حالت سے عبرت پکڑے اور مذہبی مباحثات میں وہ طریق اختیار نہ کرے جو خدا کو پسند نہیں۔ اِس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بغض نہیں ہے اگرچہ میں لیکھرام کے معاملہ میں اِس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اُس کے لئے دُعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی اُس کے لئے ضروری نہ تھا کہ اس بلا کے ردّ کرانے کے لئے مُسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اِس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے مُنہ کو روک لیتا اور اس کی طرف سے یہ صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ کو بغیر کامل علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا اور دوسرے تمام انبیاء علیھم السلام کو بھی گالیاں دیتا تھا اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلادِ یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرار پنڈت دیانند اُس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بُت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خدا کی

﴿۲۹۰﴾ توحید قائم نہیں رہی تھی اور اسی نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے قائم کیا اور زمین پر خدا کے جلال اور عظمت کا سکہ جمایا اور ہزار ہا نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی اور اب تک اُس کے معجزات ظہور میں آ رہے ہیں۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بُت پرستی کو نابود کرنے والا اور نئے سرے توحید کو قائم کرنے والا تھا گندی گالیوں سے یاد کیا جاوے؟ اور کبھی بھی بس نہ کیا جاوے! بازاروں میں گالیاں دیں؟ عام مجمعوں میں گالیاں دیں؟ ہر ایک کُوچہ وگلی میں گالیاں دیں؟ خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت کریم ورحیم ہے مگر آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے۔ معاملہ آخرت کا ابھی مخفی ہے مگر ایسے مذہب کو ضرور خدا کی طرف سے کہنا پڑتا ہے جو زندہ خدا کے زندہ نشان دکھاتا ہو انسان ہر ایک عمدہ تعلیم کی نقل اُتار سکتا ہے مگر خدا کے نشانوں کی نقل نہیں اُتار سکتا۔ پس اس معیار کی رُو سے آج رُوئے زمین پر زندہ مذہب صرف اسلام ہے مگر باوجود اس کے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہندوؤں کے پیشوا اور اَوتار کاذب اور مکّار تھے اور نہ (نعوذ باللہ) ہم اُن کو گالیاں دیتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ کوئی آباد بستی اور ملک نہیں جس میں اُس نے کوئی نبی نہ بھیجا ہو جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ[1] یعنی کوئی ایسی اُمّت نہیں جس میں خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو مگر ہم اس عقیدہ کو سمجھ نہیں سکتے کہ باوجود خدا کے وسیع بلاد اور اقالیم کے جو سب اُس کی ہدایت کے محتاج ہیں اور سب اُس کے بندے ہیں پھر بھی خدا تعالیٰ کا قدیم سے آریہ ورت سے ہی تعلق رہا اور دوسری قومیں اُس کی براہ راست ہدایت سے محروم رہی ہیں۔ خدا کا موجودہ قانون بھی ہم اُس کے برخلاف پاتے ہیں وہ... دوسرے ممالک میں اب بھی اپنی وحی اور الہام سے اپنے وجود کا پتہ دیتا ہے اپنے بندوں کی نسبت خدا کی طرف سے یہ پکش پات اور طرفداری اُس کی ذات کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی جو شخص اُس کی طرف دل اور جان سے رجوع

[1] فاطر:۲۵

﴿۲۹۱﴾ کرے وہ بھی اُس کی طرف رجوع برحمت کرتا ہے خواہ ہندی ہو اور خواہ عربی وہ کسی کو ضائع کرنا نہیں چاہتا اُس کی رحمت عام ہے کسی خاص ملک سے محدود نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جسمانی طور پر بھی خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہر ایک جگہ پائی جاتی ہیں ہر ایک ملک میں پانی موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہے۔ ہر ایک ملک میں اناج موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہے ہر ایک ملک میں وہ نعمتیں موجود ہیں جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہیں تو پھر جبکہ خدا نے جسمانی طور پر اپنے فیضان میں کسی قوم اور ملک سے فرق نہیں کیا تو کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ روحانی طور پر اُس نے فرق کیا ہے اُس کے سب بندے ہیں کیا کالے اور کیا گورے اور کیا ہندی اور کیا عربی۔ پس یہ غیر محدود صفات والا خدا کسی تنگ دائرہ میں محدود نہیں ہو سکتا اور اُس کو محدود کرنا تنگ ظرفی اور نادانی ہے۔

اب ہم وہ اشعار ذیل میں لکھتے ہیں جن میں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی پیشگوئی ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں یہ اشعار اُس کے مارے جانے سے پانچ برس پہلے طبع ہو کر تمام پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں اور وہ یہ ہیں اور اُن کے آخر میں لیکھرام کی نعش کی تصویر چسپاں کی گئی ہے۔

اشعار

عجب نُورے است در جانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

زظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آن ناکسان را — کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زان سینہ بیزار ست صد بار — کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

﴿۲۹۲﴾

خدا خود سوزد آن کرمِ دنی را کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستئ نفس بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت بشواز دل ثنا خوانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ دلم ہر وقت قُربانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ
درین رہ گر کُشندم ور بسوزند نتابم رُوزِ ایوانِ محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بُریدن بیادِ حُسن و احسانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من کہ دیدم حُسن پنہانِ محمدؐ
دگر اُستاد را نامے ندانم کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ
مرا آن گوشہء چشمے بباید نخواہم جُز گلستانِ محمدؐ
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
من آں خوش مُرغ از مرغانِ قدسم کہ دارد جا بہ بُستانِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ نباشد نیز شایانِ محمدؐ

﴿۲۹۳﴾

چہ ہیبت ہا بداوند ایں جواں را کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
رہِ مولےٰ کہ گم کردند مردم بجو در آل و اعوانِ محمدؐ

الا اے دشمنِ نادان و بے راہ بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگرز غلمانِ محمدؐ☆

☆ لیکھرام نے بار بار مجھے لکھا تھا کہ میں کرامت دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنی کتابوں میں بھی بار بار بیان کیا تھا کہ مجھے کرامت دکھلاؤ مگر خدا تعالیٰ جو حکیم ہے ہر ایک کے مناسب حال اس کو کرامت دکھاتا ہے۔ پس چونکہ لیکھرام کی زبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے میں چھری کی طرح چلتی تھی اور اپنی زبان سے



ہزار ہا دل اس نے زخمی کر دیئے تھے اس لئے خدا نے چھری کا ہی نشان دکھلایا اور اس کی بدزبانی ایک چھری مجسم ہو کر اس کے اندر داخل ہوئی اور انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہی خدا کا قہری نشان ہے جو سن سکتا ہے وہ سنے! اور جب وہ زندہ تھا یہ بھی کہتا تھا کہ میں قبول نہیں کروں گا جب تک کوئی ستارہ آسمان سے نہ گرے۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں آریہ قوم کا ستارہ جانتا تھا اور قوم بھی اس کو ستارہ بیان کرتی تھی اس لئے وہ ستارہ گرا اور آریوں کے لئے اس کا گرنا بہت سخت ہوا جس سے ہر ایک گھر میں ماتم برپا ہو گیا۔ منہ

﴿۲۹۴﴾

۱۲۶۔نشان۔ لودہانہ میں ایک صاحب میر عباس علی نام تھے جو بیعت کرنے والوں میں داخل تھے چند سال تک انہوں نے اخلاص میں ایسی ترقی کی کہ اُن کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک دفعہ الہام ہوا **اصلھا ثابتٌ و فرعُھا فی السمآء** اس الہام سے صرف اس قدر مطلب تھا کہ اُس زمانہ میں وہ راسخ الاعتقاد تھے اور ایسے ہی انہوں نے اُس زمانہ میں آثار ظاہر کئے کہ اُن کے لئے بجز میرے ذکر کے اور کوئی ورد نہ تھا اور ہر ایک میرے خط کو نہایت درجہ متبرک سمجھ کر اپنے ہاتھ سے اُس کی نقل کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور اگر ایک خشک ٹکڑا بھی دستر خوان کا ہو تو متبرک سمجھ کر کھاجاتے تھے اور سب سے پہلے لدھیانہ سے وہی قادیان میں آئے تھے ایک مرتبہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھایا گیا کہ عباس علی ٹھوکر کھائے گا اور برگشتہ ہو جائے گا وہ میرا خط بھی اُنہوں نے میرے ملفوظات میں درج کر لیا بعد اس کے جب اُن کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ کو کہا کہ مجھ کو اس کشف سے جو میری نسبت ہوا بڑا تعجب ہوا کیونکہ مَیں تو آپ کے لئے مرنے کو تیار ہوں میں نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ کے لئے مقدر ہے وہ پورا ہوگا۔ بعد اس کے جب وہ زمانہ آیا کہ میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ اُن کو ناگوار گذرا۔ اول دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہے بعد اس کے اس مباحثہ کے وقت کہ جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سے لدھیانہ میں میری طرف سے ہوا تھا اور اس تقریب سے چند دن اُن کو مخالفوں کی صحبت بھی میسر آ گئی تو نوشتۂ تقدیر ظاہر ہو گیا اور وہ صریح طور پر بگڑ گئے اور پھر ایسے بگڑے کہ وہ یقین دل کا اور وہ نورانیت مُنہ کی جو تھی وہ سب جاتی رہی اور ارتداد کی تاریکی ظاہر ہو گئی اور مُرتد ہونے کے بعد ایک دن وہ لدھیانہ میں پیر افتخار احمد صاحب کے مکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کا اور ہمارا اس طرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک حجرہ میں ہم دونوں بند کئے جائیں اور دس دن تک بند رہیں پھر جو جھوٹا ہوگا مر جائے گا میں نے کہا میر صاحب ایسی خلاف شرع آزمائشوں کی کیا ضرورت ہے کسی نبی نے خدا کی آزمائش نہیں کی مگر مجھے اور آپ کو خدا

﴿۲۹۵﴾

دیکھ رہا ہے وہ قادر ہے کہ بطور خود جھوٹے کو سچے کے روبرو ہلاک کر دے اور خدا کے نشان تو بارش کی طرح برس رہے ہیں اگر آپ طالب صادق ہیں تو قادیان میں میرے ساتھ چلیں جواب دیا کہ میری بیوی بیمار ہے میں جا نہیں سکتا اور شائد یہ جواب دیا کہ کسی جگہ گئی ہوئی ہے یاد نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ اب بس خدا کے فیصلہ کے منتظر رہو پھر اُسی سال میں وہ فوت ہو گئے اور کسی حجرہ میں بند کئے جانے کی ضرورت نہ رہی پس یہ خوف کا مقام ہے کہ آخر عباس علی کا کیا انجام ہوا اور اس قدر ترقی کے بعد ایک ہی دَم میں تنزل کے گڑھے میں پڑ گیا۔ اور اُس کے حالات سے یہ تجربہ ہوا کہ اگر کسی شخص کی نسبت خوشنودی کا بھی الہام ہو تو بسا اوقات خوشنودی بھی کسی خاص وقت تک ہوتی ہے۔☆ یعنی جب تک کہ کوئی خوشنودی کے کام کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں کافروں پر جا بجا غضب ظاہر فرماتا ہے اور جب اُن میں سے کوئی مومن ہو جاتا ہے تو معاً وہ غضب رحمت کے ساتھ بدل جاتا ہے اور اسی طرح کبھی رحمت غضب کے ساتھ بدل جاتی ہے اِسی وجہ سے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بہشتیوں کے اعمال بجا لاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے اور دراصل قضا و قدر میں وہ جہنمی ہوتا ہے تو آخر کار کوئی ایسا عمل یا کوئی ایسا عقیدہ اس سے سرزد ہو جاتا ہے کہ وہ جہنم میں ڈالا جاتا ہے اِسی طرح ایک شخص بہشتی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اُس میں اور جہنم میں صرف ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے اور آخر کار اُس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور پھر وہ نیک عمل بجا لانا شروع کرتا ہے اور اسی پر اُس کی موت ہوتی ہے اور بہشت میں داخل کیا جاتا ہے اور اس پیشگوئی کی سچائی کا یہ ثبوت ہے جس سے کوئی مخالف انکار نہیں کر سکتا کہ وہ کتاب میر

☆ اسی لئے ہر وقت نماز میں یہ دعا خدا تعالیٰ نے سکھلائی ہے (اور فرض کر دی ہے کہ اس کے بدوں نماز نہیں ہو سکتی) کہ غیر المغضوب علیھم یعنی ایسا نہ ہو کہ ہم منعم علیہ ہونے کے بعد مغضوب علیہ ہو جاویں۔ پس ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ منہ

عباس علی کی جس میں اُس نے اپنے ہاتھ سے میری یہ پیشگوئی لکھی ہے (جو پوری ہوگئی) وہ اب تک موجود ہے اور میں نے اُس کی وفات کے بعد اُس کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے (جو سر سے پیر تک سیاہ ہیں) اور مجھ سے قریباً سو قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور مجھ سے مدد کے طور پر کچھ مانگتا ہے میں نے جواب دیا کہ اب وقت گذر گیا اب ہم میں اور تم میں بہت فاصلہ ہے تو میرے تک پہنچ نہیں سکتا۔ ﴿۲۹۶﴾

۱۲۷۔نشان۔ ایک شخص سہج رام نام امرت سر کی کمشنری میں سررشتہ دار تھا اور پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سررشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی بحث رکھا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا اور امتحان میں پاس ہوگئے تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے ایک دن مَیں اپنے چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا صفحہ اُلٹانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور میں نے دیکھا کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنے والوں کی طرح دانت نکالے ہوئے میرے سامنے آکھڑا ہوا جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرا دو میں نے اس کو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اسی وقت یہ شخص فوت ہوگیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی۔ بعد اس کے میں نیچے اُترا۔ اور میرے بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی نوکری کے بارہ میں باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ اگر پنڈت سہج رام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے ان سب نے میری بات سُن کر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو دوسرے دن یا تیسرے دن خبر آگئی کہ اُسی گھڑی سہج رام ناگہانی موت سے اِس دنیا سے گذر گیا۔

۱۲۸۔نشان۔ ۱۱رفروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی جس کے

یہ الفاظ تھے ’’پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔‘‘ اُس کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور یہ حکم بنگالیوں کی دل شکنی کا باعث اس قدر ہوا تھا کہ گویا اُن کے گھروں میں ماتم پڑ گیا تھا اورانہوں نے تقسیم بنگالہ کے رُک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف ﴿۲۹۷﴾ اس کے یہ نتیجہ ہوا کہ اُن کا شوروغوغا گورنمنٹ کے افسروں نے پسند نہ کیا اوراُن کی نسبت ان افسروں کی طرف سے جو کچھ کارروائیاں ہوئیں ہمیں اس جگہ اُس کی تفصیل کی بھی ضرورت نہیں۔ خاص کر فلر لفٹنٹ گورنر کو انہوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اُن ایّام میں کہ بنگالی لوگ اپنے افسروں کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھا رہے تھے۔ اور سر فلر کے انتظام سے جاں بلب تھے مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی چنانچہ میں نے اِس پیشگوئی کو انہیں دنوں میں شائع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اِس طرح پر پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹنٹ گورنر فلر صاحب جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آ گئے تھے اور اس قدر شاکی تھے کہ اُن کی آہیں آسمان تک پہنچ گئی تھیں یکدفعہ مستعفی ہوگیا وہ کاغذات شائع نہیں کئے گئے جن کی وجہ سے استعفا دیا گیا۔ مگر فلر صاحب کے استعفٰی پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے جیسا کہ بنگالی اخباروں سے ظاہر ہے وہ سب سے بڑھ کر گواہ اِس بات پر ہے کہ بنگالیوں نے فلر کی علیحدگی میں اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفٰی دینے سے اُن کی خوشی کے جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اِس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ درحقیقت فُلر کی علیحدگی سے اُن کی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہوگئی ہے اور یہ کہ انہوں نے فُلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے پس فُلر کے استعفٰی میں جس غرض کو کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ کیا ہے وہ غرض بنگالیوں کی بے حد خوشیوں سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سے بڑھ کر پیشگوئی کے پورا ہونے کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیوں

نے اپنی دلجوئی اس کارروائی میں خود مان لی ہے اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے۔ اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں ہی شائع نہیں ہوئی تھی بلکہ پنجاب کے بہت سے اخباروں نے اس کو شائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود بنگالہ کے بعض نامی اخباروں نے اِس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔ ﴿۲۹۸﴾

اور ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے یہ ہے کہ **امرت بازار پترکا** کلکتہ کا انگریزی اخبار جو بنگالیوں کا سب سے زیادہ مشہور اخبار ہے لکھتا ہے جس کے فقرہ ذیل کو اخبار **سول اینڈ ملٹری** گزٹ لاہور نے ۲۲؍اگست ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے۔ ''یہ اغلب ہے کہ اس کا یعنی فلر کا جانشین (نیا لفٹنٹ گورنر) خاص دلجوئی کی پالیسی اختیار کرے گا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ عین ہمارے مقصد کے مطابق ہے۔

اخبار مذکور کے اس فقرہ سے بھی ظاہر ہے کہ اُس نے اس بارہ میں اپنے اطمینان ظاہر کی ہے کہ ضرور ہی لفٹنٹ گورنر کا یہ فرض ہوگا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کرتا رہے۔ پس اخبار مذکور بھی پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک شہادت ہے۔

پھر آخر میں ہم اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ایک اور زبردست دلیل لکھتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک انگریز افسر جو پچاس ۵۰ سال گورنمنٹ کے ایک ممتاز عہدہ پر رہا ہے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۶ء میں ایک لمبی چٹھی کے اثناء میں جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سرفُلر کا استعفٰی عین بنگالی بابوؤں کے منشاء کے مطابق ہے لکھتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس کے یعنی فُلر کے جانشین کو یہ حکم (حکام بالا سے) ملا ہے اور اُس نے اُس کو قبول کیا ہے کہ شر انگیز بابوؤں کے ساتھ دلجوئی کا طریق اختیار کرے۔

اب دیکھو کہ کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی خدا تازہ بتازہ اپنے نشان دکھلاتا جاتا ہے آہ! کیسے غافل دل ہیں کہ پھر قبول نہیں کرتے ہم اِن متواتر نشانوں سے ایسے

یقین سے بھر گئے ہیں جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے مگر افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اِس آبِ زلال سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوا۔اس بد قسمتی کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

﴿۲۹۹﴾ کوئی قوم نہیں جس میں میرے نشان ظاہر نہیں ہوئے۔اور کوئی فرقہ نہیں جو میرے نشانوں کا گواہ نہیں۔اگر ان نشانوں کے گواہ دس۱۰ کروڑ بھی کہیں تو کچھ مبالغہ نہیں ہوگا مگر مخالفوں کے حال پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا اگر یہ نشان جو اُن کو دکھلائے گئے حضرت عیسیٰ بن مریم کے وقت میں یہودیوں کو دکھلائے جاتے تو وہ ضربت **علیھم الذلّۃ** کے مصداق نہ ہوتے۔اور اگر لوط کی قوم ان نشانوں کا مشاہدہ کرتی تو وہ ایک بھاری زلزلہ سے زمین کے نیچے نہ دبائی جاتی۔مگر افسوس اُن دلوں پر کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوئے اور ہر ایک تاریکی سے زیادہ اُن کے دل کی تاریکی بڑھ گئی اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ زمانہ نے ہر ایک دنیوی سامان میں ترقی کی ایسا ہی کفر اور بے ایمانی میں بھی ترقی کی۔پس یہ ترقی یافتہ کفر چاہتا ہے کہ کوئی معمولی عذاب اُن پر نازل نہ ہو بلکہ وہ عذاب نازل ہو جو ابتدائے دنیا سے آج تک کبھی نازل نہیں ہوا۔ بہرحال ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ جس روشنی کو مخالفوں نے قبول نہیں کیا اور اندھے رہے وہی روشنی ہماری بصارت اور معرفت کی زیادت کا موجب ہوگئی۔

شَرِبْنَا مِنْ عُیُوْنِ اللّٰہِ مَاءً ا	بِوَحْیٍ مُشْرِقٍ حَتّٰی رَوِیْنَا
ہم نے خدا کے چشموں سے ایک پانی پیا	جو روشن وحی کا پانی ہے یہاں تک کہ ہم سیراب ہوگئے
رَأَیْنَا مِنْ جَلَالِ اللّٰہِ شمسًا	فَاٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا
ہم نے خدا کی بزرگی کا ایک آفتاب دیکھا	پس ہم ایمان لائے اور یقین کے ساتھ تصدیق کی
تَجَلَّتْ مِنْہُ آیٌ فِیْ قَطِیْعِیْ	وَاُخْرٰی فِیْ عَشَائِرِ کَافِرِیْنَا
اس کے ایک قسم کے نشان تو میری جماعت میں ظاہر ہوئے	اور دوسری قسم کے نشان کافروں کے گروہ میں ظہور پذیر ہوئے

۱۲۹۔ نشان۔مولوی رُسل بابا امرت سری جس نے میرے مقابل پر محض بیہودہ اور لغو طور پر

رسالہ حیات المسیح لکھا تھا اس کا یہ مقولہ تھا کہ اگر یہ طاعون مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے تو کیوں مجھ کو طاعون نہیں ہوتی۔ آخر وہ طاعون سے پکڑا گیا اور اُس کے عین طاعون کے دنوں میں جمعہ کے روز مجھ کو الہام ہوا **یموت قبل یومی ھٰذا** یعنی آئندہ جمعہ سے پہلے مرجائے گا چنانچہ وہ آئندہ جمعہ سے پہلے ۸؍دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۱/۲ ۵ بجے صبح کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا الہام اس کی موت سے پہلے شائع کیا گیا تھا اور الحکم میں بھی شائع ہو چکا ہے پھر ساتھ ہی مجھے یہ الہام ہوا **سلام علیک یا ابراھیم. سلام علٰی امرک. صرت فائزا.** یعنی اے ابراہیم تیرے پر سلام تو فتح یاب ہو گیا۔ ﴿۳۰۰﴾

۱۳۰۔نشان۔ میں نے اپنے رسالہ انجام آتھم میں بہت سے مخالف مولویوں کا نام لے کر مباہلہ کی طرف اُن کو بُلایا تھا اور صفحہ ۶۶ رسالہ مذکور میں یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی اِن میں سے مباہلہ کرے تو میں یہ دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو اور کوئی بے وقت موت سے مر جائے اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے چنانچہ ان میں سے رشید احمد گنگوہی نے صرف **لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین** نہیں کہا بلکہ اپنے ایک اشتہار میں مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے آخر نتیجہ اِس کا یہ ہوا کہ تمام بالمقابل مولویوں میں سے جو باون (۵۲) تھے آج تک صرف بیس زندہ ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار، باقی سب فوت ہو گئے مولوی رشید احمد اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جیسا کہ مباہلہ کی دعا میں تھا مولوی شاہ دین دیوانہ ہو کر مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا اور جو زندہ ہیں اُن میں سے کوئی بھی آفات متذکرہ بالا سے خالی نہیں حالانکہ ابھی انہوں نے مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا۔

۱۳۱۔نشان۔ ناظرین میرے اس رسالہ میں پڑھیں گے کہ ایک دفعہ میں نے بسمبر داس برادر شرمپت کھتری کے بارہ میں ایک پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس مقدمہ فوجداری سے جو اُس پر بنا تھا بَری تو نہیں ہوگا مگر نصف قید رہ جائے گی۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جب بسمبر داس نصفؔ قید بھگت کر رہا ہوگیا جیسا کہ پہلے سے پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا تو اُس کے وارثوں نے خلاف واقعہ طور پر یہ مشہور کر دیا کہ بسمبر داس بَری ہو گیا۔ رات کا وقت تھا اور میں اپنی بڑی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا جب ایک شخص علی محمد نام مُلّا ساکن قادیان نے مسجد میں آکر یہ بیان کیا کہ بسمبر داس بَری ہو گیا ہے اور بازار میں اُس کو مبارکبادیاں مِل رہی ہیں تو مجھے یہ خبر سُنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل میں بیقراری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اِس بات پر حملہ کریں گے کہ تم نے تو یہ خبر دی تھی کہ بسمبر داس بَری نہیں ہوگا اب دیکھو وہ تو بَری ہو گیا۔ مجھے اِس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہوگئی اور جب میں نماز میں کسی رکعت کے بعد سجدہ میں گیا تو اُس وقت میرا اضطرار نہایت تک پہنچ گیا تھا۔ تب سجدہ کی حالت میں ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا **لا تخف. انک انت الاعلٰی.** یعنی کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہے۔ پھر میں منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوگی مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا میں بار بار اسی شرمپت سے پوچھتا تھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ بسمبر داس بَری ہو گیا؟ تو وہ یہی جواب دیتا تھا کہ وہ درحقیقت بَری ہو گیا ہے مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور اس گاؤں میں جس سے میں دریافت کرتا وہ یہی کہتا تھا کہ ہم نے بھی سُنا ہے کہ وہ بَری ہو گیا ہے اسی طرح قریباً چھ۶ ماہ گذر گئے یا کچھ کم وبیش اور شریر لوگ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے جیسا کہ اُن کی قدیم سے عادت ہے مگر شرمپت نے کوئی ٹھٹھا اور ہنسی نہیں کی جس سے مجھے یقین ہوا کہ اب تو اُس نے شرافت کا برتاؤ مجھ سے کیا ہے مگر پھر بھی میں اُس کے روبرو نادم ہوتا تھا کہ اس قدر تاکید سے میں نے اُس کو اُس کے بھائی کے بَری نہ ہونے کی خبر دی تھی اور اب یہ صورت پیش آئی

﴿۳۰۱﴾

لیکن تاہم اپنے خدا پر میرا پختہ ایمان تھا اور مجھے یقین تھا کہ خدا کوئی نظارۂ قدرت دِکھلائے گا اور ممکن ہے کہ بَری ہونے کے بعد پھر ماخوذ ہو جائے مگر یہ مجھے خبر نہ تھی کہ خود یہ خبر بریّت ہی ایک بناوٹ ہے۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے کے قریب بٹالہ کا ایک تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے بطور دورہ قادیان میں آیا کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر آ گیا اور ابھی گھوڑے پر سے نہیں اُترا تھا کہ چند ہندو جیسا کہ ان کی رسم ہے اُس کو سلام کرنے کے لئے آ گئے اور اُن میں بسمبر داس بھی تھا تب تحصیلدار نے بسمبر داس کو دیکھ کر کہا کہ بسمبر داس ہم اس سے خوش ہوئے کہ تم نے قید سے رہائی پائی۔ مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے میں نے تو اِس بات کو سنتے ہی سجدہ شکر کیا اور فی الفور شرمپت کو بلایا کہ تو کس لئے اتنی مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ بسمبر داس بَری ہو گیا اور مجھے ناحق دُکھ دیا۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں رشتوں اور ناطوں کے وقت ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور کسی بدچلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہو جاتی ہیں سو اِسی معذوری سے میں خلاف واقعہ کہتا رہا اور خلاف واقعہ شہرت دی۔ ﴿۳۰۲﴾

۱۳۲۔نشان۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے وقت ہم مع اپنے تمام اہل عیال کے باغ میں چلے گئے تھے اور ایک میدان ہماری زمین کا جس میں پانچ ہزار آدمی کی گنجائش ہوسکتی تھی ہم نے سونے کے لئے پسند کیا اور اس میں دو خیمے لگائے اور ارد گرد قناتوں سے پردہ کرا دیا مگر پھر بھی چوروں کا خطرہ تھا کیونکہ جنگل تھا اِس کے قریب ہی بعض دیہات میں نامی چور رہتے ہیں جو کئی مرتبہ سزا پا چکے ہیں ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کے لئے پھرتا ہوں جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اُس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں

تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہیں۔ پھر بعد اس کے الہام ہوا **امن است درمقامِ محبت سرائے ما**۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اردگرد کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصہ تھا۔ جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا۔ اور بہت سی پیاز اُس نے توڑی اور ایک ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اُس کو دس۱۰ آدمی بھی پکڑ نہ سکتے۔ اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُس کو پکڑا ہوا نہ ہوتا دوڑنے کے وقت ایک گڑھے میں پیر اُس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اُٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے اور اس طرح پر سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے ہی سزایاب ہو گئے بعد اس کے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں ہے جس میں ہم دن کے وقت رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلہ سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پر فرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔☆ ﴿۳۰۳﴾

۱۳۳۔ **نشان**۔ میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تا ہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ براہین کے صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جس پر ۲۵ برس گذر گئے اور وہ یہ ہے:۔

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain. I shall hlep you. I can, what I will do, We can, what we will do۔ God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

☆ اس پیشگوئی کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور تمام جماعت کے لوگ ہیں کہ جو باغ میں میرے ساتھ تھے۔ منہ

«۳۰۴»

آئی لَوْ یُو ۔آئی ایم وِد یُو ۔یس آئی ایم ہیپی ، لائف آف پین ۔آئی شیل ہیلپ یُو ۔آئی کین واٹ آئی وِل ڈو۔وی کین واٹ وی وِل ڈو، گوڈ اِز کمنگ بائی ہز آرمی ۔ہی اِزْ وِد یُو ٹُو ،کل اینمی ۔دی ڈیز شیل کم وَیْن گوڈ شیل ہیلپ یُو ۔گلوری بی ٹو دِی لارڈ۔گوڈ میکر آف اَرتھ اینڈ ہَیوَن۔☆

(ترجمہ) میں تم سے محبت کرتا ہوں ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ ہاں میں خوش ہوں ۔ زندگی دُکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔

یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک نے کی حالانکہ میں انگریزی خوان نہیں ہوں اور بکلّی اس زبان سے ناواقف ہوں مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آئندہ وعدوں کو اس ملک کی تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دُکھ اور تکلیف کی ہے میں اس کو دور کروں گا اور میں تمہاری مدد کروں گا۔ اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک کروں گا اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصہ پورا ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزارہا انسان دل و جان سے میری بیعت میں داخل

☆ **حاشیہ**۔ چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سُرعت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔مثلاً یہ آیت اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ[1] انسانی نحو کی رو سے ان ھٰذین چاہیے۔ **منہ**

[1] طٰهٰ: ۶۴

﴿۳۰۵﴾ ہو گئے ہیں۔ اس پیشگوئی کے وقت میں کون جانتا تھا کہ کس وقت اس قدر نصرت آئے گی سو یہ عجیب پیشگوئی ہے جس کے الفاظ بھی ایک نشان ہیں یعنی انگریزی عبارت اور معانی بھی نشان ہیں کیونکہ ان میں آئندہ کی خبر ہے

۱۳۴۔نشان- براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۳ میں اس نشان کا مفصل ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں۔ چنانچہ یہ الہام بھی اُنہیں آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اُس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس[20] روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئیں گے۔ چنانچہ ڈاک خانہ میں اپنا ایک معتبر بھیجا گیا وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے اِس خبر کے سُننے سے بہت حیرانی ہوئی کیونکہ میں آریوں کو اس پیشگوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس[21] روپے آئیں گے اور اُن کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اِس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کی اِس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خان سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعاً نومیدی ہوگئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقعہ مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ یک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔ بست و یک آئے ہیں اس میں شک نہیں۔ مَیں نے آریوں کو یہ الہام سُنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹ ماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں بعد اس کے اتفاقاً ایک آریہ اُن آریوں میں سے ڈاک خانہ میں گیا اور اُس کو ڈاک منشی نے اُس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ دراصل بیس[20] روپے آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے مُنہ سے

نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۶؍ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا تھا جس دن یہ الہام ہوا۔ پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی تا اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

۱۳۵۔نشان- ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس۲۰ سال سے مجھے دامن گیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے **نزلت الرحمة علٰی ثلٰث. العین وعلی الاُخریین** یعنی تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی۔ ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور اُن کی تصریح نہیں کی۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ بیس۲۰ برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستر۷۰ برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کی وحی میں دیا گیا تھا۔

۱۳۶۔نشان- مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اِس حالت میں مجھے الہام ہوا **تُرَدُّ الیک انوار الشّباب**۔ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے۔ بعد اس کے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہوا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ میں ہر روز دو۲ دو۲ جزو نو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف

﴿۳۰۷﴾ کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آ گیا ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرتِ پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں اُسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے میں نے ان کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القاء کیا گیا کہ ابتداء سے مسیح موعود کے لئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے گا۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں۔ انبیاء علیھم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مُراد دو بیماریاں ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ (۱) وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اُترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے گا (۳) اور نیز یہ کہ کافر اُس کے دم سے مریں گے (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دے گا کہ گویا غسل کر کے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اُس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں گے (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا (۶) اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑے گا (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کرے گا اور اُس کی اولاد ہوگی (۹) اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجّال کا قاتل ہوگا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔ **وتلک عشرۃ کاملۃ۔**

پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور

علامت کے مسیح موعود کے جسم کو اُن کا روزِ ازل سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا۔ تا اس کی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو۔

اور دو فرشتوں سے مُراد اس کے لئے دو قسم کے غیبی سہارے ہیں جن پر ان کی اتمام حجت موقوف ہے (۱) ایک وَھبی علم متعلق عقل اور نقل کے ساتھ اتمام حجت جو بغیر کسب اور اکتساب کے اُس کو عطا کیا جائے گا (۲) دوسری اتمام حجت نشانوں کے ساتھ جو بغیر انسانی دخل کے خدا کی طرف سے نازل ہوں گے اور دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُس کا اُترنا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی ترقی کے لئے غیب سے سامان میسر ہوں گے اور اُن کے سہارے سے کام چلے گا۔ اور میں اس سے پہلے ایک خواب بیان کر چکا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے جس کا قبضہ تو میرے ہاتھ میں ہے اور نوک اُس کی آسمان میں ہے اور میں دونوں طرف اُس کو چلاتا ہوں اور ہر ایک طرف چلانے سے صدہا انسان قتل ہوتے جاتے ہیں جس کی تعبیر خواب ہی میں ایک بندہ صالح نے یہ بیان کی کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے اور دہنی طرف سے مُراد وہ اتمام حجت ہے جو بذریعہ نشانوں کے ہوگا اور بائیں طرف سے وہ اتمام حجت مُراد ہے جو بذریعہ عقل اور نقل کے ہوگا اور یہ دونوں طور کا اتمام حجت بغیر انسانی کسب اور کوشش کے ظہور میں آئے گا۔

اور کافروں کو اپنے دم سے مارنا اِس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کے نفس سے یعنی اُس کی توجہ سے کافر ہلاک ہوں گے اور مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح آبِ غسل کے قطرے اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کشف کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اس کو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہے گا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور اُس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اس میں کوئی خارق عادت امر ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ کیا

﴿۳۰۹﴾ لوگوں نے اِس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اُترے فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے مُنہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اُس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکنے کے معنے جو مَیں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تھے تو کیا اِس سے کڑے ہی مُراد تھے؟ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتے دیکھیں تو کیا اس سے گائیاں ہی مُراد تھیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اِن کے اور معانی تھے۔ پس اِسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کر کے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ بہت توبہ کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہوگا اور ہمیشہ اُس کا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہے گا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اُس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ وقت اُس نہر میں غسل کرے تو کیا اُس کے بدن پر مَیل رہ سکتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ اِسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور استغفار اور دعا اور تضرّع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اُس کے نفس پر بھی گناہوں کی مَیل نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اِس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنے ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کونسی کوئی خاص خوبی ہے۔ اِس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں۔ افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی کھینچ کر لے جاتے ہیں اور یہود کی طرح

اسرار اور حقائق سے نا آشنا ہیں۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجّال بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ دجّال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہرحال یہ حدیث قابلِ تاویل ہے اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجّال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اُس کے گرد طواف کرے گا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کرے گا جس کی تمثّلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اس چور کو پکڑے جس کا نام دجّال ہے اور اس کی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اُس کو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کراوے تا اس کی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اِس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجّال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر دے☆ اور مسیح موعود

☆ حاشیہ۔ خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دجال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اس نے سورۂ ممدوحہ میں یہی دعا سکھلائی ہے کہ ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ایسے یہودی نہ بن جائیں جن پر حضرت عیسیٰ کی نافرمانی اور عداوت سے غضب نازل ہوا تھا اور نہ ایسے عیسائی بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر اس کو خدا بنا دیا تھا اور ایک ایسا جھوٹ اختیار کیا جو تمام جھوٹوں سے بڑھ کر ہے اور اس کی تائید میں حد سے زیادہ فریب اور مکر استعمال میں لائے۔ اس لئے آسمان پر ان کا نام دجال رکھا گیا اگر کوئی اور دجال ہوتا تو اس آیت میں اس سے پناہ مانگنی ضروری تھی یعنی سورۃ فاتحہ میں بجائے ولا الضّالین کے ولا الدجّال ہونا چاہیے تھا اور یہی معنی واقعات نے ظاہر کئے ہیں کیونکہ جس آخری فتنہ سے ڈرایا گیا تھا زمانہ نے اسی فتنہ کو پیش کیا ہے جو تثلیث پر غلو کرنے کا فتنہ ہے۔ منہ

﴿۳۱۱﴾ بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اِس آخری جنگ میں اُس کی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا اور نہ سُست ہوگا اور ناخنوں تک زور لگائے گا کہ تا اُس چور کو پکڑے اور جب اُس کی تضرّعات انتہا تک پہنچ جائیں گی تب خدا اس کے دل کو دیکھے گا کہ کہانتک وہ اسلام کے لئے پگھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کرے گا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آ جائے گی۔

اس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہوں گی اور سخت زلزلے آئیں گے اور تمام دنیا سے امن جاتا رہے گا۔ یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دعا سے نازل ہوں گی تب اِن نشانوں کے بعد اُس کی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود اُن کے کاندھوں پر نزول کرے گا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ دجّالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کرے گا۔ وہ بجلی کی طرح گرے گا اور طوفان کی طرح آئے گا اور ایک سخت آندھی کی طرح دنیا کو ہلا دے گا کیونکہ اس کے غضب کا وقت آ گیا مگر وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کی پتھر کی آگ انسانی تضرعات کی ضرب کی محتاج ہے آہ کیا مشکل کام ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کسر صلیب نہیں ہوگا ایسی قربانی کو جب تک کسی نبی نے ادا نہیں کیا اس کی فتح نہیں ہوئی اور اُسی قربانی کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ[1] یعنی نبیوں نے اپنے تئیں مجاہدہ کی آگ میں ڈال کر فتح چاہی پھر کیا تھا ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہو گیا اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے۔

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رُسوا نکرد

اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑ دی جائیں گی یہ سخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں

[1] ابراھیم:۱۶

﴿۳۱۲﴾

ٹوٹتی رہی ہیں بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دے گا اور بعد اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشو ونما نہیں ہوگا ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اس کا پیوند نہیں ہوگا۔ انسانی ہاتھ اس کو نہیں توڑیں گے بلکہ وہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک ہے جس طرح اُس نے اس فتنہ کو پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو نابود کرے گا۔ اس کی آنکھ ہر ایک کو دیکھتی ہے اور ہر ایک صادق اور کاذب اس کی نظر کے سامنے ہے وہ غیر کو یہ عزت نہیں دے گا مگر اس کے ہاتھ کا بنایا ہوا مسیح یہ شرف پائے گا جس کو خدا عزت دے کوئی نہیں جو اس کو ذلیل کر سکے وہ مسیح ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے سو وہ کام اس کے ہاتھ پر فتح ہوگا اُس کا اقبال صلیب کے زوال کا موجب ہوگا۔ اور صلیبی عقیدہ کی عمر اس کے ظہور سے پوری ہو جائے گی اور خود بخود لوگوں کے خیالات صلیبی عقیدہ سے بیزار ہوتے چلے جائیں گے جیسا کہ آجکل یورپ میں ہو رہا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ ان دنوں میں عیسائیت کا کام صرف تنخواہ دار پادری چلا رہے ہیں اور اہل علم اس عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں پس یہ ایک ہوا ہے جو صلیبی عقیدہ کے برخلاف یورپ میں چل پڑی ہے اور ہر روز تُند اور تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی مسیح موعود کے ظہور کے آثار ہیں کیونکہ وہی دو فرشتے جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہونے والے تھے صلیبی عقیدہ کے برخلاف کام کر رہے ہیں اور دنیا ظلمت سے روشنی کی طرف آتی جاتی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ دجّالی طلسم کھلے کھلے طور پر ٹوٹ جائے کیونکہ عمر پوری ہوگئی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ خنزیر کو قتل کرے گا یہ ایک نجس اور بدزبان دشمن کو مغلوب کرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے کہ ایسا دشمن مسیح موعود کی دعا سے ہلاک کیا جائے گا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کرے گا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔

﴿۳۱۳﴾ اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجّال کو قتل کرے گا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے دجالی فتنہ رو بزوال ہو جائے گا اور خود بخود کم ہوتا جائے گا اور دانشمندوں کے دل توحید کی طرف پلٹا کھا جائیں گے۔ واضح ہو کہ **دجّال** کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ دجّال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے۔ دوسری یہ کہ دجّال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے پس قتل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اُس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہو گا کہ پھر قیامت تک کبھی اس کا نشوونما نہیں ہو گا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائے گا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہو گا اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہو گا کہ موت کے بعد وہ اس رُتبہ کو پائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اس کو ملے گا۔ اور اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جا ملے گی۔ گویا ایک ہی قبر میں ہیں۔ اصل معنی یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنی کرے۔ اِس بات کو روحانی لوگ جانتے ہیں کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی قرب رکھتا ہے اس کی روح آپ کی روح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ [1]

اور یہ پیشگوئی کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفاء کا قتل ہونا موجب ہتکِ اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے بچائے گئے

۱۳۷۔ نشان۔ یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ

[1] الفجر: ۳۰، ۳۱

﴿۳۱۴﴾

کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں اُس تکذیب میں وہ کاذب ہیں اگر اُن کو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کرلیں اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کے لئے لالہ☆ مرلی دھر مخاطب ہیں جن سے بمقام ہوشیار پور بحث ہوئی تھی۔ پھر بعد اس کے ہمارے مخاطب لالہ جیون داس سیکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اُس نے شائع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ مباہلہ کے لئے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے:-

چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بہ سبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنا براں اپنے اوتشاہ اور اُن کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیاز مند نے اپنے ذمہ لیا پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را تا بدروازہ باید رسانید عمل کر کے میرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنے مباہلہ کو)

☆ ظاہر ہے کہ مباہلہ کی دو چار سطر کے لئے کسی فرصت کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ ہے کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لے کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔ پس کیا ماسٹر مرلی دھر اور منشی جیون داس کو اتنی کم فرصتی تھی کہ یہ دو سطر بھی نہیں لکھ سکتے تھے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکھرام اپنی بدقسمتی سے شوخ دیدہ اور اندھا آدمی تھا اس نے اپنی فطرتی شوخی سے ان کی بلا اپنے ذمہ لے لی آخر مباہلہ کے بعد ۶/ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ منہ

﴿۳۱۵﴾ منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور۔

مضمون مباہلہ

مَیں نیاز التیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنف تکذیب براہین احمدیہ ورسالہ ھٰذا اقرار صحیح بدرستی ہوش وحواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا۔ اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ اُن کے بطلان کو بروئے ست دھرم رسالہ ھٰذا میں شائع کیا میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا اور نہ وہ راستی کے متعلق ہیں۔ میں اپنے جگت پتا پرمیشر کو ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا کہ ہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہدایت بنیاد ہے اس پر میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنی قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ میری روح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا (یعنی میری روح کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں بلکہ خود بخود قدیم سے ہے) بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہے گا☆۔ ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنی پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود

☆ **حاشیہ**۔ یہ کیسا فضول فقرہ ہے کہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہے گا ظاہر ہے کہ جبکہ ارواح بقول آریہ سماج کے اپنی تمام طاقتوں اور قدرتوں کے ساتھ قدیم سے خود بخود ہیں تو پھر ان کو پرمیشر کی قدرت کے ساتھ تعلق ہی کیا ہے ان قوتوں کو نہ پرمیشر بڑھا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے اور نہ اُن میں کسی طرح کا تصرف کر سکتا ہے وہ تمام ارواح تو بقول آریوں کے اپنے اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشر ہیں اور ایک ذرّہ پرمیشر کا اُن پر احسان نہیں۔ پس یاد رہے کہ یہ مقولہ لیکھرام اور اس کے دوسرے ہم مذہبوں کا کہ ارواح پرماتما کی انادی قدرت میں رہتے ہیں اور رہیں گے یہ صرف اپنے غلط مذہب کی پردہ پوشی کے لئے بولا جاتا ہے کیونکہ انسان کا کانشنس اس کو ہر وقت ایسے بے ہودہ عقائد پر ملزم کرتا ہے اگر خدا روحوں

﴿۳۱۶﴾ نہیںؔ ہوں گے اور تمام جگت کا سرجن ہار ایک ہی کرتار ہے دوسرا کوئی نہیں میں پرمیشر کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں اور نہ سرب بیاپک ہوں اور نہ انتریامی بلکہ اس مہان شکتی مان کا ایک ادنیٰ سیوک ہوں مگر اُس کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے ہوں معدوم کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں۔ ایسا ہی وید کی

﴿۳۱۶﴾ **بقیہ حاشیہ:-** اورؔ ان کی قوتوں اور ذرّات عالم اور ان کی قوتوں کا پیدا کرنے والا نہیں تو پھر وہ اُن کا خدا بھی نہیں ہوسکتا اور یہ کہنا کہ اگرچہ ہم ارواح کو اُن کے تجرد کی حالت میں خدا کے بندے اور مخلوق نہیں کہہ سکتے کیونکہ اُس نے اُن کو نہیں بنایا لیکن جب پرمیشر ارواح کو اجسام میں ڈالتا ہے تو اس قدر اپنی کارروائی سے اُن کا پرمیشر بن جاتا ہے یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جس پرمیشر نے ارواح اور پرمانو کو مع ان کی تمام قوتوں کے پیدا نہیں کیا کوئی دلیل اِس بات پر قائم نہیں ہوسکتی کہ وہ اُن کے جوڑنے پر قادر ہے اور محض بعض کا بعض سے جوڑنا اس کو پرمیشر بننے کا حق نہیں بخش دے گا بلکہ اس صورت میں تو وہ اُس نان بائی کی طرح ہے جس نے آٹا بازار سے لیا اور لکڑی کسی لکڑی فروش سے اور آگ ہمسایہ سے اور پھر روٹی پکائی۔ اور اس صورت میں پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی ثبوت نہیں کیونکہ اگر ارواح مع اپنی تمام قوتوں کے قدیم سے خودبخود ہیں تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ ارواح اور پرمانوؤں کا اتّصال اور انفصال بھی قدیم سے خودبخود نہیں جیسا کہ دہریوں کا خیال ہے اس لئے آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور نہ اُن کے پاس کوئی دلیل ہے یہ ہے خلاصہ وید کے گیان کا جس پر فخر کیا جاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دو قسم کے دلائل قائم ہو سکتے ہیں اول اس حالت میں دلیل قائم ہوتی ہے کہ جب اس کی ذات کو سرچشمہ تمام فیوض کا مان لیا جائے اور اُسی کو ہر ایک ہستی کا پیدا کنندہ تسلیم کر لیا جائے تو اِس صورت میں خواہ ذرّات عالم پر نظر کریں یا ارواح پر یا اجسام پر ضروری طور پر ماننا پڑے گا کہ ان تمام مصنوعات کا ایک صانع ہے۔

﴿۳۱۷﴾ دوسرا طریق خدا تعالیٰ کی شناخت کا اس کے تازہ بتازہ نشان ہیں جو انبیاء اور اولیاءؔ کی معرفت ظاہر ہوتے ہیں سو آریہ سماج والے اُن سے بھی منکر ہیں اس لئے اُن کے پاس اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔

عجیب بات ہے کہ آریہ لوگ یوں تو بات بات میں اپنے پرمیشر کو پتا پتا کر کے پکارتے ہیں جیسا کہ

﴿۳۱۷﴾ اس نا انصافانہ تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مُکتی یعنی نجات کرموں کے مطابق مہما کلب تک ملتی ہے (یعنی دائمی نجات نہیں صرف ایک مقررہ مدّت تک ہے) بعد اس کے پرماتما کی نیا کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے۔ محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں (کرم تو محدود ہیں۔ مگر وفادار پرستار کی نیّت محدود نہیں ہوتی اور نیز کرم کا محدود ہونا اس کی مرضی سے نہیں)

بقیہ حاشیہ:- ابھی لیکھرام نے اپنے مضمون مباہلہ میں لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ وہ کس طور کا پتا ہے کیا اس طور کا پتا جیسا کہ ایک متبنّٰی ایک اجنبی شخص کو اپنا باپ کہہ دیتا ہے یا ایسا پتا جو نیوگ کے ذریعہ سے فرضی طور پر بنایا جاتا ہے اور ایک آریہ کی عورت اپنی پاکدامنی کو خاک میں ملا کر دوسرے سے اپنا مُنہ کالا کراتی ہے اور اس طرح پر اُس عورت کا خاوند اس بچہ کا پتا بن جاتا ہے جو نیوگ کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے پس اگر پرمیشر آریوں کا ایسا ہی پتا ہے تب تو ہمیں کلام کرنے کی گنجائش نہیں لیکن اگر اس طرح کا پتا ہے کہ ارواح اور ذرّاتِ عالم معہ اپنی تمام قوتوں کے اُس کے ہاتھ سے نکلے ہیں اور اُسی سے وجود پذیر ہیں تو یہ بات آریوں کے اصول کے برخلاف ہے اگر پوچھو کہ کیوں اُن کے اصول کے برخلاف ہے تو واضح ہو کہ آریوں کے اصول کے مطابق تمام ارواح پرمیشر کے قدیمی شریک ہیں جو اُس سے وجود پذیر نہیں ہوئیں تو پھر ہم پرمیشر کو اُن کا پتا کیونکر کہہ سکتے ہیں وہ تو خود بخود ہیں جیسے کہ پرمیشر خود بخود۔ مگر یہ اصول غلط ہے معرفت کی آنکھ سے دیکھنے والے معلوم کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ باپ میں قوتیں اور خاصیتیں اور خصلتیں ہوتی ہیں ویسی ہی بیٹے میں بھی پائی جاتی ہیں پس اسی طرح چونکہ ارواح خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اُن میں ظلّی طور پر وہ رنگ پایا جاتا ہے جو خدا کی ذات میں موجود ہے اور جیسے جیسے خدا کے بندے اس کی محبت اور پرستش کے ذریعہ سے صَفوت اور پاکیزگی میں ترقی کرتے ہیں وہ رنگ تیز ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ظلّی طور پر ایسے انسانوں میں خدا کے انوار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ صاف طور پر ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ انسانی فطرت میں خدا کے پاک اخلاق مخفی ہیں جو تزکیہ نفس ﴿۳۱۸﴾ سے ظاہر ہو جاتے ہیں مثلاً خدا رحیم ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد رحم کی صفت سے حصہ لیتا ہے۔ خدا جوّاد ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد جُود کی صفت سے حصہ لیتا ہے ایسا ہی خدا ستّار ہے خدا کریم ہے خدا غفور ہے اور انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد ان تمام صفات سے حصہ لیتا ہے۔ پس کس نے یہ صفاتِ فاضلہ انسان کی روح میں رکھ دیئے ہیں۔ اگر خدا نے رکھے ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ وہ ارواح کا خالق ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ خود بخود ہیں تو اس کا جواب یہی کافی ہے کہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین۔ منہ

مَیں ویدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں...اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشر گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا (عجیب پرمیشر ہے) میرا کسی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں (یعنی کسی کی دعا کسی کے حق میں قبول نہیں ہوتی) میں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا (لفظ مرتشی ہے جس کے معنی ہیں رشوت لینے والا راشی لفظ نہیں ہے۔ لیکھرام کی علمیت کا یہ نمونہ ہے کہ بجائے مرتشی کے راشی لکھتا ہے) اور مَیں وید کی رو سے اِس بات پر کامل وصحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضرور ایشر کا گیان ہے ان میں ذرا بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں۔ ان کو ہمیشہ ہر نئی دنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کے لئے پرکاش کیا کرتا ہے۔ اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتما نے ویدوں کو شری[۱] اگنی، شری[۲] وایو، شری[۳] آدت، شری[۴] انگرہ جیو چار رشیوں کے آتماؤں میں الہام دیا۔ مگر جبرئیل یا کسی اور چٹھی رسان کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی☆ کیونکہ وہ

☆ **حاشیہ**۔ جسمانی نظام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہوا کے ذریعہ سے سنتا ہے اور سورج کے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ پھر جسمانی نظام میں یہ دو چٹھی رسان کیوں مقرر کئے گئے حالانکہ خدا کا جسمانی روحانی قانون باہم مطابق ہونا چاہئے۔ افسوس وید کا گیان ہر جگہ پر صحیفہ قدرت کے مخالف پڑا ہے اور کون کہتا ہے کہ خدا ہر جگہ نہیں بلکہ وہ ہر جگہ بھی ہے اور ذوالعرش بھی ہے۔ نادان اس معرفت کے نکتہ کو نہیں سمجھتا۔ یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اگرچہ اس عالم میں سب کچھ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے مگر پھر بھی اس نے اپنی قضاوقدر کے نافذ کرنے کے وسائط رکھے ہیں مثلاً ایک زہر جو انسان کو ہلاک کرتی ہے اور ایک تریاق جو فائدہ بخشتا ہے کیا ہم گمان کر سکتے ہیں کہ یہ دونوں خودبخود انسان کے بدن میں تاثیر کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ خدا کے حکم سے تاثیر مخالف یا موافق کرتے ہیں۔ پس وہ بھی ایک قسم کے فرشتے ہیں بلکہ ذرّہ ذرّہ عالم کا جس سے انواع واقسام کے تغیرات ہوتے رہتے ہیں یہ سب خدا کے فرشتے ہیں اور توحید پوری نہیں ہوتی جب تک ہم ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کے فرشتے نہ مان لیں۔ کیونکہ اگر ہم تمام مؤثرات کو جو دنیا میں پائے جاتے ہیں خدا کے فرشتے تسلیم نہ کریں تو پھر ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ تمام تغیرات انسانی جسم اور تمام عالم میں بغیر خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ اور مرضی کے خودبخود ہو رہے ہیں اور اس صورت میں خدا کو محض معطل اور بےخبر ماننا پڑے گا۔ پس فرشتوں پر ایمان لانے کا یہ راز ہے کہ بغیر اس کے توحید قائم نہیں رہ سکتی اور ہر ایک چیز کو اور ہر ایک تاثیر کو خدا تعالیٰ کے ارادہ سے باہر ماننا پڑتا ہے اور فرشتہ کا مفہوم تو یہی ہے کہ وہ چیزیں ہیں جو خدا کے حکم سے کام کر رہی ہیں۔ پس جبکہ یہ قانون ضروری اور مسلّم ہے تو پھر جبرائیل اور میکائیل سے کیوں انکار کیا جائے۔ **منه**

﴿۳۱۹﴾ آسماں یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیا پک ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ وید ہی سب سے کامل اور مقدس گیان کے پُستک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی۔ آریہ لوگ ہی سب کے اُستاد اول ہیں۔ آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ۵-۶ ہزار سال سے آئے ہیں اور توریت، زبور، انجیل، قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں مَیں دلی یقین سے اُن پستکوں کو مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے ... اُن کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنیوالی تحریریں خیال کرتا ہوں ... اُن کی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے اُن کے پاس کوئی نہیں ... اور جس طرح میں اور راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اس کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں اُن کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں۔ (لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین) لیکن میرا دوسرا فریق میرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے اور جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے ہی وہ اُمّی محض سنسکرت اور ناگری سے محروم مُطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے۔☆

اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

راقم آپکا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھا سد آریہ سماج پشاور

حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب

☆ **حاشیہ** - اگر میں نے وید نہیں پڑھے بھلا یہ تو غنیمت ہے کہ لیکھرام نے چاروں وید کنٹھ کر لئے تھے اس جگہ بھی بجز **لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین** کیا کہہ سکتے ہیں۔ بحث اصولوں پر ہوتی ہے جبکہ آریہ سماج والوں نے اپنے ہاتھ سے وید کے اصول شائع کر دئے تو ان پر بحث کرنا ہر ایک عقلمند کا حق ہے اور یہ سراسر غلط ہے کہ میں وید نہیں پڑھا۔ میں نے وید کے وہ ترجمے جو ملک میں شائع ہوئے اول سے آخر تک دیکھے ہیں۔ پنڈت دیانند کا وید بھاش بھی دیکھا ہے اور عرصہ قریباً پچیس سال سے برابر آریوں سے میرے مباحثات ہوتے رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وید کی مجھے کچھ بھی خبر نہیں کس قدر جھوٹ ہے اور اگر آریہ صاحبوں کے پنڈت اب بھی لیکھرام کو وید کا فاضل تسلیم کر چکے ہیں تو میں وہ سرٹیفکیٹ دیکھنے کا مشتاق ہوں بلکہ لیکھرام کا رتبہ ذرا بھی اس سے بڑھ کر نہیں جو خدا نے اس کے لئے فرمایا **عجل جسد لہ خوار۔ منہ**

﴿۳۲۰﴾

اب مباہلہ کی دعا کے بعد جو پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۷ تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اُس نے کاذب کی ذلّت ظاہر کی اور صادق کی عزت وہ یہ ہے جو ۶/ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے کے بعد ظہور میں آیا۔

دیکھو یہ خدا کا فیصلہ ہے جس فیصلہ کو لیکھرام نے اپنے پرمیشر سے مانگا تھا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے



﴿۳۲۱﴾ یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں (۱) ایک یہ کہ لیکھرام کے مارے جانے کی بذاتِ خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اس کے مارے جانے کا دن بتلایا گیا۔ موت کی قِسم بتلائی گئی۔ مُدّت بتلائی گئی وقت بتلایا گیا۔ (۲) دوسری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا۔ اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اُس وقت ہر ایک کہہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھرام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا مگر قاتل ایسا گم ہوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ تھا جو آسمان پر چڑھ گیا۔

۱۳۸۔ نشان۔ یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابتِ دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابتِ دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جنابِ الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں کبھی کبھی خدائے عزّ و جلّ اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اِس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے اُن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابتِ دعا کے مرتبہ میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی قدر مَیں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اس جگہ بھی چند دعاؤں کا قبول ہونا تحریر کرتا ہوں چنانچہ من جملہ اُن کے استجابتِ دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سیّد ناصر شاہ نام جو اَب کشمیر بارہ مولہ میں اوورسیئر ہیں وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور کئی آدمی اُن کی ترقی کے حارج تھے بلکہ اُن کی ملازمت خطرہ میں تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں استعفا دے دیتا ہوں تا اِس ہر روزہ تکلیف سے نجات پاؤں۔ مَیں نے اُن کو منع کیا مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آ گئے تھے کہ انہوں نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دی جائے

﴿۳۲۲﴾

کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے تب میں نے اُن کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو میں تمہارے لئے دعا کروں گا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے۔ بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں اُن کے لئے دعا کی اور حضرت عزت سے اُن کی کامیابی چاہی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہوگئی چنانچہ ہم ذیل میں سیّد ناصر شاہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ دعا نے اُن کی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے:-

بحضور اقدس حضرت پیرومرشد دام ظلکم

خاکسار نابکار سیّد ناصر شاہ بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عرض رساں ہے کہ حضور والا کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہوگئی۔ حضور والا کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آزردہ خاطر ہو کر عرض کیا تھا کہ اب ملازمت چھوڑ دوں گا لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہیئے ہم دعا کریں گے خدا قادر ہے کہ اُنہیں دشمنوں کو تمہارا دوست بنا دے گا۔ سو جناب والا! الحمدللہ کہ جو جو الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسی طرح ظہور میں آ گیا اور وہی دشمن بعد میں میرے لئے دوست اور سفارش کرنے والے بن گئے خدا نے حضور کی دعا سے اُن کا دل میری طرف پھیر دیا۔ ایک اور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج کا پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی سند ہے اِس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہوسکتا ہے۔ اِدھر یہ اعتراض تھا اور اس طرف سے حضور والا کا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہاں تک ممکن تھا بہت دعا کی ہے سو جناب عالی وہی دن تھا جبکہ میری نسبت کا غذات کونسل میں پیش ہوئے اور صاحب بہادر نے میرے لئے بہت زور دے کر کہا اور عجیب تر یہ کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کرنے والے تھے اور دلی دوستی

﴿۳۲۳﴾

اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر وحیلہ کے میری ترقی کے لئے رزولیوشن پاس ہو گیا فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ جناب من مبلغ پچاس روپیہ پرسوں کی ڈاک میں حضور والا میں اِس خاکسار نے روانہ کئے ہیں قبول فرماویں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور عاقبت نیک فرماوے۔ آمین

عریضہ بندہ خاکسار سید ناصر شاہ اورسیر از مقام بارہ مولہ کشمیر

۱۳۹۔نشان۔ ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میرے پر دائر ہو گیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی سخت خوف دامن گیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں اور بہت خوش ہو رہے ہیں اور میں نے اِس وقت ظاہری اسباب سے نومید ہو کر یہ خط لکھا ہے اور میں نے اپنے دل میں نذر کی ہے کہ اگر میں اِس مقدمہ سے نجات پا جاؤں تو مبلغ ؁۵۰ پچاس روپے خدا تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا۔

تب وہ خط اُس کا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دُعا کی گئی اور اس کو اطلاع دی گئی چند دن گذرنے کے بعد اُس کا پھر خط مع ؁۵۰ پچاس روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اُس بلا سے نجات دی۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جس میں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اُٹھایا ہے اِس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈووکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیج دیا ہے اِس لئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دِہ ہے اور میں نے اس حالت بے قراری میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر اب کی دفعہ میں اِس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ پھر بطور شکریہ ادا کروں گا۔ میرے لئے بہت دعا کی جائے یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی۔

﴿۳۲۴﴾

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گذرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہٖ ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مسیحنا ومہدینا حضرت حجۃ اللہ علی الارض۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے کُل واپس کر دی **فالحمدللہ والمنۃ** خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدم بوسی کے لئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لے کر حاضر ہوگا۔

حضور کا ناکارہ غلام

خاکسار نظام الدین مستری شہر سیالکوٹ متصل ڈاک خانہ

۱۴۰۔نشان۔ سردار خان برادر حکیم شاہ نواز خان جو ساکن راولپنڈی ہیں۔ میری طرف لکھتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں اُن کے بھائی شاہ نواز خان کی مع ایک فریق مخالف کے عدالت میں ضمانت لی گئی تھی جس میں حضرت صاحب سے یعنی مجھ سے بعد اپیل دعا کروائی گئی تھی اور ہر دو فریق نے اپیل کیا تھا۔ چنانچہ دعا کی برکت سے شاہ نواز کا اپیل منظور ہوگیا اور فریق ثانی کی اپیل خارج ہوگئی۔ قانون دان لوگ کہتے تھے کہ اپیل کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ بالمقابل ضمانتیں ہیں یہ دعا کا اثر تھا کہ دشمن کی ضمانت قائم رہی اور شاہ نواز ضمانت سے بَری کیا گیا۔

۱۴۱۔نشان۔ میاں نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی وریام کملانہ ڈاک خانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کے متواتر خطوط میرے نام اس بارہ میں پہنچے تھے کہ اُن کے عزیز دوست مسمّی قاسم ورستم ولعل وغیرہ پر ایک جھوٹا مقدمہ مسمّی پٹھانہ کملانہ نے کیا ہوا ہے اور مقدمہ خطرناک ہوگیا ہے دعا کی جائے پس جبکہ کثرت سے ہر ایک خط میں عاجزانہ طور پر دعا کے لئے اُن کا اصرار ہوا تب میرے دل کو اس طرف توجہ ہوگئی کیونکہ میں نے واقعی طور پر ان کی حالت کو قابل رحم

﴿۳۲۵﴾ پایا اِس لئے بہت دُعا کی گئی آخر دُعا منظور ہوئی چنانچہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۰۶ء کو اُسی میاں نور احمد کا خط مجھ کو بذریعہ ڈاک جو فتح یابی مقدمہ کی نسبت تھا پہنچا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضرت مرشدنا و مولانا جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بعد ادائے آداب غلامانہ عرض ہے کہ جو مقدمہ جھوٹا پٹھانہ کملانہ نے ہمارے غریب دوست مسمّی قاسم ورستم ولعل وغیرہ پر دائر کیا ہوا تھا وہ مقدمہ خدا کے فضل سے آپ کی دعاؤں کی برکت سے ۳۱؍اگست ۱۹۰۶ء کو فتح ہو گیا ہے آپ کو مبارک ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک نے اپنے پیارے امام کی دُعاؤں کو قبول فرمایا اور سرافراز کیا اور ہمارے ایمان میں ایزادی ہوئی ہم اس احکم الحاکمین کے فضلوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

راقم بندہ نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی وریام کملانہ

ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ

۱۴۲۔نشان- میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس اُن کی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اوّل درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اِس لئے انکی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردّد ہوا قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ میں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جُھک گیا اور معاً خدائے عزّوجلّ کی طرف سے وحی ہوئی کہ **آثارِ زندگی**۔ بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو اُن کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے اِس سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی۔ چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اِس لئے دوبارہ

﴿۳۲۶﴾

غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا اور یہ غم اس لئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبدالرحمٰن کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اول درجہ پر ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کے لئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جس میں بجز خوشنودیٔ خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کے لئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور اُن کا حق تھا کہ اُن کے لئے بہت دعا کی جائے آخر دل نے اُن کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن میں نہایت توجہ سے دعا میں لگا رہا تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو نجات بخشی گویا اُن کو نئے سرے سے زندہ کیا چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دُعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی اُمید نہ تھی اپریشن کے بعد زخم کا مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اس کے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا تھا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہیں آخر چند ماہ کے بعد بکلّی شفا ہو گئی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مُردہ کا زندہ ہونا ہے۔ کاربنکل اور پھر اس کے ساتھ ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی اِس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ خوب جانتے ہیں کہ کس قدر اس کا اچھا ہونا غیر ممکن ہے ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اس کی صفات میں سے ایک احیاء کی صفت بھی ہے سال گذشتہ میں یعنی ۱۱/ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اِسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے اُن کے لئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اُن کے لئے تسلّی بخش نہ تھا بلکہ بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ **کفن[1] میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ برس[2] کی عمر۔** اِنّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون. ان[3] المنایا لا تطیش سھامھا یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ جب اس پر بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا یا ایھا النا[4]س اعبدوا ربکم الذی خلقکم. تؤثرون[5]

﴿۳۲۷﴾

الْحَیٰوۃ الدُّنیا۔ یعنی اے لوگو! تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اُسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو اور اس پر توکل رکھو۔ کیا تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ اِس میں یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اس کے مرنے سے نہایت درجہ حرج ہوگا ایک شرک ہے اور اس کی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے اس کے بعد میں خاموش ہو گیا اور سمجھ لیا کہ اس کی موت قطعی ہے چنانچہ وہ گیارہ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بروز چارشنبہ بوقت عصر اس فانی دنیا سے گذر گئے۔ وہ درد جو اُن کے لئے دُعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اس کو فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے۔ اس لئے اِس نشان کے لئے سیٹھ عبدالرحمٰن کو منتخب کر لیا اگرچہ خدا نے عبدالکریم کو ہم سے لے لیا تو عبدالرحمٰن کو دوبارہ ہمیں دے دیا۔ وہی مرض اُن کے دامنگیر ہوگئی آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں سے شفایاب ہوگئے **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک**۔ میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دُعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دُعا منظور کر لیتا ہے جو اُس کے مثل ہوتی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ [1]

۱۴۳۔ نشان۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور خوشی کا نشان مجھے عطا فرمایا اور وہ یہ ہے کہ میں نے ان دنوں میں ایک دفعہ دعا کی تھی کہ کوئی تازہ نشان خدا تعالیٰ مجھے دکھاوے تب جیسا کہ ۳۰؍ اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے یہ الہام مجھے ہوا آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔ چنانچہ وہ نشان اس طرح پر ظہور میں آیا کہ میں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جن میں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خُسر ہیں اُن کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنے والی ہے چنانچہ ایک دفعہ میں نے گھر میں بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کی موت پر دلالت کرتی تھی اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن اس چوبارہ کے پاس باہر کی

[1] البقرۃ:۱۰۷

﴿۳۲۸﴾

طرف چوکھٹ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہے جس میں مَیں رہتا ہوں تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ عبدالحکیم خان کو والدۂ اسحاق نے گھر کے اندر بُلایا ہے (والدہ اسحاق میر ناصر نواب صاحب کی بیوی ہیں اور اسحاق اُن کا لڑکا ہے) اور وہ سب ہمارے گھر میں ہی رہتے ہیں تب میں نے یہ بات سُن کر جواب دیا کہ میں عبدالحکیم خان کو ہرگز اپنے گھر میں آنے نہ دوں گا۔ اِس میں ہماری بے عزتی ہے۔ تب وہ آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا اندر داخل نہیں ہوا۔

یاد رہے کہ علم تعبیر میں **معبّرین** نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اُس گھر میں کوئی مصیبت یا موت آتی ہے اور چونکہ آجکل عبدالحکیم خان سخت دشمن جانی اور ہمارے زوال کا رات دن منتظر ہے اِس لئے خدا تعالیٰ نے اُسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور والدۂ اسحاق یعنی میر ناصر صاحب کی بیوی اُس کو بلاتی ہیں اور بلانے کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنی بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر میں بلاتا ہے یعنی اس کی موجودہ حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہوں سے خالی نہیں ہے اور انسانی فطرت بجز خاص لوگوں کی لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہ نازل ہو اِس میں تمام دنیا شریک ہے پس اِس خواب کے یہی معنی تھے کہ اُن کی کسی لغزش نے دشمن کو گھر میں بلانا چاہا مگر شفاعت نے روک لیا۔ میں نے خواب میں عبدالحکیم خان کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالیٰ کا جو میرے شامل حال ہے اُس نے دشمن کو شماتت کے موقعہ سے باز رکھا۔ غرض جب اس قدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کُھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو میں دعا میں لگ گیا اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے میں نے اُن کو یہ خوابیں سُنا دیں اور لاہور جانے سے روک دیا۔ اور انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا جب دوسرے دن کی صبح

﴿۳۲۹﴾

ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور دونوں طرف بُنِ ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اِس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانونِ قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شورِ قیامت برپا ہو جائے گا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی اُن کا اثر نہیں ہوگا کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اُس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا۔ چلنا کھیلنا دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیائے موتٰی۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے احیائے موتٰی میں اس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ اب لوگ جو چاہیں اُن کے معجزات پر حاشیے چڑھائیں مگر حقیقت یہی تھی۔ جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اس دنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اُس کی روح کو قبض کر لیتا ہے وہ ہرگز واپس نہیں آتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ[1]

۱۴۴۔ **نشان**۔ مولوی اسمٰعیل باشندۂ خاص علی گڑھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلا عداوت پر کمر بستہ ہوا اور جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں لکھا ہے اُس نے لوگوں

[1] الزمر:۴۳

﴿۳۳۰﴾

مَیں میری نسبت یہ شہرت دی کہ یہ شخص رمل اور نجوم سے پیشگوئیاں بتلاتا ہے اور اُس کے پاس آلات نجوم کے موجود ہیں۔ میں نے اس کی نسبت **لعنة اللّٰه علی الکاذبین** کہا اور خدا تعالیٰ کا عذاب اُس کے لئے چاہا جیسا کہ رسالہ فتح اسلام کے لکھنے کے وقت اس کی زندگی میں ہی میں نے یہ شائع کیا تھا اور یہ لکھا تھا **تعالوا ندع ابنآء نا وابنآء کُم و نسآئنا و نسآئکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة اللّٰه علی الکاذبین.** چنانچہ قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ وہ یک دفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہوکر فوت ہوگیا اور اُس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میرے ردّ میں شائع کی تھی یہ لکھا تھا کہ **جآء الحقّ وزھق الباطل.** پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ حق کون سا ہے جو قائم رہا اور باطل کون سا تھا جو بھاگ گیا۔ قریباً سولہ برس ہوگئے کہ وہ اس مباہلہ کے بعد فوت ہوا۔ ☆

۱۴۵۔* نشان- مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے رسالہ فتح رحمانی میں جو ۱۳۱۵ھ کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا مباہلہ کے رنگ میں میرے پر ایک بدُعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں ان کی یہ بددعا تھی:-

اَللّٰھُمَّ یاذا الجلال والاکرام یا مالک المُلک جیسا کہ تونے ایک عالم ربّانی حضرت محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دعا اور سعی سے اُس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا (جو اُن کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا) ویسا ہی دعا اور التجا اِس فقیر قصوری کان اللّٰہ لہٗ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں **حتّی الوسع** ساعی ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اُس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو مورد اِس آیت فرقانی کا بنا۔ **فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمدللّٰه**

☆ مولوی اسمٰعیل نے اپنے ایک رسالہ میں میری موت کے لئے بددعا کی تھی پھر بعد اس بددعا کے جلد مر گیا اور اس کی بددعا اُسی پر پڑ گئی۔ منه

* مزید تشریح کے لئے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منه

ربّ العالمین انک علٰی کلّ شیءٍ قدیرو بالاجابۃ جدیرٌ. آمین یعنی جولوگ ظالم ہیں وہ جڑ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کے لئے حمد ہے تو ہر چیز پر قادر ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ ۲۶ کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت لکھا ہے تبًّا لہٗ وَلِاَ تبَاعِہٖ یعنی وہ اور اُس کے پیرو ہلاک ہو جائیں۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے میں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اُس زمانہ سے قریباً پچاس حصہ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا[1] پر چھوڑا تھا جس کے اِس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اُس کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اُس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے پس ضرور تھا کہ ظالم اُس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہٰذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اِس لئے اس قدر بھی اس کو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مر گیا اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اِس دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا۔

﴿۳۳۱﴾

بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بددعا کی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ جبکہ اُس نے میرے مرنے کے ساتھ خدا سے فیصلہ☆ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بددعا اس پر کیوں پڑ گئی اور خدا نے ایسے نازک وقت میں جبکہ لوگ خدائی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا اور جبکہ وہ اپنی دعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تا دنیا پر یہ بات ثابت کر دے کہ جیسا کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک

☆ غلام دستگیر نے میری نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اس کی بددعا سے میں مر جاؤں اور اس بات کا ثبوت ہو کہ میں کاذب اور مفتری ہوں اور محمد طاہر کی طرح غلام دستگیر کی کرامت ثابت ہو۔ اور اس طرف میرے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انّی مھین من اراد اھانتک یعنی جو شخص تیری اہانت چاہتا ہے میں اُس کو ذلیل کروں گا۔ آخر خدا کے فیصلہ سے غلام دستگیر ہلاک ہو گیا اور میں بفضلہٖ تعالیٰ اب تک زندہ ہوں اور یہ ایک بزرگ نشان ہے۔ منہ

[1] الانعام:۴۶

ہوگیا تھا میری بددعا سے یہ شخص ہلاک ہوگیا تو اس دعا کا اُلٹا اثر کیوں ہوا یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بددعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہوگیا تھا اور اُسی محمد طاہر کی ریس سے غلام دستگیر نے میرے پر بددعا کی تھی تو اب یہ سوچنا چاہیے کہ محمد طاہر کی بددعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دعا کا کیا اثر ہوا اور اگر کہو کہ غلام دستگیر اتفاقاً مر گیا تو پھر یہ بھی کہو کہ وہ جھوٹا مہدی بھی اتفاقاً مر گیا تھا محمد طاہر کی کوئی کرامت نہ تھی۔ **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین.**

اِس وقت قریباً گیارہ سال غلام دستگیر کے مرنے پر گذر گئے ہیں جو ظالم تھا خدا نے اُس کو ہلاک کیا اور اُس کا گھر ویران کر دیا اب انصافاً کہو کہ کس کی جڑ کاٹی گئی اور کس پر یہ دعا پڑی اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے یَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ [1] یعنی اے نبی تیرے پر یہ بدنہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں۔ انہیں پر گردشیں پڑیں گی۔ پس اِس آیت کریمہ کی رُو سے یہ سُنت اللہ ہے کہ جو شخص صادق پر کوئی بددعا کرتا ہے وہی بددعا اُس پر پڑتی ہے یہ سنت اللہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ظاہر ہے۔ پس اب بتلاؤ کہ غلام دستگیر اس بددعا کے بعد مر گیا ہے یا نہیں۔ لہٰذا بتلاؤ کہ اس میں کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی بددعا سے تو ایک جھوٹا مسیح مر گیا اور میرے پر بددعا کرنے والا خود مر گیا۔ خدا نے میری عمر تو بڑھا دی کہ گیارہ سال سے میں اب تک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ کی بھی مہلت نہ دی۔

﴿۳۳۲﴾

۱۴۶۔ نشان۔ نواب محمد حیات خان جو ڈویژنل جج تھا کسی فوجداری الزام میں معطل ہوگیا تھا اور کوئی صورت اُس کی رہائی کی نظر نہیں آتی تھی تب اُس نے مجھ سے دعا کی درخواست کی اور میں نے دعا کی تب میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ وہ بری ہو جائے گا اور یہ خبر اُس کو اور بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سنا دی گئی جیسا کہ براہین احمدیہ میں مفصل درج ہے آخر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بَری ہوگیا۔

۱۴۷۔ نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقّت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔

[1] التوبۃ:۹۸

اِس لئے دعا کی گئی۔ ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اُس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال وگمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء سے اخیر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔ ﴿۳۳۳﴾

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۱۴۸۔نشان- ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دَوران　　ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وہ آنے والا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کرے گا۔ پس اِس اثناء میں کہ مَیں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کے وقت مجھے یہ الہام ہوا۔

از پئے آن محمد احسن را　　تارکِ روزگار می بینم

یعنی مَیں دیکھتا ہوں کہ مولوی سیّد محمد احسن امروہی اِسی غرض کے لئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اُس کے دعویٰ کی تائید کے لئے خدمت بجالاوے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے کمر بستہ ہو کر میرے دعویٰ کی تائید میں بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں سے مباحثات کئے اور اب تک اسی کام میں مشغول ہیں خدا اُن کے کام میں برکت دے اور اِس خدمت کا اُن کو اجر بخشے۔ آمین۔

۱۴۹۔نشان- براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے **بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنارِ بلند تر محکم اُفتاد**۔ اُس زمانہ کو پچیسؔ برس سے بھی زیادہ گذر گیا جب یہ پیشگوئی خدائے عزّ و جلّ کی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ تیرے اقبال کے دن آنے والے ہیں جو دین محمدی کی شان اور عزت کو بڑھائیں گے اور اس زمانہ میں جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں میں ایک زاویۂ گمنامی میں مستور و محجوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملے گا بلکہ میں خود اس آئندہ شان و شوکت سے محض بے خبر تھا اور سچ تو یہ ہے کہ میں کچھ بھی نہ تھا بعد میں خدا نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چُن لیا میں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے اور میں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا اور میں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اُس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں اور میں اکیلا تھا اُس نے کئی لاکھ انسان کو میرے تابع کر دیا اور زمین اور آسمان دونوں میں سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے میں نہیں جانتا کہ اُس نے میرے لئے یہ کیوں کیا کیونکہ میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا اور میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اِس شعر کو حضرت عزّت میں پڑھنا اپنے مناسب حال پاتا ہوں

پسندیدگانے بجائے رسند ‏ ‏ ‏ ‏ زِما کہتران چہ آمد پسند

میرے خدا نے ہر ایک پہلو سے میری مدد کی ہر ایک جو دشمنی کے لئے اُٹھا اُس کو نیچے گرایا۔ ہر ایک نے جو سزا دلانے کے لئے عدالتوں میں مجھے کھینچا اُن سب مقدموں میں میرے مولیٰ نے مجھے فتح دی ہر ایک نے جو میرے پر بددعا کی میرے آقا نے وہ بددعا اُسی پر ڈال دی جیسا کہ

لیکھرام بدقسمت نے اپنی جھوٹی خوشیوں پر بھروسہ کر کے میری نسبت شائع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنے تمام فرزندوں کے مر جائے گا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لاولد مر گیا اور کوئی نسل اُس کی دنیا میں نہ رہی۔ ایسا ہی عبدالحق غزنوی اُٹھا اور اس نے مباہلہ کر کے اپنی بددعاؤں سے میرا استیصال چاہا سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی اُس کے مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے کئی لاکھ روپیہ آیا قریباً تمام دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے مگر عبدالحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں ہے۔☆ اور ایک ذرّہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس کو برکت نہ ملی اور نہ بعد میں اُس نے کوئی عزت پائی اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا پورا مصداق ہو گیا پھر مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اُس کو شوق ہوا کہ محمد طاہر کی طرح میرے پر بددعا کر کے قوم میں نام حاصل کرے یعنی جس طرح محمد طاہر نے ایک جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی پر بددعا کی تھی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا اسی طرح اپنی بدعا سے مجھے ہلاک کرے مگر اس بددعا کے بعد وہ آپ ہی ایسے جلدی ہلاک ہوا جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ کوئی مولوی جواب نہیں دیتا کہ یہ کیا راز ہے کہ محمد طاہر نے تو اپنے زمانہ کے جھوٹے مسیح پر بددعا کر کے اس کو ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر اپنے زمانہ کے مسیح پر بددعا کر کے آپ ہی ہلاک ہو گیا۔ یہ تو اندرونی نصرت الٰہی ہے بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل نہیں آ سکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وہ لوگ بازاروں میں چلّا چلّا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور یا خدا تعالیٰ نے ایسا اُن پر رعب ڈالا کہ اِس طرف

﴿۳۳۵﴾

☆ عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد میں نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں بار بار مخاطب کر کے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دعا سے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمہارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تا تم ابتر نہ رہو جو مباہلہ کا ایک اثر سمجھا جائے گا۔ پس اس قدر تاکید پر ضرور اُس نے مباہلہ کے بعد دعائیں کی ہوں گی آخر ابتر رہا پس اس سے زیادہ اور کیا نشان ہو گا۔ منہ

مُنہ نہیں کرتے گویا وہ سب اِس جہان سے رخصت ہوگئے۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف مُنہ کرے تو خدا اُس کو سخت ذلیل کرے گا اور اُس عذاب میں مبتلا کرے گا جس کی نظیر نہیں ہوگی اور اُس کو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ میں دکھلاتا ہوں وہ اپنے فرضی خدا کی طاقت اور قوت سے دکھلا سکے اور میرے لئے خدا آسمان سے بھی نشان برسائے گا اور زمین سے بھی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ برکت غیر قوموں کو نہیں دی گئی۔ پس کیا روئے زمین میں مشرق سے لے کر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے جو خدائی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے۔ ہم نے میدان فتح کرلیا ہے۔ کسی کی مجال نہیں جو ہمارے مقابل پر آوے پس یہ وہی بات ہے جو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس ﴿۳۳۶﴾ برس پہلے بطور پیشگوئی فرمائی ہے۔ بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم اوفتاد۔ بخدا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں اور ہر ایک شخص ہمارے پیروں کے نیچے ہے۔

۱۵۰۔ نشان☆ – میری کتاب نور الحق حصہ دوم کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک جو طاعون کے پھوٹنے سے پہلے ملک میں شائع کی گئی تھی طاعون کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے۔ **اعلم انّ اللّٰہ نفث فی روعی ان ھٰذا الخسوف والکسوف فی رمضان اٰیاتان مخوفتان لقوم اتبعوا الشیطان ولئن ابوا فان العذاب قد حان۔** دیکھو صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک رسالہ نور الحق (ترجمہ) خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دِل میں پھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے اب برائے خدا وہ میری کتاب یعنی نور الحق حصہ دوم غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کس قدر مُدّت دراز طاعون سے پہلے اُس میں طاعون کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ[1] یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اُس کے قبضہ میں ہے یہ تصرّف علمِ غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو

☆ مزید تشریح کے لئے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منہ

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

نہیں دیا جاتا کہ کیا باعتبار کیفیت اور کیا باعتبار کمیّت غیب کے دروازے اُس پر کھولے جائیں ہاں شاذونادر کے طور پر عام لوگوں کو کوئی سچی خواب آسکتی ہے یا سچا الہام ہوسکتا ہے اور وہ بھی تاریکی سے خالی نہیں ہوتا مگر غیب کے دروازے اُن پر نہیں کھلتے یہ موہبت محض خدا کے برگزیدہ رسولوں کے لئے ہوتی ہے۔

۱۵۱۔نشان۔ جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اُس کی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا مجھے کسی سے تعارف نہ تھا تب میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا **ھزّ الیک بجذع النخلۃ. تساقط علیک رطبًا جنیّا**. دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶۔ (ترجمہ) کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اِس حکم پر عمل کرنے کے لئے سب سے اول خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا پس خدا نے جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا تھا اُن کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلاتوقف اڑھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ اڑھائی سو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ صرف ایک دو آدمی ان کے گواہ نہیں بلکہ ایک جماعت کثیر گواہ ہے جس میں ہندو بھی ہیں۔ اِس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ وحی الٰہی کہ **ھزّ الیک بجذع النخلۃ**. یہ حضرت مریم ☆ کو قرآن شریف میں خطاب ہے جب

﴿۳۳۷﴾

☆ حاشیہ ۔ متنِ کتاب ہٰذا میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اول خدا نے میرا نام مریم رکھا اور پھر فرمایا کہ مَیں نے اِس مریم میں صدق کی رُوح پھونکنے کے بعد اس کا نام عیسیٰ رکھ دیا گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اس طرح میں خدا کے کلام میں ابن مریم کہلایا۔ اِس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اِس اُمّت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس اُمّت میں بجز میرے کسی نے اِس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر

لڑکا پیدا ہونے سے وہ بہت کمزور ہو گئی تھیں اور غذا کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کی محتاج تھیں۔ اِسی طرح براہین احمدیہ میرے لئے بطور بچہ کے تھی جو پیدا ہوا۔ اور یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ تالیفات کی نسبت یہ عام محاورہ ہے کہ ان کو نتائج طبع کہتے ہیں۔ یعنی طبع زاد بچے۔ اور جبکہ براہین احمدیہ میرا بچہ ٹھہرا جو پیدا ہوا تو اُس کے پیدا ہونے کے وقت میں بھی اپنی مالی حالت میں کمزور تھا جیسا کہ مریم کمزور تھی اور اپنے طور پر اس بچہ کی پرورش کے لئے یعنی اس کے طبع کے لئے غذا حاصل نہیں کرسکتا تھا تو مجھے بھی مریم کی طرح یہی حکم ہوا کہ ھزّ الیک بجذع النخلة پس اس پیشگوئی کے مطابق سرمایہ کتاب اکٹھا ہوگیا اور پیشگوئی پوری ہوگئی اور اس روپیہ کا آنا بالکل غیر متوقع تھا کیونکہ میں گمنام تھا اور یہ میری پہلی تالیف تھی اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ

﴿۳۳۸﴾

بقیہ حاشیہ

اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس اُمّت میں کوئی اس کا مصداق ہو۔ اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کرلو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجُز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیشگوئی سورہ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا[1] دیکھو سورۃ تحریم الجزو نمبر ۲۸ (ترجمہ) اور دوسری مثال اس اُمّت کے افراد کی مریم عمران کی بیٹی ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تب ہم نے اُس کے پیٹ میں اپنی قدرت سے روح پھونک دی یعنی عیسیٰ کی روح۔ اب ظاہر ہے کہ بموجب اس آیت کے اس اُمّت کی مریم کو پہلی مریم کے ساتھ تب مشابہت پیدا ہوتی ہے کہ اس میں بھی عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے جیسا کہ خدا نے خود روح پھونکنے کا ذکر بھی اِس آیت میں فرمادیا ہے اور ضرور ہے کہ خدا کا کلام پورا ہو۔ پس اِس تمام اُمّت میں وہ میں ہی ہوں میرا ہی نام خدا نے براہین احمدیہ میں پہلے مریم رکھا اور بعد اس کے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسیٰ قرار دیا۔ پس اِس آیت کا میں ہی مصداق ہوں۔ میرے سوا تیرہ[۱۳۰۰] سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دی جس سے مَیں عیسیٰ بن گیا۔ خدا سے ڈرو اور اس میں غور کرو جس زمانہ میں خدا نے براہین احمدیہ میں یہ فرمایا اُسوقت تو میں اِس دقیقہ معرفت سے خود بے خبر تھا جیسا کہ میں نے براہین احمدیہ میں اپنا عقیدہ بھی ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ آسمان سے آنیوالا ہے۔ یہ میرا عقیدہ اِس بات پر گواہ ہے کہ میری طرف سے کوئی افترا نہیں اور میں خدا کی تفہیم سے پہلے کچھ نہیں سمجھ سکا۔ منه

﴿۳۳۸﴾

---

[1] التحریم:۱۳

﴿۳۳۹﴾ مَیں مجھے عیسیٰ کے نام سے موسوم کرنے سے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدّت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا اور پھر خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مریم میں نے تجھ میں سچائی کی رُوح پھونک دی گویا یہ مریم سچائی کی روح سے حاملہ ہوئی اور پھر خدا نے براہین احمدیہ کے اخیر میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا گویا وہ سچائی کی روح جو مریم میں پھونکی گئی تھی ظہور میں آکر عیسیٰ کے نام سے موسوم ہوگئی۔ پس اِس طرح پر مَیں خدا کی کلام میں ابن مریم کہلایا اور یہی معنی اِس وحی الٰہی کے ہیں کہ **الحمدللّٰہ الذی جعلک المسیح ابن مریم.**

آنکہ گوید ابن مریم چون شدی ہست او غافل زِ رازِ ایزدی
آن خدائے قادر و ربّ العباد در براھین نام من مریم نہاد
مدّتے بودم برنگِ مریمی دست نادادہ بہ پیرانِ زِمی
ہمچو بکرے یافتم نشو و نما از رفیق راہ حق نا آشنا
بعد ازان آن قادر و ربّ مجید رُوح عیسیٰ اندران مریم دمید
پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیان زاد زان مریم مسیح این زمان
زین سبب شد ابن مریم نام من زانکہ مریم بود اوّل گام من
بعد ازان از نفخِ حق عیسیٰ شدم شد زِ جائے مریمی بر تر قدم
این ہمہ گفت است ربّ العالمین گر نمی دانی براہین را ببین
حکمتِ حق رازہا دارد بسے نکتۂ مستور کم فہمد کسے
فہم را فیضانِ حق باید نخست کار بے فیضان نمی آید درست
گر نداری فیضِ رحمان را پناہ ظلمتے در ہر قدم داری براہ
فیضِ حق را با تضرّع کن تلاش ہان مَرو چوں تو سنے آہستہ باش
اے پئے تکفیرما بستہ کمر خانہ ات ویران تُو در فکرِ دگر
صد ہزاران کفر در جانت نہان روچہ نالی بہرِ کفرِ دیگران

خیز و اوّل خویشتن را کُن درست | نکتہ چین را چشم می باید نخست
لعنتی گر لعنتے بر ما کند | او نہ بر ما خویش را رُسوا کند
لعنتِ اہلِ جفا آسان بود | لعنت آن باشد کہ از رحمان بود

۱۵۲۔نشان۔ خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ **انّی مھینٌ من اراد اھانتک** یعنی میں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت کا ارادہ کرے گا صدہا دشمن اِس پیشگوئی کے مصداق ہو گئے ہیں اِس رسالہ میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں۔اُن میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے میری نسبت یہ کہا کہ یہ مفتری ہے طاعون سے ہلاک ہو گا خدا کی قدرت کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہو گئے اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے بتلایا ہے کہ یہ شخص جلد مر جائے گا خدا کی شان کہ وہ اپنے ایسے الہاموں کے بعد خود جلد مر گئے اور بعض نے میرے پر بد دعائیں کی تھیں کہ وہ جلد ہلاک ہو جائے وہ خود جلد ہلاک ہو گئے مولوی محی الدین لکھو کے والے کا الہام لوگوں کو یاد ہو گا جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب نازل ہونے کی نسبت الہام شائع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہو گئے اور کئی سال ہو گئے کہ وہ اِس دنیا سے گذر گئے ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری بھی مجھے گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گیا تھا جس نے مکہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی بیٹھے اُٹھتے میرے پر بد دعا کرتا تھا اور **لعنت اللّٰہ علی الکاذبین** اُس کا وِرد تھا اور اِسی پر بس نہیں کی بلکہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اُس کو بھی شوق آیا کہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار کی طرح میرے پر بد دعا کرے تا اس کی بھی کرامت ثابت ہو کیونکہ صاحب مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افترا کے طور پر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور چونکہ وہ ناراستی پر تھے اِس لئے خدا تعالیٰ نے محمد طاہر کی دعا منظور کر کے اُن کو محمد طاہر کی زندگی میں ہی ہلاک کر دیا پس اِس قصہ کو پڑھ کر غلام دستگیر کو بھی شوق اُٹھا کہ آؤ میں بھی اس جھوٹے مسیح اور جھوٹے

﴿۳۴۱﴾ مہدی پر دعا کروں تا اس کی موت سے میری کرامت بھی ثابت ہو مگر اس کو شیخ سعدی کا یہ شعر یاد نہ رہا ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است شائد کہ پلنگ خفتہ باشد

اگر میں جھوٹا ہوتا تو بے شک ایسی دعا سے کہ جو نہایت توجہ اور درد دِل سے کی گئی تھی ضرور ہلاک ہو جاتا اور میاں غلام دستگیر محمد طاہر ثانی سمجھا جاتا لیکن چونکہ میں صادق تھا اِس لئے غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی انّی مھینٌ من اراد اھانتک کا شکار ہو گیا اور وہ دائمی ذلّت جو میرے لئے اُس نے چاہی تھی اُسی پر پڑ گئی۔

اگر کوئی مولوی خدا سے ڈرنے والا ہو تو اِس ایک ہی مقام سے اُس کا پردہ غفلت کا دور ہو سکتا ہے ہر ایک طالبِ حق پر لازم ہے کہ اِس بات کو سوچے کہ یہ کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی دعا سے تو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی ہلاک ہو گیا اور جب میاں غلام دستگیر نے اس کی ریس کر کے بلکہ مشابہت ظاہر کرنے کے لئے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اس کا ذکر بھی کر کے میرے پر بددعا کی اور بددعا کرنے کے وقت اپنی اسی کتاب میں میری نسبت یہ لفظ لکھا تبًّا لہٗ وَ لاتباعِہٖ جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اور میرے پیرو سب ہلاک ہو جائیں تب وہ چند ہفتہ کے اندر آپ ہی ہلاک ہو گیا اور جس ذلّت کو میری موت مانگ کر میرے لئے چاہتا تھا وہ داغ ذلّت ہمیشہ کے لئے اُسی کو نصیب ہو گیا کوئی صاحب مجھے جواب دیں کہ کیا یہ اتفاقی امر ہے یا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ظہور میں آیا مَیں اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں مگر غلام دستگیر کے مَرنے پر گیارہ برس سے زیادہ گذر گئے اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کو محمد طاہر کے زمانہ کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی بُرا معلوم ہوتا تھا اور اُس سے خدا دشمنی رکھتا تھا مگر غلام دستگیر کے زمانہ میں جو جھوٹا مسیح پیدا ہوا اُس کو خدا تعالیٰ نے محبت کی نظر سے دیکھا اور اُس کو عزت دی کہ غلام دستگیر کو اُس کے سامنے ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر کی بددعا کو اُسی کے مُنہ پر مار کر اُسی کو موت کا پیالہ پلا دیا اور قیامت تک یہ داغِ ذلّت اس پر رکھا۔ اگر میں غلام دستگیر کی بددعا سے مر جاتا اور غلام دستگیر اب تک

﴿۳۴۲﴾

زندہ رہتا تو کیا میرے دشمن بلکہ دین اسلام کے دشمن دنیا میں ہزاروں اشتہار جاری کر کے شور قیامت نہ مچا دیتے اور کیا میرا جھوٹا ہونا نقارہ کی چوٹ سے مشہور نہ کیا جاتا؟ تو پھر اب کیوں بزرگان قوم خاموش ہیں کیا ان لوگوں کی یہی تقویٰ ہے اور یہ کہنا کہ یہ مباہلہ نہیں۔ فرض کیا کہ یہ مباہلہ نہیں مگر محمد طاہر کی ریس کر کے بددعا تو ہے جس کے مقابل میرا الہام ہے کہ **انّی مھینٌ من اراد اھانتک** پس یہ کیا ہوا کہ اس بددعا سے میرا تو کچھ نہ بگڑا مگر خدا تعالیٰ کے الہام **انّی مھینٌ من اراد اھانتک** نے کھلا کھلا اثر دکھا دیا اور اسی بددعا کو بموجب آیت عَلَیۡهِمۡ دَآئِرَۃُ السَّوۡءِ [1] غلام دستگیر پر نازل کر دیا۔ اور جو شخص محمد طاہر کا ثانی بننا چاہتا تھا اس کو خدا نے جھوٹے مسیح کا ثانی بنا دیا اور اُس کے مرنے کے بعد میرے پر برکت پر برکت نازل کی گئی۔ کئی لاکھ انسان مُرید ہو گئے اور اس کی وفات کے بعد تین بیٹے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور قریباً تمام دنیا میں عزّت کے ساتھ خدا نے مجھے مشہور کر دیا۔ شاید ہمارے مخالف اب یہ کہیں گے کہ وہ جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی جو محمد طاہر کی بددعا سے مر گیا تھا وہ بھی ایک اتفاقی موت تھی محمد طاہر کی دعا کا اثر نہ تھا پس ایسی باتوں کا ہم کہاں تک جواب دے سکتے ہیں چاہیں تو وہ دہریہ بن جائیں اور یہ کہہ دیں کہ غلام دستگیر کی موت بھی اتفاقی ہے ظاہرًا علامات تو یہی معلوم ہوتی ہیں۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال — دل میں اُٹھتا ہے میرے سو سو اُبال
اِس قدر کین و تعصّب بڑھ گیا — جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا
کیا یہی تقویٰ یہی اسلام تھا — جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

غرض خدا کا یہ الہام کہ **انّی مھینٌ من اراد اھانتک** صدہا جگہ پر بڑے زور سے ظاہر ہوا اور ظاہر ہو رہا ہے اِس میں کیا بھید ہے کہ وہ قادر اس قدر میری حمایت کرتا ہے یہی بھید ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ اُس کا محبّ ضائع ہو۔

چہ شیرین منظری اے دِلستانم — چہ شیرین خصلتی اے جانِ جانم

[1] التوبۃ:۹۸

﴿۳۴۳﴾

چو دیدم رُوئے تو دل در تو بستم	نماندہ غیر تو اندر جہانم
تواں برداشتن دست از دو عالم	مگر ہجرت بسوزد استخوانم
در آتش تن بآسانی توان داد	زہجرت جان رود باصد فغانم

۱۵۳۔نشان۔ مولوی محمد حسن بھیں والے نے میری کتاب اعجاز احمدی☆ کے حاشیہ پر لعنت اللہ علی الکاذبین لکھ کر اپنے تئیں مباہلہ کے پیچ میں ڈال دیا چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ بڑے دُکھ کے ساتھ اِس جہان سے گذر گیا اور جواناں مرگ موت ہوئی اُسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا مباہلہ ہمارے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے

۱۵۴۔نشان۔ پیر مہر علی شاہ گولڑی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مجھے چور کہا تھا یعنی اُس کے خیال میں مَیں نے دوسروں کی کتابوں کا مضمون چُرا کر لکھا ہے اِس افترا کی خدا نے اُس کو یہ سزا دی کہ عدالت میں کرم دین کے مقدمہ میں وہ خود محمد حسن بھیں کے نوٹوں کا چور ثابت ہوا چنانچہ عدالت میں اِس بارہ میں حلفی شہادتیں گذر گئیں تب اس پر بھی الہام **اِنّی مھینٌ من اراد اھانتک** پورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا۔

۱۵۵۔نشان۔ خدا تعالیٰ کا یہ بھی ایک نشان تھا کہ اُس نے ۱۸۸۲ء کے بعد باقی حصہ براہین احمدیہ کا تیئیس[۲۳] برس کی مُدّت تک چھپنے سے روک دیا تا اُس کا یہ کلام پورا ہو کہ میں براہین احمدیہ کو بطور نشان کے بناؤں گا کیونکہ اس میں بہت سی ایسی پیشگوئیاں تھیں جو ابھی اُن کا پورا ہونا معرض انتظار میں تھا اور اس میں میری نسبت ایسے وعدے تھے جو ابھی ظہور میں نہیں آئے تھے اور ضرور تھا کہ اُن تمام نشانوں اور تمام وعدوں کا اُسی کتاب میں پورا ہونا دکھلایا جاتا تا کتاب براہین احمدیہ اسم بامسمّٰی ہو جاتی۔ اگر اُن پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے پہلے براہین احمدیہ ختم ہو جاتی تو وہ ایک ناقص کتاب ہوتی اِس لئے خدا نے جس کے تمام کام حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں یہ چاہا کہ اس وقت تک براہین احمدیہ کے باقی حصہ کا چھپنا اور شائع ہونا

☆ یہاں سہو واقع ہوا ہے اعجاز احمدی کی بجائے اعجاز المسیح درست ہے کیونکہ مولوی محمد حسن نے اعجاز المسیح کے حاشیہ پر ہی لعنت اللہ علی الکاذبین لکھا تھا۔ (ناشر)

﴿۳۴۴﴾

روک دیا جائے جب تک کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوجائیں جو براہین احمدیہ میں لکھی گئی ہیں کیونکہ وہ کتاب جیسا کہ اس کا نام براہین احمدیہ ہے اِس لئے تالیف کی گئی ہے کہ تا جو اسلام کی براہین ہیں وہ ظاہر کرے اور براہین میں سے سب سے بڑھ کر آسمانی نشان ہیں جن میں انسانی طاقت کا کچھ بھی دخل نہیں سو ضرور تھا کہ اس میں اس قدر آسمانی نشان لکھے جاتے کہ دشمن پر اتمام حجت کرنے کے لئے کافی ہوتے جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ اس میں تین سو نشان لکھے جائیں گے سو خدا نے چاہا کہ وہ باتیں پوری ہوں اگرچہ مخالف لوگ اپنی جہالت سے شور ڈالتے رہے اور میرے پر یہ افتراء کیا کہ گویا میں نے بدنیتی سے لوگوں کا روپیہ قیمت ہضم کرنے کے لئے براہین احمدیہ کا چھپنا آئندہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے لیکن براہین احمدیہ کی تاخیر طبع میں یہی حکمت تھی جو مَیں نے بیان کی اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کرے گا مگر وہی لوگ جن کو دین و دیانت سے سروکار نہیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ[1] اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ[2] یعنی کافر کہتے ہیں کہ کیوں قرآن ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا ایسا ہی چاہیئے تھا۔ تا وقتاً فوقتاً ہم تیرے دل کو تسلی دیتے رہیں اور تا وہ معارف اور علوم جو وقت سے وابستہ ہیں اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوں کیونکہ قبل از وقت کسی بات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے سو اِس مصلحت سے خدا نے قرآن شریف کو تیئیس برس تک نازل کیا تا اُس مُدّت تک موعودہ نشان بھی ظاہر ہو جائیں سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ کی تاخیر پر ابھی تیئیسواں برس ختم نہیں ہوگا کہ اس کا پانچواں حصہ ملک میں شائع ہو جائے گا اور خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں تیئیس برس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہے۔ یا احمد بارک اللّٰہ فیک. الرحمٰن علم القرآن. لتنذر قومًا ما انذر آباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین. قل انّی امرت و انا اوّل المؤمنین. اے احمد (یہ ظلّی طور پر اس عاجز کا نام ہے) خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی وہ خدائے رحمان جس نے

[1] الشعراء:۲۲۸ [2] الفرقان:۳۳

﴿۳۴۵﴾ تجھے قرآن سکھلایا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کا تیرے پر بار منّت نہیں خدا تیرا معلّم ہے اور خدا نے تجھے اِس لئے قرآن سکھلایا کہ تا تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا خدا کی حجت پوری ہو جاوے اور مجرموں کی راہ کھل جائے اِن کو کہہ دے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لانے والا مَیں ہوں۔ اور چونکہ پہلے اِس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تعلیم قرآن تیئیس برس تک ختم ہوئی اِس لئے ضروری تھا کہ اب بھی اُس مشابہت کو دکھلانے کے لئے تیئیس برس ہی تعلیم قرآن کی مُدّت مقرر کی جاتی تا وہ سب نشان ظاہر ہو جائیں جن کا وعدہ دیا گیا تھا رومی صاحب نے بھی اِسی بارہ میں فرمایا ہے۔

مُدّتے ایں مثنوی تاخیر شد سالہا بائیست تا خون شیر شد

۱۵۶۔نشان۔ یہ نشان پہلے اِس سے میں نے اپنے رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے اخیر میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو میں نے ارادہ کیا تھا کہ صاحبزادہ عبداللطیف اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب کی شہادت کے بارہ میں جو نہایت ظلم سے قتل کئے گئے ایک رسالہ لکھوں جس کا نام تذکرۃ الشہادتین تجویز کیا تھا لیکن اتفاقاً مجھے دردگردہ شروع ہو گیا اور میرا ارادہ تھا کہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء تک وہ رسالہ ختم کر لوں کیونکہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ایک فوجداری مقدمہ کے لئے جو ایک مخالف کی طرف سے میرے پر دائر تھا گورداسپور میں جانا ضروری تھا تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ یاالٰہی میں شہید مرحوم عبداللطیف کے لئے رسالہ لکھنا چاہتا ہوں اور دردگردہ شروع ہو گئی ہے مجھے شفا بخش اور اِس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس۱۰ دن برابر دردگردہ رہی تھی اور میں اس سے قریب موت ہو گیا تھا۔ اب کی دفعہ بھی وہی خوف دامنگیر ہو گیا میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو تب میں نے اپنی شفا کے لئے اس سخت درد کی حالت میں دعا کی اور انہوں نے آمین کہی پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی قسم ہر ایک گواہی سے زیادہ اعتبار

کے لائق ہے کہ ابھی میں نے دعا تمام نہیں کی تھی کہ میرے پر غنودگی طاری ہوئی اور الہام ہوا **سَلامٌ قَولًا من ربّ رحیم** مَیں نے اُسی وقت یہ الہام اپنے گھر کے لوگوں اور اُن سب کو جو حاضر تھے سُنا دیا۔ اور خدائے علیم جانتا ہے کہ صبح کے چھ۶ بجے سے پہلے میں بکلّی صحت یاب ہو گیا اور اُسی دن میں نے آدھی کتاب تصنیف کر لی **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک** ۔ دیکھو تذکرۃ الشہادتین کا حصہ اخیر۔

۱۵۷۔ نشان۔ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے کیونکہ جب سے خدا نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ ودانستہ ایک جھوٹے مکّار مفتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے یوں تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں مگر مَیں جو اِس جگہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہوں وہ اِس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت انہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہو سکتی۔ ان کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتوں میں نرمی سے سمجھایا کہ جو شخص قادیان میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کی بیعت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ دیا جائے گا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزّت ہوگی ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے۔ اُنہوں نے ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب دیا کہ میں اہل علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں میں نے بصیرت کی راہ سے بیعت کی ہے میں اس کو تمام دنیا سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اور کئی دن اُن کو حراست میں رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھارا زنجیر ڈالا گیا جو سر سے پاؤں تک تھا۔ اور بار بار سمجھایا اور ترکِ بیعت پر عزّت افزائی کا وعدہ کیا کیونکہ ان کو ریاست کابل سے پُرانے تعلقات تھے اور ریاست میں اُن کے حقوق خدمات تھے مگر انہوں نے بار بار

﴿۳۴۷﴾ کہا کہ میں دیوانہ نہیں میں نے حق پالیا ہے۔ میں نے بخوبی دیکھ لیا ہے کہ مسیح آنے والا یہی ہے جس کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی ہے۔ تب نومید ہو کر ناک میں اُن کے رسی ڈال کر پابہ زنجیر سنگساری کے میدان میں لے گئے اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے اُن کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دیں اور انکار کر دیں۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا اب میرا وقت قریب ہے۔ میں دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہیں کروں گا۔ کہتے ہیں کہ اُن کی اِس استقامت کو دیکھ کر صدہا آدمیوں کے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور اُن کے دل کانپ اُٹھے کہ یہ کیسا مضبوط ایمان ہے ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور بہتوں نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بیعت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبداللطیف یہ استقامت ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ تب اس مظلوم کو پتھروں کے ساتھ شہید کیا گیا اور اُس نے آہ نہ کی اور چالیس[۴۰] دن اُن کی لاش پتھروں میں پڑی رہی اور آخری مقولہ اُن کا یہ تھا کہ میں چھ[۶] دن سے زیادہ مُردہ نہیں رہوں گا تب امیر نے ان کی سنگساری کی جگہ پر ایک پہرہ بٹھا دیا کہ شاید یہ بھی فریب ہوگا مگر اس مقولہ سے ان کی مُراد یہ تھی کہ چھ[۶] دن تک میری روح ایک نئے جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائی جائے گی۔

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افترا پر ہو کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی استقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہیں؟ کہ اس راہ میں پتھروں سے کچلا جانا قبول کریں اور اپنے بچوں اور بیوی کی کچھ بھی پروا نہ کریں اور ایسی مردانگی کے ساتھ جان دیں اور بار بار رہائی کا وعدہ بشرط فسخ بیعت دیا جاوے مگر اِس راہ کو نہ چھوڑیں۔ اِسی طرح شیخ عبدالرحمٰن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں بیعت کو توڑتا ہوں اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اس کی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمانی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے۔ ہاں جو سطحی ایمان رکھتے

﴿۳۴۸﴾

ہیں اور اُن کے رگ و ریشہ میں ایمان داخل نہیں ہوتا وہ یہودا اسکر یوطی کی طرح تھوڑے سے لالچ سے مُرتد ہو سکتے ہیں ایسے ناپاک مُرتدوں کے بھی ہر ایک نبی کے وقت میں بہت نمونے ہیں سو خدا کا شکر ہے کہ مخلصین کی ایک بھاری جماعت میرے ساتھ اور ہر ایک اُن میں سے میرے لئے ایک نشان ہے یہ میرے خدا کا فضل ہے۔ ربّ انک جنّتی و رحمتک جُنّتی و اٰیاتک غذائی وفضلک ردائی.

قَصِیْدۃ مِنَ المؤلّف

اِنّی مِنَ الرَّحمٰن عبد مُکْرَم میں رحمٰن کی طرف سے ایک بندہ عزت دیا گیا ہوں	سمّ معاداتی وسِلمی اَسْلم میری دشمنی زہر ہے اور مجھ سے صلح سلامتی بخشنے والی ہے
انّی انا البُستان بُستان الھُدیٰ میں وہ باغ ہوں جو ہدایت کا باغ ہے	انّی صدوق مصلح متردم میں راست گو اور مصلح ہوں اور اصلاح کرنے والا ہوں
من فرّ منی فرّ من ربّ الوریٰ جو شخص مجھ سے بھاگا وہ خدا سے بھاگا	انّی انا النھج السلیم الاقوم میں سلامتی کی راہ اور سیدھی راہ ہوں
روحی لتقدیس العلیّ حمامۃ میری روح خدا کی تقدیس کے لئے ایک کبوتری ہے	اوعندلیب غارد مترنم یا ایک بلبل ہے جو خوش آواز سے بول رہی ہے
ما جئتکم فی غیر وقت عابثا میں تمہارے پاس بے وقت بطور لہو ولعب کے نہیں آیا	قد جئتکم والوقت لیل مُظلم میں اُس وقت آیا جب کہ زمانہ رات کی طرح تھا
یا ایّھا الناس اترکوا اھواءکم اے لوگو اپنی حرص و ہوا کو چھوڑ دو	توبوا وانّ اللّٰہ ربّ ارحم توبہ کرو اور خدا غفور و رحیم ہے
ربٌّ کریم غافر لمن اتقٰی رب کریم ہے وہ ڈرنے والے کو بخش دیتا ہے	طوبٰی لمن بعد المعاصی یندم کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو گناہ کے بعد پچھتا تا ہے

﴿۳۴۹﴾

یآ ایّھا النّاس اذکروا اٰجالکم ان المنایا لا تُردّ و تھجم
اے لوگو اپنی موتوں کو یاد کرو جب موتیں آتی ہیں تو واپس نہیں ہوتیں اور ناگاہ پکڑ لیتی ہیں

یا لائمیْ انّ المکارم کلّھا فی الصدق فاسلک نھج صدقٍ ترحم
اے میرے ملامت کرنے والے تمام بزرگیاں صدق میں ہیں پس صدق اختیار کر۔ سلامت رہے گا

السعی للتوھین امرٌ باطل اِنَّ الْمُقَرَّبُ لا یُھَانُ ویُکرم
توہین کے لئے کوشش کرنا باطل ہے جو شخص خدا کا مقرب ہوتا ہے خدا اُس کو ذلیل نہیں کرتا

جاء تک اٰیاتی فانت تُکذِّبُ شاھدتَ سلطانی فانت تحکّم
میرے نشان تیرے پاس آئے سو تو تکذیب کرتا ہے اور میرے برہان تو نے مشاہدہ کئے اور پھر تو تحکّم کرتا ہے

ھل جائک الابراء من ربّ الوریٰ ام ھل رئیت العیش لَا یتصرم
کیا بَری ہونے کی خبر خدا تعالیٰ سے تجھے پہنچ گئی یا تُو نے دیکھ لیا کہ تیری زندگی کبھی منقطع نہیں ہوگی

ان کنت ازمعت النّضال فانّنا نأتی کما یأتی لصیدٍ ضیغم
اور اگر تو جنگ کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اس طرح آئیں گے جس طرح شکار کے لئے شیر آتا ہے

لا نتقی حرب العدا و نضالھم والقلب عند الحرب لا یتجمجم
ہم دشمنوں کی جنگ اور اُن کی تیراندازی سے نہیں ڈرتے اور دل لڑائی کے وقت متردّد نہیں ہوتا

انظر الٰی عبد الحکیم وغیّہٖ یَعْوی کسَرْحانٍ و لا یتکلّم
ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور اُس کی گمراہی کی طرف دیکھ بھیڑئے کی طرح چلاّ رہا ہے نہ یہ کہ بات کرتا ہے

کبرٌ یُسعّر نفسہ بضرامہ ما مَدّ ھٰذا الکبر الا الدرھم
تکبّر اپنی ایندھن کے ساتھ ان کو مشتعل کرتا ہے اور یہ تکبر بباعث مال کے پیدا ہوا ہے

الفخر بالمال الکثیر جھالۃ غیم قلیل الماء لا یتلوّم
مال کثیر کے ساتھ فخر کرنا جہالت ہے یہ وہ بادل ہے جس میں کم پانی ہے جو ٹھہر نہیں سکتا

جھد المخالف باطل فی امرنا سیف من الرحٰمن لا یتثلّم
مخالف کی کوششیں ہمارے معاملہ میں باطل ہیں یہ وہ تلوار ہے جو رخنہ پذیر نہیں ہوگی

﴿۳۵۰﴾

فی وجهنا نور المهیمن لائحٌ	ان کان فیکم ناظر متوسّم
ہمارے مُنہ پر خدا کا نور روشن ہے	اگر تم میں کوئی دیکھنے والا ہو
ماقُلْتَ یا عبد الحکیم بجنبنا	الّا کخذف عند سیف یصرم
اے عبدالحکیم تو نے ہمارے مقابل پر جو باتیں کی ہیں	تو وہ ایک روڑہ کی طرح ہے جو چلایا جاتا ہے بمقابل اُس تلوار کے جو کاٹتی ہے
وَاللّٰہِ لَا یُخْزیٰ عزیز جنابه	وَاللّٰه لا تُعطی العلاء و تُرجم
بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز رُسوا نہیں ہوگا	اور بخدا کہ تُو غالب نہیں ہوگا اور ردّ کیا جائے گا
هٰذا من الرحمٰن نَبَأٌ محکم	فاسمع ویأتی وقته المتحتّم
یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے محکم ہے	پس سُن رکھ اور اس کا قرار دادہ وقت آرہا ہے
واللّٰه یُنْقَضُ کلّ خیط مکائد	لَیْن سحیل اوشدید مبرم
اور بخدا ہر ایک مکر کا دھاگہ توڑ دیا جائے گا	خواہ وہ نرم مکر ہے اور خواہ سخت مکر ہے
کفِّرو ما التکفیر منک ببدعة	رسم تقادم عهده المتقدّم
مجھے کافر کہہ اور کافر کہنا تیرا کوئی نئی بات نہیں	ایک پرانی رسم قدیم سے چلی آتی ہے
قد کُفّرتُ من قبل صحب نبیّنا	قالوا لئامٌ کفرةٌ و هُمُ هُمُ
اس سے پہلے ہمارے نبی صلعم کے صحابہ کو لوگوں نے کافر ٹھہرایا	اور کہا کہ یہ لئیم اور کافر ہیں اور انکی شان جو ہے سو ہے
تب من کلام قلت واحفد تائبًا	والعفو خلقی ایّها المتوهم
جو کچھ تو نے کہا ہے اُس سے توبہ کر اور میری طرف دوڑ	اور بخشنا میرا خُلق ہے اے وہموں میں گرفتار
ان کنت تتمنّی الوغا فنُحارِبُ	بارز فانّی حاضر متخیّم
اگر تو لڑنے کو چاہتا ہے پس ہم لڑیں گے	باہر میدان میں آ کہ میں حاضر ہوں خیمہ لگائے ہوئے
نطقی کسیفٍ قاطع یُردی العدا	قولی کعالیة القنا او لهذم
میرا نطق تلوار کاٹنے والی کے مانند ہے جو دشمنوں کو ہلاک کرتی ہے	بات میری نیزہ کی نوک کی طرح ہے یا لہذم کی طرح ہے
کم من قلوب قد شققتُ غلافها	کم من صدور قد کلمتُ واکلم
بہت دل ہیں جن کے غلاف میں نے پھاڑ دئے	بہت سینے ہیں جو میں نے مجروح کئے اور کرتا ہوں

﴿۳۵۱﴾

حَارَبتُ کلَّ مُکذِّبٍ وبِآخرٍ	للحرب دائرةٌ علیک فتعلم
میں نے ہر ایک مکذّب سے لڑائی کی ہے	اب آخری نوبت میں لڑائی کے چکر میں تو آ گیا پس عنقریب جان لے گا
لی فیک من ربٍّ قدیرٍ اٰیۃٌ	ان کنت لا تدری فانا نعلم
تجھ میں میرے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے	اگر تو نہیں جانتا تو ہم جانتے ہیں
قد قلتَ دجّالٌ وقلتَ قد افتریٰ	تھذی وفی صف الوغٰی تتجشّم
تو نے کہا کہ یہ شخص دجّال ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے	تو بکواس کر رہا ہے اور لڑائی میں تکلیف کر رہا ہے
والحکم حکم اللّٰہ یا عبد الھویٰ	یُبْدِیْک یومًا ما تسر و تکتم
اور حکم خدا کا حکم ہے اے حرص کے بندے	ایک دن وہ تجھے جتلا دے گا جو کچھ تو پوشیدہ کرتا ہے
الحق درع عاصم فیصوننی	فاحذر فانی فارس مُسْتَلْحِمُ
حق ایک سچائی والی درع ہے جو مجھے بچائے گی	پس خوف کر کہ میں ایک سوار پیچھا کرنے والا ہوں

۱۵۸۔نشان- واضح ہو کہ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کے بعد جو کچھ کابل میں ظہور میں آیا وہ بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے کیونکہ مظلوم شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اِس مظلوم شہید کے قتل کئے جانے کے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورۂ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کے شکار ہو گئے اور خود امیر کابل کے گھروں میں بعض موتوں سے ماتم برپا ہو گیا اور کئی ہزار انسان جو اِس قتل سے خوش تھے شکار مرگ ہو گئے اور وبائے ہیضہ کا ایسا سخت طوفان آیا کہ کہتے ہیں کہ کابل میں ایسا ہیضہ گذشتہ زمانوں میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور الہام **اِنّی مھینٌ من اراد اھانتک** اِس جگہ بھی پورا ہوا۔

بنگر کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را   چندان امان نہ داد کہ شب را سحر کند

۱۵۹۔نشان- میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ اٹھاون[۵۸] میں ایک یہ پیشگوئی تھی جو

﴿۳۵۲﴾

مولوی عبدالحق غزنوی کے مقابل پر لکھی گئی تھی جس کی عبارت یہ ہے کہ عبدالحق کے مباہلہ کے بعد ہر ایک قسم سے خدا تعالیٰ نے مجھے ترقی دی ہماری جماعت کو ہزارہا تک پہنچا دیا ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کر دیا اور الہام کے مطابق مباہلہ کے بعد ایک اور لڑکا ہمیں عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہو گئے اور پھر ایک چوتھے لڑکے کے لئے مجھے متواتر الہام کیا اور ہم عبدالحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مرے گا جب تک اِس الہام کو پورا ہوتا نہ سُن لے۔ اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اِس پیشگوئی کو ٹال دے دیکھو میری کتاب انجام آتھم صفحہ ۵۸۔ یہ پیشگوئی ہے جو چوتھے لڑکے کے بارے میں کی گئی تھی پھر اِس پیشگوئی سے اڑھائی برس بعد چوتھا لڑکا عبدالحق کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا جو اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ اگر مولوی عبدالحق نے اس لڑکے کا پیدا ہونا اب تک نہیں سُنا تو اب ہم سُنائے دیتے ہیں یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ دونوں پہلوؤں سے سچا نکلا عبدالحق بھی لڑکے کے تولّد تک زندہ رہا اور لڑکا بھی پیدا ہو گیا اور پھر یہ کہ اس بارے میں عبدالحق کی کوئی بددعا منظور نہ ہوئی اور وہ اپنی بددعا سے میرے اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا روک نہ سکا بلکہ بجائے ایک لڑکے کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری طرف عبدالحق کا یہ حال ہوا کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق کے گھر میں آج تک باوجود بارہ[۱۲] برس گذرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کے بعد قطع نسل ہو جانا اور باوجود بارہ[۱۲] برس گذرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہونا اور بالکل ابتر رہنا یہ بھی قہر الٰہی ہے اور موت کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ یاد رہے کہ اسی بدگوئی کے ساتھ ہی عبدالحق کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ لاولد اور ابتر اور اس برکت سے بالکل بے نصیب رہا اور بھائی مر گیا اور مباہلہ کے بعد بجائے لڑکا پیدا ہونے کے عزیز بھائی بھی دارالفنا میں پہنچ گیا۔☆

☆ میں نے اپنی کتاب انوار الاسلام میں بطور پیشگوئی یہ بھی عبدالحق پر ظاہر کیا تھا کہ وہ اولاد سے بے نصیب رہے گا اس کو چاہیے کہ ہر ایک قسم کی کوشش اور ہمت کر کے ہماری اس پیشگوئی کو رد کر دے اور مباہلہ کے اثر کو ٹال دے۔ چنانچہ وہ اب تک ابتر ہے اور اس تاریخ تک کہ ۲۸ر ستمبر ۱۹۰۶ء ہے باوجود تیرہ برس گذرنے کے روز مباہلہ سے اب تک اولاد سے محروم ہے۔ منہ

﴿۳۵۳﴾

اِس جگہ منصفین خیال کریں اور خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سوچیں کہ کیا یہ علم غیب کسی انسان کی طاقت میں داخل ہے کہ خود افترا کر کے کہے کہ ضرور میرے گھر میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور ضرور ہے کہ فلاں شخص اُس وقت تک جیتا رہے گا اور پھر ایسا ہی ظہور میں آوے کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے کہ خدا نے کسی مُفتری کی ایسی تائید کی کہ دونوں پہلوؤں سے اُس کو سچا کر کے دکھلا دیا یعنی چوتھا لڑکا بھی دے دیا اور اُس وقت تک اُس کے دشمن کو پیشگوئی کے مطابق زندہ رہنے دیا۔ اور یاد رہے کہ یہ مباہلہ کی صدہا برکات میں سے ایک یہ برکت ہے جو مجھے دی گئی کہ خدا نے مباہلہ کے بعد تین لڑکے مجھے عطا فرمائے یعنی شریف[1] احمد، مبارک[2] احمد، نصیر[3] احمد۔ اب ہم اگر عبد الحق کے ابتر ہونے کی بابت غلطی کرتے ہیں تو وہ بتلاوے کہ مباہلہ کے بعد اُس کے گھر میں کتنے لڑکے پیدا ہوئے اور وہ کہاں ہیں ورنہ کوئی پہلا لڑکا ہی ہمیں دکھلا دے۔☆ اگر یہ لعنت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے اور میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ جیسا کہ عبد الحق مباہلہ کے بعد ہر ایک برکت سے محروم رہا اسی طرح اُس کے مقابل پر میرے پر خدا کا وہ فضل ہوا کہ کوئی دنیا اور دین کی برکت نہیں جو مجھے نہیں ملی اولاد میں برکت ہوئی کہ بجائے دو کے پانچ ہو گئے۔ مال میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ عزّت میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ انسان نے میری بیعت کی۔ خدا کی تائید میں برکت ہوئی کہ صدہا نشان میرے لئے ظاہر ہوئے۔

۱۶۰۔ نشان۔ اس وقت مولوی عبد الرحمٰن محی الدین لکھوکے والے کا اپنی قلم سے لکھا ہوا ایک خط میرے ہاتھ میں ہے جس کو اسی وقت میرے دوست فاضل جلیل مولوی حکیم نور دین صاحب نے مجھ کو دیا ہے اور میں اس کو اپنے خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں اِس لئے اصل خط دستخطی مولوی صاحب مذکور کی نقل ذیل میں لکھتا ہوں

☆ اس پیشگوئی کے مطابق جو انوار الاسلام میں چھپ چکی ہے عبد الحق کے گھر میں آج تک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا کیونکہ انوار الاسلام میں مَیں نے صاف طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ عبد الحق گو ہزار کوشش کرے دعا کرے اولاد نرینہ سے محروم رہے گا۔ سو وہی بات ہوگئی۔ منہ

اور بعد میں ظاہر کروں گا کہ وہ کیونکر میرے لئے نشان ہے اور وہ خط یہ ہے:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ـــــ حامدًا وَ مصلّیًا

امّا بعد از عبد الرحمٰن محی الدین بجمیع اہلِ اسلام عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا خبیر اخبرنی مرزا کا کیا حال ہے خواب میں یہ الہام ہوا ان فرعون وھامان و جنودھما کانوا خاطئین. وان شانئک ھو الا بتر.☆ مرزا صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ یہ الہام محتمل المعانی ہیں اِس میں میرا نام نہیں اور بڑے زور* دعویٰ کیا کہ میرے نام سے الہام نہ بخشا جائے گا۔ ہر دو الہام مذکور ماہ صفر کو ہوئے تھے۔ جب مرزا کا جواب آ گیا بعد

﴿۳۵۴﴾

☆ بہت لوگ اپنی خوابوں کے نا سمجھنے کی وجہ سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں مولوی عبد الرحمٰن محی الدین صاحب کی یہ دُعا اِس بناء پر تھی کہ مرزا کو جو مولوی نذیر حسین دہلوی اور اُن کے شاگرد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور اُن کے باقی جنود نے کافر قرار دیا ہے کیا وہ حقیقت میں کافر ہے خدا کے نزدیک اس کا کیا حال ہے تب اس کے جواب میں (اگر ہم محی الدین کے الہام کو سچا سمجھ لیں) خدا نے فرمایا انّ فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین. پس ہم اس الہام کے یہ معنے کریں گے کہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکفیر کے بانی تھے فرعون اور ہامان قرار دیا اور فرمایا کہ وہ دونوں اور اُن کے متبعین تکفیر میں خطا پر تھے اور استعارہ کے رنگ میں سب سے اول کفر کا فتویٰ دینے والے کو فرعون قرار دیا اور جس نے استفتا لکھا تھا اس کو ہامان ٹھہرا دیا اور باقی ہزارہا مولوی وغیرہ جو پنجاب اور ہندوستان میں ان کی اس تکفیر میں پیرو ہوئے اُن کو ان کا لشکر قرار دیا۔ اگر مولوی محی الدین بدقسمت نہ ہوتا تو یہ معنے بہت صاف تھے کیوں فرعون اور ہامان کا طریق انہیں لوگوں نے اختیار کیا تھا جو بغیر تحقیق کے مجھے نابود کرنے کے درپے ہو گئے اور میرے پر ایک طوفان برپا کر دیا تھا اور اِس پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ براہین میں آج سے چھبیس۲۶ برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیشگوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ میں یہ عبارت

بقیہ حاشیہ

* زور کے آگے لفظ سے چاہیے تھا جو کہ راقم کی تحریر میں نہیں اس لئے نہیں لکھا گیا۔ منہ

ازاں ماہ صفر کو یہ الہام خواب میں ہوا مرزا صاحب فرعون الحمدللّٰہ علٰی ذالک اب مرزا کا دعویٰ بھی غلط ہو گیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام ہوا تھا بیدار ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ فرعون مرزا صاحب ہیں اور ہامان نوردین مجھے اہل اسلام کی خیر خواہی کے لئے اطلاع دینی ضرور تھی۔ ﴿۳۵۵﴾

ہُن توں بھی حق کہن دے اُتّے لک بنّھیں بھراوا اہلِ نفاق بلائیں بُریاں لوکاں دین بُھلاوا

العبد

عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے بقلمہٖ بتاریخ ۲۱؍ ماہ ربیع الاوّل ۱۳۱۲ھ

یہ ہے خط مولوی عبدالرحمٰن محی الدین کا اور بعد نقل کے بخدمت مکرمی مولوی حکیم نوردین صاحب واپس کیا گیا۔ مولوی صاحب موصوف اس کو حفاظت سے رکھیں گے جس کا جی چاہے دیکھ لے

بقیہ حاشیہ

ہے۔ واذ یمکر بک الذی کفر☆ اوقِدْ لِیْ یا ھامان لعلّی اطلع علٰی اِلٰہِ موسٰی وانّی لاظنّہٗ منَ الکاذبین. تبّت یدا ابی لھب و تب. ما کان لہٗ ان ید خل فیھا الّا خائفا. وما اصابتک فمن اللّٰہ الفتنۃ ھٰھُنَا فاصبر کما صبر اولوالعزم. الا انّھا فتنۃ من اللّٰہ. لیحبّ حبّا جمّا. حبًّا من اللّٰہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ و صفحہ ۵۱۱ ترجمہ یاد کرو وہ زمانہ جبکہ ایک فرعون تجھے کافر ٹھہرائے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ تو تکفیر کی آگ بھڑکا دے یعنی ایسا تیز فتویٰ لکھ کہ لوگ اُس فتوے کو دیکھ کر اُس شخص کے دشمن جانی ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تا کہ میں دیکھوں کہ اس موسیٰ کا خدا اس کی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اس کو جھوٹا خیال کرتا ہوں۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے جن سے اُس نے فتویٰ لکھا تھا اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اُس کو نہیں چاہیئے تھا کہ ﴿۳۵۵﴾

حاشیہ

☆ یاد رہے کہ اس وحی الٰہی میں دونوں قراءتیں ہیں کَفَرَ بھی اور کَفّرَ بھی۔ اور اگر کفر کی قراءت کی رو سے معنے کئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ پہلے شخص مستفتی میرے پر اعتقاد رکھتا ہوگا اور معتقدین میں داخل ہوگا۔ اور پھر بعد میں برگشتہ اور منکر ہو جائے گا۔ اور یہ معنی مولوی محمد حسین بٹالوی پر بہت چسپاں ہیں جنہوں نے براہین احمدیہ کے ریویو میں میری نسبت ایسا اعتقاد ظاہر کیا کہ اپنے ماں باپ بھی میرے پر فدا کر دیئے۔ منہ

﴿۳۵۶﴾

اِس الہام میں انہوں نے اپنے خیال میں مجھ کو فرعون قرار دیا ہے جیسا کہ خود انہوں نے اس خط میں اس کی تصریح کی ہے لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نے نہیں کہا بلکہ میرزا صاحب کہا ہے چاہیئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں اور پھر دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے

بقیہ حاشیہ

اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس فتویٰ سے تیرے پر ایک فتنہ برپا ہو جائے گا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ تکفیر کا فتنہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا تا وہ تجھ سے بہت پیار کرے۔ یہ اُس کریم کا پیار ہے جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ عطا ہے کہ کبھی واپس نہیں لی جائے گی۔ اب اس جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھہرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور ہامان ٹھہرایا اور مولوی محی الدین نے تو یہ الہام ۱۳۱۲ھ میں ظاہر کیا جیسا کہ اُن کے خط کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس بموجب مقولہ مشہورہ کہ **الفضل للمتقدم** زیادہ اعتبار کے لائق یہی الہام ہے پھر اس کی تائید میں میری کتاب **ازالۃ الاوھام** کے صفحہ ۸۵۵ میں ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے **نرید ان ننزل علیک اسرارًا من السّماء و نمزّق الاعداء کل ممزّق و نری فرعون و ھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون**. یعنی ہم ارادہ کرتے ہیں کہ تیرے پر آسمانی نشان نازل کریں گے اور اُن سے دشمنوں کو ہم پیس ڈالیں گے اور فرعون اور ہامان اور اُن کے جنود کو ہم وہ اپنے کرشمہ قدرت دکھائیں گے جن کے ظہور سے وہ ڈرتے تھے اب دیکھو اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے اوّل المکفرین کا نام فرعون اور ہامان رکھا اور یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں چھپی ہے۔ پس یہ الہام بھی محی الدین کے الہام سے چار برس پہلے ہے کیونکہ اُن کے خط میں جس میں یہ الہام ہے ۱۳۱۲ ہجری لکھا ہے اور یہ ۱۸۹۱ء میں۔ پس جو مقدّم ہے اس کی رعایت مقدّم ہے اور مولوی محی الدین صاحب کے خط میں بتصریح موجود ہے کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا ہے اور اخویم حکیم نور دین صاحب کو ہامان قرار دیا ہے آپ موسیٰ صفات بنے ہیں مگر یہ تعجب کی بات ہے کہ فرعون اور ہامان تو اب تک زندہ ہیں اور موسیٰ اس جہان سے گذر گیا۔ چاہیئے تھا کہ الہامی تشبیہ کو پورا کرنے کے لئے ہمیں ہلاک کر کے مرتے مگر یہ کیا ہوا کہ آپ ہی ہلاک ہوگئے۔ کیا کوئی اس کا جواب دے سکتا ہے۔ منہ

﴿۳۵۶﴾

سے اُس کو روک دیا۔ کیا میرا نام مرزا صاحب ہے کیا دنیا میں اور کوئی مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔ اور پھر تیسرا تعجب یہ کہ میں تو الہام کی رُو سے فرعون ٹھہرا اور محی الدین صاحب قائم مقام موسیٰ ہوئے۔ پس چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی زندگی میں میں مرجاتا نہ کہ موسیٰ ہی ہلاک ہو جاتا۔ محی الدین صاحب کی بددعاؤں کا سلسلہ جاری تھا اور میری ہلاکت کے لئے وہ کئی الہام بھی دیکھ چکے تھے پھر یہ کیا ہوا کہ وہ سب الہام اُنہیں پر پڑ گئے اور میری جگہ وہ مر گئے کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ جس کو انہوں نے فرعون قرار دیا تھا وہ تو اب تک زندہ ہے جو بول رہا ہے بلکہ ترقی پر ترقی کر رہا ہے مگر وہ جو موسیٰ کے مشابہ اپنے تئیں سمجھتا تھا وہ کئی سال ہو گئے کہ اس دنیا سے گذر گیا اور اب اُس کا زمین پر نام و نشان نہیں یہ کیسا موسیٰ تھا کہ فرعون کے سامنے ہی اِس جہان کو چھوڑ گیا پھر دوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تیرا بدگو تباہ کیا جائے گا اور لاولد رہے گا اور لاولد مرے گا۔ اِس الہام میں اُن کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لاولد مرنے کی طرف اشارہ تھا۔☆ سو الحمدللہ کہ میں اب تک زندہ ہوں۔ میاں محی الدین صاحب قریباً دس برس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے اور اُن کے اِس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے اور اگر اس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر میں بھی کوئی لڑکا ہوا ہے جو زندہ ہے تو میں عہد کرتا ہوں کہ مَیں اُن کی بیوی کو ایک سو۱۰۰ روپیہ نقد دوں گا ورنہ ظاہر ہے کہ یہ الہام اُن کا اُنہیں پر صادق آیا میں نے معتبر ذریعہ سے یہ سُنا ہے کہ اس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہوا بلکہ ایک جوان لڑکا مر گیا اور صرف ایک

﴿۳۵۷﴾

☆ مباہلہ کا صرف یہی اثر نہیں کہ مولوی محی الدین صاحب اپنی اس دعا کے بعد کہ انّ شانئک ھو الابتر۔ خود مر گئے اور ایک لڑکا اٹھارہ۱۸ برس کا مر گیا بلکہ میں نے بعض عورتوں کو اُن کے گھر میں بھیج کر دریافت کیا ہے کہ ان کی بیوی خود اپنی زبان سے کہتی ہے کہ اس بددعا کے بعد اُن کے گھر کا تختہ اُلٹ گیا۔ مولوی محی الدین بہت جلد مکہ اور مدینہ کی راہ میں فوت ہو گئے اور اس قدر تنگی اور تکلیف دامنگیر ہوئی کہ اب صرف گداگری پر گذارہ ہے چند دیہات سے بطور گدائی آٹا لاتے ہیں تو اس سے پیٹ بھرتے ہیں اور جس دن آٹا نہ آوے اُس روز فاقہ۔ اُن کی بیوی کہتی تھی کہ اب ہمارے پر رات پڑ گئی ہے۔ منہ

زندہ رہا ہے غرض یہ الہام اُن کا بھی جو مباہلہ کے رنگ میں تھا اُنہیں پر پڑا اور جو معنے اس کے واقعات نے ظاہر کئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جو پہلے ہلاک ہونے والا ہے وہی فرعون ہے اور جو موسیٰ کے قائم مقام ہے اس کی نسبت دوسرا الہام ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۔جس کے یہ معنی ہیں دشمن اُن کی زندگی میں ہی لاولد مرے گا اور ہر ایک نعمت اور برکت سے محروم رہے گا اور اس کی بکلّی بیخ کنی کی جائے گی۔ اگر یہ دونوں الہامات مولوی عبدالرحمٰن محی الدین صاحب شائع نہ کرتے اور جیسا کہ اُن کے خط کی ابتدا میں ہی اُن کا میری نسبت یہ ارادہ نہ ہوتا کہ جمیع اہل اسلام کی نظر میں ذلیل کیا جاؤں اور مجھ کو تمام لوگ فرعون سمجھ لیں اور میرے ﴿۳۵۸﴾ مرنے کے بعد مجھے مفتری اور کذّاب کہہ کر میرے پر ہمیشہ لعنتیں بھیجتے رہیں تو خدا تعالیٰ اُن کو اس قدر جلد ہلاک نہ کرتا لیکن انہوں نے تو الہام سُنا کر تمام دنیا کو اپنے الہام کے ذریعہ سے یہ ترغیب دی کہ وہ مجھے کافر اور منافق اور لعنتی سمجھ لیں اور میں ان کی زندگی میں مع اپنے تمام فرزندوں کے مر جاؤں اور میرا تمام کاروبار بگڑ جائے اور وہ ولی اللہ اور کراماتی ثابت ہو جائے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایک صادق کے حق میں ایسی ذلّت روا نہیں رکھتا اور نہیں چاہتا کہ ایک سچا سلسلہ تباہ ہو جاوے کیونکہ اِس صورت میں وہ خود اپنے سلسلہ کا دشمن ہوگا سو خدا تعالیٰ کو یہی فیصلہ پسند آیا کہ خود انہیں کو ہلاک اور تباہ کر دیا اور اس دعا کے بعد کوئی لڑکا اُن کے گھر میں پیدا نہیں ہوا بلکہ پہلا ایک لڑکا بھی فوت ہو گیا اور ہزارہا لوگوں کو خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میں نے یہ الہام شائع کیا ہوا ہے کہ انّی مھین من اراد اھانتک پس اِس میں کیا شک ہے یہ عبدالرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا مجھے فرعون بنایا میری بیخ کنی کے لئے پیشگوئی کی میری اولاد مرنے کی خبر دی کہ سب مر جائے گی پس اگر میں پہلے اس سے مر جاتا تو اس میں کیا شک تھا کہ اس کے تمام دوست میری موت کو اس کی کرامت بناتے ۔ اور اگر میری اولاد بھی مر جاتی تو دو کرامتیں اُن کی مشہور ہو جاتیں مگر خدا تعالیٰ نے اُن کے اس الہام کے بعد تین لڑکے مجھ کو اور دیئے اور بموجب اپنے وعدے

انّی مھین من اراد اھانتک کے محی الدین کو میری زندگی میں ہی ہلاک کر کے اس کی ذلت ظاہر کر دی اور نہ صرف اِس قدر بلکہ اُس کے الہام **انّ شانئک ھو الابتر** کے بعد نہ صرف تین بیٹے اور مجھ کو دیئے بلکہ یہ بھی کیا کہ اس کی بیوی کو لاولد رکھا اور اِس طرح پر میری عزت کا ثبوت دُنیا پر ظاہر کیا خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وفادار بندوں کے لئے کون غیر تمند ہوسکتا ہے اُس نے میرے لئے غیرت دکھلائی۔ افسوس کہ عبد الرحمٰن محی الدین نے باوجود مولوی اور ملہم کہلانے کے خدا تعالیٰ سے کچھ خوف نہ کیا اور وعید وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ [1] سے کچھ نہ ڈرا۔ تب خدا تعالیٰ کے وعدہ **انّی مھین من اراد اھانتک** نے اس کو پکڑ لیا پس میرے لئے یہ ایک بڑا نشان ہے کہ جو شخص میرے تباہ کرنے کے لئے ایک الہام پیش کرتا تھا وہ خود ہی تباہ اور ہلاک ہو گیا۔ چونکہ عبد الرحمٰن محی الدین علماء کے خاندان میں سے تھا اور ہزاروں انسانوں پر اُس کا اثر تھا اور علاوہ اس کے وہ پیرزادگی اور الہام کا بھی مدعی تھا اور اُس نواح میں ایک بڑا مشہور اور مرجع خلائق تھا۔ اِس لئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کے قول سے لوگ ہلاک ہوں۔ پس یہی بھید ہے کہ اس کے الہام کے بعد جس کے رو سے وہ میری ہلاکت اور تباہی کا منتظر تھا خدا نے اُسی کو ہلاک کیا اور میرے پر صدہا برکتیں نازل کیں اور الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد اُسی پر دروازہ نسل بند کر دیا اور مجھے اُس کے الہام کے بعد تین بیٹے اور دیئے۔ کہاں گیا اُس کا الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ کون اس میں شک کر سکتا ہے کہ اگر یہ الہام اُس کا پورا ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا اور میں ہلاک ہو جاتا اور اُس کے اولاد ہوتی اور میں ابتر رہ جاتا تو وہ لاکھوں انسانوں میں کراماتی مشہور ہو جاتا آگے اُن کا پیرزادگی کا خاندان تھا ہی پس اِس کرامت سے تو لکھو کے والا اسم بامسمّٰی ہو جاتا اور لاکھوں انسان لکھو کے والہ کی طرف رجوع کرتے سو خدا نے بموجب مثل پنجابی ایک دم میں **لکھ توں ککھ** کر دیا اور حج کرنا بھی اُس کو مفید نہ ہوا۔ اور مکہ اور مدینہ کی راہ میں ہی فوت ہو گیا کیونکہ خانہ کعبہ ظالم کو بچا نہیں سکتا۔

خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ جو شخص میرے ذلیل کرنے کے ارادہ کو انتہا تک پہنچا دیتا

﴿۳۵۹﴾

[1] بنی اسرائیل:۳۷

ہے آخر وہ اُس کو پکڑتا ہے یا اُس کے مقابل پر کسی اور رنگ میں میرے لئے نشان ظاہر کر دیتا ہے اور دونوں باتوں میں سے ضرور ایک بات کر دیتا ہے یا دونوں پہلوؤں سے اپنا نشانِ قدرت دکھلاتا ہے سو چونکہ عبدالرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کے لئے تمام مسلمانانِ پنجاب کی طرف ایک عام سرکلر جاری کیا اور کہا یہ مفتری ہے کذاب ہے منافق ہے کافر ہے فرعون ہے۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ساتھ ہی یہ الہام بھی جڑ دیا کہ خدا اس کو تباہ کرے گا ہلاک کرے گا اس کی اولاد بھی مر جائے گی اور کوئی ان میں سے نہیں رہے گا۔ اِس لئے وہ اپنے غلو سے اِس لائق ہو گیا کہ خدا کا الہام **انّی مھین من اراد اھانتک** اس کی ذلّت ظاہر کرے۔ سو اِس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اگر میں اس کے الہام (کے) مطابق فرعون تھا تو چاہیئے تھا کہ میں اس کے سامنے ہلاک ہوتا نہ کہ وہ اور نیز اس کے الہام میں یہ تھا کہ میں بے اولاد رہوں گا خدا نے اُس کی موت کے بعد تین لڑکے مجھے اور دئے پس اِس میں بھی اُس کی ذلت ہے کہ اُس کے الہام کے برخلاف ظہور میں آیا۔ ﴿۳۶۰﴾

اور یہ جو میں نے لکھا ہے کہ جب کوئی میرے ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کبھی کسی اور رنگ میں بھی خدا تعالیٰ میرا نشان ظاہر کرتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جب آتھم شرطی میعاد کے بعد مرا تو نادان لوگوں نے شور مچایا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا حالانکہ اُس نے شرط الہام پوری کر دی تھی کیونکہ اُس نے ساٹھ یا ستّر لوگوں کے روبرو دجّال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور شرط کو پورا کر دیا تھا مگر پھر بھی جن کی طینت پاک نہیں تھی اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے میری نصرت اور تائید کے لئے لیکھرام کے مارے جانے کا نشان دکھلایا۔

ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے

لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اُس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام **محمود** رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔

﴿۳۶۱﴾

۱۶۱۔ نشان۔ جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک واقع ہوگیا کہ اُن کے کسی مُرید نے قتل کیا ہے چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شائع کیا کہ پیشگوئی کرنے والے سے لیکھرام کے قتل کی نسبت پوچھنا چاہئے اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔ **سلامت بر تو اے مردِ سلامت** اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا۔ تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی تہمتوں سے مجھے بچا لیا اور اُن کے مکر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ **فالحمد للّٰہ علٰی ذالک** ۔ میری جماعت کے بہت سے آدمی اس کے گواہ ہیں۔

۱۶۲۔ نشان۔ جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ دائر ہوا اُس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اُس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونے والا ہے اور پھر یہ بھی اطلاع دے دی کہ آخر بریّت ہے اور جب اس پیشگوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہوگئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دائر کر دیا اور گواہوں نے ثبوت دے دیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہوگئی تو مجھے الہام ہوا **مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلّت اور اہانت**۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں

پھوٹ پڑ گئی اور عبد الحمید جو خون کرنے کا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کے لئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دئے جس سے میں بَری کیا گیا اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو کچہری میں ذلت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریّت کی پیشگوئی کے تین سو سے زیادہ گواہ ہیں۔

۱۶۳۔ نشان۔ ایک مولوی نے کتاب نبراس تالیف صاحب زمرّد کا حاشیہ لکھتے ہوئے میرے حق میں ان الفاظ سے بددعا کی مرزا غلام احمد و حزبہٗ **کسّرھم اللّٰہ تعالٰی** یعنی خدا اس شخص مرزا غلام احمد اور اُس کے گروہ کو توڑ دے سو ابھی حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ وہ مولوی نور احمد مع اپنے مددگار بھائی نور محمد کے جو دونوں پسران مولوی خدایار تھے مر گیا۔ مجھے خدا نے تین بیٹے اور دئے۔ ﴿۳۶۲﴾

۱۶۴۔ نشان۔ ایک شخص **اہل تشیّع** میں سے جو اپنے تئیں شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آکر میرے مقابل پر شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار رہا۔ میں نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اس کو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک خدا تعالیٰ میرا کوئی نشان دکھائے گا۔ سو ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری ظاہر ہو گیا تب تو شیخ نجفی ایسا گم ہوا کہ اس کا نشان نہ ملا کہ کہاں گیا۔ دیکھو میرا اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء۔

۱۶۵۔ نشان۔ ۱۱؍ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید اضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا **کلام افصحت من لدن ربّ کریم** یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔ چنانچہ اس الہام کو اُسی وقت اخویم مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم.اے

اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی.اے. اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں **فی البدیه** میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام **خطبه الهاميه** رکھا گیا لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوگی سبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچ اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر **فی البدیه** بیان کر سکے یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

﴿۳۶۳﴾

۱۶۶۔نشان- مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس[۲۵] برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُن کا انتقال ہو گیا لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ

عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چار پائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اُس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے تب میں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اُس کے سینہ پر مارا اور کہا کہ دور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے۔ تا دو زرد چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی ﴿۳۶۴﴾ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کے رو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے اور یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت مجھے الہام ہوا **نزلت الرحمة علٰی ثلٰث العین وعلی الاخریین** ۔ یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی آنکھ اور دو اور عضو پر اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا **السّلام علیکم**. سو ایک عمر گذری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں۔ **فالحمدللّٰہ**۔

۱۶۷۔ **نشان**۔ تخمیناً تیرہ برس ہوئے کہ جب مجھے سعد اللہ نو مسلم لدہانوی کی نسبت الہام ہوا تھا۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ. دیکھو انوار الاسلام در اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ صفحہ ۱۲ اُس وقت ایک بیٹا سعد اللہ کا بعمر سولہ[۱۶] یا پندرہ[۱۵] برس کا موجود تھا بعد اس وحی کے باوجود گذرنے تیرہ[۱۳] برس کے ایک بچہ بھی اُس کے گھر میں نہیں ہوا اور پہلا لڑکا اُس کا بموجب الہام موصوف کے اِس قابل نہیں کہ اس سے نسل جاری ہو سکے پس ابتر کی پیشگوئی کا ثبوت

ظاہر ہے اور قطع نسل کی علامات موجود۔☆

۱۶۸۔**نشان**۔ میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وہ وحی الٰہی اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہو گئے اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی مگر دوسرا حصہ اُس کا یعنی سخت زلزلے ابھی اُن کی انتظار ہے سو منتظر رہنا چاہئے۔

۱۶۹۔**نشان**۔ جب ہم بہار کی موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اُس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اِس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں اُن کی بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو مُنہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہو گئی اور آثار نومیدی ظاہر ہو گئے اور میں اُس کے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس کو دو بارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اِس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب

﴿۳۶۵﴾

☆ اگر سعد اللہ کا پہلا لڑکا نامرد نہیں ہے جو الہام انّ شانئک ھو الابتر سے پہلے پیدا ہو چکا تھا جس کی عمر تخمیناً تیس ۳۰ برس کی ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اس قدر عمر گذرنے اور استطاعت کے اب تک اُس کی شادی نہیں ہوئی اور نہ اُس کی شادی کا کچھ فکر ہے اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ سعد اللہ پر فرض ہے کہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے یا تو اپنے گھر اولاد پیدا کر کے دکھلاوے اور یا پہلے لڑکے کی شادی کر کے اور اولاد حاصل کرا کر اُس کی مردمی ثابت کرے اور یاد رکھے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اس کو ہرگز حاصل نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے کلام نے اس کا نام ابتر رکھا ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو۔ یقیناً وہ ابتر ہی مرے گا جیسا کہ آثار نے ظاہر بھی کر دیا ہے۔ منہ

مولوی محمد علی صاحب ایم.اے. مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے۔ دعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہو جائے گی۔

۱۷۰۔ نشان۔ مندرجہ البدر نمبر ۲۴ جلد ۲ میں یہ پیشگوئی جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے قبل از وقوع اخبار البدر میں درج ہو چکی ہے اور بعد میں ویسی ہی ظہور میں آئی اور وہ یہ ہے کہ رات کے وقت جو ۲۸ / جون ۱۹۰۳ء کے دن کے بعد کی رات تھی یعنی وہ رات جس کے بعد پیر کا دن تھا اور ۲۹ / جون ۱۹۰۳ء تھی میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں یا میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم الدین پر ہیں اُن کا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا جو مع اُن معنوں کے جو اخبار البدر میں ساتھ ہی قبل از وقت شائع کی گئی تھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔ اِنَّ اللّٰہ مَع الذین اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھم مُّحسِنون. فیہ اٰیات للسَّائِلین. اس کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اُس کے ساتھ ہوگا۔ اور اُس کو فتح و نصرت نصیب کرے گا کہ جو پرہیز گار ہیں یعنی جھوٹ نہیں بولتے ظلم نہیں کرتے تہمت نہیں لگاتے اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بنی نوع کے وہ سچے خیر خواہ ہیں ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کے لئے طیار ہیں سو انجام یہ ہے کہ اُن کے حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو اِن دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے

﴿۳۶۶﴾

ان کے لئے ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہوں گے والسّلام علٰی من اتّبع الھدیٰ ۔دیکھو پرچہ اخبار البدر نمبر۲۴ جلد۲۔

اس کے بعد وہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے دائر تھے خارج ہو کر وہ سزایاب ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قرار دادہ علامات جو فتح پانے والے کے لئے اس پیشگوئی میں ہیں وہ ہمارے نصیب ہوئیں فالحمدللّٰہ علٰی ذالک۔

۱۷۱۔نشان۔آج کی ڈاک میں ۲۶؍ستمبر ۱۹۰۶ء کو بروز چارشنبہ موضع دوالمیال ضلع جہلم سے مجھے ایک خط پہنچا ہے جس میں ایک بڑے نشان کا ذکر ہے اس خط کے کاتب حکیم کرم داد صاحب ہیں جو ضلع جہلم میں ایک معزز زمیندار ہیں اور موضع دوالمیال ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادن خان میں رہتے ہیں اُنہوں نے اس خط کے ساتھ ایک فقیر مرزا نام کا ایک اقرارنامہ بطور مباہلہ کے بھیجا ہے جس اقرارنامہ میں اُن کی ایک پیشگوئی میرے مرنے کی نسبت ہے جس پر گاؤں کے نمبرداروں وغیرہ کی بہت سی شہادتیں درج ہیں سو پہلے حکیم کرمداد صاحب کا خط لکھا جاتا ہے اور بعد میں فقیر مذکور کا خط جو اپنے تئیں ایک بزرگ ولی اللہ قرار دیتا ہے درج کیا جائے گا اور اخیر میں یہ ذکر ہے کہ فقیر صاحب کی وہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی اور چونکہ اس واقعہ کو موضع دوالمیال کے تمام باشندے جانتے ہیں اس لئے ہر ایک کو اختیار ہے کہ اگر اس واقعہ پر اس کو پوری تسلی نہ ہو تو موضع دوالمیال میں جا کر ہر ایک شخص سے خدا تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرے اور کسی کی مجال نہیں کہ مشہور شدہ واقعات کو چھپا سکے اب ہم ذیل میں حکیم کرمداد صاحب کا خط لکھتے ہیں اور بعد میں فقیر مرزا کا اقرارنامہ اور آخری نتیجہ اُس پیشگوئی کا درج کریں گے اور ہم خدائے قدیر و کریم کا شکر کرتے ہیں جو ہر میدان میں ہمیں فتح دیتا ہے۔

﴿۳۶۷﴾

حکیم کرمداد صاحب کا خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بحضور جناب مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی سچائی کے دو بڑے نشان ہمارے گاؤں میں ظاہر فرمائے ہیں جن کو اِس گاؤں کے بچے بھی جانتے ہیں ان میں سے پہلا نشان یہ ہے کہ اِس جگہ **مرزا** نام ایک شخص اپنے آپ کو صاحب الہام اور کشف سمجھتا تھا وہ ۷؍رمضان ۲۱ھ میں ایک دن صبح کے وقت پندرہ بیس آدمی اپنی مسجد کے ہمراہ لے کر حافظ شہباز صاحب احمدی کے مکان پر آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے مقابلہ کے لئے آیا ہوں اور یہ لوگ میرے گواہ ہیں۔ راقم عاجز نے کہا فقیر صاحب آپ کس بات میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ فقیر صاحب۔ کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی مسیح موعود مانتے ہو۔ راقم۔ ہاں۔ فقیر صاحب۔ وہ شخص اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ راقم۔ اُن کو جھوٹا سمجھنے میں آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔ فقیر صاحب۔ دلیل یہ ہے کہ میں صاحب الہام ہوں اور بارہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے اور مجھے بتایا گیا کہ تو مہدی آخر الزمان کے پہلے درجہ کے مخلصین میں سے ہے چونکہ مرزا صاحب کے دعوے کو بہت عرصہ گذر چکا ہے اور مَیں اب تک مخالف ہوں اس لئے میں اپنے الہام کی بنا پر اس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں نیز مجھے خروج مہدی کے زمانہ کا ایک نشان بھی دکھلایا گیا ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی ہے جو مغرب میں جا کر پھیل گئی سو یہ روشنی بھی میں نے اب تک مشاہدہ نہیں کی جو میں مرزا صاحب کو مان لوں۔ راقم۔ فقیر صاحب کا یہ الہام اور کشفی نظارہ تو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کا مُصدّق اور مؤیّد ہے پھر آپ اُن کو جھوٹا کیوں سمجھتے ہیں کیونکہ آپ کے الہام سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا ظہور پنجاب میں ہوگا ورنہ آپ پہلے درجہ کے مخلصین میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر مہدی کو ظہور عرب میں مانا جاوے تو اس صورت میں آپ کا نمبر بہت پیچھے رہ جاتا ہے یا آپ مہدی کا چرچا سُن کر مغرب میں جاویں گے یا آپ کی الہامی کشش مہدی کو پنجاب میں لاوے گی دونوں صورتوں میں آپ پہلے درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے اور جو آپ نے روشنی دیکھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قادیان مشرق کی طرف ہے اور جناب مرزا صاحب کی تعلیم سے ممالک مغربیہ میں توحید اسلام کی روشنی پھیل رہی ہے پس آپ کو مرزا صاحب کے مخلصین میں شامل ہونا چاہئے۔ فقیر صاحب۔ میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ آج رات مَیں نے دیکھا ہے کہ مَیں عرش کے

پاس کھڑا ہوں اور مجھے کہا گیا کہ اس رمضان کی ۲۷؍تاریخ تک مرزا غلام احمد قادیانی پر ایک سخت آفت نازل ہوگی میں نہیں سمجھتا اس آفت سے مراد موت یا کوئی ذلت ہے جس سے اس کا کام درہم برہم ہو کر اس کا نام ونشان مٹ جائے گا اور تمام دنیا اس حالت کو دیکھے گی۔ اگر میری یہ پیشگوئی غلط نکلی تو مَیں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو طیار ہوں۔ تم میری اس پیشگوئی کو اخبار بدر یا الحکم میں شائع کرادو اور مجھ سے اقرار نامہ لکھا لو اگر تم ایسا نہیں کرتے تو حاضرین مجلس سنتے ہیں کہ تم لوگ ایک جھوٹے شخص کی پیروی کر رہے ہو۔ راقم نے اس ملہم صاحب سے دیگر حاضرین مجلس کے کہنے سے اقرار نامہ لکھا لیا اور وہ اقرار نامہ یہ ہے:۔

فقیر مرزا کا اقرار نامہ جس میں پیشگوئی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

منکہ☆ مرزا ولد فیض بخش قوم اوان سکنہ دوالمیال علاقہ کہون تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم کا ہوں۔ میں اس اقرار کو روبرو اشخاص ذیل لکھ دیتا ہوں کہ میں نے بارہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور خود عرش معلّٰی تک میرا گذر ہوا اور یہ مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں اور الہام کے ذریعہ مجھے جتایا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک ٹوٹ پھوٹ جاوے گا اور بڑے سخت درجہ کی ذلّت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھے گی اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی یعنی اگر مرزا کا یہ سلسلہ اور عروج ۲۷ رمضان ۱۳۲۱ھ تک قائم رہا یا ترقی کی تو میں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کو تیار ہوں۔ اشخاص ذیل کو اختیار ہے کہ خواہ مجھے سنگساری سے قتل کریں یا کوئی اور سزا مقرر کریں مجھے ہرگز انکار نہ ہوگا اور نہ میرے وارثان کو اختیار ہے کہ میری سزا میں کسی قسم کی حجت پیش کر کے میرے سزا دینے والوں کے مزاحم ہوں لہٰذا میں یہ چند سطور بطور

﴿۳۶۹﴾

☆ یہ اصل اقرار نامہ دستخطی فقیر مرزا جس میں معتبر اور معزز اشخاص کی گواہیاں اور مہریں اور انگوٹھے لگے ہوئے ہیں۔ حکیم کرم داد صاحب نے میرے پاس بھیج دیا ہے جو اس جگہ بحفاظت رکھا گیا ہے تا ہر ایک شک کرنے والے کو دکھلایا جائے۔ منہ

اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے اور کُل مجھے انکار کرنے کی گنجائش نہ رہے اور تمام دنیا میں حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اور خلق خدا اِس واقعہ سے ایک سبق حاصل کرے خصوصاً میرے اہل شہر کو نہایت فائدہ مند اور عبرت ناک نظارہ ہے۔ پس ایک مہینے میں یہ فیصلہ ظاہر ہو جاوے گا المرقوم ۷/رمضان المبارک ۱۳۲۱ ہجری۔

العبد

فقیر مرزا ولد ملک فیض بخش سکنہ دوالمیال نشان انگوٹھا	ملک شیر ولد قطب سکنہ دوالمیال بقلم خود کریم بخش	ملک فتح محمد بقلم خود //
حافظ شہباز بقلم خود سکنہ ایضاً	حوالدار محمد خان سکنہ ایضاً	ملک محمد بخش ولد جلال سکنہ ایضاً
ملک سمند خان ولد محمد خان سکنہ //	ملک دوست محمد ولد شکور سکنہ //	ملک اعظم سکنہ ایضاً //
ملک سخی دتہ ولد ملک لال سکنہ //	ملک خدا بخش ولد امام سکنہ ایضاً	ملک محمد علی ولد بہاؤ بخش سکنہ ایضاً
ملک گھیبا ولد بختاور سکنہ //	ملک اللہ دتہ ولد عمر سکنہ ایضاً	ملک عبداللہ ولد شاہولی سکنہ //
ملک غلام محمد ولد دولہ سکنہ //	ملک نور محمد ولد دراب سکنہ //	ملک مدد ولد معزز اللہ سکنہ //
ملک غلام محمد ولد صوبہ دار احمد جان بہاؤلا نمبردار دولمیال وغیرہ باشندگان دوالمیال (مہر)	ملک بہادر ولد کرم سکنہ ایضاً کرم داد احمدی دوالمیال عفی عنہ	راجہ نمبردار دوالمیال

حق و باطل میں فیصلہ ہو گیا تمام گواہوں کے رُوبرو

جھوٹے مُلہم کو اللہ تعالیٰ دُنیا سے بہت جلد اُٹھا لیتا ہے اور یہ ایک ایسا الٰہی قانون ہے جو کبھی نہیں بدلتا اس اقرار نامہ کا مقر مسمّی مرزا جو اپنے کشف پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کر کے ان کے نابود اور فنا ہونے کی پیشگوئی کر چکا تھا پورے ایک سال کے بعد اسی رمضان کی ۷/تاریخ ۱۳۲۲ھ میں جس میں اقرار نامہ لکھا گیا عذاب طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے اس کی عورت بھی مرگئی اور خود اُس کے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا لہٰذا ہمارے اہل دہ کو اس واقعہ سے عبرت چاہئے اور حضرت اقدس کی صداقت پر ایمان لاویں۔

المرقوم ۷/رمضان ۱۳۲۲ھ

﴿۳۷۰﴾ راقمؔ عاجز نے اس اقرار نامہ کو بغرض اشاعت دارالامان میں بخدمت بابو محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر البدر کے روانہ کیا انہوں نے یہ لکھ کر کہ ہم ایسے مضامین کو اپنے اخبار میں درج نہیں کرتے واپس کر دیا گرد نواح کے علاقہ میں بھی اس پیشگوئی کی شہرت ہوگئی اور لوگ کہنے لگے کہ دیکھا چاہئے اب کون جیتتا ہے مرزا قادیانی یا مرزا دوالمیالی بلکہ مخالف لوگ نماز کے بعد اپنے فقیر مرزا کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگنے لگے۔ایک دن ایک ہندو سارجنٹ فقیر صاحب کو سراج الاخبار پڑھ کر سنا رہا تھا کہ حکیم فضل دین سخت بیمار ہے چار پائی اُٹھا کر گورداسپور کی عدالت میں لائے ہیں اس خبر کے سُننے سے ملہم صاحب خوش ہو کر کہنے لگے کہ اب مرزا قادیانی کی تباہی کا وقت آ گیا ہے اور اس کے آثار ظاہر ہو پڑے ہیں مگر بیچارے کو کیا معلوم کہ ادھر میری تباہی کی تیاریاں ہو رہی ہیں تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ علاقہ میں طاعونی لشکر نے ڈیرے لگا دئے۔ مُلہم صاحب کو اپنے الہامات پر اس قدر فخر تھا کہ میرے طفیل میرا تمام محلّہ طاعون سے محفوظ رہے گا جب دوسرا رمضان آیا تو اُس کے محلّہ میں طاعون شروع ہوگئی۔اس وقت یہ چار آدمی گھر میں موجود تھے ایک ملہم دوسری ملہم کی بیوی تیسری لڑکی چوتھی لڑکے کی زوجہ پہلے ملہم کی بیوی کا طاعون سے انتقال ہو گیا پھر خود فقیر صاحب ۵ یا ۶ر رمضان ۱۳۲۲ھ کی شام کو سخت طاعون میں مبتلا ہو گئے ساتھ ہی زبان بند ہوگئی شدت ورم اور حبسِ دم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے آخر پورے ایک سال کے بعد جس روز پیشگوئی کی گئی تھی یعنی ۷ر رمضان ۱۳۲۲ھ کو ہلاک ہو گیا دو لڑکیاں جو پیچھے رہ گئی تھیں وہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد سخت بیمار ہو گئیں۔ راقم کو علاج کے واسطے بُلا کر لے گئے میں اُن کی حالت دیکھ کر ڈر گیا۔علاج کرانے والوں کو کہا کہ اس گھر میں خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے تم اپنی ہمشیرہ کو گھر لے جاؤ وہ گھر میں لے گئے اور مریضہ کچھ دن بعد اچھی ہوگئی جو ملہم کی لڑکی تھی وہ اُسی گھر میں دوسرے روز باپ سے جا ملی اور بجائے ۲۷ر رمضان کے ۷ر رمضان کو حضرت مرزا صاحب قادیانی کے سلسلہ کے عوض مرزا دوالمیالی کے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ صوبیدار غلام محمد خان کے لڑکے عطا محمد کو ایک دیوانے کُتے نے

﴿۳۷۱﴾

کاٹا اور یہ لڑکا اُس کتے کی زہر سے بیمار ہو کر مر گیا اُسی دیوانے کُتے نے راقم کے لڑکے عبدالمجید کو بھی کاٹا تھا ایسا اتفاق ہوا کہ یہاں کے باشندے ایک سیّد صاحب کو لے آئے کہ یہ کڑا ڈال کر طاعون کو روکے گا خاکسار اس کڑا میں شامل نہ ہوا۔ دوسرے روز صبح کے وقت خاکسار کا لڑکا عبدالمجید بیمار ہو گیا ذراسی آواز اور آہٹ سے ایسی زور کی تشنجوں کا دورہ ہوتا تھا کہ الامان عضلات تنفس کے تشنج سے سخت دم کشی ہو کر چہرہ نیلا پڑ جاتا اور یہی معلوم ہوتا کہ اب دم ختم ہوتا ہے۔ چونکہ تمام لوگ صوبیدار صاحب کے لڑکے کی حالت دیکھ چکے تھے اس لئے ہر ایک یہی کہتا کہ یہ لڑکا دم بھر کا مہمان ہے راقم عاجز بھی طب کی رو سے عبدالمجید کو مردہ تصور کر چکا۔ اُدھر مخالفوں کے طعنے کو دیکھا کہ بزرگوں کے نہ ماننے اور کڑا میں شامل نہ ہونے کا یہ نتیجہ ہے۔ الغرض اس صدمہ نے میرے دل کو پانی کر دیا تب میں سجدہ میں گر کر دعا کرنے لگا کہ اے بے کسوں اور عاجزوں کے مددگار اور گنہگاروں پر رحم فرمانے والے رحیم خدا تو جانتا ہے کہ آج میرے مخالف محض اس سبب سے خوش ہو رہے ہیں کہ میں تیرے فرستادہ اور مُرسل جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتا ہوں سوائے میرے خدا تو اس لڑکے کو صحت بخش تا کہ یہ مُردہ زندہ ہو کر مسیح محمدی کی صداقت پر ایک نشان ہو اس دعا کے بعد اُن علامات مُنذرہ میں تخفیف ہونے لگی یہاں تک کہ کچھ روز کے بعد بالکل صحت ہوگئی۔ الحمدللہ۔

اس نشان کو ہمارے گاؤں کے تمام لوگوں نے دیکھا ہے مخالف سے مخالف آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ واقعی وہ تمام علامتیں جو اس مرض میں پائی جاتی ہیں برخوردار عبدالمجید کی مرض میں موجود تھیں دیوانہ کتے کا لڑنا☆ اور پھر صوبیدار صاحب کے لڑکے کا اس کُتے کی زہر سے انہیں علامات کے ساتھ مر جانا یہ سب کچھ ہمارے گاؤں کے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں مگر تعصب اور ضد کا ستیاناس ہو پھر بھی لوگ مخالفت سے باز نہیں آتے۔ اے خدا کے پیارے رسول۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہگار پر بڑا رحم کیا ہے اور محض اپنے فضل سے اس عاجز کو مُردہ کے زندہ ہونے کا معجزہ اپنے گھر میں دکھا دیا دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے دوسرے بھائیوں کو آپ کی فرمانبرداری میں موت دے اور حشر نشر میں ہم آپ کے ساتھ ہوں۔ آمین راقم آپکا خادم کرمداد از دوالمیال ضلع جہلم

☆ یعنی کاٹنا۔ من المؤلف

﴿۳۷۲﴾ **۱۷۲۔نشان**۔ ایک مرتبہ کشفی عالم میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ کوئی سمن سرکاری میرے نام آیا ہے اور مجھے کسی کچہری میں کسی گواہی کے لئے بُلایا ہے اور میں اس کچہری میں گیا ہوں اور حاکم انگریز ہے تب اس نے بغیر حلف دینے کے جیسا کہ قانون ہے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور وہ تمام اظہار بغیر حلف کے ہی لکھا گیا بعد اس کے کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے یہ کشف اپنا اپنے بہت سے دوستوں کو اُسی وقت سُنا دیا چنانچہ اُن میں سے خواجہ کمال الدین بی اے پلیڈر اور اخویم مولوی حکیم نور دین صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ پھر اُسی دن یا دوسرے تیسرے دن ملتان کے صاحب ڈپٹی کمشنر کا سمن ایک گواہی کے لئے میرے نام آ گیا جب میں گواہی کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں حاضر ہوا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور حلف دینا بھول گئے جب کُل اظہار لکھا گیا تو بعد میں حلف یاد آیا اس دوسرے حصہ کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر اور مولوی رحیم بخش صاحب پرائیویٹ سیکرٹری نواب صاحب بھوپال اور کئی لوگ ہیں۔

۱۷۳۔نشان۔ چراغ دین ساکن جموں جب میری بیعت سے مُرتد ہو کر مخالفوں میں جا ملا تو اُس نے صرف گالیوں پر بس نہ کی بلکہ اپنے الہام اور وحی کا بھی دعویٰ کیا اور عام طور پر لوگوں میں شائع کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحی سے مجھے الہام ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز دجّال ہے تب میں نے اپنی کتاب دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء کے صفحہ ۲۳ کے حاشیہ پر وہ الہام شائع کیا جو چراغ دین کی نسبت مجھ کو ہوا اور وہ یہ ہے **انّی اذیب من یریب** اور اُردو میں اس کی نسبت یہ الہام ہوا میں فنا کر دوں گا میں غارت کر دوں گا میں غضب نازل کروں گا اگر اُس نے یعنی چراغ دین نے شک کیا اور اس پر یعنی میرے مسیح موعود ہونے پر ایمان نہ لایا اور مامور من اللہ ہونے کے دعویٰ سے توبہ نہ کی یہ پیشگوئی چراغ دین کی موت سے تین برس پہلے کی گئی تھی جیسا کہ رسالہ دافع البلاء کی تاریخ طبع سے ظاہر ہے اور مجھے اس وقت یاد نہیں کہ مَیں پہلے بھی اس پیشگوئی کو لکھ آیا ہوں یا نہیں اگر پہلے لکھی گئی ہے تو یہ نشان اس کتاب میں گذر چکا ہے اور اس جگہ اس نشان کا مکرر لکھنا ﴿۳۷۳﴾

دوسری پیشگوئی کی تصریح کے لئے ضرور تھا بہرحال اس پیشگوئی سے تین برس بعد چراغ دین مر گیا اور غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون کی بیماری سے اُس کی موت ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ طاعون کے رسالہ میں بھی یعنی دافع البلاء میں یہ پیشگوئی لکھی ہے اور اس پیشگوئی کا ہم پہلو نشان چراغ دین کا خود اپنا مباہلہ ہے اس لئے ہم وہ نشان الگ طور پر اس پیشگوئی کے ساتھ ہی ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

۱۷۴۔**نشان**- یہ نشان چراغ دین کے مباہلہ کا نشان ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جبکہ چراغ دین کو بار بار یہ شیطانی الہام میری نسبت ہوئے کہ یہ شخص دجّال ہے اور اپنی نسبت یہ الہام ہوا کہ وہ اس دجّال کو نابود کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور حضرت عیسیٰ نے اس کو اپنا عصا دیا ہے تا اُس عصا سے اس دجّال کو قتل کرے تو اُس کا تکبر بہت بڑھ گیا اور اُس نے ایک کتاب بنائی اور اُس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اس میں بار بار اسی بات پر زور دیا کہ گویا میں حقیقت میں موعود دجال ہوں اور پھر جب منارۃ المسیح کی تالیف پر ایک برس گذر گیا تو اس نے مجھے دجّال ثابت کرنے کے لئے ایک اور کتاب بنائی اور بار بار لوگوں کو یاد دلایا کہ یہ وہی دجّال ہے جس کے آنے کی خبر احادیث میں ہے اور چونکہ غضب الٰہی کا وقت اُس کے لئے قریب آ گیا تھا اس لئے اُس نے اس دوسری کتاب میں مباہلہ کی دعا لکھی اور جناب الٰہی میں دعا کر کے میری ہلاکت چاہی اور مجھے ایک فتنہ قرار دے کر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ تو اس فتنہ کو دنیا سے اُٹھا دے یہ عجیب قدرت حق اور عبرت کا مقام ہے کہ جب مضمون مباہلہ اُس نے کاتب کے حوالہ کیا تو وہ کا پیاں ابھی پتھر پر نہیں جمی تھیں کہ دونوں لڑکے اُس کے جو صرف دو ہی تھے طاعون میں مبتلا ہو کر مر گئے اور آخر ۴؍اپریل ۱۹۰۶ء کو لڑکوں کی موت سے دو تین روز بعد طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان کو چھوڑ گیا اور لوگوں پر ظاہر کر گیا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون جو لوگ اُسوقت حاضر تھے اُن کی زبانی سُنا گیا ہے کہ وہ اپنی موت کے قریب کہتا تھا کہ ''اب خدا بھی میرا دشمن ہو گیا ہے''۔ چونکہ اس کی وہ کتاب چھپ گئی ہے جس میں وہ مباہلہ ہے اس لئے ہم اُن لوگوں کے لئے جو خدا تعالیٰ سے

﴿۳۷۴﴾

ڈرتے ہیں وہ مباہلہ کی دعا ذیل میں لکھتے ہیں اور یہ محض اس غرض سے ہے کہ اگر اس نشان سے ایک شخص بھی ہدایت پاوے تب بھی انشاءاللہ القدیر ہمیں ثواب ہوگا اور چونکہ چراغ دین کے اصل مسودہ مباہلہ پر جو اس کی قلم سے لکھا ہوا ہے کاتب کو تاکید کی گئی ہے کہ یہ مباہلہ کی دعا جلی قلم سے لکھی جاوے اس لئے اگرچہ ہم اس کی دوسری باتوں کے مخالف ہیں تاہم اُس کی اس درخواست کو منظور کر کے مباہلہ کی دعا جلی قلم سے لکھوا دیتے ہیں کیونکہ وہ وصیّت صرف ایک دن موت سے پہلے کی گئی ہے پس کیا مضائقہ ہے کہ ہم اس کی وصیّت کو مان لیں اور وہ مباہلہ کی دُعا یہ ہے:-

الدُّعَاء

اے میرے خدا اے میرے خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان و زمین اور ماسواہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے اور آسمان وزمین ماسواء ہما کے ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور نافذ ہے اور تو سب کا ابتدا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی آواز سُنتا اور ان کی حاجتیں برلاتا اور آسمان وزمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرہ بھی ٹل نہیں سکتا اور انبیا اولیا شاہ اور گدا ملائک اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے اُمیدوار اور تیرے غضب سے لرزاں ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان اور زمین و ماسواء ہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لائق اور کوئی معبود نہیں اور جس قدر معبود لوگوں نے ٹھہرائے ہوئے ہیں خواہ وہ بُت ہیں یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں ان میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ آسمان اور زمین اور ماسواء ہما کے درمیان عبادت اور توکل اور محبت کے لائق تو ہی ایکؔ خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے

﴿۳۷۵﴾

نہ مصاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع اور جمیع عیوب سے منزّہ ہے اس لئے تمام محامد تقدیس اور ستائش اور تعریف کے لائق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ جسمانی اور روحانی یا ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم تیرے ہی لئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغمبر اور جملہ کتب سماویہ بالعموم اور تیرا سچا اور پیارا حبیب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک کلام قرآن شریف وفرقان حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں محدود۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا سزا حساب اور میزان دوزخ اور بہشت لقا وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنے کے بعد جی اُٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دیئے جائیں گے۔

اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدّس وتعالیٰ میں نہایت عجز اور انکسار تضرّع وابتہال کے ساتھ مؤدّبانہ التماس کرتا ہوں کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جس کو تو نے بلا کسی استحقاق محض اپنے ہی فضل وکرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور نصرت کے لئے اہل دنیا میں سے چُن لیا اور اس کام کے واسطے مخصوص کیا ہے اور تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی منارہ جس پر نزول ابن مریم مقدر تھا تیار کرا دیا ہے اور تو نے ہی مجھ سے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور نصاریٰ پر حجت اسلام ثابت کرنے کی خدمت پر مقرر فرمایا ہے اور تو نے ہی مجھے اپنی رحمت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے نصاریٰ واہل اسلام یا قرآن وانجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہاں وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدت ہائے دراز سے اہل دُنیا پر پوشیدہ رہا اور خاص اسی زمانہ کے لئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے تو اب اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کرے گا۔ اور اسلام کو کُل دینوں پر غالب کر دے گا پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق نزولِ ابن مریم کے اس نہانی راز کو اہل دُنیا پر ظاہر کر کے اتمام حجت کر رہا ہوں لیکن اے

﴿۳۷۶﴾

میرے خدا تو خود جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعوے دار موجود ہے جو کہتا ہے کہ خاتم الانبیاء میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آسمان اور زمین سے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ طاعون اور زلزلے بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں تا کہ میرے مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں۔☆ اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت ہوں اور نجات میرے ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ کافر اور مردود اور اُس کے اعمال حسنہ نامقبول اور وہ دنیا میں معذّب اور آخرت میں ملعون ہوگا اور کہتا ہے کہ اب کے موسم بہار یا کسی اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جس سے زمین کو انقلاب پیدا ہوگا اور اہل دنیا مہدی کے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں گے اِس لئے اے میرے خدا دنیا کے دل تذبذب میں ہیں اور حق ظاہر نہیں ہوسکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا ہے اور تیرے دین میں گڑ بڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور بے اثر ٹھہرایا گیا اور ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی یعنی مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانے کے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی مخلص متقی ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ سکتا اور دین کے لئے اس کی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور یسا* ہی اے میرے خدا تیرے مقدس نبی مسیح ابن مریم علیہ السلام کا بھی منصب چھین لیا گیا ہے اور اس کی شان کی تحقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح القدس گنہگار تھا اور میں اُس سے بہتر ہوں پس اے میرے خدا اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدسوں کی عزت بچا اور ان کی نصرت کے لئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو

☆ یہ عجیب کلمہ چراغدین کے منہ سے میری نسبت نکلا ہے کہ خدا میرے مخالفوں کو طاعون اور زلزلہ سے ہلاک کرے گا۔ سو چراغدین اپنے اس کلمہ کے مطابق طاعون سے ہلاک ہو گیا اور کیا تعجب کہ آئندہ کوئی مخالف زلزلہ سے بھی ہلاک ہو۔ من المؤلف

* نقل مطابق اصل۔ درست ''ایسا ہی'' ہے (ناشر)

دُنیا پر سے اُٹھا☆ اور اہل دُنیا کو حق کی طرف توجہ دلا اور اُن کو اتباع کی توفیق عنایت کر اور مدّعی نبوت کی دقیق عمیق پالسی دریافت کرنے کے لئے ان کی بصیرتوں کو تیز فرما اور اہل دنیا کو تمام ارضی وسماوی آفات یعنی طاعون وزلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ اور ان کو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان ہیں۔ بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت خطا کار ہیں اور تیری ہی بخشش کے امیدوار۔ اِس کے بعد اے میرے خدا مَیں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح تیری عالی ومقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو تیرے ہی حکم اور منشا کے مطابق تیرے مقدس دین واسلام کی نصرت میں اور تیرے مقدس نبیوں کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے اہل دنیا پر ظاہر کر دے اور اُن کی بصیرتوں کو روشن کر اور اُن کو اتباع حق کی توفیق بخش تا کہ تیرا جلال ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کہہ نہیں سکتا اور دلوں پر اثر ڈالنا اور حق کی پہچان میں ان کی بصیرتوں کو کھولنا تیرا ہی کام ہے اس لئے اگر تیری امداد میرے شامل حال نہ ہوگی تو میں ناکامیاب رہ جاؤں گا جیسا کہ جھوٹے رہ جاتے ہیں پس اے میرے خدا تو اِس سلسلہ کی نصرت میں اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما اور جس غرض کے لئے یہ جاری کیا گیا ہے اس کو انجام دے اور صداقت کو مذاہب غیر کے معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصًا کھول دے اور اُن کو اِس کے اتباع کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے۔ اور آسمان وزمین کا* ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے کیا ممکن کہ تیرے حکم کے بغیر ایک ذرہ حرکت کر سکے لہٰذا تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیرے آگے کوئی بات انہونی اور محال نہیں اور

﴿۳۷۷﴾

☆ یعنی اس شخص کو جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ہلاک کر۔ منه * سہو کتابت ہے درست ’’کے‘‘ ہے۔ (ناشر)

تیرے وعدے سچے اور تیرا ارادہ غیر مبدّل ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیرے ہی حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا۔ کسی کو شاہی تخت پر اور کسی کو تو دہ ٔ راکھ پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی اس امر میں ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور اُن کو صراطِ مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین۔

﴿۳۷۸﴾

یہ ہے عبارت چراغ دین کے مباہلہ کی جس میں وہ مجھے اپنا فریق مخالف ٹھہرا کر اور مجھے دجّال قرار دے کر خدا تعالیٰ کا فیصلہ مانگتا ہے اور مجھے ایک فتنہ قرار دے کر میرے اُٹھائے جانے کی درخواست کرتا ہے اور میری ہلاکت مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے خدا اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما۔ سو الحمد للہ کہ اس مباہلہ کے ایک دن بعد خدا تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ دکھا دیا اور ابھی اس مباہلہ کی کاپی پتھر پر نہیں جمائی گئی تھی کہ ۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو طاعون نے اس ظالم کو مع اس کے دونوں بیٹوں کے ہلاک کر دیا یہ ہیں خدا کے کام۔ یہ ہیں خدا کے معجزات۔ یہ ہے خدا کی قدرت کا ہاتھ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار.

۱۷۵۔ نشان۔ ایک دفعہ پنڈت شو نارائن اگنی ہوتری صاحب ایڈیٹر رسالہ برادر ہند کا ایک خط لاہور سے آنے والا تھا جس میں انہوں نے یہ لکھا تھا کہ میں براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ کا ردّ لکھوں گا جس میں الہام ہیں اور ایسا اتفاق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُس خط کے پہنچنے سے پہلے اُسی دن بلکہ اُسی ساعت جبکہ وہ لاہور میں اپنا خط لکھ رہے تھے مجھ کو اس خط سے بذریعہ کشف اطلاع دے دی اور کشفی طور پر وہ خط میرے سامنے آ گیا اور میں نے اُس کو پڑھا اُس وقت اُن آریوں کو جن کا کئی دفعہ ذکر آ چکا ہے اس خط کے مضمون سے اُسی دن خط آنے سے پہلے مطلع کر دیا اور دوسرے دن اُن میں سے ایک آریہ ڈاک خانہ میں خط لینے کو گیا اور اُس کے روبرو ڈاک کے تھیلہ سے وہ خط نکلا اور جب پڑھا گیا تو بلا کم وبیش وہی مضمون تھا

جو میں نے بیان کیا تھا تب وہ آریہ لوگ نہایت حیرت میں اور تعجب میں رہ گئے وہ اب تک زندہ موجود ہیں اور حلف دینے سے راست راست بیان کر سکتے ہیں۔

﴿۳۷۹﴾

۱۷۶۔ **نشان**۔ رسالہ **اعجاز المسیح** جب فصیح عربی میں مَیں نے لکھا تو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر میں نے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کر سکے گا تب ایک شخص پیر مہر علی نام ساکن گولڑہ نے یہ لاف وگزاف مشہور کی کہ گویا وہ ایسا ہی رسالہ لکھ کر دکھلائے گا اُس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا **منعہ مانع من السماء** یعنی ایک مانع نے آسمان سے اس کو نظیر پیش کرنے سے منع کر دیا تب وہ ایسا ساکت اور لاجواب ہو گیا کہ اگرچہ عوام النّاس کی طرح اردو میں بکواس کرتا رہا۔ مگر عربی رسالہ کی نظیر آج تک لکھ نہ سکا۔

۱۷۷۔ **نشان**۔ میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے۔ اور بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھے کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائے اور مجھے دکھایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصہ نے ہماری عمارت کے بننے کے لئے دعا کی ہے مغربی حصہ کی زمین افتادہ نے آمین کہی ہے۔ چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصہ میں آ گئے اور اُن کے بعض حصوں میں مکانات مہمانوں کے لئے بنائے گئے حالانکہ اُن سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئے گا دیکھو اخبار الحکم نمبر ۶ و ۷ و ۴ جلد ۷☆ و الحکم نمبر ۳ جلد ۸۔

۱۷۸۔ **نشان**۔ ایک دفعہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنے کسی اضطراب اور مشکل کے وقت میری طرف خط لکھا کہ میرے لئے دعا کریں چونکہ انہوں نے کئی دفعہ ہمارے سلسلہ میں خدمت کی تھی اس لئے اُن کے لئے دعا کی گئی تب

☆ اصل میں جلد کا نمبر درج نہیں تھا اب درج کر دیا گیا ہے۔ (ناشر)

منجانب اللہ الہام ہوا:۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

﴿۳۸۰﴾ اس دعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ مشکلات اُن کے دور کر دیئے اور انہوں نے شکر گذاری کا خط لکھا اس واقعہ کا وہی خط گواہ ہے جو میرے کسی بستہ میں موجود ہوگا اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اُس وقت صدہا آدمیوں میں یہ میرا الہام شہرت پا گیا تھا اور نواب علی محمد خان مرحوم رئیس جھجر نے بھی اپنی یادداشت میں اس کو لکھ لیا تھا۔

۱۷۹۔نشان۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین مذکور اس بات پر زور دیتا تھا کہ **لئیم** کے لفظ کے معنی ولد الزنا ہیں اور **کذّاب** کے یہ معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ **معنیٔ دیگر نہ پسندیم ما** جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے ان تمام عذرات کو ردّ کر دیا اور یہ لکھا کہ **کذّاب** اور **لئیم** کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے سو صاحب ڈویژنل جج نے وہ پُر تکلف معنے کرم دین کے پسند نہ کئے جو پہلی عدالت میں پسند کئے گئے تھے دیکھو اخبار الحکم نمبر ۱۷ جلد ۸☆ ۔ ۲۴؍ مئی ۱۹۰۴ء جس میں یہ الہام موجود ہے۔

۱۸۰۔نشان۔ ایک دفعہ ۱۹۰۲ء میں مجھے الہام ہوا **یریدون ان یطفؤا نورک. و یتخطفوا عرضک. وانّی معک و مع اھلک** . یعنی دشمن لوگ ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھاویں اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا اور اُن کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور انہی دنوں میں میں نے دیکھا کہ میں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے۔ میں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی اس کی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سنڈھے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گذرنے کی

☆ اصل میں جلد کا نمبر درج نہیں تھا اب درج کر دیا گیا ہے۔ (ناشر)

راہ بند کر رکھی ہے ایک اُن میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اُس کو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دوسرا حملہ آور ہوا اُس کو بھی میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اُسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور میں اس کے ساتھ رگڑ کر اُس کے پاس سے گذر گیا اِسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو میں پڑھتا جاتا اور دوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِی. اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کرے گا اور اس کے تین وکیل ہوں گے اور یہ الہام اور کشف قبل ظہور اس مقدمہ کے پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء یعنی الحکم نمبر۲۴ میں درج ہو کر شائع کی گئی بعد میں کرم دین نے جہلم میں میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت میں ظاہر کیا گیا تین وکیل اس کے تھے۔ آخرکار بموجب وعدہ الٰہی وہ مقدمہ اُس کا خارج ہوا دیکھو پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء نمبر ۲۴ جلد ۶☆

﴿۳۸۱﴾

۱۸۱*۔ نشان۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پیدا ہو گی اور مر جائے گی اور اُس کا نام غاسق رکھا یعنی غروب ہونیوالی اور یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت

☆ مولوی کرم دین کے متعلق ایک پیشگوئی مفصل طور پر اخبار الحکم میں قبل از وقت شائع ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک فوجداری مقدمہ میں عدالت ماتحت میرے برخلاف فیصلہ کریگی اور پھر عدالت عالیہ سے میرے بریت ہو جائیگی چنانچہ کرم دین نے جب گورداسپور میں میرے پر فوجداری مقدمہ کیا تو عدالت ماتحت یعنی آتمارام کے محکمہ سے پانسو روپیہ جرمانہ میرے پر ہوا۔ پھر عدالت عالیہ یعنی صاحب ڈویزنل جج کے محکمہ سے وہ حکم منسوخ ہو کر عزت کے ساتھ میری بریّت ہوئی اور حاکم مجوز نے لکھا کہ لفظ کذاب اور لئیم جو کرم دین کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں وہ محل پر ہیں اور کرم دین ان الفاظ کا مستحق ہے بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر اور سخت الفاظ کرم دین کی نسبت لکھے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا ایسے الفاظ سے کرم دین کی کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔ یہ پیشگوئی وقت سے بہت پہلے شائع کی گئی تھی۔ منہ

* یہ نشان پہلے بھی لکھا جا چکا ہے مگر اب اس جگہ مزید تشریح کے لئے دوبارہ درج کیا گیا۔ منہ

میں ہی مر جائے گی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مرگئی دیکھو اخبار الحکم نمبر۴ جلد ۷۔

۱۸۲۔نشان۔ مولوی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ ایک روز ماہ مئی ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی جبکہ میں کچھ آدمیوں کے ساتھ جن میں بعض احمدی اور چند غیر احمدی شامل تھے نماز جمعہ ادا کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص مسمّی فضل داد خان نمبردار چنگا جو میرا ہم قوم اور رشتہ میں سے تھا ایک شخص کے ورغلانے سے مسجد میں آکر مجھے معہ دیگر احمدیوں کے ملامت کرنے لگا اور کہا کہ تم لوگ مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو مسجد کو بھرشٹ کر دیا ہے پھر فروعی مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا۔ مَیں نے اُس کو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑا رہا اور اُس کے بہکانے سے عوام کو میں نے احمدیوں پر مشتعل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اُس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خداوندا اب اِس امر کا کیا علاج ہو اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہونے والا ہے۔ تب میں نے اس کو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر میں جو مسائل بیان کر رہا ہوں اُن میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ تجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خان نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر میں اُسی وقت مسجد سے باہر آ گیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضل داد خان) درد شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہو گیا اور دس۱۰ ماہ کے اندر ۲۴/ مارچ ۱۹۰۶ء کو مر گیا اور اپنی موت سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس مباہلین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رُعب پھیل گیا تھا اور میں نے اپنے بعض مخالفین سے بھی اپنے کانوں کے ساتھ یہ ذکر سُنا کہ اس شخص کی

﴿۳۸۲﴾

موت بطور نشان ہوئی ہے۔ الــعــبــد

خاکسار محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

۳۰؍ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ مباہلہ وموت فضل دادخان گواہ شد فضل خان بقلم خود گواہ شد شاہ ولی خان بقلم خود

نظام الدین درزی نشان انگوٹھا بیان مذکورہ بالا صحیح ہے بیان مذکورہ بالا صحیح ہے

۱۸۳۔نشان۔ وہی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا سے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کریم اللہ نام جو ڈاک خانہ جات حلقہ گوجرخان کے انسپکٹر تھے ماہ جون ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا میاں غلام نبی سب پوسٹ ماسٹر چنگا کے مکان پر اُترے اور میں اُن کو معزز اور خواندہ سمجھ کر اُن کے پاس گیا تب انہوں نے مجھے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ و مقدس انسان یعنی حضور کے متعلق کچھ سُبک الفاظ کہنے شروع کئے اور پھر حضور کے متعلق اعتراضات سخت گندے الفاظ کے ساتھ استعمال کئے اور میرے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا۔ گاؤں کے بہت لوگ جمع ہو گئے میں نے اُس کی باتوں کا مہذبانہ جواب دیا اور اُس نے حضور کی نسبت ٹھٹھا اور استہزا کرنا شروع کیا اور مجھے کہا کہ چالیس دن کے اندر تمہیں سخت ضرر پہنچے گا اور تمہارا بڑا نقصان ہوگا اور سب لوگ دیکھیں گے میں نے جواب دیا کہ تمہاری پیشگوئی بیہودہ ہے میرا خدا حافظ ہے مگر یاد رکھو کہ مسیح موعود کے مقابل پر جو انسان گستاخی کرتا ہے خدا اُس کو سزا دے گا۔ میں یہ کہہ کر اس گندی مجلس سے رخصت ہو گیا کچھ تھوڑے دنوں کے بعد سُنا گیا کہ اس انسپکٹر کے گھر میں نقب زنی ہوئی اور بہت سا مال عزیز اُس کا چوری گیا بعد اس کے گوجرخان کے حلقہ میں عام لوگوں نے اُس کی شکائتیں شروع کر دیں چنانچہ وہ اس کے بعد ایک سرحدی ضلع میں تبدیل کیا گیا۔

﴿۳۸۳﴾

الــعــبــد

محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

گواہ شد نظام الدین خیاط گواہ شد شاہ ولی خان بقلم خود گواہ شد فضل خان بقلم خود

۱۸۴۔نشان۔ ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن ہے۔ پٹیالہ سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی بھی فوت ہوگیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آویں اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے لوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر اُن کو اِس خط کے مضمون سے اطلاع دی جائے گی تو اندیشہ جان ہے۔ تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اُس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور میں نے اس الہام سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور پھر بعد اس کے شیخ حامد علی کو جو میرا ملازم ہے پٹیالہ میں بھیجا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت وہ خبر خلاف واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کو اُمور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو ردّ کر دیا۔ ﴿۳۸۴﴾

۱۸۵۔نشان۔ بعض نشان اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسر آتا ہے اِسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے اُس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اُس کے ساتھ پیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اُس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا ہے میں نے اُس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اُس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا تو ابھی میں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پیر پھسل کر گر پڑا اور سخت چوٹ آئی اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا۔ اور

ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اورنہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعًا اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اورنہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔سوا اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں اِس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اوراکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے دشمنوں کو کہاں نصیب ہوسکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معاً پورے ہوجاتے ہیں دشمن کا تو دل بھی دور ہوتا ہے اور جسم بھی دور۔

﴿۳۸۵﴾

۱۸۶۔نشان۔ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اورنہایت بے قرار ہے اورحواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابّا پانی یعنی مجھے پانی دو! یہ کشف میں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا کیونکہ اس کے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تھے۔اِس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریباً چار برس کی تھی اُس وقت مَیں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہورہا ہے میرے سامنے آکر اتنا اس کے مُنہ سے نکلا کہ ابّا پانی۔بعد اس کے نیم بیہوش کی طرح ہوگیا اور وہاں سے کنواں قریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا میں نے اُس کو گود میں اُٹھا لیا اور جہاں تک مجھ سے ہوسکا میں تیز قدم اُٹھا کر اور دوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اس کے مُنہ میں پانی ڈالا جب اُس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو میں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے میں نے بہت پسا ہوا

نمک پھانک لیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رُک گیا اور گلا گھونٹا گیا پس اس طرح پر خدا نے اُس کو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پوری کی۔

۱۸۷۔نشان۔ میرے بڑے بھائی جن کا نام میرزا غلام قادر تھا کچھ مُدّت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر اُن کا انتقال ہوا جس دن اُن کی وفات مقدّر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار اُن کی وفات کے نہ تھے مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور میں نے اپنے خاص ہم نشینوں کو اِس پیشگوئی کی خبر دے دی جو اَب تک زندہ ہیں۔ پھر شام کے قریب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ﴿۳۸۶﴾

اِن تمام پیشین گوئیوں میں جو اِس جگہ لکھی گئی ہیں میں نے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں جن کے روبرو یہ پیشین گوئیاں کی گئیں۔ اور پوری ہوئیں بلکہ بعض پیشگوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اِس قدر اس میں لکھ دوں کہ تین[۳۰۰] سو کا عدد پورا ہو جائے مگر تین روز سے میں بیمار ہو گیا ہوں اور آج اُنتیس[۲۹] ستمبر ۱۹۰۶ء کو اِس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ میں لکھنے سے مجبور ہو گیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو حصۂ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین[۳۰۰] سو نشان یا زیادہ اس سے لکھے جاویں گے بالآخر اس قدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسی کا دل تسلی پذیر نہ ہو اور ایسا شخص اُن لوگوں میں سے ہو جو الہام اور وحی کا دعویٰ کرتے ہیں تو اُس کے لئے یہ دوسری راہ کھلی ہے کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے دو اخباروں میں ایک سال تک شائع کرتا رہے اور دوسری طرف میں وہ تمام

امور غیبیہ جو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوں اپنی جماعت کے دو اخباروں میں شائع کروں اور دونوں فریقوں کے لئے شرط یہ ہے کہ جو الہام اخباروں میں درج کرائے جائیں وہ ایسے ہوں کہ ہر ایک اُن میں سے امور غیبیہ پر مشتمل ہو اور ایسے امور غیب ہوں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں اور پھر ایک سال کے بعد چند منصفوں کے ذریعہ سے دیکھا جائے گا کہ کس طرف غلبہ اور کثرت ہے اور کس فریق کی پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ رہا اور میرا غلبہ نہ ہوا تو میں کاذب ٹھہروں گا ورنہ قوم پر لازم ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں اور خدا کے مرسل کا مقابلہ کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اور یاد رہے کہ جن اعتراضوں کو وہ پیش کرتے ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے دل تعصب کے غبار اور تاریکی سے بھر گئے ہیں اور اُن کی آنکھوں پر بُغض اور حسد کے پردے آگئے ہیں مثلاً بار بار یہ پیش کرنا کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیا یہ ایمانداری کا اعتراض ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی کیا یہ سچ نہیں ہے کہ گیارہ[11] برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ آتھم مر گیا اور اب زمین پر اُس کا نام ونشان نہیں اور اُس کا رجوع کرنا قریباً ستر آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہے جبکہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین مجلس مباحثہ میں دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر پندرہ مہینے تک روتا رہا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے پھر جبکہ اس نے رجوع کر لیا اور ان گواہوں کے رُوبرو رجوع کیا جن میں سے اب تک بہت سے زندہ ہیں تو پھر اب تک اعتراض کرنے سے باز نہ آنا کیا کسی پاک طینت کی علامت ہے۔

ایسا ہی محض تعصّب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور دیانت کا حال یہ ہے کہ اس اعتراض کے وقت احمد بیگ کا نام بھی نہیں لیتے کہ اُس پر کیا حقیقت گذری اور محض خیانت کے طور پر پیشگوئی کی ایک

﴿۳۸۷﴾

ٹانگ مخفی رکھ کر دوسری ٹانگ پیش کر دیتے ہیں اور دیدہ ودانستہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اِس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت اور دوسری احمد بیگ کے داماد کی نسبت۔ سو احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کے مرنے سے اس کے وارثوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا اور خوف سے بھر گئے اور یہ تو انسانی سرشت میں داخل ہے کہ جب دو شخص ایک ہی بلا میں (جو وارد ہونیوالی ہو) گرفتار ہوں اور ایک اُن میں سے اس بلا کے نزول سے مر جائے تو جو شخص ابھی زندہ ہے وہ اور اُس کے وارث سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ جاتے ہیں چونکہ یہ پیشگوئی شرطی تھی☆ جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اِس لئے جب احمد بیگ کے مرنے سے وہ لوگ سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ گئے اور دعائیں کیں اور صدقہ وخیرات بھی کیا اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بھرے ہوئے میرے پاس آئے جواب تک موجود ہیں تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط کے پورا کرنے کے لئے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت جا بجا شور مچاتے ہیں اور صدہا رسالوں اور اخباروں میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ کبھی ایک دفعہ بھی شرافت اور راست گوئی کے لحاظ سے پورے طور پر پیشگوئی کا ذکر نہیں کرتے اور کبھی کسی رسالہ میں نہیں لکھتے کہ اس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ ان میں سے میعاد کے اندر پوری ہو چکی ہے یعنی احمد بیگ کی موت بلکہ ہمیشہ اور ہر محل اور ہر موقع اور ہر مجلس میں اور ہر رسالہ اور ہر اخبار میں احمد بیگ کے داماد کو ہی روتے ہیں اور جو مر گیا اُس کو نہیں روتے یہ شرافت اور دیانت اس زمانہ کے مولویوں کے ہی حصہ میں آ گئی ہے۔

﴿۳۸۸﴾

☆اس پیشگوئی میں شرطی الہام یہ تھا جو اُسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ ایّتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر نازل ہونے والی ہے پس اس کی لڑکی پر تو بلا نازل ہوئی کہ اُس کا خاوند مرزا احمد بیگ مر گیا لیکن احمد بیگ کی وفات کے بعد بوجہ خوف اور دعا اور صدقہ خیرات کے لڑکی کی لڑکی اس بلا کے نزول سے اس وقت تک بچائی گئی جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہے۔ منہ

ایسا ہی ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک پیشگوئی میں مولوی محمد حسین اور اس کے رفیقوں کی نسبت ذلّت کی خبر دی گئی تھی اُس کی کوئی ذلت نہیں ہوئی۔ افسوس! ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہر ایک طبقہ کی ذلّت علیحدہ رنگ میں ہوتی ہے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ’’میں نے ہی اس شخص کو اونچا کیا اور پھر میں ہی گراؤں گا۔‘‘ تو کیا انہوں نے گرادیا؟ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ان کو ایک صیغہ عربی کا نہیں آتا؟ تو جب بیس[۲۰] کے قریب نظم اور نثر میں عربی کی کتابیں مَیں نے لکھیں اور اُن کو بالمقابل لکھنے کی دعوت کی گئی تو وہ ایک کتاب بھی عربی میں میرے مقابل نہ لکھ سکے کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں کہ جن کو میں نے اس بات کے لئے بلایا؟ کہ وہ میرے مقابل زانو بزانو بیٹھ کر قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھیں تو وہ اس مقابلہ سے عاجز آگئے۔ ایسا ہی بہت سی ان کی خانہ داری کی اندرونی تلخیاں اور ذلتیں ایسی ہیں جن کی تصریح ہم مناسب نہیں سمجھتے تو کیا باوجود ان سب باتوں کے ان کی کوئی ذلّت نہ ہوئی۔ اور نہ معلوم آئندہ کیا مقدّر رہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی میں کسی میعاد کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا بلکہ توبہ واستغفار سے ٹل بھی سکتی ہے☆۔

ماسوا اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ چند پیشگوئیاں جو تین چار سے زیادہ نہیں جن کے لئے ہمارے مخالف مولوی شور مچاتے ہیں یہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کا پورا ﴿۳۸۹﴾ ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونے کی خبر دیتی ہیں اور باتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا صدقہ اور خیرات اور دعا اور

☆ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ[۱] یعنی اگر یہ نبی کاذب ہے تو خود تباہ ہو جائے گا اور اگر صادق ہے تو بعض پیشگوئیاں وعید کی اس کی تم پر پوری ہو جائیں گی اس جگہ یہ نہیں فرمایا کہ کُل پوری ہو جائیں گی۔ پس اس جگہ صاف طور پر خدا نے فرما دیا ہے کہ وعید کی تمام پیشگوئیوں کا پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ بعض ٹل بھی سکتی ہیں اور اگر ایسا ارادہ نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ یہ فرماتا وان یک صادقًا یصبکم کلّ الذی یعدکم مگر ایسا نہیں فرمایا۔ منہ

[۱] المؤمن:۲۹

تضرّع وزاری سے رد ہو سکتی ہے۔ یہ بات ایک ادنیٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک بلا جس کے نازل کرنے کا ارادہ خدا نے فرمایا ہے خدا کے علم تک ہی محدود رہے اور کسی نبی کو اس سے اطلاع نہ دی جائے تو وہ صرف بلا کے نام سے موسوم ہوتی ہے اور جب نبی کو اس بلا سے اطلاع دی جائے تو پھر وہی بلا وعید کی پیشگوئی کہلاتی ہے۔ پس اگر بہرحال وعید کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ بہرحال بلا کا نازل ہونا ضروری ہے☆ حالانکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ بلا صدقہ وخیرات اور دعا وغیرہ سے رد ہو سکتی ہے اور اس پر کل انبیاء کا اجماع ہے پس یہ کمینہ حملے جو یہ لوگ مولوی کہلا کر میرے پر کرتے ہیں یہ سخت حیرت کا موجب ہے اور تعجب آتا ہے کہ کیا یہ لوگ کبھی قرآن شریف بھی نہیں پڑھتے اور کیا کبھی حدیثوں کو نہیں دیکھتے کیا ان کو یونس نبی کی پیشگوئی بھی معلوم نہیں جس کا مفصّل قصہ کتاب درّ منثور میں بھی مذکور ہے جس کے ساتھ کوئی شرط موجود نہ تھی لیکن پھر بھی توبہ کرنے سے وہ سب لوگ عذاب سے بچائے گئے اور یونس باوجود یکہ خدا کا نبی تھا جب اُس کے دل میں گذرا کہ میری پیشگوئی کیوں نہیں پوری ہوئی اور کیوں وہ لوگ ہلاک نہیں کئے گئے تو تنبیہ کے طور پر اُس پر عذب نازل کیا گیا۔ اور اُس نے اس اعتراض کی وجہ سے بڑے بڑے دُکھ اُٹھائے اور پھر جبکہ اس پاک دل نبی نے اس اعتراض کی وجہ سے اتنے دُکھ اُٹھائے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شرطی پیشگوئیوں کی نسبت بار بار اعتراض کرتے ہیں اور باز نہیں آتے۔ اگر ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو یونس کی پیشگوئی سے کوئی سبق حاصل کرتے اور اتنی زبان درازی اور شوخی نہ دکھلاتے اور اگر کچھ

☆ جس بلا سے اللہ تعالیٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدّث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بلا سے زیادہ ردّ ہونے کے لائق ہوتی ہے جس کی اطلاع نہیں دی جاتی کیونکہ اطلاع دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ استغفار یا دعا کرے یا صدقہ خیرات دے تو وہ بلا رد کی جائے۔ اور اگر وعید کی پیشگوئی رد نہیں ہو سکتی تو یہ کہنا پڑے گا کہ بلا رد نہیں ہو سکتی اور یہ برخلاف معتقدات دین ہے اور نیز اس صورت میں یہ اعتقاد رکھنا پڑے گا کہ بروقت نزول بلا صدقہ وخیرات اور توبہ ودعا سب لاحاصل ہے۔ منہ

تقویٰ کا تخم ان کے اندر ہوتا تو یہ لوگ سوچتے کہ جن پیشگوئیوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے وہ تو صرف دو تین ہیں اور ان کے مقابل پر وہ پیشگوئیاں جو اپنی سچائی دکھلا کر ان کے مُنہ پر طمانچے مار رہی ہیں وہ تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئی ہیں یہ تو سوچنے کا مقام تھا کہ کثرت کس طرف☆ ہے کیا وہ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جس قسم کا کوئی اعتراض انہوں نے ان پیشگوئیوں کی نسبت یا کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کیا ہے دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں میں اُن کی نظیر نہیں پائی جاتی؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ اور خاتم الانبیاء تھے اس قسم کی اجتہادی غلطی سے محفوظ نہیں رہے کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھا کیا یمامہ یا ہجر کو اپنی ہجرت کا مقام خیال کرنا اجتہادی غلطی نہ تھی کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہ تھیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے پس اس قسم کے کمینے حملے جن کے دائرہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی

﴿۳۹۰﴾

☆ ہم نے اس کتاب میں ۱۸۷ نشان خدا تعالیٰ کے لکھے ہیں یہ وہ نشان ہیں جو کوئی ظنی امر نہیں بلکہ اکثر یہ پیشگوئیاں پیش از وقوع اخباروں اور کتابوں میں شائع کی گئی ہیں اور ہزاروں ان کے گواہ اب تک زندہ موجود ہیں اور یہ تمام وہ امور ہیں جو انسانی طاقت سے برتر ہیں۔ اگر یہ تمام ذخیرہ خدا کے نشانوں اور پیشگوئیوں کا کسی پہلے اسرائیلی نبی کی کتابوں میں تلاش کیا جائے تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی اسرائیلی نبی کی سوانح میں اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور اگر فرض بھی کر لیں تو ان نشانوں کی رویت کے گواہ کہاں سے میسر آئیں گے اور صرف خبر معاینہ کے مساوی نہیں ہو سکتی۔ عیسائی بار بار حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنے کے معجزات پیش کرتے ہیں مگر ثبوت ایک کا بھی نہیں۔ نہ کسی مُردہ نے آ کر عالم آخرت کی سرگزشت سنائی یا بہشت دوزخ کی حقیقت ظاہر کی یا دوسرے جہان کے چشم دید عجائبات کے بارے میں کوئی کتاب شائع کی یا اپنی شہادت سے فرشتوں کے وجود کا ثبوت دیا بلکہ مُردوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو روحانی یا جسمانی طور پر مُردوں کی مانند تھے۔ پھر گویا دعا کے ذریعہ سے نئی زندگی پائی۔ یہی حال حضرت عیسیٰ کے پرندے بنانے کا ہے۔ اگر وہ سچ مچ پرندے بناتے تو ایک دنیا اُن کی طرف اُلٹ پڑتی اور پھر کیوں صلیب تک نوبت پہنچتی اور کیا ممکن تھا کہ عیسائی لوگ جو حضرت عیسیٰ کے خدا بنانے پر حریص ہیں وہ ایسے بڑے خدائی نشان کو چھوڑ دیتے بلکہ وہ تو ایک تنکہ کا پہاڑ بنا دیتے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جو قرآن شریف میں مذکور ہے اپنے ظاہری معنوں پر محمول نہیں بلکہ اس سے کوئی خفیف امر مراد ہے جو بہت وقعت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ منہ

آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔
اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدّد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اُس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ[۱۳۰۰] سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ «۳۹۱»

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

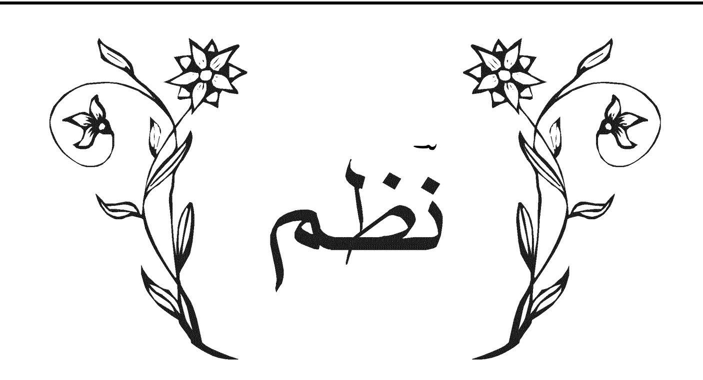
مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرت امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ اور امورِ غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو☆ اِس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اِس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس۲۰ جزو سے کم نہیں ہوگا اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈالے اور لاکھوں دلوں کو اس کے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین۔ **واٰخر دعوانا ان الحمدللّٰہ ربّ العالمین۔**

تمّت

☆ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمّت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ[1] یعنی اُمّت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پُشت پر مارا اور فرمایا **لو کان الایمان معلّقًا بالثریا لناله رجلٌ من فارس** اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معیّن نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معیّن کر دیا۔ **فالحمدللّٰہ۔ منه**

[1] الجمعۃ:۴

﴿۳۹۲﴾



نظم

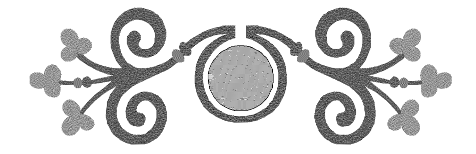
چوں مرا حکم از پئے قومِ مسیحی دادہ اند ‏ | ‏ مصلحت را ابن مریم نامِ من بنہادہ اند

آسماں بارد نشان اَلْوَقت می گوید زمین ‏ | ‏ این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بے ضرورت نامدم نے آمدم در غیر وقت ‏ | ‏ در من از جہل و تعصّب قوم من اُفتادہ اند

سوئے من اے بدگمان از بدگمانی ہا مبین ‏ | ‏ فتنہ ہا بنگر چہ قدر اندر ممالک زادہ اند

چون زمیں بکشود یارانِ صد در فِسق و فساد ‏ | ‏ پس درے از بہرِ آن از آسماں بکشادہ اند



بقلم احقر العباد غلام محمد کاتب امرتسری

یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

خُدا سچے کا حامی ہو

اٰمین

اِس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مُریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں۔ اور اپنے رسالہ المسیح الدّجال میں میرا نام کذّاب مکّار شیطان دجّال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مُفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمّہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا۔ اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع واقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمّہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کے لئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اُڑایا۔ غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دُکھ اُٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبدالحکیم صاحب نے اِسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ ”مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ کذّاب اور مفتری ہے۔“ میں نے اس کی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴؍ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نُورُ الدّین صاحب کے نام آیا اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ

اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا جب اِس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اَبْ **میں بھی** اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذّاب ہوں اور پچیس[۲۵] برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اُس کی عظمت اور جلال سے بے خوف ہو کر اُس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دُکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلّت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں ﴿۲﴾ خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اس لئے میں اس وقت **دونوں پیشگوئیاں**۔ یعنی میاں عبدالحکیم خان کی میری نسبت پیشگوئی اور اُس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں:۔

میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نوردین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

مرزا کے خلاف ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مُسرف کذّاب اور عیّار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اُس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے☆۔

اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان

☆اس میں میاں عبدالحکیم خان نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کئے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی۔ منہ

صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں☆۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے★۔ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۞ ربّ فرّق بین صادق و کاذب. انت ترىٰ کلّ مصلح و صادق۞.

☆ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرہ کا ردّ ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ردّ میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔ منہ

★ اس فقرہ میں عبدالحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

۞ یعنی تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں اُمّت محمدیہ کے لئے کسی دجّال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدّد کی۔

۞ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خان کے اس قول کا ردّ ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھہراتا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔ منہ

المشتھر۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

۱۶؍ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴؍ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان

یہ عکس ہے اُس مباہلہ کی عبارت کا جو چراغ دین ساکن جموں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی۔ اور یہ اُسی کے دستخط ہیں جن کا عکس لیا گیا۔

(۱)

۳۹

الدعا

خدا اے میرے خدا اے میرے خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان
وزمین اور ما سواہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے
اور آسمان اور زمین وما سواہما کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور
نافذ ہے اور تو سب کا ابتداء اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی
آواز سنتا اور انکی حاجتیں بر لاتا اور آسمان
وزمین کے درمیان تیرے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا اور انبیاء
اولیا شاہ اور گدا ملائکہ اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق
ہیں اور محتاج ہیں جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے غضب سے لرزاں
ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی
اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان اور زمین
وما سواہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لائق اور کوئی
معبود نہیں اور جسقدر معبود لوگوں نے ٹھہرائے ہوئے ہیں خواہ وہ
بت ہیں یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی
اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں
ان میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ
آسمان اور زمین اور ما سواہما کے درمیان عبادت اور توکل اور

(۲)

اور محبت کے لائق تو ہی ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی
باپ ہے اور نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے نہ صاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون
بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع
اور جمیع عیوب سے منزہ ہے اسلئے تمام محامد و تقدیسیں اور ستائشیں
اور تعریف کے لائق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ تمام جسمانی اور روحانی یا ظاہری
اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم سب تیرے ہی لئے ہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغامبر اور جملہ کتب سماویہ بالعموم
اور سب سچا اور ہمارا سید حبیب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک
کلام قرآن شریف و فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور دین اسلام دین
محمدی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا سزا حساب اور میزان
دوزخ اور جنت نعماء وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنے کے بعد
جی اٹھینگے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دی جاوینگے
اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدس و تعالیٰ میں نہایت
عجز اور انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ مودبانہ التماس کرتا ہوں
کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جسکو تو نے بلا کسی استحقاق
محض اپنی ہی قدرت و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل
ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور

(۳) ۴۱

نصرت کے لئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اس کام کے واسطے مخصوص کیا ہے اور
تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی منارہ جس سے نزول ابن مریم مقدر تھا تیار کرا دیا
اور تو نے ہی مجھے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور نصاریٰ پر حجت اسلام ثابت کرنے
کے لئے مقرر فرمایا ہے

اور تو نے ہی مجھے اپنی محبت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے
نصاریٰ و اہل اسلام یا قرآن اور انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد
اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے یعنی وہ نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدت
دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور اسی زمانہ کے لئے خاص مخصوص کیا گیا تھا اور اسی سے
تو اب ایک طرف پر حجت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو دوسرے دینوں پر غالب کر دیگا
پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے اس حکم کی تعمیل کو تیرے ہی بتائے ہوئے
طریق کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو
اہل دنیا پر ظاہر کر کے اتمام حجت کر رہا ہوں

لیکن اے میرے خدا تو خوب جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص
نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو کہتا
ہے کہ خاتم الانبیاء میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول

(۴) ۲۸

ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میری لئے آسمان اور زمین سے
نشان ظاہر ہوتے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلہ بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوا ہے
تاکہ میری مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت
قوت ہوں اور نجات میرے ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا
وہ کافر اور مردود جہنمی اور مستحق عذاب ہو اسکے اعمال نامقبول اور وہ
دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا اور کہتا ہے کہ اب کی دفعہ
بہار ربا کے اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جو زمین کو
تہ و بالا کر دیگا اور قیامت کا نمونہ دکھائیگا اسوقت دنیا میں ایک عام
انقلاب پیدا ہوگا اور اہل دنیا میری سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے
تیار ہو جائینگے اسلئے ای میری خدا دنیا کے دل تذبذب میں ہیں اور
حق ظاہر نہیں ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا ہوتی ہے
اور تیری دین میں گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیری حبیب رسول اللہ
صلعم کی ہتک کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت
چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور بے اثر ٹھہرایا گیا اور ایک نئے
دین کی بنیاد ڈالی گئی ہے یعنی مرزا قادیانی صاحب کی نبوت
اور رسالت پر ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی
مخلص متقی ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ سکتا اور دین کے لئے
کی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور ایسا ہی ای میری خدا تیری

(۵) ۴۳

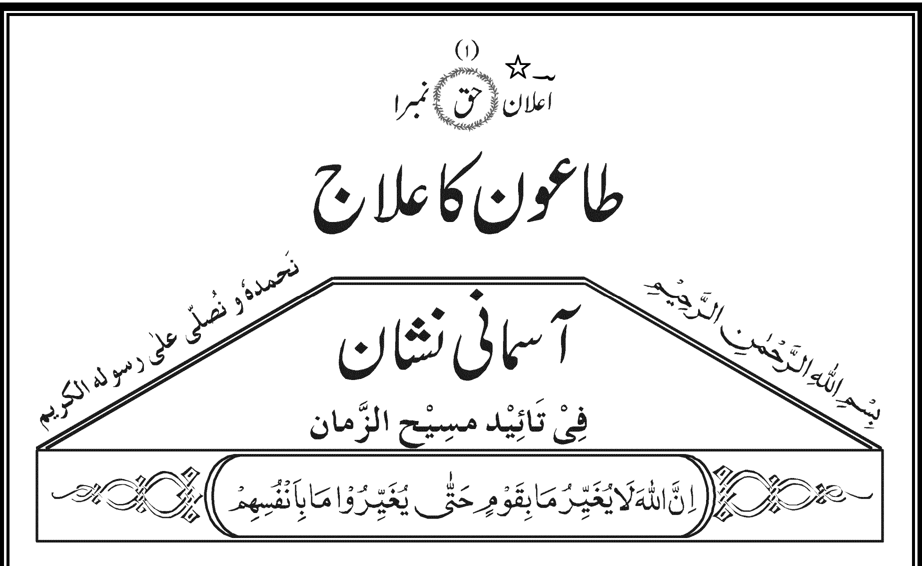
مقدس نبی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا یہ منصب چھین لیا گیا ہے
اور اسکے شان کی تحقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ معاذ اللہ
ورسولہ اللہ گنہگار تھا اور میں اس سے بہتر ہوں پس ای میری خدا
اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدس نبی
کی عزت بچا اور اُنکی نصرت کے لئے اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس
فتنہ کو دنیا پر سے اُٹھا اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا
اور انکو اتباع حق کی توفیق عنایت کر اور مدعی نبوت کی
دقیق عمیق پالیسی دریافت کرنے کے لئے انکی بصیرت کو تیز فرما،
اور اہل دنیا کو تمام ارضی و سماوی آفات یعنی طاعون زلزلہ وغیرہ سے محفوظ
رکھ اور انکو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے
اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا کام ہے اور ہم عاجز ضعیف و ناتواں
ہیں بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت خطا کار ہیں اور تیری ہی بخشش کے
امیدوار اسکے بعد ای میری خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح
تیری عالی و مقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت
کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اسی سلسلہ کی صداقت کو جو ہم
ہی حکم اور منشاء کی مطابق قائم تیری مقدس ختم دین اسلام کی نصرت
سنہ اور تیری مقدس نبیوں کی عزت بچانے کے لئے جاری کیا گیا ہے
وہ دنیا پر ظاہر کر دی اور انکی بصیرتوں کو روشن کر اور انکو اتباع حق کی

(۶)

۴۴م

توفیق مت دے بخشش کہ تا کہ تیرا بندہ ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان
پر ہے زمین پر بھی ویسے ظاہر ہو کیونکہ اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے
کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں
سکتا اور دوست ہر ایک شر ڈالتا اور حق کی بیچ میں الجھی تدبیروں کو
کھولنا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری امداد میری شامل حال نہ ہوگی
تو میں ناکامیاب رہ جاونگا جیسا کہ جھوٹے رہ جاتے ہیں پس اے میرے خدا
تو اس سلسلہ کی نصرت میں اپنی قدرت نمایاں ظاہر فرما اور جس غرض کے لئے یہ
جاری کیا گیا ہے اسکو انجام دے اور اسکی صداقت کو مذاہب غیرہ کے
معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دے اور انکو اسکی اتباع
کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ
پر تیرا ہی حکم جاری ہے کیا ممکن ہے کہ تیرے حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت
کر سکے اور تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیرے آگے کوئی بات نہ ہونی اور
محال نہیں اور [illegible] تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا [illegible] تبدیل
ہے اور تیرا تخت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیری [illegible]
آسمان اور زمین قایم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی
کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے
اور تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا کسیکو شاہی تخت پر اور کسیکو تودہ
خاک پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہمارے
اندر میں ہماری نبوت دنیا کو اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور انکو
صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین

﴿۷﴾



ملک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اِس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے صفائی کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اِسکے ہیبت ناک حملوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو

تنبیہ۔ واضح ہو کہ اشتہار چراغدین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے کہ تا ہر ایک منصف مزاج معلوم کر لے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ہے پہلے میری تصدیق کرتا تھا اور پھر نفس امّارہ کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھے دجال وغیرہ ناموں سے پکارا اور میرے مخالف کتاب منارۃ المسیح اور اعجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ وہی چراغدین ہے جس نے میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا اور جس مدت تک یہ مصدقین میں رہا خدا نے طاعون وغیرہ سے اس کو محفوظ رکھا پھر جب اس نے جامۂ ارتداد پہن کر تحقیر اور توہین پر کمر باندھ لی تب پکڑا گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مباہلہ کی رو سے ہلاک ہوا۔ **فالحمد للّٰہ علٰی ذٰلک**

☆ حاشیہ نمبرا۔ مَیں اس جگہ اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

رہا ہے۔ دنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنے بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت اور علاج سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں ہمدردی بنی نوع کا ایک جوش ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کا حقیقی اور قطعی اور یقینی علاج اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے اس لئے میرا دل وایمان و ہمدردی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اُس اصل علاج کو جو اس آفت کے دفعیہ کے لئے کافی وشافی ہے اور جس کے اندر دُنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پبلک پر ظاہر کروں تا کہ جن کی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقسوم ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً عرصہ ایک سال سے اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ یہ زمانہ روحانی قیامت یعنی صلح وصلاحیت کا☆ زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اس کی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے کہ جس میں شیطانی تسلط اور دجّالی فتنت دنیا سے اُٹھائی جائے گی اور زمین روز روشن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے معمور ہوگی اور حقیقی خدا پرستی ابدی راستبازی امن وصلحکاری دنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کریں گے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دنیا سے اُٹھ جائیں گی اور اہل دنیا ایک ہی طریق ودین میں ہوکر صلح وصلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کریں گے اور قومیں جسمانی وروحانی نعمتوں سے مالا مال ہوکر نہایت امن وچین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کریں گی اور تمام جنگ وجدال فتن وفساد، بغض وعداوت کفر ومعصیت، رنج ومصائب دنیا سے اُٹھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل، بھیڑ اور بھیڑیا اب

«۸»

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

کی طرف سے ہے کیونکہ اس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی چگونگی حالات پر گواہی دینے کے لئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ [۱] کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود یہی زمانہ ہے اور مشہود سے مُراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوح کی صداقت پر گواہی دیں گے اس لئے میں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک وشبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کے لئے بحیثیت ماموریت منصب امامت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اس کے قہر* وغضب کا موجب ہے۔ لہٰذا دنیا کے زیادہ

«۸»

☆(نقل مطابق اصل) [۱] البروج: ۳،۴ * (باوجود اس قدر علم کے پھر بھی مخالفت سے نہیں ڈرا)

ایک ہی گھاٹ سے پانی پئیں گے اِس کا ثبوت قرآن شریف اور کتاب مقدسہ میں موجود ہے۔

اب میں اس بات کو بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ وہ متبرک زمانہ جس کی تعریف کی گئی ہے عمر دنیا میں ساتواں ہزار ہے جو سبت کی طرح خدا کی بادشاہت یعنی صلح وصلاحیت کے لئے مخصوص ومقرر ہے اور یہ بات بھی مجھ پر ثابت ہو چکی ہے کہ یہ صدی چھٹویں ہزار کا اختتام ہے اس لئے اس روحانی قیامت کی تیاری کے لئے جو کچھ انقلاب وقوع میں آنے والا ہے اسی صدی میں پورا کیا جائے گا۔ پس اس کامل اور عظیم الشان روحانی انقلاب کی تیاری کے واسطے خدا تعالیٰ نے دو طرح کا انتظام فرمایا ہے۔ ایک جمالی دوسرا جلالی، جمالی تو یہ ہے کہ اُس نے اپنی سُنت قدیمہ کے مطابق جیسا کہ وہ ہر ایک زمانہ میں دنیا کی ہدایت وصلاحیت کے لئے اپنے بندوں میں سے بعض کو مامور ومبعوث فرماتا رہا ہے۔ اس زمانہ میں بھی اپنے ایک خاص بندہ کو جن کا نام نامی واسم گرامی **حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی** ہے منصب امامت عطا کر کے مامور ومبعوث فرمایا ہے۔ تا کہ دنیا آپ کے زیر سایہ ہدایت واطاعت میں رہ کر اس پاک روحانی تبدیلی کا نور جس کا حصول روحانی قیامت کی تیاری کے لئے ضروری ہے اپنے اندر پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی اس پُر امن وبابرکت بادشاہت میں جس کا ذکر کیا گیا ہے اور جس میں کسی ناپاک اور شریر کا گذر نہیں ہوسکتا داخل وشامل ہونے کے لائق ٹھہرے۔

اور دوسرا انتظام خدا تعالیٰ کا جلالی اور قہری حربہ جس سے مُراد **طاعون** اور **قحط** ہے تا کہ جو لوگ اُس

«۹»

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

اطمینان کے لئے میں اپنے بعض رؤیا اور کشوف کو بھی اختصار کے ساتھ تحریر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ پس واضح رائے ناظرین ہو کہ عرصہ قریباً بارہ سال کا گذرا ہوگا کہ ایک رؤیا صالحہ میں اس عاجز نے دیکھا۔ کہ ایک نور ستون کی صورت پر آیا اور اُس نے مجھے اپنے اندر ڈھانپ لیا اور میری حالت کو بدل ڈالا۔ اور کلمۂ توحید میری زبان پر جاری کر دیا چنانچہ اس کے بعد ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک میں اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ میں دیکھتا رہا اور جب وہ حالت کم ہونے لگی تو ایک رات میں نے رؤیا کی حالت میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور میں اس میں بالکل محو اور وصل ہو گیا اور تمام روز اس کی لذّت اور سرور میرے دل پر موجود رہا اور پھر بعد اس کے آج سے قریباً سات سال پہلے ایک رؤیا صالحہ میں اِس عاجز نے ایک کثیر التعداد جماعت کو ایک مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام کی انتظاری میں کھڑے اور آسمان کی طرف تاکتے ہوئے دیکھا کہ گویا اب ہی حضرت مسیح علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور یہ بھی دیکھا کہ نزول مسیح کے لئے ایک مینار بنانے کے تردّد میں لگ رہے ہیں اور اُس وقت مجھے ایک

«۹»

جمالی نظام سے اصلاح پذیر نہ ہوں اس جلالی حربہ سے ہلاک یا متنبہ کئے جائیں جیسا کہ قدیم سے سُنّۃ اللہ چلی آتی ہے کہ ہر ایک روحانی انقلاب کے لئے پہلے مامور آتے رہے ہیں اور جب قوم اُن کی تکفیر و تکذیب میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو اُن پر عذاب آجاتا رہا جس کی نظیریں قرآن شریف و کتب مقدسہ میں بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ اسی طرح اب بھی وقوع میں آیا کہ جب حضرت اقدس نے تبلیغ اور حجۃ اللہ کو دنیا پر پورا کیا اور اپنے دعویٰ ماموریّت کو ہر ایک پہلو سے جیسا کہ حق تھا ثابت کر دکھایا لیکن دُنیا اُن کی تکفیر و تکذیب سے باز نہ آئی تو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیم کے مطابق اس زمانہ کے لوگوں کے لئے آسمان سے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں کی طرح آپ کے مکذّبین کے لئے بھی ایک بلا نازل فرمائی۔ سو وہ یہی طاعون ہے جو دنیا کو کھا جانیوالی آگ کی طرح بھسم کرتی جاتی ہے۔ دیکھو حدیث نبوی میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں اس کثرت سے طاعون پڑے گی کہ زمین مُردوں سے بھر جائے گی۔ اور انجیل مقدس کتاب مکاشفات باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ نزول مسیح کے زمانہ میں خلقت بُرے اور زبوں پھوڑے کی آفت سے جس سے مراد طاعون ہے ہلاک ہوگی۔ علاوہ اس کے قرآن کریم بڑی شدّ و مد کے ساتھ آخری زمانہ میں قوموں کے ہلاک ہونے کی خبر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا[1] (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۶) اور ایسا ہی سورہ دخان میں فرمایا فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ[2] الخ

﴿۱۰﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

الہامی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جس پر مسیح نازل ہوگا۔ چراغ دین یعنی اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائے گا۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی مجھ پر ظاہر ہوا کہ گویا دنیا میں اس مینار کے بنانے کے لئے کوئی دوسرا شخص میرا ہم نام نہیں ہے اور پھر تقریباً عرصہ تین سال کے بعد رؤیا کی حالت میں تمام دنیا کی قومیں چڑیوں کی صورت پر آپس میں شور و غل کرتی ہوئیں مجھے دکھائی گئیں۔ اور جب میں اُن کا نظارہ کر رہا تھا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام مجھ پر نازل ہوا (اُن کو کہو اس طرف چلی آویں تا کہ ان کو آرام ملے) پھر اس کے بعد میں نے ایک دفعہ ایک رؤیا صالحہ میں دیکھا کہ صلحاء لوگوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا اور اس عاجز کو اس میں شامل کیا گیا اور لوگ مجھے مبارک باد دیتے ہیں اور پھر ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور اِس عاجز کو اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ میں لوگوں کو حضرت اقدس مسیح کی بیعت کے لئے بلند آواز سے پُکاروں اور جو آئے اس کو حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر کروں۔ اب ایک سال کا ذکر ہے کہ میں نے ایک رؤیا صالحہ میں دیکھا کہ مغرب کی طرف سے ایک روشنی آئی جس کا طول ان کوسوں تک اور اُونچان

﴿۱۰﴾

[1] بنی اسرائیل: ۵۹ [2] الدخان: ۱۱، ۱۲

اورفرمایایَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَۃَ الۡکُبۡرٰی اِنَّا مُنۡتَقِمُوۡنَ [1] یعنی انتظاری کرو اُس دن کی کہ لاوے آسمان دھوآں ڈھانک لے گا لوگوں کو۔ یہ ہے عذاب درددینے والا۔ جس دن پکڑیں گے ہم پکڑنا سخت تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں اور اسی طرح سورۃ قیامت میں فرمایا فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ کَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰی رَبِّکَ یَوۡمَئِذِۣ الۡمُسۡتَقَرُّ [2] یعنی چاند اور سورج کو جب ایک ہی مہینے یعنی رمضان میں گہن ہوگا تو اس کے بعد لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈیں گے اور نہ پاویں گے۔ سوائے اس کے کتب مقدسہ میں بھی اس زمانہ کے متعلق بہت سی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ دیکھو یسعیاہ باب۴، ۱۵، ۶۶ اور ۵۰ زبور ۳ آیت۔ دانی ایل ب۱۲، حزقی ایل باب ۳۷ آیات ۱۵ تا ۲۸۔ حبقوق ب ۳۔ صفنیاہ ب ۳۔ میکایہ باب۴۔ متی باب ۱۳ آیت ۴۰۔ باب ۲۴ آیات ۱۵ تا ۳۱۔ مکاشفات باب ۱۵، ۱۶، ۱۷۔ ان کتابوں میں اس زمانہ کا پورا اور کامل فوٹو موجود ہے۔ ﴿۱۱﴾

ہاں اگر یہ سوال ہو کہ ہم کیونکر مانیں کہ یہ عذاب امام وقت کی مخالفت کے باعث ہم پر آ گیا ہے تو اس کا جواب ہم آیات ذیل سے دیتے ہیں جیسا فرمایا وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُہۡلِکَ الۡقُرٰی حَتّٰی یَبۡعَثَ فِیۡۤ اُمِّہَا رَسُوۡلًا [3] یعنی ہم کسی بستی کو بھی ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ ان کے درمیان کوئی رسول

﴿۱۱﴾ بقیہ حاشیہ نمبر ۱

آسمان سے ملا ہوا تھا۔ اور وہ روشنی سیدھی میری طرف آئی اور جس قدر نزدیک آتی تھی کم ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ جب میرے نزدیک پہنچی تو میں نے بجائے روشنی کے صرف واحد شخص کو دیکھا جسکے دونوں ہاتھوں میں نعلین کی صورت پر دو اشیاء پکڑی ہوئی تھیں اور جب اُن کو ہلاتا تھا تو وہ روشنی اُن کے اندر سے نکلتی تھی چنانچہ اُس شخص نے میرے قریب آ کر نہایت جذبہ کے ساتھ پُکارا کہ بیماروں کو حاضر کرو۔ اُس کے کہنے پر میں اُس کے آگے سرنگوں ہو گیا اور اُس نے اُس چیز کے ساتھ جو اُس کے ہاتھ میں تھی میرے سر کو مسح کیا اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے گلے میں قیدیوں کی طرح لوہے کی ایک ہیکل پڑی ہے جس کو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے کھول رہا ہوں۔ چنانچہ اس کے چندروز بعد پھر پہلے کی طرح کشفی حالت مجھ پر طاری ہوئی اور ایک ایسا سرور میرے دل پر طاری ہوا کہ گویا میں بادشاہ ہوں چنانچہ اسی سرور اور تموّج کی حالت میں ایک روز کشفی طور پر میں خدا کے حضور پہنچایا گیا اور اس وقت مسیحی تعلیم یعنی انجیل کی حقیقت مجھ پر کھولی گئی اور مسیحیوں کی غلط فہمی پر آگاہ کیا گیا اور اس کے ساتھ یہ بات بھی

[1] الدخان:۱۷ [2] القیٰمۃ:۸تا۱۳ [3] القصص:۶۰

نہ بھیجیں اور دوسری جگہ فرمایا لِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ[1] یعنی ہر ایک قرن کے لوگوں کا فیصلہ اُسی وقت ہوتا ہے جبکہ ان کے پاس رسول آتا ہے پس جب ایک طرف ایک رسول یعنی حضرت امام الزمان موجود ہیں جو دنیا کو حق اور راستی کی طرف بُلا رہے ہیں اور دوسری طرف ان کی تکذیب بھی بڑے زور وشور کے ساتھ ہو رہی ہے اور تیسری طرف ایک ہولناک عذاب بھی دروازہ پر کھڑا ہے تو کیا سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ وہی مخالفت اور شرارت ہماری جو ایک مامور من اللہ کے حق میں کر رہے ہیں عذاب کے رنگ میں متمثل ہو کر ہمارے سامنے آ گئی ہے یا یوں کہو کہ اس عذاب کا اصل سبب وہی تکفیر و تکذیب ہے۔ جو دُنیا کی ہلاکت کا باعث ہوئی وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ[2] یعنی گھیر لیا اُن کو اُس چیز نے جو تھے وہ ساتھ اس کے ٹھٹھا کرتے۔ ﴿۱۲﴾ ہم نے تو اپنی آنکھوں☆ سے دیکھا اور کانوں سے سُنا کہ مخالف لوگ حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کی اُس پیشین گوئی پر جو اسی طاعون کے بارہ میں آج سے چار سال پہلے شائع کی گئی تھی کہ ملک پنجاب میں طاعون پڑے گا۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ وہ طاعون کہاں ہے۔ علاوہ اس کے جب صدہا نظیریں اس کی قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہیں کہ گذشتہ زمانوں

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ﴿۱۲﴾

ظاہر کی گئی کہ گویا اب مسیح موعود علیہ السلام (یعنی اِس اُمّت کا مسیح) اپنے جلالی نزول میں نازل ہونے پر ہے اور اس عاجز کو اس کے نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اس کی بادشاہت میں شامل ہونے کی خوشخبری دینے کے لئے مامور فرمایا۔ پھر اس کے چند روز بعد ایک رؤیا صالحہ میں مجھے دکھایا گیا کہ آسمان سے نصف چاند کی صورت پر نورانی اجرام تیرتے ہوئے نازل ہو رہے ہیں اور میں اپنے ہاتھوں کو پسار کر حضرت امام الزمان کے لئے ان کو پکڑ رہا ہوں چنانچہ اسی رؤیا کے سلسلہ میں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مقام پر یورپینوں کے لئے بہت سے مکانات تیار ہو رہے ہیں اور ان کے ایک طرف ایک بزرگ یعنی حضرت اقدس تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے گرداگرد ایک پردہ کھڑا ہے جس کے سبب حضرت موصوف باہر کی طرف سے دکھائی نہیں دیتے اور اس پردہ کے اندر سے بڑے زور کے ساتھ اُن لوگوں کو جو تعمیر کے کام میں مصروف ہیں ڈانٹ رہے ہیں کہ جلدی کرو۔ اگر کل تک یہ کام تیار نہ ہوگا تو تمہارا ٹھیکہ فسخ کیا جائے گا۔ اسی اثنا میں اتفاقاً ایک ایسی ہوا چلی جس سے وہ پردہ جس کے اندر حضور تشریف رکھتے تھے گر گیا۔ اور آپ کا

☆ خدا جانے بعد میں ان آنکھوں کو کیا ہو گیا۔

[1] یونس: ۴۸ [2] ھود: ۹

میں ہر ایک مامور من اللہ کے مکذّبوں کا انجام ہلاکت ہی ہوتا رہا اور ہر ایک اُمّت پر جداگانہ رنگ میں عذاب آجاتا رہا تو اس صورت میں ہمیں اس بات کے ماننے میں کہ یہ عذاب اسی مخالفت کا نتیجہ ہے کونسی چیز مانع ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں بلا شک وشبہ یہ خدا تعالیٰ کا وہی جلالی اور قہری حربہ ہے جو ہمیشہ سے اس کے سچے رسولوں کے مخالفوں کی ہلاکت کے لئے موجود ہوجاتا رہا ہے۔

پس جب اس کا سبب معلوم ہوا تو علاج میں کوشش کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے **حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ ماموریت کو مان کر اور ان کی اطاعت کا جُوا اخلاص دل سے اُٹھا کر اور بصدق دل آپ کے زیر سایۂ ہدایات رہ کر ایک پاک اور زندہ روحانی تبدیلی کو جو ہر ایک قسم کے گناہ و بغاوت سے منزّہ ہے حاصل کیا جاوے۔** سو جو شخص یا گھرانہ یا قوم یا اہل شہر ایسا کرلیں گے یقیناً بفضلہٖ تعالیٰ اس بلا سے نجات پائیں گے کیونکہ ابھی قبولیت کا دروازہ کھلا ہے اس لئے جو شخص بصدق دل توبہ کرے گا قبول ہوگی لیکن ایک وقت ایسا بھی آنے والا ہے کہ لوگ توبہ کریں گے مگر قبول نہ ہوگی۔ تو میں خدا کے آگے چلائیں گی پر سُنی نہ جائیگی۔ دُنیا خدا کی طرف رجوع لاوے گی لیکن انجام اس کا مایوسی ہوگی۔ جیسا فرمایا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَ قَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ[۱] الخ (سورۂ دخان) اور وہ وقت ایسا ہوگا کہ یہ بلا روئے زمین پر عام ہوگی کوئی شہر یا بستی اِلّا ماشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گی بلکہ دریاؤں اور

﴿۱۳﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

نورانی وجود آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آنے لگا اور اس عاجز نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت اور روشن ہے گویا کہ حضور انور کے چہرہ سے نور ٹپک رہا ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی دیکھا کہ حضور کی پوشاک سر سے پاؤں تک نہایت سفید اور برّاق ہے تب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور آپ اس قدر مہربانی و محبت کے ساتھ پیش آئے کہ مجھے کامل یقین ہوگیا کہ اب میں حضور کے نظر منظور ہو کر عطائے خدمت سے مشرف کیا گیا ہوں یہاں تک کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری پوشاک بھی حضور کی پوشاک کی طرح سفید اور برّاق ہوگئی۔ اور ایسا ہی ایک بزرگ نے بعد توجہ اس عاجز کے حق میں یہ رؤیا دیکھی تھی کہ ایک تالاب ہے اور اس کے درمیان ایک پختہ عمارت ہے جس کے اندر سے ایک شعلہ روشنی کا نکل رہا ہے اور وہ بزرگ کہتا ہے کہ میں اس تحقیق کے لئے کہ یہ روشنی کس چیز سے ظاہر ہو رہی ہے اس مکان کے دروازہ پر گیا تو اس کے اندر اس خاکسار کو پایا۔ حاصل کلام

﴿۱۳﴾

[۱] الدخان: ۱۳، ۱۴

جنگلوں میں بھی طاعون ہوگا۔ اُس وقت لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈیں گے مگر نہ پاویں گے جیسا فرمایا یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ کَلَّا لَا وَزَرَ [1] کیونکہ یہ غضب الٰہی کی آگ ہے جب تک اپنا کام پورا نہ کرلے اور خدا کے مخالفوں سے انتقام نہ لے لے فرو نہ ہوگی اس لئے میں ہمدردی بنی نوع کی راہ سے جو میرے دل میں موجزن ہے خلق اللہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ قبل اس کے کہ یہ بلا عالمگیر ہوکر جنگلوں اور دریاؤں کو بھی اپنے زہریلے اثر سے ہلاک کرے اور پہلے اس کے جو غضب الٰہی کی یہ آگ دنیا کو بھسم کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہو توبہ کرو اور اپنے بچاؤ کی تدبیر میں مصروف ہو اور وہ یہ ہے۔ اول خدا کو واحد مانو اور تمام شرک و کفر و معصیّت سے توبہ کرو اور اپنے دلوں کو تمام ظاہری و باطنی بُتوں اور ڈھاسنوں کو توڑ کر ایک ہی خدا پر بھروسہ کرو۔ دوم اس کے تمام انبیاء صادقین اور جملہ کتب سماوی پر عموماً اور نبی عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن کریم پر خصوصاً ایمان لاؤ اور اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے زندہ اور کامل دین اسلام کی پیروی میں مشغول ہو۔ سوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریّت کو بصدق دل قبول کرکے آور جناب کے پُر امن و بابرکت سلسلہ میں داخل ہوکر اپنی روحانی زندگی کے اُس کامل نُور کو جو اس بلا اور عذاب الٰہی سے نجات بخش ہے حاصل کرو۔ چہارم۔ ہر ایک شخص اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور توبہ کرکے ہر ایک گناہ اور معصیّت کو جس کا وہ مرتکب ہے ترک کرے اور پنجوقتی نماز اور

﴿۱۴﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

ایسے ہی اور بھی بہت سے رؤیا اور کشوف ہیں جن کا لکھنا موجب طوالت ہے۔ مگر یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رؤیا و کشوف وغیرہ کی وساطت سے اس عاجز پر بخوبی ظاہر و ثابت کر دیا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی ناصروں میں سے ایک ہوں۔ جیسا کہ حضور کو ابتدائے دعویٰ مسیحیت کے وقت ایک رؤیا صالحہ میں دو ناصر دکھائے گئے تھے جسکی تصدیق حدیث نبوی صلعم سے ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح موعود دو فرشتوں یا مردوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر نازل ہوں گے سو میری رؤیا و کشوف جن کا ذکر اختصار کے طور پر پہلے کیا گیا ہے۔ اس بات کو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ ان دو ناصروں میں سے جن کا ذکر نبوی اور حضرت اقدس کی رؤیا مبارکہ میں ہے ایک کا مصداق یہ عاجز ہے اس وجہ سے کہ اول تو مجھے ایک الہامی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جس پر مسیحؑ نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائے گا۔ دوئم کشفی حالت میں خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اس کی بادشاہت میں شامل ہونے کی خوشخبری دینے کے لئے مامور فرمایا۔ سوم خدا تعالیٰ نے

﴿۱۴﴾

[1] القیٰمۃ:۱۱،۱۲

دعا و استغفار میں مشغول رہے اور موت کو ہر دم یاد رکھے۔ اور حقوق اللہ و حقوق عباد کے ادا کرنے میں دل و جان سے مصروف رہے اور حتّی الوسع غریبوں، ضعیفوں و درماندگان پر رحم کرے جہاں تک ہو سکے اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی رضامندی حاصل کرنے اور بنی نوع کی ہمدردی کے لئے وقف کرے۔ پنجم اپنے اخلاص دل سے محسن گورنمنٹ کی اطاعت اور شکرگذاری ادا کرتا رہے اور کسی طرح کی نقیض امن و امور بغاوت وغیرہ کا اپنے دل میں خیال تک نہ آنے دے۔ ششم ہر ایک شہر و بستی کے لوگ روزہ رکھیں اور جماعتوں کی جماعتیں جنگلوں اور میدانوں میں نکل کر نہایت عجز اور تضرّع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں اس بلا کے دفعیہ کیلئے دعا کریں۔ اور اس کے تمام انبیاء و صلحاء کو عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کو خصوصاً اس کی جناب میں شفیع لاویں۔ ہفتم ہر ایک قوم ہر ایک گروہ اپنے سچے دل سے توبہ کر کے خدا اور اس کے کامل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و امام الوقت پر ایمان لاکر اپنی مخلصانہ درخواستوں کے ذریعہ سے حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام سے اس آفت کے دفعیہ کے لئے دعا کراویں۔ سو اگر دنیا میری اس عرضداشت کے مطابق عمل کرے گی تو مَیں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ یہ عذاب اُس خاص شخص یا گھر یا قوم یا شہر یا ملک کے اُس خاص حصے سے جس میں پاک تبدیلی کا نمونہ قائم کیا جاوے بفضلہٖ تعالیٰ رفع ہوگا کیونکہ اس کا **اصل سبب گناہ اور امام الوقت کی مخالفت** ہے۔ اِس لئے جب تک اصل سبب دور نہ ہو اور غضبِ الٰہی کی یہ آگ جو مخالفت اور گناہ کے باعث مشتعل ہو رہی ہے فرو نہ ہو۔ یہ عذاب دنیا سے موقوف نہ ہوگا۔ مگر میں ڈرتا ہوں کہ دُنیا میری اس عرضداشت کو ایک سرسری نگاہ سے نظرانداز کر کے اُس وقت کی انتظاری کرے جبکہ دامنِ اجابت ہاتھ سے چھوٹ جائے اور توبہ کا ﴿۱۵﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ﴿۱۵﴾

اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعون سے نجات کی طرف بلانے کے لئے حکم دیا۔ چہارم آسمان سے نورانی اجرام نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے حضرت امام الزمان کی تائید میں اس عاجز کے ہاتھ پر نازل فرمائے۔ پنجم حضور کی طرف سے آپ کی خدمت اور مختار کاری کا منصب عطا ہوا۔ ششم حضور کی بیعت کے لئے قوموں کو دعوت کرنے کی خدمت عطا فرمائی گئی۔

اب ان بیّن دلائل کے بعد شک کرنے کا کون سا محل ہے کہ مَیں حضور کے ناصروں میں سے

دروازہ بند ہو جاوے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہا کو پہنچتی ہے اور قطعی فیصلہ کا وقت آ جاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کے لئے جو کافروں اور منکروں سے تھا دعا کی اور قبول نہ ہوئی (دیکھو سورہ ہود رکوع ۴) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جاوے تو البتہ قبول ہوتا ہے وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ[1] یعنی جب خفیف سے آثار عذاب کے ظاہر ہوں تو اُس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الٰہی کا دُنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہا اور غایت نہایت ہی سخت ہے لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ اُس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ و ترک معصیّت دعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک و پاک تبدیلی پیدا کریں تا کہ اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ[2] اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کُل مومنوں کو اس بلا سے بچاوے اور راہِ راست کی طرف رہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیّت حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ ﴿۱۶﴾

اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اس غضب الٰہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے ہمارے پاس دو سامان ہیں ایک ایمان دوسرا التقویٰ۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنے کامل یقین سے جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے اپنے ہادی و مولا حضرت

بقیہ حاشیہ نمبر ۱ ﴿۱۶﴾

جن کا ذکر حدیث شریف اور رؤیا صالحہ میں ہے ایک کا مصداق نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقولی پیرایہ میں حضرت موصوف کا ناصر قرار دے سکوں۔ کیونکہ یہ عاجز ان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سروسامان اور تہیدست ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسلیوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں

---

[1] السّجدة:۲۲ [2] یونس:۱۰۴

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور ان کے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں اگر ہم بچیں گے تو حضور ہی کے مخلصانہ اتباع کے سبب۔ اور اگر مریں گے تو ان کی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ ہماری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف☆ ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اس بات سے ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات وسکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی ومولا کی ہدایات اور ان کی امن بخش اطاعات سے باہر نہ رہ جائیں تا کہ اچانک عذاب الٰہی کا شکار نہ بنیں **کیونکہ اس عذاب سے بچنے کے لئے امن وپناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اس کے اندر رہے گا یقیناً بچ جائے گا** کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دُنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھا رہا ہے صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب سے ہے اِس لئے یہ بات سُنت اللہ کے خلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صدہا نظیروں سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار عذاب الٰہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں۔ اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی ہے۔ جیسا فرمایا۔ كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔[1] مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوحؑ کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قرابت یا تعلق کی وجہ سے بچ نہیں سکتا اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا ہر وقت استغفار اور دعا میں مشغول رہے تا کہ جو باریک باریک امروں میں نادانی کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہے اُس کا کفّارہ ہوتا رہے اور خدا تعالیٰ اس کے انتقام کے لئے اپنے مؤاخذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہاں تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

﴿۱۷﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا اس لئے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ **میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی نزول کا رسول ہوں** اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جمالی نزول تھا۔ اور اب سے جلالی شروع ہوگا۔ یعنی پہلے لوگوں کو جمالی پیرایہ میں نرمی سے سمجھایا جاتا تھا۔ مگر اب خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور قہری حربہ کے ساتھ متنبہ کرے گا اور اسی امر کی منادی کے لئے میں مامور ہوں۔ منہ ۱۲

﴿۱۷﴾

☆ (یہ بات اس کی بالکل سچ ثابت ہوگئی)

[1] یونس:۱۰۴

امام الزمان علیہ السلام کی خلاف ورزی سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ عذاب مخالفین کے لئے ہلاکت اور ہمارے لئے تنبیہ اور عبرت ہے۔ سو ہر ایک بھائی کو چاہئے کہ دوسروں کے نظارہ سے اپنے لئے عبرت حاصل کرے (فاعتبروا یا اولی الابصار) اور اس عذاب سے بچنے کی کوشش میں لگا رہے۔ کیونکہ یہ بات مجھ پر کھولی گئی ہے کہ **ہماری جماعت میں کا کوئی مخلص بھائی اس بیماری سے ہلاک نہ ہوگا مگر وہی جو منافقانہ زندگی بسر کرتا ہے۔** اس لئے ہماری جماعت میں سے جو شخص اس بلا کے مؤاخذہ میں آجائے تو جان لینا چاہئے[1] کہ اس کی ایمانی اور عملی حالت اچھی نہ تھی جس کی سزا اُس کو دی گئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے مخلص مومنوں کو مخالفین کے عذاب میں شامل نہیں کرتا۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ[2] اس لئے ہر ایک مومن کو ڈرنا چاہئے کہ کسی قسم کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی کے اس بلا میں مبتلا ہو کر فاسقوں میں شامل ہونا نہ پڑے۔ ﴿۱۸﴾

علاوہ اس کے مَیں اپنے عالی ہمت بھائیوں کی خدمت میں اس قدر زیادہ عرض پرداز ہوں کہ جن احباب کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اپنے ہادی و مولا امام برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و بنی نوع انسان کی ہمدردی کا حق ادا کرنے کے لئے دل و جان سے اس کی اشاعت میں سعی فرماویں۔ اور اگر ہو سکے تو اپنے اپنے شہر کی جماعت کے چندہ سے اس کو مکرر طبع کرا کر دیہات و قصبہ جات میں بھی ارسال کریں۔ کیونکہ ضدّی اور متعصّب لوگوں کو چھوڑ کر باقی سادہ لوح خلقت محض بے علمی و غفلت کی حالت میں اس عذاب الٰہی کا شکار ہو رہی ہے اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اس وقت بندگانِ خدا کو راہِ راست کی طرف تحریک کرنے اور اس مہلک عذاب سے بچانے کے لئے کوشش کرے تا کہ اس **مقدس جماعت** کا وجود دنیا کی بہبودی اور صلاحیّت کے لئے مفید ثابت ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اجرِ عظیم پانے کے مستحق ٹھہریں و باللّٰہ التوفیق۔

زیادہ والسلام

المشتہر

خاکسار چراغ الدین احمدی از جموں

۹؍فروری ۱۹۰۲ء

[1] (شھدوا علٰی انفسھم انھم کانوا کافرین)۔الانعام:۱۳۱ [2] السجدۃ:۱۹

(۱۹)

(عکس خط مولوی عبدالرحمٰن محی الدین لکھوکے والے متعلق نشان نمبر ۱۶۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدا مصلیا

اما بعد از عبدالحق محی الدین بجمیع اہل اسلام

عرض یہہ ھی کہ اس عاجز نے دعا کی کہ یا خبیر

اخبرنی مرزا کا کیا حال ھے خواب میں یہہ

الہام ہوا ان فرعون و ہامان و جنودھما کانوا

خطئین و ان شانئک ھو الابتر مرزا کی

طرف سے جواب آیا یہہ الہام محتمل المعانی ھیں انمیں میرا

نام نہیں اور بڑی زور دعوی کیا کہ میری نام سے

الہام نہ بخشا جائیگا پردو الہام تذکو یرکم صبح کو پھر سے ہوئی

جب مرزا کا جواب آگیا تب بعد ازاں ۲۳ ماہ صفر کو یہ الہام

خواب میں ہوا مرزا صاحب فرعون الحمد للہ علی ذلک

(بین السطور حاشیہ:) ہم کو ارشاد ہوا کہ ان خطوط کی بنا پر مولوی محی الدین اور مرزا صاحب کے خطوط ... ۲۶ ... ۱۹۰۰ء

(۲۰)

اور جس وقت مجھکو پہلے الہام ہوا تھا خواب میں
بیدار ہونے سے یہہ تعبیر دل میں آئی کہ
فرعون مرزا صاحب اور ہامان نور دین۔
مجھی اہل اسلام کے خیر خواہی کیلئے
اطلاع دینی ضرور تھی کہ جس تو ہی
حق کمن دی آتی پھک بہرلوا! پنجیں بہولوا!
ایہ اہل نفاق بلائیں برمایں لوکاں دیکھ
العبد عبد الرحمن محی الدین لکھوکے
بقلم بتاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

﴿۱﴾

تتمہ حقیقت الوحی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایسی ضروری باتیں معلوم ہوئیں جن کا اِس کتاب کے ساتھ شامل کرنا کتاب کی تکمیل کے لئے واجبات سے ہے سو ذیل میں وہ امور بیان کئے جاتے ہیں:۔

(۱) چراغ دین جموں والے کا مباہلہ جو اس کتاب میں درج ہو چکا ہے اگرچہ وہ ایسا نشان ہے کہ جو شخص عقل اور انصاف اور ایمان کا پابند ہو اور خدا ترسی کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑے وہ صرف اسی ایک نشان پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے اور حق پر ہوں لیکن ایک بدظن کے دل میں یہ شبہ گذر سکتا تھا کہ چونکہ چراغ دین طاعون سے مر چکا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ یہ مباہلہ اُس کی طرف سے نہ ہو بلکہ اُس کی موت کے بعد اپنی طرف سے عبارت مباہلہ بنا کر لکھی گئی ہو اس لئے مَیں نے اس کتاب کا شائع کرنا اس وقت تک ملتوی کر دیا جب تک کہ چراغ دین کے وارث یا دوست اس کی اس کتاب کو چھاپ دیں جس میں یہ مباہلہ کی عبارت درج ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُن لوگوں کے دل میں پڑ گیا کہ وہ کتاب جس میں مضمون مباہلہ ہے چھاپ دی جائے اور پھر چند ہفتوں میں اُنہوں نے اس کتاب کو چھاپ دیا اور اس کتاب کا نام اعجاز محمدی رکھا۔ اور کمال شکر کی بات ہے کہ باوجود سخت مخالفت کے وہ مضمون مباہلہ کو کتاب اعجاز محمدی سے علیحدہ نہ کر سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چراغ دین نے اپنی زندگی میں اس ارادہ کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دیا تھا کہ میں مباہلہ کے طور پر مضمون لکھوں گا تا وہ شخص جو

﴿۲﴾

جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے۔ اور نہایت درجہ کی شوخی اور تکبر سے میرا نام اُس نے **دجّال** رکھا تھا اور اپنی کتاب منارۃ المسیح میں یہ لکھا تھا کہ دجّال معہود آنے والا یہی شخص ہے۔ اور نیز لکھا تھا کہ خواب میں حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے کہ تا اِس دجال کو اِس عصا سے قتل کروں اور پھر جب اپنی کتاب اعجاز محمدی میں جس کی تالیف کے ساتھ ہی وہ طاعون میں گرفتار ہو گیا اُس نے مباہلہ کی عبارت لکھی تو گو وہ اپنی کتاب کو اپنی زندگی میں شائع نہ کرسکا لیکن مباہلہ کا ارادہ شائع کر چکا تھا۔ اور مضمون مباہلہ کئی لوگوں کو دکھلا چکا تھا اور نیز لکھنے کے لئے کاتب کو وہ مضمون دے چکا تھا اس لئے اُس کے دوستوں کو باوجود سخت مخالفت کے یہ جُرأت نہ ہوسکی کہ وہ مضمون مباہلہ کتاب میں سے نکال دیں۔ اور دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اُس نے اُن لوگوں کو اس طرف متوجہ ہونے سے روک دیا کہ وہ یہ سوچتے کہ مباہلہ کا مضمون شائع ہونے سے چراغ دین کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا کیونکہ چراغ دین نے جب مباہلہ کا مضمون کاتب کو لکھنے کے لئے دیا تو اُسی روز اُس کے دولڑکے جو دو ہی تھے طاعون میں گرفتار ہو کر مر گئے اور پھر ابھی وہ مضمون پتھر پر نہیں جمایا گیا تھا کہ چراغ دین نے طاعون کا شکار ہو کر اس جھگڑے کا اپنی موت سے خود ہی فیصلہ کر دیا جو مجھ میں اور اُس میں تھا۔ غرض مباہلہ کا مضمون ایک مشہور واقعہ ہو چکا تھا پس یہی وجہ تھی کہ وہ مضمون بہرحال اُس کے دوستوں نے کتاب اعجاز محمدی میں چھاپ دیا۔ اور جبکہ وہ مضمون چھاپا گیا تو ہم نے بھی بہت سے نُسخے اس کتاب کے خرید لئے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جس مضمون مباہلہ کو ہم نے اپنی کتاب **حقیقۃ الوحی** میں شائع کیا ہے وہ اسی چراغ دین کا مضمون ہے۔

اگرچہ اس قدر پبلک کی تسلّی کے لئے کافی ثبوت تھا مگر پھر بھی مجھے خیال آیا کہ اگر اصل مضمون مباہلہ کا جو چراغ دین نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا مل جائے اور اُس کا فوٹو لیا جائے تو یہ ثبوت نور علیٰ نور ہو جائے گا اور اس مطلب کے لئے بہت سی سعی کی گئی۔ آخر وہ مضمون اعجاز محمدی کے کاتب سے بعد شائع ہونے اس کتاب کے مل گیا بلکہ تمام مسوّدہ اُس کتاب کا مل گیا۔ تب میں نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح اس مضمون کا فوٹو لیا جائے چنانچہ اخویم **مولوی محمد علی صاحب** ایم۔اے کی

﴿۳﴾

معرفت کلکتہ اور بمبئی اور مدراس میں اُن کارخانوں کی طرف چٹھیات لکھی گئیں جہاں تحریروں کے فوٹو لئے جاتے ہیں اگرچہ اس قدر گراں نرخ بیان کیا گیا کہ پچاس روپے فی صفحہ فوٹو لینے کے لئے مطالبہ ہوا تاہم ہم نے سب کچھ منظور کیا۔ یہی باعث تھا کہ کتاب حقیقت الوحی کے شائع ہونے میں بہت تاخیر ہوگئی۔ بالآخر خداتعالیٰ کے فضل سے اس تحریر کا عکس لینے میں ہم کامیاب ہوئے چنانچہ وہ عکس اس تتمہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور اصل تحریر چراغ دین کی جو مباہلہ کی عبارت ہے بلکہ تمام کتاب اُس کی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جو شخص چراغ دین کی تحریر کو شناخت کرتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ اس مضمون کو جو چراغ دین کا دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے دیکھے۔ بلکہ وہ صرف اس کا عکس دیکھ کر مطمئن ہو جائے گا۔

(۲) دوسرا امر جو اس تتمہ میں لکھنے کے لائق ہے وہ چند پیشگوئیاں ہیں جو کتاب حقیقت الوحی کے تمام کرنے کے بعد پوری ہوئیں۔ اور ایک ان میں سے وہ پیشگوئی بھی ہے کہ جو گذشتہ زمانہ کا ایک نشان ہے اور نشانوں کے تحریر کے وقت اُس کا لکھنا یاد نہیں رہا تھا اس لئے اب تتمہ میں لکھا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑا نشان ہے اور اکثر اشد دشمن اور مخالف اس راقم کے اس کے گواہ ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس نشان کو بھی ان نشانوں کے ساتھ اس تتمہ میں لکھ دوں اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل۔ منجملہ ان نشانوں کے یہ نشان ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کی نسبت میرے پر خداتعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ اُن کی بیوی عنقریب فوت ہو جائے گی اور موت کی خبر دے کر یہ بھی فرمایا کہ دردناک دُکھ اور دردناک واقعہ میں نے اس خبر سے سب سے پہلے اپنے گھر کے لوگوں کو مطلع کیا اور پھر دوسروں کو اور پھر اخبار بدر اور الحکم میں یہ پیشگوئی شائع کرا دی اور یہ اُس زمانہ میں خداتعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جبکہ نواب صاحب موصوف کی بیوی بہر طرح تندرست اور صحیح وسالم تھی۔ پھر تخمیناً چھ ماہ کے بعد نواب محمد علی خانصاحب کی بیوی کو سل کی مرض ہوگئی اور جہاں تک ممکن تھا اُن کا علاج کیا گیا۔ آخر رمضان ۱۳۲۴ھ

﴿۴﴾

میں وہ مرحومہ اُسی مرض سے اس ناپائیدار دنیا سے گذر گئیں۔ اس پیشگوئی سے نواب صاحب کو بھی قبل از وقت خبر دی گئی تھی اور ہمارے فاضل دوست حکیم مولوی نور دین صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب اور اکثر معزز اس جماعت کے اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَلَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰى مِنۡ رَّسُوۡلٍ[1] یعنی خدا تعالیٰ صاف صاف اور کھلا کھلا غیب بجز اپنے رسولوں کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ دعوے کے ساتھ کسی پیشگوئی کو بتمام تر تصریح شائع کرنا اور پھر اُس کا اُسی طرح بکمال صفائی پورا ہونا اس سے زیادہ روشن نشان کی اور کیا علامت ہوسکتی ہے۔

(۲) منجملہ اُن نشانوں کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجھ کو ۳۰؍ جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد اس کے اور کئی تاریخوں میں وحی الٰہی کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے ایک دم میں دُنیا سے رخصت ہو جائے گا اور پیٹ پھٹ جائے گا اور شعبان کے مہینہ میں وہ فوت ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ میں میاں صاحب نور مہاجر جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی جماعت میں سے تھا یک دفعہ ایک دم میں پیٹ پھٹنے کے ساتھ مرگیا اور معلوم ہوا کہ اُس کے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس نہیں کرتا تھا اور جوان مضبوط وتوانا تھا یک دفعہ پیٹ میں درد ہوا اور آخری کلمہ اُس کا یہ تھا کہ اُس نے تین مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا بعد اس کے مرگیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں تھا شعبان کے مہینہ میں ایک دَم میں اُس کی جان رخصت ہوگئی۔ یہ پیشگوئی قبل از ظہور اخبار بدر اور الحکم میں شائع کرادی گئی تھی۔

(۳) منجملہ اُن نشانوں کے سعد اللہ لودھیانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لدھیانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا اور اپنی نظم اور نثر میں اس قدر اُس نے مجھ کو گالیاں دیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے تمام بدگو دشمنوں میں سے اوّل درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا۔ تب میں نے اُس کی موت کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ میری زندگی میں ہی نامراد رہ کر ہلاک ہو☆۔ اور ذلت کی موت سے مرے۔ اس دعا

☆ جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا اس شخص یعنی سعد اللہ نے میری موت کی پیشگوئی کی تھی اور شائع کیا تھا کہ میں اس کی زندگی میں ہی ذلّت کے ساتھ مروں گا اور میں نے شائع کیا تھا کہ وہ میری زندگی میں مرے گا آخر کار میرے خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی مرگیا اور ذلّت اور حسرت کو ساتھ لے گیا۔ منہ

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

﴿۵﴾

کا باعث صرف اُس کی گالیاں نہیں تھیں بلکہ بڑا باعث یہ تھا کہ وہ میری موت کا خواہاں تھا اور اپنی نظم و نثر میں میرے لئے بد دعائیں کرتا تھا۔ اور اپنی سفاہت اور جہالت سے میری تباہی اور ہلاکت کو بدل چاہتا تھا اور لعنة اللّٰہ علی الکاذبین میرے حق میں اُس کا ورد تھا۔ اور تمنا کرتا تھا کہ میں اس کی زندگی میں تباہ ہو جاؤں اور ہلاک ہو جاؤں اور یہ سلسلہ زوال پذیر ہو جائے اور اس وجہ سے جھوٹا ٹھہروں اور مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنوں۔ اور اگرچہ یہ تمنا ہر ایک دشمن میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری موت دیکھیں اور اُن کی زندگی میں میری موت ہو لیکن یہ شخص سب سے بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کے لئے جب بد قسمت مخالف قصد کرتے تھے تو وہ اس منصوبہ سے پورا حصہ لیتا تھا اور میں باور نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اُس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اُس کی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہوں گے اس کو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کے لئے اور نیز میری ذلت اور نامرادی دیکھنے کے لئے کس قدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اُس کا دل گندہ ہو گیا تھا پس ان تمام امور کے باعث میں نے اس کے بارے میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اس کو نامرادی اور ذلّت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔

چنانچہ اخبار اہل حدیث کے اڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار کے صفحہ ۴ میں سعد اللہ کی موت پر حسرت کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ اس کے لڑکے کی نسبت حاجی عبد الرحیم کی دختر سے ہو چکی تھی اور عنقریب شادی ہونیوالی تھی کہ سعد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اور سعد اللہ کو یہ بھی نصیب نہ ہوا کہ اپنے لڑکے کی شادی دیکھ لیتا جبکہ اُس کا ایک ہی لڑکا تھا اور شادی کا تمام سامان اُس نے اکٹھا کر لیا تھا اور چند روز میں ہی اس منحوس کام کو انجام دینے کو طیار تھا کہ فرشتہ ملک الموت نے آ پکڑا۔ اور یہ قول مولوی ثناء اللہ صاحب کا قرین قیاس ہے کیونکہ ہماری جماعت کے بعض صاحبوں نے بار بار اس کو یہ کہہ کر ملزم کیا تھا کہ تیری نسبت قریباً تیرہ[۱۳] سال سے مسیح موعود کو یہ الہام ہو چکا ہے کہ

﴿۶﴾

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تیرے بدگو دشمن سعداللہ کی قطع نسل کی جائے گی۔ پھر تُو اپنے لڑکے کی کیوں کسی جگہ شادی نہیں کرتا تا نسل جاری ہو۔ پس قریب قیاس ہے کہ ان بار بار کی ملامتوں کو سن کر سعداللہ نے کسی جگہ اپنے لڑکے کی نسبت کر دی ہو۔ مگر شادی کی ابھی طیاری ہو رہی تھی کہ سعداللہ کی دوسرے جہان کی طرف طیاری ہوگئی۔ پس سعداللہ کا شادی کا نام لیتے ہی مرجانا یہ بھی ایک نامرادی ہے۔ پس اس میں کیا شک ہوسکتا ہے کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق نامراد مرا۔ اور بلاشبہ یہ ایک ذلّت کی موت ہے کہ وہ پیشگوئی کے اس مفہوم کو اپنی کوشش سے دور نہ کرسکا کہ آئندہ اس کی نسل نہیں چلے گی اور نہ اس پیشگوئی کو اپنی طاقت سے رفع کرسکا کہ میری زندگی میں ہی اس کی موت ہوگی اور میری ہر ایک ترقی کو دیکھ کر مرے گا۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے اخبار ۸؍فروری ۱۹۰۷ء میں ابتر کی پیشگوئی کو ردّ کرنے کے لئے یہ عذر پیش کرنا کہ سعداللہ ایک لڑکا چھوڑ گیا ہے پھر کیونکر اس کو ابتر کہہ سکتے ہیں۔ یہ اس کا ایسا بیان ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اُس نے خود دھوکہ کھایا یا عمداً لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا ہے وہ سعداللہ کی موجودہ حالت کی نسبت بیان نہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ پیشگوئی کے وقت میں سعداللہ کا لڑکا بعمر پندرہ سال یا چودہ سال موجود تھا اور باوجود لڑکے کے موجود ہونے کے خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی میں اس کا نام ابتر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ یعنی خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرا بدگو ہی ابتر ہوگا نہ کہ تُو۔ چونکہ سعداللہ اپنی تحریروں میں بار بار میری نسبت یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے جلد تباہ ہو جائے گا اور کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہے گا۔ پس خدا تعالیٰ نے اس کے ان الفاظ کے مقابل پر جو محض شوخی اور شرارت سے بھرے ہوئے تھے یہ فرمایا کہ آخر کار وہ خود تباہ ہو جائے گا اس کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ پس پیشگوئی کے معنی پیشگوئی کو مدّ نظر رکھ کر کرنے چاہئیں پیشگوئی نے موجودہ لڑکے کو کالعدم قرار دے کر قطع نسل کا وعدہ دیا ہے اور یہ اشارہ کیا ہے کہ اس لڑکے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ پس اس جگہ قاموس وغیرہ کا ابتر کے معنی کے بارے میں حوالہ دینا صرف

﴿۷﴾

بیہودہ گوئی اور حماقت ہے۔ اس مقدمہ کی یہ صورت تو نہیں ہے کہ پیشگوئی کے بعد لڑکا پیدا ہوگیا بلکہ وہ لڑکا جواب موجود ہے پیشگوئی کے وقت میں پندرہ[۱۵] یا چودہ[۱۴] برس کا تھا اور اب تیس[۳۰] یا انتیس[۲۹] برس کا ہوگا۔ پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اس کے بعد نسل کا خاتمہ ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے تفہیم ہوئی تھی۔ ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اس کے مخالف کہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے اِس پیشگوئی کے یہی معنی کھولے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اس کے بعد سعد اللہ کی نسل نہیں چلے گی اور اسی پر سعد اللہ کی نسل کا خاتمہ ہو جائے گا تو پھر کس قدر ہٹ دھرمی ہے کہ یہ کہنا کہ سعد اللہ اپنی موت کے بعد لڑکا چھوڑ گیا۔

اے نادان! یہ لڑکا تو پیشگوئی کے وقت موجود تھا اور محاورات عرب کو بالاستقصاء دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اَبتر کے لفظ میں یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص صاحب اولاد اس حالت میں مرے کہ جب اس کی زندگی میں اس کی اولاد فوت ہو جائے بلکہ نسل کی جڑھ کٹ جانا شرط ہے جیسا کہ بتـر کے معنی لغت عرب میں یہ لکھے ہیں کہ البتر : **استیصال الشّیءِ قطعًا** یعنی بتر کہتے ہیں کسی چیز کو جڑھ سے کاٹ دینے کو۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آئندہ نسل کے لئے تھی۔ یعنی یہ کہ موجودہ لڑکے سے آئندہ نسل نہیں چلے گی جیسا کہ ہم آئندہ تصریح سے بیان کریں گے۔ پس جس شخص کی فطرت میں ایک ذرّہ عقل اور حیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ فلاں شخص منقطع النسل ہو جائے گا۔ اس پیشگوئی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی زندگی میں ہی وہ تمام نسل مر جائے کیونکہ اگر یہی شرط ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسی قطع نسل کا کیا نام رکھنا چاہیئے کہ ایک انسان ایک یا دو ولد چھوڑ کر مر جائے اور بعد اس کے کسی وقت وہ لڑکے بھی مر جائیں اور کچھ نسل باقی نہ رہے کیا عرب کے محاورات میں بجز ابتـر کے لفظ کے ایسی صورت میں کوئی اور لفظ بھی موجود ہے اور کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ ایسا شخص منقطع النسل نہیں اور لفظ **استیصال الشّیءِ قطعًا** اُس پر لازم نہیں آتا۔ پس ظاہر ہے کہ ایسا خیال حماقت اور دیوانگی ہے۔ اور زبان عرب میں اس قسم کے قطع نسل کے لئے

﴿۸﴾

بجز لفظ ابتر کے اور کوئی لفظ مقرر نہیں۔ اہل عرب اُس شخص کو بہرحال ابتر ہی کہتے ہیں جس کی اولاد اُس کی زندگی میں یا بعد اس کے اپنی موت کی وجہ سے اس کو لاولد کے نام سے موسوم کرے بلکہ ہر ایک ملک میں ایسے شخص کا نام بہرحال ابتر ہی ہے جس کی نسل باقی نہ رہے اور منقطع النسل کر کے پکارا جائے اور ائمہ لغت عرب میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابتر ہونے کے لئے لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ ایک شخص کے اولاد ہو کر اس کی زندگی میں ہی مر جائے۔ اور اگر کسی کی اولاد اس کی زندگی میں فوت نہ ہو مگر اُس کے مرنے کے بعد فوت ہو کر قطع نسل کر دے تو کیا عرب کی زبان میں ایسے شخص کو کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اِس لفظ کے اصل مادہ میں بہت وسعت ہے کیونکہ عربی میں بتر صرف جڑھ کاٹ دینے کو کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ عرب کی زبان میں ابتر کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے **لسان العرب** میں لکھا ہے:

البتر استیصال الشیء قطعًا. البتر قطع الذنب و نحوهٗ. الابتر المقطوع الذنب. والابتر من الحیات الذی یقال له الشیطان. لا تبصره حامل اِلّا اسقطت. وفی الحدیث کل امرٍ ذی بالٍ لا یبدء فیه بحمد اللّٰه فھو ابتر. و الابتر الذی لا عقب له وبه فسّر قوله تعالٰی اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ[1] نزلت فی العاص ابن وائل وکان دخل علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم وهو جالس فقال هٰذا الابتر ای هٰذا الذی لا عقب له فقال اللّٰه جلّ ثنائهٗ ان شانئک یا محمد هو الا بتر ای المنقطع العقب و جائز ان یکون هو المنقطع عنه کل خیرٍ.

وفی حدیث ابن عباس قال لمّا قدم ابن اشرف مکة. قالت له قریش انت خیر اهل المدینة وسیّدهم قال نعم قالوا الا تریٰ هذا الصُّنَیر الابیتر عن قومه یزعم انه خیر منّا ونحن اهل الحجیج و اهل السدانة و اهل السقایة قال انتم خیر منه. فانزلت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ .

والا بترالمُعدِم. والابتر الخاسِرُ و ا لا بتر هوالذی لا عروة له من المراد والدِّلاءِ .

[1] الکوثر :۴

﴿۹﴾

ترجمہ: بتــــر کہتے ہیں ایک چیز کا جڑھ سے کاٹ دینا۔ دوسرے معنی بتر کے یہ ہیں کہ دُم وغیرہ کو کاٹ دینا۔ (۱) ابتر اُس کو کہتے ہیں جس کی دُم کاٹی گئی ہو۔ (۲) سانپوں کی اقسام میں سے ایک قسم کے سانپوں کا نام ابتر ہے اِس قسم کے سانپ کو شیطان کہتے ہیں اگر حاملہ عورت اُس کو دیکھے تو اُس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے (۳) اور حدیث میں ہے کہ ہر ایک امر شاندار جس کو حمد الٰہی سے شروع نہ کیا جاوے وہ ابتر ہے۔ (۴) اور ابتر اُس کو بھی کہتے ہیں کہ جو عقب نہ رکھتا ہو یعنی اُس کا کوئی بیٹا نہ ہو یا بیٹے کا بیٹا نہ ہو۔ **لسان العرب** میں لکھا گیا ہے کہ عقب ولد کو بھی کہتے ہیں اور ولد الولد کو بھی کہتے ہیں۔ پس ان معنوں کی رو سے جس کا بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے اور جس کے بیٹے کے آگے بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے مگر جس کے کئی بیٹوں میں سے کسی بیٹے کی نسل چل جائے اُس کو ابتر نہیں کہہ سکتے۔ پس جو شخص مر جائے اور ایسا کوئی بچہ نہ چھوڑے اُس کا نام بھی ابتر ہے اور اس کے موافق خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کی گئی ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ[1] یہ آیت عاص بن وائل کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پس عاص بن وائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ابتر ہے یعنی اس کا کوئی لڑکا نہیں ہے اور نہ لڑکے کا لڑکا۔ تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے محمد جو تیرا بدگو ہے وہی ابتر ہے یعنی مقدّر یوں ہے کہ جس اولاد پر وہ ناز کرتا ہے آخر اُس کی اولاد فنا ہو جائے گی۔ گو اُس کی زندگی میں یا بعد اُس کے۔ اور سلسلہ نسل ختم ہو جائے گا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ عاص بن وائل اولاد رکھتا تھا کیونکہ اگر وہ ابتر یعنی بے اولاد ہوتا تو یہ غیر معقول بات تھی کہ باوجود آپ ابتر ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا۔ پس خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی تھی کہ انجام کار اس کی نسل قطع ہو جائے گی۔ گو اُس کی زندگی میں ہو یا بعد اُس کے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد چھوڑ کر مر گیا تھا لیکن بعد اُس کے اُس کی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اگر اولاد اُس کے روبرو مرتی تو ضرور اُس کا ذکر کیا جاتا۔ اور باقی ترجمہ یہ ہے کہ اس جگہ ابتر کے یہ معنی بھی جائز ہیں کہ ابتر اُس کو کہتے ہیں کہ ہر ایک خیر سے محروم اور بے نصیب ہو

[1] الکوثر:۴

﴿۱۰﴾ اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ جب ابن اشرف مکہ میں آیا تو اُس کو قریش نے کہا کہ تو سب مدینہ والوں سے بہتر اور اُن کا سردار ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں تب قریش نے کہا کہ کیا تو اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) یہ ایک کمزور اور ضعیف اور گمنام شخص ہے نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ کوئی بھائی اور نہ کوئی دوستوں کی جماعت اس کے ساتھ ہے بلکہ ایک فرد واحد اکیلی جان ہے اور قوم میں سے کاٹا ہوا ہے یعنی قوم نے بباعث مخالفت مذہب اپنی جماعت میں سے اس کو خارج کر دیا ہے اور فتویٰ دے دیا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ میل ملاپ نہ کرے اور نہ کوئی اس کی ہمدردی کرے اور باوجود اس بات کے کہ یہ شخص کچھ بھی عزت نہیں رکھتا اور اس کو کوئی جانتا نہیں کہ کون ہے پھر یہ گمان کرتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے۔ لیکن ہم ایک معزز جماعت ہیں تمام حج کرنیوالے ہم میں سے ہیں اور ہم اُن کے سردار ہیں اور خانہ کعبہ کے متولّی اور خادم بھی ہم ہی ہیں اور حاجیوں کو پانی پلانے کا شرف بھی ہمیں ہی حاصل ہے مگر یہ شخص تو کسی شمار میں نہیں۔ جب یہ تمام باتیں ابن الاشرف نے سنیں تو اُس بدبخت نے جواب دیا کہ درحقیقت تم اس شخص سے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے بہتر ہو۔ تب خدا تعالیٰ نے اُس کے حق میں اور قریش کی اُس تمام جماعت کے حق میں جو ابتر کہتی تھی فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ[1] یعنی ابن الاشرف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اور قریش کے کفّار نے بھی ابتر کہا یہ خود ابتر ہیں یعنی ان کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور ہر ایک خیر و برکت سے محروم مریں گے۔ اس بات کو تو آج تک کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ وہ تمام قریش کے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہتے تھے اُن کی زندگی میں ہی اُن کے تمام لڑکے مر گئے تھے یا اُن کی اولاد نہیں تھی کیونکہ اگر اُن کی اولاد نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز وہ لوگ ابتر نہ کہتے۔ یہ بات کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا کہ ایک شخص خود ابتر ہو کر دوسرے کو ابتر کہے پس ماننا پڑتا ہے کہ اُن کی اولاد موجود تھی اور یہ دوسرا امر کہ پیشگوئی کے مطابق اُن لوگوں کی اولاد اُن کی زندگی میں ہی مر گئی تھی یہ امر بھی قرین قیاس نہیں اور عقل اس کو ہرگز باور نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ایسا کہنے والے نہ ایک نہ دو بلکہ صدہا شریر النفس اور خبیث الطبع آدمی تھے جن کی اولاد کی ہزارہا تک نوبت پہنچی تھی۔ پس اگر اُن کی زندگی میں ہی اُن کی تمام

[1] الکوثر:۴

﴿۱۱﴾ اولاد مر جاتی تو ملک میں ایک کہرام مچ جاتا۔ کیونکہ معجزہ کے طور پر ہزارہا بچوں کا مرجانا اور پھر لاولد ہونے کی حالت میں ان کے باپوں کا مرنا یہ ایسا معجزہ نہیں تھا جو مخفی رہ سکتا اور ضرور تھا کہ احادیث اور تاریخوں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا۔ پس اس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اُن کے اولاد چھوڑ کر مر گئے تھے اور بعد میں پیشگوئی کے مطابق آہستہ آہستہ اُن کی نسل منقطع ہوگئی پس قرآن شریف کی یہ پیشگوئی جو قریش کے کافروں کے حق میں تھی یعنی اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ[1] یہ بعینہٖ اسی رنگ کی پیشگوئی ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر سعد اللہ لودھیانوی کے حق میں کی تھی۔ پس اسی طرح اُس کا ظہور ہوگا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے۔ بقیہ ترجمہ **لسان العرب** کا یہ ہے کہ ابتر مفلس کو بھی کہتے ہیں اور اس شخص کو بھی جو خسارہ میں ہو۔ اور اُن چیزوں کو ابتر کہتے ہیں جو مشکیزہ اور بوکا وغیرہ میں سے قبضہ نہ رکھتے ہوں۔

اِس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ اوّل تو ابتر کا لفظ بے فرزند ہونے کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک بدنصیب اور نامراد جو ناکام اور زیان کار رہے اس کو بھی ابتر کہتے ہیں جیسا کہ سعد اللہ اپنے کاموں میں نامراد گیا اور میرے مقابل پر جو کچھ اس کی آرزو تھی سب میں اس کو نامرادی نصیب ہوئی جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ علاوہ اس کے تحقیق متذکرہ بالا کی رو سے ثابت ہوگیا کہ ابتر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ انسان ایسی حالت میں مرے جبکہ کوئی اُس کی اولاد نہ ہو بلکہ اگر بعد میں بھی اس کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور پوتے سے آگے نہ چلے تب بھی وہ ابتر کہلاتا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قریش کے صدہا خبیث طبع لوگوں نے آنحضرت صلعم کا نام ابتر رکھا تھا اور وہ لوگ صاحبِ اولاد تھے اور اسلامی تاریخ میں ثابت نہیں کیا گیا کہ ان کی حیات میں ہی اُن کے بیٹے اور پوتے ہلاک ہو گئے تھے بلکہ بعد میں آہستہ آہستہ ان کا قطع نسل ہوگیا تھا سو وہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئی اس کا بھی یہی منشاء تھا کہ آخر کار سعد اللہ کی قطع نسل ہو جائے گی۔ چنانچہ اس کے علامات بھی ظاہر ہو گئے کہ باوجود اس کے کہ پیشگوئی پر بارہ۱۲ سال کے قریب مدت گذر گئی تب بھی سعد اللہ کے گھر میں پیشگوئی کے بعد

[1] الکوثر:۴

﴿۱۲﴾

لڑکا نہ ہوا اور نہ اُس کے لڑکے کی اولاد ہوئی۔ کیا اِس واقعہ سے پیشگوئی کے اثر کی کچھ بھی بُو نہیں آتی کہ پیشگوئی کے بعد تخمیناً بارہ۱۲ سال تک سعد اللہ زندہ رہا اور جورو رکھتا تھا مگر پھر بھی اولاد کا ہونا ایسا رُک گیا جیسا کہ ایک سیلاب کے آگے بندھ لگایا جاتا ہے اور لڑکا جو پیشگوئی سے پہلے بعمر پندرہ۱۵ سال موجود تھا وہ بھی تیس سال تک پہنچ گیا اور شادی تک نوبت نہ آئی اور سعد اللہ ایک جوان مضبوط تھا اور اس لائق تھا کہ پیشگوئی کے بعد کئی لڑکے اس کے گھر میں پیدا ہو جاتے لیکن پیشگوئی کے بعد موت کے دن تک اس کے گھر میں کوئی زندہ رہنے والا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور نہ اس کے لڑکے کے گھر میں کچھ اولاد ہوئی بلکہ اب تک وہ شادی سے محروم ہے اور سُنا گیا ہے کہ اس کی عمر تیس۳۰ برس یا اس سے زائد ہے۔ پس پیشگوئی نے اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا کہ پیشگوئی کے بعد خدا تعالیٰ نے سعد اللہ کے گھر میں نسل کا پیدا کرنا روک دیا۔ ہر ایک شخص جو کچھ حیا اور شرم کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی کے ساتھ ہی آئندہ بارہ۱۲ برس تک سلسلہ اولاد کا قطع ہو جانا اور اُسی حالت میں سعد اللہ کا مر جانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ نظر انداز کیا جائے جس حالت میں بدقسمت سعد اللہ کے ان کلمات کے بعد جو اُس نے میری نسبت کہے یعنی یہ کہ گویا میں مع اپنی تمام اولاد کے ہلاک ہو جاؤنگا اور کچھ بھی میرا باقی نہیں رہے گا اور جماعت درہم برہم ہو جائے گی خدا نے اس کی نسبت یہ الہام دیا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تو ابتر نہیں ہوگا بلکہ تیرا بدگو ہی ابتر رہے گا۔ تو اب دیکھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کا نتیجہ کیا ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ یہ ہوا کہ بدقسمت سعد اللہ ابتر کے لفظ کے ہر ایک معنی کی رو سے جو لغت میں کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب کا مورد ہو گیا اپنے ارادہ میں خائب و خاسر رہا جیسا کہ ابتر کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہیں اور ابھی ہم یہ معنی بھی لکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ معنی بھی اُس پر صادق آئے کہ آخر کار پادریوں کا نوکر ہو کر جو دین اسلام کی توہین میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ذلت کی زندگی اختیار کی اور وہ خیر اور برکت جو ایک غیرت مند اسلام کے حصہ میں آتی ہے اس سے بے نصیب ہو گیا۔ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ محض شرارت اور دنیاداری سے حق کی مخالفت پر کمر بستہ تھا۔ لہذا اس پر یہ رجعت پڑی کہ میری اطاعت کا جُوا

﴿۱۳﴾ نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جُوا اُٹھالیا۔ پس اِن معنوں کے رو سے بھی وہ ابتر ٹھہرا۔ پھر جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رو سے بھی ابتر ہوا کہ اُس وقت سے جو اس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی اور اس کو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُس نے اس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع گئی۔ آخر نامراد مرا اور ابتر کے ہر ایک معنی اُس پر صادق آ گئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہو جائے گا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہو جائے گی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبد الرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ☆ ہے۔ جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہئے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اس بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

☆ یہ اسی طرح کی امید ہے جیسا کہ عبد الحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مر گیا ہے اس کی بیوی سے میں نے نکاح کیا ہے اور اس کو حمل ہو گیا ہے اور اب اس کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائے گا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود گذرنے چودہ۱۴ برس کے نامرادی اور ذلّت کی زندگی بھگت رہا ہے اور برخلاف اس کے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزار ہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آ گئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ جس کو آج تک بارہ[۱۲] برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اس کی بددُعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اس کو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اس کی زندگی میں ہی اس کو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کے لئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اس کی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اس کو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اس کی بڑی نامرادی اور ذلّت کے ساتھ ہوئی اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

﴿۱۴﴾

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:-

وَمِنَ اللِّئَامِ أرٰی رُجیلًا فاسقًا ☆ غولًا لعینًا نطفةَ السُّفهاءِ

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ

شکسٌ خبیثٌ مُفسِدٌ ومُزوِّرٌ نحسٌ یُسمّی السَّعْد فی الجُهلاء

بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

☆ میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت صحت نیت سے لکھے گئے جبکہ بدقسمت سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

یَا لَاعِنِی اِنَّ الْمُھَیْمِن یَنْظر خَفْ قَھْر ربٍّ قَادرٍ مَولَائِی

اے مجھ کو لعنت کرنے والے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے اس خدا کے قہر سے خوف کر جو میرا قادر آقا ہے

انّی اراکَ تَمِیْسُ بِالْخُیَلَاءِ أنسیت یوم الطعنۃ النجلاءِ

میں تجھے دیکھتا ہوں کہ ناز اور تکبر کے ساتھ تو چلتا ہے کیا تجھے وہ دن یاد نہیں آتا کہ جب تو طاعون زخم کرنیوالی کے ساتھ ہلاک ہوگا

﴿۱۵﴾

لَا تتبِع اَھْواءَ نَفْسکَ شقوَۃً یُلْقِیْک حُبّ النّفسِ فی الخَوقاءِ

اپنی نفسانی خواہشوں کا بدبختی کی وجہ سے پیرومت بن تجھے تیرے نفس کی محبت کوئیں میں ڈالے گی

فرسٌ خبیث خَفْ ذُرَی صَھَواتہ خَفْ ان تزلّکَ عدو ذی عَدْوَاءِ

تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اس کی پیٹھ کی بلندی سے تو خوف کر اور تو اس بات سے ڈر کہ ناہموار چلنا اس کا تجھے زمین پر گرادے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العالم شَرَّ السُّمُوْمِ عَداوۃُ الصُّلحَاءِ

جو کچھ دُنیا میں ہے ان سب سے بدتر زہریں ہیں اور زہروں سے بدتر صلحا کی دشمنی ہے

اٰذَیْتَنِیْ خُبْثًا فَلَسْتُ بصَادِقٍ اِنْ لَمْ تَمُتْ بِالخِزْیِ یَا ابن بغَاءِ

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے۔پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو

اللّٰہ یُخزی حِزْبَکُمْ ویُعِزّنی حتّٰی یجیءَ النّاس تَحْتَ لِوَائِی

اور صرف تیری ذلت پر کچھ حصر نہیں خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کرے گا اور مجھے عزت دے گا یہاں تک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے

یَاربَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا بِکَرَامَۃٍ یا من یریٰ قلبِیْ ولُبَّ لحائی

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر یعنی جو کاذب ہے صادق کے روبرو اس کو
ہلاک کر اے وہ علیم وخبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے

یَا مَنْ اریٰ ابوابَہ مَفْتُوحۃً لِلسَّائِلِیْنَ فَلَا تَرُدّ دُعَائِی

اے میرے خدا میں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنے والوں کے لئے کھلے دیکھتا ہوں پس یہ جو میں نے
سعد اللہ کے حق میں دعا کی ہے اس کو قبول فرما اور رد نہ کر یعنی میری زندگی میں ہی اس کو ذلت کی موت دے

اور جیسا کہ میں نے ان تمام اشعار کے نیچے ہر ایک شعر کا ترجمہ کر دیا ہے ان کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ میں نے سعد اللہ سے ان اشعار میں مباہلہ کیا تھا اور جیسا کہ اُس نے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں مباہلہ کے طور پر میری موت کو اپنی زندگی میں چاہا تھا اُس کے مقابل پر مَیں نے بھی اپنے

☆ سعد اللہ کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں (۱) اس کی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت بطور مباہلہ اس کی پیشگوئی کہ گویا میں اُس کی زندگی میں ہی مر جاؤں گا (۳) اس کی موت کی نسبت میری دعا جو قبول ہوگئی۔منہ

خدا سے یہ چاہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے صادق کی زندگی میں ہی اس کی موت ہو اور اسی بنا پر آٹھویں شعر میں مَیں نے یہ لکھا ہے کہ اے سعد اللہ تو نے مجھے بہت دُکھ دیا ہے پس اگر تیری ذلّت کے ساتھ موت نہ ہو یعنی اگر تو بموجب اس مباہلہ کے میری زندگی میں ہی نامراد رہ کر مر نہ جائے تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور چوتھے شعر میں صریح طور پر یہ اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ سعد اللہ نمونیا پلیگ سے مرے گا کیونکہ طعنہ کا لفظ طاعون کی طرف اشارہ کرتا ہے اور **نجلاء** عربی زبان میں فراخ زخم کو کہتے ہیں اور نمونیا پلیگ کی بھی یہی صورت ہوتی ہے کہ پھیپھڑہ زخمی ہو کر پھٹ جاتا ہے اور اس میں فراخ زخم ہو جاتا ہے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی گئی اُس زمانہ میں اس مُلک میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا پس یہ اس قادر علیم کے عمیق در عمیق علم کا ایک نمونہ ہے کہ اُس نے سعد اللہ کی اس قسم کی موت کی اُس وقت خبر دی جبکہ یہ تمام مُلک طاعون سے پاک تھا۔

﴿۱۶﴾

اور یہ جو مذکورہ بالا اشعار میں خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ میری زندگی میں ہی سعد اللہ کی موت ذلّت اور رسوائی کے ساتھ ہوگی یہ پیشگوئی پورے طور پر ظہور میں آ گئی اور نمونیہ پلیگ نے چند گھنٹہ میں ہی اُس کا کام تمام کر دیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں وہ اس دُنیا سے گذر گیا۔ مگر اس جگہ طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئی کیوں کی گئی تھی اور کیوں اس کی گالیوں پر صبر نہ کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے چار برس پہلے سعد اللہ نے میری موت کی نسبت اور تمام جماعت کے مرتد اور منتشر ہونے کی نسبت پیشگوئی اپنی کتاب شہاب ثاقب میں شائع کی تھی اور اس میں اُس نے صاف طور پر لکھا تھا کہ یہ شخص کذّاب اور مفتری ہے اس لئے وہ ذلت کی موت سے مرے گا اور اس کی جماعت متفرق اور منتشر ہو جائے گی اور بہت گندے الفاظ کے ساتھ میری ہلاکت کی خبر دی تھی اس لئے خدا تعالیٰ کی غیرت نے جو وہ صادقوں کے لئے رکھتا ہے اُس کی پیشگوئی کو اُسی پر اُلٹا دیا بد قسمت سعد اللہ نے اپنی کتاب میں جس کا نام اُس نے رکھا ہے شہاب ثاقب بر مسیح کاذب جس کے معنی ہیں کہ اس

جھوٹے مسیح پر آگ پڑے گی☆ اور اُس کو ہلاک کرے گی۔ میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی جو فارسی زبان میں شعر ہیں اور وہ یہ ہیں:-

اخذ یمین و قطع وتین است بہر تو بے رونقی و سلسلہ ہائے مزوّری

اکنون باصطلاح شما نام ابتلا است آخر بروز حشر و بایں دار خاسری

﴿۱۷﴾

ترجمہ اِن اشعار کا یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب مذکور میں مجھے مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ خدا کی طرف سے تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ خدا تجھے پکڑے گا اور تیری رگِ جان کاٹ دے گا۔ تب تیرے مرنے کے بعد یہ جھوٹا تیرا سلسلہ تباہ ہو جائے گا اور اگرچہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابتلا بھی آیا کرتے ہیں مگر آخر تُو حشر کے دن اور نیز اس دنیا میں زیاں کار اور نامراد مرے گا اور پھر بعد اس کے آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا لِکھ کر کہتا ہے کہ تُو ہر جگہ ذلت پائے گا اور اس جہان میں اور اُس جہان میں تیرے لئے عزت نہیں۔

اس کے ان کلمات سے ظاہر ہے کہ وہ میری نسبت کیا آرزو رکھتا تھا۔ جس کو وہ ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اپنے دل میں لے گیا یہ مقام منصفین کے بڑی غور کے لائق ہے کہ یہ دوطرفہ پیشگوئیاں مباہلہ کے طور پر تھیں یعنی اُس نے میری موت کی خبر دی تھی جس کو وہ خیال کرتا تھا جو اس کی زندگی میں ہی میری موت نہایت نامرادی سے ہوگی اور میری موت کے لئے وہ بہت دعائیں کرتا تھا اور اس کو یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا دوسری طرف اس کی پیشگوئی سے چار برس بعد مجھے خدا نے خبر دی کہ وہ میری زندگی میں ہی ذلّت کی موت سے مرے گا اور طاعون کی ایک قسم سے ہلاک ہوگا اور میں اپنی پیشگوئی کی تصدیق کے لئے اس کی موت کے بارے میں دعائیں کرتا تھا آخر خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ میری پیشگوئی کے مطابق میری زندگی میں ہی جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی ہلاک ہوا۔ اور جن حسرتوں اور ذلّتوں کے ساتھ وہ مر گیا ان کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اور یہ حسرت اور ذلّت کچھ تھوڑی نہیں کہ جس کی وہ موت چاہتا تھا اور جس کے لئے وہ اپنی پیشگوئی شائع کر چکا تھا اس کو نہ صرف زندہ چھوڑ گیا

☆ طاعون بھی ایک آگ ہے جس آگ سے سعد اللہ ہلاک ہوا۔ منہ

بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس کے تابع دیکھ گیا اور وہ جماعت جس کی بربادی اور تباہی کے لئے اُس نے پیشگوئی کی تھی اُس کی غیر معمولی اور معجزانہ ترقی کو اُس نے بچشم خود دیکھ لیا اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ وہ یہ بھی دعائیں کرتا تھا کہ الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے برخلاف اپنی بہت سی اولاد دیکھ لے گا۔ لیکن اُس کی اولاد ہو کر مرتی گئی اور یہ ایک دل خراش دُکھ تھا جو اُس نے بار بار دیکھا اور الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد کوئی لڑکا اس کے گھر میں پیدا نہ ہوا اور صرف وہ بیٹا رہا جو پیشگوئی سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور بڑی عمر تک پہنچ گیا اور اب تک شادی اور بیاہ کا نام تک نہیں چہ جائیکہ اولاد ہو۔ ﴿۱۸﴾

اس حسرت پر اُس کے یہ اشعار کافی ہیں جو اُس کی ایک مناجات میں ہیں جن کی قاضی الحاجات سُرخی ہے اور وہ یہ ہیں:۔

جگر گوشہ ہا دادی اے بے نیاز ولے چند زانہا گرفتی تو باز
دل من بنعم البدل شاد کن بلُطف از غم و غصّہ آزاد کُن
ز ازواج و اولادم اے ذوالمنن بود ہر یکے قُرّۃ العینِ من
جگر پار ہائے کہ رفتند پیش ز مہجوریٔ شان دلم ریش ریش

ان دردناک اشعار پر نظر ڈال کر ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اولاد نہ ہونے اور مرجانے سے کس قدر حسرتیں اُس کے دل میں بھری ہوئی تھیں جن سے وہ نجات نہ پا سکا اور جیسا کہ اُس کی کتاب سے ثابت ہوتا ہے سولہ[۱۶] برس تک اپنی کثرت اولاد کے لئے اور میری موت اور تباہی کے لئے وہ دعائیں کرتا رہا۔ آخر جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی اُن تمام دُعاؤں سے نامراد رہ کر چند گھنٹہ میں لدھیانہ میں نمونیا پلیگ سے مرگیا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری زندگی میں اُس کی موت ہو بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اُس کی زندگی میں میری موت ہو اس بارے میں اُس نے پیشگوئی بھی شائع کی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے اولاد ہو یا میری جماعت ترقی کرے اور اپنی اولاد کی کثرت چاہتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے سلسلہ کی

کوئی مدد کرے مگر ان تمام آرزوؤں سے نامراد رہ کر اِس ذلت کے ساتھ مر گیا کہ کوئی مراد اُس کی پوری نہ ہوئی ☆۔ اور میں نے اُس کو بار بار خبر دی تھی کہ الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ میں ابتر سے مراد خدا تعالیٰ کی یہی ہے کہ آئندہ اولاد کا سلسلہ اُس پر بند ہوگا اور اُس کا بیٹا بھی اَبتر ہی مرے گا سو اُس نے دیکھ لیا کہ باوجود اس کے کہ پیشگوئی کے وقت سے بارہ[۱۲] سال تک وہ زندہ رہا اور دعائیں بھی کرتا رہا۔ لیکن بجز اُس لڑکے کے جو پیشگوئی کے وقت قریباً پندرہ سال کا تھا اور کوئی اولاد اس کے گھر میں نہ ہوئی اور یہ حسرت بھی ساتھ لے گیا کہ بیٹے کی شادی نہ کر سکا پس پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مجموعہ ذلتوں کا اس کے نصیب ہوا۔ اور اسی سعد اللہ کے بارے میں اشتہار انعامی تین ہزار[۳۰۰۰] روپیہ مشتہرہ پانچ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۲ پر جو کتاب انوار الاسلام کے ساتھ ملحق ہے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مندرجہ ذیل عبارت میں نے لکھی تھی اور وہ یہ ہے:۔ ﴿۱۹﴾

حق سے لڑتا رہ آخر اے مُردار تو دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدوّ اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اِسی وقت ۲۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے۔ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۔ اِس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ سعد اللہ جو تجھے ابتر کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائے گا ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ خود ابتر رہے گا۔

یاد رہے کہ یہ فقرہ کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ زبان عرب میں بغیر مقابلہ کے نہیں آتا یعنی

☆ اب دیکھنا چاہئے کہ اس کی نامرادی اور حسرت اور ذلّت کی موت سے کیسے اس پیشگوئی کے معنی کھل گئے کہ خدا ذلت اور رسوائی کی اس کو موت دیگا جیسا کہ اس واقعہ سے بارہ[۱۲] برس پہلے اس کی نسبت انجام آتھم میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔

اٰذیتنی خُبْثًا فلستُ بصادق ان لم تمت بالخزی یاابن بغاء

یعنی تو نے اے سعد اللہ اپنی فطرتی خباثت سے مجھے بہت دُکھ دیا ہے پس میں اس حالت میں سچا نہیں ہوں گا کہ جب ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔ پس اس سے بڑھ کر ذلّت اور کیا ہوگی کہ وہ میری موت چاہتا تھا مگر میری زندگی میں مر گیا اور میری نامرادی چاہتا تھا مگر میرے اقبال اور ترقی کو دیکھ گیا۔ منه

اِس فقرہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کسی نے ابتر کہا ہو پھر اس کے مقابل پر اس کو ابتر کہا جائے پس یہ فقرہ اس بات پر شاہد ہے کہ سعد اللہ مجھے ابتر کہتا تھا اور میری نسبت چاہتا تھا کہ میں ہر ایک خیر و برکت سے بے نصیب رہ کر اس کے رو برو فوت ہو جاؤں اور میری نسل بھی منقطع ہو جائے پس جو کچھ اُس نے خدا سے میرے لئے چاہا خدا نے اس کے لئے کر دیا۔ میں نے اس کے ابتر اور نامراد مرنے کے لئے سبقت نہیں کی اور نہ میں نے یہ چاہا کہ وہ میرے روبرو ہلاک ہو مگر جب اُس نے ان باتوں میں سبقت کی اور کھلے کھلے طور پر اپنی کتاب شہاب ثاقب میں میری موت کی نسبت پیشگوئی شائع کی اور میرا دل دُکھایا اور دُکھ دینے میں حد سے بڑھ گیا۔ تب چار برس بعد میں نے اس کے لئے دُعا کی تو خدا نے مجھ کو اس کی موت کی خبر دی اور نیز فرمایا کہ سعد اللہ جو تیرے ابتر رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے وہ خود ابتر رہے گا۔ مگر میں تیری نسل کو قیامت تک قائم رکھوں گا۔ اور تو برکات سے محروم نہیں ہوگا اور میں یہاں تک تجھے برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور ایک دنیا کو تیری طرف رجوع دوں گا مگر سعد اللہ خیر و برکت سے بے نصیب رہ کر تیری آنکھوں کے سامنے ذلّت کی موت سے مرے گا سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یہ ہیں خدا کی پیشگوئیاں جو ٹل نہیں سکتیں اگر یہ باتیں صرف زبانی ہوتیں تو کون مخالف آج میری اِس پیشگوئی کو مانتا۔ لیکن یہ تمام باتیں آج سے بارہ[۱۲] برس پہلے میری کتابوں اور اشتہاروں میں شائع ہو چکی ہیں جن سے کسی مخالف کو گریز کی جگہ نہیں مگر وہی جو حیا اور شرم کو چھوڑ کر ابوجہل کی طرح روز روشن کو رات کہتا ہے اور آفتاب کو جو چمک رہا ہے بے نور قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی اگر سعد اللہ میری موت اور ذلت اور نیز میری جماعت کے تباہ ہونے کی نسبت اپنی کتاب شہاب ثاقب میں پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس وقت میری بات کون مان سکتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ دونوں طرف سے مباہلہ کے رنگ میں پیشگوئیاں شائع ہو گئیں اور روز روشن کی طرح کھل گیا کہ آخر کس کے حق میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔ ﴿۲۰﴾

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ سعد اللہ کی نسبت میری کتابوں میں بعض سخت لفظ پاؤ گے اور تعجب کرو گے کہ اس قدر سختی اس کی نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ مگر یہ تعجب اُس وقت فی الفور دور

ہو جاوے گا جب اس کی گندی نظم اور نثر کو دیکھو گے۔ وہ بدقسمت اس قدر گندہ زبانی اور دُشنام دہی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو بلکہ مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ جس قدر خدا کے نبی دُنیا میں آئے ہیں اُن سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ سعد اللہ تھا اُس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا اور چوہڑوں اور چماروں کو بھی وہ گندہ طریق گالیوں کا یاد نہیں ہوگا جو اس کو یاد تھا۔ سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیاں اس شدت اور بے حیائی سے اس کے منہ سے نکلتی تھیں کہ جب تک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پیدا نہ ہو ایسی فطرت کا انسان نہیں ہوسکتا ایسے انسانوں سے سانپوں کے بچے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ مَیں نے اس کی بدزبانی پر بہت صبر کیا اور اپنے تئیں روکا کیا۔ لیکن جب وہ حد سے گذر گیا اور اس کے اندرونی گند کا پُل ٹوٹ گیا تب میں نے نیک نیتی سے اس کے حق میں وہ الفاظ استعمال کئے جو محل پر چسپاں تھے اگرچہ وہ الفاظ جیسا کہ مذکورہ بالا الفاظ میں مندرج ہیں بظاہر کسی قدر سخت ہیں مگر وہ دُشنام دہی کی قسم میں سے نہیں ہیں بلکہ واقعات کے مطابق ہیں اور عین ضرورت کے وقت لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک نبیؑ حلیم ﴿۲۱﴾ تھا مگر اُن سب کو واقعات کے متعلق ایسے الفاظ اپنے دُشمنوں کی نسبت استعمال کرنے پڑے ہیں چنانچہ انجیل میں کس قدر نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے تاہم اُنہیں انجیلوں میں فقیہوں فریسیوں اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ وہ مکار ہیں فریبی ہیں مفسد ہیں سانپوں کے بچے ہیں بھیڑیئے ہیں اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں اور کنجریاں اُن سے پہلے بہشت میں جائیں گی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں زنیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں پس اِس سے ظاہر ہے کہ جو لفظ محل پر چسپاں ہو وہ دشنام دہی میں داخل نہیں اور کسی نبی نے سخت گوئی میں سبقت نہیں کی بلکہ جس وقت بدطینت کافروں کی بدگوئی انتہا تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے یا اُس کی وحی سے وہ الفاظ اُنہوں نے استعمال کئے۔

ایسا ہی تمام مخالفوں کی نسبت میرا یہی دستور رہا ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے

کسی مخالف کی نسبت اس کی بد گوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جُرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجّال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر صدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذّاب مفسد، دجّال، مفتری، مکّار، ٹھگ، فاسق، فاجر، خائن رکھا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیّت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں۔ میں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے تو میں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے ان سب مولوی لوگوں نے مجھے دُکھ دیا اور حد سے زیادہ دُکھ دیا اور ہر ایک بات میں ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا۔ پس میں بجز اس کے کیا کہوں کہ یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ[1]

یاد رہے کہ سعد اللہ میرے مقابلہ پر دو دفعہ مباہلہ کا نشانہ ہو چکا ہے پہلے تو اُنہیں عربی شعروں میں جو انجام آتھم میں مَیں لکھ چکا ہوں مباہلہ کے طور پر میں نے دُعا کی ہے کہ خدا جھوٹے کو ہلاک کرے چنانچہ اُن مباہلوں کے شعروں میں سے ایک شعر یہ ہے:- ﴿۲۲﴾

یَا رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا بِکَرَامَۃٍ یَا مَنۡ یَرٰی قَلۡبِیۡ وَلُبَّ لِحَائِیۡ

یعنی اے خدا تو مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر تو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے

اور پھر سعد اللہ کی نسبت دوسرا شعر یہ ہے:-

اٰذَیۡتَنِیۡ خُبۡثًا فَلَسۡتُ بِصَادِقٍ اِنۡ لَّمۡ تَمُتۡ بِالۡخِزۡیِ یَا ابۡنَ بِغَاءِ

یعنی تو نے اے سعد اللہ خباثت کی راہ سے مجھے دُکھ دیا ہے پس میں جھوٹا ہونگا اگر میرے سامنے ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو

پھر دوسری دفعہ جو میں نے سعد اللہ کو مباہلہ کا نشانہ بنایا اُس کا ذکر میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں ہے اور اس دعوتِ مباہلہ میں کئی مولوی اور شامل ہیں جن کے ناموں کی فہرست انجام آتھم کے صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲ تک کتاب مذکورہ میں درج ہے اور دعوت مباہلہ میں

[1] یٰسٓ : ۳۱

تمہیدی عبارت صفحہ ۶۷۔ انجام آتھم پر یہ ہے:۔

”گواہ رہ اے زمین! اور اے آسمان! کہ خدا کی لعنت اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ کے لئے حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ رہے۔ اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین“۔ اور کتاب انجام آتھم جس میں سخت معاند لوگوں کو مباہلہ کے لئے بُلایا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی اس میں فہرست لکھی گئی ہے اس فہرست کے صفحہ ۷۰ کی پہلی سطر کو ہی دیکھو کہ پہلی سطر کے سر پر ہی اس بدقسمت سعد اللہ کا نام درج ہے چنانچہ لکھا ہے: | سعد اللہ نومسلم مدرس لودہانہ |

اس مباہلہ پر آج کے دن تک بارہ[۱۲] برس اور تین مہینے اور کئی دن گذر چکے ہیں پھر اس کے بعد اکثر لوگوں نے زبان بند کر لی اور جو بدزبانی سے باز نہ آئے اُن میں سے بہت کم ہوں گے جنہوں نے موت کا مزہ نہ چکھا۔ یا کسی ذلت میں گرفتار نہ ہوئے۔ چنانچہ نذیر حسین دہلوی جوان سب کا سرغنہ تھا جو دعوتِ مباہلہ میں اوّل المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھ کر ابتر ہونے کی حالت میں دنیا سے گذر گیا۔ رشید احمد گنگوہی جس کا نام دعوت مباہلہ کے صفحہ ۶۹ میں درج ہے مباہلہ کی دعوۃ اور بد دعا کے بعد اندھا ہو گیا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی محمد لدھیانوی جن کا ذکر بھی اسی صفحہ ۶۹ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اس دُنیا کو چھوڑ گئے۔ اور ایسا ہی مولوی غلام رسول عرف رسل بابا جس کا ذکر دعوت مباہلہ کے صفحہ ۷۰ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اور بدد ُعا مذکورہ بالا کے بمقام امرتسر طاعون سے مر گیا۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری جس کا ذکر اسی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۷۰ میں ہے اور جس نے خود بھی اپنا مباہلہ اپنی کتاب فیض رحمانی میں شائع کیا تھا وہ کتاب کی تالیف سے ایک ماہ بعد مر گیا۔ اور اس کی موت کا یہی سبب نہیں کہ میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں یعنی اس کی سترھویں[۱۷] سطر میں اُس پر اور دوسرے مخالفوں پر جو شرارتوں سے باز نہ آویں اور نہ مباہلہ کریں بد دعا کی تھی اور اُن پر خدا کا عذاب چاہا تھا بلکہ اس کا اپنا مباہلہ بھی اس کی موت کا سبب ہو گیا کیونکہ اُس نے میرا اور اپنا ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے ظالم کی بیخ کنی ہونی

﴿۲۳﴾

چاہی تھی سواس کے چندروز ہی کے بعد اس کی بیخ کنی ہوگئی۔ اور اسی صفحہ ۷۰ میں مولوی اصغر علی کا نام درج ہے وہ بھی اس وقت تک بدگوئی سے باز نہ آیا جب تک خدا تعالیٰ کے قہر سے ایک آنکھ اُس کی نکل گئی۔ ایسا ہی اس مباہلہ کی فہرست میں مولوی عبد المجید دہلوی کا ذکر ہے جو فروری ۱۹۰۷ء میں بمقام دہلی ہیضہ سے گذر گیا☆۔ ایسا ہی اور بہت سے لوگ تھے جو علماء یا سجادہ نشین کہلاتے تھے اور بعد اس دعوت مباہلہ کے بدگوئی اور بدزبانی سے باز نہیں آئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے بعض کو تو موت کا پیالہ پلا دیا اور بعض طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار ہو گئے اور بعض اس قدر دنیا کے مکر اور فریب اور دنیا طلبی کے گندے شغل میں گرفتار ہوئے کہ حلاوت ایمان اُن سے چھین لی گئی ایک بھی اس بددعا کے اثر سے محفوظ نہ رہا۔ چونکہ سعد اللہ اپنی بدزبانی میں سب سے زیادہ بڑھ گیا تھا اس لئے نہ صرف اس کو نامرادی کی موت پیش آئی بلکہ ہر ایک ذلّت سے اس کو حصہ ملا اور تمام عمر نوکری کر کے پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔ آخر موت کے قریب آکر عیسائیوں کے مدرسہ میں نوکری اختیار کی اور علاوہ ان تمام ذلتوں کے جو اس کو نصیب ہوئیں یہ آخری ذلت بھی اُس کو دیکھنی پڑی کہ پادریوں کا فرقہ جو دینِ اسلام کا دشمن ہے جن کے مدارس میں خلاف اسلام وعظ کرنا ایک شرط ہے اور ہر روز یا ہر ایک ساتویں دن حضرت عیسیٰ کی خدائی کے بارے میں مدرسہ میں گمراہ کرنے والی باتیں سُنانا اُن کا طریق ہے اُس نے گوارا کر لیا کہ ان کی چاکری اختیار کرے اور چونکہ عربی زبان میں اَبۡتَرۡ مُعۡدِم کو بھی کہتے ہیں یعنی ایسے مفلس کو جو سب اندوختہ کھو بیٹھے اس قسم کے ابتر ہونے کا مصداق بھی اپنے تئیں ثابت کر دیا کیونکہ اگر مالی برکت اس کو حاصل ہوتی تو وہ اپنے آخری

﴿۲۴﴾

☆ عبد المجید جب میں پہلے دہلی گیا تھا خود میرے مکان پر آیا تھا اور کہتا تھا کہ یہ الہام شیطانی ہیں اور مسیلمہ کذّاب سے مجھے تشبیہ دی اور کہا کہ اگر توبہ نہ کرو تو قتل اور افترا کا نتیجہ بھگتو گے۔ میں نے کہا کہ اگر میں مفتری ہوں تو میں افترا کی سزا پاؤں گا ورنہ جو شخص مجھے مفتری کہتا ہے وہ مواخذہ سے بچ نہیں سکتا آخر عبد المجید میری زندگی میں ہی اپنے اس زبانی مباہلہ کے بعد مر گیا اور ان ایام میں اُس نے میرے مقابل پر میری تکذیب کے بارے میں سخت الفاظ کے ساتھ ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا اور شاید پیسہ پیسہ پر فروخت کیا تھا۔ منہ

دنوں میں پادریوں کے دروازہ پر گداگری اختیار نہ کرتا جو لوگ اپنے کالجوں اور سکولوں میں لازمی طور پر خلافِ اسلام تعلیم دیتے ہیں کسی سچے مسلمان کا طریق نہیں کہ ان کی نوکری اختیار کرے۔

افسوس کہ یہ شخص سعد اللہ نام جو فوت ہو گیا ہے وہ بعض میرے تقریری مباحثات بھی سُن چکا تھا اور اُس کو میری کتابیں دیکھنے کا بھی بہت موقعہ ملا تھا۔ مگر تعصب اور بغض ایک ایسی بلا ہے کہ وہ اُن سے کچھ فائدہ اُٹھا نہ سکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان کر چکا اور اُس کا رسولؐ معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں میں اس کو دیکھ چکا تھا دوسری طرف قرآن اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب خلیفے اسلام کے اسی اُمت میں سے آئیں گے بلکہ حدیثوں میں یہ بھی آ چکا ہے کہ نازل ہونے والا عیسیٰ اسی اُمت میں سے ہے۔ پھر بھی وہ بدقسمت سمجھ نہ سکا اور پہلی کتابوں اور احادیث صحیحہ میں بڑا نشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا تھا کہ وہ دجّال کے ظہور کے وقت آئے گا اور قرآن شریف نے ظاہر کر دیا کہ وہ دجال☆ پادریوں کا فرقہ ہے جن کا دن رات کام تحریف وتبدیل ہے کیونکہ دجال کے یہی معنے ہیں جو تحریف وتبدیل کر کے حق کو چھپانے والا ہو اور اسی کی طرف سورۃ فاتحہ اشارہ کرتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی اس آیت سے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[1] ثابت ہوتا ہے کہ دجّال عیسائیوں کے سوا کوئی علیحدہ گروہ نہیں ہوگا کیونکہ جب کہ غلبہ اور سلطنت قیامت تک عیسائیوں

☆ دجّال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنے والا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنے والا ہو اس کو دجّال کہتے ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اِس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں کیونکہ دوسروں کا دجل اور فریب تو کمتر درجہ پر ہے مگر ان لوگوں کا دجل اس قدر ہے کہ خواہ نخواہ انسان کو خدا بنانے کے لئے کروڑ ہا روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور لاکھوں رسالے اور کتابیں دنیا میں شائع کی ہیں اور اسی غرض سے زمین کے کناروں تک سفر کرتے ہیں پس اسی وجہ سے وہ دجّالِ اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گرجا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی اور قیامت تک ان کی طاقت اور قوت رہے گی۔ پھر جبکہ یہ حال ہے تو کون سی زمین باقی رہی جس میں ہمارے مخالفوں کا فرضی دجال ظہور کرے گا۔ منہ

[1] اٰل عمران:۵۶

کے لئے مقدر ہے یا مسلمانوں کے لئے جو حقیقی متبع ہیں تو پھر کون ایماندار یہ گمان کرسکتا ہے کہ ایک اور شخص جو حضرت عیسٰی کا مخالف ہے اور اُن کو نبی نہیں جانتا تمام زمین پر اپنا تسلط جما لے گا۔ ایسا خیال تو نصِّ صریح قرآن شریف کے مخالف ہے۔ ایسا ہی گرجا والی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے یعنی یہ کہ گرجا میں سے دجّال نکلے گا اس آیت ممدوحہ کی مؤیّد ہے اور واقعات بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ جس عظیم الشان فتنہ کی خبر دی گئی تھی آخر کار وہ پادریوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا۔ انسان کی عقلمندی کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ واقعات پر بھی نظر کرے اور سوچ کر دیکھے کہ آثار اور علامات جو پیدا ہوئے ہیں وہ کس پہلو کی تائید کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اِس دنیا کو ایک دن مقرر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کے وقت سے تشبیہ دی ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر ہوا تو پھر اب تیرہ سو چوبیس ۱۳۲۴ برس کے بعد اس زمانہ کا کیا نام رکھنا چاہئے؟ کیا یہ وقت قریب غروب نہیں اور پھر جب قریب غروب ہوا تو مسیح کے نازل ہونے کا اگر یہ وقت نہیں تو پھر اس کے بعد تو کوئی وقت نہیں۔

اسی طرح احادیث صحیحہ میں جو بعض ان کی صحیح بخاری میں پائی جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے۔ پس اس سے ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا زمانہ قیامت کے قرب کا زمانہ ہے اور پھر دوسری حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمرِ دُنیا کی سات ہزار سال ہے۔ اور قرآن شریف کی اِس آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ[1] یعنی ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دن سات ہیں۔ پس اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے جیسا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ سورۃ العصر کے عدد جس قدر حسابِ جُمل کی رو سے معلوم ہوتے ہیں اسی قدر زمانہ نسل انسان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک بحساب قمری گذر چکا تھا کیونکہ خدا نے حساب قمری رکھا ہے اور اس حساب سے ہماری اس وقت تک نسل انسان کی عمر چھ ہزار برس تک

﴿۲۵﴾

[1] الحج: ۴۸

ختم ہو چکی ہے اور اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں اور یہ ضرور تھا کہ مثیل آدم جس کو دوسرے لفظوں میں **مسیح موعود** کہتے ہیں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جو جمعہ کے دن کے قائم مقام ہے ﴿۲۶﴾ جس میں آدم پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھے پیدا کیا۔ پس اس کے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میں معمولی دنوں کی رو سے بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا تھا۔ اور جیسا کہ آدم نر اور مادہ پیدا ہوئے تھے میں بھی توام کی شکل پر پیدا ہوا تھا۔ ایک میرے ساتھ لڑکی تھی جو پہلے پیدا ہوئی اور بعد میں اس کے مَیں پیدا ہوا۔ یہ تو وہ امور ہیں جو میری سوانح پر نظر کر کے طالب حق کو دلائل واضحہ دیتے ہیں۔ مگر سوائے اس کے ہزار ہا اور نشان ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔

یاد رہے کہ میرے نشانوں کو سُن کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابوجہلی مادہ کے جوش سے انکار کے لئے کچے حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انہوں نے یہی عادت دکھلائی اور محض افترا کے طور پر اپنے پرچہ اہل حدیث ۸؍فروری ۱۹۰۷ء میں میری نسبت یہ لکھ دیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کے صحت یاب ہونے کی نسبت جو اُن کو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یاب ہو جائے گا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افترا کا ہم کیا جواب دیں بجز اس کے کہ **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین**۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتاویں کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے صحت یاب ہونے کی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں کس کی نسبت تھے یعنی **کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ سال کی عمر انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون اُس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ اِنّ المنایا لا تطیش سھامھا**۔ یعنی موتوں کے تیر ٹل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبدالکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب میں اُن کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو۔ خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مُراد صحت اور کبھی صحت سے مُراد موت ہوتی ہے۔ اور کئی مرتبہ

خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اس کی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے یہ ہے حال اُن مولویوں کا جو بڑے دیانتدار کہلاتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں۔ ایسے جھوٹ کو خدا نے رِجس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ رجس سے پرہیز نہیں کرتے ہم نے اس قدر وضاحت سے سعد اللہ کا مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مان لیں گے؟ نہیں بلکہ کوشش کریں گے کہ کسی طرح رد کریں ان لوگوں کا خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اس کے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی ایماندار خدائے عزّوجلّ کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعوائے الہام کے بعد تیس بتیس برس کی مہلت دے اور دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی بخشے اور ایسے وقت میں جبکہ اس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اس کو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل کئے جائیں گے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحائف لوگ تجھے دیں گے اور دور دور سے ہزارہا لوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور اُن میں گڑھے پڑ جائیں گے جن راہوں سے وہ آئیں گے تجھے چاہیئے کہ ان کی کثرت کی وجہ سے تو تھک نہ جائے اور ان سے بداخلاقی نہ کرے خدا تجھے تمام دنیا میں شہرت دے گا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلائے گا اور خدا تجھے نہیں چھوڑے گا جب تک وہ رُشد اور گمراہی میں فرق کر کے نہ دکھلاوے اور دشمن زور لگائیں گے اور طرح طرح کے مکر اور فریب اور منصوبے استعمال کریں گے مگر خدا انہیں نامراد رکھے گا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دے گا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نور کو پورا کرے گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اُٹھاؤں گا میں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیرے بچانے کی کچھ پروا نہ رکھیں مگر میں تجھے ضرور بچاؤں گا۔

﴿۲۷﴾

یہ اُس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس[۳۰] برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام

براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھبیس[۲۶] برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف۔ کیونکہ مَیں اُس ﴿۲۸﴾ زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احدٌ مِّن النّاس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا پھر بعد اس کے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس بتیس برس پہلے پیشگوئی کی تھی وہ سب باتیں ظہور میں آگئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آکر سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکا ہے اور درحقیقت اس کثرت سے لوگ بیعت کے لئے قادیان میں آئے کہ اگر مجھے یہ الہام یاد نہ ہوتا **ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس** تو میں ان کی ملاقاتوں سے تھک جاتا۔ اور جیسا کہ شرط ہے طریق اخلاق کو بجا نہ لا سکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ اُس نے ان واقعات سے تیس بتیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دے دی اور ڈاک خانوں کے رجسٹروں سے تحقیق ہو سکتا ہے کہ اب تک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس سے زیادہ وہ روپیہ ہے جو لوگ خود آکر دیتے ہیں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے نوٹ بھیج دیتے ہیں اور تخمیناً تین ہزار[۳۰۰۰] کے قریب اس سلسلہ کی ہر ایک مد کا ماہواری خرچ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان دنوں میں ماہوار آمدنی بھی اسی قدر ہے۔ حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالیہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی اُس زمانہ میں کوئی شخص ایک پیسہ سالانہ بھی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی امید تھی اور اس پیشگوئی پر تیس بتیس برس گذر گئے اور اُس زمانہ کی ہے جبکہ سال میں ایک پیسہ بھی کسی طرف سے نہیں آتا تھا اور نہ کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ میں اُس تخم کی طرح تھا جو زمین کے اندر پوشیدہ ہو جیسا کہ براہین احمدیہ میں جس کے شائع ہونے پر چھبیس[۲۶] برس گذر گئے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ گواہی دی ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ یعنی دُعا کر کہ اے خُدا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میں اُس وقت جبکہ یہ پیشگوئی فرمائی گئی اکیلا تھا۔ اور پھر دوسرا الہام براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے **کَزَرْعٍ اخرج شطأہ** یعنی میں اُس بیج کی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور نہ صرف یہ الہامات ہیں بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ

اور دوسرے ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اُس زمانہ میں درحقیقت میں اُس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو............اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے بعد اس کے خدا تعالیٰ کی قدرت نے وہ جلوے دکھلائے کہ جو اس کی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔ ﴿۲۹﴾

اور پھر خدا تعالیٰ نے اِسی پر بس نہیں کی بلکہ صدہا دعائیں میری قبول کیں جن میں سے نمونہ کے طور پر اس کتاب میں درج ہیں۔ ہر ایک نے جو میرے پر مقدمہ کیا اس میں میں نے ہی فتح پائی اور فتح سے پہلے مجھے خبر دی گئی کہ تیرا دشمن مغلوب ہوگا اور ہر ایک نے جو مجھ سے مباہلہ کیا آخر خدا نے یا تو اُسے ہلاک کیا اور یا ذلّت اور تنگیٔ معاش کی زندگی اس کو نصیب ہوئی یا اس کی قطع نسل کی گئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا رہا اور بدزبانی کی آخر وہ آپ ہی مر گیا۔ اور اتنے نشان خدا نے میری تائید میں دکھلائے کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خدا ترس جس کے دل میں خدا کی عظمت ہے اور کوئی دانشمند جس کو کچھ حیا اور شرم ہے یہ بتلاوے کہ کیا یہ امر خدا تعالیٰ کی سنت میں داخل ہے کہ ایک شخص جس کو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے اس سے خدا تعالیٰ یہ معاملات کرے؟ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اُس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستّر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گذر گئے۔ مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس نادار تھا۔ اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس پر افترا کرتا ہے جبکہ مَیں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں اُن کو میرے مقابل پر ہلاک

کرتا ہے یا ذلّت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اس قدر ہر ایک میدان میں اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جب تک اُس کی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اس کی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُس کے لئے ظاہر کرتا ہے☆۔ پھر بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں اس گندے طریق سے باز نہیں آتے تو میں بخوشی قبول کروں گا اگر وہ مجھ سے درخواست مباہلہ کریں۔ لیکن امرت سر میں یہ مباہلہ نہیں ہوگا۔ ابھی تک مجھے وہ وقت بھولا نہیں جب میں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس طرح شور کر کے اور پوری طور پر سفاہت دکھلا کر میری تقریر بند کرا دی اور جب میں سوار ہوا تو اینٹیں اور پتھر میری طرف چلائے اور حکّام کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پس ایسی جگہ مباہلہ کیلئے موزوں نہیں ہاں قادیان موزوں ہے اور اس جگہ میں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت اور جان کا... ذمّہ وار ہوں اور آمد و رفت کا کُل خرچ جو امرتسر سے قادیان تک ہوگا میں ہی دے دوں گا۔ مگر یہ شرط ہوگی کہ دو گھنٹہ تک پہلے میں اپنی سچائی کے وجوہات اُن کو سناؤں گا۔

﴿۳۰﴾

اور اگر وہ قادیان میں آنا گوارا نہ کریں تو اس طرح بھی مباہلہ ہو سکتا ہے کہ اس کتاب حقیقۃ الوحی میں جو کچھ مَیں نے اپنی سچائی ثابت کرنے کے دلائل لکھے ہیں ان کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کا

☆ یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدّد ہونے کے دعوے کئے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحی لکھنؤ وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب **حجج الکرامہ** میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدّد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔ **منہ**

امتحان مباہلہ سے پہلے کرلوں گا اور وہ صرف دس۱۰ سوال ہوں گے کہ متفرق مقامات کتاب حقیقۃ الوحی میں سے اُن سے دریافت کئے جائیں گے تا معلوم ہو کہ اُنہوں نے بغور تمام کتاب کو دیکھ لیا ہے۔ پس اگر انہوں نے ان سوالوں کا جواب کتاب کے موافق دے دیا تو تحریری مباہلہ جانبین کی طرف سے شائع ہو جائے گا۔ اگر اس طریق پر وہ راضی ہوں تو ایک نسخہ کتاب حقیقۃ الوحی کا میں ان کی طرف روانہ کرونگا اور روز کا جھگڑا اس سے فیصلہ پا جائے گا اور ان کا اختیار ہوگا کہ کتاب پہنچنے کے بعد امتحان مذکورہ بالا کی تیاری کے لئے ایک دو ہفتہ تک مجھ سے مہلت مانگ لیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اور ان کے دوسرے بھائی علماء میری تکذیب کے وقت خدا تعالیٰ کی شریعت کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بناتے ہیں۔ کیا مولوی کہلا کر اُن کو یہ بھی خبر نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں کا تخلّف جائز ہے اور جس کسی کے حق میں خدا تعالیٰ وعید کی پیشگوئی کرے اور وہ توبہ اور تضرّع زاری کرے اور شوخی نہ دکھلاوے تو وہ پیشگوئی ٹل سکتی ہے جیسا کہ قوم کی تضرّع اور زاری سے یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلا پیش آیا اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ ہوا اس لئے خدا نے اس کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات پر شک کرنے سے ایک مقبول نبی موردِ عتاب ہوا اور موت کے قریب اس کی نوبت پہنچی تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا کہ صرف انکار ہی نہیں بلکہ ہزاروں شوخیوں اور بے ادبیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات سے انکار کرتے ہیں اور نہایت بیباکی سے بار بار کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور شرط کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ کیا یہی دیانت ہے کیا یہی ایمانداری ہے۔ یونس نبی کی پیشگوئی میں تو کوئی شرط بھی نہیں تھی پھر خدا نے قوم کا تضرّع اور گریہ و بکا دیکھ کر عذاب کو ٹال دیا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور ان کو خوب معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی سو احمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا سو افسوس کہ ثناء اللہ اور دوسرے مخالف احمد بیگ کی وفات

﴿۳۱﴾

کا ذکر بھی نہیں کرتے اور دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اُس کا داماد اب تک زندہ ہے☆۔

یہ ہے دیانت اُن لوگوں کی کہ جو سچائی ظہور میں آ گئی اس کو چھپاتے ہیں اور جس کی ابھی انتظار ہے اس کو بصورت اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔

ایّتھا المرأة توبی توبی فان البلاء علٰی عقبکِ. اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دُختر کی دُختر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پہلے سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر جبکہ احمد بیگ کی موت نے جو اس پیشگوئی کی ایک شاخ تھی اس کے اقارب کے دلوں میں سخت خوف پیدا کر دیا اور ان کو خیال آیا کہ دوسری شاخ بھی معرضِ خطر میں ہے کیونکہ ایک ٹانگ اِس پیشگوئی کی میعاد کے اندر ٹوٹ چکی تھی تب ان کے دل خوف سے بھر گئے اور صدقہ خیرات دیا اور توبہ استغفار میں مشغول رہے تو خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ان لوگوں کی خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ پیشگوئی نہ صرف احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی بلکہ خود احمد بیگ کی موت کی نسبت بھی تھی اور پہلا نشانہ اُس پیشگوئی کا وہی تھا بلکہ مقدّم بالذّات وہی تھا۔ پھر جب احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور کمال صفائی سے اس کی نسبت پیشگوئی پوری ہوگئی تب اس کے اقارب کے دل سخت خوف سے بھر گئے اور اتنے روئے کہ ان کی چیخیں اس قصبہ کے کناروں تک جاتی تھیں اور بار بار پیشگوئی کا ذکر کرتے تھے اور جہاں تک اُن سے ممکن تھا توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات میں مشغول ہوئے تب خدائے کریم نے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی*۔

﴿۳۲﴾

☆ یاد رہے کہ مولوی ثناء اللہ نے صرف ان پیشگوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ محض افترا کے طور پر جو نجاست خوری میں داخل ہے میری پیشگوئیوں پر اور حملے بھی کئے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ تازہ بتازہ جواب دے رہا ہے اس لئے اس کے افتراؤں کی کچھ بھی پروا نہیں۔ منه

* **حاشیہ۔** یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے لئے کوشش کی گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ یا تو قرآن شریف سے بیخبر ہیں اور یا اندر ہی اندر جامۂ ارتداد پہن لیا ہے۔ اے نادانو! خدا نے پیشگوئیوں کے پورے کرنے کے لئے کوششوں کو حرام نہیں کیا۔ کیا تم کو وہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنا دیئے تھے اور یہ بھی حدیث ہے کہ اگر کوئی رؤیا دیکھو اور اس کو خود پورا کر سکتے ہو تو اپنی کوشش سے اس خواب کو سچی کر دو۔ منه

پس یہ کس قدر بے حیائی کا طریق ہے کہ باوجود علم اس بات کے کہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل سکتی ہیں اور ہمیشہ ٹلتی رہتی ہیں☆ پھر بھی شور مچانا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں آخر شوخی اور انکار کی ایک حد ہے حد سے بڑھنا خدا تعالیٰ کے عذاب کی نشانی ہے مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ طاعون سر پر ہے اور بڑے بڑے زلزلوں کا خدا نے وعدہ دیا ہے اور آثارِ قیامت ظاہر ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیوں ڈرتے نہیں*۔ اسی وجہ سے مجھے آج یہ لکھنا پڑا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی شوخیوں سے باز نہیں آتا تو اس کا یہی علاج ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے۔ یہ بھی اُس کی بدقسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر ناز کر کے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے۞۔ اور وعید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے

﴿۳۳﴾

☆ آج ۲۸؍فروری ۱۹۰۷ء کو بوقت صبح روز پنجشنبہ یہ الہام ہوا سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ منہ

* **حاشیہ** میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں کہ اس بارے میں خود اپنی ذات کی نسبت اور اپنے دوستوں کی نسبت صاحب تجربہ ہوں کہ صبح ایک بلا نازل ہونے کی پیشگوئی خدا نے فرمائی اور شام کو وہ کثرت دعا کی وجہ سے ٹل گئی اور یہ مجھے بشارت دی گئی کہ ہم نے اس بلا کو ٹال دیا۔ پس اگر میری تکذیب کے لئے یہی دلائل دشمنوں کے ہاتھ میں ہیں تو صدہا نظیریں اس کی خود میری سوانح اور میرے عزیزوں کے سوانح میں موجود ہیں تعجب کہ ہمارے مخالف ان تمام قصوں کو بھی بھول جاتے ہیں جو خود تفسیروں اور حدیثوں میں پڑھتے ہیں چنانچہ ان کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ بنی اسرائیل میں تھا اور وقت کے پیغمبر نے اُس کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ پندرہ دن کے اندر مر جائے گا۔ وہ اس پیشگوئی کو سُن کر بہت رویا اور اس قدر رویا کہ اُس پیغمبر پر دوبارہ وحی نازل ہوئی کہ ہم نے اُس کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیئے۔ یہ پیشگوئی اب تک بائبل میں بھی موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ منہ

۞ یاد رہے کہ یہ دعویٰ کہ احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسیح آنے والا اسی اُمت میں سے ہوگا۔ پس اس تکلف کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے نازل کر کے اُمّت میں داخل کیا جائے اور نبوت سے معطل کیا جائے کیا خدا تعالیٰ الیاس نبی کی طرح اسی اُمّت میں سے عیسیٰ پیدا نہیں کر سکتا جبکہ اس کے لئے ایک نظیر موجود ہے تو اس قدر تکلفات کی کیا حاجت ہے۔

بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کبھی وعید کی پیشگوئی کو ٹال دینا سنت اللہ میں داخل ہے۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرع اور دعا سے ردّ بلا ہو سکتا ہے۔ تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے۔ پھر اگر بلا والی پیشگوئی ٹل نہیں سکتی تو پھر ردّ بلا کے کیا معنی ہوئے؟ اور یاد رہے کہ جس قسم کی مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت پیشین گوئیاں ہیں قدیم سے سُنت اللہ یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتلا اور امتحان سے خالی نہیں ہوتیں اور ان میں اجمال ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قبل از وقوع ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکہ پڑ سکتا ہے اور اُن کے معنی آخر پر جا کر کھلتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھی یہ نصیب نہ ہوا کہ ایمان لے آویں۔ اگر اس پیشگوئی میں یہ تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا اور اُس کا مولد مکہ ہوگا اور اُس کا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور وہ موسیٰ نبی سے اتنی مدّت بعد پیدا ہوگا اور بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا (نہ بنی اسرائیل میں سے) تو بد قسمت یہودی انکار کر کے واصل جہنم نہ ہوتے اور اگر حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی میں بتصریح بیان کیا جاتا کہ وہ الیاس نبی جس کا اُن سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے وہ یَحیٰ زکریا کا بیٹا ہوگا اور آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوگا تو پھر بد بخت یہود حضرت عیسیٰ سے انکار کر کے کیوں دوزخ میں پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی جس کے بارے میں تصریح نہایت

حاشیہ: اور پھر انہیں حدیثوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ انبیاءؑ میں دیکھا اور حضرت یحییٰ کے پاس بیٹھے دیکھا۔ تو اب اُن کے فوت ہونے میں کیا شک رہا۔ اور پھر دوسری طرف قرآن شریف صاف طور پر اُن کی وفات کی گواہی دیتا ہے۔ کیا آیت فلمّا توفیتنی اُن کی وفات پر قطعیۃ الدلالت نہیں اور رفع جسمانی پر کیوں زور دیتے ہیں۔ کیا رفع روحانی نہیں ہوا کرتا اور آیت تو خود کہتی ہے کہ رفع روحانی ہے۔ کیونکہ توفّی کے بعد اس کا ذکر ہے۔ اور یہ اعتراض کیوں کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ مہدی بھی آنا چاہئے تھا۔ کیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مھدی الاّ عیسٰی۔ منہ

﴿۳۴﴾

مفید تھی اور عام مخلوق کے لئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیشگوئی کے سمجھنے میں بھی لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں تو پھر دوسری پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرنا قرین قیاس ہے۔ اور ایسا ہی جو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی تو پھر مسیح موعود اور مہدی مسعود کی نسبت پیشگوئی کیونکر امتحان سے خالی ہو سکتی ہے۔ کیا جیسا کہ سمجھا جاتا تھا اور جیسا کہ یہود کے علماء کا خیال تھا اور آج تک خیال ہے الیاس نبی دوبارہ حضرت عیسیٰ سے پہلے دنیا میں آ گیا؟ پھر کس طرح حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کی اُمید رکھی جاتی ہے۔ ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہئے کہ عمر بھر اس کا نام نہ لیں۔ یہود کی امیدیں الیاس کے دوبارہ آنے کے بارے میں کہاں پوری ہو گئیں کہ اب مسلمانوں کی امیدیں پوری ہو جائیں گی لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین.

﴿۳۴﴾

سچ تو یہ ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی حقیقت کو وہ زمانہ کھولتا ہے جو ان کے ظہور کا زمانہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے متقی اور پرہیز گار لوگ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر ایمان تو لاتے ہیں مگر اُن کی تفاصیل کو خدا کے حوالے کر دیتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے قبل از وقت دخل دیتے ہیں اور اس پر ضد کرتے ہیں وہی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

(۴) منجملہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے نواب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ میں نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدی معہود پیدا ہوگا تو غیر مذاہب کے سلاطین گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کر دیا کہ چونکہ اس ملک میں سلطنت برطانیہ ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کا عیسائی بادشاہ اسی طرح مہدی کے روبرو پیش کیا جائے گا۔ یہ الفاظ تھے جو اُنہوں نے اپنی کتاب میں شائع کئے تھے جو ابتک ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب بغاوت سمجھے گئے اور یہ اُن کی غلطی تھی کہ اُنہوں نے ایسا لکھا کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں بلکہ محدّثین کا اتفاق ہے کہ مہدئ غازی کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں کوئی بھی

ان میں جرح سے خالی نہیں سب مغشوش اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں البتہ مسیح موعود کے آنے کے لئے بہت سی حدیثیں موجود ہیں سو ان کے ساتھ یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ جہاد نہیں کرے گا۔ اور کفار کے ساتھ کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور اس کی فتح محض آسمانی نشانوں سے ہوگی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مسیح موعود کی نسبت حدیث **یضع الحرب** موجود ہے یعنی جب مسیح موعود آئے گا تو جنگ اور جہاد کی رسم کو اُٹھا دے گا اور کوئی جنگ نہیں کرے گا اور صرف آسمانی نشانوں اور خدائی تصرّفات سے دینِ اسلام کو زمین پر پھیلائے گا۔☆ چنانچہ میرے وقت میں اب یہ آثار دُنیا میں موجود بھی ہو رہے ہیں اور یہی سچ ہے اور میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں خدا نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں جہاد کروں اور دین کے لئے لڑائیاں کروں بلکہ مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں نرمی کروں اور دین کی اشاعت کے لئے خدا سے مدد مانگوں اور آسمانی نشان اور آسمانی حملے طلب کروں اور مجھے اُس خدائے قدیر نے وعدہ دیا ہے کہ میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھائے جائیں گے اور کسی قوم کو طاقت نہیں ہوگی کہ میرے خدا کے مقابل پر جو آسمان سے میری مدد کرتا ہے اپنے باطل خداؤں کا کوئی نشان ظاہر کرسکیں۔ چنانچہ میرا خدا اب تک میری تائید میں صدہا نشان ظاہر کر چکا ہے۔

﴿۴۵﴾

پس نواب صدیق حسن خان کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کہ مہدی کے زمانہ میں جبر کر کے لوگوں کو مسلمان کیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[1] یعنی دین اسلام میں جبر نہیں ہے ہاں عیسائی لوگ ایک زمانہ میں جبراً لوگوں کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام جب سے ظاہر ہوا وہ جبر کے مخالف ہے جبر اُن لوگوں کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہیں مگر اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے۔ کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات اُن کے مرنے کے ساتھ ہی مر گئے مگر

☆ یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ جب مسیح کے نفس سے یعنی اُس کی توجہ سے کافر خود بخود مرتے جائیں گے تو پھر باوجود موجود ہونے ایسے معجزہ کے تلوار اُٹھانا بالکل غیر معقول ہے۔ ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود دشمنوں کو مارتا جائے گا تو پھر تلوار اُٹھانے کی حاجت ہی کیا ہے۔ **منہ**

[1] البقرۃ: ۲۵۷

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔ مگر کہاں ہیں وہ پادری یا یہودی یا اور قومیں جو ان نشانوں کے مقابل پر نشان دکھلا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں۔ تب بھی ایک نشان بھی دکھلا نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کے مصنوعی خدا ہیں سچے خدا کے وہ پیرو نہیں ہیں۔ اسلام معجزات کا سمندر ہے اس نے کبھی جبر نہیں کیا اور نہ اس کو جبر کی کچھ ضرورت ہے۔ ﴿۳۶﴾

پہلی لڑائیوں کی صرف بنیاد یہ تھی کہ قریش نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور بہت سے صحابہ قتل کر دیئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا پس وہ اپنی نہایت درجہ کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے اس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کو ان جرائم کی سزا دی جائے۔ پس جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی تھی وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ ہاں نہایت درجہ کی رحمت سے ایک رعایت اُن کو دی گئی کہ اگر وہ اسلام لاویں تو اُن کے جرائم بخش دیئے جاویں گے اور یہ جبر نہیں ہے بلکہ ان کی مرضی پر چھوڑا گیا تھا۔ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُن کے ان جرائم اور شرارتوں سے پہلے اُن پر تلوار اُٹھائی گئی تھی☆۔ وہ نادان پادری اور آریہ جن کو خواہ مخواہ اسلام سے ایک کینہ ہے محض افترا کے طور پر ایسی باتیں مُنہ پر لاتے ہیں اور نادان مولوی محض اپنی جہالت سے اُن کو مدد دیتے ہیں۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے۔ اسلام کے مقابل پر عیسائی مذہب کو اگر رکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ اسلام ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنی تمام قدرتوں اور عظمتوں اور تقدسوں میں کامل ہے اور بے مثل و

☆ تلوار ہرگز نہیں اُٹھائی گئی بلکہ تیرہ ۱۳ برس تک برابر کافروں کے انواع واقسام کے ظلم اور خونریزیوں پر صبر کیا گیا اور بعد اس کے جب وہ لوگ حد سے بڑھ گئے تب ان کے مقابلہ کا اذن دیا گیا پس یہ جنگ صرف دفاعی جنگ اور جرائم پیشہ کو محض سزا دینے کی غرض سے تھی تا زمین خونی مُفسدوں سے پاک کی جائے۔ منہ

بے مانند۔ اور عیسائی مذہب ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے کہ جو مخلوق اور کمزور اور عاجز ہے جو یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اُٹھاتا رہا اور ایک گھنٹہ میں گرفتار ہو کر حوالات میں کیا گیا اور پھر آخر عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق مصلوب ہوا۔ ایسا خدا دوسرے مشرکوں کے مصنوعی خداؤں کی نسبت کیا امتیاز رکھتا ہے اور نیز عقل کب تسلیم کر سکتی ہے کہ تمام مدار رحمت کا خدا کے پھانسی دینے پر ہے اور جب ایک مرتبہ خدا مر گیا تو پھر اس کی زندگی سے امان اُٹھ گیا اور اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ پھر نہیں مرے گا؟ جو خدا ہو کر مر بھی سکتا ہے اس کی پوجا کرنا لغو ہے وہ کس کو بچائے گا جب اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ مکہ کے بُت پرستوں کا بھی یہی حال تھا اور عقل اس بات کو کیونکر قبول کر سکتی ہے کہ ایک بُت اپنے ہاتھ سے بنا کر اس کی پوجا کی جاوے مسیحیوں کا خدا مشرکوں کے بتوں سے زیادہ کوئی قدرت ظاہر نہیں کر سکا اور اسلام کا خدا اُن سب پر غالب ہے ع یار غالب شو کہ تا غالب شوی ہمارے خدا کے معجزات عظیمہ نے جو زندہ خدا ہے بطور معائنہ لوگوں کو یقین دلا دیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا ہے چنانچہ آج تک جو جو معجزات اسلام کا خدا ظاہر کرتا رہا ہے اور کوئی شخص اس کے مقابل کوئی معجزہ نہیں دکھلا سکتا۔ ﴿۴۷﴾

مگر چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا اس لئے انہوں نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر پکڑے گئے اور نواب ہونے سے معطل کئے گئے اور بڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ میں اُن کے لئے دعا کروں تب میں نے اس کو قابل رحم سمجھ کر اُس کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اس کی عزت بچائی گئی۔ میں نے یہ اطلاع بذریعہ خط اُن کو دے دی اور کئی اور لوگوں کو بھی جو اُن دنوں میں مخالف تھے یہی اطلاع دی چنانچہ منجملہ ان کے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پنشنر ساکن امرتسر اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں۔ آخر کچھ مدت کے بعد ان کی نسبت گورنمنٹ کا حکم آ گیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قائم رہے۔ گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا ایک مذہبی پرانا خیال ہے جو ان کے دل میں تھا بغاوت کی نیت نہیں تھی ☆۔

☆ نواب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلا پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے انہوں نے میری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ میں نے دُعا کی تھی کہ ان کی عزت چاک کر دی جائے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (کتاب براہین احمدیہ)۔ منہ

(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے ٹائٹل پیج کے آخری ورق کے پہلے حصہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدر جلد ۵ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۶ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ ۵؍مئی ۱۹۰۶ء اور نیز پرچہ الحکم مورخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۶ء میں مع تشریح درج ہو کر شائع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے ہم اُس پیشگوئی کو اس جگہ لکھتے ہیں جو رسالہ مذکورہ اور دونوں اخباروں میں درج ہو چکی ہے۔ اور بعد میں جس طرح وہ پوری ہوئی اُس کو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہ ہے۔ ’’الہام ۵؍مئی ۱۹۰۶ء **پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن**۔ ثلج کا لفظ عربی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدّت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اس کو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اِس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدّت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی (یعنی کسی حصہ دنیا میں جو برف پڑے گی وہ شدّت سردی کا موجب ہو جائے گی) اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر میں ایسے دلائل اور شواہد میسر آجائیں جن سے اُس کا دل مطمئن ہو جائے اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تحریر موجبِ ثلج قلب ہو گئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے بکلّی اطمینان ہو گیا اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پا لیتا ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے اِس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اِس جگہ ثلج کے دوسرے معنی ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ اور شک کو دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہوگی کہ چونکہ گذشتہ دنوں میں زلزلوں کی نسبت کج طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے

﴿۳۸﴾

اور ثلج قلب یعنی کلّی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے اس لئے بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہوگا جس سے ثلج قلب ہو جائے گا اور گذشتہ شکوک وشبہات بکلّی دور ہو جائیں گے اور حجت پوری ہو جائے گی۔ اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہی قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئے گا تو اِس قدر متواتر نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفوں کے مُنہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنی تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہا ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنی ہوئے تو خدا تعالیٰ کوئی اور سماوی آفات نازل کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔‘‘

﴿۳۹﴾

یہ پیشگوئی جومع تشریح رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں اس کے ظہور سے نو ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کے لئے بہار کا موسم معیّن کیا گیا تھا۔ صفائی سے پوری ہوگئی۔ یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پھولوں اور شگوفوں سے بھر گئے تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اِس طرح پر پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے مُلکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جس کی تفصیل ابھی ہم انشاء اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اس مُلک میں بموجب منشاء پیشگوئی کے خاص اس حصہ مُلک میں وہ شدّتِ سردی اور کثرتِ بارش ہوئی کہ ملک فریاد کر اُٹھا اور ساتھ ہی بعض حصہ میں اس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہونے والا ہے چنانچہ آج ہی ۲۵؍ فروری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بنام حاجی عمر ڈار صاحب (جو باشندۂ کشمیر ہیں اور اس وقت میرے پاس قادیان میں ہیں عبدالرحمٰن ان کے بیٹے کی طرف سے) کشمیر سے آیا ہے کہ ان دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیط عالم ہے یہ وہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنے والے اس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اس قدر برف کا گرنا خارق عادت ہے۔ اور جس قدر اس ملک میں بارش ہوئی اُس کی شہادت چند اخباروں کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں:-

اوّل اخبار عام لاہور ۲۱؍فروری ۱۹۰۷ء سے بطریق اختصار لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اخبار مذکور کے دوسرے صفحہ میں بارش کے یہ حالات لکھے ہیں:۔

’’لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے پریشان کر رہے ہیں دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید اب بس کرے گا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصہ میں بارش اِس زور اور ایسے افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مبدل بزحمت نہ ہو جائے اس کے ساتھ بجلی بھی خوب چمکی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اس کے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑک دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کو کیا منظور ہے یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اس کی کچھ حد ہے مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں وہ رحمت کی زحمت نہ بن جائے اور فصلوں کی جڑوں کو اُکھاڑ کر نیست و نابود کر ڈالے اور نشیب کی زراعتیں دریا بُرد نہ ہو جائیں اور تمام امیدوں پر پانی پھر جائے سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے کون آدمی دم مارنے کی جرأت کر سکتا ہے انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرند بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ ان کے اندر اتنی گرمی کیسے پیدا ہو گئی ہے اور تجربہ کار لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے۔ چنانچہ یہ خیال واقعی صحیح ثابت ہوا ہے بادل اس وقت تک آسمان پر بدستور منڈلاتے ہیں اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارش بند ہو اور دھوپ کی صورت نظر آوے قلّت بارشوں سے تو صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری

﴿۴۰﴾

دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔اب کوئی ضلع نہیں ہے جہاں زیادہ بارشوں کی ضرورت بیان کی جائے ☆۔سرکاری رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ضلع گڑگانوہ میں پچھلے ہفتہ بعض حصوں میں اولے پڑنے سے فصلوں کا کسی قدر نقصان ضرور ہوا۔آج رات کی بارش میں گرج اور کڑک بھی تھی لیکن بادلوں کا زور بدستور نظر آرہا ہے۔اس قدر بارش سے شہر کے مکانات کے لئے بھی نقصان کا اندیشہ غالب ہے۔سڑکوں کے پرنچے اُڑ گئے ہیں کینکر کی سڑکیں کیچڑ سے دلدل ہو رہی ہے۔میدانوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے تمام اشجار نہائے دھوئے مثل دُلہن کے خوبصورت اور سبز نظر آتے ہیں گویا کہ نئی پوشاکیں پہنائی گئی ہیں اِن ایام میں ایسی بارش سالہائے دراز کے بعد نصیب ہوئی ہے (اِس فقرہ میں اس اخبار نے گواہی دی کہ یہ بارش غیر معمولی ہے) حق یہ ہے کہ موسم گرما کے ایّامِ برسات میں بھی ایسی بارشیں بہت کم دیکھی گئی ہیں اُس پرورد گار پرماتما کے عجیب وغریب کرشمے ہیں کہ یہ موسم اور یہ حالت۔‘‘

﴿۴۱﴾

واضح ہو کہ یہ ایک ہندو صاحب کا اخبار ہے جو لاہور سے نکلتا ہے اور محض خدا تعالیٰ نے میری پیشگوئی کی شہادت کے لئے اس کے قلم وزبان سے یہ راست راست بیان نکالا ہے۔

اور پھر اسی پرچہ اخبار عام ۲۶؍فروری ۱۹۰۷ء میں یہ خبر اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھی ہے:-

’’اگرچہ اس سال موسم سرما کچھ سُست دکھلائی دیتا تھا اور یہ امید منقطع ہو گئی تھی مگر آخر ایّام جنوری (یعنی موسم بہار) میں اپنا رنگ جمایا اور رنگا رنگ کے دانت دکھلانے شروع کر دیئے اِس مہینہ میں موسم سرما نے ایسے تعجب انگیز حالات کبھی نہیں دکھائے تھے۔اخیر جنوری سے اِس وقت تک یہ نوبت ہوئی کہ لوگ پناہ مانگ اُٹھے کبھی بارش اور کبھی برفباری اور کبھی ژالہ زدگی پھر بادلوں کا انبار ہر وقت برقع پوش

☆ اس سے ثابت ہے کہ یہ بارش ایک عالمگیر بارش تھی اور اس میں امر خارق عادت صرف یہی نہ تھا کہ بہار کے موسم میں اس قدر بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا بلکہ یہ دوسرا امر خارق عادت یہی تھا کہ باوجود بہار کے موسم کے عام طور پر تمام ملک میں بارش ہوگئی حالانکہ برسات کے دنوں میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔منہ

نظر آتا ہے سورج اور دھوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ برف نہ گرتی ہو یا اولے نہ پڑتے ہوں اور اگر یہ نہ ہو تو بارش تو ضرور ہوتی ہے اور بعض وقت دھواں دھار بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندھیرا ہو جاتا ہے اور بغیر روشنی کے کام نہیں ہوتا اور سردی کا وہ عالم ہے کہ رات کے وقت اگر پانی کسی جگہ پڑا رہ گیا تو فجر کو یخ ہو جاتا ہے آج کل پانی بغیر گرم کرنے کے پیا نہیں جاتا اور اس وقت سوائے برف کے چاروں طرف شملہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تمام اشجار و مکانات برف سے برقع پوش ہیں اور سردی بہت سخت ہے اور پھر اسی اخبار میں ہے کہ اس ملک میں بارش عام ہے جن مقامات میں اکثر بارش کی شکایت رہتی تھی وہاں بھی ہو گئی۔"

﴿۴۲﴾

اور اخبار **جاسوس آگرہ** پرچہ ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ میں لکھتا ہے کہ :-

"۶ر فروری ۱۹۰۷ء کو شام کے وقت کانپور میں سخت بارش ہوئی۔ طوفان برق آیا اور ایسی ژالہ باری ہوئی کہ ریل بند ہو گئی۔"

اور **اخبار اہل حدیث** امرتسر ۲۲ر فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۸ر محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کے صفحہ گیارہ میں لکھا ہے کہ اس ہفتہ میں اس نواح میں بلکہ کل پنجاب میں بارش کا سلسلہ لگا تار رہا۔ ۱۹ر کی شب کو سخت ژالہ باری ہوئی۔ کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا۔ فرمایا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔" (یہ الہام الٰہی پر ہنسی ٹھٹھا ہے وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ[1]) بہر حال ہمارے اس مخالف نے گواہی دی کہ اس ہفتہ میں کل پنجاب میں سلسلہ بارش برابر لگا رہا ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۲۲ر فروری عین بہار کا موسم ہے اور اُس نے یہ بھی گواہی دی کہ الہام مذکورہ بالا پورا ہوا۔

اور رسالہ **حکمت لاہور** ۱۵ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ دارجیلنگ میں ہر روز بارش ہو رہی ہے اور طوفان رعد آیا۔

اخبار نیّر اعظم مراد آباد کے پرچہ ۱۹ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی اولے بھی گرے۔

[1] الشعرآء: ۲۲۸

پرچہ اخبار آزاد انبالہ مورخہ ۱۶؍فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ایک میں لکھا ہے کہ دہلی میں دس دن تک برابر بارش ہو رہی ہے اور اولے بھی پڑے۔

پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۳؍فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ متواتر اور کثیر بارش سے بنگال کی فصل نیشکر کو نقصان پہنچا۔ پیسہ اخبار ۲۹؍فروری ۱۹۰۷ء میں بھی لکھا گیا ہے کہ مدراس میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی۔

پبلک میگزین امرتسر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ امرتسر میں سردی کمال جوبن پر ہے اور سلسلہ برسنے کا شروع ہے۔

اخبار **سماچار** لاہور ۲۶؍فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بارش سے لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ ﴿۴۳﴾

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵؍فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ آرہ چار روز سے برابر رحمت کی جھڑی لگی ہوئی ہے۔ ہو بہو موسم برسات کی کیفیت نظر آتی ہے مخلوق گھبرا رہی ہے اور دھوپ کو ترس رہی ہے

روزانہ پیسہ اخبار ۸؍فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ میں لکھا ہے۔ کئی دن سے بارش ہو رہی تھی۔ کل دوبارہ بڑے زور سے پانی پڑا سردی بڑھ گئی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے سڑکوں کی حالت تباہ ہے۔

یہ اخبار ہیں جو ہم نے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے لئے جو اس مُلک میں بارش وغیرہ ہونے پر موقوف تھی ان کے گواہان لکھے ہیں اور اگر ہم چاہتے تو اور پچاس ساٹھ اخبار اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے پیش کر سکتے تھے مگر میں جانتا ہوں کہ اس قدر اخباروں کی شہادت کافی ہے اور مُلک خود جانتا ہے کہ اس موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہیں جن کا علم بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں تھا بلکہ بارشوں اور طوفان وغیرہ کی پیشگوئی کرنیوالے جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں جو اس کام کے لئے بڑی بڑی بھاری تنخواہیں پاتے ہیں وہ پیشگوئی کر چکے تھے کہ معمولی بارش سے زیادہ نہیں ہوگی چنانچہ پرچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۰۶ء میں اس رائے کو دیکھو جو انہوں نے آئندہ موسم کے لئے ظاہر کی ہے۔

اور اس پیشگوئی کا ظہور بارش اور سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے ظہور میں نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑ گئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے بھی پیشگوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصوں میں بارش ہوگئی اور جن اضلاع میں بارش سے ہمیشہ ترستے تھے وہاں بھی ہوگئی پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور انصاف اور خدا ترسی سے کام لے گا وہ بلا تامل اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ امر خارق عادت اور غیر معمولی تھا جس کی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور اس ملک میں ایسے حالات کے پیش از وقت ظاہر کرنے کے لئے گورنمنٹ انگریزی میں ایک عملہ مقرر تھا اور منجم بھی تھے مگر کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہوں گی اور برف پڑے گی صرف اُس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔ ﴿۴۴﴾

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اُس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف گرنے کے متعلق کسی قدر پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیشگوئی اس ملک سے خاص نہیں رہی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس نے خارق عادت رنگ دکھلایا ہے اور وہ یہ ہے:-

اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۷؍فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ میں جو ۲۳؍ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کے مطابق ہے یورپ کی موسمی حالات کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے:-

بعض ممالک یورپ میں امسال سردی کی ایسی شدت بیان کی جاتی ہے کہ سنین ماضیہ میں اس کی کوئی نظیر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بلجیئم میں مقیاس الحرارت صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطہ انجماد سے تیرہ ۱۳ درجے نیچے بیان کیا جاتا ہے آسٹریا ہنگری میں بیس ۲۰ درجہ نیچے۔ اس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مر چکے ہیں۔ براعظم یورپ کی بعض ریلوے لائنوں کی آمد و رفت میں خلل پڑ گیا ہے کیونکہ انجنوں کے نل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور اوڑیسہ کی بندرگاہیں یخ بستہ ہو رہی ہیں۔ روس اور برطانیہ میں مقیاس الحرارت

اس قدر گر گیا ہے کہ قبل ازیں کئی سال یہ نوبت نہ پہنچی تھی۔ روم اور نیپلز کے درمیان ٹرینوں پر اس قدر برفباری ہوئی ہے کہ الامان۔ قسطنطنیہ میں کئی کئی فٹ تک برف پڑی۔ آبنائے باسفورس میں جہازوں اور سٹیمروں کی آمد و رفت ملتوی ہوگئی ہے۔ چینل میں آج کل جو جہاز اِدھر اُدھر سے پہنچتے ہیں وہ بالکل برف سے مستور ہوتے ہیں پیرس کے بازاروں میں غریب و غربا ٹھٹھر ٹھٹھر کر جان بحق ہو رہے ہیں۔ اٹلی کی جھیلیں اور نہریں جمی ہوئی ہیں۔ کیا سائنس اور علم حوادث ارضی اور سماوی کے ماہر اس بات کا کوئی تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں کہ اگر قدرت کا یہ عظیم الشان کارخانہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے ایک مقررہ قانون کا پابند ہے اور کوئی فوق الفوق قادر مطلق اور مدبّر بالاِرادہ ہستی اس پر متصرف نہیں تو نیچر کے حالات روزمرہ میں کبھی کبھی یہ خلاف معمول واقعات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اور کیا ایسے حوادث سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس کے عقائد کو مان کر انسان کسی حال میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا ☆ ورنہ دہریے تو ایک طرف رہے اکثر مذاہب موجودہ کے پابند بھی ایسے موقعوں پر اپنے معتقدات کی معقولیت کا کوئی قابل اطمینان ثبوت نہیں دے سکتے۔‘‘

﴿۴۵﴾

پھر اخبار **نور افشاں** مورخہ ۲۲ر فروی ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ہانگ کانگ میں اس شدت سے بارش ہوئی کہ دس۱۰ منٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس قریب یکصد چینی ہلاک ہوئے اور پرچہ اخبار نور افشاں ۲۳ر فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بمقام آرمی نیوز ہفتہ ھٰذا میں اس زور و شور کی بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دو تین مرتبہ شدّت سے ژالہ باری بھی ہوئی *۔

☆ ایسے غیر معمولی حوادث سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام برحق ہے بلکہ کھلے کھلے طور پر یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص نے مسیح موعود ہونے کے دعوے کے ساتھ پیش از وقت ایسے غیر معمولی اور عالمگیر واقعہ کی خبر دی وہ سچا اور خدا کی طرف سے ہے۔ **منہ**

* ہم ایڈیٹر پرچہ نور افشاں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی انجیل کے پیرو نے بھی یہ عظیم الشان پیشگوئی کی تھی کہ جو تمام ملک بلکہ تمام دنیا پر دائرہ کی طرح محیط ہوگئی اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تھی تو پھر کس ایسے شخص کی طرف سے تھی جو قدرت نمائی میں خدا کے برابر تھا پھر جبکہ آنے والے مسیح موعود نے خدا کی گواہی اپنے لئے پیش کر دی تو پھر اب بھی اس کو نہ ماننا کیا یہ اُن یہودیوں کی صفت ہے یا نہیں جنہوں نے مسیحؑ کے معجزات دیکھ کر بھی اُس سے دشمنی کی اور جو چاہا اُس سے کیا۔ **منہ**

ہم پہلے اس سے لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی وقوع سے نو ماہ پہلے یعنی ۵/مئی ۱۹۰۶ء کو اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ پھر نو ماہ کے بعد ایسی کھلے کھلے طور پر ظہور میں آئی کہ پنجاب اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ کی تمام اخباریں اس کی گواہ رویت ہو گئیں۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کسی انسان کو یہ عمیق در عمیق علم حاصل نہیں اور نہ کسی مفتری کی یہاں پیش جاتی ہے کہ وہ افتراء کے طور پر خدائی قدرت کو آپ دکھاوے یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ جیسا کہ خدائے قادر نے دو گذشتہ بہاروں کے متعلق دو زلزلوں کی خبر دی تھی یعنی ۱۹۰۵ء۔ اور ۱۹۰۶ء میں ایسا ہی تیسری مرتبہ پھر بہار کے متعلق یہ خبر دی کہ بہار کے موسم آئندہ میں جو ۱۹۰۷ء میں آئے گا سخت بارشیں ہوں گی اور سردی بہت پڑے گی اور برف پڑے گی سو ایسا ہی ظہور میں آ گیا اور بڑی شان وشوکت سے یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ **فالحمد لِلّٰہ علٰی ذالِک**.

اس پیشگوئی کے ساتھ ایک اور پیشگوئی تھی جو رسالہ ریویو آف **ریلیجنز** اور بدر، الحکم میں اُنہیں دنوں میں چھپ چکی اور شائع ہو چکی تھی اور وہ یہ ہے:-

دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ صحن میں ندیاں چلیں گی پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔ **یأتیک من کلِّ فجّ عمیق. یاتون من کلّ فج عمیق و اُلْقی به الرعب العظیم. ویل لکلّ همزة لمزة. ساکرمک اکرامًا عجبًا.** آسمان ٹوٹ پڑا۔ یہ تمام پیشگوئیاں بارش کے متعلق ہیں اور ساتھ اس کے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ کثرتِ بارش دشمنوں کے لئے مضر ہوگی۔ شاید اس کا یہ مطلب ہے کہ کثرتِ بارش طاعون اور طرح طرح کے امراض کو پیدا کرے گی☆۔ اور بعض زراعتوں کا بھی نقصان ہوگا اور پھر عربی الہام کے یہ معنی ہیں کہ ان نشانوں کے ظہور کے بعد نئے سرے لوگوں کا رجوع ہوگا ہر ایک راہ سے وہ آئیں گے یہاں تک کہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور بہت سے تحائف اور نقد اور جنس دور دور سے لوگ بھیجیں گے اور دشمنوں پر رعب عظیم پڑے گا۔ اُس وقت چغل خوروں اور عیب گیروں پر لعنت برسے گی اور میں تجھے

﴿۴۶﴾

☆ شاید اس فقرہ سے یہ مطلب ہو کہ ان نشانوں کے بعد تمام دشمن پورے طور پر لاجواب اور ساکت ہو جائیں گے۔ منہ

ایک عجیب عزت دوں گا۔ اتنی بارشیں ہوں گی کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑے گا۔

(۵) پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتٰی میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدرآباد دکھن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء قدر سے اس کو سگِ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اُس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا۔ چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گذرنے کے بعد اُس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہوگئی تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہوگئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا ناچار اس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اُس کا کوئی علاج بھی ہے اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مرگیا تو ایک بُرے رنگ میں اُس کی موت شماتتِ اعداء کا موجب ہوگی تب میرا دل اُس کے لئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے مُردہ زندہ ہو جائے غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلّط میرے دل پر کرلیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مُردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا اور اس نے

﴿۴۷﴾

کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلی صحت یاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہو گئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دُنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں، پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں اُنہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

اس جگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب میں نے اس لڑکے کے لئے دعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوا دینی چاہیے چنانچہ میں نے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یوں کہو کہ مُردہ زندہ ہو گیا اور جو کسولی کے ڈاکٹروں کی طرف سے ہماری تار کا جواب آیا تھا ہم ذیل میں وہ جواب جو انگریزی میں ہے معہ ترجمہ کے لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

﴿۴۸﴾

To Station	*From Station*
Batala	Kasauli
To Person	*From Person*
Sherali Kadian	Pasteur

Sorry nothing can be done for Abdul Karim

(انگریزی الفاظ اُردو میں)

ٹوسٹیشن۔بٹالہ فرام سٹیشن۔کسولی

ٹوپرسن۔شیر علی قادیان فرام پرسن۔پیسٹیؤر

سارِی نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبدالکریم

(ترجمہ) مقام بٹالہ از مقام کسولی

بنام شیر علی قادیان از جانب پیسٹیؤر

افسوس ہے کہ عبدالکریم کے واسطے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا

اور دفتر علاج سگ گزیدگان سے ایک مسلمان نے متعجب ہو کر کسولی سے ایک کارڈ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ ’’سخت افسوس تھا کہ عبدالکریم جس کو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا اس کے اثر میں مبتلا ہو گیا مگر اس بات کے سننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دُعا کے ذریعہ سے **صحت یاب** ہو گیا ایسا موقعہ جانبر ہونے کا کبھی نہیں سنا یہ خدا کا فضل اور بزرگوں کی دعا کا اثر ہے۔ الحمدللہ۔ راقم عاجز عبداللہ از کسولی۔‘‘

(۵) **پانچواں نشان** ایک شخص کا مباہلہ ہے یعنی اُس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا اور بہت سی ناکردنی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کر کے خدا تعالیٰ سے انصاف کا خواستگار ہوا تب وہ اس درخواست سے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اس جہان سے انتقال کر گیا۔

﴿۴۹﴾

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک شخص عبدالقادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا اس کو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اس کی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اُس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصہ ہم اس جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس میں اُس نے سخت سے سخت فسق و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں اور سعد اللہ لدھیانوی کے رنگ میں میرے چال چلن پر بھی تہمتیں لگائی ہیں اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان شعروں کے سوا باقی چند شعر اس کے ہم اس جگہ نقل کر دیتے ہیں مگر اس کے بہت گندے شعروں سے اس کتاب کو پاک رکھتے ہیں اور ہم تمام تحریر اُس کی جس کے سر پر دو شعر میرے بھی لکھے ہیں اور کچھ اُس کی اپنی تحریر

جو غلطی سے بھری ہوئی نظم اور کچھ نثر ہے وہ سب ذیل میں لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

من تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ابن مریم مر چکا حق کی قسم	داخلِ جنت ہوا ہے محترم☆
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اس سے بہتر غلام احمد* ہے

اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے مَاقَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ[1] چھیویں پارہ میں غور سے دیکھو جس کو مرزا صاحب خوب جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی اس پر عمل نہیں کرتے۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم	صورت ملکی بفلک محترم
ذکر و فخر اُن کا ہے قرآن سے ثبوت	جھوٹ کہتے ہیں غلام احمدی
لوگو ثابت کر لو تم قرآن سے	دین کیوں کھوتے ہو تم بُہتان سے

☆ چونکہ یہ شخص بے علم ہے اس لئے اس نے میرے شعروں کے لکھنے میں بھی غلطی کی ہے یہ مصرع جس پر میں نے نشان لگایا ہے جو میرے شعر کا مصرع ہے اُس میں بھی اس نے غلطی کی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ داخل جنت ہوا ہے محترم۔ حالانکہ یہ مصرع اس طرح پر ہے۔ داخلِ جنت ہوا وہ محترم۔ منہ

* اکثر نادان اس مصرع کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ اس مباہلہ کرنے والے نے ظاہر کیا مگر اس مصرع کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اُمت محمدیہ کا مسیح اُمت موسویہ کے مسیح سے افضل ہے کیونکہ ہمارا نبی موسیٰ سے افضل ہے بات یہ ہے کہ حکمت اور مصلحت الٰہیہ نے تقاضا کیا تھا کہ جیسا کہ موسوی خلیفوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الخلفاء ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفوں میں سے ایک خاتم الخلفاء آخر الزمان میں پیدا ہوگا (جو یہ عاجز ہے) تا اسرائیلی اور اسماعیلی سلسلے باہم مشابہت پیدا کریں پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے افضل ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کی اُمت کا خاتم الخلفاء حضرت موسیٰ کے خاتم الخلفاء سے افضل ہو۔ حق یہی ہے جس کے کان سُننے کے ہیں سُنے۔ افسوس! ہمارے مخالف بار بار یہ تو کہتے ہیں کہ اخیر زمانہ میں ایک گروہ اہل اسلام کا یہودی صفت ہو جائیں گے اور جیسا کہ بدقسمت یہودی خدا کے نبیوں کو رد کرتے اور پیشگوئیوں کا انکار کرتے تھے وہ بھی کریں گے مگر یہ ان کے منہ سے نہیں نکلتا کہ جیسا کہ دونوں سلسلوں کو دونبیوں کی مماثلت کی وجہ سے اول میں مشابہت ہے ایسا ہی خاتم الخلفاء کے پیدا ہونے کے بعد آخر میں بھی مشابہت پیدا ہوجائے گی۔ یہودی بھی کہتے ہیں کہ آخر زمانہ کا مسیح پہلے مسیح سے افضل ہوگا مگر یہ لوگ نہیں کہتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بلند پایہ کا کچھ بھی قدر نہیں کرتے یہ سوچنے کے لائق ہے کہ جس شخص کے دل میں میرے اس مصرع کی وجہ سے مباہلہ کا جوش اُٹھا تھا خدا نے میری زندگی میں ہی اس کو ہلاک کر دیا۔ پس اس مصرع کے سچے ہونے پر اس کی موت کافی گواہ ہے۔ منہ

[1] النسآء:۱۵۸

جھوٹھ کا بازار تھوڑے روز ہے
بعد اس کے حسرت دلسوز ہے

اب بھی مرزائیو ذرا حق سے ڈرو
زندگی میں جلد تر توبہ کرو

دین محمد کی کرو تم پیروی
ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی

جب خدا کا قہر ہو تم پر نزول
پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول

بھول جائیں گے یہ سب قالا وقول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول

صرف اس کی عقل کا طومار ہے
عیش و عشرت کے لئے یہ کار ہے

جو طریقہ اُس نے ہے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کہا

عورتیں بیگانہ کو ہمراہ لیا
باغ میں لے جا کے اُس نے یہ کہا

چھوڑ دو مُنہ کھلے اپنے تم نسا
ہاتھ میں لے ہاتھ کرتے چھچھا

اورکرتے کام ہیں وہ ناروا
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کہا

یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

(لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین)

﴿۵۰﴾

یہ شعر ہیں جن میں سے بہت گندے شعر میں نے نکال دیئے ہیں کیونکہ وہ سخت گندے اور بے حیائی کے مضمون تھے مگر جیسا کہ ان شعروں کے مصنّف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبد القادر طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ مجھے اُس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اس کی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا۔ پس اس طرح پر اس کے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔

افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہو کر تہمتیں لگاتے اور شریعت نبویہ کی رو سے حد قذف کے لائق ٹھہرتے ہیں پھر بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنی اس زمانہ کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ

سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اس کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور اُس کا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بدزبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے چنانچہ اب تک بیسیوں ان میں سے ایسے مباہلات سے ہلاک ہو چکے ہیں اگر میں سب کے حالات لکھوں تو کئی جزو کتاب کے اسی ذکر میں بھر جائیں میرے بہت سے دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص یک طرفہ مباہلہ کر کے چند روز میں مر گیا اور فلاں شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مباہلہ کیا تو صبح ہوتے ہی دُنیا سے کوچ کر گیا اور بعض نے خود آ کر ایسے عجیب نشان بیان کئے چنانچہ کل ۲۸ رفروری ۱۹۰۷ء کو بھی چند مہمانوں نے حالات مباہلہ کے بیان کئے مگر میں نے اس لئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف زبانی ہیں ان کا لکھنا غیر ضروری سمجھا۔ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الٰہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کاذبوں، دجالوں اور فاسقوں کے یہی نشان ہیں کہ ان کے مقابل پر مباہلہ کی حالت میں خدا مومنوں متقیوں کو ہلاک کرتا جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ اشعار مذکورہ قلمی مصنف کا عکس لے کر اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا مخالفوں پر اتمام حجت ہو اگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اس کے شعر نہیں ہیں تو اس کی اس عکسی تحریر کو اس کی دوسری تحریروں سے ملا سکتا ہے اور اصل بھی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعہ سے مجھے یہ تحریر ملی ہے وہ اُس کا شاگرد ہے اور اس کا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیہری والہ ضلع گورداسپور۔ ﴿۵۱﴾

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مباہلہ کرنے والے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت مخالفوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ براہین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اُس زمانہ میں ذکر کیا ہے کہ جبکہ ان عذابوں کا اِس ملک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ **لا یصدق السّفیه الّا سیفة الهلاک. اتٰی امر اللّٰه فلا تستعجلوه** یعنی سفلہ آدمی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا۔ ان کو کہہ دے کہ وہ نشان بھی آنے والا ہے پس تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان مُراد تھا۔ ایسا ہی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے **الرَّحمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن لتنذر قومًا ما**

انذر اٰبـاء ھـم ولتستبین سبیل المجرمین. قُل اِنِّیْ اُمِرْتُ وانا اوّل المؤمنین.
یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا تا کہ تو آنے والے عذاب سے اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون مجرم اور کون طالب حق ہے۔ ﴿۵۲﴾

اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور وہ یہ ہے:
’’دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔‘‘

اور ظاہر ہے کہ نـذیر کا لفظ اُسی مُرسل کے لئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جس کی تائید میں یہ مقدّر ہوتا ہے کہ اس کے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کیونکہ نذیر ڈرانے والے کو کہتے ہیں اور وہی نبی ڈرانے والا کہلاتا ہے جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہے۔ پس آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے جو براہین احمدیہ میں میرا نام نذیر رکھا گیا ہے اُس میں صاف اشارہ تھا کہ میرے وقت میں عذاب نازل ہوگا سو اس پیشگوئی کے مطابق طاعون اور زلزلوں کا عذاب نازل ہو گیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر انسان تو آپ کے نام سے بھی بے خبر ہیں پھر وہ لوگ زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے کیوں ہلاک ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اس لائق ہو چکے تھے کہ دنیا میں اُن پر عذاب نازل کیا جاوے پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا۔ اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے اور یہ بات سراسر غلط ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ میرے نام سے بھی بے خبر ہیں یہ امر کسی منصف مزاج پر پوشیدہ نہیں رہے گا کہ عرصہ قریباً بیس[۲۰] برس کا گذر گیا ہے جبکہ میں نے سولہ ہزار[۱۶۰۰۰] اشتہار دعوت انگریزی میں چھپوا کر اور اس میں اپنے دعوے اور دلائل کا ذکر کر کے یورپ اور امریکہ میں تقسیم کیا تھا اور بعد اس کے

مختلف اشتہارات وقتاً فوقتاً تقسیم ہوتے رہے اور پھر کئی برس سے رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز یورپ اور امریکہ میں بھیجا جاتا ہے اور یورپ کے اخباروں میں بار ہا میرے دعوے کا ذکر ہوا ہے اور جو ڈوئی☆ پر بد دعا کی گئی تھی اس کا ذکر بھی یورپ کی اخباروں میں ہوا تھا پھر باوجود اس قدر متواتر اشاعت کے جو بیس۲۰ برس سے زیادہ ہو رہی ہے کون قبول کرے گا کہ وہ لوگ میرے نام سے بھی ناواقف ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے میرے سلسلہ میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔ ﴿۵۳﴾

ماسوا اس کے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوحؑ کے طوفان نے اُن لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا جن لوگوں کو حضرت نوحؑ کے نام کی خبر بھی نہیں تھی پس اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1] خدا تعالیٰ دنیا میں عذاب نازل نہیں کرتا جب تک پہلے اس سے کوئی رسول نہیں بھیجتا یہی سُنت اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا پس اُن پر جو عذاب نازل ہوا صرف میرے دعویٰ کے بعد ہوا۔

عبدالقادر طالب پور پنڈوری والے کی اصلی تحریر کا عکس یہ ہے

میں تصنیف مرزا صاحب غلام احمد قادیانی
ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا ہے محترم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر ہے غلام احمدی
اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے
ما قتلوہ وما صلبوہ جیسے یہ آیت ہیں
غور سے دیکھو جسکو مرزا صاحب خوب
جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی
کے اس پہ عمل نہیں کرتے

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
صورت ملکی بفلک محترم
ذکر جو تحریر کیا ہے قرآن سے ثبوت
جو تم کرتے ہیں غلام احمدی
سو تو ثابت کر دو تم قرآن سے
دین کیوں کھوتے ہو تم بے ایمان
جو تیرے کا نازرا تھوڑے روز ہے
بعد اس کے حسرت و سوز ہے

☆ یہ ملک امریکہ کے ایک جھوٹے اور الیاس ہونے کے مدعی نبوت کا نام ہے جو آج کل علاوہ مالی نقصانات کے مرض فالج میں مبتلا ہو کر قریب المرگ ہے۔ منہ

[1] بنی اسرآئیل:۱۶

﴿۵۴﴾

اب بھی مرزا کو ذرا حق سے ڈرو
زندگی میں جلد تر توبہ کرو
دین محمد کی کرو تم پیروی
ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی
جب خدا کا قہر ہوئیگا نزول
پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول
بھول جاویگے یہ سب تاویل قول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
صرف اوسکی عقل کا طومار ہے
عیش و عشرت کے لئے بیکار ہے
جو طریقہ اسنے سے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کیا
عورتیں بیگانیاں تسکو بزور لیا
باغ میں لیجا کے اوسنے یہ کیا
جوڑ دو منشی کہے اسنے تم نسا
ہاتھ میں لے ہاتھ کرتے جپھیا
اور دیگر سے کام ہیں وہ ناروا
پھر سے لوگوں نے اسے مہدی کیا
یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹے کا دنیا سے مطلع صاف کر

(۶) **چھٹا نشان** حکیم حافظ محمد دین کی موت ہے جو بعد مباہلہ وقوع میں آئی اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص ساکن موضع تنکر تھا جو متصل ریلوے سٹیشن کاہنہ اور تحصیل لاہور کے متعلق ہے اُس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مباہلہ کے استعمال کئے تھے اور جھوٹے کے لئے خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی اور پھر اُس درخواست کے بعد کہ جو اُس نے کئی جگہ اپنی کتاب میں کی ہے جس کتاب کا نام اُس نے فیصلہ قرآنی اور تکذیب قادیانی رکھا ہے ایک سال اور تین ماہ بعد مر گیا☆۔
چنانچہ وہ صفحہ ۷۶ اور صفحہ ۷۸ اور صفحہ ۸۵ میں یہ آیات بطور مباہلہ کے لکھتا ہے:-

☆ یہ کتاب اس کی اسلامی سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوئی تھی باہتمام حکیم چنن دین۔ منہ

﴿۵۵﴾

وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ[1] وَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ[2] لَعۡنَةَ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ[3] یہ آیتیں ہیں جو اُس نے لکھی ہیں چنانچہ ایک آیت میں تو اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو جھوٹ بولتا اور افترا کرتا ہے اور دوسری آیت میں اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو سچے کی تکذیب کرتا ہے پس یہی مباہلہ ہے اور تیسری آیت میں عام طور پر جھوٹے پر لعنت کی ہے اور جیسا کہ میں نے لکھا ہے جب یہ شخص اس کتاب کو شائع کر چکا تو ایک سال تین ماہ کے بعد مر گیا۔ اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اسلام میں مباہلہ ایک فیصلہ کن امر قرار دیا گیا ہے۔ پس جبکہ مجھے حکیم حافظ محمد دین نے اپنی اس کتاب میں مفتری ٹھہرایا اور میرا نام **افّاک اثیم** رکھا اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں میری نسبت یہ آیت لکھی۔ وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ☆ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ[4] یعنی لعنت ہے مفتری گنہگار پر جو خدا کی آیتوں کو سنتا ہے پھر تکبر کی راہ سے انکار پر اصرار کرتا ہے گویا کچھ بھی نہیں سُنا۔ پس اُس کو تُو دردناک عذاب کی بشارت دے پس یہ شخص محمد دین یہ آیات لکھ کر یہ اشارہ کرتا ہے کہ گویا میں **افّاک اثیم** ہوں اور اس کی زندگی میں ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کی موت سے فیصلہ کر دیا کہ کون **افّاک اثیم** ہے۔

(۷) **ساتواں نشان۔** ۲۸؍ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو یہ الہام ہوا۔ **سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی۔** چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل از وقوع تمام جماعت کو سنائی گئی اور جب یہ پیشگوئی سنائی گئی بارش کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک ناخن کے برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب اپنی تیزی دکھلا رہا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج بارش بھی ہوگی اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کی نماز کے بعد یک دفعہ بادل آیا اور بارش ہوئی اور رات کو بھی کچھ برسا اور اُس رات کو جس کی صبح میں ۳؍ مارچ ۱۹۰۷ء کی تاریخ تھی زلزلہ آیا جس کی خبریں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلو تین دن میں پورے ہو گئے۔

☆ یہ لفظ آیت قرآنی کا اس شخص نے بوجہ عدم علم قرآن کے غلط لکھا ہے صحیح اس طرح ہے۔ **یسمع آیات اللّٰہ تُتْلٰی عَلَیہ۔ منہ**

[1] الجاثیۃ:۸ [2] المطففین:۱۱ [3] اٰل عمران:۶۲ [4] الجاثیۃ:۸،۹

﴿۵۶﴾

اِس تحریر کے بعد ۵؍مارچ ۱۹۰۷ء کی ڈاک میں دو خط مجھے ملے ایک خط اخویم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کی طرف سے تھا جس میں لکھا تھا کہ دو اور تین مارچ کی درمیانی رات میں سخت دھکا زلزلہ کا محسوس ہوا اور اس سے پہلے بارش بھی ہوئی اور اولے بھی پڑے اور وہ الہام کہ **آسمان ٹوٹ پڑا** سارا پورا ہو گیا۔

اور اسی ڈاک میں ایک خط یعنی کارڈ اخویم میاں نواب خان صاحب تحصیلدار گجرات کا مجھ کو ملا جس میں لکھا تھا کہ دوسری اور تیسری مارچ ۱۹۰۷ء کی درمیانی جو رات تھی اس میں ساڑھے نو بجے رات کے ایک سخت دھکا زلزلہ کا محسوس ہوا اور نہایت خطرناک تھا۔

اور اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۷ء میں اس زلزلہ کے متعلق مندرجہ ذیل خبر ہے۔ ’’ہفتہ کی شام کو ایک تیز دھکا زلزلہ کا محسوس ہوا جو چند سیکنڈ تک رہا اس کی سمت شمال مشرق تھی۔‘‘

اور اخبار عام لاہور مورخہ ۶؍مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ سرینگر (کشمیر) میں سنیچر کی رات کو بوقت ساڑھے نو بجے ایک تیز زلزلہ محسوس ہوا چند سیکنڈ رہا شمالاً شرقاً۔

اب کوئی ہمیں بتا وے کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی طرف سے یہ پیشگوئی شائع کرے کہ آج بارش ہوگی اور اس کے بعد زلزلہ آئے گا اور ایسے وقت میں خبر دی ہو جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور بارش کا کوئی نشان نہ تھا اور پھر اسی طرح وقوع میں آجائے اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا ثبوت کیا ہے تو معزز گواہان رویت کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں جن کو یہ پیشگوئی اُس وقت سُنائی گئی تھی یعنی ۲۸؍فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کے وقت جبکہ دھوپ صاف طور پر نکلی ہوئی تھی اور آسمان پر سورج چمک رہا تھا اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔

سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ ۲۸؍فروری ۱۹۰۷ء کے قبل از وقت سُننے کے گواہ محمد صادق ایڈیٹر اخبار ’’بدر قادیان، اہلیہ محمد صادق، والدہ خواجہ علی، محمد نصیب احمدی محرر اخبار بدر، ماسٹر شیر علی، غلام احمد محرر تشحیذ الاذہان، غلام محمد مدرس لوئر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

﴿۵۷﴾

مولوی محمد احسن بقلم خود۔ عبید اللہ بسمل احمدی عفی عنہ۔ میں نے اپنے کانوں سے یہ پیشگوئی سنی محمد سرور عفی عنہ
غلام قادر۔ قاضی امیر حسین۔ میں نے بھی سنا ہے۔ غلام نبی بقلم خود مامون خان جمنا سٹک انسٹرکٹر۔
حاکم علی از چک پنیار حال وارد قادیان۔ حافظ محمد ابراہیم مہاجر قادیان۔ محمد الدین بقلم خود طالب علم ایم.اے
کالج علیگڑھ حال وارد قادیان۔ خاکسار فقیر اللہ نائب ناظم میگزین۔ عبد الرحیم سیکنڈ کلرک میگزین۔
خاکسار احمد علی نمبردار ساکن بازید چک حال وارد قادیان۔ محمد الدین۔ محمد حسن احمدی دفتری۔ انّا علٰی
ذالک من الشاھدین سید مہدی حسین مہاجر۔ عبد المحی عرب مصنّف لغات القرآن۔ محمد جی ایبٹ آبادی
سیّد غلام حسین کشمیری۔ سیّد ناصر شاہ صاحب اورسیئر کشمیر۔ محمد اسحاق۔ غلام محمد۔ دولت علی طالب علم۔ بیشک
۲۸؍فروری کو میں نے حضور کا الہام سُنا کہ سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خادم قطب الدین حکیم۔
محمد حسین کاتب اخبار بدر۔ شیخ عبد الرحیم دفتری بدر۔ سید احمد نور کابلی۔ سلطان محمد طالب علم افغان۔
حضرت نور کابلی۔ عبداللہ افغان۔ حاجی شہاب الدین۔ فضل الدین حکیم۔ خلیفہ رجب دین لاہوری بقلم خود۔
حاجی فضل حسین شاہجہانپوری۔ شیخ محبوب الرحمٰن بنارسی۔ لطف الرحمٰن۔ شیخ احمد میسوری۔ محمد سلیمان مونگیری۔
عبد الستار خان کابلی مہاجر۔ شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی مدرس۔ سیّد ناصر نواب۔ عبد الرؤف فخر الدین طالب علم
مدرسہ تعلیم الاسلام۔ منشی کرم علی کاتب ریویو آف ریلیجنز۔ سیّد تصور حسین بریلوی۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔
غلام حسن نانبائی بورڈنگ۔ غلام محمد افغان مہاجر۔ زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی
میں نے سنا۔ (حکیم حاجی مولوی) نورالدین۔ میں نے ۲۸؍فروری ۱۹۰۷ء کو یہ الہام سُنا تھا۔ زلزلہ آیا۔ آج
بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ حکیم محمد زمان میں نے سُنا اور اُسی روز خط میں منصوری لکھ دیا۔
عبد الرحیم فورتھ ماسٹر۔ غلام محمد طالب علم بی.اے۔ ایم.اے.او کالج علیگڑھ۔ شیخ غلام احمد۔ خاکسار یار محمد
بی.او.ایل۔ برکت علی خان۔ قدرت اللہ خان مہاجر۔ شیخ عبد العزیز نومسلم۔ احمد دین زرگر۔ عبد اللہ ساکن
شوپین کشمیر حال وارد قادیان۔ میں نے یہ الہام اُسی دن صبح کے ۷ بجے سُنا اور اُسی دن بارش بھی ہوئی اور
زلزلہ بھی تیسرے دن آیا۔ **محمود احمد** میں نے صبح ۲۸؍فروری ۱۹۰۷ء کو یہ پیشگوئی سُنی۔ امیر احمد ولد مولوی
سردار علی حکیم ساکن میانی۔ میں نے صبح ۲۸؍فروری ۱۹۰۷ء کو یہ پیشگوئی سُنی۔ محمد اشرف محرر دفتر صدر انجمن۔

﴿۵۸﴾

شیخ عبداللہ معالج بورڈنگ ہاؤس۔مولوی عظیم اللہ نابھا والے۔عبدالغفار خان افغان متوطن
ملک خوست حال وارد قادیان۔عبدالغنی طالب علم۔دین محمد مستری۔مولوی محمد فضل چنگوی احمدی
کریم بخش نمبر دار رائے پور۔صاحبزادہ منظور محمد لدھیانوی۔غلام حسین ولد محمد یوسف اپیل نویس
عبدالغنی۔فیض احمد۔محمد اسمٰعیل۔عبدالحق۔عبدالرحمٰن۔فضل الدین۔منظور علی۔مرزا برکت علی بیگ
مستری عبدالرحمٰن۔ولی اللہ شاہ۔حبیب اللہ شاہ۔فخر الدین۔گوہر دین۔خواجہ عبدالرحمٰن
ملک عبدالرحمٰن۔محمد یحیٰ۔عبدالستار۔عبدالعزیز۔بشیر احمد۔عبداللہ جٹ۔عبدالرحمٰن لدھیانوی
محمد اسمٰعیل۔علی احمد۔حیات خان۔اسحٰق۔دین محمد۔ابراہیم۔برکت اللہ۔عبدالرحمٰن
سید الطاف حسین۔عبدالرحمٰن داتوی۔ممتاز علی۔عبدالکریم۔عبدالجبار۔احمد دین۔محمود۔عبدالحق
عبید اللہ۔عبدالرحمٰن۔عبداللہ۔کریم بخش خانساماں۔نور محمد فراش۔غلام محمد کاتب کتاب ھٰذا

یاد رہے کہ اس پیشگوئی میں کہ سخت زلزلہ آئے گا اور آج بارش بھی ہوگی ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ زلزلہ زمین سے متعلق ہے اور بارش آسمان سے آتی ہے پس یہ ایسی پیشگوئی ہے کہ اس میں زمین اور آسمان دونوں جمع کر دیئے گئے ہیں تا پیشگوئی دونوں پہلوؤں سے پوری ہو کیونکہ یہ امر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے جس میں زمین اور آسمان دونوں شامل کر دیئے جائیں بلکہ خود یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے کہ عین دھوپ کے وقت جب کہ بارش کا خاتمہ ہو چکا ہو یہ پیشگوئی کرے کہ آج بارش ہوگی اور پھر بارش ہو جائے۔

اے ناظرین! اب ہم نمونہ کے طور پر وہ تمام نشان اپنے دعوے کے متعلق لکھ چکے ہیں☆ جن کے لکھنے کے لئے ہم نے قصد کیا تھا اور ہزار ہزار خدائے ذوالجلال کا شکر ہے کہ محض اس نے اپنے فضل وکرم سے میری تائید میں یہ نشان دکھلائے اور مجھے طاقت نہیں تھی کہ ایک ذرہ بھی زمین

☆ ۹؍مارچ ۱۹۰۷ء لنڈن کی تار میں خبر آئی ہے جو سول اخبار میں شائع ہوگئی کہ ڈوئی جس نے امریکہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ اپنے دعویٰ میں کاذب ہے خدا اُس کو نہیں چھوڑے گا۔ وہ مفلوج ہو کر مر گیا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالک بڑا نشان ظاہر ہوا۔ منہ

سے یا آسمان سے اپنی شہادت میں کچھ پیش کر سکتا مگر اُس نے جو زمین و آسمان کا مالک ہے جس کی اطاعت کا ذرہ ذرہ اس عالم کا جُوَا اُٹھا رہا ہے۔ میری تائید میں ایک دریا نشانوں کا بہادیا اور وہ تائید دکھلائی جو میرے خیال اور گمان میں بھی نہیں تھی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس لائق نہ تھا کہ میری یہ عزت کی جائے مگر خدائے عزّو جلّ نے محض اپنی ناپیدا کنار رحمت سے میرے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اُس کی راہ میں وہ اطاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مُراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا لیکن اُس خدائے کریم نے میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے وہ عجائب کام اپنی قدرت کے دکھلائے جو اپنے خاص برگزیدوں کے لئے دکھلاتا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی۔ اور مُردہ ہوں نہ زندہ۔ مگر اس کی کیا عجیب قدرت ہے کہ میرے جیسا ہیچ اور ناچیز اس کو پسند آگیا اور پسندیدہ لوگ تو اپنے اعمال سے کسی درجہ تک پہنچتے ہیں مگر میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ کیا شانِ رحمت ہے کہ میرے جیسے کو اُس نے قبول کیا۔ میں اس رحمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ دنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کچھ چیز نہیں ہے جب تک اُس قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے خدا کا فعل یعنی معجزہ نہ ہو۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا قول خدا کے فعل سے شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ کون معلوم کر سکتا ہے کہ وہ ایک قول جو پیش کیا گیا ہے وہ خدا کا قول ہے یا شیطان کا؟ یا وسوسہ نفسانی ہے خدا کا قول اور خدا کا فعل لازم ملزوم ہیں یعنی جس پر درحقیقت خدا کا قول نازل ہوتا ہے اس کی تائید میں خدا کا فعل بھی ظہور میں آتا ہے یعنی اس کی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے عجائبات قدرت اس قدر ظاہر ہوتے ہیں کہ خدا کا چہرہ نظر آجاتا ہے تا ثابت ہو جائے کہ اس کا الہام خدا کا قول ہے۔

افسوس اس زمانہ میں جابجا ایسے لوگ بہت ہو گئے ہیں جن کو ملہم کہلانے کا شوق ہے اور بغیر اس کے کہ

﴿۶۰﴾

وہ اپنے نفس کو جانچیں اور اپنی حالت کو دیکھیں جو کچھ اُن کی زبان پر جاری ہو اُس کو کلام الٰہی یقین کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ زبان جس پر خدا کا کلام جاری ہوسکتا ہے اُسی پر شیطان کا کلام بھی نازل ہوسکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہوسکتی ہے پس کوئی کلام جو زبان پر جاری ہو ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو خدا کا کلام کہا جاوے جب تک دو شہادتیں اس کا منجانب اللہ ہونا ثابت نہ کریں۔ **اول** یہ شہادت کہ ایسا شخص جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اُس کی ایسی حالت چاہئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس لائق ہے کہ اُس پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوسکتا ہے کیونکہ جو شخص جس سے قریب ہوتا ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شخص شیطان سے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا تعالیٰ سے قریب ہے وہ اُس کی آواز کو۔ صرف اس حالت میں کسی کو ملہم من اللہ کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ درحقیقت خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اپنی رضامندی چھوڑ دیتا ہے اور اس کے پورے خوش کرنے کے لئے ایک تلخ موت اپنے لئے اختیار کر لیتا ہے اور اس کو سب چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے دل کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو تمام دنیا سے الگ اور اپنی رضا میں محو پاتا ہے اور سچ مچ ہر ایک ذرہ اس کے وجود کا خدا تعالیٰ کے راہ میں قربان ہو جاتا ہے اور اگر امتحان کیا جاوے تو کوئی چیز اس کو خدا تعالیٰ سے نہیں روک سکتی نہ دولت نہ مال نہ زن نہ فرزند نہ آبرو بلکہ وہ درحقیقت اپنی ہستی کا نقش مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ایسی محبت اُس پر غالب آجاتی ہے کہ اگر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے یا اس کی اولاد کو ذبح کیا جاوے یا اس کو آگ میں ڈالا جاوے اور ہر ایک تلخی اس پر وارد کی جائے تب بھی وہ اپنے خدا کو نہیں چھوڑتا اور مصیبت کے کسی حملہ سے وہ اپنے خدا سے الگ نہیں ہوتا اور صادق اور وفادار ہوتا ہے اور تمام دنیا اور دنیا کے بادشاہوں کو ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتا ہے اور اگر اُس کو یہ بھی سُنایا جائے کہ تو جہنم میں داخل ہوگا تب بھی وہ اپنے محبوب حقیقی کا دامن نہیں چھوڑتا کیونکہ محبتِ الٰہی اس کا بہشت ہو جاتا ہے اور وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ مجھ کو خدا سے کیوں ایسا تعلق ہے کیونکہ کوئی نامرادی اور کوئی امتحان اس تعلق کو کم نہیں کر سکتا پس اس حالت میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے نزدیک ہے نہ شیطان سے ایسے لوگ

اولیاء الرحمٰن ہیں اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے۔ اور انہیں پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور وہ لوگ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ[1] میں داخل ہیں۔ دوسری شہادت۔ خدا تعالیٰ کے ملہم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کے ساتھ جو اس پر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فعل بھی ہو کیونکہ جیسا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو اس کے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں بھی ہونی ضروری ہیں ایسا ہی خدا کا کلام کبھی اکیلا نازل نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنی انواع واقسام کے معجزات اور انواع واقسام کی تائیدات اور برکات ساتھ ہوتی ہیں ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ایسا دعویٰ ترک کرنا چاہیئے اور پھر یہ دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

﴿۶۱﴾ یہ بات ہر ایک کے لئے قابل غور ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں کس فرقہ ضالّہ کا غلبہ ہوگا اور اس کے سوا مسیح موعود کا کیا کام ہوگا۔ صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب کہلاتی ہے اس میں کہیں ذکر نہیں کہ مسیح موعود دجال کو قتل کرنے کے لئے ظاہر ہوگا بلکہ اس میں صرف یہ کام مسیح موعود کا لکھا ہے کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ اس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے غلبہ اور سطوت اور شوکت کے وقت ظاہر ہوگا یعنی جبکہ ان کا دجل اور تحریف اور تبدیل انتہا تک پہنچ جائے گی اور وہ محرف کتابوں کی اشاعت میں ناخنوں تک زور لگائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کا اصل مقصد کسر صلیب ہوگا لیکن صحیح مسلم میں قتل دجّال کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ مسیح موعود دجّال کو قتل کرے گا اور اسی مقصد کے لئے ظاہر ہوگا مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ دجال کا گرجا سے یعنی کلیسیا سے خروج ہوگا۔ بظاہر ان دونوں کتابوں یعنی بخاری اور مسلم

[1] الحجر: ۴۳

میں بڑا تناقض ہے کیونکہ صحیح بخاری تو اصل مقصد ظہور مسیح موعود کا کسر صلیب ٹھہراتی ہے لیکن صحیح مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جس کے لئے وہ ظاہر ہوگا قتل دجّال بیان کرتی ہے۔ شاید یہ جواب دیا جائے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ایک حصہ زمین پر دجال کا غلبہ ہوگا اور زمین کے دوسرے حصہ میں صلیب پرست قوم کا غلبہ ہوگا جیسا کہ دو بادشاہتیں جُدا جُدا ہوتی ہیں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ دجّال **تمام زمین** پر بجز مکہ اور مدینہ کے پھر جائے گا یعنی ہر ایک جگہ اُس کا تسلط ہو جائے گا جیسا کہ احادیث صحیحہ اس کی شاہد ہیں۔ پس کیا نعوذ باللہ صلیب پرستی کا غلبہ مکہ اور مدینہ میں ہوگا کیونکہ بہر حال مسیح موعود کے وقت میں کسی حصہ زمین میں صلیبی غلبہ بھی مان لینا چاہیے پس جبکہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر اور سب جگہ دجال کا غلبہ ہو گیا تو صلیبی غلبہ کے لئے صرف مکہ اور مدینہ کی زمین رہ گئی۔ یہ تو وہ احادیث ہیں جو دجال کے غلبہ کو بیان کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں تقریباً تمام زمین پر عیسائی سلطنت قوت اور شوکت رکھتی ہوگی اور درحقیقت حدیث **یکسر الصلیب** میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور آیت **مِنۡ كُلِّ حَدَبٍ يَّنۡسِلُوۡنَ**[1] بھی یہی بآواز بلند بتلا رہی ہے پس اس صورت میں یہ توجیہ قابلِ اعتبار نہ رہی کہ اس زمانہ میں کچھ حصہ زمین میں غلبہ عیسائیوں کا ہوگا اور کچھ حصہ میں غلبہ دجّال کا ہوگا۔ مگر شاید جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اوّل عیسائیوں کا غلبہ ہوگا اور پھر دجّال آ کر کسر صلیب کرے گا اور پھر مسیح آ کر دجّال کو قتل کرے گا مگر یہ ایسا **قول** ہے کہ آج تک کسی فرقہ کا مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ صحیح بخاری میں تو یہی لکھا ہے کہ کسر صلیب **مسیح موعود** کرے گا نہ کہ دجّال☆۔ ﴿۶۲﴾

اس تنازع کے **فیصلہ** کے لئے جب ہم حدیثوں کو دیکھتے ہیں تو وہی صحیح مسلم جو دجّال کا ذکر کرتی ہے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ دجّال معہود گرجا میں سے نکلے گا یعنی عیسائیوں میں پیدا ہوگا۔ پس اس صورت میں صحیح مسلم پادریوں کو دجّال ٹھہراتی ہے اور اس کی تائید میں واقعات بھی شہادت دے

☆ احادیث سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عیسائی قوم کثرت سے دنیا میں پھیل جاوے گی۔ منہ

[1] الانبیاء: ۹۷

رہے ہیں اور ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور میں آیا جس سے کئی لاکھ مسلمان مُرتد ہو گیا وہ صرف عیسائیت کا فتنہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پس اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام **فتنۂ صلیب** رکھا ہے اور مسیح موعود کو صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے صحیح مسلم میں اسی فتنہ کا نام **فتنۂ دجّال** رکھا ہے اور کسرِ صلیب کو بطور قتل دجّال قرار دیا ہے۔

اور جب ہم زیادہ تصریح کے لئے قرآن شریف کی طرف آتے ہیں جو ہر ایک تنازع کا حَکم ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دجال کا نام تک نہیں ہاں عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بیان کرتا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسی فرقہ کو خدا کے کلام کا محرّف مبدّل ٹھہراتا ہے اور جس فعل میں مفہوم دجل درج ہے وہ فعل اسی فرقہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگیں جیسا کہ **وَلَا الضَّآلِّيْنَ** کے معنی تمام مفسرین نے یہی کئے ہیں۔ پس قرآن شریف کے اِس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کارروائی سے انسان دجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے کیا وجہ کہ وہ دجّال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے تو کیا وجہ کہ وہ **دجّال** کے نام سے موسوم نہ ہوں؟ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ دجالِ اکبر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ ابھی بد دیانتی اور خیانت کمال کے درجہ کو نہیں پہنچی تھی صرف دجال ہونے کی بنا پڑی تھی مگر بعد اس کے ہمارے زمانہ میں جبکہ چھاپنے کی کلیں بھی نکل آئیں تب پادریوں نے تحریف اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑ ہا روپیہ خرچ کر کے اُن محرف کتابوں کو شائع کیا اور لوگوں کو مُرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا ہوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں اور دجال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جب تک مخالفت حق اور تحریف و تبدیل میں

﴿۶۳﴾

اُن سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہ ہو تب تک ہر ایک کو ماننا پڑے گا کہ یہی فرقہ دجّالِ اکبر ہے جس کے ظہور کی نسبت **پیشگوئی تھی**۔ یہودی بھی تحریف کرتے تھے مگر وہ تو ایسی ذلّت کا نشانہ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ صرف اِسی فرقہ نے عروج کیا اور اپنی تمام طاقتوں کو دجل اور تحریف میں خرچ کر دیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ یہ چاہا کہ تمام دنیا کو اپنے جیسا بنالیں اور بباعث شوکت اور طاقت دنیا کے ان کو ہر ایک سامان بھی مل گیا اور انہوں نے دجل اور تحریف میں وہ کام دکھلایا جس کی نظیر ابتدائے دُنیا سے آج تک مل نہیں سکتی اور کوشش کی کہ لوگ خدائے واحد لاشریک سے مُنہ پھیر کر ابن مریم کو خدا مان لیں اور ہمارے زمانہ میں یہ کسب اُن کا کمال تک پہنچ گیا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اس قدر تصرّفات کئے کہ گویا وہ آپ ہی نبی ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر دجّال کا لفظ بولا گیا یعنی خدا کی کتابوں کی کمال درجہ کی تحریف کرنے والے اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھانے والے۔ حدیثوں میں اکثر دجّالِ معہود کی نسبت **خروج** کا لفظ ہے اور مسیح موعود کی نسبت **نزول** کا لفظ ہے اور یہ دونوں لفظ بالمقابل ہیں جس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا اور خدا اس کے ساتھ ہوگا مگر دجال اپنے مکر و فریب اور دنیا کے سامانوں کے ساتھ ترقی کرے گا۔ ہاں جیسا کہ قرآن شریف میں عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے ایسا ہی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے اور اِس آیت میں کہ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ[1] ان کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کہ تمام زمین پر اُن کا غلبہ ہو جائے گا اب اگر دجال اور عیسائیت اور یاجوج ماجوج تین علیحدہ قومیں سمجھیں جائیں جو مسیح کے وقت ظاہر ہوں گی تو اور بھی تناقض بڑھ جاتا ہے مگر **بائبل** سے یقینی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی درحقیقت عیسائیت کا فتنہ ہے کہ کیونکہ بائبل نے اس کو یاجوج کے نام سے پکارا ہے۔ پس درحقیقت ایک ہی قوم کو باعتبار مختلف حالتوں کے تین ناموں سے پکارا گیا ہے۔ ﴿۶۴﴾

اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھیرایا ہے اور اُس کے لئے وعید کے طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ قریب ہے کہ زمین و آسمان اُس سے پھٹ جائیں اور اُسی زمانہ کی نسبت طاعون اور

[1] الانبیاء:۹۷

زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرما دیا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہونگے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے اور پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[1] پس اس سے مسیح موعود کی نسبت **پیشگوئی** کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اُس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیروزبر کئے جائیں گے اور سخت طاعون پڑے گی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اُس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے جیسا کہ خُدا تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس **عظیم الشان عذاب** کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو اس سے تو صریح **تکذیب** کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول **مسیح موعود** ہے کیونکہ جب کہ اصل موجب اُن عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا تو ضرور تھا کہ اس فتنہ کے مناسبِ حال اور اس کے فرو کرنے کی غرض سے رسول ظاہر ہو سو اُسی رسول کو دوسرے پیرایہ میں مسیح موعود کہتے ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ اگر قرآن شریف کی رو سے عیسائیت کے فتنہ کے وقت عذاب کا آنا ضروری ہے تو مسیح موعود کا آنا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عذاب عیسائیت کے کمال فتنہ کے وقت آنا قرآن مجید سے ثابت ہے پس مسیح موعود کا آنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو ان کے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش پیدا کر دیتے ہیں تب وہ اتباع شہوات اور بے حیائی کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تب اُس وقت اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو بالطبع عذاب

﴿۶۵﴾

[1] بنی اسرآئیل :۱۶

کے **مقتضی** ہیں اور عذاب رسول کے **وجود کا مقتضی** ہے اور وہی رسول **مسیح موعود** ہے۔ پس تعجب ہے اُس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ علاوہ اس کے قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [1] یہی چاہتی ہے کہ اس اُمت کے لئے چودھویں[14] صدی میں **مثیل عیسیٰ** ظاہر ہو جیسا کہ حضرت **عیسیٰ** حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں مثیلوں کے اول و آخر میں مشابہت ہو اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا [2] یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے یا اُس پر شدید عذاب نازل نہ کریں گے یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا [3] پس اس سے بھی آخری زمانہ میں **ایک رسول کا مبعوث** ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔

اور یہی پیشگوئی سورۂ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام الضَّآلِّين رکھا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دنیا کے صدہا فرقوں میں ضلالت موجود ہے مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائے گی گویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے اور جب کسی قوم کی ضلالت کمال تک پہنچتی ہے اور وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتی تو سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ان پر عذاب نازل ہوتا ہے پس اس سے بھی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھہرتا ہے یعنی بموجب آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ ﴿۶۶﴾

اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضائع شدہ ایمان کو پھر بحال کرے گا جیسا کہ لکھا ہے۔ **لو کان الایمان معلّقًا بالثریّا لناله رجل من فارس** یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اس کو واپس لے آتا۔ اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اس قدر فضیلت دی گئی ہے اور اس قدر کارنمایاں کام اس کا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ **رجل فارسی** مسیح موعود سے **افضل** ہے کیونکہ مسیح موعود بقول مخالفوں

[1] النور:۵۶ [2] بنی اسرآئیل:۵۹ [3] بنی اسرآئیل:۱۶

کے صرف دجال کو قتل کرے گا لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کرے گا کہ ایمان کو آسمان سے واپس لائے گا تو پھر اس کے مقابل پر مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ دجال کو قتل کرنا صرف دفع شر ہے جو مدارِ نجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا یہ افاضۂ خیر ہے جو مدارِ نجات ہے اور افاضۂ خیر سے دفعِ شر کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر افاضۂ خیر کرے گا کہ ثریا سے ایمان کو واپس لائے گا۔ اس کی نسبت کوئی عقلمند خیال نہیں کر سکتا کہ وہ دفع شر پر قادر نہیں ہوگا۔ پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں افاضہ خیر تو رجل فارسی کرے گا مگر دفعِ شر مسیح موعود کرے گا۔ جس کو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہے کیا وہ زمین کے شر کو دور نہیں کر سکتا؟

غرض اِس زمانہ کے مسلمانوں کی یہ غلطی قابلِ افسوس ہے کہ مسیح موعود اور رجل فارسی کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہیں اور آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسٰی رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ میں فرمایا: یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور دوسری طرف مجھے رجل فارسی مقرر کر کے بار بار اسی نام سے پکارا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے انّ الّذین صدّوا عن سبیل اللّٰہ ردّ علیھم رجل من فارس. شکر اللّٰہ سعیہ. یعنی عیسائی اور دوسرے ان کے بھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اس رجل فارسی یعنی اس احقر نے اُن کا رد لکھا ہے خدا اس کی اس خدمت کا شکر گذار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام یعنی عیسائیوں کا مقابلہ کرنا یہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے پس اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی

﴿۶۷﴾

شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [1] یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا واٰخرین من الاُمّة بلکہ یہ فرمایا واٰخرین منهم اور ہر ایک جانتا ہے کہ منهم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منهم میں داخل ہوسکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **بروز** قرار دیا ہے اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرما دیا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور نیز فرمایا ہے **كلّ بركة من محمّد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علّم وتعلّم** اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث **لو كان الايمان معلّقًا بالثريّا لناله رجل من فارسٍ** اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اُمت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق

﴿۶۸﴾

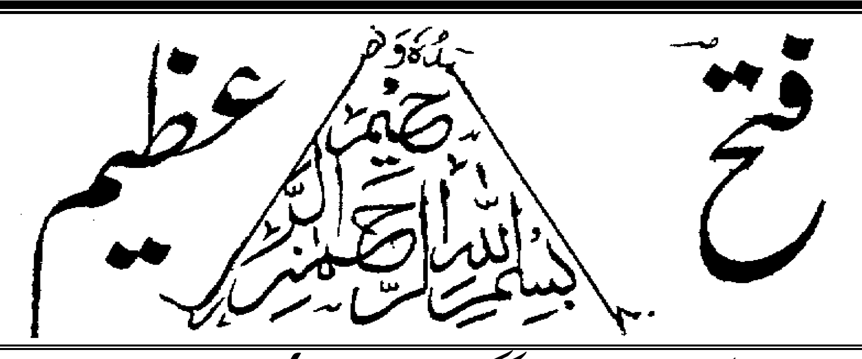
[1] الجمعۃ:۴

وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور تبصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ **ومن ینکر به فلیبارز للمباهلة ولعنة اللّٰه علٰی من کذب الحق او افتریٰ علٰی حضرة العزّة.** اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف مَیں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے **اے نادانو! میری مُراد نبوت** سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ **ولكلّ ان یصطلح.**

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو **تین لاکھ** تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

☆

﴿۶۹﴾



ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مرگیا

نشان نمبر ۱۹۶☆ ۔ واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اُس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سیّد النبیّین و اصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیّبین جناب تقدّس مآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بُغض دینِ متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحیدِ اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ اور حضرت

☆ تتمہ ھٰذا میں سہواً نشانات کے نمبر ایک سے شروع کئے گئے تھے جو ۱۸۹ سے شروع ہونے واجب تھے۔ پس اس جگہ تک آٹھ ۸ نشان سابقہ ملا کر (جس میں نمبر ۵ دو مرتبہ سہواً درج ہو گیا ہے) ۱۹۶ تک نمبر نشانات پہنچا لہٰذا یہاں نمبر نشان ۱۹۶ لکھا گیا۔ منہ

عیسیٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اتنا جوش رکھتا تھا کہ میں نے باوجود اس کے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا چنانچہ اس کے اخبار لیوز آف ہیلنگ مورخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۱۴؍فروری ۱۹۰۷ء میں یہ فقرے ہیں۔

﴿۷۰﴾

’’میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔‘‘

اور پھر اپنے پرچہ اخبار ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۳ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دے کر کہتا ہے کہ ’’اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر رُوئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو۔‘‘ علاوہ اس کے وہ سخت مشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا ہے کہ پچیس[۲۵] برس تک یسوع مسیح آسمان سے اُتر آئے گا اور حضرت عیسیٰ کو درحقیقت خدا جانتا تھا اور ساتھ اس کے میرے دل کو دُکھ دینے والی ایک یہ بات تھی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ نہایت درجہ پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور میں اس کا پرچہ اخبار لیوز آف ہیلنگ لیتا تھا اور اُس کی بدزبانی پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اُس کی شوخی انتہا تک پہنچی تو میں نے انگریزی میں ایک چٹھی اُس کی طرف روانہ کی اور مباہلہ کے لئے اُس سے درخواست کی تا خدا تعالیٰ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اُس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ درخواست دو مرتبہ یعنی ۱۹۰۲ء اور پھر ۱۹۰۳ء میں اُس کی طرف بھیجی گئی تھی اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شائع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ میں درج ہیں☆۔

نمبر☆	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر اخبار ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	عنوان ’’کیا ڈوئی اِس مقابلہ میں نکلے گا۔‘‘ دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دے کر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور میں دعا کرنے والا ہوں کہ وہ اُسے میری زندگی میں نیست و نابود کر دے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔

﴿۱۷﴾ اور اس مضمون مباہلہ میں مَیں نے جھوٹے پر بد دعا بھی کی تھی☆ اور خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ اپنے فیصلہ سے کھول دے۔ اور یہ میرا مضمون مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شائع ہو گیا تھا۔ اور یہ اخباریں امریکہ کے عیسائیوں کی تھیں جن کا مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا اور

☆حاشیہ۔ میری طرف سے ۲۳؍اگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا جس میں یہ فقرہ ہے کہ میں عمر میں ستّر۷۰ برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس۵۰ برس کا جوان ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا... تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ اب میں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا! جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تو نے مجھے وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اے قادر خدا میری دعا سن لے۔ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔

دیکھو اشتہار ۲۳؍اگست ۱۹۰۳ء بزبان انگریزی۔ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۵)

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۲)	ٹیلیگراف ۵؍جولائی ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ اے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے آ۔ اور میرے ساتھ مباہلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ ہم میں سے جو شخص کذّاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم؍دسمبر ۱۹۰۲ء	عنوان انگریزی اور عربی (یعنی عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دعا۔ مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں۔ پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دعا کرے۔ اور جس کی دعا قبول ہو۔ وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اُسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔

﴿۱۷﴾

﴿۷۲﴾

اخباروں میں شائع کرانے کی اِس لئے مجھے ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوئی جھوٹے نبی نے براہِ راست مجھ کو جواب نہیں دیا تھا آخر میں نے وہ مضمون مباہلہ امریکہ کے اُن نامی اخباروں میں جو روزانہ ہیں اور کثرت سے دنیا میں جاتے ہیں شائع کرا دیا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ اڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم انہوں نے نہایت مدّ وشدّ سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شائع کر دیا کہ امریکہ اور یورپ میں اس کی دھوم مچ گئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہوگئی۔ اور میرے مباہلہ کا خلاصہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۶)

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰؍جون ۱۹۰۳ء	میری تصویر دے کر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق یعنی ڈوئی اور ہم دعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں اور اس کے سامنے ہلاک ہو۔
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	عنوان مباہلہ یا مقابلہ دعا کے نیچے اسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۶)	ہیرلڈ روچسٹر ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا ہے اور پھر مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۸)	ایڈورڈ ٹائزر بوسٹن ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	ایضاً
(۹)	پایلاٹ بوسٹن ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۱۰)	پاتھ فائنڈر واشنگٹن ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۱۱)	انٹراوشن شکاگو ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	// پھر ۲۸؍جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دے کر مفصل ذکر کیا ہے۔
(۱۲)	دوسٹر سپائی ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۱۳)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں بھی دی ہیں اور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں۔ مرزا غلام احمد ﴿۷۲﴾
(۱۴)	شکاگو کا ایک اخبار تاریخ اور نام پھٹ گیا	ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو دعا کے مقابلہ کے لئے چیلنج دیا ہے
(۱۵)	برلنگٹن فری پریس ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	//

﴿۷۳﴾

مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا اور نبیوں کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۷)

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱۷)	البنی پریس ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۱۸)	جیکسنول ٹائمنز ۲۸؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۱۹)	بالٹی مورامریکن ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۲۰)	بفلو ٹائمنز ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۲۱)	نیو یارک میل ۲۵؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۲۴)	ہیلینا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	//
(۲۵)	گروم شایر گزٹ ۱۷؍جولائی ۱۹۰۳ء	//
(۲۶)	نونیٹن کرانیکل ایضاً	//
(۲۷)	ہوسٹن کرانیکل ۳؍جولائی ۱۹۰۳ء	//
(۲۸)	سؤنا نیوز ۲۹؍جون ۱۹۰۳ء	//
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳	//
(۳۰)	گلاسگو ہیرلڈ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	//
(۳۱)	نیو یارک کمرشل ایڈورٹائزر ۲۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارتاً یا صراحتاً اس چیلنج کو منظور کرے گا تو بڑے دکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کرے گا تو بھی اس کے صیحون پر سخت آفت آئے گی
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف نیو یارک ۲۸؍اکتوبر ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بددعا کرنے کا ذکر ہے۔

یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہوگا۔ منہ

نوشتوں میں اس کا وعدہ تھا اور نیز میں نے اس میں لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعویٰ رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دُکھ کے ساتھ مرے گا۔ اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ اس کے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے دسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچہ میں اور نیز ۲۶ ؍ستمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ کے اپنے پرچوں میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شائع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے:۔

''ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔''

اور پھر پرچہ ۱۹ ؍دسمبر ۱۹۰۲ء میں لکھتا ہے کہ ''میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے۔ اے خدا ہمیں وہ وقت دکھلا۔''

غرض یہ شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس مُلک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دنیا میں شائع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ میں نے اپنی نسبت اور اُس کی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کرے گا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھلا دے گا☆۔

☆ اس اشتہار کے صفحہ ۳ کو پڑھو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ۲۳ ؍اگست ۱۹۰۳ء کو بزبان انگریزی میں نے ڈوئی کے مقابل پر ایک اشتہار شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس میں لکھا تھا کہ خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچے گا اور خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر کے دکھلا دے گا۔ منہ

﴿۷۴﴾

اور میں ہمیشہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب☆ ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائے گا اور پھر ڈوئی کے مرنے سے قریباً پندرہ۱۵ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو میں اس رسالہ میں جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم** اس کے ٹائٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتہ پہلے شائع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے۔

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے۔ کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاوے

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مشتہرہ ۲۰؍فروری ۱۹۰۷ء

☆**حاشیہ۔** ۹؍فروری ۱۹۰۷ء کو مجھے یہ الہام ہوا کہ **انک انت الاعلٰی** یعنی غلبہ تجھی کو ہوگا۔ اور پھر اسی تاریخ مجھے یہ الہام ہوا **العید الاٰخر تنال منه فتحًا عظیمًا** یعنی ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملے گا جس سے ایک بڑی فتح تیری ہوگی۔ جس میں یہ تفہیم ہوئی کہ ممالک مشرقیہ میں تو سعد اللہ لدہانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی نمونیا پلیگ سے مر گیا۔ یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان اِس سے بہت ہی بڑا ہوگا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ سو وہ ڈوئی کی موت ہے جو ممالک مغربیہ میں ظہور میں آئی۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴؍فروری ۱۹۰۷ء اس سے خدا تعالیٰ کا وہ الہام پورا ہوا کہ میں دو نشان دکھاؤں گا۔ منه

﴿۷۵﴾ اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے☆ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو اُن کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اُس کے مرنے کے ساتھ ہی بذریعہ تاروں کے اُس مُلک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی چنانچہ پایونیر نے (جو الہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱/ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے (جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲/ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے (جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲/ مارچ ۱۹۰۷ء میں اس خبر کو شائع کیا ہے۔ پس اس طرح پر قریباً تمام دنیا میں یہ خبر شائع کی گئی اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شاہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا۔ چنانچہ وِب نے جو امریکہ میں مسلمان ہو گیا ہے میری طرف اس کے بارہ میں ایک چٹھی لکھی تھی کہ ڈاکٹر ڈوئی اس ملک میں نہایت معززانہ اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ ﴿۷۶﴾ اور باوجود اِس عزت اور شہرت کے جو امریکہ اور یورپ میں اُس کو حاصل تھی خدا تعالیٰ

حاشیہ

☆ ڈوئی اِس پیشگوئی کے بعد اس قدر جلد مر گیا کہ ابھی پندرہ۱۵ دن ہی اس کی اشاعت پر گذرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہو گیا پس ایک طالب حق کے لئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی خاص ڈوئی کے بارے میں تھی کیونکہ اوّل تو اس پیشگوئی میں یہ لکھا ہے کہ وہ فتح عظیم کا نشان تمام دنیا کے لئے ہوگا اور دوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عنقریب ظاہر ہونے والا ہے پس اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہوگا کہ اس پیشگوئی کے بعد بدقسمت ڈوئی اپنی زندگی کے بیس دن بھی پورے نہ کر سکا اور خاک میں جا ملا جن پادری صاحبان نے آتھم کے بارے میں شور مچایا تھا اب اُن کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہئے۔ منہ

کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصور نہیں ہو سکتا۔ اُس کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اس کے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا۔ اور اُس کی بیوی اور اُس کا بیٹا اس کے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولدالزنا ہے۔ پس اِس طرح پر وہ قوم میں ولدالزنا ثابت ہوا۔ اور یہ دعویٰ کہ میں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف وگزاف اُس کی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلّت اُس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے۔ اور یہ دعویٰ اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بُڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخر کار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور

﴿۷۷﴾

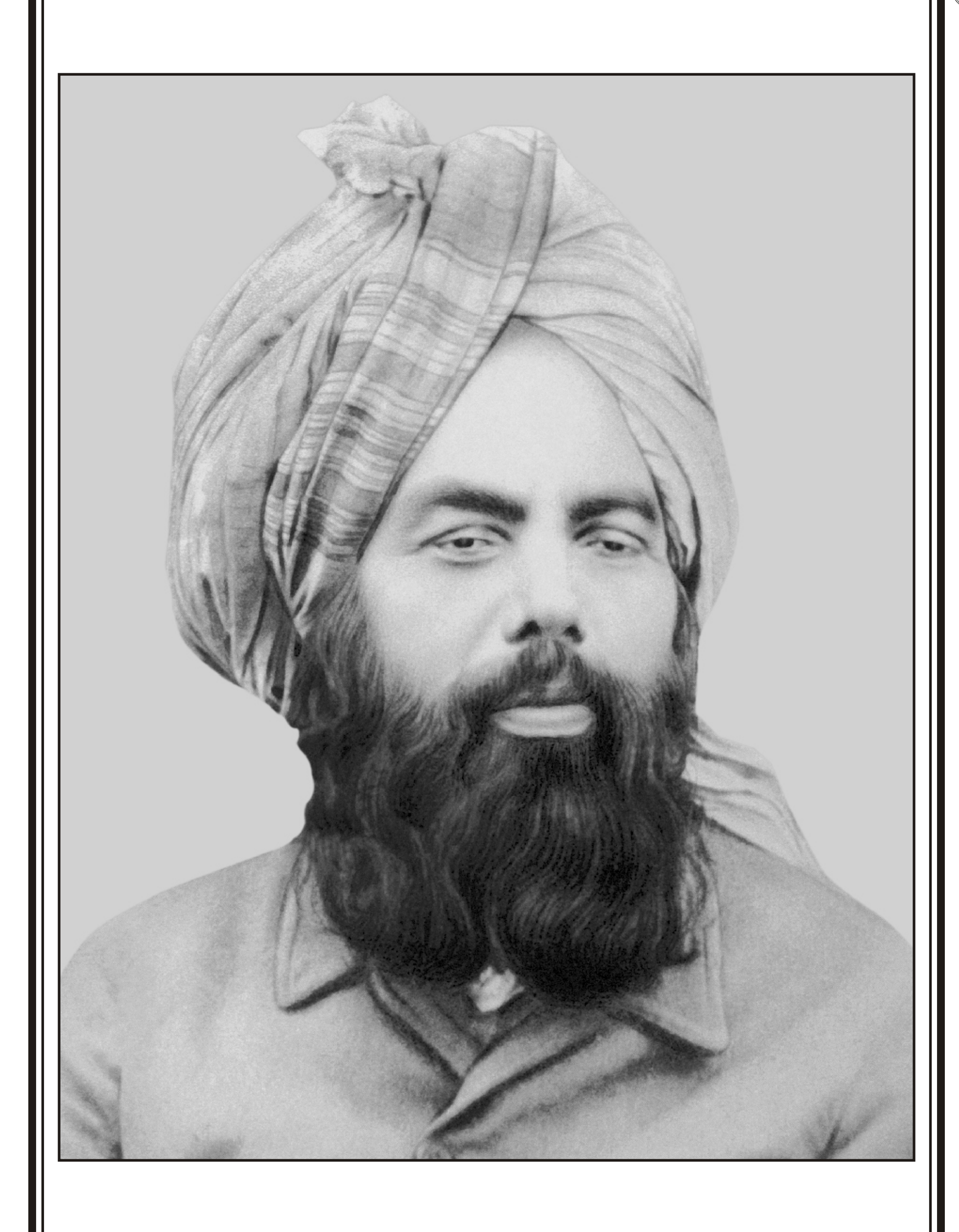
دکھ کے ساتھ مر گیا۔

اَب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے سو اُس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اُس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہوسکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذّاب اور اَسود عنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اُس کی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا☆۔ اگر میں اُس کو مباہلہ کے لئے نہ بُلاتا۔ اور اگر میں اُس پر بد دعا نہ کرتا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس کا مرنا اسلام کی حقیت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا

☆ الحمد للہ کہ آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوگئی۔ منہ

﴿۷۸﴾

ـــ



﴿۷۹﴾



﴿۸۰﴾

لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کرادیا تھا☆ کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا **میں مسیح موعود** ہوں اور ڈوئی کذّاب ہے اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ **دلیل** ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اِس سے انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔ **والسّلام علٰی من اتّبع الھُدیٰ۔**

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از مقام قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۷/اپریل ۱۹۰۷ء



حاشیہ

☆ امریکہ کے ایک اخبار نے خوب یہ لطیفہ لکھا ہے کہ ڈوئی مباہلہ کی درخواست کو تو قبول ضرور کرے گا۔ مگر کسی قدر ترمیم کے بعد اور وہ یہ کہ ڈوئی کہے گا کہ میں اس طرح کا مباہلہ تو منظور نہیں کرتا کہ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہو جائے ہاں یہ منظور کرتا ہوں کہ گالیاں دینے میں مقابلہ کیا جائے۔ پھر جو شخص گالیاں دینے میں بڑھ کر نکلے گا اور اول درجہ پر رہے گا اُس کو سچا سمجھا جائے۔ منه

﴿۸۱﴾

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

نشان نمبر ۱۹۷

روشن نشان

پرچہ اخبار بدر مورخہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۲۵ھ میں ایک الہام شائع ہوا تھا جو ۷؍ مارچ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر پیشگوئی کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور اس کی نسبت جو تفہیم ہوئی تھی وہ بھی اسی پرچہ ۱۴؍ مارچ میں درج کر دی گئی تھی اور وہ الہام یہ ہے جو کہ اخبار مذکور کے صفحہ ۳ کے پہلے کالم میں درج کیا گیا ہے پچیس ۲۵ دن یا یہ کہ پچیس ۲۵ دن تک یعنی ۷؍ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیسویں ۲۵ دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک جو ۳۱؍ مارچ ہوتی ہے کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونے والا ہے اور اس الہام میں جو تفہیم ہوئی تھی وہ اسی کالم میں مندرجہ ذیل عبارت میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔

الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷؍ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷؍ مارچ سے پچیس ۲۵ دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے جب تک کہ سات مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷؍ مارچ سے ۲۵ دن تک یہ واقعہ ظہور میں آ جائے گا۔ اگر صرف ۲۵ دن کے لحاظ سے معنی کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے امید رکھی☆ جائے کیونکہ الہام الٰہی کی رو سے ساتویں مارچ پچیسویں دن کے شمار میں داخل ہے۔ اس صورت میں پچیس ۲۵ دن مارچ کے اکتیسویں ۳۱ دن تک پورے ہو جاتے

☆ یہ مؤخر الذکر تشریح جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے صرف اجتہادی طور پر ہے تفہیم الٰہی صرف اس قدر ہے کہ ۷؍ مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷؍ مارچ سے ۲۵ دن تک جو ۳۱؍ مارچ تک ختم ہو جاتے ہیں کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ منہ

ہیں۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جس کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کا ہم اس وقت کوئی جواب نہیں دے سکتے بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیشگوئی کے رنگ میں ثابت ہو جائے گا۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴؍ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دوسرا کالم۔ ﴿۸۲﴾

اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی وہ یہ ہے کہ ٹھیک ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۷ء کو جس پر ۷؍ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ اُٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سو میل کے فاصلہ تک (جواب تک معلوم ہو چکا ہے یا اس سے بھی زیادہ) جابجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوقِ خدا اُس کے نظارہ سے حیران ہوگئی اور بعض بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب ان کے مُنہ میں پانی ڈالا گیا تب ان کو ہوش آئی۔ اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دُھواں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ دُم کی طرح اس کے ایک حصہ میں دُھواں تھا اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وہ ایک ہولناک آگ تھی جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب کو گئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کی طرف سے آئی اور شمال کو گئی اور قریب ساڑھے پانچ بجے شام کے اِس وقوعہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان ہے کہ آسمان پر مغرب کی طرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا اور پھر مشرق کی طرف نہایت نمایاں اور خوفناک طور پر دور تک چلا گیا اور زمین کے اس قدر قریب آجاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والوں کا یہی خیال تھا کہ اب گرا اب گرا۔ اور بڑی بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا واقعہ مہیب اور ہولناک انہوں نے کبھی نہیں دیکھا اور جہاں جہاں سے ہمارے پاس خط پہنچے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے شہادتوں کے طور پر ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا ہے وہ بہت سے مقام ہیں منجملہ اُن کے کشمیر۔ راولپنڈی۔ پنڈی گھیپ۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ وزیر آباد۔ امرتسر۔ لاہور۔ فیروز پور۔ جالندھر۔ بسی سرہند۔ پٹیالہ۔ کانگڑہ۔ بھیرہ۔ خوشاب وغیرہ ہیں۔ اور ایک صاحب خدا بخش نام راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ یہ آگ کا نشان ہندوستان میں بھی

دیکھا گیا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تنبیہ کے طور پر ان ممالک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ برسی ہے جیسا کہ میں نے شائع کیا تھا کہ **آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے** سو خدا نے یہ پیشگوئی پوری کی۔ اگرچہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف بعض آدمی بے ہوش ہو گئے مگر یہ آگ کی بارش آئندہ کسی بڑے عذاب کی خبر دے رہی ہے۔ اے سننے والو! ہوشیار ہو جاؤ بعد میں پچھتاؤ گے یہ ایک **نشان** ان نشانوں میں سے ہے جن کی خدا نے مجھے خبر دی اور فرمایا تھا کہ میں **ساٹھ یا ستر** اور نشان دکھلاؤں گا اور آخری نشان یہ ہوگا کہ زمین کو تہ و بالا کر دیا جائے گا اور ایک ہی دَم میں لاکھوں انسان مر جائیں گے۔ کیونکہ لوگوں نے اس کے فرستادہ کو قبول نہ کیا۔ ہولناک زلزلے آئیں گے اور ہولناک طور پر موتیں وقوع میں آئیں گی۔ اور نئے نئے طور پر عذاب نازل ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان کہے گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوگا کہ زمین مر گئی اور انسانوں نے خدا کے نشان دیکھے اور پھر ان کو قبول نہ کیا۔ وہ اُن کیڑوں سے بدتر ہو گئے جو نجاست میں ہوتے ہیں اور خدا کے وجود پر ان کا ایمان نہ رہا اس لئے خدا فرماتا ہے کہ میں ایک ہولناک تجلّی کروں گا اور خوفناک نشان دکھاؤں گا اور لاکھوں کو زمین پر سے مٹا دوں گا مگر کون ہے جو ہم پر ایمان لایا اور کس نے ہماری یہ باتیں قبول کیں۔

آج سے چھبیس [۲۶] برس پہلے خدائے عزّوجلّ براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے۔ **میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔** سو اُن حملوں میں سے یہ آتشی انگار بھی ہیں جن کی اِس ملک میں بارش ہوئی یہ اسی قسم کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ نبی نے فرعون کے سامنے دکھائے تھے بلکہ وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہوں گے۔ اس لئے خدا میرا نام موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔ **ایک موسیٰ ہے کہ مَیں اُس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دوں گا پر جس نے**

﴿۸۳﴾

﴿۸۴﴾

میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا یعنی عیسیٰ ابن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اپنے اس بندہ کو موسیٰ ☆ کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور ہامان کو وہ دن دکھاؤں گا جس سے وہ ڈرتے تھے۔ سواے عزیزو! مدت تک میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں دُکھ اُٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا اب خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اُس نے فرعون رکھا ہے اور یہ نام آج سے نہیں بلکہ اِس بات پر چھبیس۲۶ برس گزرے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا انت منّی بمنزلة موسیٰ۔ اور پھر اِسی براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا ولـمّا تجلّٰی ربّه للجبل جعله دكًّا وخرّ مُوسٰی صعقا۔ مگر چونکہ خدا نے ابتدا نرمی سے کی اور اپنی بُردباری کو پورے طور پر دکھلایا اس لئے میرا نام ابنِ مریم رکھا گیا کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اس کو بہت دُکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اس کو کھینچا گیا اور اُس کا نام کافر اور مکّار اور ملعون اور دجّال رکھا گیا اور نہ صرف اِسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے مگر چونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اس لئے وہ خبیث قوم

☆ یہ الہام ۱۵؍مارچ ۱۹۰۷ء جو ۲۲؍مارچ کو اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے اور بعد میں بھی۔ اس کی عبارت یہ ہے ایک موسیٰ ہے میں اُس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دوں گا بـلـجـت آیاتی. تلک آیات ظهرت بعضها خلف بعض اجرّ الاثیم واریه الجحیم. انی اٰثرتک واخترتک (ترجمہ) میرے نشان روشن ہوں گے بعض نشان بعض کے بعد ظہور میں آئیں گے تا اِس موسیٰ کی عزت ظاہر کی جائے۔ پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میں نے تجھ کو چُن لیا اور اختیار کیا۔ تیری عاجزانہ راہیں مجھے پسند آئیں۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا۔ انّ اللّٰه مع الصادقین۔ خدا سچوں کے ساتھ ہے۔ یہ پیشگوئی کھلے طور پر بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی نسبت ہے جو ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء☆ کو طاعون سے فوت ہو گیا کیونکہ اُس نے موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا سو خدا فرماتا ہے کہ موسیٰ ایک ہی اس زمانہ میں ہے جس کو میں نے موسیٰ بنایا۔ پر وہ شخص جو خود بخود موسیٰ بن گیا وہ ہلاک ہو گا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے چنانچہ طاعون جو دوزخ کا ایک نمونہ ہے اس میں بابو مذکور گرفتار ہو کر اس دارفانی کو تاریخ ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء☆ میں چھوڑ گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منه

☆ ۷؍مارچ ۱۹۰۷ء سہو کتابت ہے۔ درست ۷؍اپریل ۱۹۰۷ء ہے جس کی تصدیق اسی کتاب کے صفحہ ۵۴۰ اور صفحہ ۵۴۴ سے ہوتی ہے۔ (ناشر)

اس کے نور کو نابود نہ کر سکی سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے ۔ میں آدمؑ ہوں ۔ میں نوحؑ ہوں ۔ میں ابراہیمؑ ہوں ۔ میں اسحاقؑ ہوں ۔ میں یعقوبؑ ہوں ۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں ۔ میں موسٰیؑ ہوں ۔ میں داوٗدؑ ہوں ، میں عیسٰیؑ ابن مریم ہوں ۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت **جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء** فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں ۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دُکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسر صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اس کو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اس کو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے سو سنہ عیسوی کی بیسوئیں[۲۰] صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں **کرشن** نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن مَیں ہی ہوں

﴿۸۵﴾

اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔ اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے ایسے لفظ خدا کے کلام میں آ جاتے ہیں مگر معنی رُوحانی ہوتے ہیں۔ سو میں اس تصدیق کے لئے کہ وہی کرشن آریوں کا بادشاہ میں ہوں دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالم کند نام ایک پنڈت نے ان دنوں میں شائع کیا ہے مع ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں☆۔ اور اس زمانہ میں اس کے آنے کے منتظر ہیں گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ

﴿۸۶﴾

☆ حاشیہ

شری نشکلنک بھگوان کا اوتار

(شری ہنومان جی کی جے)

سنساری پُرشوں کو ودت ہو کہ آج کل جیسے جیسے اوپدرو ہمارے دیش میں ہو رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہی ہیں مثلاً استریوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی اُن بُری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ جانتا ہے اور گھی اور غلّہ وغیرہ کا اس قدر گراں ہونا اور علاوہ اس کے سینکڑوں قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت پر آئی ہوئی ہیں کہ جن کا ذکر بیان سے باہر ہے یہ آپ لوگوں پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپ کے پتا و دادا میں تھی وہ اب آپ میں کہاں۔ اور آپ میں جو حوصلہ طاقت و بدھی ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے یا کچھ آئندہ ہو جانے کی امید ہے۔ بس اے سجنو! اگر آپ لوگوں کو اس مہاکشٹ سے چھٹنے کی خواہش ہے اور نرا کار وساکار کی ایکتا اور پرماتما میں پریم اور بھگتی بڑھانے کی خواہش ہے تو شری نشکلنک جی مہاراج کا ضرور سُمرن و دھیان کیجئے۔ کیونکہ ایشور پرماتما ہمیشہ بھگتوں کے بس میں ہوتے ہیں۔ اُن کو اپنے بھگتوں کو سُکھ دینے کی ہی اِچھا یعنی خواہش رہتی ہے وہ ضرور پرگھٹ ہو کر حال میں ہی ان سب اوپدروں اور دُشٹوں کو ناش کریں گے۔ اگر کسی سجن کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ کا پرتھم چرن ہی ہے اور مہاراج جی کا جنم کلجگ کے انت میں لکھا ہے تو آپ غور کیجئے کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ پرتیت ہوگا کہ استریاں اپنے پتیوں کو چھوڑ کر دوسروں پر نگاہ رکھیں۔ اور اولاد اپنے والدین کی وفاداری میں نہ رہیں۔ اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں۔ یہاں تک کہ آج کل سب ہی چیزیں اپنے اپنے دھرموں سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابھی شاستر دوارا

﴿۸۷﴾ **مجھے شناخت کرلیں گے کیونکہ خدا کا ہاتھ اُنہیں دکھائے گا کہ آنے والا یہی ہے۔**

پھر میں اپنے مقصد کی طرف رجوع کر کے لکھتا ہوں کہ چونکہ میں آخری خلیفہ ہوں اس لئے

بقیہ حاشیہ

وقت نہیں ودت ہوتا ہے تو بھائی پیارے بھگتو! نرسی جی کا بہات بھرنا بھی پہلے کسی شاستری جی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن چندر مہاراج ایسا بہات دیویں گے اور اسی طرح سینکڑوں بھگتوں کے کارکاج سُدھ کر دیئے جیسا کہ پہلاد بھگت کے اُبھارنے کو کہیں ساعت اور تتھی نہیں لکھی تھی جب نرسنگھ جی پرگھٹ ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب ہی تو معلوم ہوا کہ نارائین جی نے اپنے بھگت کے اُبھارنے کے واسطے اُتار لیا ہے۔ اس سبب سے ان کلگی بھگوان مہاراج کا پرگھٹ ہونا۔ مانو سنسار کے سُکھ کا مول ہوگا۔ جس طرح بھگوان سورج نارائن کا اودے ہونا سب دنیوی کاروبار و دیگر مخلوقات کے سکھ کا مول ہوتا ہے کیونکہ آنکھوں سے دکھلائی تب ہی دیتا ہے جبکہ اندھیرا دور ہوتا ہے۔ پیارے متر و سچی پرستی اور بھگتی کا تجربہ ایشور کے درشن ہی کرنے کا ہے جیسا کہ **شری شوجی مہاراج نے کہا ہے** اگ جگ میں سب رہت وراگی - پریم سے پربھو پرگھٹیں جمی آگی۔ اپنے شاستروں کے سچے تجربہ کو سچی پریت سے پرتیت کرو کہ کہاں پیدا ہوئے۔ ہے بدھی والو غور سے سوچو کہ (دوس تہان جہان بھانو پرکاشو) سنبھل وہی ہے جہاں نشکلنک جی پرگھٹ ہوں۔ ہے سجنو! مہاتماؤ! پنڈتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اب ایشور مہاراج سے بھی پرارتھنا ہے کہ آپ جلدی پرگھٹ ہو کر اپنے بھگتوں کو بچاؤ اور اس مایا روپی جال سے نکالو۔ ورنہ سنسار سب کچھ گیا ہوا ہی ہے اگر میری اس میں کوئی غیر مناسب بات یا بھول ہووے اپنا بچہ سمجھ کر معاف فرماویں۔ ﴿۸۷﴾

الْمشتہر بالمکند جی کونچہ پاتی رام دہلی

(مطبوعہ نظامی پریس دہلی)

ترجمہ اس اشتہار کا یہ ہے

بے عیب (معصوم) بھگوان کا اوتار

یعنی

مَعْصُوْم خَلِیْفَۃُ اللّٰہ

اہل دنیا کو واضح ہو کہ آج کل جیسی جیسی بدیاں ہمارے ملک میں ہو رہی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں مثلاً عورتوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی ان بُری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ بھی جانتا ہے اور غلّہ اور گھی وغیرہ کا اس قدر گراں ہونا اور علاوہ اس کے سینکڑوں قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت (ہندوستان) پر آئی ہوئی ہیں کہ جس کا ذکر بیان سے باہر ہے۔ یہ آپ لوگوں

﴿۸۸﴾ جیسا کہ تمام نبی لکھ چکے ہیں میرے وقت میں انواع اقسام کے عجائب نشان اور قہری تجلّیات کا ظہور ضروری تھا سو ضرور ہے کہ میں اُس وقت تک زندہ رہوں کہ جب تک قہری نشان اور عجائبات

بقیہ حاشیہ

پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپ کے آباؤاجداد میں تھی وہ اب آپ میں کہاں اور آپ میں جو حوصلہ طاقت اور عقل ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے؟ یا کچھ آئندہ ہو جانے کی امید ہے! پس اے دوستو! اگر آپ لوگوں کو اس دردِ عظیم سے نجات پانے کی خواہش ہے تو بے عیب خلیفۃ اللہ مہاراج کا ضرور خیال اور دھیان کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے راستباز بندوں کے حامی ہوتے ہیں ان کو اپنے برگزیدہ بندوں کو ہمیشہ راحت پہنچانے ہی کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اسی زمانہ میں ظاہر ہو کر تمام بدیوں اور بدکرداروں کو ہلاک کریں گے۔ اگر کسی دوست کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ (زمانہ کذب و افترا) کا پہلا ہی دور ہے اور مہاراج کا جنم کلجگ کے آخر میں لکھا ہے تو آپ غور کریں کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ ظاہر ہوگا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو چھوڑ کر دوسروں پر نظر رکھتی ہیں اور اولاد اپنے والدین کی فرمانبرداری اور وفاداری میں نہ رہیں اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں یہاں تک کہ سب ہی چیزیں اپنے اپنے مذہب سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابھی شاستر کے موافق وقت نہیں معلوم ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بھائی پیارے دوستو! نرسی جی (ایک برگزیدہ بندۂ خدا) کا ظہور بھی پہلے کسی عالم کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن جی مہاراج ایسا ظہور کریں گے اور اسی طرح سینکڑوں برگزیدہ بندگانِ خدا کی حمایت اور نصرت کی گئی جیسے کہ پہلا دھگت کی حمایت اور نصرت کا کوئی وقت اور تاریخ لکھی نہ گئی تھی مگر جب نرسنگھ جی ظاہر ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کی حمایت کے واسطے ظہور فرمایا ہے اسی طرح پر کلگی بھوان مہاراج کا ظہور ہے اور وہ کل دنیا کے آرام کا باعث ہوا ہے اور اسی سے کام کاج چلتا ہے کیونکہ آنکھوں سے اسی وقت دکھائی دیتا ہے جب اندھیرا دور ہو جاوے۔ پیارے دوستو! سچی عبادت اور محبت الٰہی تب ہی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کو انسان گویا دیکھ لے۔ جیسا کہ شیو جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ ’’آگ کل دُنیا میں رہتی ہے اور جس طرح پر رگڑ سے وہ پیدا ہوتی ہے اسی طرح پرمیشر کا حال ہے۔ جب انسان اس سے محبت کرتا ہے تو اُس کا ظہور ہوتا ہے۔‘‘ اپنی کتابوں کے سچے تجربہ کو سچے یقین سے مان لو اور جو کوئی یہ سوال کرے کہ وہ کہاں پیدا ہوئے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے عقلمندو! غور کرو کہ اُس کے ظہور کا وہ محل ہے جہاں آفتاب کا ظہور ہوتا ہے (یعنی مشرق میں) سنبھل (وہ جگہ جہاں اس اوتار کا ظہور مانا گیا ہے) وہی ہے جہاں وہ خلیفۃ اللہ ظاہر ہوں۔ دوستو! بزرگو! پنڈتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جلد اپنا ظہور فرما کر اپنے دوستوں کو بچائیے اور اس دنیا کے جال سے نجات دیجئے ورنہ دنیا بگڑ چکی ہے۔ اگر اس میں کوئی امر غیر مناسب ہو یا فروگذاشت ہوئی ہو تو آپ معاف کریں۔ ﴿۸۸﴾

المشتہر

بالمکند جی کونچہ پاتی رام دہلی

قدرت ظاہر ہو جائیں جب سے دنیا پیدا ہوئی یہ زمانہ کسی نے نہیں دیکھا یہ خدا کے فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور دراصل یہ آتشی گولہ بھی جو جا بجا نمودار ہوا ہے اسی جنگ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اگرچہ پہلے اِس سے معمولی طور پر شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے تھے لیکن آج تک دنیا میں یہ خوفناک نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ اس قدر خوفناک انگار جو برسائے گئے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کے نظارہ سے بیہوش ہو گئے یہ امر صاف دلالت کرتا ہے کہ اب بڑے بڑے شیطانوں کی ہلاکت کا وقت آ گیا ہے چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد دنیا خود دیکھ لے گی کہ ان آتشی انگاروں کے کیسے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔

﴿۸۹﴾ اب میں قبل اس کے کہ اس آتشی انگار کے بارہ میں دوسرے لوگوں کی شہادت پیش کروں وہ بیان لکھتا ہوں کہ جو اخبار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے پرچہ ۳/اپریل ۱۹۰۷ء میں اِس گولہ کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ ۳/۴ ۴

کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اِس شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار کی شام کو پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا۔ یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب یہ گرتا دیکھا گیا تو اس کے پیچھے ایک بہت لمبی دوہری دھار ایسی تھی جیسے دُھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کی طرف نظر آیا۔ اس وقت دھوپ نہایت تیز تھی۔ ہمارے بعض نامہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو اِن حالات کے ماتحت نظر آیا ہو۔ اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اس کی چمک واقعی بے نظیر ہوتی۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور ۳/اپریل ۱۹۰۷ء)

اِسی طرح اخبار آرمی نیوز لدھیانہ مورخہ ۶/اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اسی شہاب کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ **شہاب ثاقب** ۳۱/مارچ ۱۹۰۷ء کو قریباً ۳ بجے بعد دوپہر آسمان سے نازل ہوا جو درج ذیل کرتا ہوں۔ موضع پنوانہ تحصیل پسرور میں گاؤں کے گوشہ جنوب و مغرب میں کوئی ۲/۱ میل کے فاصلہ پر ایک ستارہ ٹوٹا جو کہ آسمان سے ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہو کر قریباً ۲۵ گز لمبائی میں جنگل سے گاؤں کی طرف بڑھا۔ گاؤں سے ۱/۴ میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا سمسان ہے اس میں ایک کیکر کا درخت ہے اس درخت پر کوئی دس گز اوپر وہ آگ ۵ منٹ تک لہراتی رہی بعد ازاں سفید رنگ میں بدل کر اتنی موٹی ہو گئی جیسے ایک موٹا بانس ہوتا ہے ۵ منٹ کے بعد وہ آگ تین ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی

آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گاؤں گونج اُٹھا۔ اور وہ آگ اسی مرگھٹ میں اُس درخت پر غائب ہوگئی۔ بعد ازاں کوئی ۱/۲ ۴ بجے شام کا وقت تھا۔ پھر ایک ستارہ اُس گاؤں کے جانب شمال میں قریباً ۳/۴ میل پر جنگل میں ٹوٹا اِس کی شکل بھی پہلے کی سی تھی مگر اس کی آواز ٹوٹتے ہی اتنی ہوئی جیسے ایک توپ چلتی ہے۔ سب لوگوں کی نگاہیں اسی میں تھیں۔ میں خود اس وقت گاؤں سے باہر ۱/۴ میل کے فاصلہ پر جانب شمال میں کھڑا تھا۔ آواز کے آتے ہی جو دیکھا کہ ایک آگ سی جیسی بجلی چمکتی ہے گاؤں کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھی گئی۔ گاؤں کے پاس ایک جوہڑ ہے وہاں تک میں نے خود جاتی دیکھی مگر بعد ازاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ گاؤں میں آکر دھوئیں کی شکل میں بدل کر کچھ تو گاؤں میں غائب ہوگئی اور کچھ آگے کو چلی گئی۔ بعد ازاں شام کا وقت تھا۔ سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رندہاوہ (جو جانب شمال غرب پنوانہ کے واقعہ ہے) کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا اور گاؤں سے آگے نکل گیا اور سُنا گیا ہے کہ یہ گول آگ بھی ایک ستارہ تھا جس کی ۶ میل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے بھی آگے سے آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا۔ سُنا گیا ہے کہ موضع جودہالہ تحصیل پسرور میں جو کہ پنوانہ سے چار میل پر ہے وہاں ایک چارہ کے کھیت میں اس کا کچھ حصہ گرا جس سے چارہ کھیت کا جل گیا مگر یہ خبر کچھ معتبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خدا کا ہے۔

پھر اسی اخبار آرمی نیوز میں اسی جگہ لکھا ہے کہ واقعہ ۳۱ / مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادنخاں موضع چک شادی میں قریب ۱۲ بجے دن کے آسمان پر قریب ۴ فیٹ لمبے اور ۲ فیٹ گول برنگ سُرخ فاصلہ ۱/۲ میل پر دو آتشی گولے گرے اور گرتے ہی غائب ہوگئے۔

﴿۹۰﴾

نقشہ خطوط جو بطور شواہد متعلق پیشگوئی پچیس[25] یوم (جو ایک ہولناک تعجب انگیز گولہ آسمانی کا نشان ظاہر ہونے پر مشتمل تھی جو ۳۱ / مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ظاہر ہوا) موصول ہوئے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خطوط	نام فریسندہ	نام موضع	نام تحصیل	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱)	۳۱ / مارچ ۱۹۰۷ء	سید احمد علی شاہ سفید پوش	مالومہی	پسرور	سیالکوٹ	آج بوقت ۴ بجے شام مورخہ ۳۱ / مارچ ۰۷ء نشان آسمانی دیکھا جو تمام عمر میں نہیں دیکھا تھا جنوب کی طرف سے شمال کی طرف کو چھوٹا سا ٹکڑا آگ کا معلوم ہوتا (تھا)۔

﴿۹۱﴾

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فریسندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
					قریباً دو فیٹ مربع زمین سے پاؤ میل اونچا اُس کے پیچھے تین رنگ سبز سُرخ گلابی کی دُم تھی۔ مثل دھوئیں کے اور وہ دم برنگ ابر ہوکر کم ہو جاتی تھی اور بارش کی طرف اُس کی تند آواز سُنی جاتی تھی۔ اس انگار کو مرد اور عورت ہندو اور عیسائی اور مسلمان وغیرہ سب نے دیکھا۔ دو میل گاؤں سے قریب شمال کی طرف گیا۔ آواز بمقدار دو توپوں کے اُس میں سے آئی یا جیسے دو گولے۔ پھر دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا۔ حضور کی پیشگوئی پچیس دن والی جو ۷/ مارچ کو کی گئی تھی پوری ہوگئی کیونکہ ۳۱/ مارچ کو یہ تعجب انگیز نظارہ دیکھا گیا۔
(۲)		سید عبدالستار شاہ اسپیشل اسسٹنٹ	رعیہ	سیالکوٹ	بروز اتوار بوقت ساڑھے چار بجے شام ایک آسمانی نشان یعنی انگار جو بڑے حجم کا تھا دیکھا گیا جو جنوب کی طرف سے آتا اور شمال کی طرف جاتا تھا۔ ہمارے گھر کے متصل درختوں میں سے گذرا۔ سوا گز کے قریب لمبا آگ کی طرح چمکتا سخت ہیبت ناک نظر آیا۔ عورتیں دیکھ کر سخت خوفزدہ ہوگئیں۔ درختوں پر چمک سفید تھی اور ہماری طرف آگ کی طرح تھا۔ یکا یک بادل کی طرح بالکل سفید ہو گیا پھر آہستہ آہستہ بہت اونچائی پر چلا گیا۔ پیر کے دن دور دور سے خبر آئی کہ بہت لوگوں نے دیکھا خوفناک ہیبت ناک تھا۔ یہاں تک کہ ایک گاؤں میں بہت آدمی بیہوش ہو گئے اور اُن کے منہ میں پانی ڈالا گیا تب ہوش آئی۔ جس جس گاؤں میں دیکھا گیا سب کو یہی معلوم ہوا کہ اُن کے پاس ہی گرا ہے ۲۵ دن والا الہام پورا ہوا جس میں لکھا تھا کہ ۷/ مارچ سے پچیس[۲۵] دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۳)	۳۱/ مارچ ۱۹۰۷ء	عمرالدین چودھری	میانوالی	سیالکوٹ	۷/ مارچ ۱۹۰۷ء والی پیشگوئی جس کے ظہور کے لئے پچیس[۲۵] دن یا پچیس[۲۵] دن تک کی شرط تھی اور جس میں لکھا تھا کہ وہ واقعہ تعجب انگیز اور ہولناک ہوگا۔ آج بفضلہٖ تعالیٰ وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ خاکسار معہ چند برادران یعنی جیان نمبردار۔ فضل الٰہی زمیندار، علی بخش زمیندار چند اور احباب مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ شروع عصر کا وقت تھا آسمان سے ایک آگ کا انگار حجم بقدر بُرج آتش بازی ہمارے موضع سے بطرف مشرق و شمال گر پڑا۔ اتنی تیز آگ تھی کہ دیکھنے والوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ ایک دھار دُخان کی آسمان کی طرف ایک ساعت تک قائم رہی۔ اس ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ سے مرد و زن متعجب تھے خداوند کریم اپنے مامور پر جو خبر ظاہر کرتا ہے وہ وقت پر پوری ہو جاتی ہے۔

﴿۹۲﴾

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فریسندہ	مقام ضلع	ضلع	خلاصہ مضمون
(۴)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	عنایت اللہ رنگریز	چونڈہ	سیالکوٹ	آپ کو مبارک ہو۔ نشان الٰہی جو ۷؍ مارچ سے پچیس دن تک پورا ہونے والا تھا وہ ظہور میں آ گیا۔ ۳۱؍ مارچ کو چار بجے دن کے وقت حسب ذیل مردمان نے بیان کیا کہ آسمان سے ایک لاٹ بہت روشن نکلی پھر دیکھتے ہی وہ دھواں ہو گیا۔ پھر بادل بن کر گرا۔ گنگا رام اروڑا، دینا ناتھ، بگا کھتری، ٹھاکرداس، رحیم بخش نیلاری، منشی ڈاکخانہ چونڈہ عبد اللہ ٹھیکیدار اور میں نے خود نشان دھوئیں کی حالت میں اُترتا ہوا دیکھا اور میرے چِٹھی رسان رام نے بھی دیکھا ہے۔
(۵)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	نبی بخش ولد بھولا شاہ فقیر	بوٹر	؍؍	ایک شعلہ حضور کی پیشگوئی کے عین مطابق ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۷ء کو بروز اتوار چار بجے دن کے وقت جو آتش کا شعلہ معلوم ہوتا تھا قریباً دو گز سے زیادہ لمبا جس کے تین رنگ سُرخ۔ سبز زرد تھے مغرب کی طرف سے نکل کر مشرق کو جا کر غائب ہوا۔ غائب ہونے پر ایک بڑا دھواں ظاہر ہوا توپ جیسی آواز بھی سُنائی دی۔
(۶)	؍؍	برکت علی سکرٹری میونسپل کمیٹی	سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ	؍؍	کل پانچ بجے کے قریب ایک آسمانی اسرار دیکھا گیا دور دراز تک اس کی شہرت بھی ہوگی یہ ایک آسمانی نشان ہے خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۵؍ دن کے اندر ظاہر ہوا۔ کیونکہ ۷؍ مارچ ۱۹۰۷ء سے جب یہ پیشگوئی کی گئی ۳۱؍ مارچ تک ۲۵؍ دن پورے ہو گئے تھے سو پیشگوئی کے مطابق یہ تعجب انگیز واقعہ ۳۱؍ مارچ کو ظہور میں آیا۔ الحمد للہ
(۷)	؍؍	محمد علی شاہ سید مدرس	سیدانوالی	؍؍	۳۱؍ مارچ ۵ بجے کے قریب ایک ہیبت ناک اور آتشیں شعلہ جنوب سے شمال کی طرف سرعت سے جاتا ہوا دکھائی دیا۔ الحمد للہ وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس میں لکھا تھا کہ ۷؍ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یا پچیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۸)	؍؍	محمد الدین اپیل نویس	سیالکوٹ	؍؍	کل قریب ساڑھے تین بجے شعلہ آسمان سے آتے ہوئے نظر آیا۔ زمین اور آسمان کے درمیان ایک ستون دیر تک دکھائی دیا۔ اور خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جس میں لکھا تھا کہ ۳۱؍ مارچ تک یا مارچ کے اکتیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۹)	؍؍	سید محمد رشید کلرک محکمہ نہر	؍؍	؍؍	کل بوقت عصر شہاب ثاقب ٹوٹا۔ خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جس میں بتلایا گیا تھا کہ ضرور ۳۱؍ مارچ کو یا ۳۱؍ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۱۰)	؍؍	محمد رمضان	گولیکی	گجرات	آتشی انگار سے ۳۱؍ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی۔
(۱۱)	؍؍	عطاء الٰہی بابو	لالہ موسیٰ	؍؍	تعجب انگیز واقعہ آسمانی انگار نے ۳۱؍ مارچ والی پیشگوئی پوری کر دی۔

﴿۹۳﴾

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فریسندہ	نام مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱۲)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	میاں صاحب دین امام مسجد	تہال	گجرات	۳۱ / مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت تخمیناً چار بجے دن کے آپ کے الہام کے مطابق ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا یعنی آسمان پر ایک انگار نمودار ہوا جس کے دیکھتے ہی ہزاروں آدمی تعجب میں رہ گئے۔
(۱۳)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم دین مدرس	ڈنگہ	//	خاص ڈنگہ اور نواح ڈنگہ میں ایک شعلہ ناری زمین پر گرا۔ رفتار شعلہ آسمان پر جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھی یہ واقعہ ۳۱ / مارچ کا ہے اس سے حضور کی پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی کیونکہ ۳۱ / مارچ تک پیشگوئی کی میعاد تھی۔
(۱۴)	//	محمد فضل الرحمان	ہیلان	//	۳۱ / مارچ چار بجے شام چند گولے آگ کے جو آدمی کے سر کے برابر تھے اور دو یا اڑہائی گز اُن کی دُم میں تھیں نہایت ہی مشتعل آسمان سے زمین کی طرف اُترتے ہوئے دکھائی دیئے۔ نہایت ہولناک تعجب انگیز نظارہ تھا بہت سے لوگ خوف کے مارے سہم گئے اور بہت بیہوشی کی حالت میں ہو گئے جو دیر کے بعد ہوش میں آئے۔ اور اس سے حضور کی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہوگئی۔
(۱۵)	//	نظام الدین	ادرحمہ	شاہپور	۳۱ / مارچ بوقت عصر مطلع بالکل صاف تھا ناگہاں شعلۂ آتش آسمان پر نمودار ہوا اور آگ کے چنگارے گرتے ہوئے دکھائی دیئے۔ چونکہ پہلے سے حضور شائع کر چکے تھے کہ ۳۱ / مارچ کو یا ۳۱ / مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا اس لئے یہ پیشگوئی ایسی صاف ہے کہ کوئی اس کو رد نہیں کر سکتا۔
(۱۶)	//	غلام محمد جٹ	گولیکے	گجرات	۳۱ / مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک شعلہ دیکھا گیا پیشگوئی صفائی سے پوری ہوئی۔
(۱۷)	//	نور الدین	کھاریاں	//	مبارک ہو ۳۱ / مارچ والی پیشگوئی ہولناک شعلۂ آگ سے کھلے طور پر ظہور میں آگئی۔
(۱۸)	//	میراں بخش مدرس	شیخ پورہ	//	۳۱ / مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ایک گولہ آتشیں آسمان سے گرا۔ سب کو شمال مشرق کی طرف سے دکھائی دیا۔ ۳۱ / مارچ والی پیشگوئی صفائی سے پوری ہوگئی۔
(۱۹)	//	غلام قادر	حبو نجل	//	بشرح صدر
(۲۰)	//	محمد الدین مدرس	ککرالی	//	۳۱ / مارچ کو بوقت بعد نماز ظہر ہولناک و تعجب انگیز شعلۂ آتش ہزار ہا لوگوں نے دیکھا۔ اس سے پچیس دن والی پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی۔
(۲۱)	//	غلام رسول	لنگہ	//	صدر
(۲۲)	//	احمد دین مور	شادیوال	//	۳۱ / مارچ کو ایک ہولناک نظارہ آگ آسمانی کا نظر آیا اور اس گاؤں کے لوگوں نے اس کیفیت کو دیکھ کر رات کو تمام گاؤں میں ڈھنڈھورا پٹوایا کہ دن کو سب لوگ ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر نفل پڑھیں اور اس طرح پر ۳۱ / مارچ کی پیشگوئی کے سب لوگ گواہ ہوئے ہیں۔

﴿۹۴﴾

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فریسندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۲۳)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	سلطان علی نمبردار	کھوکر	گجرات	۳۱/ مارچ کو نہایت ہولناک نظارہ آگ کا آسمان پر دیکھا گیا سبحان اللہ کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔
(۲۴)	//	شیخ الٰہی بخش تاجر کتب	گجرات	//	۳۱/ مارچ ۱۹۰۷ء وقت ۳ بجے دن کے ایک ٹکڑا آگ کا زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوا۔ شہر میں چرچا ہوا لال واری، معین الدین پور، جلال پور وغیرہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سب جگہ ہوا اور ۳۱/ مارچ والی پیشگوئی کھلے کھلے طور پر ظاہر ہوگئی۔
(۲۵)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	چودھری محمد عبداللہ خان نمبردار	بہلولپور چک ۱۲۷	لائل پور	بذریعہ تار بشارت و مبارک بادی کہ انگار آسمانی سے ۳۱/ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی۔
(۲۶)	//	//	//	//	دوبارہ بذریعہ کارڈ لکھا کہ ۳۱/ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی۔
(۲۷)	//	عبدالمجید	مادھوپور	کانگڑہ	بشرح صدر
(۲۸)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	عبدالکریم ہیڈ گارڈ	کینے	کانگڑہ	ایک تعجب انگیز اور ہولناک انگار نے جو آسمان پر ظاہر ہوا۔ ۳۱/ مارچ والی پیشگوئی کی سچائی صاف طور پر ظاہر کر دی۔
(۲۹)	۲/ اپریل ۱۹۰۷ء	سید محمد شاہنواز	فیروزپور چھاؤنی	فیروزپور	۳۱/ مارچ والی پیشگوئی اِس انگار نے ثابت کر دی جو ۳۱/ مارچ میں دیکھا گیا۔
(۳۰)	//	مولوی محمد فضل چنگوی	چنگا	راولپنڈی	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار کے ظاہر ہونے سے جو ۳۱/ مارچ کو دیکھا گیا بڑی صفائی سے ثابت ہوئی۔ سوسو برس کے بوڑھے کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا۔
(۳۱)	//	وارث علی خان	قورم گوجر	//	جس نشان کا ۳۱/ مارچ کو پورا ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا وہ آسمانی انگار سے پورا ہو گیا جو وحشت خیز اور تعجب انگیز تھا جو دید شنید سے بالاتر تھا۔
(۳۲)	//	عبدالمجید خان نائب مہتمم اصطبل	کپورتھلہ	کپورتھلہ	جو ایک تعجب انگیز واقعہ کی خبر دی گئی تھی کہ ۳۱/ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوگا۔ وہ پیشگوئی ایک انگار آسمانی کے پیدا ہونے سے پوری ہوگئی جو ۳۱/ مارچ کو آسمان پر نمودار ہوا بہت سے آدمی اُس کو دیکھ کر بیہوش ہو گئے بعض سجدہ میں گر گئے۔
(۳۳)	//	عنایت اللہ احمدی	بوچال کلاں	جہلم	مبارک ہو کہ وہ نشان جس کی ۳۱/ مارچ کو ظاہر ہونے کی خبر دی گئی تھی ایک آسمانی انگار کے ظہور سے پورا ہو گیا جس کا ایک تعجب انگیز نظارہ تھا۔
(۳۴)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	حیات محمد کنسٹیبل پولیس	جہلم	جہلم	اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جس نشان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱/ مارچ یا مارچ کے اکتیسویں دن پورا ہوگا وہ نشان آسمانی انگار کے ظہور سے ظاہر ہو گیا۔

﴿۹۵﴾

نمبر شمار	تاریخ	نام فریسندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۳۵)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم داد احمدی	دوالمیال	جہلم	حضور کو ہزار مبارک ۳۱/ مارچ والی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوئی۔ شام کے قریب ۳۱/ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس نے ایمان زیادہ کیا۔
(۳۶)	۳۱/مارچ	محمد جان شیخ	وزیرآباد	گوجرانوالہ	حضور کو مبارک ہو۔ ۳۱/ مارچ میں جو ایک تعجب انگیز واقعہ کے ظاہر ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ وہ واقعہ ۳۱/ مارچ کو ظہور میں آ گیا اور ایک تعجب انگیز آگ آسمان پر دیکھی گئی۔
(۳۷)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	جیون خان بھٹی	//	//	مبارک ہو ۳۱/ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی ہزاروں آدمیوں نے ۳۱/ مارچ کو انگار آسمانی دیکھا۔
(۳۸)	۳//	فضل الٰہی اورسیئر ڈاک لائن	گورداسپور	گورداسپور	۳۱/ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی اور اس ستارہ کی چمک سے ایک آدمی گورداسپور کے تالاب میں جو متصل تحصیل ہے غرق ہوا۔ بازاروں اور گاؤں میں اس الہام کا چرچہ ہے۔
(۳۹)	۲صدر	شیخ رحیم بخش تاجر کتب	جموں	جموں	بڑی صفائی سے ۳۱/ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوگئی آسمانی انگار کو ایک دنیا نے دیکھا۔
(۴۰)	۳۱/مارچ	شیخ محمد تیمور طالب علم	//	//	خدا کا شکر ہے کہ ۳۱/ مارچ کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی اور جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ۳۱/ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز آسمان پر انگارۂ آگ ظاہر ہوا۔
(۴۱)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	رحمت اللہ احمدی	بنگہ	ہوشیارپور	۳۱/ مارچ کو نہ صرف آتشی گولہ دکھائی دیا بلکہ بعض جگہ سیاہ بارش کی بوندیں برسیں۔ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مبارک ہو۔
(۴۲)	۲صدر	سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس	جلال آباد	فیروزپور	۳۱/ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس کو ہزاروں انسانوں نے دیکھا خدا کی پیشگوئی جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ویسا ہی پوری ہوگئی۔
(۴۳)	یکم//	نظام الدین	جوڑہ	لاہور	مبارک ہو حضور کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ ۳۱/ مارچ کو جس میں ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ کے ظہور کی نسبت خبر دی گئی تھی آگ کا شعلہ ظاہر ہوا۔ جو نہایت ہولناک تھا۔
(۴۴)	۲صدر	محمد اسمٰعیل	بیداد پور	//	مبارک ہو وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱/ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا چنانچہ وہ واقعہ یہی تھا کہ آسمان پر ایک انگار دیکھا گیا۔

نمبر شمار	تاریخ خط	نام فریسندہ خط	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۴۵)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	محمد علی مدرس	تلونڈی موسیٰ خان	سیالکوٹ	۳۱/ مارچ کی نسبت جو پیشگوئی تھی صفائی سے پوری ہوگئی ہر ایک زبان اقرار کرتی ہے کہ آسمانی انگار جو ۳۱/ مارچ کو ظہور میں آیا اس سے پیشگوئی کی سچائی ثابت ہوگئی۔
(۴۶)	۵/ صدر	سید قاسم شاہ	معین الدین پور	گجرات	تصدیق بشرح صدر
(۴۷)	۳/ //	عبداللہ حکیم	راہوں	جالندھر	// آسمان اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
(۴۸)	// //	عبدالعزیز احمدی	درگاہی والہ	گوجرانوالہ	//
(۴۹)		میاں محمد دین	سیالکوٹ	//	//
(۵۰)	۳/ //	غلام احمد	کریام	//	//
(۵۱)	//	محمد حسین کلارک	آدوارے	گوجرانوالہ	//
(۵۲)		عنایت اللہ	کنجاہ	گجرات	//

ترجمہ از اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۶/ اپریل ۱۹۰۷ء

ایک نامہ نگار انگریز سول اینڈ ملٹری گزٹ کی طرف لکھتا ہے کہ جناب آیتوار کی شام کو چار اور پانچ بجے کے درمیان میں نے ڈلہوزی سے شمالی جانب ایک ایسا ہی شہاب دیکھا جیسا آپ کے اخبار مورخہ ۳/ اپریل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن اور اسی وقت لاہور میں دیکھا گیا تھا ایک خرطومی شکل کا دُخانی ستون جس کا باریک حصہ نیچے کی طرف تھا۔ ڈلہوزی سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر اُٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کی اونچائی سطح ڈلہوزی سے بلند تھی۔ اور اسکی چمک سے پہاڑ کی برف زرد رنگ ہوگئی تھی۔ یہ واقعہ ایسا تعجب انگیز تھا کہ میں دوربین لے کر اُسے زیادہ زور سے دیکھنے لگا۔ پہلے میں نے یہ خیال کیا کہ جنگل میں کہیں آگ لگ گئی ہے اور یہ اُس کا دھواں ہے مگر فوراً مجھے یہ خیال آ گیا کہ اس موسم میں جنگل میں آگ نہیں لگ سکتی اور علاوہ اس کے جنگل کی آگ کا دھواں صرف ایک جگہ سے نہیں اُٹھا کرتا بلکہ بہت جگہوں سے اُٹھتا ہے یہ قدرت نمائی پنجاب میں تین جگہ ہوئی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شعلہ ایک نہ تھا بلکہ بہت سے شعلوں کی ایک بوچھاڑ تھی اور ہر ایک شہاب کے ساتھ بہت سے چھوٹے ٹکڑے تھے جو کہ کسی نے نہیں دیکھے (۲) بہت سے خطوط سے جو ہمارے پاس آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ آیتوار کا شعلۂ آتش پٹیالہ سے جہلم تک دیکھا گیا تھا۔ ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جموں میں اُس کے ساتھ ایک توپ کی آواز تھی کپورتھلہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک آگ کا ایک ستون نظر آتا تھا جس سے اُس قصہ پر روشنی پڑتی ہے جو یعقوب کی سیڑھی کے متعلق مروی ہے۔ رعیہ میں ۴ آدمی دہشت سے بیہوش ہو گئے۔

﴿۹۷﴾

چمکتا ہوا نشان

نمبر ۱۹۸

بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ پنشنر لاہور جھوٹا موسیٰ مر گیا۔

ناظرین آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ایک شخص الٰہی بخش نام جو لاہور میں اکونٹنٹ تھا وہ اس زمانہ میں جب کہ میں نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اس بات کو ظاہر کیا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھ سے برگشتہ ہو کر اس بات کا مدعی ہوا کہ میں موسیٰ ہوں۔ اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ مدت دراز سے الٰہی بخش مذکور میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تھا اور بارہا قادیان میں آیا کرتا تھا اور مجھ کو ایک سچا ملہم خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتا تھا اور خدمت کرتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد بمقام امرتسر میں سوتا تھا اور میرے منہ پر چادر تھی۔ تب ایک شخص آیا اور اُس نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دئے۔ جب میں نے چادر اُٹھا کر دیکھا تو وہی الٰہی بخش تھا۔ اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس حد تک اُس کا اخلاص پہنچ گیا تھا کہ کسی نوع کی خدمت سے وہ ننگ اور عار نہیں رکھتا تھا اور نہایت انکسار سے معمولی خدمت گاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تھا اور مالی خدمت میں بھی حتّی المقدور اپنے دریغ نہیں کرتا تھا۔ جب تک خدا نے چاہا وہ اسی مخلصانہ حالت میں رہا اور مجھ کو بڑی امید تھی کہ وہ اپنے اخلاص میں بہت ترقی کرے گا۔ اور جب میں قادیان سے کسی تقریب سے لدھیانہ یا انبالہ یا کسی اور جگہ جاتا تھا تو بشرط گنجائش اور فرصت نکلنے کے اُسی جگہ پہنچتا تھا اور اکثر اوقات اُس کا رفیق منشی عبدالحق اکونٹنٹ بھی اُس کے ساتھ ہوتا تھا۔ پھر اُس کو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور یہی ایک زہریلہ بیج تھا کہ قضا و قدر نے اس میں بو دیا۔ پھر اس کے بعد

﴿۹۸﴾ اندر ہی اندر اُس کی مخلصانہ حالت میں کچھ تغیر ہوتا گیا اور پھر جس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے لوگوں سے بیعت لینے کے لئے **مامور فرمایا** اور قریباً چالیس آدمی یا کچھ زیادہ بیعت میں داخل ہوئے اور عام طور پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کو سنایا کہ جو شخص ارادت رکھتا ہے وہ **بیعت** میں داخل ہو تب اس بات کو سنتے ہی الٰہی بخش کا دل بگڑ گیا اور وہ کچھ مدت کے بعد مع اپنے دوست منشی عبدالحق کے قادیان میں میرے پاس آیا اس غرض سے کہ تا اپنے الہام سناوے اور اب کی دفعہ اُس کی مزاج میں اس قدر سختی ہوگئی تھی کہ گویا وہ اور ہی تھا الٰہی بخش نہیں تھا۔ اُس نے بے باکی سے اپنے الہام سنانے شروع کئے اور وہ ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھے ہوئے تھے جو اُس کی جیب میں تھی۔ **منجملہ** اُن کے اُس نے یہ سُنایا کہ خواب میں میں نے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میری بیعت کرو اور میں نے جواب دیا کہ میں نہیں کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو۔ اس خواب کی وجہ سے وہ سر سے پیر تک تکبر اور غرور سے بھر گیا اور یہ سمجھا کہ میں ایسا بزرگ ہوں کہ مجھے بیعت کی حاجت نہیں بلکہ اُن کو میری بیعت کرنی چاہئے مگر دراصل یہ شیطانی وسوسہ تھا کہ اُس کی ٹھوکر کا باعث ہوا۔ بات یہ ہے کہ جب انسان کے دل میں تکبر اور انکار مخفی ہوتا ہے تو وہی انکار حدیث النفس کی طرح خواب میں آجاتا ہے اور ایک نادان سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ انکار محض اپنے مخفی خیالات سے پیدا ہوتا ہے خدا سے اُس کو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ پس صدہا جاہل محض اس حدیث النفس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ غرض الٰہی بخش نے نہایت شوخی اور بے باکی سے وہ خواب مجھ کو سنائی اور مجھ کو اُس کی نادانی پر افسوس آتا تھا کیونکہ میں یقیناً جانتا تھا کہ جو کچھ وہ سُنا رہا ہے وہ صرف حدیث النفس ہے۔ مگر چونکہ میں نے اُس کے دل میں تکبر محسوس کیا اور نخوت اور خود بینی کے علامات دیکھے اور اُس کے کلمات میں تیزی پائی گئی اس لئے میں نے اُس کو نصیحت کے طور پر کچھ کہنا بے سود سمجھا۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کی حالت میں اُن کی زبان پر جاری ہوتی ہے خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر آیت کریمہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] کے نیچے اپنے تئیں داخل کر دیتے ہیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو اور قال اللہ وقال الرسول سے

[1] بنی اسرآئیل:۳۷

مخالف بھی نہ ہو تب بھی وہ خدا کا کلام نہیں کہلا سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فعل اُس پر گواہی نہ دے کیونکہ شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اسی طرح اُس مُضلّ کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈال کر اس کو یہ یقین دلاتا ہے کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے۔

پس جس پر کوئی کلام نازل ہو جب تک تین[۳] علامتیں اس میں نہ پائی جائیں اُس کو خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اوّل[۱]۔ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے جو ذیل میں لکھی جائے گی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔

دوم[۲]۔ وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ اُن فانیوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلّی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور اُن کے نفس پر ایک ایسی موت وارد ہوگئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے ہیں کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سنتا ہے اور انتہائی کوشش انسان کی تزکیۂ نفس ہے اور اُس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک موت ہے جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ پھر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکتا ہے تو تصرفات الٰہیہ کی نوبت آتی ہے تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ **معرفت** اور محبت کی زندگی سے **دوبارہ زندہ** کرتا ہے اور اپنے فوق العادت نشانوں سے **عجائبات روحانیہ** کی اُس کو سیر کراتا ہے اور محبت ذاتیہ کی وراء الوراء کشش اُس کے دل میں بھر دیتا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں سکتی اِس حالت میں کہا جاتا ہے کہ اُس کو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

﴿۱۰۰﴾ پس۲ یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل محبت سے ملتی ہے اور کامل معرفت خدا کے فوق العادت نشانوں سے حاصل ہوتی ہے اور جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تب اُس کو خدا کا سچا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوتا ہے۔ مگر یہ علامت بھی بغیر تیسرے درجہ کی علامت کے قابل اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ ایک امر پوشیدہ ہے اس لئے ہر ایک فضول گو ایسا دعویٰ کرسکتا ہے۔

تیسری۳ علامت مُلہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اُس پر گواہی دیں یعنی اس قدر اس کی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقلِ سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت درحقیقت تمام علامتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کلام جو کسی کی زبان پر جاری ہو یا کسی نے بادّعائے الہام پیش کیا ہو وہ اپنے معنوں کی رو سے قرآن شریف کے بیان سے مخالف نہ ہو بلکہ مطابق ہو مگر پھر بھی وہ کسی مفتری کا افترا ہو کیونکہ ایک عقلمند جو مسلمان ہے مگر مفتری ہے ضرور اس بات کا لحاظ رکھ لے گا کہ قرآن شریف کے مخالف کوئی کلام بدعویٰ الہام پیش نہ کرے ورنہ خواہ نخواہ لوگوں کے اعتراضات کا نشانہ ہو جائے گا۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلام حدیث النفس ہو یعنی نفس کی طرف سے ایک کلمہ زبان پر جاری ہو جیسے اکثر بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں رات کو بعض اوقات وہی کلمات ان کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ غرض کسی کلمہ کا جو بدعویٰ الہام پیش کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابق ہونا اس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وہ ضرور خدا کا کلام ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رو سے خدا کے کلام کے مخالف بھی نہ ہو اور پھر وہ کسی مفتری کا افترا بھی ہو کیونکہ ایک مفتری بڑی آسانی سے یہ کارروائی کرسکتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے اور یا ایسا کلام حدیث النفس ٹھہر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہوسکتا ہے۔

ایسا ہی یہ دوسری شرط بھی یعنی یہ کہ جو الہام کا دعویٰ کرے وہ صاحب تزکیۂ نفس ہو

﴿۱۰۱﴾

قابلِ اطمینان نہیں بلکہ ایک پوشیدہ امر ہے اور بہتیرے ناپاک طبع لوگ اس بات کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارا نفس تزکیہ یافتہ ہے اور ہم خدا سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ پس یہ امر بھی کوئی سہل امر نہیں کہ اس میں جلد تر صادق اور کاذب میں فیصلہ کیا جاوے یہی وجہ ہے کہ کئی خبیث النفس لوگوں نے اُن برگزیدوں پر جو صاحب تزکیہ نفس تھے ناپاک تہمتیں لگائی ہیں جیسا کہ آج کل کے پادری ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمتیں لگاتے ہیں اور نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ آپ نفسانی شہوات کا اتباع کرتے تھے جیسا کہ اُن کے ہزاروں رسالوں اور اخباروں اور کتابوں میں ایسی تہمتیں پاؤ گے۔ ایسا ہی یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی مدت ہوئی ہے کہ میں نے ایک یہودی کی کتاب دیکھی جس میں نہ صرف یہ ناپاک اعتراض تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کی ولادت ناجائز طور پر ہے بلکہ آپ کے چال وچلن پر بھی نہایت گندے اعتراض کئے تھے اور جو آپ کی خدمت میں بعض عورتیں رہتی تھیں بہت بُرے پیرایہ میں اُن کا ذکر کیا تھا۔ پس جبکہ پلید طبع دشمنوں نے ایسے پاک فطرت اور مقدس لوگوں کو شہوت پرست لوگ قرار دیا اور تزکیہ نفس سے محض خالی سمجھا تو اس سے ہر ایک شخص معلوم کر سکتا ہے کہ تزکیہ نفس کا مرتبہ دشمنوں پر ظاہر ہو جانا کس قدر مشکل ہے چنانچہ آریہ لوگ خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں کو محض مکّار اور شہوت پرست قرار دیتے ہیں اور اُن کا دَور مکر و فریب کا دَور ٹھہراتے ہیں۔

لیکن یہ تیسری علامت کہ الہام اور وحی کے ساتھ جو ایک قول ہے اس کے ساتھ خدا کا ایک فعل بھی ہو۔ یہ ایسی **کامل علامت** ہے جو کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ یہی علامت ہے جس سے خدا کے سچے نبی جھوٹوں پر غالب آتے رہے ہیں کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ صدہا نشان ظاہر ہوں اور ہزاروں قسم کی تائید اور نصرت الٰہی شامل حال ہو اور اُس کے دشمنوں پر خدا کے کھلے کھلے حملے ہوں پھر کس کی مجال ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹا کہہ سکے۔ مگر افسوس کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلا میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس یا شیطانی وسوسہ اُن کو پیش آجاتا ہے تو اُس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور فعلی شہادت کی

﴿۱۰۲﴾

کچھ پروا نہیں رکھتے۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے بلکہ اس قدر رؤیا اور الہام میں قریباً تمام دنیا شریک ہے اور یہ کچھ بھی چیز نہیں اور یہ مادّہ کبھی کبھی خواب یا الہام ہونے کا محض اس لئے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر بدظنّی نہ کر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اور الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں تخم داخل ہے پھر اس کی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے۔

لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک **مُلہم** اور **مُکلّم** کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کے لئے مبعوث ہوتے ہیں ان کی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں اور دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کا دعویٰ کرنے والے اس علامت کو مدنظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے۔

ایسا ہی اگر الٰہی بخش اس معاملہ میں کچھ سوچتا کہ اُس کی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان کس قدر ظاہر ہوئے اور کس قدر اُس کی تائید اور نصرت ہوئی اور عام لوگوں کی نسبت اُس کو کیا امتیاز بخشا گیا ہے تو وہ اس بلا میں مبتلا نہ ہوتا۔ اب بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد ایک انبار جھوٹ اور افترا کا چھوڑ گیا۔ میری نسبت وہ یہ الہام پیش کرتا تھا کہ میری زندگی میں یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا اور اُس کی تمام جماعت منتشر ہو جائے گی سو اُس نے دیکھ لیا کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہوا اور اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نہیں مرے گا جب تک وہ میرا استیصال نہ کر لے مگر اُس نے بچشم خود دیکھ لیا کہ اُس کے جھوٹے الہام کے بعد کئی لاکھ تک میری جماعت پہنچ گئی۔ جب ایسے الہام اُس نے شائع کرنے شروع کئے اُس وقت تو میری جماعت چالیس انسان سے زیادہ نہ تھی اور بعد میں چار لاکھ تک پہنچ گئی اور وہ نہیں مرا جب تک اُس نے اپنی نامُرادی ہر ایک پہلو سے نہ دیکھ لی اور میری کامیابی نہ دیکھ لی اور وہ اپنے جھوٹے

﴿۱۰۳﴾

الہاموں کے ذریعہ سے ہر ایک مقدمہ میں جو میرے پر دائر ہوتا تھا یہی خیال کرتا تھا کہ میں سزا پاکر عذاب الیم میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ اور ایسے ہی اُس کو الہام ہوتے تھے جن کو وہ اپنے دوستوں میں شائع کرتا تھا مگر خدا تعالیٰ ہر ایک مقدمہ میں عزت کے ساتھ مجھے بری کرتا گیا۔ اور سخت نامُرادی کے ساتھ اُس کو موت آئی۔ **پس** اس میں کچھ شک نہیں کہ جب اُس کو طاعون ہوگئی اور موت کو اُس نے اپنے سامنے دیکھ لیا۔ تب اُس نے اپنے تمام الہاموں کو **شیطانی کلمات** سمجھا ہوگا اور اُس وقت اُس کو اپنی نسبت یاد آیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا۔ یہ بات بالکل غیر معقول اور خلاف قیاس ہے کہ وہ اس قدر ٹھوکریں کھا کر اور وہ طاعون جو میری طرف منسوب کرتا تھا اس میں اپنے تئیں مبتلا دیکھ کر اور میری کامیابیوں کو اپنے آخری دم میں تصور میں لا کر پھر بھی وہ اپنی پہلی حالت پر قائم رہا ہو جب اُس کو یاد آتا ہوگا کہ میں نے **موسیٰ** ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب کا نام **عصائے موسیٰ** رکھا تھا اور یہ تمنا کی تھی کہ یہ عصا اُس شخص کو ہلاک کر دے گا جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے اور جب اُس کو یاد آتا ہوگا کہ مَیں نے اس شخص کی نسبت جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ میری زندگی میں طاعون سے مرے گا اور جب اُس کو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اسی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ میں نہیں مروں گا جب تک اپنے اس دشمن کو نابود نہ کرلوں۔ تو ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ طاعون نے اُس کو پکڑا کس قدر درد و حسرت اُس کے دامنگیر ہوتی ہوگی۔ کون یقین کر سکتا ہے کہ باوجود اس قدر نامرادی کے اور کھل جانے اس بات کے کہ اُس کے سب الہام جھوٹے نکلے پھر بھی طاعون کے وقت اُس کو اپنے موسیٰ ہونے پر یقین تھا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ طاعون نے تمام خیالات اُس کے پاش پاش کر دیئے ہوں گے اور متنبہ کر دیا ہوگا کہ وہ غلطی پر تھا۔ چنانچہ اس واقعہ سے بہت پہلے میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ ان خیالات فاسدہ پر قائم نہیں رہے گا اور آخر ان خیالات سے رجوع کرے گا۔ سو اس میں شک نہیں کہ جب اُس کو ناگہانی طاعون اور بے وقت موت کا نظارہ پیش آیا جس کو وہ خوب جانتا تھا کہ یہ بے وقت اور میرے دعویٰ کے مخالف ہے تو بلاشبہ اس نظارہ نے

﴿۱۰۴﴾

اُس کو یقین دلایا ہوگا کہ اُس کے تمام الہامات شیطانی تھے اس صورت میں لاعلاج حسرت کے ساتھ اُس نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا اور جو کچھ میں نے سمجھا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا اور آگے چل کر ہم بیان کریں گے کہ ایسا سمجھنا اُس کے لئے ضروری تھا کیونکہ اس نظارہ موت سے اُس کے الہامی اقوال یک دفعہ ایسے باطل ثابت ہوئے جیسے ناگہانی طور پر ایک دیوار گرتی ہے۔ یہ اُس کے لئے بعید از قیاس تھا کہ میں اس طاعون سے بچ جاؤں گا کیونکہ ۷/اپریل ۱۹۰۷ء کو جس تاریخ وہ مرا اور اس سے پہلے ایسی تیز اور مہلک طاعون لاہور میں تھی کہ بعض دنوں دو دو سو سے زیادہ لوگ مرتے تھے اور اُس کا ایک عزیز اُس سے ایک دن پہلے طاعون سے مر گیا تھا جس کے جنازہ پر جا کر وہ طاعون خرید لایا۔ پس اس مہلک بیماری میں کون کہہ سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں گا بلکہ ہزارہا لوگ طاعون میں مبتلا ہوتے ہی پس ماندوں کے لئے وصیّت لکھا دیتے ہیں۔ غرض طاعون میں مبتلا ہونے کے ساتھ ہی اُس کی تمام موسویت در یا بُرد ہوگئی۔ اور اُس نے ہزاروں مرتے ہوئے انسانوں کو یاد کر کے اور خصوصاً یعقوب کی موت کو تصور میں لا کر سمجھ لیا کہ میں ضرور مروں گا ایسی حالت میں کیونکر وہ اس بات پر قائم رہ سکتا تھا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پس یہ خدا کا رحم ہے کہ وہ اپنے عقائد فاسدہ کو ساتھ نہیں لے گیا۔ اور خدا نے اُس کا گلا پکڑ کر اُس سے رجوع کرایا۔ اور اُن لوگوں میں داخل ہو گیا جن کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[1]

اب اول میں یہ لکھوں گا کہ جن الہامات کو اُس نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھا ہے وہ سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے اور بعد میں اس بات کا ثبوت دیا جائے گا کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق مَرا ہے اور اُس کی موت میری سچائی پر ایک نشان ہے بلکہ اُس کی موت نے میری سچائی پر مُہر کر دی ہے۔ اور میں اس بیان کو دو باب پر تقسیم کرتا ہوں۔

——— ☆☆☆ ———

[1] النسآء :۱۶۰

﴿۱۰۵﴾

بابؔ اوّل اِس بات کے بیان میں کہ الٰہی بخش کے وہ تمام الہامات جو میرے مقابل پر اس نے شائع کئے تھے (اپنی نسبت یا میری نسبت) وہ سب کے سب جھوٹے نکلے۔

یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ بابو الٰہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا تھا اور مجھ کو فرعون قرار دیا تھا اور میرے مقابل پر اپنی کتاب کا نام عصائے موسیٰ رکھا تھا گویا دل میں یہ سوچا تھا کہ اس عصا کے ساتھ اس فرعون کو میں ہلاک کروں گا اور ایک خط بھی میرے نام ارسال کیا تھا جس میں دھمکی دی گئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس موسیٰ کے ہاتھ سے اس کا استیصال ہوگا۔ ایسی بہت سی زبانی پیشگوئیاں ان کی ہیں جو صرف اپنے دوستوں یا ملاقاتیوں پر اُس نے ظاہر کی تھیں اور سب کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں اُس کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا اور وہ مجھ پر غالب آجائے گا اور میں اُس کے سامنے ذلیل ہوں گا اور وہ دُنیا میں بڑا عروج پائے گا ☆۔ اور موسیٰ نبی کی طرح لاکھوں انسانوں کا سردار بن جائے گا اور افسوس کہ میں نے بہت سی کوشش کی کہ تا اُس کے پوشیدہ الہاموں کا مجھے پتہ لگ جاوے مگر وہ صرف اُس کے دوستوں کے حلقہ تک ہی محدود رہے اور کوئی تحریر جو بطور دستاویز ہو مجھ کو نہ ملی مگر جس قدر کتاب میں اُس نے

☆ مجھے اپنے دوست فاضل مکرم مولوی نور الدین صاحب کی تحریر سے جماعت غزنوی ثم امرتسری کے ایک بزرگ مولوی عبد الواحد کی ایک خواب بابو الٰہی بخش کی نسبت معلوم ہوئی ہے جس کو میں اپنے الفاظ میں نہیں لکھتا بلکہ مولوی صاحب موصوف کا اصل رقعہ ذیل میں لکھ دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

حضرت مولانا الامام علیکم الصلوٰۃ والبرکات والسلام۔ مجھے عزیز عبد الواحد الغزنوی نے خط لکھا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگوں نے دیکھا ہے الٰہی بخش ایک بلند مینار پر کھڑا ہے اور لوگ اُس کے نیچے ہیں اس لئے اب اُس کی ترقی ہوگی اور بہت الفاظ تھے جو مجھے یاد نہیں رہے کیونکہ میں خطوط کو معمولی طور پر پڑھتا ہوں اور پھر محفوظ نہیں رکھتا۔ میں نے الٰہی بخش کے مرنے پر عبد الواحد کو اس مضمون کا خط لکھ دیا ہے تو جواب اب تک نہیں آیا جس قدر مضمون یقینی طور پر یاد ہے یہ ہے

شہادۃ باللہ العظیم۔ عرض خدمت ہے۔ نور الدّین۔

﴿۱۰۶﴾ شائع کئے ہیں ایک منصف مزاج کے لئے کافی ہیں اور اگرچہ بعض بیہودہ اور نہایت لغو الہام اس کے جو ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھتا جاتا تھا مجھ کو نہیں ملے مگر جس قدر مل گئے ہیں وہ اُس کا جھوٹ کھولنے کے لئے کافی ذخیرہ ہے اور جو پوشیدہ کئے گئے ہیں اُن کے دستیاب ہونے کی اُمید نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہ تمام بیہودہ الہام جو جوش نفس سے میری نسبت کئے گئے تھے اُس کے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہوں گے۔

وہ الہام جو میری نسبت الٰہی بخش نے عصائے موسیٰ میں لکھے ہیں جن کی نسبت وہ اپنی کتاب مذکور میں دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں منجملہ اُن کے اُس کا وہ فرضی الہام ہے جو اُس کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۹۷ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ **سلام لک تغلبون. یحل علیہ غضب فقد ھویٰ۔ فتدبّر** ۔(ترجمہ) تیرے لئے سلام ہے تم غالب ہو جاؤ گے اور اُس پر یعنی اِس عاجز پر غضب نازل ہوگا اور وہ ضرور ہلاک ہو جاوے گا یعنی تم زندہ رہ کر اُس کی موت اور تباہی کو دیکھو گے پس سوچ لو۔

اِس الہام کے معنی جیسا کہ خود الٰہی بخش نے جا بجا اپنی کتاب میں دوسرے الہاموں کے ذریعہ سے اس کی تشریح کی ہے یہ ہیں کہ گویا اُس کی زندگی میں ہی مجھ پر غضب نازل ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا لیکن برخلاف اس کے وہ خود میری زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں طاعون کو غضب اللہ کی موت ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت طاعون بنی اسرائیل پر پڑی جو مورد غضب الٰہی تھے اس طاعون کا مفصّل حال توریت میں موجود ہے اور پھر طاعون حضرت عیسیٰ کے بعد یہودیوں پر پڑی تھی جن پر انجیل میں غضب نازل ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا اور اسی طاعون کا نام قرآن شریف میں رجز من السّماء رکھا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ[1] یعنی ہم نے ظالموں پر طاعون کا عذاب بھیجا کیونکہ وہ فاسق تھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ یعنی اس لئے ہم نے ان پر طاعون نازل کی کہ وہ مومن تھے

[1] البقرة :۶۰

﴿۱۰۷﴾

پس مومن کسی صورت میں طاعون کا مستحق نہیں ہوسکتا بلکہ یہ کافر اور فاسق کے لئے مخصوص ہے۔ اِسی وجہ سے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا کوئی نبی طاعون سے فوت نہیں ہوا ہاں ایسے مومن جو گناہ سے خالی نہیں ہوتے کبھی وہ بھی اس بیماری میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں اور اُن کی یہ موت اُن کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اُن کے لئے یہ ایک قسم کی شہادت ہے لیکن کسی نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ موسیٰ ہو کر پھر اُس کو طاعون ہوگئی ہو اور ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور بد ذات ہوگا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ کوئی نبی یا خلیفۃ اللہ طاعون سے مرا ہے۔ پس اگر یہ ایسی شہادت ہوتی جو قابل تعریف ہے اور جس پر کوئی اعتراض نہیں تو پہلے حق دار اُس کے انبیاء اور رسول ہوتے لیکن جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ کبھی کوئی نبی یا رسول اور اوّل درجہ کا کوئی برگزیدہ جو خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا تھا اس خبیث مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا ہو۔ بلکہ اول حق دار اس مرض کے ابتدا سے وہی لوگ رہے ہیں جو طرح طرح کے معاصی اور فجور میں مبتلا تھے یا کافر اور بے ایمان تھے اور عقل ہرگز تجویز نہیں کرسکتی کہ وہ مرض جو قدیم سے خدا نے کفّار کے سزا دینے کے لئے تجویز کر رکھی ہے اُس میں خدا کے نبی اور رسول اور مُلہم بھی شریک ہو جائیں۔ توریت اور انجیل اور قرآن تینوں **مُتّفق اللّسان** بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیشہ طاعون کفار کو سزا دینے کے لئے نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھوں کفّار اور فاسق اور فاجر اسی طاعون کے ذریعہ نیست و نابود کئے جیسا کہ خدا کی کتابوں اور تاریخ سے ظاہر ہے اور خدا اِس سے بَرتَر اور اعلیٰ ہے کہ اپنے مقدس لوگوں کو اس عذاب میں کفار کے ساتھ شریک کرے اور جو بلا کفار کے عذاب کے لئے قدیم سے مقرر ہے اور جس کے ذریعہ سے ہمیشہ نبیوں کے عہد میں ہزاروں فاسق فاجر مرتے رہے ہیں وہی بلا اپنے برگزیدہ نبیوں پر مسلّط کر دے۔ پس جس طرح خدا کا وہ عذاب جو قوم لوط پر آیا تھا کسی نبی کی موت اس کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر ایک عذاب جو قوموں کی ہلاکت کے لئے وارد ہو چکا ہے کوئی نبی اس عذاب سے نہیں مرا ایسا ہی طاعون جو کفار کے لئے ایک مخصوص عذاب ہے کسی برگزیدہ پر وارد نہیں ہوسکتی۔ اور اگر کوئی اس کے برخلاف دعویٰ کرے

﴿۱۰۸﴾

اور یہ کہے کہ کوئی نبی گذشتہ نبیوں میں سے طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا تو یہ اُس کا اختیار ہے۔ کسی بے باک یا گستاخ کی ہم زبان تو بند نہیں کر سکتے۔ مگر کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طاعون رِجْــز ہے ہمیشہ کافروں پر نازل ہوتی ہے۔ ہاں جیسا کہ جہنم خاص کافروں کے لئے مخصوص ہے تاہم بعض گنہ گار مومن جو جہنم میں ڈالے جائیں گے وہ محض **تمحیص اور تطہیر** اور پاک کرنے کے لئے دوزخ میں ڈالے جائیں گے مگر خدا کے وعدہ کے موافق جو اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ[1] ہے برگزیدہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ اِسی طرح طاعون بھی ایک جہنم ہے کافر اس میں عذاب دینے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ اور ایسے مومن جن کو معصوم نہیں کہہ سکتے اور معاصی سے پاک نہیں ہیں اُن کے لئے یہ طاعون پاک کرنے کا ذریعہ ہے جس کو خدا نے جہنم کے نام سے پکارا ہے۔ سو طاعون ادنیٰ مومنوں کے لئے تجویز ہو سکتی ہے جو پاک ہونے کے محتاج ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کے قُرب اور محبت میں بلند مقامات پر ہیں وہ ہرگز اس جہنم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر تعجب کہ وہ شخص کہ جو اپنا الہام یہ پیش کرتا ہے کہ بعد از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر جس الہام کا منشی عبدالحق بھی گواہ ہے اور کئی اور لوگ گواہ ہیں پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسا شخص جو خدا کے بعد وہی بزرگ ہے اور وہی اس زمانہ کا موسیٰ ہے وہ خدا کے قہری عذاب سے جو طاعون ہے ہلاک ہو جائے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے؟

اور اگر کوئی یہ کہے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے فوت نہیں ہوا تو ہم اس کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ **لعنة اللّٰه علی الکاذبین**۔ خطوط آمدہ لاہور سے معلوم ہوا کہ الٰہی بخش، یعقوب ولد محمد اسحاق کے جنازہ پر گیا اور یعقوب طاعون کے ساتھ مرا تھا پس الٰہی بخش اُسی جگہ سے طاعون خرید لایا۔ اور پیسہ اخبار مورخہ ۱۰ر اپریل میں یہ عبارت ہے۔ انتقال پُر ملال۔ افسوس ہے کہ مولوی الٰہی بخش صاحب پنشنر اکونٹنٹ نے بروز دوشنبہ ۸☆ر اپریل کو صرف ایک روز بخار میں مبتلا رہ کر برمکان مولوی عبدالحق صاحب انتقال کیا۔ اب ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ ان دنوں میں کس شدت سے لاہور میں طاعون پھیلی ہوئی تھی اور اب تک ہے اور ہزاروں انسان

☆ یہ تاریخ اخبار میں صحیح نہیں درج ہوئی بلکہ ۷ر تاریخ ۶ بجے شام کا یہ واقعہ ہے۔ **منہ**

[1] الانبیاء:۱۰۲

﴿۱۰۹﴾

صرف اِسی بخار سے ہلاک ہو گئے اور بجز طاعون کونسا بخار ہے صرف ایک دن میں ہلاک کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ طاعون کے لئے شدید بخار ہونا ایک لازمی امر ہے جو ایک دو دن میں ہی کام تمام کر دیتا ہے۔ پس جبکہ الٰہی بخش کی موت کے وقت طاعون لاہور میں زور سے پھیل رہی تھی اور وہ بھی طاعون زدہ مُردہ کا جنازہ پڑھنے کے لئے گیا تھا اور وہیں بیہوش ہو گیا تھا تو کیا کسی جنّ کے آسیب سے یہ حالت ہوگئی تھی۔ ظاہر ہے کہ طاعون کے دن تھے اور لاہور میں طاعون شدت سے زور پر تھی اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان دنوں میں صدہا لوگ طاعونی بخار سے لاہور میں مر چکے ہیں اور اب تک یہی حالت ہے بعض کو گلٹی نکلتی ہے اور بعض کو نہیں۔ اور بعض نمونیا پلیگ سے مرتے ہیں اور بعض سکتہ کی صورت میں فی الفور مر جاتے ہیں تو پھر خواہ نخواہ بے چارہ الٰہی بخش پر یہ جھوٹ باندھنا کہ وہ پلیگ سے نہیں مرا کس قدر بے باکی ہے۔ کیا یعقوب پلیگ سے مرا تھا یا نہیں؟ ہمیں معتبر ڈاکٹروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے الٰہی بخش کو سخت قسم کی پلیگ ہوئی تھی جس نے ایک دن میں ہی اُس کا کام تمام کر دیا۔ چنانچہ ہم اس جگہ بطور شہادت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کا خط ذیل میں درج کر دیتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

حضرت سیّدی و مولائی و امامی حجۃ اللہ المسیح الموعود سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ الحمد للہ کہ حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دشمن ہلاک ہو گیا۔ حضور کو مبارک ہو۔ الٰہی بخش کو پوری علامات طاعون نمودار ہوگئی تھیں اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُس کے بائیں ران کی بُن میں یعنی کنج ران میں ایک گلٹی بھی نکلی تھی۔ اس لئے اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس کی موت طاعون سے ہوئی۔ باقی خیریت ہے۔

خاکسار یعقوب بیگ از لاہور

پھر اگر یہ سوال ہو کہ الٰہی بخش کے دوستوں میں سے کس نے اس بات کو شائع کیا ہے کہ وہ طاعون سے مر گیا تو ہم ذیل میں پرچہ اہل حدیث مورخہ ۱۱؍اپریل ۱۹۰۷ء کی شہادت الٰہی بخش کی طاعون کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

﴿۱۱۰﴾ افسوس منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنف عصائے موسیٰ بھی طاعون سے شہید ہو گئے۔

دیکھو پرچۂ اہلحدیث ۱۱؍اپریل ۱۹۰۷ء

پھر ایک اور الہام اپنا الٰہی بخش نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۹۷ میں میری نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے ''**اِنّی مھین لمن اراد اھانتک** '' اگر چہ یہ فقرہ نحوی نقص سے آلودہ ہے کہ من کے لفظ پر لام لگایا گیا ہے۔ مگر اس کے معنی الٰہی بخش نے یہ کئے ہیں کہ گویا میں اُس کے مقابل پر ذلیل کیا جاؤں گا اور اُس کی سچائی ظاہر ہوگی۔ دراصل مدت دراز سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ ''**اِنّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ** '' اور الٰہی بخش بارہا میرے مُنہ سے یہ الہام سُن چکا تھا اور خدا نے دکھلا دیا تھا کہ ہر ایک شخص جس نے میرا مقابلہ کیا اُس کا کیا انجام ہوا۔ پس اس الہام میں الٰہی بخش کی طرف سے صرف ایک لام ہے جو انتفاع کے لئے آتا ہے مگر اس جگہ غیر محل ہے اور اِس کے مقصود کے برخلاف ہے اور اس صورت میں اِس الہام کے یہ معنی ہوئے کہ اے الٰہی بخش میں تیری اہانت کروں گا اُس شخص کی تائید میں جو تیری اہانت چاہتا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ جیسا کہ الٰہی بخش کا مطلب ہے کہ اُس کی اہانت کرنے سے خدا میری اہانت کرے گا سو یہ معنی بدیہی طور پر غلط ثابت ہوئے کیونکہ میں سالہا سال سے شائع کر رہا ہوں کہ الٰہی بخش اپنے تئیں موسیٰ بنانے اور میری تکذیب میں جھوٹا ہے خدا اُس کو رسوا کرے گا اور مدت ہوئی کہ میں اپنا یہ الہام شائع کر چکا ہوں۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ خدا نے میرے روبرو الٰہی بخش کو طاعون کی موت دے کر رسوا کیا اور وہ اپنے تمام دعووں میں نامراد رہا۔ اور خدا نے لاکھوں انسانوں کو میری جماعت میں شامل کر کے مجھے عزت دی۔ پس اگر الٰہی بخش کو یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوا تھا کہ جو شخص تیری اہانت کرتا ہے میں اُس کی اہانت کروں گا تو ضروری تھا کہ وہ الہام پورا ہو جاتا حالانکہ الٰہی بخش کی بے وقت موت جو میری زندگی میں ہی ہوئی اُس کے جھوٹے ہونے پر مہر لگا گئی وہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ شخص فرعون ہے اور میں موسیٰ ہوں اور میری زندگی میں ہی یہ ہلاک ہوگا اور طاعون سے مرے گا

﴿۱۱۱﴾ اور تمام سلسلہ اس کا تباہ ہو جائے گا اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوگا اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا لیکن برخلاف اس کے خدا نے مجھے کامل ترقی دی اور کامل عزت اور تمام اطراف دنیا میں کامل شہرت دی اور میری زندگی میں اس فضول گو اور بے ادب اور تیز مزاج اور مُنہ پھٹے دشمن کو طاعون سے ہلاک کیا۔ پس کیا اب بھی اُس کا نام موسیٰ رکھو گے؟ یہ کیسا موسیٰ تھا کہ جس کو وہ فرعون کہتا تھا اور اپنی زندگی میں اس کی ہلاکت کی خبر دیتا تھا اُسی کے سامنے طاعون کی ذلیل موت سے وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس شخص کو وہ فرعون قرار دیتا تھا اُس نے اپنا یہ الہام شائع کیا تھا کہ **اِنّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار** یعنی خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ اِس گھر کی چار دیواری کے اندر ہیں۔ سب کو میں طاعون سے بچاؤں گا۔ سو گیارہ[۱۱] برس سے بڑے بڑے حملے طاعون کے اِس نواح میں ہو رہے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر کا ایک کتّا بھی طاعون سے نہیں مرا مگر جو اپنے تئیں موسیٰ قرار دیتا تھا خود وہ طاعون سے مر گیا اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ تمام الہام اُس کے جھوٹے نکلے اور اُس کی ذلّت کے باعث ہوئے جو میری موت اور طاعون اور ناکامی کے بارے میں اس نے شائع کئے تھے۔ پس کہاں گیا یہ الہام کہ **انّی مهین لمن اراد اهانتک**۔ یہ انجام اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو حدیث النفس کا نام الہام رکھ لیتے ہیں اور خدا کے فعل کی شہادت سے اپنے الہامات کا امتحان نہیں کرتے۔

یاد رہے کہ جب تک کہ ایک بارش کی طرح فوق العادت خدا کے نشان الہام کی تائید میں نازل نہ ہوں جو معمولی طریق سے بہت بڑھے ہوئے ہوں تب تک اپنے الہاموں کو خدا کا کلام سمجھنا دوزخ کی راہ اختیار کرنا ہے اور ذلّت کی موت خریدنا ہے کیونکہ الہام صرف قول ہے اور قول میں شیطان بھی شریک ہو سکتا ہے اور انسان بھی بطور افترا ایسا قول بیان کر سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے۔ پس نہایت حماقت اور جہالت ہے کہ انسان صرف اِس بات پر بھروسہ کر کے کہ اس کی زبان پر کچھ جاری ہوتا ہے ایسے

﴿۱۱۲﴾

کلمات کو خدا کا کلام سمجھ لے بلکہ خدا کے قول کے ساتھ خدا کے فعل کی شہادت ضروری ہے اور شہادت بھی زبردست شہادت درکار ہے کیونکہ یہ دعویٰ کہ خدا مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے یہ کچھ چھوٹا سا دعویٰ نہیں اور اگر مُدعی اس دعویٰ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو ایک دنیا اُس کے ذریعہ سے ہلاک ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کے قولی دعویٰ کے لئے خدا تعالیٰ کی ایسی فعلی شہادت درکار ہے جس کو وہ قدیم سے اپنے تمام صادق رسولوں اور نبیوں کی تائید میں ادا کرتا رہا ہے۔ اور اس خفیف اور ناچیز امر کو خدا کی فعلی شہادت قرار نہیں دے سکتے جو معمولی انسانوں کی سوانح سے ملتا جلتا ہو۔ مثلاً کوئی خواب میں دیکھتا ہے کہ میرے گھر میں یا کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اتفاقاً لڑکا ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص مر جائے گا اور اتفاقاً وہ مر ہی جاتا ہے یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں نامراد رہے گا اور اتفاقاً وہ نامراد ہی رہ جاتا ہے۔ ایسے خوابوں میں تمام دنیا شریک ہے بلکہ کافروں اور مُشرکوں کو بھی اس سے حصہ ہے۔ پس اگر معمولی رنگ میں کسی شخص کو ایسی خواب آوے اور وہ خواب یا وہ الہام کیفیت یا کمیت میں کوئی خصوصیت نہ رکھتا ہو تو وہ اِس بات پر دلیل نہیں ہوسکتی کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی خوابیں فاسقوں اور فاجروں کو بھی آسکتی ہیں پس ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں پر مغرور نہیں ہونا چاہئیے بلکہ اپنے لئے اِس کو ابتلا سمجھنا چاہئیے۔ اور سچے مامور کے لئے یہ شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں کیفیت اور کمیت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عام لوگوں میں سے کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے شخص کے ساتھ کھلے کھلے طور پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ چلتا نظر آوے اور اُس کی فوق العادت تائید میں نشانات بارش کی طرح برستے ہوئے محسوس ہوں جن سے معلوم ہو کہ خصوصیت کے ساتھ ہر ایک راہ میں خدا اُس کا مؤیّد ہے۔ غرض بڑی علامت یہی ہے کہ وہ آسمانی نشان اور وہ تائید اور نُصرت اِس حد تک پہنچ جائے کہ روئے زمین پر کوئی اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور گو ایک ہی نشان ہو مگر ایسا زبردست اور ذِی شان ہو کہ اس کو دیکھ کر سب دشمن مُردہ کی طرح

﴿۱۱۳﴾ پڑھ جائیں اور اُس کی نظیر نہ پیش کر سکیں اور یا اِس کثرت سے وہ نشان ہوں کہ کثرت کے لحاظ سے کسی کو طاقت نہ ہو کہ وہ کثرت اپنے نشانوں میں یا کسی اور مفتری کے نشانوں میں دکھلا سکے اِسی کا نام خدا کی شہادت ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ جلّ شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے وَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَسۡتَ مُرۡسَلًا قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکُمۡ وَمَنۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ الۡکِتٰبِ[1] یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں۔ اُن کو کہہ دے کہ تم میں اور مجھ میں خدا گواہ کافی ہے اور نیز وہ جس کو کتاب کا علم ہے۔

اب ہم باقی الہام الٰہی بخش کے جو اُس کی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت درج ہیں اس جگہ ناظرین کے غور اور انصاف کے لئے درج کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ میں میری نسبت یہ الہام لکھتا ہے۔ ’’اُڑ جائیں گے زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو‘‘ یعنی ہزارہا مخالف جو اُن کی ہلاکت کے خواہشمند ہیں ایسا ہی ہو جائے گا۔ پھر صفحہ ۸۰ کتاب مذکور میں لکھتا ہے ’’اَللّٰھُمَّ افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ.‘‘ اور اس کو بھی میری نسبت ہی قرار دیتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا سچا فیصلہ کر۔ سو الحمد للہ وہ فیصلہ ۷/اپریل ۱۹۰۷ء کو ہو گیا اور میاں الٰہی بخش مجھے ہزاروں گالیاں نکال کر اور کذّاب اور مُفسد اور دجّال اور مفتری کہہ کر اور میری نسبت غضب الٰہی اور طاعون کے وعدے دے کر خود تاریخ مذکور میں صرف ایک ہی دن میں اس ناپائیدار دنیا کو چھوڑ گیا۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار.** دیکھو ہماری فرعونیت آخر غالب آ گئی موسیٰ کو طاعون نے ایسا دبایا کہ نہ چھوڑا جب تک اُس کی جان نہ نکال لی۔

پھر بابو الٰہی بخش اسی کتاب کے صفحہ اسّی ۸۰ میں اپنے الہام میں مجھے طاعون کی دھمکی دیتا ہے جیسا کہ الہام یہ ہے ’’**رجزًا مّن السّماء علی القریة التی کانت حاضرة... ولھم عذاب الیم. ولا یزید الظالمین اِلّا تبارًا.**‘‘ یعنی طاعون نازل ہوگی اور وہ مع اپنی ﴿۱۱۴﴾ جماعت کے طاعون میں مبتلا ہو جائے گا اور خدا ان ظالموں پر ہلاکت نازل کرے گا۔ یہ ہیں الہامات الٰہی بخش جن سے وہ اپنے چند دوستوں کو خوش کرتا تھا۔ مگر اب اُن کے دوست خاص کر

[1] الرعد: ۴۴

منشی عبدالحق صاحب خدا سے ڈر کر گواہی دے سکتے ہیں کہ آخر کس شخص پر طاعون نازل ہوئی۔

پھر ایک اور الہام اُن کا میرے پر عذاب نازل ہونے کے بارہ میں ہے جو اُس کی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے **سنسمہ علی الخرطرم. ما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللّٰہ رمٰی.** (ترجمہ) اِس مفتری کو یعنی اس مفتری کی ناک پر یا منہ پر ہم آگ کا داغ لگائیں گے یعنی اس کو طاعون سے ہلاک کریں گے یا یہ کہ جہنم کی آگ میں ڈالیں گے۔ یہ تیر جو تو نے (اے الٰہی بخش) چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔'' پھر صفحہ ۹ سطر ۱۳ میں یہ الہام لکھا ہے۔ **متّع المسلمین بطول حیاتک وبطول بقائک. ینفع المسلمین بطول حیاتک وبطول بقائک**☆... پھر بعد اس کے یہ عبارت ہے اور جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جب تک پوری نہ ہو تب تک میں ہرگز نہ مروں گا۔ بابو الٰہی بخش صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ اُس کتاب کی تالیف سے چھ۶ برس

☆**حاشیہ۔** اگر کوئی یہ شک کرے کہ یہ تمام الہامات جو عصائے موسیٰ میں بابو الٰہی بخش نے لکھے ہیں کس طرح معلوم ہو کہ وہ اس راقم کے لئے لکھے گئے ہیں تو واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش نے یہ کتاب عصائے موسیٰ خاص میرے پر مخالفانہ حملہ کرنے کی غرض سے تالیف کی ہے اور بجز میری تکذیب اور توہین کے اس کتاب کی تالیف کی اور کوئی غرض نہ تھی اور بابو صاحب ہمیشہ پوشیدہ طور پر میری نسبت اپنے دوستوں میں ایسے ایسے الہام مشہور کرتے تھے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ گویا میں کاذب اور کافر اور فرعون ہوں اور وہ موسیٰ ہیں اور میں جلد تر اُن کے ذریعہ سے اور اُن کے الہام کی رو سے خدا کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤں گا اور اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جیسا کہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ میں درج ہے بابو الٰہی بخش کے ساتھ اُن کے مخالفانہ الہامات کے بارہ میں میری خط و کتابت ہوئی تھی اور عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ کے خط میں مَیں نے بابو صاحب سے درخواست کی تھی کہ جس قدر آپ میری نسبت تکذیب کے الہام مشہور کرتے ہیں اور محض زبانی طور پر اپنے دوستوں کو سناتے ہیں وہ قسم کھا کر شائع کر دیں تا اگر آپ کے وہ الہام جھوٹ اور افترا ہیں تو خدا تعالیٰ جھوٹ کی پاداش دے۔ اس خط کا جواب انہوں نے وہ دیا کہ جو اُن کی کتاب کے صفحہ ۴ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قسم کھانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اگر میں نے خدا پر افترا کیا ہے تو وہ بغیر قسم بھی مجھے سزا دے گا اور میں الہامات شائع کر دوں گا۔ پھر اس کے جواب میں صفحہ ۷ میں میری طرف سے یہ عبارت ہے۔ مَیں صرف خدا سے عقدہ کشائی چاہوں گا تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذّاب کا نام دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مجھے مسیح موعود مانتے ہیں۔ اُن میں اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کرے۔ منه

☆**ترجمہ۔** خُدا تعالیٰ تیری عمر کو لمبی کرکے اور دنیا میں ایک زمانہ دراز تک تجھے رکھ کر تیری بہت لمبی عمر سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچائے گا۔ مگر اس کے بعد بابو الٰہی بخش صرف چھ۶ برس تک زندہ رہے۔ یہ ہے لمبی عمر کا الہام۔ منه

﴿۱۱۵﴾

بعد فوت ہو گئے۔اب منصفین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا طول حیات اور طول بقا کے یہی معنی ہیں کہ صرف چھ۶ برس میں قبل اس کے کہ وہ اپنی کسی کامیابی کو دیکھیں مرض طاعون سے اُن کا خاتمہ ہو جائے اور بڑی حسرت کے ساتھ میری زندگی میں ہی نامراد مریں۔ہم اس وقت اُن کے بارے میں محض اُن کے دوستوں کی رائے پوچھتے ہیں اور ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جیسا کہ انہوں نے اپنے الہام کی رو سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جب تک پوری نہ ہو میں ہرگز نہ مروں گا۔کیا وہ خدمت پوری ہو گئی ہے؟ کیا ان کی کوششوں اور ان کی تہمتوں سے جو تمام کتاب عصائے موسیٰ میں میرے پر لگائی گئیں میرا ایک بال بھی بیکا ہو گیا ہے؟ اور ناظرین اس کی بھی ہمیں اجازت دیں کہ وہ الہام جو میری نسبت بابو الٰہی بخش صاحب نے کیا تھا کہ **سنسمہ علی الخرطوم** کیا یہ سچ نہیں کہ وہ اُلٹ کر اُنہیں پر پڑ گیا اور قدرت کے ہاتھ نے ایسے طور پر اُن کی خرطوم پر طاعونی آگ کا داغ لگایا کہ اُن کا خاتمہ ہی کر دیا اور مَارَمَیْتَ کا تیر جو اُنہوں نے میری طرف بقول اپنے الہام کے چلایا تھا آخر وہ انہیں کو لگ گیا ؎

الٰہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر ۔۔۔ کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نخچیر
اُسی پر اُس کی لعنت کی پڑی مار ۔۔۔ کوئی ہم کو تو سمجھاوے یہ اسرار
تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار ۔۔۔ ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار
کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے ۔۔۔ کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے
پسند آتی ہے اُس کو خاکساری ۔۔۔ تذلّل ہی رہِ درگاہ باری
عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ ۔۔۔ کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے ۔۔۔ مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۵۲ میں بابو الٰہی بخش صاحب میری نسبت یہ الہام شائع کرتے ہیں **فیمت وھو کافر. رُدّت الیه لعانه. واُزلفت الجنة للمتّقین**۔ یہ ہفتم رمضان ۱۳۱۷ھ کا واقعہ ہے (ترجمہ) یہ شخص کافر مرے گا۔اور اس کا میرے ساتھ باہم لعنت کرنا یعنی مُباہلہ کرنا اُسی کی طرف اُس کا بد اثر

﴿۱۱۶﴾ ردّ کیا جائے گا اور متقیوں کے لئے بہشت نزدیک ہے۔ اس الہام کا ماحصل یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب متقی ہیں اور میں کافر ہوں اور جو میرا اُن کے ساتھ باہم لعنت اللّٰہ علی الکاذبین یعنی مباہلہ ہوا تھا وہ لعنت بموجب اُن کے الہام کے میرے پر پڑے گی اور وہ ہر ایک بات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

واضح ہو کہ لِعان کہتے ہیں عربی زبان میں ملاعنہ کو۔ لسان العرب میں لکھا ہے اللّعان والملاعنة: اللّعن بین اثنین فصاعدًا۔ یعنی لعان اور ملاعنہ جو دو لفظ ہیں ان دونوں کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمی یا اُن سے زیادہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں۔ پھر اسی کتاب لسان العرب میں لعن کے یہ معنی لکھے ہیں کہ۔ اللّعن اَلْاِ بعاد و الطرد من الخیر یعنی لعنت کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک نیکی اور مال اور برکت اور بہتری سے کسی کو محروم کیا جائے۔ پھر دوسرے معنی لعنت کے یہ لکھے ہیں کہ الا بعاد من اللّٰہ و من الخلق یعنی لعنت کے یہ معنی ہیں کہ جناب الٰہی سے مردود ہو جاوے اور قبولیت سے محروم رہے۔ اور مخلوق کی نظر سے بھی گر جاوے اور عزت اور وجاہت بھی جاتی رہے۔ غرض خدا کے نزدیک لعنت کا لفظ تمام نامرادیوں اور مردود اور مخذول ہونے کے معنوں پر محیط ہے اور ہر ایک نوع کی برکت سے محروم اور مخذول اور مردود رہنا اس کے لوازم میں سے ہے اور جس شخص پر خدا کی لعنت وارد ہو جائے اُس کا ثمرہ ہلاکت اور تباہی ہے اِسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نجران کے عیسائی مجھ سے مباہلہ کرتے (جو لعنت اللّٰہ علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے) تو اس قدر موت اور ہلاکت اُن پر آتی کہ اُن کے درختوں کے پرندے بھی مر جاتے۔

اب بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام کا مطلب جس میں ملاعنہ کا ذکر ہے ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کیونکہ الہام کا یہ مطلب ہے کہ وہ ملاعنہ جو مجھ میں اور بابو صاحب میں واقع ہوا تھا جس کا ذکر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۷ میں بھی ہے اور کتاب مذکور کے دوسرے مقام میں بھی مذکور ہے اس کا بد اثر میرے پر ہی پڑے گا اور میں اُن کی زندگی میں ہلاک اور تباہ ہو جاؤں گا حالانکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے اس کے برخلاف ظاہر کیا۔ اور نہ صرف یہ ہوا کہ

﴿۱۱۷﴾ بابو صاحب میری زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے بلکہ اپنی ہر ایک خواہش اور ارادہ سے نامراد رہ کر اس دنیا سے گذر گئے۔ اور دوسری طرف ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھے برومند کیا چنانچہ ہزار ہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں اور خدا نے مجھے وہ عزت دی ہے کہ تمام دنیا میں یعنی یورپ اور ایشیا اور امریکہ میں اقبال مندی کے ساتھ مجھے مشہور کر دیا۔ چنانچہ وہ ڈاکٹر ڈوئی جو امریکہ اور یورپ کی نگاہوں میں بادشاہوں کی طرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اُس کو خدا نے میرے مباہلہ اور میری دعا سے ہلاک کیا اور ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے تمام نامی اخباروں میں شہرت پا کر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زدِ عوام وخواص ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ بیعت کی ہزاروں اُن میں متقی ہو گئے اور ایک نمایاں تبدیلی اُن کے اعمال میں پیدا ہو گئی اور خدا نے دنیا کی حیثیت سے وہ برکتیں مجھ کو عطا کیں کہ خدا کے بندوں نے آج تک کئی لاکھ روپیہ اور انواع اقسام کے تحائف انکسار اور تواضع کے ساتھ مجھ کو دئے☆ اور دے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی انواع اقسام کی رحمتوں کا ایک دریا جاری ہو رہا ہے اور علاوہ اس کے ہزار ہا نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے ہیں اور کوئی مہینہ کم گذرتا ہوگا جو کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور خدا نے خود دشمنوں کے مقابلہ پر تلوار کھینچ کر میرے لئے اُن کا مقابلہ کیا جس نے میرے پر مقدمہ کسی عدالت میں کیا آخر کار شکست اور ذلت اُس کو نصیب ہوئی۔ اور جس نے میرے ساتھ مباہلہ کیا آخر کار وہ خود ہلاک ہوا یا ذلیل کیا گیا۔ چنانچہ یہ تائیدات الٰہیہ اِسی کتاب **حقیقۃ الوحی** میں بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اب مجھ کو اہل انصاف بتلا دیں کہ بابو الٰہی بخش صاحب کا یہ الہام کہ میرے اور اُن کے باہم لعنت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک

☆ جیسا کہ چھبیس[۲۶] برس سے یہ پیشگوئی ہے کہ یاتیک من کلّ فجّ عمیق. یاتون من کلّ فجّ عمیق. ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ولا تصعّر لخلق اللّٰہ ولا تسئم من الناس پس عجیب فضل الٰہی ہے کہ ایک طرف تو وہ پُرانے زمانہ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دوسری طرف لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہوئی اور کئی لاکھ انسان مُرید ہو گئے۔ منہ

تباہی اور ہلاکت میرے ہی نصیب ہوگی اور وہ اپنی تمام مرادوں میں کامیاب ہو جائیں گے۔ کیا یہ الہام سچا نکلا؟ اور کیا اس مباہلہ کا نتیجہ ان کے حق میں ہوا یا میرے حق میں۔ اور ملاعنہ کا بد اثر میری طرف رد کیا گیا یا اُن کی طرف۔ **برائے خدا ناظرین اس مقام میں کچھ غور کریں تا خدا اُن کو جزائے خیر دے** ورنہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو۔ خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگانِ خدا کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟ ﴿۱۱۸﴾

بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا لیکن وہ جانتے ہیں کہ مر تو گیا اور میں اب تک زندہ ہوں اور وعید کی پیشگوئیاں جن میں کسی پر عذاب کے نازل ہونے کا وعدہ ہوتا ہے اُن کا میعاد کے اندر پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر شخص مُنذَربِہٖ توبہ کرے یا رجوع کرے تو اُن کا پورا ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا اور ایسی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں تضرع اور توبہ اور صدقہ اور خیرات سے ٹل بھی سکتی ہیں اور ٹلتی رہی ہیں اور اس امر کا گواہ قرآن کریم اور پہلی کتابیں ہیں۔ اور یاد رہے کہ وعید کی پیشگوئی سے مراد عذاب کی پیشگوئی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی کی شامتِ اعمال سے خدا تعالیٰ اُس پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو عادۃ اللہ اسی طرح پر ہے کہ اس بلا کو توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات سے اکثر رد کر دیتا ہے اور جب کوئی بلا میں گرفتار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اکثر اس پر رحم کیا جاتا ہے جس طرح کہ یونسؑ نبی کے قوم کی بلا ٹال دی گئی۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ توبہ اور استغفار اور صدقہ اور خیرات سے بلا ٹل سکتی ہے اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کی حقیقت بجز اس کے کیا ہے کہ وہ بھی ایک بلا ہوتی ہے کہ کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے اس کی اطلاع دی جاتی ہے۔

پھر اگر یہ بات سچ ہے کہ بلا توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات سے ٹل سکتی ہے تو پھر ایسی پیشگوئی کیوں نہیں ٹل سکتی جس کی خبر کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے دی گئی ہو اور علاوہ اس کے دشمن نادان نہیں جانتے کہ اگرچہ عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی ضرورت نہیں ہوتی وہ محض توبہ اور استغفار سے ٹل سکتی ہیں مگر تاہم آتھم اور احمد بیگ اور اُس کے داماد کی نسبت شرطی پیشگوئیاں تھیں یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اِس شرط سے بلا وارد ہوگی کہ وہ لوگ سرکشی پر قائم رہیں اور رجوع نہ کریں۔ سو آتھم نے اپنی خاموشی اور نہ قسم کھانے اور نہ نالش کرنے اور اسلام پر کوئی حرف زنی نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ اُس نے سرکشی کی خصلت کو چھوڑ دیا ہے اور نیز اُس نے ساٹھ یا ستر[۷۰] آدمیوں کے روبرو عین مباحثہ کے وقت میں زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اپنے رجوع کا اقرار کر دیا جس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ اور اُس وقت حاضرین نہ صرف مسلمان تھے بلکہ نصف کے قریب عیسائی تھے اور معتبر شہادتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ پندرہ[۱۵] مہینہ تک روتا رہا تو کیا اب تک رجوع اُس کا ثابت نہ ہوا؟ ﴿۱۱۹﴾

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت اِس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخیں رکھتی تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کے متعلق تھی اور دوسری شاخ اُس کے داماد کے متعلق تھی۔ سو احمد بیگ اور اُس کے مرنے کا صدمہ اُس کے اقارب کا غرور اور تکبر توڑ گیا اور وہ میعاد کے اندر مر گیا۔ بیگانوں اور ناواقفوں کو کیا خبر ہے کہ اُس کی موت کی وجہ سے اُس کے دوسرے عزیزوں پر کیا مصیبت آئی۔ اور اس مصیبت نے ان کو کیا سبق دیا اور کس غم نے اُن کو گھیر لیا۔ آخر یہ نتیجہ ہوا کہ مرزا محمود بیگ جن کے گھر میں یہ رشتہ ہوا تھا اور جو تمام خاندان کا سرگروہ تھا ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا۔ اب اگر ان تمام باتوں کو سُن کر بھی کوئی بکواس سے باز نہ آئے تو اُس کا علاج ہم کیا کریں۔ ایسے سیاہ دل کو جو حیا اور شرم سے دست بردار ہے ہم کس طرح قائل کر سکتے ہیں اور اس کے تعصّب کی بیماری کا کیا علاج کر سکتے ہیں بجز اس کے کہ خدا ہی اس کا علاج کرے۔ ؎

کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب

اے عزیزو! اِس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

یہ الہام بابو صاحب کا جس میں وہ میری نسبت لکھتے ہیں کہ وہ شخص کافر مرے گا اور ملاعنہ کا بدانجام اُسی کی طرف اُلٹایا جائیگا۔ اس کے سر پر اُسی صفحہ ۱۵۲ میں یہ ان کی عبارت ہے۔ اس رات مرزا صاحب کے انجام اور اُن کے زیرِ مشن غریب مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا ہے۔ ﴿۱۲۰﴾

اور پھر صفحہ ۱۷۲ میں اُن کا یہ الہام ہے یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ حق مرزا صاحب کی طرف ہے۔

پھر صفحہ ۱۷۳ عصائے موسیٰ میں اُن کا ایک الہام مع اُن کی تمہیدی عبارت کے یہ ہے۔ اور عاجز کو الہاماً یہ دعا بھی تعلیم ہوتی ہے **اللّٰھم افتح بیننا و بین قومِنا بِالحق و انت خیر الفاتحین** اس کے معنی وہ یہ کرتے ہیں کہ مجھ میں اور اُن میں یعنی اس عاجز میں خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اب جو فیصلہ ہو گیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ عجیب بات ہے کہ اُن کی تمام کتاب انہیں الہاموں سے بھری ہوئی ہے کہ اُن کی زندگی میں میرا استیصال ہو جائے گا اور تمام جماعت منتشر ہو جائے گی اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑے گا اور وہ نہیں مریں گے جب تک میرا زوال نہ دیکھ لیں۔ اور پھر اُن کے دوست کہتے ہیں کہ جب وہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو اُن کو یہ الہام ہوا کہ **الرحیل** یعنی اب تو دنیا سے کوچ کرے گا کون شخص ہے جو اس مہلک بیماری کے وقت اُس کا دل **الرحیل** نہیں بولتا۔ طاعون کے معنی خود زبان عرب میں موت ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں ہم کچھ نہیں کہتے کہ پہلے تو بابو الٰہی بخش کا ان الہامات پر زور دینا کہ میری عمر بڑی لمبی ہوگی جیسا کہ طول حیات اور طول بقاء اُن کے الہام میں درج ہے اور پھر یہ کہ اُن کی لمبی عمر سے مومنوں کو بہت فائدے حاصل ہوں گے اور پھر یہ الہام کہ وہ نہیں مریں گے جب تک طاعون سے میری موت نہ دیکھ لیں اور میری بکلّی تباہی مشاہدہ نہ کر لیں اور پھر یہ الہام کہ اُن کے دنیا میں بھی بڑے بڑے عروج ہوں گے اور ایک دنیا ان کی طرف رجوع کرے گی اور وہ بساتین اور باغوں کے مالک ہوں گے اور اُن کے ذریعہ سے اسلام کی بڑی ترقی ہوگی۔ یہ تو پہلے الہام تھے جن سے اُن کی کتاب عصائے موسیٰ بھری پڑی ہے پھر جب

وہ طاعون میں مبتلا ہو گئے اور ہر روز صدہا آدمیوں کی موت دیکھ کر اس مرض کا انجام سامنے آ گیا تب اس وقت بابو صاحب کو الرحیل کا الہام ہوا جو عصائے موسیٰ کے تمام الہاموں پر پانی پھیرتا ہے۔ مگر اگر فرض کے طور پر اس کو الہام بھی سمجھا جاوے تو یہ رحمت کا الہام نہیں بلکہ غضب کا الہام ہے جو سخت نامرادی پر مشتمل ہے اور نیز پہلے الہاموں کا کذب ظاہر کرتا ہے اور ایسا الہام کچھ تعجب کی جگہ نہیں کیونکہ اکثر لوگ جب کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جانبری سے نومیدی ہوتی ہے تو اس وقت ایسے الہام یا ایسی خوابیں آیا کرتی ہیں مومن غیر مومن سب اس میں شریک ہیں۔ پس اس صورت میں الہام کے یہ معنی ہوں گے کہ اے الٰہی بخش تُو تو اپنی عمر لمبی قرار دیتا تھا اور اپنے فریق مخالف کی تباہی چاہتا تھا۔ اور اپنی حدیث النفس کو الہام الٰہی سمجھ کر یہ کہتا تھا کہ میرا مخالف میری زندگی میں طاعون سے مرے گا۔ مگر ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اس دنیا سے کوچ کر۔ ﴿۱۲۱﴾

غرض مجھے اس الہام کی سچائی پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ممکن ہے کہ ہوا ہو۔ جس میں غضب کے طور پر یہ تنبیہ ہو کہ اب تیرا دنیا سے کوچ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ تو نے حق کو قبول نہیں کیا۔

ان لوگوں کی عقل پر مجھے تعجب آتا ہے کہ الٰہی بخش کی طرف الرحیل کا الہام منسوب کر کے اُس کے تمام الہاموں کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ وہ تمام الہام اُس کے کہاں گئے جن پر بھروسہ کر کے وہ مجھے کافر اور دجّال کہتا تھا اور اپنا نام موسیٰ رکھتا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام الہام اُس کے اضغاث احلام اور حدیث النفس تھے اور نیز شیطانی وساوس تھے اس لئے وہ پورے نہ ہو سکے بلکہ اُس کی ذلّت اور بے عزتی کا موجب ہوئے۔ ہاں ممکن ہے کہ الرحیل خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو کیونکہ یہ فقرہ انذار اور تنبیہ کے طور پر ہے اور ایسے الہام کا دعویٰ اگر فرعون بھی کرتا تو ہمیں انکار کی وجہ نہ تھی کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بغیر امتیاز موحد اور مشرک اور صالح اور فاسق اور صادق اور کاذب کے ہر ایک کو ایسے الہام اُس کے آخری وقت میں ہو سکتے ہیں۔ اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ [1] یعنی ایسا کوئی اہل کتاب نہیں جو اپنی موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسٰی پر ایمان نہ لاوے۔ اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ اہل کتاب کو یہ الہام اُس وقت ہوتا ہے جب وہ جان کندن کی حالت میں ہوتے ہیں یا موت کا وقت بہت قریب ہوتا ہے اور اب ظاہر ہے کہ وہ تبھی ایمان لاتے ہیں جب اُن کو منجانب اللہ الہام ہوتا ہے کہ فلاں رسول سچا ہے مگر اس الہام سے وہ خدا کے برگزیدہ نہیں ٹھہر سکتے اور خدا تعالیٰ کی سنت اسی طرح جاری ہے کہ موت کے قریب اکثر لوگوں کو کوئی خواب یا الہام ہو جاتا ہے۔ اس میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں اور نہ صالح اور نیکوکار ہونے کی شرط ہے۔ ﴿۱۲۲﴾

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۸۰ میں لکھتے ہیں کہ کشتی کا ملاح بننے کا الہام بھی عاجز کو ہوتا ہے اور کشتی کی تیاری کا حکم بھی الہاماً ہو کر پھر الہام ہوا۔ **بِسْمِ اللّٰہِ مجریھا و مُرساھَا ان ربّی لغفور رحیم** پھر الہام ہوا۔ **انّ الذین ظلموا ان ھم لمغرقون** جس کے ظہور کی قادر کے فضل و کرم سے امید واثق☆ ہے۔ یہ بھی الہام بہت دفعہ ہوا ہے۔ **سأُریھم اٰیاتی فلا تستعجلون۔**

اس الہام کے یہ معنی ہیں کہ وہی ملاح ہیں جو پار اُتاریں گے اور اُن کی کشتی میں بیٹھنے والے نجات پائیں گے۔ پھر میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس کشتی میں سوار نہیں ہوئے یعنی یہ عاجز وہ ظالم ہیں اور وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کئی دفعہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اپنے نشان ان مخالفوں کو دکھلاؤں گا وہ مجھ سے جلدی نہ کریں۔

☆ ایک طرف تو بابو الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں کہ میں اپنے الہامات کو یقینی نہیں سمجھتا ممکن ہے کہ شیطانی ہوں پھر ایسے الہاموں پر امید واثق بھی ہے تعجب کہ اسی مایہ کے ساتھ حد سے بڑھ کر درندگی اختیار کی اور تعجب کہ دوسروں کے غرق کرنے کے لئے تو الہام ہوا مگر آپ ہی اس الہام کے مصداق ہو گئے اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ عنقریب میں اپنے نشان دکھلاؤں گا مجھ سے جلدی مت کرو۔ سو ہم جانتے ہیں کہ یہ الہام بابو صاحب کی موت سے پورا ہو گیا گو اُن کی موت اُن کے لئے نشان نہیں مگر ہمارے لئے نشان ہے۔ **منہ**

[1] النسآء: ۱۶۰

اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ یہ تمام الہام اُن کے طاعونی موت نے باطل کر دیئے ہیں۔ کیا ملاح ایسے لوگوں کو کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ ہی غرق ہو جائیں جس حالت میں دوسروں کو غرق کرنے کا وعدہ تھا جو اُن کے مخالف ہیں یعنی یہی عاجز تو پھر یہ کیسے ملاح اور کیسی اُن کی کشتی تھی اور یہ کس قسم کا الہام تھا جو اُلٹا انہیں پر وارد ہو گیا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ میں لکھتے ہیں جس خدمت پر مرزا صاحب فخر و ناز فرماتے ہیں اُس کی کیفیت تو الہام **قل ھل اُنبّئکم بالاخسرین اعمالًا** میں گذر چکی ہے۔ یعنی اُن کے تمام اعمال باطل اور ٹوٹے میں پڑے ہوئے ہیں اور صفحہ ۲۰۱ میں میری نسبت فرماتے ہیں کہ میرزا صاحب جلدی نہ فرماویں امید واثق اور یقین کامل ہے کہ سُنت اللہ کے موافق سرکش متمرد ہمچو من دگرے نیست کہنے والے کو انشاء اللہ ضرور ناکامی اور شکست ہو گی۔ 《۱۲۳》

اب ناظرین اس کا جواب دیں کہ یہ کلمہ تو منشی صاحب کا میری نسبت تھا مگر کیا خُدا نے اُن کے قول کے موافق مجھے ناکامی اور شکست کی حالت میں موت دی یا بابو الٰہی بخش صاحب کو۔ میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اب وہ دُنیا سے گذر چکے ہیں☆۔

پھر صفحہ ۲۰۲ میں منشی الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں۔ بلعم نے اوّل بددعا کرنے سے انکار کیا۔ پھر اُس کی قوم نے ہدیہ دے کر اُس کو فتنہ میں ڈالا۔ غرض اس کی ہلاکت کے یہی اسباب تھے۔ پھر جس شخص کے حالات بلعم کے حالات سے مشابہ ہیں جو حقوق تلف کرتا اور جھوٹے دعوے کرتا ہے اس شخص کے لئے یہ قصہ قابلِ عبرت ہے۔ یہ خلاصہ ہے اُن کی تقریر کا مگر افسوس کہ بابو صاحب کو اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ جو شخص بغیر کامل تحقیق کے اعتراض کرتا ہے اور ایسے شخص کو جو خدا کے نزدیک معذور اور بَری ہے (جس نے درحقیقت کوئی حق تلفی نہیں کی اور نہ کوئی جھوٹا دعویٰ کیا) بغیر کسی ثبوتِ کامل کے مُفتری قرار دیتا ہے اور دجّال ٹھہراتا ہے اور خدا کے نشان جو بارش

☆ بعض نادان میرا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ اگر الٰہی بخش نامراد مر گیا تو آپ کی مرادیں کب پوری ہو گئی ہیں۔ لیکن نہیں سوچتے کہ میں تو اب تک زندہ ہوں اور میری مُرادیں دن بدن پوری ہو رہی ہیں لیکن بابو صاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور ان کا عصائے موسیٰ ٹوٹ کر انہیں پر پڑا۔ منه

کی طرح اُس کی تائید میں برس رہے ہیں اُن کی بھی پروا نہیں رکھتا۔ کیا ایسے شخص کے لئے بھی کوئی سزا ہے یا نہیں۔ مگر اب ان باتوں کو طول دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب بابو صاحب اپنے مباہلہ اور ملاعنہ کے بعد اس افترا اور بدزبانی کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔

پھر بابو صاحب کا ایک اور الہام ہے جو ان کی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ **ان یقولون الّا کذبا اتبع ھواہ و کان امرہ فرطا** یعنی جو دعویٰ یہ شخص کرتا ہے اُس کا جھوٹا دعویٰ ہے اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلتا ہے اور وہ حد سے بڑھ گیا ہے یعنی اب اُس کی ہلاکت کے دن آگئے ہیں۔ اس الہام کا جواب بھی پڑھنے والے خود بخود ہی سمجھ لیں۔

﴿۱۲۴﴾ مگر اب بابو صاحب کے حمایتی فرماویں کہ خدا تعالیٰ کا وہ معاملہ جو وہ اپنی قدیم سنت کے موافق جھوٹوں سے کیا کرتا ہے وہ میرے ساتھ اُس نے کیا یا بابو صاحب کے ساتھ؟ بموجب تعلیم قرآن شریف کے جو منجانب اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے وہ نامراد رہ کر ہلاک ہوتا ہے سو کیا یہ سچ نہیں کہ یہی انجام بابو صاحب کا ہوا؟

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۹ میں میری نسبت یہ الہام لکھتے ہیں **سینالھم غضب علٰی غضب جعلتہ کالرمیم ۔ کالعھن المنفوش** یعنی اُس شخص پر غضب پر غضب نازل ہوگا اور میں بوسیدہ ہڈی کی طرح اُس کو کردوں گا اور اُس روئی کی طرح جو دُھنی جاتی ہے۔ اس الہام کو بھی ناظرین آپ ہی سوچ لیں کہ یہ کس پر صادق آیا۔

پھر صفحہ ۳۴۷ میں میری نسبت یہ الہام ہے **ثم اماتہ فاقبرہ** یعنی خدا اُس کو مارے گا پھر قبر میں ڈالے گا۔

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۴۴۱ میں بابو صاحب کا یہ الہام میری نسبت ہے **یمیز الخبیث من الطیّب جعلناہ ھباءً ا منثورا ۔ سلام علیکم کتب علٰی نفسہ الرحمۃ** جس کا ظہور انشاء اللہ وقت مقدر پر ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے جدا کر کے دکھلاوے گا یعنی کوئی ایسا کرشمہ قدرت دکھلائے گا کہ ثابت ہو جائے گا کہ صادق کون ہے

اور کاذب کون ہے اور اس شخص کو ہم (یعنی مجھ کو) پراگندہ غبار کی طرح کر دیں گے یعنی ہلاک کر دیں گے مگر اے الٰہی بخش تم پر سلامتی ہے تمہارے لئے خدا نے رحمت لکھی ہے تم ہلاکت سے بچو گے☆۔ اب سوچنے والے سوچ لیں کہ آخر انجام کیا ہوا؟ کیا وہ تباہی جو میری نسبت بابو صاحب کا الہام بتاتا ہے وہ انہیں پر آئی ہے یا نہیں؟

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ ان کو الہام ہوا **یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا** یعنی اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو جا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کونسی آگ اُن پر ٹھنڈی ہو گئی صرف طاعون کی آگ اُن پر نازل ہوئی تھی سو وہ تو ٹھنڈی نہ ہوئی اور اُن کا کام ایک دن میں تمام کر گئی۔ صدہا آدمی لاہور میں طاعون میں مبتلا ہو کر آخر اچھے ہو گئے مگر یہ ملہم صاحب جانبر نہ ہو سکے اور بے وقت موت نے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کرا دیا۔ ﴿۱۲۵﴾ اب وہ تو اس جہان کو چھوڑ گئے صرف اُن کے دوستوں کے لئے محض للہ لکھنا پڑا ہے کیونکہ بابو صاحب کی موت کے بعد مجھ کو یہ الہام ہوا تھا **فتنّا بعضھم من بعض** یعنی ہم نے الٰہی بخش کی موت سے اُن کے دوستوں کا امتحان کرنا چاہا ہے کہ کیا وہ اب بھی سمجھتے ہیں یا نہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب میرے مقابل پر ایک بڑی سختی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور کوئی دقیقہ انہوں نے تحقیر اور توہین کا اٹھا نہیں رکھا تھا اور لوگوں کو انہوں نے اپنی کتاب سے گمراہ کیا تھا اور ہر روز میری موت اور تباہی کے منتظر تھے اور اپنے دوستوں کو صدہا الہامات اس قسم کے سنایا کرتے تھے اور خاص کر طاعون سے میری موت اپنی کتاب میں شائع کی تھی۔ پھر یہ کیا ہوا کہ وہ خود طاعون سے نامرادی کے ساتھ مر گئے

☆ یہ خوب بچنا ہے کہ مرے بھی تو طاعون سے مرے۔ بابو صاحب کے دوستو! سچ کہو کہ کیا تمہاری یہی مراد تھی کہ بابو صاحب میری زندگی میں ہی جس کی موت اور تباہی کے منتظر تھے طاعون سے مر جائیں۔ اُن کے صدہا الہاموں سے جو میرے ہلاک ہونے کے بارے میں تھے میرا کیا نقصان ہوا۔ یہ کیا بات ہوگئی کہ اُن کے الہاموں کی بجلی اُنہیں پر گر گئی۔ کیا کوئی ہے کہ اس کا جواب دے؟ **منہ**

اور ہر ایک پہلو سے خُدا نے میری مدد کی اور قرآن شریف میں کھلے طور پر لکھا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ [1] یعنی خدا تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو لوگ اُس کی طرف سے آتے ہیں وہ فریق مخالف پر غالب ہو جاتے ہیں۔ پس اس میں کیا راز ہے کہ بابو صاحب میرے مقابل پر غالب نہ آسکے اور ایک بڑا طاعون کا طوفان جو اس مُلک میں اٹھا تھا اور اُس طوفان سے زیادہ تھا جو موسیٰ اور فرعون کے سامنے نمودار ہوا تھا بلکہ اس سے بہت ہی بڑا تھا۔ اس طوفان میں بابو صاحب باوجود موسیٰ کہلانے کے غرق ہو گئے اور جس کو فرعون کہتے تھے اُس کو خدا نے اپنے فضل و کرم سے نجات دی۔ مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اس وقت ان کے مُنہ سے یہ الفاظ ضرور نکلے ہوں گے کہ اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ [2] پھر میں پوچھتا ہوں کہ خدا نے سورہ فاتحہ میں جو اُمّ الکتاب ہے انسانوں کے تین طبقے رکھے ہیں۔ (۱) منعم علیہم (۲) مغضوب علیہم (۳) ضالین۔ پس اب سوچ کر فرماویں کہ بابو الٰہی بخش صاحب کو خدا تعالیٰ نے کس طبقہ میں داخل کیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک وہ منعم علیہم میں داخل ہیں تو یہ ثبوت آپ کے ذمّہ ہے کہ جو طبقہ منعم علیہم کا کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ اس طبقہ والوں کو کبھی طاعون بھی ہوئی ہو۔ اور پھر ساتھ اس کے یہ بھی ثابت کرو کہ اُن پر انعام کیا ہوا اور انعام وہ چاہئے جو دنیا کے سامنے ایک ثابت شدہ امر ہو عیسائیوں کے کفّارہ کی طرح نہ ہو یعنی صرف اپنا خیال نہ ہو اور اگر مغضوب علیہم میں داخل ہیں تو یہ قرین قیاس ہے کیونکہ قرآن شریف اور توریت سے ثابت ہے کہ طاعون خدا کے غضب کی نشانی ہے اور جو اوّل طبقہ کے مومن اور برگزیدہ ہوتے ہیں اُن کو کبھی طاعون نہیں ہوئی جیسے انبیاء اور صدیق اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس طبقہ کے لوگوں کو کبھی طاعون ہوئی ہے کیونکہ یہ رجز اللہ جو کفّار اور فاسقین اور گناہ پر اصرار کرنے والوں کو سزا دینے کے لئے نازل ہوتی ہے اُس میں برگزیدہ لوگ ہرگز ہرگز شریک نہیں کئے جاتے۔ پس جو اپنے تئیں خدا کا ایسا پیارا ٹھہراتا ہے کہ عصائے موسیٰ میں یہ الہام لکھا ہے قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ایسا محبوب طاعون میں کیوں گرفتار ہو گیا۔ یہود کی نسبت

﴿۱۲۶﴾

[1] المجادلۃ:۲۲ [2] یونس:۹۱

آیا ہے لِمَ یُعَذِّبُکُمۡ بِذُنُوۡبِکُمۡ [1] ہاں مومن مُذنب جو اول طبقہ میں داخل نہیں اور گناہوں اور کمزوریوں سے خالی نہیں اس کو کبھی تمحیص اور تطہیر کی غرض سے طاعون ہو سکتی ہے۔ مگر خدا سے جو موسیٰ بن کر آیا ہے اُس کو تو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کامل مومن اِس آیت کے نیچے ہیں کہ اُولٰٓئِکَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ [2]

اور اگر آپ منشی الٰہی بخش صاحب کو فرقہ ضالّین میں داخل سمجھتے ہیں تب تو یہ خطاب اُن کے لئے نہایت معقول ہے کیونکہ عمداً اُنہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور پھر اس قدر بدزبانی اور شوخی اور اشتعال میں کمال کو پہنچ گئے کہ کیا مجال کہ کوئی بات بھی سُن سکیں جس شخص نے میرا ذِکر اُن کے سامنے پیش کیا اوّل تو مجھے اُنہوں نے دس بیس گالیاں سُنا دیں اور پھر عمداً سچی بات سے انکار کر دیا مگر آخر خدا تعالیٰ ہر ایک دل کو جانتا ہے پس درحقیقت اُن کے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے ایک معاملہ کیا ہے وہ دانشمندوں کے لئے ایک عبرت کے لائق ہے اور میرا دل جانتا ہے کہ انہوں نے مجھے بہت ہی دُکھ دیا تھا۔

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رُسوا نہ کرد

﴿۱۲۷﴾ بھلا آپ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف مدنظر رکھ کر یہ تو بتلا دیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی مراد تھی اور سچ مچ آپ کی یہی تمنّا تھی کہ الٰہی بخش تو نامرادی کے ساتھ طاعون سے مر جائے اور وہ اُس کا مخالف جس کے لئے اُس نے ہزاروں انسانوں میں شہرت دے دی تھی کہ وہ طاعون سے مرے گا خدا اُس کو اِس مرض سے بچاوے اور اُس کو نمایاں ترقیات بخشے اور صدہا نشان اُس کے لئے دکھلاوے یہاں تک کہ الٰہی بخش کی موت کو بھی اُس کے نشانوں میں سے ایک نشان کر دے۔ کیا وہ الہام جو بابو الٰہی بخش صاحب کو ہوا تھا کہ **یمیز الخبیث من الطیّب** یعنی خدا پاک اور ناپاک میں امتیاز کر کے دکھلاوے گا۔ کیا اس کے یہی معنی تھے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے ہلاک ہو کر اپنے پس ماندوں کو داغ حسرت دے جاوے گا۔ وہ دن کیسا سخت اور تلخ منشی عبدالحق صاحب اور ان کے دوستوں پر تھا جبکہ اُن کے گھر میں بابو صاحب جوان کے

[1] المائدۃ:۱۹ [2] الانبیآء:۱۰۲

مُرشد تھے برخلاف اُن کے تمام دعووں کے فوت ہوکر ایک سخت مصیبت میں اُن کو چھوڑ گئے اور طاعونی مادّہ سے گھر کو بھی آلودہ کر گئے۔اب بھی خدا تعالیٰ اُن کے رفیقوں کو کچھ سمجھ دے تا وہ حق کو شناخت کر لیں۔

پھر صفحہ ۲۹۴ میں ایک اور الہام اُن کا ہے اور وہ یہ ہے **قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا. قل لَسْتَ مُرْسَلًا ذرھم یخوضوا ویلعبوا حتّی یلاقوا یومھم الذی کانوا یوعدون** یعنی حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور اپنے مخالف کو یعنی اِس عاجز کو کہہ دے کہ تو خدا کی طرف سے نہیں اور ان کو چھوڑ دے تا وہ چند روز لہو ولعب میں رہیں جب تک کہ طاعونی موت کا وعدہ جو دیا گیا ہے وہ وعدہ کا دن نہ آجائے سبحان اللہ یہ کیسے الہام ہیں یہ کیسا حق تھا کہ جھوٹ کے سامنے سے بھاگ گیا اور الہام کو جھوٹا کر گیا اور یہ کیسا وعدہ طاعون کا تھا جو غلطی کھا کر خود ملہم پر ہی وارد ہو گیا۔کوئی منصف بتلاوے کہ یہ الہامات اگر شیطانی نہیں تھے تو اور کیا تھا۔اگر خدا اپنے پیاروں کو ہمیشہ طاعون سے بچاتا رہا ہے تو بے چارہ الٰہی بخش جس کو یہ الہام ہوا تھا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور یہ الہام ہوا تھا **قل ان کنتم تحبّو ن اللّٰہ فاتّبعونی یحببکم اللّٰہ** اس کو اس سنت اللہ سے کیوں محروم رکھا گیا۔جو شخص خدا کے بعد سب سے بزرگ تر ہے اور پھر خدا کا ایسا پیارا کہ اُس کی پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے اس پر کیوں یہ رجز آسمانی نازل کیا گیا جو عموماً فاسقوں اور فاجروں پر نازل ہوتا ہے۔کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ منصف مزاج لوگ اس بات کو سمجھ لیں کہ بابو الٰہی بخش کا ایسی نامرادی کے ساتھ دنیا سے کوچ کرنا اور پھر طاعون سے کوچ کرنا اور پھر تمام الہامات کے منشاء کے برخلاف کُوچ کرنا ایک فیصلہ کُن امر ہے۔اور اگر متعصب لوگ ابھی سمجھ نہیں سکتے تو یقیناً یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کسی سے عاجز نہیں ہوسکتا وہ کوئی اور نشان دکھائے گا مگر افسوس اُن لوگوں پر جو خدا کے صدہا نشان جو روز روشن کی طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں اُن سے تو کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے اور صرف دو تین ایسی پیشگوئیاں جو نفسِ امر کے متعلق پوری ہوگئی

﴿۱۴۸﴾

ہیں یا نصف حصہ اُن کا پورا ہو چکا ہے اور وہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور سُنت اللہ کے موافق اُن پر کوئی اعتراض نہیں۔ بار بار انہیں کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمانداری ہے کہ دس ہزار نشان سے مُنہ پھیرنا اور اگر کسی نشان کی حقیقت سمجھ نہ آوے تو اس پر زور دینا اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں اور اندیشہ ہے کہ دہریہ ہو کر نہ مریں☆۔

یاد رہے کہ جس اصرار اور شوخی کے ساتھ بابو الٰہی بخش نے میرے ساتھ مقابلہ کیا اور میری طاعونی موت اور ہر ایک قسم کی نامرادی کی خبریں دیں۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح واقع ہو جاتا اور میں بابو الٰہی بخش کی زندگی میں مر جاتا تو نہ معلوم کہ بابو صاحب کے دوست کن کن لعنتوں کے ساتھ مجھ کو یاد کرتے اور کس معراج عزت اور اوج پر اُن کو چڑھا دیتے مگر اب ایک شخص بھی اُن میں سے نہیں بولتا اور چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ نشان معدوم ہو جائے اور اُن کو خوب معلوم ہے کہ بابو صاحب مباہلہ اور میری پیشگوئی کا نشانہ ہو گئے ہیں اگر وہ نرمی اختیار کرتے تو شاید کوئی دن اور بچ جاتے مگر اُن کے حدیث النفس کے الہام اُن کے لئے زہر قاتل ہو گئے۔ اُن کو خبر نہ تھی کہ خدا کا سچا مکالمہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے جو شخص درحقیقت اپنی تمام ہوا و ہوس اور جذبات نفسانیہ اور ہر ایک قسم کی تیزی اور شوخی کے جوش سے پاک ہو جاتا ہے اور اُس پر خدا کے لئے ایک موت آجاتی ہے وہی زندہ کیا جاتا ہے اور خدا کا مکالمہ فانیوں کے لئے ایک انعام ہوتا ہے۔ ہر ایک مدعی کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ درحقیقت وہ فانی ہو چکا ہے یا ابھی جذباتِ نفسانیہ سے پُر ہے۔

﴿۱۲۹﴾

☆ بعض شریر کذاب کہتے ہیں کہ اگر مرزا سے نشان ظاہر ہوتے ہیں تو مسیلمہ کذّاب سے بھی نشان ظاہر ہوئے ہیں ان کے جواب میں صرف یہ کہنا کافی ہے کہ لعنة اللّٰہ علَی الکاذبین۔ منہ

ہزار نکتۂ باریک تر زِ مُو ایں جاست نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۶۹ میں فرماتے ہیں خاکسار کو عجز بشریت سے یہ خیال آیا کہ شاید مرزا صاحب کی ناراضگی سے کچھ نقصان ہو۔ اس پر الہام ذیل میں حفاظت وسلامتی کی تسلی فرمائی گئی **واللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین**☆ **فسلام لک** یعنی تیرا خدا حافظ ہوگا اور تجھے سلامتی رہے گی کوئی قہر الٰہی تجھ پر نازل نہیں ہوگا یہ ہے الہام بابو صاحب کا جس نے اُن کو تسلی دی کہ فریق مخالف یعنی اس عاجز مظلوم کی بددعا سے اُن کا کوئی نقصان نہیں ہوگا وہ سلامت رہیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی الہام نے اُن کو بدزبانی اور گالیاں دینے میں چالاک کر دیا۔ پھر اس کے بعد اُن کی بدزبانی ایسی بڑھ گئی جیسے کسی دریا کا پُل ٹوٹ کر اِردگرد کی بستیوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

افسوس کہ صدہا نشان اُن کی زندگی میں پورے ہوئے مگر کسی نشان سے اُنہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا اور ہر ایک نشان کے دیکھنے کے بعد یا کسی سے اُس کا حال سُننے کے بعد یہی بار بار اُن کا جواب تھا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے حالانکہ الہام تھا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اور اُن کی رہنمائی کے لئے بار بار کتابوں میں لکھا گیا کہ ڈپٹی آتھم تو بہرحال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر مرا یا میعاد کے باہر مرا آخر مر تو گیا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی یعنی مرنا اس کا اِس شرط سے تھا کہ جب حق کی طرف وہ رجوع نہ کرے لیکن آتھم نے جلسہ مباحثہ میں ہی اپنا رجوع ظاہر کر دیا جب اُس کو کہا گیا کہ یہ پیشگوئی اس لئے کی گئی ہے کہ تم نے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال رکھا ہے تب اُس نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو جن میں نصف

«۱۳۰»

☆ افسوس ان کا کوئی دوست بھی اِس بات کو نہیں سوچتا کہ جبکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ان کی حفاظت کرے گا۔ اور میرا ناراض ہونا اُن کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا تو پھر یہ کیا بات ہوئی کہ طاعون نے بابو صاحب کو آ پکڑا۔ کہاں گئی وہ حفاظت جس کا وعدہ تھا۔ منہ

کے قریب عیسائی تھے نہایت خوف اور انکسار کی حالت بنا کر زبان مُنہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز دجّال نہیں کہا اور پھر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ پندرہ مہینہ تک روتا رہا اور خدا تعالیٰ نے بھی مجھے اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اِس پیشگوئی کے ذریعہ سے اُس کو سخت صدمہ پہنچا اور وہ دیوانہ کی طرح ہو گیا ہے اور اُس کے دل میں عظمت اسلام بیٹھ گئی اور اُس نے شوخی اور بدزبانی قطعاً چھوڑ دی اور باوجود ان سب باتوں کے عیسائی مذہب پر قائم رہنے کے ثبوت کے لئے اُس نے قسم نہیں کھائی حالانکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ نقد اُس کو ملتا تھا اور عیسائی مذہب میں قسم کھانا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض لکھا ہے اور اس امر کو چھپانا محض بے ایمانی اور شرارت ہے حضرت عیسیٰ نے خود قسم کھائی۔ پولوس نے قسم کھائی۔ پطرس نے قسم کھائی۔ پس یہ تمام دلائل آتھم کے رجوع پر ہیں اور ایک منصف کے لئے کافی ہیں اور اگر اُس کے رجوع پر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی میرے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے اُس کے رجوع کی مجھے خبر دی اور با ایں ہمہ وہ میرے آخری اشتہار سے چھ ماہ گذرنے کے بعد مر گیا۔ پس جبکہ پیشگوئی شرطی تھی اور شرط کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو پھر کسی خدا ترس آدمی کا کام نہیں ہے کہ حیا اور شرم کو ترک کر کے پھر بھی اعتراض سے باز نہ آوے حالانکہ یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی بھی ضرورت نہیں وہ ٹل سکتی ہیں کیونکہ وہ مجرم کے لئے ایک عذاب دینے کا وعدہ ہے اور خدا حقیقی بادشاہ ہے وہ کسی کی توبہ اور استغفار سے اپنے عذاب کو معاف کر سکتا ہے جیسا کہ یونس نبی کی قوم کو معاف کر دیا اِسی پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ يَعِدُكُمْ [1] یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو جھوٹ بولنے کا عذاب اس پر نازل ہوگا اور اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد ہو جائیں گے۔ ﴿۱۳۱﴾

اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ اِس جگہ استعمال کیا نہ کُل کا جس کے یہ معنی ہیں کہ جس قدر عذاب کی اس نبی نے پیشگوئیاں کی ہیں اُن میں بعض تو ضرور پوری ہو جائیں گی۔ گو بعض معرض التوا میں رہ جائیں گی۔ پس

[1] المؤمن :۲۹

نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ عذاب کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں ہاں اِس آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مفتری کسی طرح عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کے لئے یہ قطعی حکم ہے کہ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ[1] پس اگر مفتری کے لئے کوئی عذاب کی پیشگوئی ہو تو وہ ٹل نہیں سکتی۔

ہائے افسوس کچھ سمجھ نہیں آتا یہ کیسی بے حیائی ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ صدقہ خیرات اور دعا وغیرہ سے بلا رد ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس بلا کی اطلاع رسول کو دی جائے کہ فلاں قوم یا فلاں شخص پر وارد ہو گی وہ بلا صدقہ خیرات یا توبہ استغفار سے ٹل ہی نہیں سکتی۔ تعجب یہ کہ کیسے ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑ گئے کہ اپنی کلام میں تناقض جمع کر لیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ توبہ استغفار سے بلا ٹل سکتی ہے اور یہ بھی کہ نہیں ٹل سکتی اور پھر جبکہ مجھے خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دے دی کہ آتھم نے ضرور رجوع کیا تھا اور آتھم کے قول اور فعل سے اس کے آثار بھی ظاہر ہو گئے تو پھر ان شرارتوں سے باز نہ آنا کیا یہی اُن لوگوں کی تقویٰ ہے کم سے کم کَفِّ لِسان پر کیوں کفایت نہ کی☆۔

☆ جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہے وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں منجملہ ان کے ڈاکٹر عبدالحکیم خان بھی ہے جو بہت خوش ہو کر لکھتا ہے کہ سنور میں فلاں فلاں احمدی طاعون سے فوت ہو گیا ہے۔ ہم ایسے **متعصبوں** کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے۔ یہ امر تو قرآن کی نص صریح سے ثابت ہے کہ وہ لڑائیاں محض کافروں پر عذاب نازل کرنے کے لئے تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ اگر چاہوں تو ان کافروں پر آسمان سے عذاب نازل کروں اور یا زمین سے ان کے لئے عذاب پیدا کروں اور یا بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھاؤں۔ مگر با ایں ہمہ ان لڑائیوں میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہوتے رہے لیکن آخری نتیجہ یہ تھا کہ کافر گھٹتے گئے اور مسلمان بڑھتے گئے اور وہ لڑائیاں مسلمانوں کے لئے سراسر برکت کا موجب ہو گئیں اور کافروں کی بیخ کنی کر گئیں۔ اسی طرح مَیں کہتا ہوں اور بڑے دعویٰ اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے تو بجائے اس کے سَو۱۰۰ آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار

﴿۱۳۱﴾ ﴿۱۳۲﴾

[1] المؤمن :۲۹

بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا اور آپ وحی کے ذریعہ سے فرماتے کہ فلاں شخص جس پر عذاب نازل ہونا تھا پوشیدہ طور پر اپنی شوخیوں سے باز آ گیا ہے تو پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یہ لوگ قبول کرتے یا رد کر دیتے۔ اور اگر قبول نہ کرتے تو پھر کیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرتے یا نہ ٹھہرتے؟ پس جس حالت میں خدا تعالیٰ نے آتھم کے لئے یہ شرط مقرر کر دی تھی اور اس نے مجھے اپنی وحی کے رو سے بتلا دیا تھا کہ آتھم اپنی شرارت اور شوخی پر قائم نہیں رہا۔ پس تقویٰ کا حق یہ تھا کہ اِس بحث کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور حُسن ظن سے کام لیتے اور دل میں سوچتے کہ شاید یہی امر صحیح ہو۔ پھر جس حالت میں محض خدا کی وحی نے مجھے یہ اطلاع نہیں دی بلکہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خود آتھم نے بھی ایسے ہی آثار ظاہر کئے تو ہر ایک پرہیزگار انسان کے یہی لائق تھا کہ اِس میں دم نہ مارتا اور خدا سے ڈرتا۔

﴿۱۳۲﴾

رہا معاملہ احمد بیگ کے داماد کا۔ سو ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی موت کے متعلق تھی۔ دوسری شاخ اُس کے داماد کی موت کے متعلق تھی اور پیشگوئی شرطی تھی۔ سو احمد بیگ بوجہ نہ پورا کرنے شرط کے میعاد کے اندر مر گیا اور اُس کے داماد نے اور ایسا ہی اُس کے عزیزوں نے شرط پورا کرنے سے اس کا فائدہ اُٹھا لیا۔ یہ تو لازمی امر تھا کہ احمد بیگ کی موت سے اِن کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا۔ کیونکہ پیشگوئی میں دونوں شریک تھے اور جب دو شریکوں میں سے ایک پر موت وارد ہو گئی تو

بقیہ حاشیہ۔ دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کے لئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس ۱۰ پندرہ ۱۵ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو گھٹاتی جاتی ہے۔ اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں۔ کون ہے کہ اس مقابلہ کے لئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے؟ افسوس کہ یہ مخالف لوگ ایسے اندھے ہو گئے ہیں

﴿۱۳۳﴾

انسانی فطرت کا ایک ضروری خاصہ تھا کہ جو شخص اس پیشگوئی کا دوسرا نشانہ تھا اُس کو اور اُس کے عزیزوں کو موت کا فکر پڑ جاتا جیسا کہ اگر ایک ہی کھانا کھانے سے جو دو آدمیوں نے مل کر کھایا تھا ایک اُن میں سے مر جائے تو ضرور دوسرے کو بھی اپنی موت کا فکر پڑ جاتا ہے۔ سو اِسی طرح احمد بیگ کی موت نے وہ خوف باقی ماندہ شخص اور اُس کے عزیزوں پر ڈالا کہ وہ مارے ڈر کے مُردہ کی طرح ہو گئے۔ انجام یہ ہوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اِس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اُسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ **ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبکِ** پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ **یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبت** نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی شیطانی وساوس سے الگ ہو کر اس کو سوچنا چاہئیے کیا یونسؑ کی پیشگوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ

﴿۱۳۳﴾

بقیہ حاشیہ۔ ان کو معلوم نہیں کہ دراصل طاعون ہماری دوست اور ان کی دشمن ہے۔ جس قدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تھی۔ پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ دنیا میں طاعون آئیگی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہوتے جائیں گے مگر ہماری کثرت اس کے ذریعہ سے ہوگی پس اس سے زیادہ اندھا کون شخص ہے جو چند احمدی لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا پیش کرتا ہے اور اس سے اب تک بے خبر ہے کہ اب تک کئی لاکھ انسان طاعون نے ہماری جماعت میں داخل کر دیا اور ہر روز داخل کر رہی ہے پس مبارک ہے یہ طاعون جو ہمارے عدد کو بڑھا رہی ہے اور مخالفوں کو گھٹا رہی ہے اور حقیقت میں ہماری جماعت کا طاعون سے کوئی فوت نہیں ہوا کیونکہ ایک کے عوض ہم نے سو یا زیادہ اس سے پا لیا۔ منہ

اِس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے۔

غرض بے حیا لوگ ان اعتراضوں کے وقت نہیں سوچتے کہ ایسے اعتراض سب نبیوں پر پڑتے ہیں۔ نمازیں بھی پہلے پچاس۵۰ نمازیں مقرر ہو کر پھر پانچ۵ رہ گئیں اور توریت پڑھ کر دیکھو صدہا مرتبہ خدا کے قرار دادہ عذاب حضرت موسیٰ کی شفاعت سے منسوخ کئے گئے ایسا ہی یونس کی قوم پر آسمان پر جو ہلاکت کا حکم لکھا گیا تھا وہ حکم ان کی توبہ سے منسوخ کر دیا گیا اور تمام قوم کو عذاب سے بچالیا گیا۔ اور بجائے اس کے حضرت یونسؑ خود سخت مصیبت میں پڑ گئے کیونکہ اُن کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ پیشگوئی قطعی تھی اور خدا کا ارادہ عذاب نازل کرنے کا مصمّم تھا۔ افسوس کہ یہ لوگ یونسؑ کے قصہ سے بھی کچھ سبق حاصل نہیں کرتے۔ اُس نے نبی ہو کر محض اِس خیال سے سخت مصیبتیں اُٹھائیں کہ خدا کا قطعی ارادہ جو آسمان پر قائم ہو چکا تھا کیونکر فسخ ہو گیا ہے۔ اور خدا نے توبہ پر ایک لاکھ آدمی کی جان کو بچالیا اور یونسؑ کے منشاء کی کچھ بھی پروا نہ کی۔

کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کو ٹال نہیں سکتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہے گا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہیں لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے ردّ نہ کر سکے اور تضرع کرنے والوں کے لئے اپنے ارادوں کو بدل نہ سکے وہ ہمیشہ بدلتا رہے گا یہاں تک کہ پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ۱۵ دن کی عمر رہ گئی تھی خدا نے اُس کی تضرع اور گریہ وزاری سے بجائے پندرہ۱۵ دن کے پندرہ۱۵ سال کر دیئے یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے ایک خوفناک پیشگوئی ہوتی ہے اور دُعا سے ٹل جاتی ہے۔ پس اگر ان لوگوں کا فرضی خدا ان باتوں پر قادر نہیں تو ہم اُس کو نہیں مانتے۔ ہم اُس خدا کو مانتے ہیں جس کی صفت قرآن شریف میں یہ لکھی ہے کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [1] اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی ٹلنے کے بارہ میں تمام نبی متّفق ہیں۔ رہی وعدہ کی پیشگوئی جس کی نسبت یہ حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ [2] اس کی نسبت

﴿۱۳۴﴾

[1] البقرة:۱۰۷ [2] ال عمران:۱۰

بھی ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا اس وعدہ کا تخلف نہیں کرتا جو اُس کے علم کے موافق ہے لیکن اگر انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے جیسا کہ حضرت نوح نے سمجھ لیا تھا ایسا تخلف وعدہ جائز ہے کیونکہ دراصل وہ خدا کا وعدہ نہیں بلکہ انسانی غلطی نے خواہ نخواہ اُس کو وعدہ قرار دیا ہے اِسی کے متعلق سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں **قد یوعد ولا یوفٰی** یعنی کبھی خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اُس کو پورا نہیں کرتا۔ اس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہیں☆ اور خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹھوکر کھا کر منکر ہو جاتا ہے اور کامل انسان اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی کے وقت باوجودیکہ فتح کا وعدہ تھا بہت رو رو کر دعا کرتے رہے اور جناب الٰہی میں عاجزانہ یہ مناجات کی کہ **اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَةَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا*** کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں جو پوری نہ ہو سکیں۔ ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔

ایسا ہی بابو صاحب کا ایک یہ بھی اعتراض تھا کہ لڑکا پیدا ہونے کی پیشگوئی کی تھی مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ لڑکی کا وجود عدم کی طرح تھا کیونکہ بعد اس کے وہ مر گئی اور اس کے بعد ایک لڑکا بھی مر گیا۔ پھر بعد اس کے خدا نے متواتر چار لڑکے دیئے جو اُس کے

☆ یہ عادت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ اس کی پیشگوئیوں میں کوئی حصہ متشابہات کا ہوتا ہے اور کوئی بیّنات کا اور کبھی بعض پیشگوئیاں صرف متشابہات کے رنگ میں ہوتی ہیں اور ایک جاہل آدمی صرف متشابہات پر نظر رکھ کر پیشگوئی کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ اگر کوئی پیشگوئی جو متشابہات میں سے ہے ملہم کے خیال کے مطابق ظہور میں نہ آوے تو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ وہ جھوٹی نکلی بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ملہم کے اپنے خیال میں غلطی ہوئی جیسا کہ حدیث ذَھَبَ وَھْلِیْ اس پر شاہد حال ہے ہاں برگزیدوں کی پیشگوئیوں میں متشابہات کم ہوتے ہیں اور بیّنات زیادہ۔ مگر ہوتے ضرور ہیں تا خدا اس سے صالح اور فاسق کا امتحان کرے اور خدا کے برگزیدہ کثرت بیّنات سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ایسا نہیں کہ ان کی پیشگوئیاں متشابہت سے بالکل پاک ہوتی ہیں۔ **منه**

* یعنی اے میرے خدا اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر کوئی تیری پرستش نہیں کرے گا۔ **منه**

فضل و کرم سے اب تک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنے والے کی طرف وہ پیشگوئی منسوب نہیں ہوسکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افترا سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔ ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ اِسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔ جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اس کے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہوسکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بننا یقین کر لیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خریدے گئے۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنے کا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی اُن میں سے باہر نہیں اس کو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

﴿۱۳۵﴾

خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کے لئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھہرائے جائیں مگر اِس سے ان کی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے ان کی حقیقت ثابت ہو جاتی

﴿۱۳۶﴾

ہے۔خدا کے سچے نبی مسیلمہ کذّاب یا دیگر جھوٹے مدعیان سے صرف اجتہادی غلطی سے جو ان کی کسی پیشگوئی میں ہو مشابہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں سچائی کے انوار اور برکات اور معجزات اور الٰہی تائیدات اِس قدر ہوتی ہیں جو ان کی سچائی کی تیز دھار مخالف کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور اُن کے ہزارہا نشان ایک پُر زور دریا کی طرح موجزن ہوتے ہیں۔

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اِس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اُس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اِس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اِس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

یہ تو وہ اعتراض مخالف لوگوں کے ہیں جن کو بابو الٰہی بخش صاحب نے بار بار اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھ کر اپنی دانست میں بڑا ثواب حاصل کر لیا ہے جس کی حقیقت مرنے کے بعد اُن پر کھل گئی ہوگی۔

لیکن عام فائدہ کے لئے میں اس جگہ بیان کرتا ہوں کہ ان مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے بارے میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں۔

(۱) اوّل محض افترا اور تہمتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کے قہر سے بے خوف ہو کر میرے پر کی ہیں اور نہایت درجہ کی شرارت اور بے باکی سے شہرت دیدی ہے کہ فلاں پیشگوئی جو فلاں شخص کی نسبت تھی پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ جس پیشگوئی کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں ہرگز اس کی نسبت وہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی جیسا کہ پیشگوئی کلب یموت علٰی کلب جو مولوی محمد حسین صاحب کی طرف خود بخود منسوب کر دیتے ہیں پس اِس کا جواب

بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین.

﴿۱۳۷﴾

(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہے مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہوگئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اُس کو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی ان کی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اِس کثرت سے نشان دِکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روزِ روشن کو دیکھ کر پھر بھی اِس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر انہوں نے اِس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اِس مُلک میں ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو آنے والا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُس کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئے گا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اُس کو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی جو ۳۱؍مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اِس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہوں گی سخت برف اور اولے پڑیں گے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اِس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اِسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

﴿۱۳۸﴾ کے بعض حصوں میں اور ڈیرہ اسماعیل خان میں بڑے زور سے آیا مگر اُس کو بھی کالعدم قرار دیا۔ ایسا ہی خدا نے دوسرے ملکوں کے بارہ میں بھی بڑے زلزلوں کی خبر دی اور وہ سب پیشگوئیاں ظہور میں آ گئیں مگر ان لوگوں نے اُن سے بھی نیکی کا سبق حاصل نہ کیا۔ اب اِن لوگوں کا مقابلہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر یہ تمام نشان درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ایک مامور بندے کی تائید میں ہیں تو وہ بس نہیں کرے گا جب تک اُن کے قبول کرنے کے لئے گردنیں نہ جھکا دے اور اگر خدا تعالیٰ سے نہیں ہیں تو یہ لوگ فتح یاب ہو جائیں گے۔

پھر صفحہ ۷۸ میں بابو الٰہی بخش صاحب اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں **لا تستوی بآیات اللّٰہ** اور اُسی جگہ پر اپنی طرف سے اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آیات (نشان) خدائے عزّوجلّ نے خاکسار کے لئے مقدر فرمائے ہیں اُن کی برابری مرزا صاحب کی جماعت کو نصیب نہیں۔ اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اس طرف تو اب تک صدہا نشان ظہور میں آ چکے ہیں مگر بابو صاحب کے فرضی نشانوں کا کچھ پتہ نہیں۔ شاید آپ کے نزدیک آپ کا طاعون سے فوت ہونا ہی ایک نشان ہو۔

پھر صفحہ ۸۳ عصائے موسیٰ میں آپ لکھتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کی طرف سے عاجز کو اظہار علامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا **یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متمّ نورہٖ ولو کرہ الکافرون.** جو اور کا چاہے بُرا اُس کا بُرا ہو جائے گا۔ یعنی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا تو اُس کو نہیں چھوڑے گا جب تک اس کو پورا نہ کرلے۔ جو اور کا چاہے بُرا اُس کا بُرا ہو جائے گا۔

اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ میاں الٰہی بخش کے ہاتھ سے کون سا نور پورا ہوا اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ جو اور کا چاہے بُرا اُس کا بُرا ہو جائے گا۔ بڑی صفائی سے پورا ہو گیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ میں طاعون سے ہلاک ہو جاؤں اور اسی بنا پر انہوں نے الہام بھی شائع کیا تھا۔ سو آخر وہ خود طاعون سے فوت ہو گئے۔ بابو صاحب کے رفیقوں کو اِس جگہ کچھ سوچنا چاہئے۔ کیا یہی

﴿۱۳۹﴾

الہام ہیں جن کے پورے ہونے تک بابو صاحب کا زندہ رہنا ضروری تھا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۲۴ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ غور کریں کہ جس پر وہ رحیم وکریم ایسا فضل وکرم کرے اُس کو اگر امام کی مخالفت مُضر ہے تو ایسے الہام کیوں ہوں۔ ہاں اگر اُس قادر مطلق **احکم الحاکمین غیاث المستغیثین و ھادی المضلّین** کا اس بے چارہ و بے گناہ عاجز مُلہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ و ہلاک کرنے کا ارادہ ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

اقول: واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش اپنے فضول الہاموں کے ذریعہ سے ہلاک تو ہو گئے لیکن یہ بات غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ بذریعہ انہیں کے الہام کے ان کو ہلاک کرے خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا مگر لوگ اپنی بے باکی اور شوخی سے آپ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا عقل سلیم اِس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ ایک خدا کا مامور صدی کے سر پر پیدا ہو اور لوگوں کو راہ راست کی طرف دعوت کرے اور اس سے خدا تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرے اور ہزار ہا نشان اس کی تائید میں ظاہر کرے اور پھر ایک شخص اُس کو قبول نہ کرے اور کہے کہ مجھے خود الہام ہوتا ہے اور اپنے الہام کے منجانب اللہ ہونے کی کوئی برہان واضح پیش نہ کرے لیکن انکار اور سبّ وشتم سے بھی باز نہ آوے۔ پس ایسا شخص اگر ہلاک ہو جاوے تو اپنی شوخی سے ہلاک ہوگا کیونکہ اُس نے بغیر ثبوت کے روشن ثبوت سے مُنہ پھیر لیا۔ اور جبکہ بابو صاحب کے پاس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور زبردست شہادت اُن کے الہام کے منجانب اللہ ہونے پر موجود نہ تھی تو ایسے مدّعی کے مقابلہ پر شوخی کے ساتھ کھڑا ہونا جس کے ملہم ہونے پر خدا کی فعلی شہادت نہ ایک نہ دو بلکہ ہزار ہا زبردست شہادتیں ہیں۔ کیا یہ ایمانداری اور تقویٰ کا کام تھا پس اسی چالاکی اور بیباکی کے باعث بابو صاحب طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے ورنہ خدا کے برگزیدہ طاعون سے ہلاک نہیں ہوا کرتے۔ اور جس حالت میں شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں اور حدیث النفس بھی تو پھر کسی قول کو کیونکر خدا کی طرف منسوب

﴿۱۴۰﴾

کر سکتے ہیں جب تک کہ اس کے ساتھ خدا کی فعلی شہادت زبردست نہ ہو۔ایک خدا کا قول ہے اور ایک خدا کا فعل ہے اور جب تک خدا کے قول پر خدا کا فعل شہادت نہ دے ایسا الہام شیطانی کہلائے گا اور شہادت سے مُراد ایسے آسمانی نشان ہیں کہ جو انسانوں کی معمولی حالتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ ورنہ یہ امر نشان میں داخل نہیں ہوسکتا کہ کسی کو اتفاقی طور پر کوئی سچی خواب آجاوے یا شاذ و نادر کے طور پر کبھی کوئی سچا الہام ہو جاوے کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوقات کو بطور بیج کے دیا گیا ہے۔ بلکہ نشان سے مُراد وہ کثیر التعداد نشان ہیں جو بارش کی طرح برس کر اور بے مثل کے درجہ تک پہنچ کر خدا کے قول پر قطعی اور یقینی گواہی دے دیں کہ وہ خدا کا قول ہے نہ انسان کا کیونکہ چند معمولی خوابوں یا چند معمولی الہاموں پر بھروسہ کر کے جو تمام دنیا کو ہوا کرتے ہیں یہ دعویٰ پیش کر دینا کہ میں خدا کی طرف سے مُلہم ہوں اِس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں۔ اور خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں آسکتا کہ الہام دے کر کیوں اُس نے نامرادی سے ہلاک کیا بلکہ یہ الزام خود اسی نادان پر آتا ہے جس نے حدیث النفس کو الہام سمجھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ **خشیت علٰی نفسی** یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیۂ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اگر بابو صاحب کے الہامات شیطانی الہام نہیں تو خدا کے زبردست افعال نے ان کی کیوں گواہی نہ دی۔ افسوس وہ خود تو مر گئے مگر سخت ذلّت اور رُسوائی کا ٹیکا اپنے رفیقوں کے مُنہ پر لگا گئے اور اسی طرح بابو صاحب سے پہلے ہزاروں انسان ایسے الہاموں سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ افسوس دُنیا کے لوگ سونے کو تو پرکھ لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ کھوٹا نکلے مگر اپنے الہاموں کو نہیں پرکھتے کہ آیا خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیا قصور ہے۔ جو شخص بغیر شہادت فعل الٰہی کے صرف قول پر نازاں ہوگا یہی ذلّت اُس کو ضرور ایک دن دیکھنی

﴿۱۴۱﴾

پڑے گی اور نہ صرف نامُرادی کی ذلّت اور نہ صرف یہ کہ مباہلہ کرکے فریق مخالف کے مقابل پر موت کی ذِلّت بلکہ طاعون کی ذلّت بھی دیکھے گا جس کی نسبت حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ الطاعون وخذ الجنّ یعنی طاعون شیطان کی چوبکی ہے۔ پس طاعون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بابو صاحب تنزّل شیاطین کے اثر کے نیچے تھے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں میری اور اپنی باہمی خط وکتابت کو چھاپ دیا ہے اُس کو پڑھ کر ہر ایک انسان معلوم کرسکتا ہے کہ میں نے بابو صاحب سے اِس بات پر اصرار کیا تھا کہ جو میرے پر انہوں نے الہام کی بنا پر تہمتیں لگائی ہیں کہ یہ شخص کذّاب ہے اور مُسرف ہے یعنی جو کچھ دعویٰ الہام کرتا ہے یہ سب اس کا افترا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے منشی صاحب میرے اس افترا کو جو اُنہیں اپنے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے شائع کردیں تا فیصلہ ہو جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ[1] یعنی اُس سے ظالم تر کون ہے کہ خدا پر افترا کرے یا خدا کے کلام کی تکذیب کرے۔ اِس کے جواب میں بابو صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں ایسے الہامات کے شائع کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں آخری جواب میرا چھپا ہے جس کی یہ عبارت ہے۔ میں صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کُشائی چاہوں گا تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذّاب کا نام دیتے ہیں اور وہ لوگ جو میرا مسیح ہونا تصدیق کرتے ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ آپ فیصلہ کرے۔ پھر کتاب کے صفحہ ۹ میں بابو صاحب لکھتے ہیں کہ اب میں عام لوگوں کے فائدہ کے لئے وہ تمام الہامات مع تفہیمات وتشریحات شائع کر دوں گا۔ چنانچہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۹ سے اخیر تک وہ تمام الہامات اپنے بابو صاحب نے شائع کر دیئے ہیں اور بعض الہامات کو مخفی بھی رکھا ہے جو میری سزایابی کے متعلق تھے۔ بہرحال جس قدر کتاب میں شائع ہو گئے ہیں بعض میں اُنہوں نے میرا نام کذّاب رکھا ہے اور بعض میں مُفتری اور بعض میں دجّال اور بعض میں ملعون اور بعض میں خائن اور بعض میں ظالم اور بعض میں کافر اِسی طرح اُن کے الہاموں نے مجھے بہت سے نام عطا کئے ہیں مگر خدا نے

[1] الانعام: ۲۲

﴿۱۴۲﴾

صرف ایک نام سے ہی فیصلہ کر دیا یعنی کذّاب جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے گویا خدا تعالیٰ پر حد سے زیادہ جھوٹ بولا اور اپنے افترا کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ جو لوگ عصائے موسیٰ کا صفحہ ۴ اور صفحہ ۷ پڑھیں گے اُن کو معلوم ہوگا کہ یہ تہمت جو بابو صاحب نے میرے پر لگائی ہے اس کا فیصلہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے چاہا ہے اور جھوٹے پر خدا کی لعنت کی ہے۔ پھر ماسوا اِس کے خود قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اُس پر افترا کرے وہ سزا سے نہیں بچے گا۔ اور جو شخص خدا کے کلام کی تکذیب کرے وہ بھی سزا سے نہیں بچے گا۔ پس اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ ۶؍اپریل ۱۹۰۷ء☆ کو بابو الٰہی بخش صاحب کا طاعون سے مرنا در حقیقت یہ خدا تعالیٰ کا ایک فیصلہ تھا جو آخر اُس کی عدالت سے صادر ہو گیا۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔ مگر بموجب حدیث **من عادیٰ لی ولیًّا فقد اٰذنتہ للحرب** بابو صاحب نے اِس لڑائی کا انجام دیکھ لیا ہے اب اُن کے رفیق کہتے ہیں کہ وہ شہید ہو گئے۔ مگر میری دعا ہے کہ تمام مفسد اور مخالف حق کے ایسے ہی شہید ہو جائیں۔

اٰمین ثم اٰمین

باب دوم
اُن الہامات کے بیان میں جو بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کئے

بابو الٰہی بخش صاحب نے جب کتاب عصائے موسیٰ تالیف کی تو اس تالیف کا باعث یہی تھا کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا اور اپنے تئیں موسیٰ ٹھہرایا اور بار بار لکھا کہ مجھے خدا سے الہام ہوتے ہیں کہ یہ شخص کذّاب اور دجّال اور مفتری ہے۔ تب میں نے اُن کی کتاب پڑھ کر اپنے رسالہ اربعین نمبر ۴ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جس میں ایک پیشگوئی اور دعا ہے اور وہ یہ ہے۔

افسوس کہ اُنہوں نے (یعنی بابو الٰہی بخش صاحب نے) آیت وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ [1] کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ اُنہوں نے آیت وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ [2] کی کچھ بھی پروا کی۔ وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ میں نے اُن کو تسلی دے دی

☆ سہو کتابت ہے۔ درست ۷؍اپریل ۱۹۰۷ء چھ بجے شام ہے جس کی تصدیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اسی کتاب کے صفحہ ۵۴۴ سے ہوتی ہے۔ (ناشر)

[1] الھمزۃ:۲ [2] بنی اسرائیل:۳۷

﴿۱۴۳﴾

کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اِس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کرکے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ **اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن** اِسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱؍دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱

انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریّت کے لئے اِس مدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں دریا خشک ہوسکتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہولے۔

اِسی طرح میری کتاب **اربعین نمبر۴** صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے **یریدون اَنْ یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ. انت منی بمنزلۃ اولادی واللّٰہ ولیک وربک فقلنایا نار کونی بردًا** یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اِسی بناء پر صوفیاء کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اِسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کرکے استغفار

﴿۱۴۴﴾ میں مشغول رہا ہے اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے خدا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ[1] پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اُس کا ایک پاک لڑکے کا جسم تیار کر دیتا ہے۔ اِسی بنا پر خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کلمۂ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اِسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا[2] یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اِسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اَب یا پِتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے خدا کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم اُنہیں ملتا ہے۔ سو اولیاء کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہیں یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ[3] ہے۔

اور یہ جو مذکورہ بالا الہامات میں فقرہ ہے **فَقُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا**
اِس فقرہ سے یہ مُراد ہے کہ جو کچھ بابو الٰہی بخش نے اپنی کتاب سے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکا دی ہے ہم اس آگ کو ٹھنڈی کر دیں گے۔ سو بابو الٰہی بخش کی موت نے ان تمام پیشگوئیوں کو پوری کر دیا۔ **الحمدللّٰہ علٰی ذالک۔**

دوسری پیشگوئی بابو الٰہی بخش صاحب کی موت کے بارے میں وہ ہے جو ۱۵/مارچ ۱۹۰۷ء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر بدر اور الحکم میں شائع ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے۔

ایک موسیٰ ہے میں اُس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزّت دوں گا

[1] البقرۃ:۲۲۳ [2] البقرۃ:۲۰۱ [3] الاخلاص:۴

﴿۱۴۵﴾

پر جس نے میرا گناہ کیا ہے مَیں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُس کو دوزخ دکھلاؤں گا میرے نشان روشن ہو جائیں گے۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا یعنی ہلاک ہو جائے گا۔ ہُن اُس دا لیکھا خدا نال جا پیا ہے۔

خدا نے اس جگہ میرا نام موسیٰ رکھا جیسا کہ آج سے چھبیس برس پہلے براہین احمدیہ کے کئی مقامات میں میرا نام موسیٰ رکھا گیا۔ خلاصہ الہام یہ ہے کہ اس زمانہ میں موسیٰ ایک ہی ہے دو نہیں ہیں اور وہ جو دوسرا موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ کاذب ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جو میری طرف سے موسیٰ ہے وقت آ گیا ہے کہ مَیں اُس کو ظاہر کروں اور لوگوں میں اُس کو عزّت دوں۔ پر جس نے میرا گناہ کیا ہے یعنی محض دروغگوئی کے طور پر موسیٰ بنا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا۔ یعنی ذلّت دکھلاؤں گا اور ذلّت کی موت دوں گا اور اُس کو دوزخ دِکھلاؤں گا یعنی وہ طاعون میں مبتلا ہو کر مرے گا۔

یہ پیشگوئی پوری تصریح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی کیونکہ اُس زمانہ میں میرے مقابل پر موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے والا صرف بابو الٰہی بخش تھا جس کو خدا نے طاعون سے ہلاک کیا اور ان کی بیماری اور موت سے پہلے عام طور پر اخبار بدر اور الحکم کے ذریعہ ہزاروں انسانوں میں یہ الہام الٰہی شائع کیا گیا۔ آخر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یاد رہے کہ میرے تمام الہامات میں جہنم سے مُراد طاعون ہے۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس میں پیش از وقت بتلایا گیا تھا کہ بابو الٰہی بخش صاحب طاعون سے فوت ہوں گے۔ نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ جہنم سے مُراد میری الہامات میں طاعون ہے جیسا کہ ایک مُدّت گذری کہ ایک الہام مجھے ہو چکا ہے اور وہ مع تشریح بدر اور الحکم میں شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے۔

یأتِی علٰی جھنّم زمان لیس فیھا احد اس کی تشریح یہ کی گئی ہے کہ ایک زمانہ طاعون پر ایسا آئے گا کہ اس ملک میں ایک بھی نہ ہوگا کہ اس میں داخل ہو۔ یعنی عام طور پر خدا لوگوں کو اس بلا سے نجات دے دے گا۔ اور پھر ایک اور الہام ہے جس میں آگ سے مُراد طاعون

﴿۱۴۶﴾

ہے اور وہ بھی مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے **آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے** یعنی جو لوگ مجھ سے سچی اور کامل محبت رکھتے ہیں وہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے چہ جائیکہ مَیں۔

بالآخر ایک منصف انسان کے لئے بابو الٰہی بخش صاحب کے معاملہ میں دو باتیں بہت توجہ کے لائق ہیں۔

اوّل یہ امر غور کرنے کے لائق ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب مجھ سے برگشتہ ہو کر میرے برخلاف اور میری تکذیب میں اپنے دوستوں کو اپنے الہام سُنانے لگے تو اُس وقت میری طرف سے اِس امر کے فیصلہ کے لئے کیا درخواست ہوئی تھی۔ سو وہ درخواست بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵ و ۶ میں درج ہے جس کو پڑھ کر ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ درخواست درحقیقت مباہلہ کے رنگ میں تھی یا یوں کہو کہ وہ صدق دل سے حضرت جلّ شانہٗ کے فیصلہ کے لئے ایک دعا تھی جس کی وہ عبارت جو مطلب سے متعلق ہے ذیل میں لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:۔

’’چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مُدّعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر کے جس کا وجود حقیقت میں اُن کے لئے مفید ہے راہِ راست پر مستقیم ہو جائیں اور تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کس کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے صرف خدا کو معلوم ہے یا اُن کو جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بصیرت دی گئی ہے اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے (یعنی یہ کہ بابو صاحب اپنے وہ تمام الہامات جو میری تکذیب کے متعلق ہیں شائع کر دیں) پس اگر منشی صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت اُن کو ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کریں گے (یعنی ضرور ان کے بعد میرے پر کوئی تباہی اور ہلاکت آئے گی) اور اس طرح پر یہ خلقت جو واجب الرحم ہے مُسرف کذّاب سے نجات پا جائے گی۔ (یعنی جبکہ بابو صاحب مجھ کو کذّاب خیال کرتے ہیں کہ

﴿۱۴۷﴾

گویا میں نے دعویٰ مسیح موعود کر کے خدا پر افترا کیا ہے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا) اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائے گا (یعنی اگر خدا تعالیٰ کے علم میں درحقیقت میں مسیح موعود ہوں تو خدا تعالیٰ میرے لئے کوئی گواہی دے گا) اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کوئی کسی قسم کا بے جا حملہ آپ کی وجاہت وشان پر ہوگا۔ صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا (یعنی یہ چاہوں گا کہ اگر میں مفتری نہیں ہوں اور میرے پر یہ جھوٹا اور ظالمانہ حملہ ہے تو میری بریت ہو۔ بابو صاحب کی تکذیب کے لئے خدا آپ کوئی امر نازل کرے کیونکہ بریت کی خواہش کرنا سُنّتِ انبیاء ہے جیسا کہ حضرت یوسف نے خواہش کی۔'' اور صادق کو بری کر دینا خدا کی قدیم سُنت ہے☆۔

یہ وہ میرا خط ہے جو بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵ اور ۶ و ۷ میں درج ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس خط میں بھی مَیں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا تھا پھر بعد اس کے جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے کیا وہ ظاہر ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی دی اور دوسری طرف بابو الٰہی بخش صاحب کو عین ناکامی کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیا اور وہ صدہا حسرتوں کے ساتھ بمرض طاعون گذر گئے۔ کیا اُس کا دل چاہتا تھا کہ وہ طاعون سے مر جائیں اور پھر میری زندگی میں مگر خدا نے ایسا کیا۔

دوسرا امر منصفین کے لئے غور کے لائق یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب نے میرے مقابل پر جو ذخیرہ ایک برس کے الہامات کا اُن کے پاس تھا سب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں شائع کر دیا جن کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں نامراد اور ناکام رہ کر انجام کار بابو صاحب کی زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں گا اور بڑی بڑی تباہیاں میرے پر آئیں گی اور ملاعنہ اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑ کر مجھ کو ہلاک کر دے گا برخلاف اس کے بابو صاحب کی بڑی بڑی ترقی ہوگی

☆ آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے میری کتاب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع ہو چکا ہے میری نسبت خدا تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ جیسے پہلے موسیٰ پر جھوٹے الزام لگائے گئے تھے اس موسیٰ پر بھی یعنی اِس عاجز پر بھی جھوٹے الزام لگائے جاویں گے مگر خدا اس کو بَری کرے گا الہام کی عبارت یہ ہے۔ فبرّأہ اللّٰہ ممّا قالوا و کان عند اللّٰہ وجیھا۔ کیا بابو صاحب کی وفات سے یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ منہ

اور خدا تعالیٰ اُن کو ایک لمبی عمر عطا کرے گا اور وہ تمام تباہیاں میری بچشم خود دیکھیں گے اور املاک اور باغ اُن کو دیئے جائیں گے اور ایک دنیا اُن کی طرف رجوع کرے گی۔ یہ الہامات قریباً ایک برس کے ہیں جو میری مخالفت میں بابو صاحب نے شائع کئے لیکن بعد اس کے جو بابو صاحب کی موت تک تخمیناً چھ۶ برس کے الہامات تھے وہ کسی مصلحت سے مخفی رکھے گئے ہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جس شخص کے ایک برس کے الہامات اِس قدر ہیں چھ۶ برس کے کس قدر ہوں گے۔ مگر اب اِن الہامات کے شائع ہونے کی نسبت بالکل نومیدی ہے کیونکہ جیسا کہ میں ہمیشہ سنتا رہا وہ سب میری نامرادی اور موردِ عذاب ہونے کے متعلق تھے۔ اب جبکہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا تو اُن کے دوست ایسے الہامات کو کیوں شائع کرنے لگے یقیناً وہ فی الفور بلا توقف آگ میں رکھ کر جلا دیئے ہوں گے۔ اور اگر وہ نہیں جلائے گئے تو منشی عبدالحق صاحب جو اُن کے اوّل رفیق تھے قسم کھا کر بیان کریں کہ کیا کتاب عصائے موسیٰ کی تالیف کے بعد سلسلہ الہامات کا قطعاً بند ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ چھ برس تک ایک الہام بھی نہ ہوا۔ کاش اگر وہ باقی ماندہ الہامات شائع کئے جاتے تو اور بھی حقیقت کھل جاتی۔ جن لوگوں کو محض نفسانی خیال سے میرے ساتھ ضِد آپڑی ہے وہ ایسی راہ ہرگز اختیار نہ کریں گے جس سے سچائی ظاہر ہو جائے مگر خدا نہیں چھوڑے گا جب تک سچائی ظاہر نہ کرے۔ اگر میں کاذب اور مُفتری ہوں تو میرا بھی ایسا ہی خاتمہ ہوگا جیسا کہ بابو الٰہی بخش کا خاتمہ ہوا۔ لیکن اگر خدائے عزّ و جلّ میرے ساتھ ہے تو ایسی حالت میں مجھے ہلاک نہیں کرے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی کیونکہ صادقوں کے ساتھ قدیم سے اُس کی یہی سُنت ہے کہ وہ اُن کو ضائع نہیں کرتا اگرچہ لوگ صادق کے درمیانی زمانہ میں اپنی ناسمجھی سے اس پر اعتراض کریں اور اس کی نسبت کئی نکتہ چینیاں کریں مگر آخر کار صادق کا بَری ہونا خدا تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ اس اندھی دنیا نے کس نبی کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنیٰ رکھا ہے یہودی اب تک کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی ایک پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی بادشاہی کا دعویٰ کیا مگر بادشاہی نصیب نہ ہوئی۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا تخت دیا آخر وہ وعدہ بھی صحیح نہ نکلا۔ اس زمانہ میں ہی واپس آنا بتلایا تھا وہ بات بھی غلط ثابت ہوئی۔ یہ ہیں اعتراض یہودیوں اور مُلحدوں کے

﴿۱۴۸﴾

جو حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیوں پر کرتے ہیں اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ پس ضرور تھا کہ مجھ پر کئے جاتے لیکن خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے☆۔

﴿۱۴۹﴾

بابو الٰہی بخش کے دوستوں کے لئے یہ روشن نشان تھا کہ بابو صاحب تو اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت بار بار یہی الہام ظاہر کر گئے کہ میں ان کی زندگی میں ہی طاعون کے عذاب کے ساتھ مروں گا اور تباہی اور ادبار میرے شامل حال ہو جائے گا مگر برخلاف ان کے الہاموں کے خدا نے میرے ساتھ معاملہ کیا اور اپنی پیشگوئیوں سے اُس نے مجھے تسلّی دی کہ وہ مجھے غالب کرے گا اور میری صداقت ظاہر کر دے گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں اپنے الہامات کے ذریعہ سے میری نسبت سخت سے سخت الفاظ کے ساتھ شائع کر چکے کہ یہ شخص مردود درگاہ الٰہی ہے اور خدا کہتا ہے کہ میں اُس کو طاعون سے ہلاک کروں گا اور وہ تباہ اور ذلیل اور ناکام ہو کر مرے گا تب خدا نے جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے چھ۶ برس تک برابر اُن کے الہامات کے مخالف میرے پر اپنے تسلی بخش الہام ظاہر فرمائے اور نہ صرف اس قدر بلکہ ساتھ ساتھ زبردست نشان دکھلاتا رہا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی پیشگوئیاں درحقیقت دو حصوں پر مشتمل ہیں۔ ایک تو وہ پیشگوئیاں ہیں جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہیں اور کچھ بعد اس کے میری دوسری کتابوں میں درج ہو کر شائع ہوئیں۔ اور یہ پیشگوئیاں بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے وجود سے سالہا سال پہلے کی ہیں۔ اور دوسرا حصہ پیشگوئیوں کا وہ ہے

☆ خدا تعالیٰ نے ہزار ہا زبردست نشان دکھلا کر دشمنوں کے منہ پر طمانچے مارے ہیں مگر عجیب بے حیا مُنہ ہیں کہ اس قدر طمانچے کھا کر پھر سامنے آتے ہیں اگر ایک لاکھ نشان دیکھیں تو اس سے بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے اور اگر ایک بات سمجھ نہ آوے تو شور مچا دیتے ہیں دراصل ان کے دل ہر ایک نبی سے برگشتہ ہیں کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جو اِن کے فہم کے مطابق ہو۔ منہ

جو کتاب عصائے موسیٰ کے بعد بابو صاحب کی موت تک شائع ہوتی رہیں اور بابو صاحب تو عصائے موسیٰ کو تصنیف کر کے پھر اپنے الہامات کے شائع کرنے سے چُپ ہو گئے مگر ان چھ[۶] برسوں میں جو عصائے موسیٰ کے بعد آج تک گذرے صدہا پیشگوئیاں خدا تعالیٰ سے مجھ کو ملیں جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور اخبار بدر اور اخبار الحکم قادیان میں شائع ہوتی گئیں۔ ایسا ہی میرے رسالوں میں جو وقتاً فوقتاً عصائے موسیٰ کے بعد تالیف ہوئے۔ اور ایسا ہی میری کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہوئیں۔ غرض یہ چھ[۶] برس بھی جو عصائے موسیٰ کی تصنیف سے بابو صاحب کی موت تک ہوتے ہیں خالی نہیں گئے اور بارش کی طرح الہام الٰہی برستا رہا۔ ان الہامات الٰہی کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اپنی انعامات سے مالا مال کروں گا اور بہت سے تیرے دشمن تیرے روبرو ہلاک کئے جاویں گے۔ اور اُن کے گھر ویران کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ حسرت اور نامرادی سے مریں گے۔ اور جو تیری اہانت کے درپے ہے میں اُس کو ذلیل کروں گا۔ کیونکہ میں نے یہی لکھ چھوڑا ہے کہ انجام کار میرے رسول غالب ہو جاتے ہیں۔ اور میں تیرے گھر کے تمام لوگوں کو طاعون اور زلزلے کے صدمہ سے بچاؤں گا☆۔ اور تو دیکھے گا کہ میں مجرموں کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ میں وہ قضاوقدر نازل کروں گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔ اور آخر کار تجھے ہی فتح نصیب ہوگی اور میں بڑے بڑے حملوں کے ساتھ تیری سچائی ظاہر کروں گا۔ میں تیرے دشمنوں کے ساتھ آپ لڑوں گا۔ میں تیرے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا اور اُس کو ملامت کروں گا جو تجھے ملامت کرتا ہے۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں مگر خدا اپنے گروہ کو غالب کرے گا۔ تو کچھ بھی خوف نہ کر میں تجھے غلبہ دوں گا۔ ہم آسمان سے کئی بھید نازل کریں گے اور تیرے مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو ہم وہ باتیں دکھلائیں گے جن سے وہ ڈرتے تھے۔ پس تو غم نہ کر خدا اُن کی

﴿۱۵۰﴾

☆ اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گھر کی چار دیوار کے اندر ہیں اور طاعون کے وقت اِس گھر میں رہتے ہیں خواہ عیال اطفال ہیں خواہ خادم ہیں سب کو طاعون سے بچایا جاوے گا۔ منہ

تاک میں ہے۔ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ تجھ سے علیحدہ ہوگا جب تک کہ وہ پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھلائے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں بھیجا گیا جس کے دشمنوں کو خدا نے رسوا نہ کیا۔ ہم تجھے دشمنوں کے شرّ سے نجات دیں گے۔ ہم تجھے غالب کریں گے۔ اور مَیں عجیب طور پر دنیا میں تیری بزرگی ظاہر کروں گا۔ میں تجھے راحت دوں گا اور تیری بیخ کنی نہیں کروں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور تیرے لئے میں بڑے بڑے نشان دکھاؤں گا۔ اور اُن عمارتوں کو ڈھا دوں گا جو مخالفوں نے بنائیں یعنی اُن کے منصوبوں کو پامال کردوں گا۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ﴿۱۵۱﴾ تیرے لئے آسمان پر درجہ ہے اور نیز ان کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ خدا تجھے مخالفوں کے شر سے بچائے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا اور خدا اُن پر حملہ کرے گا جو تجھ پر حملہ کرتے ہیں کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے۔ خدا تلوار کھینچ کر اُترے گا۔ تا دشمن اور اُس کے اسباب کو کاٹ دے۔ خدائے رحیم سے تیرے پر سلام وہ تجھ میں اور مجرموں میں امتیاز کرکے دکھلا دیگا۔ اُن کو کہہ دے کہ میں صادق ہوں پس تم میرے نشانوں کے منتظر رہو۔ حجت قائم ہو جائے گی اور کھلی کھلی فتح ہوگی۔ ہم وہ بوجھ اُتار دیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ظالموں کی جڑھ کاٹ دی جائے گی وہ چاہتے ہیں کہ تیرا کام ناتمام رہے لیکن خدا نہیں چاہتا۔ مگر یہی کہ تیرا کام پورا کرکے چھوڑے۔ خدا تیرے آگے آگے چلے گا اور اُس کو اپنا دشمن قرار دے گا جو تیرا دشمن ہے۔ جس پر تیرا غضب ہوگا میرا بھی اُسی پر غضب ہوگا۔ اور جس سے تو پیار کرے گا۔ میں بھی اُسی سے پیار کروں گا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور انجام کار اُن کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ میں چودہ[۱۴] چارپایوں☆ کو ہلاک کروں گا۔ کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔ میری فتح ہوگی اور میرا غلبہ ہوگا

☆ بابو الٰہی بخش صاحب گیارہ[۱۱] چارپایوں کے ہلاک ہونے کے بعد طاعون کے ساتھ ہلاک کئے گئے جیسا کہ اس الہامی شعر میں ہے۔ بر مقام فلک شدہ یارب + گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد گیارا[۱۱]۔ اس سے معلوم ہوا کہ بابو صاحب کا بارہواں[۱۲] نمبر تھا اور ان کے بعد دو اور ہیں تا چودہ[۱۴] پورے ہو جاویں۔ منہ

مگر جو وجود لوگوں کے لئے مفید ہے میں اُس کو دیر تک رکھوں گا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائے گا جس کی تعریف ہوگی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اُس کو جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے میں اُس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دوں گا۔ لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے جا پڑا یعنی ہلاک ہو جائے گا۔ اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے عنقریب خدا تجھے وہ انعام دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

یہ وہ الہامات ہیں جو عصائے موسیٰ کے الہامات شائع ہونے کے بعد مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس چھ برس کی مدت میں ہوئے جب سے کتاب عصائے موسیٰ تصنیف ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اسی وقت سے یہ الہامات شروع ہوئے اور یہ سب الہامات بابو صاحب کی موت سے پہلے کے ہیں۔ اب ناظرین عصائے موسیٰ کے الہامات اور اُن الہامات کا مقابلہ کر کے خود ہی بتلا دیں کہ انجام کار یہ الہامات سچے ہوئے یا بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک منصف کے لئے تو یہ مقابلہ کافی ہے۔ اسی سے سچا جھوٹا معلوم ہو جاتا ہے اور اگر نیّت میں صفائی نہیں تو ایسے شخص کا فیصلہ خدا تعالیٰ خود کرے گا۔ ﴿۱۵۲﴾

نشان نمبر ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱۔ قادیان کے آریوں نے محض مجھے دُکھ دینے اور بدزبانی کرنے کے لئے ایک اخبار قادیان میں نکالا تھا جس کا نام شبھ چنتک رکھا تھا اور ایڈیٹر اور منتظم اس کے تین آدمی تھے۔ ایک کا نام سومراج، دوسرے کا نام اچھر چند، تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ ان تینوں کی موت سے خدا کے تین نشان ظاہر ہوئے یہ تینوں نہایت درجہ موذی اور ظالم تھے۔

جس شخص نے اُن کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہوں گے وہ اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گند اور افترا سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ ۲۲؍ اپریل ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے نفس پرست ہے فاسق ہے فاجر ہے۔ اس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اس کو آتی ہیں۔

پھر پرچہ ۱۵؍ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اس کی پیشگوئیوں کی

اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اُٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔مرزا قادیانی بداخلاق۔شہرت کا خواہاں۔شکم پرور ہے۔

اور پھر پرچہ ۲۲؍مئی ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا۔مکر اور فریب اور جھوٹ میں مشّاق۔اور پھر پرچہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھتا ہے ہم ان کی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کریں گے اور ہمیں امید بھی ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہوں گے۔اور پرچہ ۲۲؍دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے مرزا مکّار اور جھوٹ بولنے والا ہے مرزا کی جماعت کے لوگ بدچلن اور بدمعاش ہیں۔غرض ہر ایک پرچہ اُن کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔میں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کر کے اس فتنہ کو درمیان سے اُٹھا دے چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ ان کی بیخ کنی کرے گا۔زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے اس لئے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے ان کے جھوٹ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا۔چنانچہ اُنہوں نے خود بھی اپنے اخبار یکم مارچ ۱۹۰۷ء میں محض دھوکا دینے کے لئے یہ شائع کیا ہے کہ ہم نے... پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں اُن کے ساتھ رہ کر اُن کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکّار۔خود غرض،عشرت پسند، بدزبان وغیرہ وغیرہ ہے۔اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسایگی کا دعویٰ کر کے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکّار اور مُفتری ہے ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دلوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اس مدت تک کوئی نہیں دیکھا البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے ایک لاثانی بیوقوف ہے۔ ﴿۱۵۳﴾

پس یہی باعث تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں بددعائیں کرنی پڑیں۔آخر میں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم** اس رسالہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے دو آریہ جن میں سے ایک کا نام شرمپت اور دوسرے کا م نام ہے ملاوامل یہ

دونوں مدت تک میرے پاس آتے رہے ہیں اور بہت سے نشان آسمانی ہیں جو انہوں نے بچشم خود دیکھے ہیں وہ میرے اُن تمام نشانوں کے گواہ ہیں جن کے وجود سے شبھ چنتک کے ایڈیٹر و منتظم قطعی انکاری ہو کر مجھ کو مکار اور مفتری قرار دیتے ہیں۔ اگر میں ایسا ہی کاذب اور مکار ہوں تو یہ دونوں قسم کھا جائیں کہ ہم نے یہ نشان نہیں دیکھے۔ سو آج تک اُنہوں نے قسم نہیں کھائی مگر ان تینوں کے بارے میں یعنی سوم راج اور اچھر چند اور بھگت رام کی نسبت جو کچھ مجھے خدا سے معلوم ہوا میں نے اس رسالہ میں لکھ دیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک دُعا ہے جو اسی رسالہ کے ٹائیٹل پیج کے صفحہ دوسرے میں لکھی گئی اور وہ شعر یہ ہیں:- ﴿۱۵۴﴾

موت لیکھو بڑی کرامت ہے	پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے
میرے مالک تو ان کو خود سمجھا	آسماں سے پھر اِک نشان دکھلا

اس شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے چاہا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت کی طرح خدا قادیان کے آریوں پر عذاب کے طور پر کوئی نشان ظاہر کرے۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں مَیں نے یہ پیشگوئی ان لوگوں کے حق میں کی کہ یہ لوگ ان نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کرے گا۔ وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لئے کوئی ہاتھ دکھلائے گا...خدا اُن کا اور ہمارا فیصلہ کرے اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۳ سے ۵۴ تک پیشگوئی کے طور پر اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹر وغیرہ کی نسبت یہ شعر ہیں:-

کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے	یہ پیشگوئی سوم راج وغیرہ شبھ چنتک منتظمین کے متعلق ہے	پردہ اُٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے
فطرت کے ہیں درندے مُردار ہیں نہ زندے		ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے
دینِ خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر		سب گالیوں پر اُترے دل میں اُٹھا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اُن کے ہرگز		وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا		اُس نے ہے کچھ دِکھانا اُس سے رجا یہی☆ ہے

☆ منشی اللہ دتا سابق پوسٹ ماسٹر قادیان حال کلرک ڈاکخانہ امرتسر ہیڈ آفس بنام شیخ یعقوب علی ایڈیٹر اخبار الحکم مندرجہ ذیل خط

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۱ میں چند شعر بطور پیشگوئی کے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے	اِن شوخیوں کو چھوڑو راہِ حیا یہی ہے
مُجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے	بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے
جس کی دعا سے آخر لیکھوؔ مرا تھا کٹ کر	ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا	گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

ؔ یعنی جو آریہ لیکھرام کی طرح بدزبانی سے باز نہیں آتا وہ بھی عذاب سے بچ نہیں سکتا۔۱۲

یہ ہیں پیشگوئیاں جو اُس وقت کی گئیں جب اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹر اور منتظم گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گئے اور خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ اب وہ ہلاک ہونے کو ہیں چنانچہ اکثر وہ الہام اخبار بدر اور الحکم میں بھی شائع ہو گئے۔ تب بعد اِس کے اُن بدقسمتوں کی سزا کا وقت آ گیا اور یہ تین آدمی تھے ایک کا نام سوم راج تھا دوسرے کا نام اچھر چند تھا۔ تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ پس خدا کے قہری طمانچہ نے تین دن کے اندر ہی ان کا کام تمام کر دیا۔ اور تینوں طاعون کے شکار ہو گئے۔ اور اُن کی بلا اُن کی اولاد اور اہل وعیال پر بھی پڑی۔ چنانچہ سوم راج نہ مرا جب تک اُس نے اپنی عزیز اولاد کی موت طاعون سے نہ دیکھ لی۔ یہ ہے پاداش شرارتوں اور شوخیوں کی۔ مگر ابھی میں نہیں باور کر سکتا کہ باقی ماندہ رفیق ان لوگوں کے جو قادیان میں موجود ہیں شرارتوں سے باز آ جائیں گے۔ برگزیدہ نبیوں کی روحیں ان کی بدزبانی اور توہین کی وجہ سے اپنے خدائے قدیر کے آگے فریاد کر رہی ہیں۔ پس وہ پاک روحیں بلا شبہ یہ عزت رکھتی ہیں کہ خدا کی غیرت اُن کے لئے بھڑکے۔ اِس لئے یقیناً سمجھو کہ یہ قوم اپنے ہاتھ سے فنا کا بیج بو رہی ہے۔ یاد رہے کہ ناپاک طبع لوگ ہرگز سرسبز

﴿۱۵۵﴾

بقیہ حاشیہ

امرتسر سے لکھتے ہیں اور وہ ہماری جماعت میں داخل نہیں ہیں بلکہ ہمارے مخالفوں کی جماعت میں سے ہیں اور مضمون خط یہ ہے۔ لالہ اچھر چند ورما آریہ قادیان کی طاعونی موت کا حال سُن کر مجھے اُس دن کی گفتگو یاد آئی کہ جو میرے سامنے آپ کے اور لالہ اچھر چند کے درمیان ہوئی تھی جو بالکل درست ہوئی اور وہ اس طرح پر تھی کہ ایک دن لالہ اچھر چند اور آپ کے درمیان حضرت مرزا صاحب کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ اور اثنائے گفتگو میں آپ نے کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا طاعون سے محفوظ رہنا ایک نشان ہے اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ میں طاعون سے محفوظ رہوں گا۔ اس پر لالہ اچھر چند نے کہا تھا کہ لو میں بھی مرزا صاحب کی طرح دعویٰ کرتا ہوں کہ میں طاعون سے نہیں مروں گا۔ جس پر اب میں نے اُس کو کہا تھا کہ تو ضرور طاعون سے ہلاک ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ والسلام ۲۴؍ اپریل ۱۹۰۷ء۔

نہیں ہو سکتے اور جو درخت خشک بھی ہو اور پھر زہریلہ وہ کیونکر محفوظ رکھنے کے لائق ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ سب سے پہلے کاٹا جائے گا۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ان تینوں کا طاعون سے مرنا ایک نشان ہے بلکہ یہ تین نشان ہیں۔ اور اب ہم منتظر ہیں کہ اب ان کا جانشین قادیان میں کون ہوتا ہے اور کب وہ ان کی طرح میری نسبت اخبار میں شائع کرتا ہے کہ یہ شخص مکّار اور کاذب ہے اور ہم نے اس کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔

اے قادیان کے آریو! خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور جھوٹ بولنے پر کمر بستہ نہ ہو جاؤ۔ وہ ایک دَم میں ظالم اور گستاخ آدمی کو فنا کر سکتا ہے۔ وہ عظیم الشان نشان جو تم نے دیکھے اگر کوئی شریف طبع آریہ دیکھتا تو قبول کر لیتا۔ کون انسان یہ پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اس کی گمنامی اور کسمپرسی کے زمانہ کے بعد اُس پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لاکھوں انسان اُس کے تابع ہو جائیں گے اور مخالفوں کے مکروں سے وہ پیشگوئی نہیں ٹلے گی۔ اور کون ناداری کے زمانہ میں یہ خبر دے سکتا ہے کہ اس پر ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ ایک دنیا تحائف اور اموال کے ساتھ اُس کی طرف رجوع کرے گی اور خدا اُن کے دلوں میں الہام کرے گا کہ پورے صدق اور اخلاص سے اُس کی مدد کریں اور اُس کی راہ میں فدا ہوں۔ پس اے آریو! تمہیں معلوم ہے کہ میری گمنامی اور ناداری کے زمانہ میں جبکہ میں دنیا کی نظر سے پوشیدہ تھا خدا نے براہین احمدیہ میں یہی خبریں دی تھیں جو اب میں نے لکھیں اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ہر ایک طرف سے دنیا تیری طرف رجوع کرے گی اور لاکھوں انسان خدمت کے لئے حاضر ہو جائیں گے اور اس قدر لوگ آئیں گے کہ قریب ہے کہ تو اُن کی ملاقات سے تھک جائے یا بدخُلقی کرے اور اُن کے آنے سے راہیں گہری ہو جائیں گی۔ اور ایک زمانہ تیری طرف اُلٹ آئے گا اور دشمن زور لگائیں گے کہ ایسا نہ ہو مگر خدا اپنی بات کو پوری کرے گا۔ پس تم سب سے پہلے اس پیشگوئی کے گواہ تھے پر دانستہ اپنی گواہی کو چھپایا۔ ﴿۱۵۶﴾

اے بے خوف اور سخت دل قوم! کیا تم نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو براہین احمدیہ میں نہیں پڑھا اور کیا تم اس کے گواہ نہیں ہو کہ درحقیقت یہ پیشگوئیاں اُس زمانہ کی ہیں کہ جبکہ کوئی عقل یہ رائے

ظاہر نہیں کر سکتی تھی کہ ایسا کبھی ہو جائے گا اور کیا تم کہہ سکتے ہو کہ دنیا میں کوئی انسان ایسی پیشگوئی ایسے گمنامی کے زمانہ میں کر سکتا ہے۔ اگر دنیا میں اس کی کوئی اور بھی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ یقیناً سمجھو کہ خدا کی حجت تم پر پوری ہو چکی اب تم کسی طرف بھاگ نہیں سکتے۔ جو شخص خدا کے نشان کو بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ اوّل درجہ کا خبیث فطرت اور ناپاک طبع ہوتا ہے اور نہیں مرتا جب تک کوئی دوسرا غضب کا نشان نہ دیکھ لے۔ سو تم شوخیوں سے باز آ جاؤ ایسا نہ ہو کہ خدا کا قہر تم پر وارد ہو جاوے اور تم نیست و نابود ہو جاؤ۔ وہ قادر خدا انسان سے تھک نہیں سکتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کوئی اور نشان دکھائے گا کیونکہ دنیا نے اُس کے نشانوں کو قبول نہیں کیا اور ہنسی ٹھٹھا کیا۔ عجیب حالت زمین کی ہے گویا مر گئی۔ کوئی شخص تقویٰ کی آنکھ سے نہیں دیکھتا کہ کہاں تک حقیقت کھل گئی ہے۔ تکذیب کی طرف جھک گئے ہیں اور خدا کے نشانوں سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں صرف قصے ہیں اور خُدا کے چمکتے ہوئے نشانوں پر اُن قصوں کو ترجیح دیتے ہیں اس لئے میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کی یہ علامات ردّی ہیں۔ نہ معلوم کیا ہونے والا ہے کہ دل سخت ہو گئے اور آنکھیں اندھی ہو گئیں اور خوفِ خدا جاتا رہا پر میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ بعد اس کے اور نشان ہیں جو قیامت کا نمونہ ہیں۔ کاش لوگ سمجھتے اور آنے والے قہر سے بچ جاتے خدا نے فرمایا کہ ایک اور قیامت برپا ہوئی یعنی ہو گی ۲۷؍اپریل ۱۹۰۷ء تھی جب یہ الہام ہوا۔ ﴿۱۵۷﴾

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا	ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے	تری اک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے
تِرے مکروں سے اے جاہل مِرا نقصاں نہیں ہرگز	کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے
اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں	کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق	مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنے والی ہے
خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا	سنو اے مُنکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے
خدا ظاہر کرے گا اِس نشاں پر رعب پر ہیبت	دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنے والی ہے
خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب	مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

نشان نمبر۲۰۲۔ میرے ایک دوست سید ناصر شاہ اورسیئر اس گردش اور تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے کہ وہ گلگت میں تبدیل کئے گئے تھے اور وہ سفر شدید اور تکالیفِ شاقہ کا تحمل نہیں کر سکتے تھے آخر وہ رخصت لے کر دعا کرانے کے لئے میرے پاس آئے تا وہ جموں میں متعیّن ہوں اور گلگت میں نہ جائیں اور یہ امر بظاہر محال تھا کیونکہ گلگت میں اُن کی تبدیلی ہو چکی تھی اِس لئے وہ نہایت مضطرب تھے۔ میں نے ایک رات اُن کے لئے اور نیز کئی اور دعائیں کیں اور شوکتِ اسلام کے لئے بھی دعا کی اور نماز تہجد میں دعائیں کرتا رہا۔ تب تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ خدا نے مجھے خبر دی کہ تمام دعائیں قبول ہوگئیں جن میں قوت اور شوکتِ اسلام بھی ہے۔ اِس پیرایہ میں مجھے اطلاع دی گئی کہ سید ناصر شاہ کی تبدیلی ملتوی کی گئی۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے اُن کے بارے میں میری دعا قبول کی اور نیز اس وجہ سے بھی خوشی ہوئی کہ خدا کے فضل اور رحمت کے بڑے نشان یہ ہیں کہ وہ دعا قبول کرے۔ فی الفور میں نے اُن کو اطلاع دے دی کہ تمہاری نسبت میری دعا قبول ہوگئی۔ پھر بعد اس کے شاید تیسرے دن یا چوتھے دن ریاست کے کسی اہل کار کا اُن کو خط آ گیا کہ آپ کی تبدیلی ملتوی کی گئی تب وہ چند روز بعد مجھ سے رخصت ہو کر جموں چلے گئے اور جموں میں جا کر اُنہوں نے وہ خط بھیجا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:-

﴿۱۵۸﴾

بحضور اقدس حضرت پیرومُرشد مسیح موعود و مہدی معہود دام ظلّکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ حضور والا کی خدمت میں مَیں مبارکباد عرض کرتا ہوں کہ خاکسار کی تعیّناتی خاص جموں نمبر اوّل سب ڈویژن میں ہوگئی ہے احکامات جاری ہو گئے ہیں۔ اور اب یہ خاکسار گلگت نہیں جائے گا۔ الحمد للہ ربّ العالمین کہ حضور والا کی دعائیں خداوند کریم نے قبول فرمائیں اور حضور کی دعا کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے دور دراز سفر سے اِس عاجز کو نجات بخشی۔ جناب عالی یہ خاکسار کے لئے بڑا معجزہ ظہور میں آیا ہے۔ میرے پیارے مسیح اور مہدی میری جان و مال آپ پر قربان ہو۔ مجھے زیادہ تر یہ خوشی حاصل ہوئی کہ حضور والا کا وہ الہام

پورا ہوا کہ آج جو دعائیں قبول ہوئیں اُن میں قوت اور شوکت اسلام بھی ہے اور حضور نے مجھے فرمایا تھا کہ ان دعاؤں میں سے یہ دعا بھی تھی کہ تمہاری گلگت کی تبدیلی ملتوی رہ جائے اور جموں میں تعیّناتی ہو جس کی قبولیت کی اطلاع مل گئی ہے۔ سو خدا کا شکر ہے کہ خدا کے فرمودہ کے مطابق ظہور میں آ گیا۔ الحمدللّٰہ! الحمدللّٰہ!!

خاکسار نابکار سیّد ناصر شاہ اوورسیئر سب ڈویژنل افسر جموں

مورخہ ۱۱؍ اپریل ۱۹۰۷ء

نشان نمبر ۲۰۳۔ تیرہ[۱۳] اپریل ۱۹۰۷ء سے چند روز پہلے مجھے یہ الہام ہوا کہ اردت زمان الزلزلة چنانچہ یہ الہام بدر اور الحکم دونوں اخباروں میں قبل از وقت شائع کر دیا گیا تھا اور اِس الہام کے معنی یہ تھے کہ اب مَیں پھر زلزلوں کا زمانہ لاؤں گا۔ سو اس کے بعد ایک زلزلہ تو پنجاب میں آیا جس کی نسبت خیر آباد ضلع پشاور سے مجھے خبر ملی کہ وہ سخت زلزلہ اور قیامت کا نمونہ تھا۔ ایسا ہی لارنس پور اور اَور بہت سے مقامات سے اِس زلزلہ کی خبر ملی اور بہت سے دوستوں نے خط لکھے اور اخبار سول اینڈ ملٹری میں بھی اس کی خبر شائع کی گئی۔ ﴿۱۵۹﴾

پھر انگریزی اخباروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ایسا ہی اس الہام کے بعد امریکہ اور بعض حصّہ یورپ میں تین سخت زلزلے آئے۔ اور بعض شہر تباہ ہو گئے لیکن چونکہ پیشگوئی میں عموم ہے اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ اِسی پر بس نہیں ہوگا بلکہ اور زلزلے بھی آئیں گے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ وہ زمانہ آ گیا ہے کہ پھر مَیں زلزلوں کو زمین پر ظاہر کروں گا سو ان زلزلوں کا منتظر رہنا چاہئے۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔

نشان نمبر ۲۰۴۔ مولوی عبدالمجید ساکن دہلی نے اپنی کتاب بیانٌ للنّاس میں میرا ذکر کر کے اور بالمقابل اپنے تئیں رکھ کر مباہلہ کے طور پر بددعا کی تھی تا کاذب صادق کی زندگی میں فنا ہو۔ سو وہ میری زندگی میں ناگہانی موت سے مر گیا۔ یہ مقامِ عبرت ہے۔

نشان نمبر ۲۰۵۔ پھر ایک اور شخص ابوالحسن نام☆ نے میرے ردّ میں ایک کتاب بنائی تھی جس کا نام ہے بجلی آسمانی برسرِ دجّال قادیانی جس کے کئی مقامات میں کاذب کی موت کے لئے بددعا ہے بلکہ فرضی طور پر میری وفات کا وقوع ذکر کر کے پنجابی زبان میں ایک سیاپا لکھا ہے گویا مَیں مرگیا ہوں اور وہ مولوی میرا سیاپا میری موت کے بعد کرتا ہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی مذکور اِس کتاب کے شائع کرنے کے بعد خود طاعون سے مرگیا۔ پھر ایک اور شخص ابوالحسن عبدالکریم نام نے دوبارہ اس کتاب کو چھپوایا وہ بھی حال کے طاعون کے دِنوں میں طاعون کا شکار ہوگیا۔ تعجب کہ باوجود ان تمام نشانوں کے کوئی سوچتا نہیں کہ جس شخص کے شامل حال اِس قدر نُصرتِ الٰہی ہے وہ کیونکر کاذب ہوسکتا ہے۔

اے پڑھنے والے اِس کتاب کے خدا سے ڈر۔ اور ایک دفعہ اوّل سے آخر تک اس کتاب کو دیکھ اور اس قادر مطلق سے درخواست کر کہ وہ تیرے دل کو سچائی کے لئے کھول دے اور خدا کی رحمت سے نااُمید مت ہو۔ ﴿۱۶۰﴾

☆ اس شخص کا نام محمد جان ہے المعروف مولوی محمد ابوالحسن مؤلف شرح صحیح بخاری المعروف بہ فیض الباری ساکن پنج گرائیں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ اِس ضلع میں یہ ایک مشہور مولوی تھا وہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کے صفحہ نمبر۳ سطر ۱۷ اور سطر ۱۸ کے شعر میں لکھتا ہے کہ میں دعا کرتا ہوں کہ مرزا کی خدا بیخ کنی کرے اور اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے اور وہ مر جائے۔ اور پھر اس کتاب کے صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۵ میں دوسرے حصہ اس کتاب (یعنی بجلی) آسمانی کا وعدہ کر کے یہ شعر میری نسبت لکھا ہے۔ نبیاں تائیں اس متنبّی لائیاں بڑیاں سلّاں۔ دوجے حصے اندر دیکھیں میریاں اُسدیاں گلاں۔ ابھی اس بدقسمت مولوی نے دوسرا حصہ اپنی کتاب بجلی آسمانی کا تیار نہیں کیا تھا کہ طاعون کی بجلی اُس پر پڑ گئی۔ انیس۱۹ دن تک نہایت جان کندنی کی حالت میں رہا آخر بڑے دُکھ کے بعد جان دی اور پھر صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۹ میں یہ مولوی صاحب میری نسبت یہ پیشگوئی کرتے ہیں۔ توبہ کر جلدی اے ملحد موت نیڑے ہے آئی۔ اج کل مر دنیا توں غافل ہونا ہے توں راہی۔ یعنی جلدی توبہ کر کہ تیری موت نزدیک آگئی ہے اور اے غافل آج کل ہی تو مر جائے گا اور دنیا سے سفر کرے گا۔ شاید یہ مولوی صاحب کا الہام ہے یا خواب مگر عرصہ دو سال کا گذرا ہے کہ یہ مولوی صاحب آپ ہی طاعون سے مرگئے اور دیکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ انیس۱۹ دن تک پلنگ میں مبتلا رہ کر چیخیں مارتے رہے اور نہایت دردناک حالت میں جان دی اور پھر یہ مولوی صاحب پیشگوئی کے طور پر اسی ﴿۱۶۰﴾

مرد میداں باش و حال ما ببیں نصرتِ آن ذوالجلالِ ما ببین
طعنہ ہا بے امتحان نامردی است امتحان کُن پس مآلِ ما ببین

اے عزیز عباد الرحمٰن کی نسبت جلدی سے بدظنی کرنا جائز نہیں۔ جن لوگوں نے پہلے برگزیدوں کی نسبت بدظنیاں کیں اُنہوں نے کیا پھل پایا۔ اور یہ خیال بھی اپنے دلوں میں سے نکال دو کہ جب تک وہ تمام علامتیں مسیح موعود اور مہدی معہود کی (جو صرف ظنّی روایات کی بناء پر تمہارے دلوں میں ہیں) پوری نہ ہولیں تب تک قبول کرنا ہرگز روا نہیں۔ یہ قول اُن یہودیوں کے قول سے مشابہ ہے جنہوں نے نہ حضرت عیسیٰ کو قبول کیا اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ کیونکہ جو کچھ اپنی روایتوں کی بناء پر نشانیاں قرار دی تھیں وہ سب پوری نہ ہوئیں۔ پس کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ تمہاری قرارداده علامتیں پوری ہو جائیں گی۔ نہیں بلکہ ایسی پیشگوئیوں میں ایک امتحان بھی مخفی ہوتا ہے اور خُدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اُسکے نشانوں کو عزّت کی نگہ سے دیکھتے ہو یا نہیں۔ تمام روایات کب سچی ہوسکتی ہیں بہت سی جھوٹی باتیں مل جاتی ہیں اُن پر پورا تکیہ کرنا خطرناک امر ہے۔
یہ تو بتلاؤ کہ کس نبی کی نسبت مقرر کردہ علامات پوری ہو گئیں جو پہلی قوم نے مقرر

بقیّہ حاشیہ ۔ کتاب بجلی آسمانی کے صفحہ ۱۰۷ میں یہ چند شعر لکھتے ہیں۔ مرزا مویا خوشیوں مینوں راتیں نیند نہ آئی مرزا گذر گیا۔ مرزا مویا بے شک جانومیں ہن نصرت پائی مرزا گذر گیا۔ یعنی بے شک مرزا مر جاویگا اور مجھے فتح ہوگی اور پھر صفحہ ۱۰۷ کے شعر میں لکھتا ہے کہ طاعون کے پھیلنے کی خبر مرزا نے دی تھی وہ بھی ظہور میں نہ آئی۔ مگر مولوی صاحب کو معلوم نہ تھا کہ خود طاعون سے مریں گے۔ قدرت الٰہی ہے کہ اُنہیں پر بجلی آسمانی گری۔ منہ

☆ ہم ان نشانوں کو دوسو[۲۰۵] پانچ پر ختم کر چکے تھے کہ ایک اور رسالہ ہمیں دستیاب ہوا جس نے اِن نشانوں کو دوسو[۲۰۶] چھ تک پہنچا دیا۔ اس رسالہ کا نام دُرّہ محمدی ہے اور مصنف کا نام امداد علی ہے۔ اس شخص نے اپنی کتاب کے صفحہ سات میں میری نسبت یہ شعر لکھا ہے۔ اللہ اجیہے پیغمبر تائیں جلد بجلد سمبھالے۔ جس کاذب نے دُنیا اندر بہتیرے چلّے چالے۔ یعنی اس شخص کو خدا جلدی موت دے۔ پھر صفحہ ۸ میں میری نسبت **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین** لکھتا ہے اور دُوسرا حصہ کتاب کے بنانے کا وعدہ کرتا ہے اور ابھی دوسرے حصہ کی نوبت نہیں آئی کہ طاعون میں پکڑا گیا اور اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹتا تھا۔ آخر اُسی حالت میں مر گیا یہ ہیں مولوی صاحبان جو مجھے جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار**۔ منہ

کر رکھی تھیں۔ پس خدا سے ڈرو اور پہلے بدقسمت مُنکروں کی طرح خدا کے مُرسل کو اِس بنا پر ردّ مت کرو کہ تم نے اُس میں وہ تمام مقرر کردہ علامتیں نہ پائیں اور یقیناً یاد رکھو کہ یہ بات کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کہ اُن کی تمام مقرر کردہ علامتیں آنے والے نبی میں پائی جائیں اِسی لئے اُنہوں نے ٹھوکریں کھائیں اور جہنم میں پڑے ورنہ تمام علامتیں پا کر پھر انکار کرنا انسان کی فطرت میں داخل نہیں۔ کوئی بات ٹھوکر کھانے کی ہوتی ہے جس سے بدقسمت انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ یہود کا گمان تھا کہ مسیح آنے والا ایک بادشاہ کی صورت میں آئے گا اور اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ پس اِسی وجہ سے آج تک اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو قبول نہیں کیا کیونکہ نہ تو اُن سے پہلے الیاس نبی آسمان سے اُترا اور نہ حضرت عیسیٰ بادشاہ ہوئے کوشش تو کی گئی مگر اُس میں ناکام رہے اور پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہودیوں کے عالموں بلکہ اُن کے تمام نبیوں نے بھی یہی سمجھ رکھا تھا کہ وہ آخرالزمان نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا۔ مگر ایسا ظہور میں نہ آیا بلکہ وہ نبی بنی اسماعیل میں سے پیدا ہو گیا۔ تب لاکھوں یہودی دولتِ قبول سے محروم رہ گئے۔ اگر خدا چاہتا تو ایسی صراحت سے علامتیں بیان کر دیتا کہ یہودی ٹھوکر نہ کھاتے مگر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ صراحت نہیں کی گئی تو پھر اور کِس کے لئے کی جاتی۔ پس یاد رکھو کہ ایسی پیشگوئیوں میں امتحان بھی مقصود ہوتا ہے۔ جو لوگ عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اس امتحان کے وقت تباہ نہیں ہوتے اور روایات کو صرف ایک ظنّی ذخیرہ خیال کر لیتے ہیں اور یہ بھی سمجھ لیتے ہیں کہ اگر کوئی روایت یا حدیث صحیح بھی ہو تب بھی اس کے معنی کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ پس وہ تمام مدار شناخت کا خدا کی نصرت اور خدا کی تائید اور خدا کے نشانوں اور شہادتوں کو قرار دیتے ہیں اور جس قدر علامتیں روایتوں کے ذریعہ سے میسر آ گئی ہیں اُن کو کافی سمجھتے ہیں اور باقی روایتوں کو ایک ردّی متاع کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ یہی طریق سعید فطرت یہودیوں نے اختیار کیا تھا جو مسلمان ہو گئے تھے اور یہی طریق ہمیشہ سے راست بازوں کا چلا آیا ہے اور اگر راست بازوں اور خدا ترسوں

﴿۱۶۱﴾

کا یہ طریق نہ ہوتا تو ایک نفس بھی یہودیوں اور عیسائیوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاسکتا اور نہ کوئی یہودی حضرت عیسیٰؑ کو قبول کر سکتا۔ بہت سے یہودی اِس مُلک میں رہتے ہیں۔ اُن کو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیوں وہ لوگ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے آخر وہ دیوانہ نہیں ہیں کوئی عذر تو اُن کے پاس ہے۔ پس تم یاد رکھو کہ اُن کی طرف سے تم یہی جواب پاؤ گے کہ وہ علامتیں جو اُن کی احادیث اور روایتوں میں لکھی تھیں پوری نہیں ہوئیں اور اس طرح پر وہ اِس ضد پر قائم رہ کر واصل جہنم ہو گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اب جبکہ ثابت ہوا کہ تمام قرار دادہ علامتوں کا پورا ہونا شرط ایمان قرار دینا جہنم کی راہ ہے جس کی وجہ سے کئی لاکھ یہودی واصل جہنم ہو چکے تو اس راہ کو تم کیوں اختیار کرتے ہو۔ مومن کو چاہئے۔ کہ دوسرے کے حالات سے عبرت پکڑے کیا تم تعجب کرتے ہو کہ جس امتحان میں خدا تعالیٰ نے یہودیوں کو ڈالا تھا وہی امتحان تمہارا بھی کیا گیا ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ[1]۔ یقیناً سمجھو کہ یہ کاروبار خدا کا ہے نہ انسان کا۔ پس قبول کرنے میں سابقین میں داخل ہو جاؤ۔ اور خدا سے مت لڑو کہ اُس نے ایسا کیوں کیا اور اگر تم تقویٰ کی نظر سے دیکھو تو تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر تم نے مخالف روایات کو مضبوط پکڑ لیا ہے عقل اور انصاف تم پر یہ واجب نہیں کرتا کہ تم ضرور ایسا کرو۔ کیونکہ وہ سب مجموعۂ ظنّیات ہے کہ جو احتمال کذب بھی رکھتا ہے اور قابلِ تاویل بھی ہے پس اپنی جانوں پر رحم کرو یقین کے پہلو کو کیوں چھوڑتے ہو۔ کیا ظن یقین کے ساتھ برابر ہو سکتا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ وہ روایتیں صحیح نہ ہوں جن کو تم صحیح سمجھتے ہو یا اور معنی ہوں۔ کیا وہ بلا جو یہودیوں کو تمام علامتوں پر ضد کرنے سے پیش آئی وہ تمہیں پیش نہیں آسکتی سو تم اُن کی لغزشوں سے فائدہ اُٹھا لو۔ یاد رکھو کہ قرآن کریم کی نصوص قطعیۃ الدلالت سے کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں بلکہ اُن کی موت ثابت ہوتی ہے پس جس کو قرآن مارتا ہے اُس کو تم کیوں زندہ کہتے ہو۔ نبی آسمان پر زندہ تو ہیں مگر سب کی یکساں زندگی ہے عیسیٰ کے لئے کوئی

﴿۱۶۲﴾

[1] العنکبوت:۳

نرالی زندگی نہیں۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ آسمانی زندگی رکھتے ہیں اور سورہ نور کو غور سے پڑھو اُس میں یہی پاؤ گے کہ آنے والے خلیفے سب اسی اُمت میں سے ہیں اور جبکہ یہود اِس اُمت میں سے بھی پیدا ہونے والے ہیں تو تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ مسیح موعود بھی اِسی اُمت میں سے ہو اور مجھے کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بنتا اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو میں **براہین احمدیہ** میں اپنے پہلے اعتقاد کی بناء پر کیوں لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئے گا حالانکہ اُسی براہین میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا جب تک خدا نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑایا۔ پس میں یقین کو چھوڑ کر ﴿۱۶۳﴾ تمہاری ظنی روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر ظنی ڈھکوسلے کیونکر اختیار کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیسا کہ یہودیوں کی روایات اور احادیث کا باطل ہونا خدا نے حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا۔ پس وہ بصیرت جو زبردست نشانوں کے ساتھ دی گئی ہے میں اس کو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کل روایتیں صحیح نہیں تھیں کچھ تو صحیح تھیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ ردّی اور موضوعات کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کھل گیا اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں تھیں اگر ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام **حکم** کیوں رکھا جاتا۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہے کہ وہ ظاہر ہو کر سب روایات کو مان لے تو پھر کن معنوں سے وہ **حکم** کہلا سکتا ہے۔ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہے اور ہر ایک غلام کی عزت اُس کے آقا کی عنایات سے معلوم ہو سکتی ہے اور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ پس کیوں مجھ سے جلدی کرتے ہو اور کیوں زبان کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچاتے ہو۔ صبر کرو اور تقویٰ سے کام لو۔ اگر میں صادق نہیں اور چوروں اور رہزنوں کی طرح ہوں تو کب تک یہ چوری اور رہزنی پیش جا سکتی ہے ؎

آنکہ آید از خدا آید بدو نصرت دوان — خدمتِ او می کند شمس و قمر چون چاکران

صادقان را از خدا نورے عنایت می شود — عشقِ آن یارِ ازل می تابد اندر روئے شان

از پئے ہمدردیءِ دنیا مصیبت می کشند خادمان بے اُجرت اند و پردہ پوشانِ جہان

از گروہِ اہل نخوت لا اوبالی☆ مے زیند بادشاہانِ دو عالم بے نیاز از حاسدان

دل سپردن دلستان را سیرتِ ایشان بود جان دہند از بہرآن دلدار وقتِ امتحان

اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کر کے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اُٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ **اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دُعائیں سُن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دُنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین** ﴿۱۶۴﴾

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین

وَ اٰخِرُ دَعْوانا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تَمَّتْ بِالخَیْر

اِس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایک اور نشان مباہلہ کے رنگ میں اور دوسرا نشان پیشگوئی کے طور پر ظاہر ہوا جس سے دوسو آٹھ نمبر[۲۰۸] نشانوں کا پورا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان نشانوں کے لئے دواور ورق کتاب میں بڑھانے پڑے **وھذا من فضل ربّی انّ ربّی ذو الفضل العظیم وله الحمد فی الاولٰی والاٰخرة وھوالمولی الکریم.**

☆ درست لاابالی ہے۔(ناشر)

﴿۱۶۵﴾

فیصلہ بذریعہ مُباہلہ کا ایک اور تازہ نشان

☆

نشان۔۲۰۷۔ ذیل میں وہ مباہلہ درج کیا جاتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک ممبر منشی مہتاب علی صاحب نے فیض اللہ خان بن ظفر الدین احمد سابق پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے ساتھ ۱۲؍ جون ۱۹۰۶ء کو کیا تھا۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیض اللہ خان اپنی خواہش کے مطابق مرض طاعون میں گرفتار ہو کر ۱۳؍ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم بیساکھ سمہ ۱۹۶۳ میں نہ صرف خود ہی ہلاک ہوا بلکہ اپنے بعض دیگر عزیزوں کو بھی لے ڈوبا۔

اِس جگہ اس بات کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ اس شخص فیض اللہ خاں کا باپ قاضی ظفر الدین بھی ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا اور جب اُس نے اِس سلسلہ کے برخلاف ایک عربی نظم لکھنی شروع کی☆ تو ہنوز اُسے پورا نہ کر چکا تھا اور مسودہ اُس کے گھر میں تھا۔ چھاپنے تک نوبت نہ پہنچی تھی کہ وہ مر گیا۔ اب اس مباہلہ کی تحریر کی عبارت طرفین کی نقل کی جاتی ہے۔ دونوں فریق کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں۔

تحریر دستخطی فیض اللہ خان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

الحمد لِلّٰہ الّذی لا یضرّ مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم.

بعد حمد وصلوات برسول رب العالمین کے مَیں قاضی فیض اللہ خان بن قاضی ظفر الدین احمد مرحوم ایک مسلمان حنفی سُنت نبویہ کا پورا تابعدار اس بات کا قائل ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو کہ خاتم النبیین

☆ ایک قصیدہ مَیں نے عربی میں تالیف کیا تھا جس کا نام اعجاز احمدی رکھا تھا اور الہامی طور پر بتلایا گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا اور اگر طاقت بھی رکھتا ہوگا تو خدا کوئی روک ڈال دے گا۔ پس قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ اپنی طینت میں خمیر انکار اور تعصب اور خود بینی رکھتا تھا اُس نے اِس قصیدہ کا جواب لکھنا شروع کیا تا خدا کے فرمودہ کی تکذیب کرے۔ پس ابھی وہ لکھ ہی رہا تھا کہ ملک الموت نے اُس کا کام تمام کر دیا۔ منہ

ہو چکے ہیں وحی کا نازل ہونا خلاف مذہب قرآن و حدیث ہے۔ اور مرزا صاحب کے اِس دعویٰ کی تردید کرتا ہوں کہ وہ مثیل و مسیح موعود ہیں اور منشی مہتاب علی صاحب خلف الرشید منشی کریم بخش صاحب سکنہ شہر جالندھر جو کہ مرزا صاحب موصوف کے تابع ہیں۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص اُن کے اِس دعویٰ کی تردید کرے اُس پر عذابِ الٰہی نازل ہوگا۔ لہٰذا مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو شخص جھوٹا ہے اُس پر عذاب الٰہی نازل ہو مثل موت یا بیماری طاعون یا مقدمہ میں گرفتاری اور مَیں بمطابقت سنّت نبوی کے ایک سال کی میعاد ٹھہراتا ہوں اور یہ شرط کرتا ہوں کہ اگر یہ عذاب میرے یا منشی مہتاب علی کے بغیر کسی اور شخص قرابتی پر ہو تو یہ شرط میں داخل نہ ہوگا۔ **واٰخر دعوانا ان الحمدللّٰہ ربّ العالمین. وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ محمدٍ واٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.** ﴿۱۶۶﴾

قاضی فیض اللہ خاں سکنہ جنڈیالہ باغوالہ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۱۲؍جون ۱۹۰۶ء

تحریر دستخطی منشی مہتاب علی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحمدہٗ وَ نُصَلِّیْ

مَیں حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد کو سچا مسیح سمجھتا ہوں اور اُن کا ہر ایک دعویٰ جو دین کے متعلق ہے بلا کسی شک وشبہ کے صحیح مانتا ہوں مگر میرے مقابلہ پر قاضی فیض اللہ خلف الرشید قاضی ظفر الدین مرحوم یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹا اور اُن کا دعویٰ بالکل گھڑا ہوا اور خود تراشیدہ ہے۔ اِس لئے مَیں قاضی صاحب کے مقابلہ میں مباہلہ کرتا ہوں اور پورا پورا اور کامل یقین مجھے ہے کہ جو ہر دو میں سے جھوٹا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر عذاب الیم نازل کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں گے لیکن یہ عذاب یقیناً نہیں ٹلے گا اور وہ اپنی چمکار دِکھا کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قانون جاری ہے اور آخری وبہتر اور اولیٰ طریق کذب اور راستی میں تفریق کرنے کا ہے۔ پس خدا سے میری دعا ہے کہ وہ جلد تر نتیجہ پیدا کرے۔ اے خدا اے خدا تجھ سے کوئی انہونی بات نہیں۔ اگر تو چاہے تو ایک آن میں عذاب نازل کرسکتا ہے لیکن میں سنت نبوی کے مطابق ایک سال کی میعاد تجویز کرتا ہوں اور وہ عذاب محض

مجھ عاجز پر اور یا قاضی صاحب پر نازل ہونا چاہئے مثلاً موت یا طاعون یا کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو جانا یہی شرط ہے اور کسی قرابتی اور اپنے کسی متعلق پر کوئی عذاب نازل ہونا یا اُس کا مر جانا شرط میں داخل نہ ہوگا اور وہ عذاب صرف ہم دونوں سے مخصوص سمجھا جائے گا۔

خاکسار عاجز مہتاب علی سیاح جالندھری مورخہ ۱۲؍ جون ۱۹۰۶ء

اِن بالمقابل تحریروں کے بعد جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ قاضی فیض اللہ خاں مرض طاعون کے ساتھ جیسا کہ جھوٹے کے لئے بد دعا کی گئی تھی اور نیز سال کے اندر جیسا کہ شرط تھی بمقام جموں ہلاک ہو گیا اور بموجب آیت کریمہ وَمَا کَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تَمُوۡتَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ [1] مہتاب علی کو خدا نے طاعون سے بچا لیا کیونکہ وہ اپنے دعوے میں صادق تھا۔ اور فیض اللہ خان طاعون کا شکار ہو گیا کیونکہ وہ اپنے دعوے میں کاذب تھا☆۔

☆ **نکتہ قابل یادداشت:**۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ [2] اس آیت سے قطعی اور یقینی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھلی کھلی پیشگوئیاں جو مقدار میں زیادہ اور صفائی میں اوّل درجہ پر ہوں صرف خدا کے برگزیدوں کو ہوتی ہیں دوسرے آدمی ان میں شریک نہیں ہوتے۔ اور جو اِس درجہ پر الہام نہیں وہ دوسروں کو بھی ہو سکتے ہیں اور اکثر اُن میں مہمل اور متشابہ الہام ہوتے ہیں۔ پس اسی مقابلہ سے برگزیدے لوگ شناخت کئے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس آیت کی رو سے اس بات کا جواز پایا جاتا ہے کہ وہ الہامی پیشگوئیاں جو اِس آیت کے منشاء کے مطابق کھلی کھلی نہ ہوں اور نیز اپنے مقدار میں انسانوں کی معمولی حالت سے بڑھ کر نہ ہوں اور متشابہات کا حصہ اُن پر غالب ہو۔ ایسی الہامی پیشگوئیاں اور ایسے الہام اُن لوگوں کو بھی ہو سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ نہیں ہیں اور معمولی انسانوں میں سے ہیں۔ پس برگزیدوں کی شناخت کے لئے قرآن شریف میں بھی یہی معیار ہے کہ ان کی الہامی پیشگوئیوں میں متشابہات کا حصہ کم ہو اور اپنی کثرت پر نہیں ہے۔ مثلاً نظیر کے طور پر ہم بیان کرتے ہیں کہ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی کہ یأتیک من کلّ فجٍّ عمیق. یأتون من کلّ فجٍّ عمیق. جس پر چھبیس ۲۶ برس گزر چکے ہیں ایسے کھلے کھلے طور پر پوری ہوئی ہے کہ نہ ایک دفعہ بلکہ لاکھوں دفعہ اُس نے اپنی سچائی ثابت کر دی ہے جس میں تائید اور نصرت الٰہی بھری ہوئی ہے۔ پس ایسی پیشگوئی بجز خدا کے کسی خاص برگزیدہ کے دوسروں سے ہرگز ظہور میں نہیں آ سکتی۔ اگر آ سکتی ہے تو کوئی اِس کی نظیر پیش کرے۔ **منہ**

[1] اٰل عمران: ۱۴۶ [2] الجن: ۲۷، ۲۸

خدا کی طرف سے جو پیشگوئی کسی ظالم کے حق میں ہوتی ہے آخر وہ پوری ہو جاتی ہے۔

☆

نشان ۲۰۸۔ اِس ملک پنجاب میں جب دیانند بانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلائے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاء کی توہین پر چالاک کر دیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں جا بجا خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی۔ اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں تب مجھے اُس کی نسبت الہام ہوا کہ خدا تعالیٰ ایسے موذی کو جلد تر دنیا سے اُٹھا لے گا۔ اور یہ بھی الہام ہوا **سیھزم الجمع ویولون الدبر**. یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُن کو شکست دے گا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔ یہ الہام مدّت دراز کا ہے جس پر قریباً تیس ۳۰ برس کا عرصہ گذرا ہے جس سے اِس جگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دی گئی تھی اور اُس کو کھلے طور پر کہا گیا تھا کہ اُن کا بدزبان پنڈت دیانند اب جلد تر فوت ہو جائے گا۔ چنانچہ ابھی ایک سال نہیں گذرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اِس پنڈت بدزبان سے اپنے دین کو نجات دی اور وہ اجمیر میں مر گیا اور شرمپت کے لئے یہ ایک بڑا نشان تھا لیکن اُس نے نہ صرف اِسی نشان کے فیض سے اپنے آپ کو محروم رکھا بلکہ اور بھی کئی کھلے کھلے نشان دیکھے مگر پھر بھی بدقسمتی سے اسلام قبول نہ کیا مَیں نے ایک علیحدہ کتاب میں جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم** ان تمام نشانوں کو لکھا ہے جن کا گواہ نہ صرف شرمپت ہے بلکہ قادیان کے اور ہندو بھی گواہ رویت ہیں۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئے یہاں تک کہ

﴿۱۶۸﴾

مسمّی سومراج اور اچھر مل اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اُس کا نام شبھ چنتک رکھا اور اُس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک مُدت سے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی کہ آریہ سماج کی عمر اَب خاتمہ پر ہے۔ چنانچہ مَیں نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۶ میں جو ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے الہام پاکر پیشگوئی مندرجہ ذیل جو صفحہ ۶۶ کی سطر ۷و۸ میں ہے شائع کی تھی۔ اور وہ یہ ہے **وہ مذہب (یعنی آریہ مذہب) مُردہ ہے اِس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اِس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔**

اِسی طرح میں نے اپنی کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۴و۵ میں جو آریوں کے مقابل پر ۲۸؍فروری ۱۹۰۳ء کو لکھی گئی مندرجہ ذیل پیشگوئی آریوں کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے۔ ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کے لئے دکھلاتے ہیں خدا کی عظمت اِن لوگوں کے دِلوں میں نہیں۔ قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ ہم طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں مگر کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائیں گی؟ سنو اے غافلو! ہمارا اور اُن راستبازوں کا تجربہ ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کرنا اچھا نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے۔

اور پھر مَیں نے اپنی کتاب **قادیان کے آریہ اور ہم** میں جو ۲۰؍فروری ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۲۱و۲۲ میں یہ پیشگوئی شائع کی تھی۔ یہ لوگ نبیوں کی تکذیب میں جن کی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں خدا جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے ضرور اِس کا فیصلہ کرے گا اور وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لئے کوئی ہاتھ دکھلائے گا۔ پھر میں نے اِسی رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم میں یعنی صفحہ ۴۵ میں یہ پیشگوئی کی ہے۔ ؎

شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہرگز ——— وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ توانا ——— اُس نے ہے کچھ دکھانا اُس سے رجا یہی ہے

اِس پیشگوئی کا ماحصل یہی ہے کہ خدا اِن لوگوں کو کوئی ہاتھ دکھائے گا۔ پھر اسی کتاب کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ۲ میں یہ شعر ہے ؎

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا ——— آسماں سے پھر اک نشاں دکھلا

﴿۱۶۹﴾

اِس دعا کا ماحصل یہ ہے کہ نشان کے طور پر کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔

یہ پیشگوئیاں ہیں جو آریہ سماج کے حق میں کی گئی تھیں۔سو ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کھلے کھلے طور پر ظہور میں آ گئی ہیں۔اور آریہ سماج کا نحس ستارہ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ اُن کے مطابق قادیان کی آریہ سماج کے پُر جوش ممبر جو اخبار شبھ چنتک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے جیسا کہ کتاب ''نسیم دعوت'' میں اُن کا طاعون سے ہلاک ہونا پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا اور دوسرے مقامات کے آریہ پنجاب کے آریوں میں سے جو سرگروہ کہلاتے تھے جن کی شوکت اور شان کی وجہ سے آریہ لوگ شوخ دیدہ ہو گئے تھے اکثر اُن کے اپنے باغیانہ خیالات سے سزایاب ہو گئے اور بعض اس گورنمنٹ کے قلمرو سے باہر نکالے گئے۔افسوس کہ اِن لوگوں نے انگریزی سلطنت کے ہزارہا احسان دیکھ کر پھر نمک حرامی کی اور بغاوت کے کلمات سے سخت بدذاتی دکھلائی۔مگر ضرور تھا کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جو آج سے پانچ برس پہلے ان لوگوں کے زوال اور تباہی کی نسبت بتلائی گئی تھیں۔اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجیوں کا خاتمہ ہے۔اور جیسا کہ خدا نے دعویٰ کیا تھا وہ پورا ہوا۔کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشگوئیاں کر سکے؟ پس اُس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اور تمام حمد اور جلال اُسی کو مسلّم ہے جو اسلام کی تائید میں ایسے بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے۔**وَالسَّلام عَلٰی من اتّبع الھُدٰی.**

مَیں اِس قدر لکھ چکا تھا کہ آج ۱۲؍مئی ۱۹۰۷ء روز یکشنبہ کو ایک شخص مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا مگر مَیں اُس کی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے۔اور سخت بدزبانی کرتا ہے۔ بعد اسکے الہام ہوا۔ **بدی کا بدلہ بدی ہے اُس کو پلیگ ہو گئی**۔یعنی ہو جائے گی۔ پس مَیں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر سے تم سنو گے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہو جائے گا۔اگر ایسا کوئی دشمن جس پر تمہارے دل بول اُٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے طاعون میں مبتلا نہ ہوا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔ بعد اِس کے مجھے دکھلایا گیا کہ مُلک میں بہت غفلت اور گناہ

﴿۱۷۰﴾ اور شوخی پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنے والے نہیں جب تک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلا دے۔ بعد اس کے الہام ہوا۔ اُس کا نتیجہ سخت طاعون ہے جو مُلک میں پھیلے گی۔ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائیں گے۔ وہ دُنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا وہ قیامت کے دن ہوں گے زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ایک ہولناک نشان یعنی ان میں سے ایک ہولناک نشان ہوگا۔ شاید وہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو۔ یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے۔ پھر خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میری رحمت تجھ کو لگ جائے گی اللہ رحم کرے گا۔ اَعْیَیْنَاکَ یعنی ہم اِس قدر نشان دکھلائیں گے کہ تو دیکھتے دیکھتے تھک جائے گا۔

اور پھر ۱۳؍ مئی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو الہام ہوا۔ سننجیک. سنعلیک. سنکرمک اکرامًا عجبًا. یعنی ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شرّ سے نجات دیں گے۔ اور ہم تجھے اُن پر غالب کر دیں گے۔ اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔ اور درحقیقت وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں محض خدا کے نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اگر خدا اپنے ہاتھوں سے فیصلہ نہ کرے تو صِرف باتوں سے کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔

تمّت

۱۵؍ مئی ۱۹۰۷ء

﴿۱﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اعلان

بخدمت علمائے اسلام

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ[1]

یعنی اُس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا مکذّب ہو

☆

ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرے اِس دعوے پر کہ مَیں خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہوں اور اس کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں چھبیس[۲۶] برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے۔ اور اِس مُدّت میں باوجودیکہ میرے سلسلہ کے معدوم کرنے کے لئے ہر ایک مخالف نے ناخنوں تک زور لگائے اور مجھے حُکّام کی طرف بھی کھینچا مگر مَیں اُن کے ہر ایک حملے کے وقت میں محفوظ رہا۔ تعجب کہ اُن کو باوجود صدہا ناکامیوں کے جو میرے استیصال کے بارے میں ہوئیں اب تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ ہے جو اُن کے ہاتھ سے مجھے بچاتا ہے۔ مجھے وہ کذّاب اور دجّال اور مُفتری تو کہتے ہیں مگر اِس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دنیا میں کون سا ایسا کذّاب گذرا ہے جس کو خدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھبیس[۲۶] برس تک بچاتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اپنے خاص فضل سے صدی کے چہارم حصہ تک اُس کو سلامت رکھا اور ترقی پر ترقی بخشی اور ایک فرد سے لاکھوں انسان اس کے تابع کر دیئے اور کسی دشمن کی پیش نہ گئی اور آئندہ ترقیات کی خبر نہیں اور کون سا دنیا میں ایسا کذّاب گذرا ہے جس کے مقابل پر ہر ایک مومن مباہلہ کے وقت مَوت یا کسی اور قسم کی تباہی سے

[1] الانعام : ۲۲

عذاب کا نشانہ ہوا اور کون سا ایسا کذّاب گذرا ہے جس کے لئے اور جس کی پیشگوئی کی رُو سے رمضان میں خسوف کسوف ہوا اور زمین میں ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جس نے کسوف خسوف سے پندرہ[۱۵] برس پہلے اس کے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون سے چھبیس[۲۶] برس پہلے اور پھر بارہ[۱۲] برس پہلے اور پھر تین برس پہلے ملک میں اس کے پھیلنے کی سہ[۳] بارہ اطلاع دے دی تھی۔

﴿۲﴾ اَب اِس وقت اِس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ مَیں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعویٰ کے متعلق لکھ دیا ہے اور باوجود اِس کے کہ مَیں اِن ایّام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دَورے اور ضعف اور ناتوانی کے اِس لائق نہ تھا کہ اِس قدر سخت محنت اُٹھا سکوں تاہم مَیں نے محض بنی نوع کی ہمدردی کے لئے یہ تمام محنت اُٹھائی۔ اِس لئے مَیں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشائخ اور اُن سب کو جو اِس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر اُن کو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اوّل سے آخر تک اِس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور مَیں پھر اُن کو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کر کے ایک دفعہ غور اور تدبّر سے اِس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لیں۔ اور پھر مَیں تیسری دفعہ اُس غیّور خدا کی اُن کو قسم دیتا ہوں جو اُس شخص کو پکڑتا ہے جو اُس کی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اِس کو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشائخ، اوّل سے آخر تک ایک مرتبہ اِس کو ضرور پڑھ لیں اور مَیں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیج دُوں گا اور بعض دیگر کی نسبت مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنے کی گنجائش نہیں تو مَیں بشرط گنجائش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور اُن کو اِس شرط سے کتاب بھیج دوں گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ وہ اوّل سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھیں گے اور نیز

یہ کہ وہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالیٰ کی قسم سے لاپروا رہ کر اور خدا کی قسم کو بے عزّتی سے دیکھ کر کتاب کو اوّل سے آخر تک نہ پڑھے اور یا کچھ حصّہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے خدا ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے۔ آمین

لیکن جو شخص اوّل سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھے اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے اب مَیں اِس اعلان کو ختم کرتا ہوں وَالسَّلام عَلٰی مَنِ اتّبع الھُدٰی

الــمـعـــــــلـــن

میرزا غلام احمد مسیح موعود

مقام قادیان۔ ۱۵/ مارچ ۱۹۰۷ء

مطبوعہ میگزین پریس قادیان



﴿۳﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی

بخدمت آریہ صاحبان

کوئی عقل منداس سے انکارنہیں کرسکتا کہ جوخُدا کی طرف سے شریعت ہے اس کے قدیم سے دوہی ٹکڑے ہوتے آئے ہیں۔

(۱) بڑا اور پہلا ٹکڑا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اُس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ واحد لاشریک مان لیا جائے اَور اُس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہ ٹھہرایا جائے اور اِس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہ مبدء ہے تمام فیوض کا اور سرچشمہ ہے تمام ظہورات کا اور خالق ہے ہر ایک وجود کا اور قادر ہے ہر ایک ایسے امر پر جو اُس کی عظمت اور شان اور جلال کے لائق ہے اور اس کے صفات کاملہ کے منافی نہیں اور اوّل ہے ہر ایک موجود سے اور مرجع ہے تمام کائنات کا اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور پاک ہے اِس سے کہ کسی وقت صفات اس کی بے کار ہو جائیں یا یہ کہ کسی وقت بے کار تھیں۔ وہ قدیم سے خالق اور قدیم سے رازق اور قدیم سے قادر ہے۔ کسی کو علم نہیں کہ پہلے اُس نے کیا کیا اور آگے کیا کیا کرے گا اُس کی قُدرتوں پر کوئی محیط نہیں ہوسکتا اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور افعال میں اور اُس کی طرح کوئی بھی کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور پاک ہے ہر ایک عیب اور نقص سے اور نزدیک ہے باوجود دُوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ برتر اور بلند ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ وہ پوشیدہ در پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظاہر نہیں وہ اپنے ظہور میں سب سے زیادہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ پوشیدہ نہیں وہ آفتاب میں چمک رہا ہے اور چاند میں اس کے انوار ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہے یا چاند ہے بلکہ یہ سب چیزیں اُس کی مخلوق ہیں اور کافر ہے وہ شخص جو اُس کو خدا کہے وہ نہاں در نہاں ہے پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے۔ ہر ایک روح کو اُسی سے قوتیں اور صفات ملی ہیں۔ ہر ایک ذرّہ نے اُسی سے خواص پائے ہیں اور اگر وہ صفات اور قوتیں اور طاقتیں چھین لی جائیں تو پھر نہ رُوح کچھ چیز ہے اور نہ ذرّہ کچھ حقیقت رکھتا ہے اِس لئے انسان کی معرفت کا انتہائی نقطہ یہی ہے کہ یہ سب چیزیں

اس کے ہاتھ سے نکلی ہیں اور خدا اور رُوحوں میں رشتہ محبت کا بھی اِسی وجہ سے ہے کہ یہ سب چیزیں
اس کے ہاتھ سے نکلی ہوئی ہیں اور اُسی نے اُن کی فطرت میں اپنی محبت کا نمک چھڑکا ہے۔ اگر یہ
نہ ہوتا تو عشق الٰہی محال تھا کیونکہ جانبین میں کوئی تعلق نہ تھا۔ بچہ ماں سے اِسی وجہ سے محبت کرتا
ہے کہ اس کے پیٹ سے نکلا ہے اور ماں بھی اِسی وجہ سے اُس سے محبت کرتی ہے کہ اس کے جگر کا
ٹکڑا ہے۔ پس چونکہ ہر ایک روح خدا کے ہاتھ سے نکلی ہے اس لئے اس محبوب حقیقی کی طلب میں
ہے پھر غلطی سے کوئی بُت پرستی کرتا ہے۔ کوئی سورج کو پوجتا ہے کوئی چاند کے آگے جھکتا ہے کوئی پانی
کا پرستار ہے کوئی انسان کو خدا جانتا ہے۔ پس اِس غلطی کی وجہ بھی اُس حقیقی محبوب کی طلب ہے جو
انسان کی فطرت میں ہے جس طرح بچہ کبھی ماں کی طلب میں دھوکہ کھا کر کسی دوسری عورت سے ﴿۴﴾
چمٹ جاتا ہے اسی طرح تمام مخلوق پرست دھوکہ کھا کر دوسری چیزوں کی طرف جھک گئے ہیں خدا
کی شریعت اِن غلطیوں کو دور کرنے کے لئے آئی ہے اور خدا کی شریعت وہی ہے جو اپنی پوری طاقت
کے ساتھ ان غلطیوں کو دور کر سکتی ہے اور غلطیوں کو وہی شریعت دور کرے گی جو چمکتے ہوئے نشانوں
کے ساتھ اُس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھا دے گی کیونکہ اگر کوئی شریعت تازہ نشان دکھلانے پر قادر نہیں
تو وہ بھی ایک بُت پیش کرتی ہے نہ خدا کو۔ وہ خدا یا پرمیشر نہیں ہوسکتا جو اپنے ظہور کے لئے ہماری
منطق کا محتاج ہے اگر خدا ایسا ہی مردہ اور قدرت کی علامات سے محروم ہے جیسا کہ بُت تو ایسے خدا
کو کون عارف قبول کر سکتا ہے پس سچی اور کامل شریعت وہی ہے جو زندہ خدا کو اُس کی قدرتوں اور
نشانوں کے ساتھ دکھلاتی ہے اور وہی ہے جس کے ذریعہ سے انسان شریعت کے دوسرے حصّہ میں
بھی کامل ہوسکتا ہے اور شریعت کا دوسرا ٹکڑہ یہ ہے کہ انسان اُن تمام گناہوں سے پرہیز کرے
جن کی جڑ بنی نوع پر ظلم ہے جیسے زنا کرنا۔ چوری کرنا۔ خون کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا اور ہر ایک قسم
کی خیانت کرنا اور نیکی کرنے والے کے ساتھ بدی کرنا اور انسانی ہمدردی کا حق ادا نہ کرنا۔ پس اِس
دوسرے حصہ شریعت کو حاصل کرنا بھی پہلے حصہ کے حصول پر موقوف ہے۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں
کہ پہلا حصہ یعنی خداشناسی کسی طرح ممکن نہیں جب تک خدا کو اُس کی تازہ قدرتوں اور تازہ نشانوں
کے ساتھ شناخت نہ کیا جاوے ورنہ بغیر اس کے خدا پرستی بھی ایک بُت پرستی ہے۔ کیونکہ
جبکہ خُدا محض ایک بُت کی طرح ہے جو سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دِکھلا سکتا

ہے تو اُس میں اور ایک بُت میں فرق کیا ہے۔ زندہ خدا کی علامات چاہئیں۔ اور اگر وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ موجود ہے۔ صرف اپنی خود تراشیدہ باتوں سے کیونکر اُس کی ہستی ثابت ہو جبکہ ہر ایک انسان اپنی زندگی ثابت کرنے کا آپ ذمہ وار ہے تو پھر کیا وجہ کہ خدا اپنی زندگی ثابت نہیں کرسکتا۔ کیا خدا انسان سے بھی زیادہ کمزور ہے یا کیا اُس کی قُدرت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور اگر اب اُس میں کلام کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے کہ پہلے وہ طاقت موجود تھی اور اگر وہ اِس زمانہ میں بول نہیں سکتا تو اِس پر کیا دلیل ہے کہ وہ اِس زمانہ میں سُن سکتا ہے اور دعائیں قبول کرسکتا ہے اور اگر کسی زمانہ میں اُس نے اپنی قدرتیں ظاہر کی ہیں تو اب کیوں ظاہر نہیں کرسکتا تا دہریوں کے مُنہ میں خاک پڑے۔ پس اے عزیزو! وہ قادر خدا جس کی ہم سب کو ضرورت ہے وہ اسلام نے پیش کیا ہے اِسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اس کے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لاسکتا یہ سب جھوٹے قصّے ہیں کہ ہم پرمیشر پر ایمان لائے ہیں خدا کی شناخت کرانے والے اس کے نشان ہیں اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں۔ پس اِس لئے مَیں نے نمونہ کے طور پر محض ہمدردی کی راہ سے کتاب حقیقۃ الوحی کو تالیف کیا ہے اور مَیں آپ لوگوں کو اُس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس پر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اوّل سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اِس میں لکھے گئے ہیں پھر اگر اپنے مذہب میں اِس کی نظیر نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اِس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو۔ وہ مذہب کِس کام کا ہے اور کیا فائدہ دے گا جو زندہ خدا تک زندہ نشانوں کے ساتھ رہبری نہیں کرسکتا۔ پھر مَیں آپ لوگوں کو اُسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایک مرتبہ میری اِس کتاب حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک پڑھو اور سچ کہو کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کی پابندی سے اُس زندہ خدا کو شناخت کرسکتے ہیں۔ پھر مَیں تیسری مرتبہ اُسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایک مرتبہ اوّل سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی کو ضرور پڑھ لو۔ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وہی خدا ہے جو زندہ خدا ہے۔ والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

مطبوعہ میگزین پریس قادیان

﴿۵﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

دعوتِ حق

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ[1]

اِن کو کہہ دے کہ اگر خُدا کا کوئی فرزند ہوتا تو مَیں سب سے پہلے اُس کی پرستش کرتا۔

یہ اشتہار پادری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اَور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا تو سب سے پہلے مَیں اُس کی پرستش کرتا اور مَیں تمام ملک میں اُس کی خدائی کی اشاعت کرتا اور اگرچہ مَیں دُکھ اُٹھاتا اَور مارا جاتا اور قتل کیا جاتا اَور اُس کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تب بھی مَیں اِس دعوت اور منادی سے باز نہ آتا۔ لیکن اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں وہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرّہ اِس سے زیادہ نہیں اور بخدا مَیں وہ سچی محبت اُس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نور کے ساتھ مَیں اُسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اُسے شناخت نہیں کر سکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا اَور اُن میں سے تھا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا نہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا۔

[1] الزخرف : ۸۲

﴿۶﴾ مَیں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اِس آخری زمانہ کے لئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اُس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اُسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بُلایا وہ سچا نبی ہے۔ اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے **نجات** ہے اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے اُس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو مَیں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ اُن کو خدا بنا دیا۔ اسی طرح اِس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہئے لوگوں کو اب تک اُس کی عظمتیں معلوم نہیں وہی ایک نبی ہے جس نے توحید کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی غیرت دکھلاتا رہا ہے اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اِسی طرح اِس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اِس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا

﴿۷﴾

آور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ مَیں اُس کی نبوت کے لئے تمام دنیا میں گواہی دوں اگر مَیں بے دلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اِس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ اِس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اس کی نظیر نہیں تو انصاف اور خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اِس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں۔ خدا نے میرے لئے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں مگر اس زمانہ کے لوگوں کو مَیں کس سے تشبیہ دوں وہ اُس بدقسمت کی طرح ہیں جس کی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں اور کان بھی ہیں پر سنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ مَیں اُن کے لئے روتا ہوں اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور مَیں اُن کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔ خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی اُس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائے گا کہ جب تک کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہو اس کے لئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو اِن نشانوں کے دکھلانے میں میرے مقابل پر آ سکتا ہے۔ مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اَب اُس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

﴿۸﴾

بے ایمانوں کا مُنہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں مگر اے عزیزو! تم جو خدا کی طلب میں لگے ہوئے ہو مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچا خدا وہی ہے جس نے **قرآن** نازل کیا۔ وہی ہے جس نے میرے پر **تجلّی** کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے۔

اے پادری صاحبان!

مَیں آپ لوگوں کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب **حقیقۃ الوحی** کو اوّل سے آخر تک حرف حرف پڑھ لیں اور اگر کوئی صاحب اہل علم سے نیک نیتی سے میری کتاب حقیقۃ الوحی اِس شرط کے ساتھ طلب کریں گے اور قسم کھائیں گے کہ ہم اِس کتاب کو اوّل سے آخر تک غور سے دیکھیں گے تو مَیں وہ کتاب مُفت اُن کو بھیج دوں گا اور اگر اس سے تسلی نہیں ہوگی تو مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائے گا کیونکہ اُس کا وعدہ ہے کہ مَیں اِس زمانہ پر اپنی حجت پوری کروں گا۔ اب مَیں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا طالبِ حق کے ساتھ ہو۔ آمین

خاکسار

میرزا غُلام اَحمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور ۲۰/مارچ ۱۹۰۷ء

(مطبوعہ میگزین پریس قادیان)

﴿۱﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُ اللّٰهَ العَلیّ العَظِيم وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الكَرِيْم

رَبَّنَا إِنَّنَا جِئْنَاکَ مَظْلُوْمِيْنَ فَافرُق بَينَنَا وبَيْنَ القَومِ الظّالِمِينَ

------- ❁ آمين ❁ -------

أمّا بعد.. فاعلموا ـ رحمكم اللّٰه ـ أنّی قسّمت هذه الرّسَالة عَلٰی قِسْمَين، وبوّبتها علی بابَين؛ والغرض منه إتمام الحجّة على أهل العناد، وكتبتها بماء الدموع ونار الفؤاد، واختتمتها على خاتمةٍ متوكّلا علٰی ربّ العباد.☆

اَلْبَابُ الأوّل فی الاستفتاء

يا علماء الإسلام، وفقهاءَ ملّة خير الأنام، أفتُونی فی رجلٍ ادّعی أنّه من اللّٰه الكريم، وهو يُؤمن بكتاب اللّٰه ورسوله الرؤوف الرحيم. وأری اللّٰه له أمورًا خارقةً للعادةِ، وأظهر الآياتِ المُنيرةَ وعجائب النُصرة. وظهر فی زمنٍ هو من الدّين كالعُريان، وعلى صدر الإسلام كالسِّنانِ، وعلماءُ الوقت كَرجُلٍ رِجْلاه تتخاذلان، وخرج القساقسة فيه كبطل له سهْمانِ: سهم يذلّقونه ليجرّحُوا به ملّة الإسلام بالأكاذيب وأنواع البهتان، وآخر يفوّقونه ليُدخلوا به الناس فی أهل الصُّلبان. وتجدونهم كذئب عاث، أو لِصٍّ ينهب الأثاث. وليس عندهم إلّا النقول، وما لا تقبله العقول. وليس عماد دينهم إلا خشب الكفّارة، وقد فُتح به كلّ باب للنفس الأمّارة. فهل أوحش وأفْحش من هٰذه العقيدة، وأبْعد من قبول الطبائع السعيدة؟ ثم يسبّون دين اللّٰه وخيرَ الأنام، وهٰذا

☆ قد الحقنا هٰذه الرسالة بكتابنا حقيقة الوحی و جعلناها له ضميمةً واشعنا بعضها عليحدةً۔

﴿۲﴾ أشدّ المصائب على الإسلام. والدّين الذى قائم على خشبٍ لا حاجة إلٰى تحقيقه، ولا يهدى العقل إلٰى تصديقه، بل تعافه فطرة طيّبة، وتفرّ من هٰذا الحديث، وتُطلّق بطلاقٍ ثلاثٍ مذهبَ التثليث. وأما صعود عيسٰى ونزوله فهو أمر يكذّبه العقل وكتاب اللّٰه القرآن، وما هو إلّا كتَعِلَّةٍ تُنام بها الصّبيان، أو كالتماثيل التى تلعب بها الجوارى والغلمان. ما قام عليه دليل وما شهد عليه برهان. فخلاصة الكلام أنّ هذا المدّعى ظهر فى هذه الأيام، عند كثرة الفتن وكثرة البدعات وضعف الإسلام.

وما وُجد فى أحواله قبل هٰذا الدعوىٰ شىء من عادة الكذب والافتراء ، لا فى زمن الشيب ولا فى زمن الفتَاء . وما وُجد فى عمله شىءٌ يخالف سنّة خير الأنبياء ، بل يؤمن بكلّ ما جاء به الرسول الكريم من الأحكام والانَباء ، وبكلّ ما ثبت من نبيّنا سيّد الأتقياء . وإنه من أُسَاة الهوىٰ، وقد أسا جُرُحَ الذنوب وداوىٰ، وجاء ليُؤسّى بين الورىٰ، ويوصل بالاُمّة الآخرة أممًا أولٰى. ولو بغيتَ له الاُسٰى، لوجدت فيه أُسوة المصطفٰى، يقتدى به فى كلّ سُنن الهُدىٰ. وسعَى العدا كلّ السَّعْى وسقطوا عليه كالبلاء ، وتقصُّوا أمره بكل الاستقصاء ، ليجدوا فيه نقصًا أو يَعْثِرُوا على قولٍ منه فيه مخالفة الملّة الغرّاء ، وخاضوا فى سوانحه من مقتضى البغض والشحناء . فما وجدوا مع شدّة عداوتهم سبيلًا إلى القدْح والزرْى والازدراء ، ولا طريق عمل يُحمَل على الأغراض والأهواء . وكان فى أوّل زمنه مستورًا فى زاوية الخمول، لا يُعرف ولا يُذكر، ولا يُرجٰى منه ولا يحذرُ، ويُنكر عليه ولا يُوقَّر، ولا يُعَدّ فى أشياءٍ يُحدَّث بها بين العوام والكُبراءِ، بل يُظَنّ أنه ليس بشىءٍ، ويُعرَض عن ذكره فى مجالس العقلاء . وبشّره ربّه فى ذالک الزمن بأنّه معه وأنه اختاره، وأنه أدخله فى الأحبّاء . وأنّه

﴿۳﴾ سَیرفع ذکره ویُعْلی شأنه ویعظّم سُلطانهٗ فیُعرَف بین النّاس، ویُذکَر فی مشارق الأرض ومغاربها بالذکر الجمیل والثناء وتُشاع عظمته فی الأرض بأمر ربّ السماء، ویُعان من حضرة الکبریاء. وتأتیه من کلّ فجٍّ عمیق أَفواجٌ بعد أفواجٍ، کبحرٍ موّاجٍ، حتی یکاد أن یسأم من کثرتهم، ویضیق صدره من رؤیتهم، ویروعه ما یروع العایلَ المعیّل عند کثرة العیال وحمل الاَعباء وقلّة المال.

ویفارق النّاسُ أوطانهم، ویُوطِنون قریته بما جذب اللّٰه إلیه جَنانهم، فیترکون للقائه ملاقاة الرفقاء، وتتّقد لصُحبته الأکبادُ، ویرق برؤیته الفؤاد، وتحفِد فی أثره العباد، بکمال الصدق والإخلاص والصفاء، ویؤثرون له أنواع البلاء. ومنهم یکون قومٌ یقال لهم أصحاب الصفّة، یَسْکُنون فی بعض حجراته کالفقراء. تذوب أهواؤهم، وتجری قلوبهم کالماء. تری أعینهم تفیض من الدمع بما یعرفون الحقّ وبما یرون أنوار السماء. یقولون ربّنا إنّنا سمعنا منادیًا ینادی للإیمان، ویبکون لذاذة ووَجْدًا شدیدًا کالعُرفاء. وبما أوجدهم اللّٰه مطلوبهم یشکرون وتخرّ أرواحهم علی حضرة الکبریاء. وکذالک تأتی لھٰذا العبد من کلّ طرفٍ تحائفُ وهدایا وأموال وأنواع الأشیاء. ویعطیه ربّه برکةً عظیمة، ونفسًا قاهرة، وجذبًا شدیدًا، کما قُدّر له من الابتداء. فتحفد الناس إلٰی بابه والملوک یتبرّکون بثیابه ویرجع إلٰی حضرته طوائف الملوک والأمراء.

وتقوم أناسٌ من کل قومٍ لعداوته، ویجاهدون من کلّ الجهة لإجاحته، ویمکرون کلّ المکر لیطفئوا نوره، ولیکتموا ظهوره، ولیحقّروا شأنه، ولیزیّفوا برهانه، أو یقتلوه، أو یصلّبوه، أو ینفوه من الأرض، أو یجعلوه کبنی الغَبراء، أو یجرّوه إلی الحکّام بوَشْی الکلام وبتلوینه وتزیینه

﴿۴﴾ ببعض التّهم والافتراء ، أو يؤذوه بإيذاءٍ هو فوق كلّ نوع الإيذاء . فيعصمه اللّٰه من مكائدهم بفضلٍ من السّماء ، ويُقلِّبُ مكرهم عليهم ويُخْزِيهم، فيَرْجِعُون خائبين خاسرين، كأنّهم لَيْسوا من الأحياء . ويُتمّ اللّٰه عليه ما وعد من النعم والآلاء . ولن يُّخلف اللّٰه وَعْدَه لعبده ولا وعيده لِلاَعْداء .

ذالک من أنباء اللّٰه التی أُوْحِیَ إلٰی هٰذا العبد قبل وقوعها، وهی کُتبتْ وطُبعتْ وأشیعتْ فی البلاد وفی الأدانی والأمراء ، وأرسلتْ إلی أقوام ودیارٍ، وجُعل کلّ قوم علیها کالشهداء . وإنها أشیعتْ فی زمن مضٰی علیه سِتّ وعشرون سنةً إلٰی زمننا هٰذا، ولم یکنْ فی ذالک الوقت أثر من نتائجها وما عثر علٰی وقوعها أحد من أهل الآراء ، بل کان کلّ رجل یستبعد وقوعها، ویضحک علیها، ویَحسبها افتراءً، أو من قبیل حدیث النفس بمقتضی الأهواء، أو من وساوس الشیطان لا من حضرة الکبریاء . وإن هٰذه الأنباء مرقومة فی **البراهین الاَحْمدیّة**، ومندرجة فی مواضعها المتفرّقة، التی هی من تصانیف هذا العبد فی اللسان الهندیة، ومَن شکّ فیها فلیرجعْ إلی ذالک الکتاب، ولیقرأْها بصحّة النّیّة، ولیتّق اللّٰه، ولیفکّرْ فی عظمة هذه الأخبار، وجلالة شأنها وعلُوّ برهانها، وبُعدها عن هٰذا الزمان، وبریقها ولمعانها. وهل لأحد قوّة أن ینبئ کمثلها من دون اِعْلام عالِمِ الأشیاء ؟ وإنّها أنباء کثیرة، منها ذکرْنا ومنها لم نذکر، وکفٰی هٰذا القدر للأتقیاء ، الذین یخافون اللّٰه، وإذا وجدوا حقًّا وجلتْ قلوبهم ولا یمرّون علیه کالأشقیاء ، ویقولون ربّنا آمنّا فاکتبنا فی عبادک المؤمنین وفی الشهداء .

ثم اعلموا، رحمکم اللّٰه، أن زمن هٰذه الأنباء کان زمنًا لم یکنْ فیه أثر من ظهورها، ولا جلوة من نورها، ولا باب إلٰی مستورها، بل کان الأمر أمرًا مخفیًّا من الأعین والآراء ، وکان هٰذا العبد مستورًا فی زاویة الاختفاء، لا یعرفه

﴿۵﴾

أحد إلا قليل من الذين كانوا يعرفون أباه فى الابتداء . وإن شئتم فاسألوا أهل هٰذه القرية التى تُسمّى قاديان، واسألوا مَن حولها مِن قرى المسلمين والمشركين والأعداء . وفى ذالك الوقت خاطبه اللّٰه تعالٰى وقال: أنت منّى بمنزلةِ توحيدى وتفريدى. فحان أن تُعان وتُعرَف بين النّاس. يأتون مِن كلّ فجٍّ عميق. يأتيك مِن كلّ فجٍّ عميق. ينصرك رجال نوحى إليهم من السماء. إذا جاء نصر اللّٰه وانتهٰى أمر الزمان إلينا. أليس هذا بالحقّ. ولا تصعِّرُ لخلق اللّٰه، ولا تسأمُ من الناس. ووَسِّعْ مكانك للواردين من الأحبّاء . هذه أنباء من اللّٰه مضٰى عليها ستّ وعشرون سنة إلٰى هٰذا الوقت من وقت الإيحاء . وإنّ فى ذالك لآية للعقلاء .

ثم بعد ذالك أيّد اللّٰه هٰذا العبد كما كان وعده بأنواع الآلاء وألوان النعماء . فرجع إليه فوج بعد فوج من الطلباء ، بأموال وتحايف وما يسّر من الأشياء ، حتّى ضاق عليهم المكان وكاد أن يسأم من كثرة اللقاءِ. هناك تمّ ما قال اللّٰه صدقا وحقّا، ومَن أوفٰى بوعده من حضرة الكبرياء ؟ وما استطاع عدوٌّ أن يمنع ما أراد اللّٰه من النصرة وإنزال الآلاء ، حتى حلّ القدر الذى منعوه، وأُنجز الوعد الذى كذّبوه، وأُعطى ذالك العبد خطاب الخلافة من السماء . إنّ فى ذالك لآية لمن طلب الحقّ وجاء بترك البغض والشحناء .فبيِّنوا توجَروا أيّها المتّقون: أهٰذا فعل اللّٰه أو تقوُّل الإنسان الذى اجترأ على جناية الافتراء ليُحسَب من الذين يُرسَلون؟ وهل للمتجنّين أمان من تعذيب اللّٰه فى هٰذه الدنيا أو هم يعذَّبون؟

ثم أستفتيكم مرّةً ثانية أيها المتفقّهون، فاتّقوا اللّٰه وأفتونى كرجالٍ يخافون اللّٰه ولا يظلمون. يا فتيان.. رجل قال إنى من اللّٰه، ثم باهله المنكرون، لعلهم يغلبون. فأهلكهم اللّٰه وأخزى وأبطل ما كانوا يصنعون. وإن شئتم

﴿۶﴾ فاقْرؤوا فى هٰذا الكتاب قصصهم، وما صنع اللّٰه بهم، أليس ذالك حجّة على قومٍ ينكرون☆؟ واللّٰه نصره فى كلّ موطن، وجعله غالبًا على أعدائه، وأنبأ به قبل وقوعه، أليس ذالك آية على صدقه أيها العاقلون؟ أتجوّز عقولكم أن القدّوس الذى لا يرضى إلّا بالصالحات، ولا يقرّب أحدًا إلّا بالحسنات، هو يحب رجلًا فاسقًا مفتريًا، ويمهّله إلى عمرٍ أزْيَدَ من عمر نبيّنا عليه السلام، ويعادى من عاداه ويوالى من والاه، وينزل له آياتٍ، ويكرمه بتأييداتٍ، وينصره بمعجزات، ويخصّه ببركات، ويظفره فى كل موطن على أعدائه، ويعصمه من مواضع المضرّات، ومواقع المعرّات، ويُهلك ويخزى من باهله بسخطٍ من عنده، ويتجالد له، فيقتل عدوّه بسيف من السماوات، مع أنه يعلم أنه يفترى على اللّٰه، ثم مع الافتراء يعرض على الناس تلك المفتريات، ليضلّ الذين لا يعلمون. فما رأيكم فى هٰذا الرجل.. أنصره اللّٰه مع افترائه، أو هو من عند اللّٰه ومن الذين يصدقون؟ وهل ينجو المتحلّمون الذين يقولون أُوحى إلينا وما أوحى إليهم شيء ، وإنْ هم إلّا يكذبون؟

ثم أستفتيكم مرّةً ثالثة أيها العالمون.. إنّ هٰذا الرجل الذى سمعتم ذكره

☆ الذين باهَلوا وماتوا بعد المباهلة منهم الرجل المسمّى بالمولوى غلام دستكير القصورى، ومنهم الرجل المسمّى بالمولوى چراغ الدين الجمونى، ومنهم الرجل المسمّى بالمولوى عبد الرحمن محى الدين اللكوكى، ومنهم الرجل المسمّى بالمولوى إسماعيل العلى گرهى، ومنهم الرجل المسمّى بفقير مرزا الدوالميالى، ومنهم الرجل المسمّى بليكرام الفشاورى، وكذلك رجال آخرون. أكثرهم ماتوا، وبعضهم رُدّوا إلى حياة الخزى وقَطْعِ النسل ومعيشةٍ ضَنْكٍ، وقد فصّلنا ذكرهم فى كتابنا ”حقيقة الوحى“، وهٰذا خلاصة الذكر لقوم يطلبون. ومنهم رجل مات فى هذا الشهر.. أعنى ذا القعدة، وكان اسمه سعد اللّٰه، ولكن كان بعيدًا من السعادة. وكنتُ أُخبِرتُ بأنّه يموت قبل موتى بالخزى والحرمان، ويقطع اللّٰه نسلَه، فكذالك مات بالخيبة والخسران. هٰذا جزاء الذين يحاربون اللّٰه ويكفرون برسله بالظلم والعدوان. منه

وذكر ما منّ اللّٰه عليه.. قد أعطاه اللّٰه آيات أُخرى دون ذالك لعلّ الناس يعرفون. **منها** أن الشّهب الثواقب انقضّتُ له مرّتان، وشهد على صدقه القمران، إذا انخسفا فى رمضان، وقد أخبر به القرآن، إذ ذكرهما فى علامات آخر الزمان، ثم الحديث فصّل ما كان مجملًا فى الفرقان، وقد أنبأ اللّٰه بهما هذا العبد كما هى مسطورة فى ’’البراهين‘‘ قبل ظهورها يا فتيان، إنّ فى ذالك لآية لمن كانت له عينان. فبيِّنوا توجَروا.. أهذا فعل اللّٰه أو تقوُّل الإنسان؟

ومنها أن اللّٰه أخبره بزلازل عظمٰى فى الآفاق وفى هٰذه الديار، قبل ظهورها وقبل الآثار. فسمعتم ما وقع فى هٰذا المُلك وفى الأقطار، وتعلمون كيف نزلتْ غياهب هٰذه الحوادث على نوع الإنسان، حتّى إن الشمس طلعتْ على العمران، وغربتْ وهى خاوية علٰى عروشها، وسقطت السقوف على السُّكّان، ومُلئت البيوت من الموتٰى والأشجان. وانتقل المجالس من القصور إلى القبور، ومن المحافل إلى الطبق السافل، وظهر أنّ هذه الحياة ليست إلّا كالزُّور، أو كحباب البحور. والذين بقوا منهم كوَى الجزع قلوبَهم، وشقّت الفجيعة جيوبهم، وانهدمتْ مقاصرهم التى كانوا يتنافسون فى نزولها، ويتغايرون فى حلولها. وما انقطعتْ سلسلة الزلازل وما ختمتْ، بل التى يُنتظر وقوعها هى أشدّ ممّا وقعتْ. إنّ فى ذالك لتبصرة لقومٍ يتّقون. فبيّنوا تُوجروا أيّها المقسطون.. أهذه آيات اللّٰه أو من أمور تنحتها المفتعلون؟ إنما المؤمنون رجالٌ إذا نطقوا صدقوا، وإذا حُكِّموا عدلوا ولا يظلمون. والذين يخافون الخلق كخوف اللّٰه ويُخفون الحقّ كأنّ الحق تجدَع آنافَهم، أو هم يُسجنون.. أولئك إناث فى حلل الرجال، وكَفَرة فى حلل الذين هم يؤمنون.

﴿۷﴾

ومنها أن اللّٰه أخبر هذا العبد بظهور **الطاعون** فى هذه الديار، بل

فی جمیع الأعطاف والأقطار، وقال: الأمراض تشاع والنفوس تضاع، فرأیتم افتراس الطاعون کما تفترس السّباع، وعاینتم کیف صال الطاعون علی هٰذه البلاد، وشاهدتم کیف کثر المنایا فی العباد، وإلٰی هٰذا الوقت یصول کما یصول الوحوش، ویجول کلّ یوم وینوش، وفی کلّ سنةٍ یُری صورته أوحشَ من سنة أولٰی، ثم وقعتُ علٰی آثاره الزلازل العُظمٰی. وتلک الأنباء کلّها أُشیعتُ قبل ظهورها إلی البلاد القصویٰ. إنّ فی ذالک لآیة لمن یریٰ. وأخبره اللّٰه بزلزلة أُخریٰ وهی کالقیامة الکُبریٰ، فلا نعلم ما یظهر اللّٰه بعدها، إن فی ذالک لمقامَ خوفٍ لأُولی النُّهٰی. فبیّنوا توجروا یا فتیان. أهٰذا فعلُ اللّٰه أو تقوّل الإنسان؟ ﴿۸﴾

وإنّ اللّٰه قدّر المنایا والعطایا لهٰذا الزمان. فالذین آمنوا ولم یلبسوا إیمانهم بظلم أولئک سیُعطَون من عطایا الرحمٰن، والذین ما تابوا وما استغفروا وما أدّاهم إلٰی هذا العبد تقوی القلوب وخِیفةُ ما نزل علی البلدان، وعلوا علوّا کبیرا، وتمایلوا علٰی دنیاهم کالسّکُران، أولئک یذوقون المنایا الکثیرة بما کانوا یعتدون فی العصیان. تسقط السماء علی رؤوسهم، وتنشقّ الأرض تحت أقدامهم، وتری کلّ نفس جزاء ها، هناک یتمّ ما وعد اللّٰه الدَّیّان. وآیة له أن اللّٰه بشّره بأنّ الطاعون لا یدخل داره، وأنّ الزلازل لا تهلکه وأنصاره، ویدفع اللّٰه عن بیته شرّهما، ولا یخرج سهمهما عن الکنانة ولا یرمی، ولا یریش ولا یبری، وکذالک وقع بفضل اللّٰه ربّ العالمین. وإنّ هٰذا العبد ومن معه یعیشون برحمته آمنین، لا یسمعون حسیسه وحُفظوا من فزع وأنین. وترون الطاعون کیف یعیث فی دیارنا هٰذه والأقطار والآفاق، ویطوف فی السّکک والأسواق، وکذالک الزلازل لا تستأذن أهلَ دار، ولا تستفتی

عـنـد إهـلاكٍ وإضـرارٍ، وصُبّـتْ مصائبها على ديار. وقد هلكتْ نفوس كثيرة بـالـطـاعـون فـى قرية هٰذا العبد من يمين الدار ويسارها، وصار طُعُمتَه كثير من الـنـاس مـن قـربهـا وجوارها، وما ماتتْ فى داره فأرة فضلًا عن الإنسان. إن فى ذالك لآية لـمـن كـانـت لـه عينان. ووالله إن تعدّوا آياتٍ نزلتْ لهٰذا العبد لن تستـطيعوا أن تُحصُوها، وقد صُفّف له ألوان نعم ما رآها الخلق وما ذاقوها. إنّ فى ذالك لسـلـطان واضح لقوم يتفكّرون، الذين لا يسارعون للتكذيب ويتدبّرون.

وآية لـه أن الله يسمع دعاءه ولا يضيع بُكاءه، وقد كتبْنا فى كتابنا حقيقة الوحى كثيـرا مـن نـمـوذج استـجابة الدعوات، وما فضّل الله عليه عند إقباله على ربّه بالتضرّعات، فلا حاجة أن نعيدها، فليرجعْ إليها من كان أسيرا فى الشبهات. ﴿۹﴾

و آية له أن الله أفصحَ كلماتِه من لدنه فى العربية، مع التزام الحقّ والحكمة، وأنـه ليـس من العرب، وما كان عارفًا بلسانهم كما هو حقّ المعرفة، وما تصفّح دواوين الكتب الأدبية، وليس من الذين أُرضعوا ثدْىَ الفصاحة، ومع ذالك ما أمـكـن لبشـر أن يبـارزه فـى هٰـذه المَلْحمة، بل ما قربوه من خوف الذلة. وهٰذه شـربةٌ مـا تـحسّاها أحدٌ من الناس، بل سقاها ربّه فشرب من أيدى ربّ الأناس. فـأيـن تـذهبون ولا تفكّرون ولا تتّقون؟ أتقولون شاعرٌ؟ وإن الشعراء لا ينطقون إلّا بـلغوٍ، وهم فى كلّ وادٍ يهيمون. أرأيتم شاعرًا لا يترك الحقّ والحقايق، ولا يـقول إلّا المعارف والدقايق، ولا ينطق إلا بحكمة، ولا يتكلّم إلا بنكاتٍ مملوّةٍ مـن مـعـرفة؟ بـل الشـعـراء يتـفـوّهـون كـالـذين يهذرون، أو كالمجانين الذين يهـجُـرون. وتجدون هٰذا الكلام مملوًّا من النكات الروحانية، والمعارف الربّانية، مـع أنّه ألطف صنعًا، وأرق نسجًا، وأشرف لفظًا، ولا تجدون فيه شيئًا هو خارج من الـمـقـصـد. ما لكم لا تـفـكّـرون؟ ووالـلّـه إنّـه ظِـلٌّ فـصاحة القرآن، ليكون

آيةً لقوم يتدبّرون.أ تقولون سارق؟ فأْتوا بصفحات مسروقة كمثلها فى التزام الحقّ والحكمة إن كنتم تصدقون. وهل من أديبٍ فيكم يأتى بمثل ما أتاها؟ وإن لم تفعلوا ولن تفعلوا فاعلموا أنها آية كمثل آيات أُخرىٰ لقوم ينظرون.

فخلاصة الكلام أن اللّٰه أنزل لهٰذا العبد كلّ آية، ونصره بكلّ نصرةٍ، وجمع فيه كلّ ما هو من علامات الصادقين، وأمارات المرسلين. وأدّبه فأحسن تأديبه بمكارم الأخلاق وتوفيق الصالحات، ووضَعه تحت سنّته التى جرتْ لجميع الأنبياء ، فمن صال عليه فقد صال على جميعهم وعلى كلّ من جاء من حضرة الكبرياء . ثم مع ذالک وهب له اللّٰه وثوقًا بعصْمته لدى الأهوال، واستقامةً وتثبّتًا فى جميع الأحوال، ونَصَره عند مكر الماكرين، ودفَع عنه شرَّ ﴿۱۰﴾ أهل الشرّ، وضرَّ أهل الضرّ، وكرَّ أهل الكرّ، ورزقه الفرج بعد الشدّة، والظلّ بعد الحرّ. ففكِّروا يا معشر المتّقين.. هل يجوّز العقل أن يُنعم الربّ القدوس بهٰذه الإنعامات، ويؤيّد بهٰذه التأييدات رجلًا يعلم أنه من المفترين؟ وهل يوجد فيه نصّ أو قول ربّ العالمين؟ وهل تجدون نظيره فى العالمين؟

وهل يجزم العقل باجتماع هٰذه الأمور كلّها فى كذّاب يتقوّل على اللّٰه فى الصباح والمساء ، ولا يتوب من افترائه بترک الحياء ؟ ثم يمهله اللّٰه ستًّا وعشرين سنة، ويُظهره على غيبه، وينصره من كلّ جهة، وفى كلّ مباهلة على الأعداء ؟ كلَّا.. بل هى كلمة لا يؤمن قائلها بأحكم الحاكمين. أَلا إنّ لعنة اللّٰه علىٰ قوم يفترون على اللّٰه، وعلى الذين يكذّبون رسل اللّٰه، وقد رأوا آيات صدقهم، ثم كفروا بما رأوا وهم يعلمون. أَلا يرون أنّ الكاذب لا يُنصَر كالصادق، ولو نُصر لاشتبه الأمر واختلط الحقّ بالباطل، ولا يبقى الفرق بين الذين يوحى إليهم من اللّٰه وبين الذين هم يفترون. أَلا لعنة اللّٰه على من افترى على اللّٰه أو كذّب الصادقين. وكلّ من كذّب الصادق أو افترى جمَعهم اللّٰه

فی نارٍ أعدّتْ لهم وليسوا منها بخارجين. قُلَ كَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِيۡنَ قَالُوۡا لَبِثۡنَا يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ فَسۡئَلِ الۡعَآدِّيۡنَ. قُلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا لَّوۡ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ[1] وقال المكذّبون مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمۡ مِّنَ الۡاَشۡرَارِ[2] ونعدّهم من المفترين. فيومئذ يخبرهم اللّٰه بأنهم فی الجنّة وأنّكم فی السعير خالدين. هناک يصدّقون رُسُلَ اللّٰه تحت أنياب جهنّم، فيا حسرةً على المكذّبين! وإذا قيل لهم تعالوا إلى كتاب اللّٰه يفتَحُ بيننا وبينكم، قالوا بل نتّبع كبراء نا الأوّلين. وتركوا صحف اللّٰه وراء ظهورهم، وتراهم على غيرها عاكفين. يفرّون من الذی أُرسل إليهم، وهو الحَكَم من اللّٰه، واللّٰه يشهد علٰى صدقهٖ وهو خير الشاهدين. وقد جاء على **رأس المائة**، وأنــزل اللّٰه له آياتٍ تشفی العليل، وتقصر القال والقيل. ولا تنفع الآياتُ قومًا معتدين. ﴿۱۱﴾

وإنه جاء فی وقت الضرورة، وعند مصيبةٍ صُبّتْ على الإسلام من أيدی الكفرة، وعند الكسوفَين الموعودين فی رمضان، يا أهل الفطنة. ودعا إلى الحق علٰى وجه البصيرة، وأُيّد بكلّ ما يؤيَّد به أهل الاجتباء والخُلّة. واقتضى الزمان أن يجیء ، ويبكّت الكفارَ، ويهدم ما عمروه، فهو يدعو الزمان والزمانُ يدعوه. ثم الذين اعتدَوا يمرّون منكرين، ويشحّذون إلى تحقيره الحرصَ، وينظرون إليه مستهزئين. هو **المسيح الموعود**، وهو كاسر الصليب ببيّناتٍ من الهُدىٰ، كما كان الصليب كاسِرَ مسيحٍ خلا. فالآن وقت الظهيرة لأشعّة الإسلام، وأتى المسيح الموعود مُهجرًا بأمر اللّٰه العلّام، ليظهر اللّٰه ضياء ه التامّ على الأنام بعد الظلام. وقد ظهر صدقه كالبحر إذا ماج، والسيل إذا هاج. وكانت هذه الخُطّة مقدّرًا له فی آخر الزمان من اللّٰه الرحمٰن، فظهر كما قدّر ذو الامتنان. وإنّه نظر إلى البلاد

[1] المومنون: ۱۱۳ تا ۱۱۵ [2] صٓ: ۶۳

الهـنـديّة فوجدها مستحقّةً لمقرّ هٰذه الخلافة، لأنها كانت مَهْبَطَ الآدم☆ الأوّل فـى بدْء الخليقة، فبعث اللّٰه آدمَ آخرِ الزمان فى تلك الأرض إظهارًا للمناسبة، ليـوصل الآخرَ بالأوّل ويُتمّ دائرة الدعوة كما هو كان مقتضى الحقّ والحكمة. فـالآن استـدار الـزمـان عـلٰى هيـئتـه كما أشار إليه خير البريّة، ووصلتْ نقطته الأُخرىٰ بنقطته الأولىٰ فى هٰذه الأرض المباركة، وطلعت الشمس من المشرق وكـذالك كـان مكتوبًا فى صحف اللّٰه المقدّسة، ليطمئنّ بها قوم كانوا لا يرقأ دمعُهم عند رؤية الظلمة. فظهرت المسرّة فى وجناتهم وهم بها يفرحون. وأماطَ اللّٰه شوكَ الشبهات من طريقهم فهم بالسكينة يسلكون. ونُقلوا من الفلاة إلى الـجـنّات، وخرجوا من الغار المظلم إلى أنوار ربّ الكائنات، فإذا هم يبصرون. ﴿۱۲﴾ وجـاء وا مـن الــموامى إلى حصن الربّ الحامى، وأُشعِلتْ فى قلوبهم مَصابيح الإيـمـان، ودخـلـوا فـى حمى أَمْنٍ لا تقربه ذرارى الشيطان. وأمّا الذين يحبّون الحياة الـدنيـا فطُبع على قلوبهم فهم لا يفقهون، وأردف الـلّيلُ لهم أذنابه، ومدّ الظلام أطنابه، فهم فى دجاهم يعمهون.

ثـم أسألكم مرّة أخـرىٰ، أيهـا الـفتيـان.. لتتمّ الحجّة على من أنكر الحق، أو يـنـال ثـوابـه مـن نـطَق بـالـحق، وحـفِظ التـقـوىٰ والإيـمـان، ومـا تبـع سبـل الشيـطـان.. أفتُـونـى فـى رجـل قـال إنّـى مـرسل من اللّٰـه، وهو كلَّ يوم

☆ إنـا عـرّفـنا آدمَ هٰهنا باللام، فإنه استُعمل كالنكرة فى هٰذا المقام، وهو ليس عندى من الألفاظ الـعبـرية. نـعـم يُـمـكـن تـوارُدُ الـلغتيـن وهو كثير فى تلك اللسانِ والعربيّةِ، وقد بيّنّا فى كتابنا منن الرحمٰن أن العربية أُمُّ الألسنة، وكلُّ لسانٍ خَرَجَ منه عند مرور الزمان. منه

من اللّٰه يعان، ويُكرم ولا يُهان. ويكون معه ربّه فی جميع مناهجه، ويعجل له قضاء حوائجه. ويجعل بركةً فی رزقه وعمره وجماعته وزمره، ويجعل له نصرة وقبولًا فی الخلق بأضعاف ما يظن فی بدْء أمره. ويرفع ذكره وينشره إلٰی أطراف الدنيا وأكنافها، وأقطار الديار وأعطافها، ويُعلی شأنه ويعظم سلطانه، ويرزقه فتحًا مبينًا فی كلّ موطن، ويُجری محامده علی أَلْسُنٍ، وعند الشدائد يستجيب دعاءه، ويخزی أعداءه، ويتمّ عليه نعْماءه، حتّی يُحسَد عليها، ويُهلِک من باهله، ويُهين من أهانه، وينشر ذكره الجميل، ويعيذه من كلّ خزی، ويبرّئه من كلّ ما قيل، وينصره نصرًا عجيبًا فی كلّ مقام، ويُطهّره مما قال فيه بعض لئام.

ويشهد علی صدقه بآيات لا تُعطیٰ إلّا للصدّيقين، وتأييدات لا توهب إلّا للصادقين. ويجعل بركة فی عمره وأنفاسه وكلماته، ودلائله وآياته، فتهوی إليه نفوس كثيرة بملفوظاته وتوجّهاته، ويُحبّبه إلی عباده الصالحين، ويجمع عليه أفواجًا من المخلصين. ويُظهره كزرع أخرج شَطْأَه وليس معه فرد من الناس، ثم يجعله كدوحةٍ عظيمة تأوی إلٰی ظلّها وثمراتها كثير من الأناس. ﴿۱۳﴾

ويحيی به أرض القلوب فتُصبح مخضرّة، ويُنضّر الوجوه ببرهانه فتكون مُحمرّة، ويَفتح به عيونا عُمْيًا، وآذانًا صُمًّا وقلوبًا غُلْفًا، وكذالک رأيتم يا فتيان. ورأيتم بعض أفراد جماعتی كيف أرَوا تثبّتًا فوق العادة حتّی إنّ بعضهم قُتلوا ورُجموا لهٰذه السلسلة، فقضوا نحبهم بالصدق والإيمان، وشربوا شربة الشهادة كصهْباء صافية، وماتوا كالسَّكْران. إن فی ذالک لآية لمن كانت له عينان. واللّٰه إن هذا العبد قد رأی مِن عنفوان شبيبته إلی هذا الآن أنواع

مواهب الرحمٰن، وإذا تأخّرتْ عنه نعمة نـزلتْ عليه أخرى، وإذا أصابه من عدوّ نوعُ مَعَرّة، فـرّجهـا الـلّـه عنه كلّ مرّة. ونال فتحًا فى كلّ بأس، حتّى انتهٰى إلٰى وقـت أدركـه عـون الـلّٰه وحصحص الحقّ ورُفع الالتباس، ورجع إليه أفواج من الـناس. والّذين قالوا من أين لک ذالک أراهم اللّٰه أنه من عنده، والذين أرادوا خـزيـه أراهم اللّٰه خزيًا وتبابًا، ووضع عليهم الفأس، فضُربوا من أيدى اللّٰه كلّما رفـعـوا الـرأس. ذالک لتـكـون لهـم قـلـوب يـعقلون بها، وآذان يسمعون بها، ولـعلّهم يستيقظون أو تحدّ الحواسّ، وكأيّنْ منهم باهلوا فضُربتْ عليهم الذلّة، أو أُهلكوا أو قُطع نسلهم، ليوقظهم اللّٰه من النعاس.

ودافـعَ اللّٰه عن عبده كلّ ما مكروا، ولو كان مكرهم يزيل الجبال، وأنـزل عـلـى كـلّ مـكّارٍ شيئًا من النكال. وكلُّ من دعا على عبده ردّ عليه دعاء ه، وَمَا دُعَٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ[1] وأهـلـک أكـابـرهـم عـنـد الـمباهـلة متعطّفًا على الـضَّـعَـفة، حميمًا بالّذين لا يعلمون حقيقة الحال. وكذالک دفع الشرّ وقضى الأمـر، فـمـا بـقـى أحد من الذين كان لهم للمباهلة مجال. وأراهم اللّٰه آياتٍ ما أرىٰ آبـاء هـم لتستبين سبـل الـمـجـرمين، وليفرّق اللّٰه بين المهتدى والضالّ. ﴿۱۴﴾ وأبـطل اللّٰه دعاوى علمهم وورعهم ونسكهم وعبادتهم وتقواهم، وأرى الخلْقَ ما ستروا من الأعمال، ونـزع ثيابهم عنهم فظهر الهزال.

والذين خافوا اللّٰه ووجلتْ قلوبهم آمنهم اللّٰه فعُصموا من الوبال. وكم من مـعتـدٍ جرَّ هـذا الـعبـدَ إلـى الـحـكّـام، ليسـجن أو يصلب أو ينفٰى من الأرض، فتـعـلـمـون ما صنع اللّٰه فى ذالک البأس فى آخر الأمر والمآل. وكلّ ما ذكرْنا مـن نـعم اللّٰه وإحسانه على هٰذا العبد عند الشدائد أشيع كلّها قبل ظهور تلک الـنـعـم بـإعـلام الـلّٰـه ذى الـجـلال. فهـل تـعـلـمون تحت السّمـاء نظيره فى

[1] المؤمن :۵۱

المفترين.. فأْتوا به واتركوا القيل والقال. وإنّ الناس قد ظلموه كلّ ظلم، وجاروا عليه، وأحاطوه كالجبال، فأتاه ظفر مبين من عند اللّٰه، فجعل العالى سافلا وقُلّب عليهم ما رموا، فأصاب القِحُفَ والقَذال، وأرىٰ نصره على وجه الكمال. وجاء زَمَعُ النّاس لينصر أعداءه بشدّ الرحال، فهُزموا بأمر اللّٰه، وكانت كلمة اللّٰه هى العُليا، وضلّ عنهم ما كان عليه الا تكال. و رزق عبده ظفرًا ونصرًا وفتحًا فى سائر الأشياء وسائر الجهات وسائر الأحوال، ورزق بهاءًا وهيبة من ربّه الفعّال. ولو ترى أفواجًا مبايعين نشروا فى الأرض، وما جمع اللّٰه لعبده من أفواج يريدون مرضاة اللّٰه، وما يأتيه من التحائف والأموال من ديار قريبة وبعيدة، لقلتَ ما هذا إلّا فضلٌ من اللّٰه وتأييد ونُصرة وإكرام وإجلال.

ثم كفر به الناس مع رؤية هذه التأييدات والآيات، ومكروا كُلّ مكرٍ ليصيبه بعض المكروهات، فتلقّاه اللّٰه بسلام وعصمة من كلّ شرير دجّالٍ، ومِن كلّ مَن بارَزَ للحرب والنضال. كلّما أرادوا تكدُّرَ عيشِه بَدّل اللّٰه همومه بالمسرّات، وطابتْ حياته أزْيَدَ من الأوّل بحكم اللّٰه واهب العطيّات. وأرادوا أن يُنشَر معايبُه فأُثنِيَ عليه بالمحاسن والحسنات، وأرادوا له معيشة ضنُكًا فأتاه من كلّ طرف هدايا وتحائف والأموال التى تساقط عليه كالثّمرات. وتمنَّوا أن يروا ذلّته وخزيه، فأكرمه اللّٰه إكرامًا عجبًا، وزاد الدرجات. والعجب كلّ العجب أنّهم يسبّون ويشتمون، وهم من الحقيقة غافلون. وإذا قيل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا أنؤمن كما آمن السفهاء، ألا إنّهم هم السفهاء ولكن لا يشعرون. لا يفكّرون فى فعل اللّٰه وفيما عامل بعبده. أهٰذا جزاء الذين هم يفترون؟ إنّ الذين يفترون لُعنوا فى الدنيا والآخرة وهم لا يُنصرون. ما لهم حظّ من الدنيا إلّا قليل، ثم

﴿۱۵﴾

يموتون برِجْز من اللّٰه تأخذهم من فوقهم ومن تحت أرجلهم، ومن يمينهم ويسارهم، ويوفّى لهم ما كانوا يعملون. وما أُرسلَ نبىّ صادق إلّا أخزى به اللّٰه قومًا لا يؤمنون. يتربّصون به المنون، ولا يهلك إلا الهالكون.

أيهلك اللّٰه بحيلهم ودعواتهم رجلًا يعلم أنه صادق؟ بل هم قوم عمون. فما تقولون فى هذا العبد وفى أعدائه أيّها المنصفون؟ أرأيتم مفتريا على اللّٰه إذا باهل مؤمنًا نصره اللّٰه على المؤمن، ومزّق من خالفه وباهله؟ بيِّنوا توجَروا أيها العاقلون. أرأيتم عبدًا افترى على اللّٰه، ثم كان اللّٰه له، وكلّما أُعدّ له بلاء فرّج اللّٰه عنه، وكلّما نُسج له كيد مزّق اللّٰه ذالك الكيد وفتح عليه أبواب الفضل وأبواب الرحمة وأبواب الرزق، وأنعم عليه كما يُنعَم المرسلون؟ وفتح عليه أبواب كلّ خير وبركة، وحفظ عزّته ونفسه من الأعداء، وبرّأه بآياته وشهاداته ممّا يقولون. وحفظ من العدا، وسطا بكلّ من سطا، ومن عاداه نزل لحربه ونصر عبده كما ينصر المخلصون؟ أيها الفتيان..أفتُونى فى هذا وأرُونى مفتريا أنعم اللّٰه عليه كمثل هذا العبد وتفضّل عليه كمثله، واتّقوا اللّٰه الذى إليه ترجعون. ﴿۱۶﴾

ثم أستفتى منكم أيّها العلماء والفضلاء، فلا تقولوا إلّا حقًّا، واتّقوا اللّٰه الذى بيده الجزاء. وتعلمون أنّ الصالحين لا يكذبون، ولا يكون من عادتهم الإخفاء، ولا يُخفى حقًّا إلا الذى خُتم عليه الشقاء.

أيها الفتيان وفقهاء الزمان وعلماء الدّهر وفضلاء

البُلدان! أفتونى فى رجل **قال** إنه من اللّٰه، وظهرتْ له حماية اللّٰه كشمس الضُّحى، وتجلّتْ أنوار صدقه كبدر الدُّجىٰ، **وأرى اللّٰه له** آياتٍ باهرات، وقام لنصرته فى كلّ أمرٍ قضٰى، واستجاب دعواتِه فى الأحباب

وفی العِدا. **ولا يقول** هٰذا العبد إلّا **ما قال النبیّ** صلى الله عليه وسلم، ولا يُخرج قدمًا من الهُدى. ويقولُ إن الله سمّانی نبيًّا بوحيه، وكذالک سُمِّيتُ من قبلُ على لسان رسولنا **المصطفىٰ**☆. وليس مُراده من النبوة إلّا كثرة مكالمة الله وكثرة انباءٍ من الله وكثرة ما يُوحىٰ. **ويقول** ما نعنى من النبوة ما يُعنىٰ فی الصحف الأولىٰ، بل هی درجة لا تُعطىٰ إلّا من اتّباع نبيّنا خير الورىٰ. وكلّ من حصلتْ له هٰذه الدرجة.. يكلّم الله ذالک الرجل بكلام أكثر وأجلىٰ، والشريعة تبقىٰ بحالها.. لا ينقص منها حُكمٌ ولا تزيد هُدىً. **ويقول** إنّی أحد من الأمّة النبوية، ثم مع ذالک سمّانی الله نبيًّا تحت فيض النبوّة **المحمّديّة**، وأَوحىٰ إلیّ ما أوحىٰ. **فلَيُست نبوّتی** إلّا نبوّته، وليس فی جُبّتی إلّا أنواره وأشعّته، ولولاه لما كنت شيئًا يذكر أو يسمّٰى. وإنّ النبیَّ يُعرَف بإفاضته، فكيف نبيّنا الذی هو أفضل الأنبياء وأزيدهم فی الفيض، وأرفعهم فی الدرجة وأعلىٰ؟ وأیّ شیءٍ دينٌ لا يضیء قلبًا نورُه، ولا يُسَكِّنُ الغليلَ وجورُه، ولا يتغلغل فی الصُّدور صَدورُه، ولا يُثنىٰ عليه بوصُف يُتمّ الحجّة ﴿۱۷﴾

☆ **الحاشية.** وإن قال قائل: كيف يكون نبی من هذه الأمة وقد ختم الله على النبوّة؟ **فالجواب.** إنه عزّ وجلّ ما سمّى هذا الرجل نبيّا إلّا لإثبات كمال نبوّة سيدنا خير البرية، فإن ثبوت كمال النبی لا يتحقق إلا بثبوت كمال الأمّة، ومن دون ذالک ادّعاء محضٌ لا دليلَ عليه عند أهل الفطنة. ولا معنى لختم النبوّة على فرد من غير أن تُختَتم كمالاتُ النبوّة على ذالک الفرد، ومن الكمالات العظمىٰ كمالُ النبیّ فی الإفاضة، وهو لا يثبت من غير نموذج يوجد فی الأمّة. ثم مع ذالک ذكرتُ غير مرّة أن الله ما أراد من نبوّتی إلّا كثرة المكالمة والمخاطبة، وهو مُسَلَّم عند أكابر أهل السُنّة. فالنزاع ليس إلّا نزاعًا لفظيًّا. فلا تستعجلوا يا أهل العقل والفطنة. ولعنة الله علىٰ من ادّعىٰ خلاف ذالک مثقال ذرّة، ومعها لعنة الناس والملائكة. منه

ظهورُه؟ **وأىّ شىءٍ** دينٌ لا يميز المؤمن مِن الذى كفر وأبٰى، ومَن دخله يكون كمثل من خرج منه، والفرق بينهما لا يُرىٰ؟ وأىّ شىءٍ دين لا يميت حيًّا مِن هواه، ولا يُحيى بحياةٍ أخرىٰ؟ ومن كان لِلّٰهِ كان اللّٰه له.. كذالك خلتْ سُنّته فى أُممٍ أُولٰى. والنبىّ الذى ليس فيه صفة الإفاضة.. لا يقوم دليلٌ علٰى صدقه، ولا يعرفه من أتٰى، وليس مثله إلّا كمثل راعٍ لا يهُشُّ على غنمه ولا يسقى ويبعدها عن الماء والمرعىٰ. وتعلمون أنّ ديننا دينٌ **حىٌّ**، ونبيّنا يُحيى الموتٰى، وأنه جاء كصيّب من السماء ببركات عُظمٰى، وليس لدينٍ أن ينافس معه بهذه الصفات العُليا. ولا يحطّ عن إنسان ثقلَ حجابه، ولا يوصل إلى قَصْر اللّٰه وبابه إلّا هٰذا الدّين الأجلٰى، ومن شكّ فى هٰذه فليس هو إلّا أعمٰى. وقد اخترط الناس سيوفهم على هذا العبد من غِمْدٍ واحدٍ، فتَجالَدَهم ربُّ الورىٰ. فقطَّ بعضَهم، وأخزىٰ بعضهم، ومهّل بعضهم تحت وعيده إلٰى يومٍ قدّر وقضٰى. وإنّهم آلوا أن لا يعاملوا به إلّا ظلمًا وزُورا، وتحامتْ زمرُهم عن طرق التقوى، وبعدوا عن منهج الحقّ كأنّ أسدا يفترس فيه أو يلدغ ثعبان أو تَعِنُّ آفةٌ أُخرىٰ.

﴿۱۸﴾ ووَدّوا أن يُقتَل هذا العبد أو يسجن أو ينفٰى من الأرض، ليقولوا بعده إنه كان كاذبا فأهلكه اللّٰه وأردىٰ أو أهان وأخزىٰ؛ فنصره اللّٰه نصرًا بعد نصرٍ من الأرض والسماوات العُلٰى، واستفتح فخاب كلّ من استعلٰى. ورزقه اللّٰه الابتهال والإقبال عليه عند كلّ مصيبة، فاستجاب إذا دعا، وجعل أثرًا فى دعوته، ومن دعا عليه فقد هوىٰ. فطُعن كثير من الناس بدعوته، فذاقوا موتًا أَدهىٰ، وقد كانوا يتمنّون يوم مَنيّته ويقولون أَخْبَرَنا اللّٰه بموته وأَوحىٰ. إنّ فى ذالك لآية لأولى النُّهىٰ. وجعل اللّٰه داره حَرمًا آمِنًا من دخلها حُفظ من الطاعون

وما مَسَّه شیءٌ من الأذی، ويُتخطّف النّاس من حولها. إنّ فی ذالک يری يدَ القدرة مَن كان له عين تری. وأعطاه أعمالا صالحات مع ثمراتها لنفع الأبرار، كأنّها جنّات تجری من تحتها الأنهار. ووضع له قبولا فی الأرض، فيسعٰی إليه الخلق فی الليل والنّهار. وجذب اللّٰه إليه كثيرًا من أولی الأبصار، الذين لهم نفوس مطهّرة وطبائع سعيدة، وقلوب صافية، وصدور منشرحةٌ كالبحار، وجعل بينهم مودّة ورحمة، وأخرج من صدورهم كلّ رعونة واستكبار. وأنبأه به فی وقت لم يكن فيه هٰذا العبد شيئًا مذكورًا، وكانت هٰذه النصرة سرًّا مستورا. وأعطاه عصا صدقٍ يخزی بها العدا، فتلقّفتْ ما صنعوا من حَيَواتِ كيدٍ نحتوه بالنجوىٰ. ووعد أنه يهين من أراد إهانته، فأدرک الهوان من أهان واستعلٰی. إنّهم كانوا يكذّبون من غير علم، وقلوبهم فی غَمْرة من أهواء الدُّنيا، وكانوا ينظرون إلٰی سلسلة اللّٰه مغاضبًا، ويُؤذُون عباد اللّٰه بحديث يفتریٰ، ولا يدخلون دار الحقّ بل يمنعون من يريد أن يدخلها ولا يأبٰی. فغضب اللّٰه عليهم، وقطّع لهم ثيابًا من النّار، وسعّر عليهم سعير الحسرات، فلم يملكوا صبرًا، ولم يدفعوا عنهم أُوار الاضطرار. وما كان لهم مَلْجأٌ مِن سخط اللّٰه، ولا مَن ينجّی من البوار ولو نظروا ذات اليمين وذات اليَسار. فكان مآلهم الخسران والخسار، والذُّلّ والصَّغار. وطاشتْ سهامهم الّتی رموا إلٰی هٰذا العبدِ، وحفظه اللّٰه من شرّهم، وأَدْخله فی حِمی الأمن ودار القرار. وقد نفضوا الكنائن ليردّوا القدر الكائن، وأرادوا أن يُطفئوا بأفواههم ما نزل من الأنوار، وسقطوا كصخرة عليه، وودُّوا لو تُسوّیٰ به الأرض أو تخرّ عليه الجبال، لئلّا يبقٰی من الآثار. فنصره اللّٰه نصرًا عزيزًا من عنده، ليجعل اللّٰه ذالک حسرةً عليهم، وإن اللّٰه لا يجعل علی المؤمنين سبيلًا للكُفّار. وما ادرؤوا عن أنفسهم ما أنبأه اللّٰه فيهم من سُوء الأقدار.

﴿۱۹﴾

وبشّر اللّٰه هذا العبد المأمور بأنه يكون فی أمانه وحِرْزه، ولا يضرّه من عاداه من الأشرار، ويعيش تحت فضل اللّٰه الغفّار. فكذالک عصمه اللّٰه تحت حمايته، ورحّبَ به فی حضرته، وصار علٰى عداه كالسَّيف البتّار. وأعانه فی كُلّ موطنٍ كالرفيق، ونقله إلى السَّعة من الضيق، وجعل له الأرض كوادٍ خضرٍ أو روضٍ مملوّةٍ من الثمار. ووضع البركة فی أنفاسه، وطهّره من أدناسه، وأوصل إلى الأقطار ضوء نبراسه. فرجع إليه كثير من الأبرار، وهجروا أوطانهم فی اللّٰه تعالٰى، وأوطنوا قريته طمعًا فی رحمة اللّٰه الغفّار. فاشتعل العِدا حسدًا من عند أنفسهم، ومكروا كلَّ مكرٍ، فما كان مكرهم إلّا كالغبار. وأخرجوا من كلّ كنانةٍ سهُمًا، فما كان سهمهم من اللّٰه إلّا التبار. وأجمعوا له ورمَوا من قوسٍ واحدٍ، فانقلب بفضل من اللّٰه، وزادتْ عِزّته فی الديار. وكذالک نصر اللّٰه عَبْده، وصَدَق وعده، وهيّأ له من لدنه كثيرًا من الأنصار. وبشّره بأنّه يعصمه من أيدی العِدا، ويسطو بكل من سطا، وكذالک أنجز وعده وحفظه من كلّ نوع الضرار.

﴿۲۰﴾ وجعله مصطفًى مبرَّءًا من كلّ دنسٍ وزكّىٰ، وقرّبه نجيًّا وأوحٰى إليه ما أوحٰى، وعلّمه من لدنه طريق الرُّشد والهُدىٰ. وجمع له كلّ آية من الأرض والسماوات العُلٰى، وكفّ عنه شرّ أعدائه، وأسّس كلّ أمره على التقوىٰ، وأَصلح شؤونه بعد تشتُّت شملها، وأوصل سهُمَه إلى ما رمٰى. وجعل الدُّنيا كأَمَةٍ له تأتيه من غير شُحٍّ وهوىٰ، وفتح عليه أبواب كلّ نعمةٍ وآوىٰ وربّٰى. وعلّمه من لدنه وأعثره على المعارف العُليا. وقد جاء كم على وقت مُسمّى. **فما تقولون** فی هٰذا الرجل؟ هل هو صادق أو كاذب، ومِن أين منبت هذا الفضل؟ أأعطاه اللّٰه ما أعطىٰ، أم الشيطان قادرٌ علٰى هٰذه الأمور العظمٰى؟ بيّنوا توجروا.. واتّقوا يوم الفصل الذی يُظهر ما يخفٰى.

البابُ الثّانی

اسمعوا، یا سادة ـ هداکم اللّٰه إلی طُرق السعادة ـ أنّی أنا المُستَفتِیُ وأنا المدّعی. وما أتکلّم بحجاب بل أنا علٰی بصیرة من ربّ وهّاب. بعثنی اللّٰه علٰی رأس المائة، لأجدّد الدین وأنوّر وجه الملّة، وأکسّر الصلیب وأُطْفِیَٔ نار النصرانیة، وأقیم سنّة خیر البریّة، ولاُصلح ما فَسَدَ، وأروّج ما کَسَدَ. وأنا المسیح الموعود والمهدی المعهود. مَنَّ اللّٰه علیّ بالوحی والإلهام، وکلّمنی کما کلّم برسله الکرام، وشهد علی صدقی بآیات تشاهدونها، وأری وجهی بأنوارٍ تعرفونها. ولا أقول لکم أن تقبَلونی من غیر برهانٍ، وآمِنوا بی من غیر سلطانٍ، بل أنادی بینکم أن تقوموا لِلّٰه مقسطین، ثم انظروا إلی ما أنزل اللّٰه لی من الآیات والبراهین والشهادات. فإن لم تجدوا آیاتی کمثل ما جرت عادة اللّٰه فی الصادقین، وخلتْ سُنّته فی النبیّین الأوّلین، فرُدّونی ولا تقبلونی یامعشر المُنکرین. وإن رأیتم آیاتی کآیات خلتْ فی السابقین، فمن مقتضی الإیمان أن تقبلونی ولا تمرّوا علیها معرضین. أ تعجبون من رحمة اللّٰه وقد جاء ت أیّامها؟ وترون الملّة ذاب لحمها وظهرت عظامها، وکُبّر أعداؤها وحُقّر خُدّامها. ما لکم ترون آیَ اللّٰه ثم تُنکرون؟ وترون شمس الحق أمام أعینکم ثم لا تستیقنون؟ أیّها الناس. تمّت علیکم حجة اللّٰه فإلام تفرّون؟ وإن آیاته من کلّ جهةٍ ظهرت، والإسلام نزل فی غار الغربة وأوامره تعطّلت، وکلّ آفةٍ علیه نزلت، وکلّ مصیبةٍ کثرت له أنیابها، وکلّ نحوسةٍ فتح علیه بابها، وَالألْفُ السادس الّذی وُعد فیه ظهور المسیح قد انقضی، فما زعمکم. أأخلفَ اللّٰه وعده أو وفّی؟

﴿۲۱﴾

ألا ترون كيف اتّفقت الأمم على خلاف هٰذه الملّة، وصالوا عليه متّفقين كسباع تخرج من الأَجَمة الواحدة، وبقى الإسلام كوحيدٍ طريدٍ، وصار غَرَضَ كلِّ مَريدٍ، وللأغيار عيدٌ، وقمرُنا ذوالقعدة، قَعَدْنا كالمنهزمين من الكَفَرة بكمال الخوف والرِّعْدة، وهم يُطعنون فى ديننا ولا كطَعْن الصَّعْدة؟ فعند ذالك بعثنى ربّى علٰى رأس المائة. أ تزعمون أنه أرسلنى من غير الضرورة؟ واللّٰه إنّى أرىٰ أن الضرورة قد زادت من زمانٍ سَبَقَ، وولّى الإقبال كغلامٍ أَبَقَ. وكان الإسلام كرجل لطيف البُنْية، مليح الحلْية، والآن ترى على وجهه سواد البدعات، وقروح المحدَثات، ونُقل إلى الغثّ سمينُه، وإلى الكدر مَعينُه، وإلى الظلمات نوره، وإلى الأخْرِبة قصوره، وصار كدارٍ ليس فيها أهلها، أو كوَقُبَةِ مَشارٍ ما بقى فيها إلّا نحلُها. فكيف تظنّون أن اللّٰه ما أرسل مجدّدًا فى هذا الزمان، وكان وقت نزولِ المائدة لا وقت رفعِ الخِوان. وكيف تزعمون أن اللّٰه الكريم عند ازدحام هٰذه البدعات وسيل السيّئاتِ، ما أراد إصلاح الخلق، بل سلّط على المسلمين دجّالا منهم ليهلكهم بسمّ الضلالات؟ أكان دجلُ النصارى قليلًا غير تامٍّ فى الإضلال، فكمّله اللّٰه بهذا الدجّال؟ فواللّٰه ليس هٰذا الرأى من عين العقول والأبصار، بل هو صوت أنكرُ مِن صوت الحمارِ، وأضعف مِن رَجْعِ الحوار. ثم مع ذالك كيف نزلت الآيات تَتْرىٰ لتأييد رجل يعلمه اللّٰه أنه من المفترين؟ أليس فيكم شىء من تقوى القلوب يا معشر المنكرين؟ ما كان لعبد أن يفترى على اللّٰه ثم ينصره اللّٰه كالمقبولين. فإن مِنْ هذا يُرفَع الأمان ويشتبه الأمر ويتزلزل الإيمان، وفيه بلاء للطالبين. أ تزعمون أن رجلا يفترى على اللّٰه كلّ ليلٍ ونهارٍ وآصال وأبكارٍ ويقول يوحىٰ إلىّ وما أوحى إليه شىء، ثم ينصره ربّه كما ينصر الصادقين؟ أهٰذا أمر يقبله العقل السليم؟ ما لكم لا تفكّرون كالمتقين؟ أبقِيت لكم دجّالون.. وأين المُجدّدون

﴿۲۲﴾

نیزہ

والمصلحون، وقد أكل الدينَ دودُ الكفر.. ألا تنظرون؟

أَلا ترون علماء النصارى كيف يخدعون الجهّال، ويلمعون الأقوال والأعمال، لعلهم يرجعون؟ وإن اللّٰه أنزل لكم حجّة عليهم، فلم لا تنتفعون بحجّته أيها العاقلون؟ وواللّٰه لو اجتمع أوّلهم وآخرهم، وخواصّهم وعوامّهم، ورجالهم ونساؤهم، ما استطاعوا أن يأتوا بآية كما نُعطى من ربّنا، ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا. ذالک بأنهم على الباطل، ونحن على الحقّ، وإلٰهنا حيٌّ، وإلٰههم ميّت، فلا يسمع شهيقهم ولا زفيرا. وإنّ لنا نبيّ نرىٰ آيات صدقه فى هٰذا الزمن، وليس فى أيديهم إلّا خضُراء الدمن، فأين تفرّون من حصنِ الأمن أيها الغافلون؟

وإن نبيّنا خاتم الأنبياء ، **لا نبيّ بعده،** إلّا الذى ينوِّر بنوره، ويكون ظهوره ظِلَّ ظهوره. فالوحى لنا حقٌّ ومِلُکٌ بعد الِاتّباع، وهو ضالّةُ فِطرتنا وجدناه من هٰذا النبيّ المطاع، فأُعطينا مجانًا من غير الاشتراء . والمؤمن الكامل هو الذى رُزق من هذه النعمة على سبيل الموهبة، والذى لم يُرزَق منه شيئًا يُخاف عليه سوء الخاتمة. ﴿۲۳﴾

هذه ملّتنا نرىٰ كلّ آنٍ ثمارها، ونشاهد أنوارها. وأما دين النصارى فليس إلّا كدارٍ يخوّف الناسَ دُجاها، ويعمى العيونَ دُخاها، وهل لها آية لنراها؟ وواللّٰه لو لم يكن دين الإسلام لتعسّرت معرفة ربّ العالمين. فما ظهرت خبيئة المعارف إلّا بهٰذا الدّين. وإنه كشجرة تؤتى أُكُلها كلّ حين، ويدعو الآكلين الذين هم من العاقلين. وأمّا دين عيسٰى فما هو إلّا كشجرة اجُتثّتْ من الأرض، وأزالت الصراصر قرارها، ثم اللصوص ما أبقَوا آثارها. وليس فى دينهم إلّا قصص منقولة، ومن المشاهدات معزولة. ومن المعلوم أن القصص المجرّدة لا تهب اليقين، وليس فيها قوّة

تجذب إلى ربّ العالمين.

وإنّما الجذب فى الآيات المشهودة، والكرامات الموجودة، وبها تتبدّل القلوب، وتزكّى النفوس وتزول العيوب، فهى مختصّ بالإسلام، واتّباع نبيّنا خير الأنام، وانا علىٰ هٰذا من الشاهدين، بل من أهلها ومن المجرّبين، ونتمّ بها الحجّة على المنكرين. وأىّ شيءٍ الدينُ الذى كان كدارٍ عفَت آثارها، أو كروضةٍ أُجيحت أشجارها؟ ولا يرضى العاقل بدينٍ كان كدارٍ خربت، أو كعصا انكسرت، أو كاِمْرأةٍ عَقَرت، أو كعين عميت. فالحمد للّٰه كلّ الحمد، أن الإسلام دين حىٌّ يُحيى الأموات، ويُخضّر المَوات، ويُنضّر الحياة. وإنّى أعجب، واللّٰه، كلَّ العجب من قومٍ يقولون إنّا من فِرق الإسلام، ثم ينكرون فيوض هٰذا الدّين وفيوض نبيّنا خير الأنام، ومكالمة اللّٰه العلّام. ما لهم لا يهبّون من رقُدتهم، ولا يفتحون عيون فطنتهم؟ فأستعيذ باللّٰه من مثل حالهم وأعجب لهم ولأقوالهم! وقد قُمت فيهم مأمورًا من اللّٰه فلا يؤمنون، وأدعو إلى اللّٰه فلا يأتون، ويمرّون كأنهم ما سمعوا وهم يسمعون. أما بَلَغَتْهُمْ قصص قوم كانوا يكذّبون رسلهم ولا ينتهون؟ أم لهم براء ة فى القرآن فهم بها يتمسّكون؟ ﴿۲۴﴾

وإنّى، واللّٰه، من الرحمٰن، يكلّمنى ربّى ويوحى إلىّ بالفضل والإحسان. وإنى نشدتُه حتّى وجدتُه، وطلبتُه حتّى أصبتُه. وإنّى أُعطيتُ حياةً بعد الممات، ووجدت الحقّ بعد ترك الفانيات. وإنّ ربّنا لا يضيع قومًا طالبين، ولا يترك فى الشبهات من طلب اليقين. وإنّكم مكرتم كلّ المكر، ولو لا فضل اللّٰه ورحمته لكنت من الهالكين. وخاطبنى ربّى وقال: إنّک بأعيننا، فأوفىٰ وعده فى كل موطنٍ وعند كلّ كيدٍ من الكائدين. ونصرنى وآوانى إليه، وكرَّ كلُّ

واحدٍ منكم عليّ، فلم يتمكّن بشر منّي فرجعوا خائبين.

وقطعتم ما أمر اللّٰه به أن يوصل، وأشعتم بين النّاس أن هؤلاء ليسوا من المسلمين، وتمنّيتم أن نكون من المخذولين، فقلّب اللّٰه عليكم أمانيكم، ونشر ذكرنا فی العالمين. أهٰذا جزاء المفترين؟

أيّها النّاس.. لكم لونان: لون فی القلب، ولون فی اللسان. الإيمان على الأَلْسُن والكفر فی الجنان. جعلتم الأقوال للرحمٰن، والأعمال للشيطان فأين أنتم من هداية القرآن؟ أنتم تقرؤون فی كتاب اللّٰه أن عيسٰی ذاق كأس الممات، ثم ترفعونه مع جسمه العنصریّ إلى السماوات، فلا أدری حقيقة إيمانكم بالآيات. تتلون فی صلواتكم أن عيسٰی مات، ولا رفع الجسمِ ولا حياة☆، ثم بعد الصلاة تتربّعون فی ركن المحراب، وتُقْبِلون بوجوهكم على الأصحاب، فتقولون: من اعتقد بموته فهو كافر وجزاؤه السعير ووجب له التكفير. تلك صلواتكم، وهذه كلماتكم! تقرؤون فی الفرقان: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ[1] وبه تؤمنون، ثم تتركون معناه وراء ظهوركم وأنتم تعلمون. أ تجدون فی كتاب اللّٰه نزول عيسٰی بعد موته؟ فما معنى فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ يا ذوی الحَصاة؟ ﴿۲۵﴾

☆ وأمّا ما قال سبحانه تعالٰی: يٰعِيْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ[2] فليس معناه رفع الجسم مع الروح. والدليل عليه ذكرُ التوفّی قبل الرفع، وإنّ هٰذا الرفع حقُّ كل مؤمنٍ بعد الممات، وهو ثابت من القرآن والأحاديث والروايات. وإن اليهود كانوا مُنكرين برفع عيسٰی، ويقولون إنّ عيسٰی لا يُرفَع كمثل المؤمنين ولا يُحيٰی، وذالک بأنّهم كانوا يُكفّرونه ولا يحسبونه من المؤمنين. فردّ اللّٰه عليهم فی هذه الآية، وكذالک فی آيات أخرى وقال: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ[3] وإنّهم من الكاذبين. منه

[1] المائدة: ۱۱۸ [2] اٰل عمران: ۵۶ [3] النساء: ۱۵۹

أتكفرون بكتاب اللّٰه بعد إيمانكم، ولا تتّقون اللّٰه وتبغون مرضاة إخوانكم؟ أتعادون من أُرسل على رأس المائة، وهو منكم ومن هذه الأمّة، وجاء فى وقت الضرورة، وعند فتن النصرانيّة، ووافى دروب صحف اللّٰه بالحقّ والحكمة، وشهد اللّٰه علٰى صدقه بالآيات المنيرة. ما لكم تردّون رحمة اللّٰه بعد نزولها، ولا تكونون من الشاكرين؟ غشى الإسلامَ ليلُكم، وانهمر إليه سيلُكم، وتَحُسَبون أنكم تحسنون؟ ما لكم لا تنظرون إلى الزمان وآفاته، وإلى طوفان الكفر وسطواته؟ أليس فيكم رجل من المتفرّسين؟ فعجِبْنا واللّٰه، كلّ العجب، وحَيَّرَنا ما تقولون وما تفعلون، وما تصنعون بحذاء الكافرين، وما أعددتم فى جواب المتنصّرين؟ إنكم تقطعون أصلكم بأيديكم، وتنصرون بأقوالكم أعداء الدّين. إن اللّٰه أرسل عبدًا عند هٰذا الطوفان، وأنتم تُكفّرونه وتخرجونه من دائرة الإيمان، وقد جاء بنورٍ تجلَّى، وبالمعارف تحلَّى، ليكون حجّة اللّٰه على صدق الإسلام، ولتخرج شمس الدّين من الظلام، وليدافع اللّٰه عنه الضرَّ، والزمنَ المُرَّ، وليمدّ ظلّه ويكثر ثماره، ويُرى الخلْقَ أنواره، وليشاهد الناس أنه أزيد من كلّ دينٍ، فى كيفٍ وكمٍّ وثَمٍّ ورَمٍّ، ثم أنتم تكفرون به، بل أنتم أوّل المعادين. وظَنَنَّا أنكم صَفْو الزّمان، وعينٌ جارية للظمْآن، فظهر أنكم ماء كدر لا يوجد فى الكدورة مثلكم فى البلدان. وجادلتم، فأكثرتم جدالكم حتى سبقتم السابقين، وجاوزتم الحدود، ونقضتم العهود، وكفّرتم المسلمين.

أَلا ترون أنى كنت عبدًا مستورًا فى زاوية الخمول، بعيدا من الإعزاز والقبول، لا يُؤْمىٰ إلىّ ولا يشار، ولا يرجىٰ منى النفع ولا الضرار، وما كنت من المعروفين. فأوحى إلىّ ربّى وقال: إنى اخترتك وآثرتك، فقُلُ إنّى أُمرت وأنا أوّل المؤمنين. وقال: أنت منّى بمنزلة توحيدى وتفريدى، فحان أن

تـعـان وتُعرَف بين النّاس. يأتون من كلّ فجٍّ عميق. ينصرك رجال نوحی إليهم من السّماء. يأتيک من كلّ فجٍّ عميق. هٰذا ما قال ربّی، فأنتم ترون كيف أری الـعَون. إن النّاس أتتُنی أفواجًا، وانثالتْ علیّ الهدايا كأنّها بحر تهيج فی كل آن أمـواجًـا. هـذه آيـات الـلّٰـه لا تـنـظـرون إلٰی نورها، وتنكرون بعد ظهورها. ألا تـفكّرون فی أمری؟ أسمعتم اسمی قبل ما أنبأ به ربّی؟ فإنّی كنت مستورًا كأحدٍ مـن الأنـام، غير مذكور فی الخواصّ ولا العوامّ. ومضٰی علیّ دهرٌ ما كنت شيئًا مـذكـورًا، وكـنـت أعيش كرجل اتّخذه النّاس مهجورًا؛ وكانت قريتی أبُعَدَ من قـصـدِ السيّـارة، وأحقَرَ فی عيون النظّارة، درستْ طلولها وكُرِهَ حلولها، وقلّت بركـاتهـا وكثـرت مـضـرّاتهـا ومـعـرّاتهـا؛ والـذين يسكنون فيها كانوا كبهائم، وبذِلَّتِهم الـظـاهرة يـدعـون الـلائـم؛ لا يـعـلـمون ما الإسلام، وما القرآن وما الأحـكـام. فهٰـذا مـن عجائب قضاء اللّٰه وغرائب القدرة، أنه بعثنی من مثل هذه الـخـربة، لأكـون عـلـی أعـداء الدين كالحَرُبة. وبشّرنی فی زمن خمولی وأيّام قبـولـی بـأنـی سَـأكُون مرجع الخلائق، ولِصَولِ الكفرة كالسدّ العائق، وأُجلَسُ عـلـی الـصـدر، وأُجـعـل لـلقلوب كالصدر. يأتوننی من كلّ فجّ عميق، بالهدايا وبـكـلّ ما يليق. هٰذا وحـی مـن السّـمـاء، مـن حـضرة الكبرياء، ما كان حديثًا يُـفتـریٰ، ولا كـلامًـا يـنـسـج من الهوی، بل وعد من ربّی الأعلٰی. وكُتب وطُبع وأُشيـع قبـل ظهـوره فـی الوریٰ، وأُرسل فی المدائن والقُریٰ، ثم ظهر كشمس الـضـحـیٰ. وتـرون الـنـاس يـجيئوننی فوجًا بعد فوج مع الهدايا التی لا تعدّ ولا تحصٰی. أليس فی ذالک آيةٌ لأولی النهی؟ وإن كنتَ تحسبنی كاذبا فأَرِ الخلُق سـرّی، واكشِفُ سـتـری، واسـئـلُ من أهل هذه القرية، لعلک تُنصَر من العدا. وإنما حدّثتک بهٰذا الحديث لعلک تفتّش وتهدیٰ.

﴿۲۷﴾ فإن كنت لا تخاف الله فامْضِ علىٰ وجهك، يأتی الله بعوضك. وإن كنت تتّقيه، فالبرهان بيّنٌ والأمر هيّنٌ. قد رأى الإسلام صدمات الخريف، فانظُرْ.. ألم يأن وقت الربيع والنسيم اللطيف؟ وترى أن القلوب فی زمننا هذا أجدبت، وطلّقها المبسرات وتركت، فجاء ت رحمة الله بجَودها، وتداركت وأجادت. وأراد الله فی هٰذه الأيام أن يميط شوكًا تجرّح أقدام الإسلام، ويقطع كلّ قتاد وقع فی سبيله، ويُطهّر الأرض من اللئام. فتقبّلُ أو لا تقبّلُ.. إنی أنا مطر الربيع، وما ادعيتُ بهوى النفس بل أُرسلت من الله البديع، لأطهّر الدّنيا من أوثانها، وأزكّی النفوس من الشهوات وشيطانها. ألا ترى ما نزل على هذه الملّة؟ وكيف زادتُ علل على العلّة؟ وتجاوز الوباء مِن أهل دارٍ، إلى مَن كان فی جوارٍ، ودعا الحَينُ أخاه، بمثل ما دعاه. ووُطِئَ الدّين تحت أقدام عَبَدَةِ إنسانٍ، وصال الأعداء عليه كثعُبان، حتى صار كقرية يُطرِّقها السَّيل، أو كأرض تعدو عليها الخَيل. هناك رأى اللّٰه أن الأرض خربت، وخيالات الناس فسدت، وما بقی فيهم إلَّا أمانی الدُّنيا وأهواؤها، وتمايَلَ عليها أبناؤها. فعند ذالک أقامنی فيكم لتجديد الدين، وإصلاح الملّة والتزيين. فانظروا، رحمكم اللّٰه، أجئتكم فی غير المحلّ كالمفترين، أو أدركتُكم عند نهبِ الشياطين؟

(بارش عظيم)

واعلموا، هداكم اللّٰه، أن هذا الأمر بقضاء من اللّٰه وقدره، وهذا النور ليس من ظلمةٍ بل من بدره. وكم من ذئبٍ افترس عباد اللّٰه، أفلا تنظرون؟ وكم من لصٍّ نهب أموال الدِّين، أفلا تشاهدون؟ فما زعمكم.. ألم يأْنِ وقت نصرة الرحمٰن؟ كلَّا.. بل جاء ت أيّام فضل اللّٰه والإحسان. وما جئتكم من غير سلطان مبين، وعندی شهادات من اللّٰه تزيد

﴿۲۸﴾

يقينًا علـى يقين. وكنتُ فى حَيّةٍ قومى كمَيْتٍ، وبيت كلا بيت. وكنتُ مستورًا غيـرمعروفٍ، لا يعرفنى أحد فى القرية، إلّا قليل من الطائفة. وكنت أعيش فى زاوية الكتمان، لا يجيئنى أحد من الرجال والنسوان. وكنت مخفيًّا من أهل الزمان، ما قصدت بلدةً من البلدان، وما جُبْتُ الآفاق، وما رأيت العرب وما تقصّيتُ العراق. وما كان لى، والله، سعة المال، وما ارتضعت من الدّهر إلّا ثدْىَ عقيمٍ لا يُرجىٰ منه لبن الكمال، وما ركبتُ إلّا ظهر بهيمٍ ليس فيه شِيَةُ يُسْرِ الحال. فبشّرنى ربّى فى تلک الزمن بأنه سيكفينى فى جميع المهمّات، ويفتح علىّ باب كلّ نعمة من التفضّلات. وكما ذكرت، كان ذالک الوقت وقتَ العُسرِ وأنواعِ الحاجات، وبشّرنى ربّى بتسهيل أمورى وتيسير مناهجى، وتكفُّلِه بكلّ حوائجى. فعند ذالک وفى زمنٍ أبعد مِن أمنٍ أمرت أن يُصنَع خاتمٌ فيه نقوش هٰذه الأنباء، ليكون عند ظهورها آية للطُّلباء، وحُجّة على الأعداء. والخاتم موجود وهذا نقشه: (أليس الله بكاف عبده) يا أهل الآراء☆. ثم فَعَلَ الله كما وَعَدَ، ومَطَرَ سحابُ فضله كما رَعَدَ، وجعل اللّٰهُ حبّةً صغيرة أشجارًا باسقة وأثمارًا يانعة. ولا سبيلَ إلى الإنكار، ولو اتّفق فِرَق الكفّار، فإن شهادة الشهداء تُسوّد وجهَ مَن أبٰى، وكيف الإنكار مِن شمس الضّحٰى؟ ثم إذا تمّتْ كلمة ربّى وملأ اللّٰهُ جِرابى، تبادَرَ القومُ بابى، وصرت من القطرة كالبحار، ومن الذرّة كالجبال الكبار، ومِن زرع صغير كالأشجار المملوّة من الثمار، ومن دودة ككُمَاةِ المضمار، إن فى ذالک لآية لأولى الأبصار. وكذالک بشّرنى ربّى بطول عمرى

☆ قد مضى على صُنعِ هٰذا الخاتم أزيَدُ من ثلاثين سنة، وما ضاع إلى هذا الوقت فضلًا من اللّٰه ورحمةً. وما كان فى ذالک الزمن أثرٌ من عزّتى، ولا ذكرٌ من شهرتى، وكنتُ فى زاوية الخمول، محروما من الإعزاز والقبول. منه

فی بدْء أمری وقال: تری نسْلًا بعيدًا. فعمّرنی ربّی حتی رأيت نسلی ونسل نسلی، ولم يترکنی کالأبتر الذی لم يُرزق وليدًا، وتکفی هٰذه الآية سعيدا. فأفتونی أيها العلماء والمحدّثون والفقهاء .. أتجوّز عقولکم أنّ تلک المعاملات کلّها يعامل اللّٰه برجل يعلم أنه يفتری عليه، ويکذب أمام عينيه؟ وهل تجدون فی سنّة اللّٰه أنه يُظهر علی غيبه إلی عمر طويل أحدا من المفترين؟ ويتمّ عليه کلّ نعمته کالنبيّين الصادقين؟ وينصره فی کلّ موطن بإکرامٍ مبين؟ ويمهّله مع هٰذا الافتراء حتی يبلغ الشيبَ من الشباب، ويُلحق به ألوفا من الأصحاب، ويعينه ويطرد أعداءه المؤذين کالکلاب؟ ويؤتيه ما لم يؤتَ أحد من المعاصرين، ويُهلِک من باهله أمام عينيه أو يخزی ويهين؟ ومن کان علی الدنيا مُکِبًّا ولزينتها محبًّا، ومن أهل الافتراء والفرية.. أرأيتم نصرته کهذه النصرة؟ أو أحسستم له عونةَ اللّٰه کهٰذه العونة؟ ما لکم لا تفکّرون کالمتّقين؟ هداکم اللّٰه! إلام تُکفّرون عباد اللّٰه المؤيّدين؟ وإنکم تکذّبوننی، ولا أعلم بم تکذّبون! أَکَفرتُ بکتاب اللّٰه، أو أنکرتُ ما جاء به المرسلون؟ أو ما رأيتم آيات اللّٰه فلذالک ترتابون؟ أو جئتکم فی غير الوقت فقلتم جاء کما يجیء المزوّرون؟ ما لکم لا تعرفون الحقّ ولا تبصرون؟ انظروا إلی الأمم الخالية من المفترين، والخليقة الفانية من المتقوّلين.. کيف انتسفهم اللّٰه لافترائهم، وأهلکهم وما أبقی شيئًا من نبئهم، ومحا آثارهم، وأفنٰی أنصارهم، لما کانوا کاذبين، وللصادقين منافسين. ولو لا تفريق اللّٰه بين الحق والباطل لارتفع الأمان، وتشابهَ الخبيث والطيب والخرب والعمران، ولم يبْقَ فرق بين المقبولين والمردودين. ﴿۲۹﴾

اعلموا رحمکم اللّٰه أن عمر الافتراء قليل والمفتری فی آخر عمره ذليل. ثم المفترون قوم مخذولون لا ينصرهم ربٌّ علّام، ولا يشهد اللّٰه لهم وليست فی کنانتهم سهامٌ،

وليس متاعهم إلّا كلام، ولا يؤيَّدون ولا يباركون كالمقبولين. ومن سنن اللّٰه أنّه إذا بارز أحد من المكذّبين صادقا وقام للمنازعة، أو اشتبک معه بنيّةِ المباهلة، صرعه اللّٰه بالخزى والذلّة، وكذالک جرتْ عادة حضرة الأحديّة، ليفرّق بين الصدّيقين والمزوّرين. إنّ المزوّرين لا يُنصرون من اللّٰه، ولا يؤيَّدون بروح منه، ﴿۳۰﴾ ولا توافيهم نور من السماء ، ولا تُقدَّم إليهم مائدة الصلحاء ، وما هم إلّا كلاب الدُّنيا، تجدهم عليها متمايلين، وتجد صدورهم مملوّة من شحّها وهم على أنفسهم من الشاهدين. ويُخزَون فى مآل أمرهم، وهناک يُعرَف وجود مميّز يميّز الخبيث من الطيّبين. والّذين صدقوا عند ربّهم قد ثنى اللّٰه تعالىٰ عن الدُّنيا عِنانَهم، وعطف إليه جنانهم، فاختاروا له اليوم الأسود والموت الأحمر، وأعطَوه الظاهر والمضمَر، وسعوا إليه بوجدهم، وقضوا مناسک عشقهم، وأتمّوا طواف محبّتهم، أولئک لا يُخزون فى هٰذه وفى يوم الدّين، وسيسكنون فى مقاصر عزّ ورفعة. لا يرون تجاهَ العدا مِن عثرةٍ، ويحفظهم اللّٰه من كلّ صرعةٍ، ويقيلهم وينعشهم عند كلّ سقطة، فيعيشون محفوظين. والفرق بينهم وبين المفترين كشمس الضحٰى واللّيلِ إذا سجٰى، أو كحليبٍ لطيفٍ وخلّ ثقيف. يتراء ى نور جبُهتهم للناظرين. إنهم سرّحوا امرأة الدُّنيا وزينتها، واختاروا الآخرة وذاقوا سكينتها، واستراحوا مع اللّٰه بعد ترک أهوائهم، وخرّوا على حضرة اللّٰه وفرّوا إليه منقطعين، وقنِعوا من الدنيا بثوبٍ كثيفٍ، وبقلٍ قطيفٍ، فاعطى أرواحهم حلّلا كبرقٍ مع غذاءٍ لطيفٍ، ورُدّ إليهم ما تركوا وكذالک يفعل اللّٰه بالمخلصين. ونظر اللّٰه إليهم فوجدهم الطيّبين الطاهرين، ورأى أنهم يؤثرونه على غيرهم☆، فآثرهم على الأغيار، ورأى أنهم كانوا له فكان لهم، وجعلهم مهبط الأنوار، وكذالک جرت سنّته من الأوّلين إلى الآخرين. وكم بُر

☆ غیرھم سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔غیرہ ہونا چاہیئے۔(ناشر)

تُحفَر لهم، فيخرجهم اللّٰه بأيديه، ولا تصيبهم مصيبة ليهلكوا، بل ليرى اللّٰه بها كرامتهم، ولا تنزل عليهم آفة ليدمَّروا بل ليثبّت اللّٰه بها أنهم من المؤيَّدين. أولئک رجال صافاهم حِبُّهم. ولا يخزى اللّٰه قوما إلّا بعد أن يتألّم قلوبهم بإيذاء تلک الخبيثين، كذالک جرت سنّة اللّٰه فى المخلوقين. وإذا أقبلوا على اللّٰه سُمع لهم، وإذا استفتحوا فخاب كلّ ظَلّام ضنين. يعيشون تحت رداء اللّٰه.. تراهم أحياءً وهم من الفانين. أ تظُنّ أن هذا القوم قد خلوا من قبل ولا يريد اللّٰه أن يخلق مثلهم فى الآخرين؟ ثقلتک☆ أُمّک! إنْ هذا إلّا خطأ مبين. يا عافاک اللّٰه.. بعدتَ بُعدًا عظيمًا من سنن اللّٰه ربّ العالمين. لو لا وجودهم لفسدت الأرض ومن فيها، فلذالک وجب وجودهم إلٰى يوم الدين. ﴿۳۱﴾

وما أرسلنى ربّى إلّا ليكفّ عنكم أيدى الكفّار، ويُهيّئكم لنزول الأنوار، فما لكم لا تشكرون بل تعرضون عن الهُدىٰ؟ أتعلمون أنكم تُترَكون سُدىٰ؟ وإنّ مع اليوم غدا. وما جئتكم من هوى النفس، وما كنت مشتاق الظهور، بل كنت أحبّ أن أعيش مكتومًا كأهل القبور، فأخرجنى ربّى على كراهتى من الخروج، وأضاء اسمى فى العالم مع هربى من الشهرة والعروج، ولبثتُ عمرًا كالسرّ المستور، أو القنفذ المذعور، أو كرميم فى التراب، أو كفتيل خارج من الحساب. ثم أعطانى ربّى ما يحفظ العدا، ومنَّ علىّ بوحى أجلٰى. فاشتعل السُّفهاء وظلموا، وكان بعضهم من البعض أطغٰى، وسفَتْ منهم علىّ الأعاصرُ والصراصر العظمٰى، فرأيتم مآلهم يا أولى النهٰى. ثم بعدهم أدعوكم إلى اللّٰه، فإن تقبلوا فاللّٰه حسبكم، وإن تكفروا فاللّٰه حسيبكم، والسَّلام علٰى من اتّبع الهُدىٰ.

يا فتيان رحمكم اللّٰه. ترون انقلابًا عظيمًا فى العالم، وتشاهدون

☆ ثقلتک سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ ثکلتک ہونا چاہئے۔ (ناشر)

مـن أنـواع الـمـعـالـم. وأشـقـى النّاسِ فى هذا الزمن المسلمون. نُهب دُنياهم، وكثيـر مـنهـم مـن الدين يرتدّون. لا ينـزل بلاءٌ إلّا عليهم، ولا تُهلِك داهية إلّا قـومهـم. مـا حـدثتْ بدعة إلّا ولَجتْ بينهم، وما عرَضتْ عليهم الدُّنيا عينَها إلّا فـقـأتْ بها عينهم. نرى شبّانهم تركـوا شـعار الملّة الإسلامية، ومحوا آثار سنَن ﴿۳۲﴾ الـنبـويّة. يـحـلـقـون اللُّحى، ويعظّمون السبال، ويطوّلون الشوارب، مع تلبُّس الـحـلـل النصرانية. فهم فى هذا الزمن أشقٰى مَن أظلّتْه السّماء، وآوتْه الغبراء. يعرضون عن فضل اللّٰه إذا أتٰى، ويفرّون من رحم اللّٰه إذا وافٰى. تَنحَّوا عن خِوان اللّٰـه إذا دنـا، واتّبعوا طرقًا أُخرىٰ. لا يخافون حرّ النار واللّظى، ويخافون مرارة هٰـذه الـدّنيـا، والـطـريـق الـذى مـا نصّفه الشيطان وطئوا كلّه، فسبقوا الخنّاس الأطغٰـى. ومنهم قوم يقولون إنا نحن العلماء، ويتكلّمون كما يتكلّم السفهاء، يـضـلّون النّاس بغير علم وهُدىٰ، ويعرضون عن الحقّ الذى حصْحص وتجلّٰى. ويُـدفـنـون خيـرَ الـرسـل فـى التراب، ويُصعِدون عيسٰى إلى السماوات العلٰى. فتـلـك إذًا قسمةٌ ضيزىٰ! يبصرون ثم لا يبصرون، يرون الحقّ ثم يتعامون وهم يعلمون، ويكتمون الحقّ الذى ظهر كشمس الضحٰى. ألا يرون نصر اللّٰه كيف أتٰى؟ ويُريهم اللّٰه كلّ سنةٍ ما يكرهونها من آياتٍ عظمٰى☆، ثم يمرّون كأنّهم ما رأوا

☆ إنى كتبت غير مرّة أنّ من أعظم آى اللّٰه ما أنبأنى بكثرة الجماعة، ورجوع الناس إلىّ فوجا بعد فوج، ودخـولهـم فـى هـذه السـلسـلة. وكـان هـذا الـوحى فى زمن كنت فيه رجلا خاملا لا يعرفنى أحد، لا من الـخـواصّ ولا مـن العامّة. ثم بعد ذالك زادت جماعتى إلى حدّ لا يعرف عددهم على الوجه الكامل إلّا عـالم الغيب والشهادة، وانتشـروا فـى هـذه البـلاد وبلادٍ أخرىٰ كصيّب يعمّ كلّ أقطار البلدة. ففكّروا.. أليـس ذالك مـن الآيـات العظيمة؟ وقد أيّد كلامى هذا المكتوب الذى بلغنى اليوم فى آخر جنورى سنة ۱۹۰۷ء من أرض مـصـر، فـأكتب مـنـه السـطـريـن لـمـلاحظة أهل النّصفة، وهو هذا: إلى ذى الجلال والاحتـرام الـمسيـح الـمـوعـودُ ميـرزا غـلام أحـمـد القاديانى الهندى الفنجابى، بعد التحيّة، لقد كثرت أتباعكم فى هذه البلاد وصارت عدد الرمل والحصا، ولم يبق أحد إلّا وعمل برأيكم واتّبع أنصاركم.

الراقم: أحمد زهرى بدر الدين، من إسكندرية، ۱۹ دسمبر سنة ۱۹۰۶ء. منه

ويتحامون عن طرق التقوىٰ، كأنّ أسدًا يفترس فيها أو تأخذهم آفاتٌ أُخرىٰ. أيظُنّون أنهم لا يُسألون ويُتركون كشيء يُنسٰى؟ ألا يرون الآيات من ربّى، أو رأوا كمثله معاملة اللّٰه برجل افترىٰ؟ ما لهم لا يتركون عادة الإيذاء، والسبّ والازدراء؟ أأقْسموا وآلوا وعاهدوا عليه؟ واللّٰه يسمع ويرىٰ. يا حسرات عليهم! إنّهم جاوزوا حدّ التُّقٰى، وطُبع على القلوب فآثروا العَشا والعمىٰ. يخافون الخَلْق ولا يخافون اللّٰه، ولا يتّقون حرّ النّار واللَّظىٰ. وقد أوتوا مفاتيح دار الدّين فما دخلوها، وما رضوا بأن يدخلها زمرٌ أخرىٰ. أ يُرْجىٰ منهم أن يؤمنوا بإمام وقتهم، بل يقولون كذّابٌ يُضلّ الورىٰ، أرىٰ نفسَه فى زىّ المسلمين ولا يؤمن باللّٰه ورسوله المصطفٰى. وما شَقّوا صدرى، فما أعثرهم على كفر يُخفٰى؟ وقد رأوا آياتٍ إن رآها قوم أُهلكوا فى قرونٍ أولٰى ما عُذّبوا فى الدنيا ولا فى العُقبٰى. فهٰذه شقْوتهم.. طلعت الشمس عليهم وأضحٰى، وهم يختفون فى الغار ويؤثرون الدُّجٰى. لا يفرّقون بين خائنٍ وأمينٍ، وبين نهارٍ وليلٍ سجٰى. يريدون أن يطفئوا نورًا نزل من اللّٰه ذى الجلال، واللّٰه غالب علٰى أمره وإن كان مكرهم تزول به الجبال. أيحسبون أنهم قومٌ ليس لهم زوال؟ وسيبطل اللّٰه كيدهم، وإن كان كيدهم كحليبٍ أَجرىٰ فى الحلوق، وأمضٰى فى العروق، أو كغذاء أخرىٰ هى ألطف وأَحْلٰى. أيستطيعون أن يردّوا قضاءه؟ سبحان ربّنا الأعلٰى! إنه يَغلِب ولا يُغْلَب، وينفذ أمره من السّماء إلٰى تحت الثرىٰ. فهل من فتى يخافه ولا يطغى؟ وهل من حُرّ يطيعه ولا يأبٰى؟ أيتّكئون على آراء آبائهم الأوّلين؟ وليس لآرائهم ثبات وتجدهم فيها مختلفين، وما زالت النوىٰ تطرح برأيهم كلَّ مطرح، فلا يثبت وليس له قرار ويتبدّل كلّ حين. وواللّٰه، إنّى صادق

﴿۳۳﴾

وجحدوا بما جئت به بغير علم ولا بُرهان مبين. وإنّى أعرض نفسى للذبح فما دونه إن كانوا من الصادقين. إن يقولون إلّا رجمًا بالغيب، وليسوا على الحق مُعْثرين. ويقولون إن الزلازل والطاعون ما جاء ت إلّا بنحوسة هؤلاء ، وإنّهم قوم منحوسون. انظرُ إلٰى أقوالهم كيف يهذَرون! يا أعداء الكتاب والرسول، بماذا تَطيَّرون؟ أجاء العذاب بما أرسل اللّٰه عبده ليتمّ به حجّته ولينذر قومًا غافلين؟ ويلٌ لكم ولما تزعمون! وقد أنبأ اللّٰه بها قبل ظهورها ثم أنتم باللّٰه ورسله تستهزؤون. وإن اللّٰه يرىٰ كلّ ما تصنعون. ترون ليالى الكفر وظُلماتها، وتُحسّون حاجةَ مرسل وأماراتها ثم أنتم تعرضون كأنكم قوم عمون. وإذا ابتسم ثغرُ صبح الإسلام، وأراد اللّٰه أن يجيح الشرك بآياته العظام، فلكم مكرٌ فى آياته لعل الناس إلى الحق لا يرجعون. وتقرؤون فى سورة النور من غير الشكّ والغُمّة، أن الخلفاء كُلّهم يأتون من هٰذه الأُمّة، ثم تلتمسون عيسى الذى هو من بنى إسرائيل، وتنسون ما فيهم قيل. وتقرؤون فى حديث نبىّ اللّٰه **إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ**، ثم أنتم تتجاهلون. أ تكفرون بمن جاء من الرحمٰن بالآيات البيّنات والبرهان، وترون الكفّار كيف جرّحوا دينكم الذى هو خير الأديان؟ وهمّوا بأن ترتدّوا وتكونوا كمثلهم حزب الشيطان. فاعلموا رحمكم اللّٰه أنّ غيرة اللّٰه قد اقتضت فى هذا الزمان، أن يرسل عبده وينجز وعده، وينجى حِزبه من أهل العُدوان. فأنا هو العبد المأمور، والوقت هو الوقت المسطور، فهل أنتم تؤمنون؟ والحقّ قد تبيّن، والوقت قد تعيّن، فما لكم لا تفهمون؟ يا حسراتٍ عليكم، إنكم صرتم أوّل كافرٍ بى، وكنتم من قبل تنتظرون. ألا ترون كيف شاع الشرك فى أعطاف الأرض وأطرافها، وأقطار البلدة وأكنافها؟ أتكفرون بما أنزل اللّٰه وأنتم تعلمون؟

﴿۳۴﴾

يا عُلماء القوم، لا تَعمّدوا لقداح النوم، واللّٰه يوقظكم بحوادث كُبرىٰ، وينبّئكم بدواهی عُظمٰی. فأين الخوف كالأبرار، وأين ماء الدموع بذكر اللّٰه القهّار؟ كنتم إناء الدين، فترشّح الكفر منه وفاضَ، فأعجبنی أن طير نفسكم ما فرّخ وما باض. أخُلِقتم لأكل رغيف، مع شواء صفيفٍ، على خوانٍ نظيفٍ، أيها المُسرفون؟ وقد قال اللّٰه تعالى: مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[1] وما قال "إلّا ليأكلون". يا سبحان اللّٰه! أىّ طريق اخترتم، وأىّ نهج آثرتم؟ أتعيشون إلى آخر الدُّنيا ولا تموتون؟ وتقطفون ثمارها خالدين فيها أبدا، ولا تهلكون؟ إن الدنيا قد انتهت إلى آخرها فلم لا تستيقظون؟ وقد حلّ أرضَكم هذه وباءُ الطاعون، وآفات أُخرى ألا تنظرون؟ وإن اشْتيتم أو أصَفْتم، ﴿۳۵﴾ فهی معكم ولا تفارقكم، ألا تبصرون؟ أأخذكم العَشا، أم أنتم قومٌ عمون؟ وعنّت أمامكم مصائب شتّى، حتّى صُبّت علٰى أنفسكم وأولادكم ونسائكم وذوی القُربٰی، وتفارقكم كلَّ سنة أَعِزّتُكم بموتهم، فلا تستطيعون غير أن يفزع ويبكیٰ. وما كان اللّٰه معذّب قوم حتّى يبعث رسولًا، ليتمّ الحجّة، والأمر يُقضٰی. هٰكذا قال اللّٰه فی كتابه وهٰكذا خلت سُنّته فی أمم أولٰی. فما لكم لا تعرفون إمامًا أُرسل إليكم، ولا تتّبعون داعيًا أقيم فيكم؟ ألا تعلمون مآل من كذّب وأبٰی؟ أرضِيتم أن تموتوا ميتة الجاهلية ثم تُسألوا فی العُقبٰی؟ وأنتم تُهدَون إلى الطيّب من القول، فما لكم تؤثرون الكدر وتتركون الأصفٰی؟ تَدَعون من جاءكم، وتَدْعون الميّت من السماوات العلٰی. وتسبّون وتشتمون، وتقولون ما تقولون، ولا تخافون يومًا تحضر فيه كلّ نفسٍ لتجزیٰ. وليس نبیّ ذليلًا إلّا فی وطنه، فسُبّوا واشْتموا واللّٰه يسمع ويریٰ.

[1] الذاريات: ۵۷

يا قوم لم تتعامون وأنتم تبصرون؟ ولم تتجاهلون وأنتم تعلمون؟ أما علمتم عاقبة الذين كانوا يستهزؤون؟ تلدغون كالزّنبور، وتؤذون رجلا اِعُتمّ كالسراج بالنّور، وتَهرّون برؤية البدور. وأبدرَ الصلحاءُ وأنتم تُظلمون، وجاء الناس وأنتم تهربون. وكَمْ من مُستهزءٍ أخبروا بموتی كأنهم أُلهموا من اللّٰه العلّام، وأصرّوا عليه وأشاعوه فی الأقوام، فإذا الأمر بالضدّ، وردّ اللّٰه مزاحهم عليهم كالجِدّ، وماتوا فی أَسُرع وقت بعد إلهامهم، وتركوا حشيش ندامة وذلّة لاَنعامهم.

ورُبَّ مؤذٍ ما آذَونی إلّا ليظهر اللّٰه بهم بعض الآيات، وقد قصصُنا قصصهم فی ”حقيقة الوحی“ لتكون تبصرةً للطالبين والطالبات. وأقرب القصص من هذا الوقت قصّة رجلٍ مات فی ذی القعدة، وكان يلعننی ويسبّنی، وكان اسمه **سعد اللّٰه**، وكان سبُّه كالصَّعُدة. وإذا بلغ شتمه إلی منتهاه، وسبق فی الإيذاء كلّ من سواه، أوحیٰ إلیّ ربّی فی أمر موته وخِزُيه وقطع نسله بما قضاه، وقال: إن شانئک هو الأبتر، فأشعتُ بين الناس ما أوحی ربی الأكبر. ثم بعد ذالک صدّق اللّٰه إلهامی، فأردتُّ أن أفصّله فی كلامی، وأشيع ما صنع اللّٰه بذالک الفتّان، وعدوّ عباد اللّٰه الرحمٰن. فمنعنی من ذالک وكيلٌ كان من جماعتی، وخوّفنی من إرادة إشاعتی، وقال: لو أشعتها لا تأمَن مَقُتَ الحكّام، ويجُرّک القانون إلی الاَثام، ولا سبيل إلی الخلاص، ولات حين مناص، وتلزمک المصائب ملازمة الغريم، والمآل معلوم بعد التعب العظيم، وليست الحكومة تاركَ المجرمين، فالخير فی إخفاء هذا الوحی كالمحتاطين. فقلت إنی أری الصواب فی تعظيم الإلهام، وإن الإخفاء معصية عندی ومن سير اللئام، وما كان لأحد أن يضرّ من دون بارئ الأنام، ولا أبالی بعده تهديد الحُكّام، ﴿۳۶﴾

ونـدعـو ربّـنـا الـذی هو منبت الفضل، وإن لم یستجبْ فنرضی بالعیش الرذل. والـلّــه، إنــه لا یسـلّـط عـلـیّ هٰـذا الشـریـر، وینــزل علیـه آفةً وینجی عبده الـمستـجیـر. فسـمـع کلامی بعض زبدة المخلصین.. الفاضل الجلیل فی علم الـدیـن.. أعـنـی مـحبّنا المولوی الحکیم **نورُ الدِّین،** فـجـری عـلـی لسانه حـدیث: ”رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ“، واطـمـأنّ الـقـلـوب بـقـولی وقوله، وخطّأوا الـمـحـذّر، واستـضـعـفوا بناء هوله. ثم دعوت علی ”سعد اللّٰه“ إلی ثلا ثة أیّام، وتـمـنّـیت موته من ربّ علّام. فأوحی إلیّ: رُبَّ أشعَثَ أَغْبَرَ لَو أقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لأبرَّه، یعنی إنه تعالٰی یدافع عنک شرّه. فواللّٰه، ما مضی علیّ إلّا لیالی حتی جاء نی نعی موته، فالحمد للّٰه علی ما ضرب العدوّ بسوطه.

﴿۳۷﴾ أیها الناس.. إنّی جئتُ من ربّی بمائدةٍ لأطعم البائس الفقیر، فهل فیکم من یـأخـذ هـذا الخوان ویأمن الجوع المبیر؟ ومن لم یوافقه هذا الغذاءُ فهو من قوم یقال لهم أشقیاء، ومن أکله فله فی هٰذه أجر کبیر، ثم وراء ها فضل کثیر. یرید اللّٰـه لیـحـطّ عـنـکـم الأثقال، ویضع السلاسل والأغلال، وینقلکم من الأرض الـمُجْدبة، إلی بلدة النعمة والرفاهة، وینجیکم من ظلمات اشتدّت فیها الریح، ویبـلّـغـکـم إلٰی مقاصر أُشعلت فیها المصابیح، ویطهّرکم مـن الذنب والزور، لتـکـونـوا کــالـذی قـفـل مـن الـحـجّ الـمبـرور. ولٰکِنّکم رضیتم بـأن تتّسخ ابــدانــکــم بــوســخ الــذنــوب، وأن تبـعـدوا أبـدًا مـن دیــار الـمـحـبـوب. وإنّـی عـرضـت عـلـیـکم ماء الـحیـاة، فـآثـرتـم کـأس الـمـمـات، ودعوتکم إلــی البیــت الـعتیـق، فـفــررتـم إلــی الـغــرانیق. وإنکم تسبّون و إنّـا نقـاسـی لـکـم الـضـجـر والـکـرُبة، ونـدعـو لـکـم فـی ظلمات الغمّ کأنّا نصلّی العتمةَ. وإنّ الأمـر فـی یـد الـلّٰه یفعل ما یشاء، وفی یده القضاء، ویأتی یوم یلین ذالک

الحجر، وإلى متى هٰذا الضَّجَر؟ أيها الناس لا تَمايلوا على قول العامّة، وإنهم قد أعرضوا عن طرق السلامة. وإن عجبتم فما أعجب من قولهم إنّ عيسٰى حيٌّ مع الجسم فى السّماوات، ثم مع ذالک لحِق بالأموات، ودخل معهم فى الجنّات! ويقولون إنه يترک صحبة الموتٰى فى آخر الأيام، وينزل إلٰى بعض أرضين، ويمكث إلى أربعين، ثم يرحل من هٰذا المقام، ويلحق بالأموات إلى الدوام. هذه خلاصة اعتقاداتهم، وملخّص خرافاتهم. فبقينا متحيّرين من هٰذا البيان، مع هٰذا الهذيان. لا أعلم أجَرَّتْهم إليه الأهواء، أو غلبت عليهم السوداء؟ ما لهم إنهم مع طول الزمان، وتلاوة القرآن، ما اهتدوا إلى الحق إلٰى هٰذا الأوان؟ فما أفهم مِن أىّ قسمٍ هٰذا الجنون، وقد مضتْ عليه القرون؟ فوالله، قد حيّرنى إصرارهم علٰى أمرٍ يخالف القرآن، ويجيح الإيمان. وقد جاءهم حَكَمٌ من الله بالحق والحكمة علٰى رأس المائة، وعند غلبة كلِّ نوع البدعة وغلبة الكَفَرةِ، فأعجبنى أنهم لأىّ سبب أنكروه، وهو يدعو الزمان والزمان يدعوه. ووالله، إنّى أنا المسيح الموعودُ، وأعطانى ربّى سلطانًا مبينًا، وإنّى علٰى بصيرة من ربّى، ولو رُفع الحجاب لما ازددتُ يقينًا. إن الله رأى نفوسًا عاصيةوزمنًا كليلةٍ قاسية، فأرسلنى لعلهم يتوبون. وكيف ننصح لهم وإنهم قوم لا يسمعون، وإنهم عن صراط الحقّ لناكبون؟ فرّوا من مائدة الله ورُغفانها، وانتشروا وبقيت الخوانُ على مكانها، وآثروا عصيدة الدنيا وتحلّبتْ لها أفواههم، وتلمّظَتْ لها شفاههم، فأقلّ ما يكون فى صدقى أن يصيبهم بعض الذى أَعِدُهم، فما لهم لا ينتظرون؟ وقالوا إن عيسى حيٌّ، وذالک لقلّةِ عِلمهم بالقرآن والآثار، فينكرون موت عيسٰى

﴿۳۸﴾

أشـدّ الإنكار، وعلٰى حياته يصرّون. وتلك كلمة بها يموتون. فاجتنِبْ ذالك إن كـنـت مـن الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون. ولا تكنْ كمثل الذين تركوا كـلام الـلّٰـه وراء ظهـورهـم فـلا يبـالـون. ويـقولون إن المسلمين أجمعوا على حيـاتـه.. كـلا، بل هم يكذبون. وأين الإجماع وفيهم المعتزلُون؟ وإذا قيل لهم ألا تـفكّرون فى قول ربّكم: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي أو بـه لا تؤمنون؟ فليس جوابهم إلّا أن يـحـرّفـوا آيـات الـلّٰــه ويـقـولـوا إنّ مـعنى التوفّى رفْع الروح مع الجسم الـعنصرىّ. انظرْ كيف عن الحقّ يعدلون! ويعلمون أنّ هٰذا القول قول يجيب به عيسٰـى بـحضرة العزّة يوم القيامة إذ يسأله اللّٰه عن ضلالة الأمّة، وكذالك فى الـفـرقـان تـقـرؤون. فـعـجبـت، والـلّٰــه، كـلّ الـعجب من شأنهم، ومن عقلهم وعـرفانهم! ألا يعلمون أنه ما كان لبشر أن يحضر يوم النشور، من قبل أن يُقبَض روحه ويكون مـن أصـحـاب القبور؟ ما لهم لا يتدبّرون؟ وقد حثا الصحابة التراب فوق خيرالبريّة، ومـزاره مـوجـود إلى هٰذا الوقت فى المدينة المنوّرة. فمِن سوء الأدب أن يـقـال إن عيسٰى ما مات، وإنْ هو إلّا شرك عظيم.. يأكل الحسنات ويخالف الحصاة. بل هو تُوفّى كمثل إخوانه، ومات كمثل أهل زمانه. وإنّ عقيدة حيـاتـه قد جاء تْ فى المسلمين من الملّة النصرانية، وما اتّخذوه إلٰـهًا إلّا بهٰذه الـخـصوصيّة، ثم أشاعها النصارىٰ ببذل الأموال فى جميع أهل البدْو والحضر، بما لم يكن أحد فيهم من أهل الفكر والنظر. وأما المتقدّمون من المسلمين فلم يـصـدر مـنهم هٰذا القول إلّا علٰى طريق العثار والعثرة، فهـم قوم معذورون عند الحضرة، بـمـا كـانـوا خـاطئين غير متعمّدين. وما أخطأوا إلّا من وجه الطبايع السـاذجة، والـلّٰه يعفو عن كلّ مجتهد يجتهد بصحّة النيّة، ويؤدّى حقّ التحقيق مـن غيـر خيانة على قدر الاستطاعة. إلّا الذين جاء هم الإمام الحَكَم مع البيّنات

﴿۳۹﴾

من الهُدىٰ، وفرّق الرُّشد من الغيّ وأظهر ما اختفىٰ، ثم أعرضوا عن قوله وما وافَوا دروب الحقّ بل منعوا من وافىٰ. وخالفوه وماتوا علىٰ عناد وفساد كالعدا، وفرحوا بهٰذه ونسوا غدا. أينكرون ما أنذر اللّٰه به، ولا يجاوزون حَدَّ مصرعهم إذا القدر أتىٰ، وترىٰ كلُّ نفس ما عمل من الهوىٰ. ومن أتى اللّٰه بقلب سليم فنُجّى من اللّظى، وأمّا المعرض الأثيم فله الجحيم، لا يموت فيه ولا يحيىٰ. وإنّا نُصبح ونمسى فى هٰذا الانتظار، ونُجيل طَرْفَنا فى كلّ طرفةٍ إلى الأقدار. وإنّ عذاب اللّٰه قد قرع بابكم، وكسّر أنيابكم، أفلا تنظرون؟ وإنّ نفوسكم قد قربت أَسَد الممات فى الفلوات، فأَعِدّوا لها حصنَ النجاة، ولا تهلكوا أنفسكم بأيديكم أيها الغافلون. إن حياتكم بالإيمان والدّين، لا بالرُّغفان والماء المعين. وإذا ذهب الدين فلا حيات، والذى ضاع دينه يشابه الأموات. وترون أنّ الكُفر كسّر ضلوع الإسلام، وما بقى منه إلّا اسم علىٰ أَلْسُنِ العوامّ. ووالله، إنّ هٰذا ﴿۴۰﴾ الأسد قد جُرّح من الكلاب، ورضى من الافتراس بالإياب، وقعد من الفُلْكِ بمثابة الهُلْك، ولذالك مسّكم مِن كلّ طرفٍ ضُرٌّ، وعيش مُرٌّ، والآفات اختارتْكم صَحْبًا، كأنها وجدتْ فناء كم رَحْبًا، وإنكم تحتها كلّ يومٍ تكسَّرون. وترون أنّ الآفات تنزّل عليكم تَتْرًا، وتبتُر بَتْرًا، ولا تسقط عليكم آفة إلّا وهى أكبر من أُختها، ثم لا تخافون.

وقد رأيتم ما نزل من الآفات، وبعضها نازل بعدها فى أسرع الأوقاتِ، فتوبوا إلى بارئكم لعلكم تُفلحون. وكيف تُرجىٰ منكم التوبة وما تأتيكم آيةٌ إلّا عنها تُعرِضُون؟ فسوف تأتيكم أنباءُ ما كنتم به تستهزؤون. ومن الآفات أن قومًا يدعونكم إلى الكفر، إطماعًا فى نجار الصُّفر، ويعرِضون ذهبًا علىٰ كلّ ذاهبٍ لعلّهم يتنصّرون. وإنّهم أولو الطَّول وأنتم الفقراء، وفُتح عليهم أبواب

الدّنيا وأنتم فی البؤس تصبحون وتُمسُون. وتلک فتنة أکبر من کلّ فتنةٍ، وبليّةٌ أشدّ من کلّ بليّة، فإنکم تحتاجون إلی رُغفانهم وهم لا يحتاجون. وحلّوا أرضکم وملکتُها ملوکهم، فلا بدّ من تأثّرٍ کما تشاهدون. ثم من إحدی المصائب أنّ أمراءکم علی الدّين يستهزؤون، وفقراءکم علی الدنيا يتجانؤون، فلا نجد قرّة العين من أولئکم ولا من هؤلاء، وإنّا من کلٍّ آيسون. وسَرّحنا الطرْف فی الطرفين، فأَخَذَنا ما يأخذ السقيم عند آثار المنون. وما کان لکافرٍ أن يهزمکم، ولٰکن ذنوبکم هزمتکم، وترکتم الحضرة وکذالک تُترکون. وإنّ اللّٰه نظر إلٰی قلوبکم، فما آنس فيها تُقاةً، فسلّط عليکم قومًا عُصاةً، وأعطاهم لتعذيبکم قناة، فهل أنتم منتهون؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ[1] فهل أنتم مغيّرون؟ و مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ[2] فهل أنتم مؤمنون؟

أأنتم تظنّون أنکم أحياءٌ بهٰذا الذنب الدائم، والموت خير للفتٰی من عيشه عيش البهائم، فما لکم لا تتنبّهون؟ وإنّ النصرانية تأکُلکم کلّ يوم کما تأکل النار الحطب، ليتمّ ما قدّر اللّٰه وکتب. وواللّٰه، إن هٰذا الوباء أکبر من کلّ وباءٍ، وهذه الزلزلة أکبر من کلّ زلزلة، وما نزل عليکم ما نزل إلّا من ذنوبکم أيّها الفاسقون. وإن الآفات الجسمانية لا تُهلک إلّا جسمًا، وأمّا الآفات الروحانية فيُهلک الجسم والروح والإيمان معًا. فلا تسبّوا أعداءکم، وسُبّوا أنفسکم إن کنتم تعقلون. ما لکم لا تنظرون إلی السماء، وصرتم بنی الغبْراء، وإن اللّٰه عرض عليکم حليب الدّين فأنتم تعافون، ثم قدّم قومٌ إليکم لحمَ الخنازير فأنتم بالشوق تتمشّشون. ومن دخل منهم فی دينکم فلا يدخل إلّا کأهل النفاق، ويطوف طامعًا فی الأسواق، مکدّيًا بالأوراق، وهم يکثرون وأنتم تقلّون. فإلام هٰذه الحياة أيها الجاهلون؟ تتمايلون علی أموال الدنيا، ﴿۴۱﴾

[1] الرعد:۱۲ [2] النساء:۱۴۸

وما تبصرون من أين تقتنئون۞ وترون الخوان وما ترون المُضلّ الخوّان، كأنكم قوم عمون. وتتركون العِشاء، وبالندامى تَغْتَبِقُون. وتعيشون كُسالىٰ، ولا تمسّون الدّين بإصبع ولا له تتألّمون. ثم تقولون إنّا بذلنا الجهد حقّ الجهد وإنّا مستفرغون. فكّروا يا فتيان، ألم يأن أن يرسل اللّٰه إمامًا فى هذه العمران؟ وإنكم تنقضون عهد اللّٰه وتقطعون ما أمر اللّٰه به أن يوصل وفى الأرض تفسدون. وواللّٰه، إن الوقت هٰذا الوقت فما لكم لا تتقبّلون؟

وإنّى، واللّٰه، فى هٰذا الأمر كعبة المحتاج، كما أن فى مكّة كعبة الحجّاج، وإنّى أنا الحجر الأسود الذى وُضع له القبول فى الأرض والنّاس بمسّه يتبرّكون☆. لعن اللّٰه قومًا يقولون إنه يريد الدنيا، وإنّا من الدُّنيا مُبْعَدون. وجئتُ لأُقيم الناس على التوحيد والصلوٰة، لا لإقناء أنواع الصِّلاة. واللّٰه يعلم ما فى قلبى، ويشهد بآياته أنهم كاذبون. ما كان حديث يفترىٰ، بل جئت بالحق، وبالحق أرسلت، فما لكم لا تعرفون. وإنّى أنا ضالّتكم، لا مضلّكم أيها المسلمون. فهل فيكم من يقبل دعوتى، وينظر بحسن الظنّ إلى كلمتى؟ ﴿۴۲﴾ أليس فيكم رجل رشيد أيها المستكبرون؟ ولو لم أُبْعَث، يا فتيان، فى هٰذا الزمان، لوطّأ الدِينَ أهلُ الصلبان. وإنّ هٰذا السَّيلَ بلغ الرؤوس، وأفنى النفوس، ألا تعلمون القسوس كيف يُضلّون؟ وما أُرسلتُ إلّا عند ضلالٍ نجّس الأرض وأهلك أهلها، فما لكم لا تفهمون؟ وواللّٰه، ليس فى الدهر أعجب من حالكم! كيف طال إعراضكم وصَفُحُكم عنى، وقد رأيتم الآيات وأُعطيتم البيّنات فنبذتموها كالحصات. وفُتح لكم باب الحسنات، فغلّقتم

☆ هٰذا خلاصةُ ما أوحى اللّٰه إلىّ، وهذه استعارة من اللّٰه الكريم. وكذالک قال المعبّرون أن المراد من الحجر الأسود فى علم الرؤيا المرء العالم الفقيه الحكيم. منه

۞ تقتنئون سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست تقتنون ہے۔ (ناشر)

أبوابكم، لئلا تدخل فى العرصات. ما لكم لا تتّقون حرمات اللّٰه وللتكذيب تعجلون؟ وإن اللّٰه سيّاف يسلّ سيفه على الذين يعتدون.

وإنى أنا المسيح الموعود، وأنتم تكذّبوننى وتسبّون وتقولون إنّ هٰذا الدعوىٰ باطلٌ وقولٌ خالفه الأوّلون. فأعجبنى قولكم هٰذا مع دعاوى العلم والفضل! أتقولون ما يخالف القرآن وأنتم تعلمون؟ وإن دعوى الإجماع بعد الصحابة دعوى باطل وكذب شنيع لا يصرّ عليه إلّا الظالمون. وأَنَّى الإجماع؟ أتنسون ما قال المعتزلون؟ أتزعمون أنهم ليسوا من المسلمين وأنتم قوم مسلمون؟ فثبت أنّ قولكم ليس قولًا واحدًا، بل ادّارَءُ تُم فيها، فالآن يحكم اللّٰه فيما كنتم فيه تختلفون. وعندى شهادات من ربّى وآيات رأيتموها أأنتم تنكرون؟ إن الذين خلوا من قبلى لا إثم عليهم وهم مبرّؤون، والذين بلغتُهم دعوتى، ورأوا آياتى، وعرفونى وعرّفُتُهم بنفسى، وتمّتُ عليهم حُجّتى، ثم كفروا بآيات اللّٰه وآذونى.. أولٰئك قوم حقّ عليهم عقاب اللّٰه، بأنهم لا يخافون اللّٰه، وبآى اللّٰه ورسله يستهزؤون. وما جئتهم من غير بيّنةٍ، بل أراهم ربّى آيةً علٰى آيةٍ، ومعجزة على معجزة، وأقيمت الحجّة، وقُضى التنازع والخصومة، ثم على الإنكار يصرّون. أ يحاربون اللّٰه بما أنه جعلنى المسيح الموعود والمهدى المعهود، وله الأمر وله الحكم، لا يُسأل عمّا يفعل وهم يُسألون. وتنحّى بعضهم عن هٰذا النزاع خجلًا وجلًا ورجعوا إلىّ تائبين، وأكثرهم قاسطون.

﴿۴۳﴾ أ يصرّون على حياة عيسٰى، ويخفون إجماعًا اتفق عليه الصحابة كلّهم أجمعون؟ ويتّبعون غير سبيل قوم أدركوا صحبة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

وكلّ واحدٍ منهم استفاض من النبيّ وتعلّم، وانعقد إجماعهم علٰى موت عيسٰى، وهو الإجماع الأوّل بعد رسول الله ويعلمه العالمون. أنسيتم قول الله: قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] أو أنتم للكفر متعمّدون؟ وقد مات علٰى هٰذا الإجماع من كان من الصّحابة، ثم صرتم شيعًا، وهبّتْ فيكم ريح التفرقة، وما أوتيتم سلطانًا على حياته، وإن أنتم إلّا تظنّون. وقد قال الله حكايةً عن عيسٰى: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي فلا تفكّرون فی قول الله ولا تتوجّهون. ءَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ[2] أو تقولون ما لا تعلمون؟

ثم اعلموا أنّ حقّ اللفظ الموضوع لمعنى أن يوجد المعنى الموضوع له فی جُمَعِ أفراده من غير تخصيص وتعيين، ولٰكنّكم تخصّصون عيسٰى فی المعنى الموضوع للتوفّی عندكم، وتقولون لا شريک له فی ذالک المعنى فی العالمين، كأنّ هٰذا المعنى تولّد عند تولّد ابن مريم، وما كان وجوده قبله ولا يكون بعده إلى يوم الدين! وهَبْ، يا فتٰی، أن عيسٰى لم يتولّدْ ولم يُرزَق الوجود من الحضرة، فبقى هٰذا اللفظ كعاطلٍ محرومة من الحلية. فتفكّرْ ولا تُرِنا الأنياب، واتّق الله التوّاب. أ تزعم أنّ هٰذا المعنٰى بساطٌ ما وطّأه إلّا ابن مريم، أو سِماطٌ ما أَمَّهم إلّا هٰذا الملک المكرّم؟ ولو فرضْنا أنّ معنى التوفّی فی آية: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي ليس إلّا الرفع مع الجسم العنصریّ إلى السماء ، ثم مع فرض هٰذا المعنى يكذّب هٰذه الآية نزول عيسٰى إلى الغبْراء ، ولا يحصل مقصود الأعداء ، بل يبقى أمر عدم النزول على حاله كما لا يخفی على العقلاء . فإن عيسٰى يجيب بهٰذا الجواب يوم الحساب يعنی يقول: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي فی يوم يبعث الخلق ويحضرون، كما تقرؤون فی القرآن أيها العاقلون. وخلاصة جوابه أنّه يقول إنی تركتُ أمّتی على التوحيد والإيمان بالله الغيور، ثم فارقتهم إلٰى يوم القيامة وما رجعتُ إلى الدنيا إلى يوم البعث والنشور، فلذالک لا أعلم ما صنعوا بعدی من ﴿۴۴﴾

[1] ال عمران : ۱۴۵ [2] البقرة : ۱۴۱

الشرک والفجور، ولستُ من الملومين. فلو كان رجوعه إلى الدنيا أمرًا حقًّا قبل يوم القيامة فيلزم منه أنه يكذب كذبًا شنيعًا عند سؤال حضرة العزّة. وهٰذا باطلٌ بالبداهة. فالنزول باطلٌ من غير الشکّ والشبهة. **فاستيقظوا يا فتيان!** أين أنتم من تعليم القرآن؟ بل مات عيسٰى كما ماتت إخوانه من النبيّين، ولحق بهم كما تقرؤون فی أخبار خير المرسلين. أقرأتم فی حديث سيّد الكائنات أنّه فی السماء فی حجرة عَلٰى حِدَةٍ من الأموات؟ كلَّا بل هو ميّت، ولا يعود إلى الدنيا إلى يوم يبعثون. ومن قال متعمّدا خلاف ذالک فهو من الذين هم بالقرآن يكفرون. إلَّا الذين خلوا مِن قَبْلی فهم عند ربّهم معذورون. ويشهد القرآن أنه يقول يوم القيامة إنّی ما كنت مطّلعًا على ارتداد الأمّة، ولا أعلم أنهم اتّخذونی إلٰـهًا من دون ربّ البريّة، وكذالک يبرّء نفسه من علم فساد النصارى ووقوعهم فی الضلالة. فلو كان نازلًا قبل القيامة لكان من شأنه أن يصدق بحضرة اللّٰه كما هو طريق البررة، بل هو من حُلل الرسالة والإمامة. فكيف يُظَنّ أنه يختار الكذب ويرتكب جُرْم إخفاء الشهادة، ويقول: يا ربّ، ما عُدتُ إلى الدنيا، وليس لی علم بأحوال أُمّتی، ولا أعلم ما صنعوا بعدی. فإنّ هٰذا كذب شنيع تقشعرّ منه الجلدة، وتأخذ منه الرعدة ☆. ولو فرضنا أنه يقول كمثل هذه الأقوال، ويُخفی متعمّدًا زمن عوده إلى الدنيا عند سؤال اللّٰه ذی الجلال

☆ روى الإمام البخاری عن المغيرة بن النعمان قال، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إنه يجاء برجالٍ من أمّتی (يعنی يوم القيامة)، فيؤخذ بهم ذات الشمال، فأقول: يا ربّ أصيحابی، فيقال: إنک لا تدری ما أحدثوا بعدک. فأقول كما قال العبد الصالح (يعنی عيسٰی) وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّادُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وكذالک روى البخاریّ فی معنى التوفّی عن ابن عباس قال: متوفّيک: مميتک. منه

ويُخفى حقيقة اطّلاعه على كفر أُمّته وإصرارهم على طريق الضلال، فلا شكّ أن اللّٰه يقول له: ياعيسٰى، ما لك لا تخاف عزّتى وجلالى، وتكذب أمام وجهى عند سؤالى؟ ألستَ ذهبت إلى الدنيا عند رجُعتك، وأعثرت على شرك أمّتك؟ ألم تر الذين اتّخذوك إلهًا انتشروا فى جميع البلاد، ونسلوا من كلّ حدب كالجياد، وأنت حاربْتهم وكسرت صليبهم بجهدك وطاقتك، ثم تنكر الآن من نزولك، فأعجبنى كذبك وفريتك.

﴿۴۵﴾ فخلاصة الكلام أنّ قولكم برفع عيسٰى باطل، ومضرّ للدّين كأنه قاتل. وتقولون: لفظ الرفع فى القرآن موجود. نعم، موجود، ولٰكن معناه مِن لفظ مُتَوَفِّيْكَ مشهود، بل جميع كَلِمِ الآية على الرفع الروحانى شهود. أتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض؟ أهٰذا إسلامكم أو كفر وعنود؟ أو تريدون أن تحرّفوا كتاب اللّٰه كما حرّف اليهود؟ ألا ترون أن لفظ مُتَوَفِّيْكَ مقدَّم علٰى لفظ الرفع وفى القرآن موجود؟ فما لكم تتركون رعاية الترتيب، وتختارون ما يضرّكم، وتعرضون عمّا ينفعكم، وتجاوزون الحدود؟ ألم يَنْهَكم اللّٰه أن تحرّفوا معنى القرآن، ولا تتّبعوا سبل الشيطان؟ وواللّٰه، ثم واللّٰه، ما صرفكم عن الحقّ إلّا التعصّب والعناد، وحسبتم الفساد الكبير كأنّ فيه رفُع الفساد. وتقولون لى: أنت كَفّرت أهل القبلة، وخالفت قول خير البريّة. يا سبحان اللّٰه! كيف نسيتم فتاواكم بهذه العجلة؟ وما ابتدرنا بالتكفير وما بدأْنا بالتحقير. أما أشعتم كُفُرنا فى هذه الديار وفى الآفاق وفى السِّكَكِ والأسواق؟ أنسيتم قرطاس الإفتاء، وما قلتم وما تقولون بترك الحياء؟ وجاهدتم كُلّ الجهد لتنقضوا ما عقدُنا، ولتبطلوا ما أردُنا، وكذالك مكرتم كلّ المكر إلٰى عشرين حِجّةً بل أزيد من ذالك عِدّة، وأثرتم من كلّ نوعٍ فتنةً، وقُلتم كلّ ما أردتم فى شأنى من السبّ والشتم

ثم أشعتموه فی الأغیار والأحباب، کَأنّکم مبرَّؤون من المؤاخذة والحساب. ولٰکن اللّٰه أتمّ نورًا أردتم إطفاءه، وملأ بحرًا تمنّیتم أن تغیض ماؤه، ودعوتم لنا أرضًا جدبة، فآوانا اللّٰه إلی ربوة☆ وواد خضر وروضة، ورزقنا نعماءً وآلاءً وبرکاتٍ ما رأیتموها ولا آباؤکم. أهٰذا جزاء الفریة؟ أأعثرتم علی مثله فی زمان من الأزمنة؟

﴿۴۶﴾ فاعلموا، رحمکم اللّٰه، أن صدق دعوای وموت عیسٰی ما کان أمرًا متعسّرَ المعرفة، ولکن طوّعَتْ لکم أنفسکم تکذیب إمامکم، فزاغت قلوبکم، وما فکّرتم حقّ الفکرة. وقد جئتکم بالآیات والشواهد والبیّنات، وقد فتح اللّٰه علیّ أمرًا أخفاه علیکم فی ابن مریم، وذالک فضله أنه فهّمنی أمرًا ما أعثرکم علیه وما فهّم. أم حسبتم أن أصحاب الکهف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبًا+. إن اللّٰه أخفانا من أعینکم إلی قرون، وأَسْبَلَ علیها حجبا، فکنتم تنتظرون نزول المسیح من السماء، وصرف اللّٰه أفکارکم عن الحقیقة الغرّاء، لیظهر علیکم عجزکم فی أسرار حضرة الکبریاء. ذالک من سنن اللّٰه لیعلّمکم أدبًا عند إظهار الآراء. فما تشابه الأمر علیکم إلّا من فتنة أراد اللّٰه لیبتلیکم بها، فأظهرها بعد هٰذا الإخفاء.

☆ قد قال اللّٰه عزّوجلّ فی القرآن: وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ[1] ولمّا جعلنی اللّٰه مثیل عیسٰی جعل لی السلطنة البرطانیة ربوةَ أمنٍ وراحةٍ ومستقرًّا حسنًا. فالحمد للّٰه مأوی المظلومین. ولِلّٰه الحِکَم والمصالح، ما کان لأحدٍ أن یؤذی من عصمه اللّٰه، واللّٰه خیر العاصمین. منه

+ هذا ما أوحیٰ إلیّ ربی بوحی القرآن، وکذالک أخفانی ربی کما أخفی أصحاب الکهف، وإن ذالک من سنن اللّٰه أنه یخفی بعض أسراره من أعین الناس لیعلموا أن علمهم قاصر، ولیبتلی اللّٰه عباده، ولیری المؤمنین منهم والمجرمین. منه

[1] المؤمنون:۵۱

وأیّ ذنب أکبر من ذالک أن اللّٰہ یخبر فی القرآن بموت عیسٰی ویخبر بأن عیسٰی یقرّ یوم القیامۃ بموتہ قبل کُفْر أمّتہ وعدم علْمہ بہ کما مضٰی، والنبیّ یقول إنی رأیتہ لیلۃ المعراج فی الموتٰی عند یحیٰی، ثم أنتم ترفعونہ مع الجسم إلی السّماء؟ فما رأینا أعجب من ھٰذا. فما لکم لا تفقھون حدیثا؟ وإنّ قولی قولٌ فیصل، فلن تجدوا عنہ محیصا. تصرّون علی حیاتہ، ولا تؤتون علیہ دلیلا، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا [1]؟

ولیس جوابکم من أن تقولوا إنّ آباء نا کانوا علی ھٰذا الاعتقاد، وإن کان آباؤکم عدلوا عن طریق السداد. وأیّ شیءٍ خیالاتُ أُناسٍ ظھروا بعد الصحابۃ بل بعد القرون الثلاثۃ؟ وما کان حقّھم أن یُؤَوّلوا أنباء اللّٰہ قبل وقوعھا، بل کان من حسن الأدب أن یفوّضوا إلی اللّٰہ مجاری ینبوعھا، وکذالک کانت سیرۃ کبراء الأمّۃ. إنّھم کانوا لا یصرّون علٰی معنی عند بیان الأنباء الغیبیّۃ، بل کانوا یؤمنون بھا ویفوّضون تفاصیلھا إلٰی عالم الحقیقۃ. وھٰذا ھو المذھب الأحوط عند أھل التقوی وأھل الفطنۃ. ثم خلَف مِن بعدھم خلفٌ جاوزوا حدّ علمھم وحدّ المعرفۃ، ونسوا ما قیل: لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ [2] وطفَروا فی کلّ موطن طَفْرَ البقّۃ، وأصرّوا علی أمرٍ ما أحاطوہ حقّ الإحاطۃ. یا حسراتٍ علیھم وعلٰی جرأتھم! قد أصابت الملّۃ منّھم صدمۃٌ ھی أُخت صدمۃ النصرانیۃ، وما ھم إلّا کجذُب لسنوات الملّۃ. یرفعون عیسٰی مع جسمہ إلی السماء، ولا یتدبّرون قولہ تعالٰی: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ ☆ بل یزیدون فی البغض والشحناء. یا فتیان أین أنتم

﴿۴۷﴾

☆ أعنی آیۃ: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [3] فلا شک أن ھذہ الآیۃ دلیل واضحٌ علی امتناع صعود بشرٍ إلی السماء مع جسمہ العنصریّ، ولا ینکرہ إلا الجاھلون. وفی قولہ تعالٰی سُبْحَانَ رَبِّيْ إشارۃ إلی آیۃ: فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ [4] فإن رفع بشرٍ إلی السماء أمرٌ ینقض ھذا العھد، فسبحانہ وتعالٰی عمّا ینقض عھدہ، ففکّروا أیھا العاقلون. منہ

[1] النساء:۱۲۳ [2] بنی اسرائیل:۳۷ [3] بنی اسرائیل: ۹۴ [4] الاعراف:۲۶

من تلك الآيات، ولِمَ تتّبعون ما تشابه من القول وتتركون البيّنات المحكمات؟ ألا تعلمون أنّ الكفّار طلبوا فی هٰذه الآية معجزة الصعود إلی السماء، من نبيّنا خير الأنبياء وزُبدة الأصفياء، فأجابهم اللّٰه أنّ رفع بشرٍ مع جسمه ليس من عادته، بل هو خلاف مواعيده وسنّته. ولو فُرض أن عيسٰی رُفع مع جسمه إلی السّماء الثانية، فما معنی هٰذا المنع فی هٰذه الآية؟ ألم يكن عيسٰی بشرًا عند حضرة العزّة؟ ثم أیّ حاجة اشتدّت لرفعه إلی السّماوات العُلٰی؟ أأَرْهَقَتْه الأرض بضيقها، أو ما بقی مفرّ من أيدی اليهود فيها، فرُفع إلی السّماء ليُخفٰی؟

أيُّها النّاس.. لا تجاوزوا حدود النهج القويم، وزِنوا بالقسطاس المستقيم. واللّٰه، إنّ موت عيسٰی خير للإسلام من حياته، وكلّ فتح الدّين فی مماته. أتستبدلون الذی هو شرّ بالذی هو خير، ولا تُفرّقون بين النفع والضَّير؟ واللّٰه، لن يجتمع حياة هٰذا الدين وحياة ابن مريم، وقد رأيتم ما عَمَّرَ حياتُه إلٰی هٰذا الوقت وما هدّم، وترون كيف نصَر النصارٰی حياتُه وقدّم، وجرّح الدّينَ الأقوم. ولما ثبت ضيره فيما بين يدينا، فكيف يُتوقّع خيره فيما خَلْفَنا؟ وإذا جرّبنا إلٰی طول الزمان مضرّات حياته، فأیّ خير يرجٰی من هٰذه العقيدة بعد ذالك مع ثبوت معرّاته؟ والعاقل لا يعرض عن مجرّباته. وإن اللّٰه يوافی دروب الحكمة، ويرحم عباده ويعصمهم من أبواب الضلالة. ولا شكّ أنّ حياة عيسٰی وعقيدة نزوله باب من أبواب الإضلال، ولا يتوقّع منه إلّا أنواع الوبال. ولِلّٰه فی أفعاله حِكَم لا تعرفونها، ومصالح لا تمسّونها. ففكّروا، رحمكم اللّٰه.. إن عقيدة حياة عيسٰی كما تصرّون عليه إلٰی هٰذا الآن، ثم عقيدة نزوله فی آخر الزمان، أمرٌ ما أفادكم مثقال ذرّة، وما أيّد دينَنا الذی هو خير الأديان، بل أيّد دين النصارٰی ﴿۴۸﴾ وأدخل أفواجا من المسلمين فی أهل الصّلبان. فلا أدری أیّ حاجة أحسستم

لـنــزوله يا معشر المسلمين؟ وإن حياته يضرّكم ولا ينفعكم. أما رأيتم ضررًا فيما مـضـى مـن الـسـنـيـن؟ أنفعتُكم هٰذه العقيدة فيما مرّ من الزمان؟ بل ما زادتُكم غير تتبيـب وارتـداد الـرجـال والـنسـوان. فـأىّ خيـر يُرجٰى منه بعده يا فتيان؟ ورأيتم المتنصّرين ما جُذبوا إلى القسيسين إلّا بهٰذه الحبال، وهٰذا هو اللِّصّ الذى ألقاهم فـى بـئـر الـضـلال. وكـانـوا ذرارى هـذه الملّة، ثم صاروا كالحَيَوات أو كسباع الأجـمة. وعـادَوا الإسـلام وسبّوه بأنكرِ أصواتِ نهيقٍ، وتركوا أقاربهم ووالديهم فـى زفيـرٍ وشهيق، ووقفوا نفوسهم على سبّ خير البريّة وتوهينِ كتابٍ هو أكمل مـن الـكـتـب السّـابـقة، وقـالـوا: قريضٌ، وأىّ رجل منه مستفيض؟ واتّخذوا ديننا سُـخرة، ولا يذكرونه إلّا طعنة. وقالوا إنْ مِتُّم علٰى هٰذا الدين دخلتم النار باليقين. فـاعـلـمْ، وفّـقـک الـلّٰـه لـلـصـواب، وجـنّبـک طرق العتاب، أنّ هٰذه الفتنة التى حسبتـمـوهـا هيّـنًا هى عند اللّٰه عظيم، وقد أهلكت أفواجًا منكم وأدخلتها فى نار الـجـحـيـم، ولـذالـک ذكـرهـا الـلّٰه سبحانه وتعالٰى فى مواضع من كتابه الكريم، ونسـب إليهـا تـفطُّرَ السّماء وخرَّ الجبالِ وظهور آثار الغضب العظيم. فواللّٰه، إنّى أعـجـب كلّ العجب من أنّ المسلمين نصروا النصارىٰ بقول يخالف قول حضرة الـكـبـريـاء، وقـالـوا إنّ عيسٰى رُفع مع جسمه العنصرىّ إلى السماء، ثم ينـزل فى زمـانٍ إلـى الـغـبـراء. وهٰـذا هـو الـدليـل الأعظم عند النصارىٰ على اتّخاذه إلٰهًا، وبـه يُـضـلّـون كثيرًا من الجُهلاء. والحَقُّ أنه مات ولحق الأموات، وعلٰى ذالک دلايـل كثيـرة من الكتاب والسنّة، وقد ذكر القرآن موته فى المقامات المتعدّدة، ورآه نبيّـنـا صـلـى الـلّٰه عليه وسلم فى الموتٰى ليلة المعراج عند يحيٰى فى السماء الثـانية. وأىّ شهـادة أكبر وأعظم من هذه الشهادة؟ ثم مع ذالک يصول الجهلاء عـلـىّ عـنـد سـمـاع هٰذه الـكـلـمة، ويـقـولـون: لـو كـان السيف لقتلْنـاک.

﴿۴۹﴾ وإنّ سيف اللّٰه أَحَدُّ من سيوف هٰذه الفرقة. ألم ير بعضهم ضرُب سيفه عند المباهلة؟ وقد تكرّر فى القرآن ذكر موت عيسٰى، وذكر إيوائه إلٰى ربوةٍ ذات قرار ومعين. وثبت بدلايل أُخرىٰ أنها أرض كاشمير باليقين. ووُجد فيها قبر عيسٰى، ووُجد هٰذه القصّة فى كتب قديمة لا بُدّ من قبولها، وحصحص الحقّ، فالحمد للّٰه ربّ العالمين. وشهد سكّان هٰذه الأرض أنه قبر نبىّ كان من بنى إسرائيل، وكان هاجر إلٰى هٰذه الأرض بعد إيذاء قومه، ومرّ عليه قريب من الألفين بالتخمين. فملخّص الكلام أنّ موت عيسٰى ثابت بالبرهان، ولا ينكره إلّا من أنكر نصوص الحديث والقرآن. ولو شاء اللّٰه لفهّم من أنكره، ولٰكنّه يضلّ من يشاء ، ويهدى من يشاء ، وإليه يرجعون. وإنْ يتّبعون إلّا ظنًّا، وما نرىٰ فى أيديهم حُجّة بها يتمسّكون. والتمسّک بالأقوال الظنية تجاه النصوص التى هى قطعيّة الدلالة خيانة وخروج من طريق التقوىٰ. فويلٌ للّذين لاينتهون. سيقول الذين لا يتدبّرون إنّ عيسٰى علم للساعة ، وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ [1] ذالک قول سمعوا من الآباء ، وما تدبّروه كالعقلاء . ما لهم لا يعلمون أن المراد من العلم تولّده من غير أبٍ على طريق المعجزة، كما تقدّم ذكره فى الصحف السابقة، ولا ينكره أحد من أهل العلم والفطنة. وأما إيمان أهل الكتاب كلّهم بعيسٰى كما ظنّوا فى معنى الآية المذكورة، فأنت تعلم حقيقة إيمانهم، لا حاجة إلى التذكرة. وتعلم أنّ أفواجًا من اليهود قد ماتوا ولم يؤمنوا به، فلا تُحرِّف كلام اللّٰه لعقيدة هى باطلة بالبداهة. وقد قال اللّٰه تعالٰى اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [2] فكيف العداوة بعد الإيمان بعيسٰى؟ ألم يبق

[1] النساء : ۱۶۰ [2] المائدة : ۶۵

فـى رأسـكم ذرّة من الفطنة؟ أليس فى هٰذه الآية ردٌّ على من زعم أن جميع فرق اليهود يؤمنون بعيسٰى؟ فما لكم تخالفون النصّ الذى هو أظهر وأجلٰى؟ فأىّ آية بـقيـتُ فى أيديكم بها تتمسّكون؟ فأعجبنى حالكم! بأىّ دليل تخاصمون؟ وإن اللّٰـه ذكـر مـوت عيسٰـى غير مرّة فى القرآن، فما لكم لا تتذكّرون؟ ويستحيل التـنـاقض فى كلام اللّٰه ربّ العالمين. ما لكم إنكم تعاندون المعقول، وتكذّبون الـمـنـقـول، ونَعرض عليكم كلام اللّٰه ثم تمرّون معرضين. وتعلمون أنّ نـزول الـمسيـح الـمـوعـود بـدون تخصيصٍ أمرٌ نؤمن به وتؤمنون به من غير خلاف. فـأصـل الـنـــزاع بيـنـنا وبينكم فى نزول ابن مريم من السّماء ، فقضى اللّٰه هٰذا الـنـــزاع بـإخبـار مـوته فى صُحفه الغرّاء . فمن يُرِدِ اللّٰه أن يهديه يشرَحُ صدره لبيــان الـقـرآن. وأىّ كتــابٍ عـنـدنــا أو عـنـدكم يُتمسّك بـه بعد الفرقـان؟ يـا حسـراتٍ عـلـيـكـم.. لا تحضرون للمناظرة ولا تجيئون للمباهلة، ومِن بعيد تـطـعـنـون. وعندنا دلائل كثيرة من كتاب اللّٰه وسنّة رسوله فكيف نَعرض على الـذين يُعرضون؟ ألا يعلمون أن المبتدعين والكافرين لا يؤيَّدون من اللّٰه ولا هم يُـنـصرون؟ ولا قبول لهم عند اللّٰه، ولا هُم كالأبرار يؤثَرون؟ وأىّ ذنب ينسبون إلـىّ مـن غيـر أنـى نـعيـت إليهـم بـمـوت عيسٰـى، وقـد ماتتُ من قبلـه النبيّون. أيُعرضون عن الإجماع المستند إلى النصّ الجَلِىّ، أم هم الحاكمون؟ واللّٰه، إن عيسٰـى مـات، وإنهـم يـعـانـدون الحقّ الصريح، ويقولون ما يخالف القرآن وما يـخــافـون. وأىّ إشـكــال يــأخـذهـم فـى مـوت عيسٰى، بل هم قوم مسرفون. يـخصّصون ه بصفة لا توجد فى أحدٍ من النّاس، ويؤيّدون النصارى وهم يعلمون. وكيف تـقـبـل غيـرةُ اللّٰه أن يُخصَّص أحد بصفة لا شريک له فيها من بدء الدنيا إلٰـى آخرها، وأىّ عقيدة أقرب إلى الكفر منها، لو كانوا يتدبّرون. فإن التخصيص

﴿۵۰﴾

أساس الشرک، وأیّ ذنب أکبر من الشرک أیّها الجاهلون؟ وإذ قالت النصاری إن عیسٰی ابن اللّٰہ بما تولّد من غیر أبٍ، وکانوا به یتمسّکون، فأجابهم اللّٰه بقوله: اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ[1] ولکنا لا نریٰ جوابَ خصوصیةِ رفعِ عیسٰی ونزوله فی القرآن، مع أنه أکبر الدلایل علٰی ألوهیّة عیسٰی عند أهل الصُّلبان. فلوکان أمر صعود عیسٰی وهبوطه صحیحًا فی علم ربّنا الرحمٰن، لکان من الواجب أن یذکر اللّٰه مثیل عیسٰی فی هٰذه الصفة فی الفرقان، کما ذکر آدم لیبطل به حُجّة أهل الصلبان. فلا شک أن فی ترک الجواب إشعار بأن هٰذه القصّة باطلة لا أصل لها ولیس إلّا کالهذیان. أتعلمون أیّ مصلحة منعت اللّٰه من هٰذا الجواب؟ وقد کان حقًّا علی اللّٰه أن یجیب ویجیح زعم النصاریٰ بالاستیعاب. وإن علماء النصاریٰ قوم یزیدون کلّ یوم فی غلوّهم، ولا یلتفتون إلی الحقّ من تکبّرهم وعلوّهم. وإنّی أتممت علیهم حجّة اللّٰه لتأیید الإسلام، وألّفت فیها کُتبًا وأشعتها إلٰی دیار بعیدةٍ لنفع الأنام. فلمّا جرّ الجدال فینا ذیله، وما رأیت أحدًا أن یُظهر إلی الإسلام میله، فهمت أن الأمر محتاج إلٰی نصرة اللّٰه المنّان، ولست بشیءٍ حتّی یدرکنی رحمة الرحمٰن. فخررت علی الحضرة سائلًا للنصرة، وما کنت إلّا کالمیّت. فأحیانی ربّی بالکلمتین، ونَوّر العینین، وقال :

یا أحمدُ بارک اللّٰه فیک. الرّحمٰن علّم القرآن. لتنذر قومًا ما أُنذرَ آباؤهم، ولتستبین سبیل المجرمین. قُلْ إنّی أُمرت وأنا أوّل المؤمنین. ☆ وبشّرنی

﴿۵۱﴾

☆ إن الأعداء من أهل القبلة یسمّوننی أوّل الکافرین، فسبق القول من اللّٰه لردّهم فی کتابی ’’البراهین‘‘ وقال: قُلْ إنی أُمرتُ وأنا أوّل المؤمنین. وقالوا لا یُدفن هذا الرجل فی مقابر المسلمین، فسبق القول من الرسول لردّهم، وقال إن المسیح الموعود یُدفن فی قبری، وإنه یُبعث

[1] آل عمران: ۶۰

بأنّ الدّين يُعلٰى ويشاع، ومثلك دُرٌّ لا يضاع. وكان هٰذا أوّل ما أُوحِيَ إلٰى هٰذا الحقير، من اللّٰه القدير النصير. وبشّرنى ربّى بأنه يُظهر لى آياتٍ باهراتٍ، وينصرنى بتأييداتٍ متواتراتٍ، ليحقّ الحقّ ويُبطل الباطل، بالحجج القاهرة، والمعجزات الباهرة. ثم بعد ذالک دعوتُ القسّيسين والنصارى والمتنصّرين وغيرهم من البراهمة والمشركين، وقلت: جرِّبوا الحقّ بآيات اللّٰه ونصرته، ليظهر من يُنصر من اللّٰه ومن يكون محلّ لعنته. فما بارزوا لهٰذا النضال كالكُماة، واختفَوا فى الوُكنات. وواللّٰه، لو بارزوا لما رمٰى ربّى إلّا صايبًا، وما رجع أحد منهم إلّا خاسرًا وخايبًا. وواللّٰه، إن فتّشتَ لرأيت الإسلام كَنْزَ الآيات ومدينتها، وتجد فيه نورًا يهب لكلّ نفس سكينتها. فيا حسرة على قوم يكفرون بدفائنه، ولا يتوجّهون إلٰى خزائنه، ويحسبون الإسلام كالعظام الرميمة، لا مملوًّا من النعم العظيمة. أولٓئک قوم لا يؤمنون بأن يكلّم اللّٰه أحدًا بعد ﴿۵۲﴾

حاشیہ: معى يوم الدين. وما كان هٰذا إلّا جواب المكفّرين الذين يحسبوننى من أهل جهنم، وإن كنتَ فى شكّ فاسأل المفتين. ومن عجائب عالم البرزخ أنّ بعض الناس بعد موتهم يقرَّبون إلٰى روضة النبىّ الّتى تحتها الجنّة، وبعضهم يُبعَدون منها، فأخبر لى رسُولى أنى من المقرّبين. وهذا ردّ علٰى من قال إنه من جهنّميين. وهٰذا الدفن الذى يكمّله اللّٰه على الطريقة الروحانية أمرٌ يوجد فى كتاب اللّٰه وقول رسوله أثره، واتفق عليه طائفة قوم روحانيين. وكذالک قالوا إنّ جماعة هٰذا الرجل قوم كافرون لا من المؤمنين، فلا تدفنوا موتاهم فى مقابر المسلمين، فإنّهم شرّ الكافرين. فأوحى إلىّ ربّى وأشار إلى أرض وقال إنها أرض تحتها الجنّة، فمن دُفن فيها دخل الجنة، وإنه من الآمنين. فلولا أقوال الأعداء ما كان وجود هذه الآلاء . فهيّج غضبهم رحمة اللّٰه، فالحمد للّٰه ربّ العالمين. منه

سيّدنا المصطفىٰ، ويقولون قد خُتم على المكالمة بعد خير الورىٰ. فكأنّ اللّٰه فقد فى هٰذا الزمن صفة الكلام، وبقى صفة السّمع فقط! ولعلّه يفقد صفة السّمع أيضًا بعد هٰذه الأيّام. وإذا تعطّلتْ صفة التكلّم وصفة سماع الدعوات، فلا يُرجٰى عافية الباقيات، أعنى عند ذالک ارتفع الأمان من جميع الصفات. فمن أنكر أبديّة أحد من صفات حضرة العزّة فكأنما أنكر جميعها ومال إلى الدهريّة. فما تقولون فيه يا أهل الفطنة: هل هو مسلِمٌ أو خرّ من منار الملّة؟

أ تظنّون أن الإسلام مرادٌ من قصصٍ معدودة، وليست فيه آيات مشهودة؟ أأعرض عنّا ربّنا بعد وفاة سيّدنا خير البريّة؟ فأىُّ شىءٍ يدلّ على صدق هٰذه الملّة ؟ أ نسى اللّٰه وعد الإنعام الذى ذكره فى سورة الفاتحة.. أعنى جعْل هٰذه الأمّة كأنبياء الأمم السابقة؟ ألسنا بخير الأمم فى القرآن؟ فأىُّ شىءٍ جَعَلَنا شرَّ الأمم على خلاف الفرقان؟ أيجوّز العقل أن نجاهد حقّ الجهاد لمعرفة اللّٰه ثم لا نوافى دروبها، ونموت لنسيم الرحمة ثم لا نُرزَق هبوبها؟ أهٰذا حَدُّ كمال هٰذه الأُمّة، وقد وافت شمس عمر الدُّنيا غروبها؟ فاعلموا أنّ هٰذا الخيال كما هو باطل عند الفطنة التامّة، كذالک هو باطل نظرًا على الصُّحف المقدّسة.

وأىّ موتٍ هو أكبر من موت الحجاب؟ وأىّ عمًى أشدّ أذًى من عدم رؤية وجه اللّٰه الوهاب؟ ولو كانت هٰذه الأُمّة كالأبكم والأصمّ، لمات العشّاق من هٰذا الهمّ، الذين يُذيبون وجودهم لوصال المحبوب، وما كانت مُنيتهم فى الدنيا إلّا وصول هٰذا المطلوب، فمع ذالک كيف يتركهم حِبّهم فى لظى الاضطرار، وفى نار الانتظار؟ ولو كان كذالک لكان هٰذا القوم

﴿۵۳﴾ أشقى الأقوام، لا تُسفر صباحهم، ولا تُسمع صياحهم، ويموتون في بكاء وأنين. كلا.. بل اللّٰه أرحم الراحمين. و إنّه ما خلق جوعًا إلّا خلق معه طعامًا للجوعان، وما خلق غليلًا إلّا خلق معه ماءً للعطشان، وكذالك جرت سنّته لطُلباء العرفان. وإنى عاينتها فكيف أنكرها بعد المعاينة، وجرّبتها فكيف أشكّ فيها بعد التجربة.

ولا بدّ لنا أَنْ ندعو الناس إلٰى ما وجدناه على وجه البصيرة. فوجب علٰى كلّ من يؤمن باللّٰه الوحيد، ولا يأنف من كلمة التوحيد، أن لا يقنع بِالأَطْمار، ويطلب السابغات من حلل الدين، ويرغب فى تكميل الدثار والشعار، ويقرع باب الكريم بكمال الصدق والاضطرار. وإنه جوّاد لا يَسْأم من سؤال الناس، وإنّ خزائنه خارجة من الحدّ والقياس. فمن زاد سؤالًا زاد نوالًا. فمِن حُسن الإيمان أن لا ييأس العبد من عطائه، ولا يحسب بابه مسدودًا على أحبّائه. وإنّكم أيّها الناس تحتاجون إلٰى نعم اللّٰه وآلائه، فمن الشقوة أن تردّوا نعمه بعد إعطائه. وأىّ جوعانٍ أشقٰى من جائع أشرف على الموت، وإذا عُرض عليه طعام لذيذ ورغيف لطيف ردّه وما أخذه وما نظر إليه، وهو فَلُّ الجوعِ وطريده، ومع ذالك لا يريده.

فاعلموا أيها الإخوان، رحمكم اللّٰه الرحمٰن.. إنى جئتكم بطعام من السّماء، وقد حقّق اللّٰه لكم آمالكم علٰى رأس هٰذه المائة، وكنتم تطلبونها بالدعاء، ففتح عليكم أبواب الآلاء، فهل أنتم تقبلون؟ وأعلم أنكم لن ترضوا عنى حتى أتّبع عقائدكم، وكيف أترك وحى ربى وأتّبع أهواءكم، وهو القاهر فوق عباده وإليه ترجعون.

وإنّى أُعطيتُ آياتٍ وبركات، وأنواع النصرة وتأييدات، وإن الكاذبين

﴿۵۴﴾ لا يُفتح لهم هٰذا الباب، ولو لم يبق منهم بالمجاهدة إلّا الأعصاب. أتظنّون أن اللّٰه يحبّ خوّانًا أثيمًا؟ وإنى جئتُ لنصرتكم من جنابه، كأسد يطلع من غابه، ويصول كاشرا عن أنيابه، فأرُونى رجلا من القسيسين والملحدين والمشركين، من يبارزنى فى هٰذا المضمار، ويناضلنى بآيات اللّٰه القهّار. وواللّٰه إنّ كلّهم صيدى، وسدَّ اللّٰه عليهم طريق الفرار، لا يؤويهم أجمة، ولا بحر من البحار، ونحن نفرى الأرض مسارعين إليهم ونبريها بسرعة كالمنتهبين، وإنّا إن شاء اللّٰه نصل إليهم فاتحين فائزين.☆

وإنّهم ما كانوا ليغلبوكم، ولكن ذهبتم إلى الفلاة من الحُماة، وإلى الموامى مِن حِمى الحامى، وأنفدتم زاد العلوم، وصرتم كالبائس المحروم، وجعلتم أنفسكم كشيخ مفنّد لا رأى له ولا عقل، أو كبهيمة لا تدرى إلّا البقل. لا تقبلون سلاحًا نزل من السّماء من حضرة الكبرياء ، أما أسلحة الدُّنيا فليست بشىءٍ بمقابلة هؤلاء الأعداء . فالآن مَسكنكم فلاةٌ عوراء ، ودَشُتٌ ليس هنالك الماء . وإنكم تتركون متعمّدين عيونا جاريةً تروى العطشان، وتختارون موامى ولا تخافون الغيلان، وقد ذابت الهاجرة الأبدان. ما لكم لا تَأْوون إلٰى هٰذا الظل الرحب الذى ينجيكم من الحرور، ويهديكم إلٰى ماءٍ عذبٍ، ويبعدكم عن حُفر القبور؟ وإن أكبر الدلايل علٰى صدق من ادّعى الرسالة، هو وجود زمانٍ كمَّل الضلالة. وإن كنتم فى شك من أمرى فاصبروا حتّى يحكم اللّٰه بيننا وهو خير الحاكمين. ألم يكفِكم أنه جعل لنا فرقانًا بعد ما باهل العدا، وقالوا إنّ لنا الغلبة من الحضرة، فأهلك اللّٰه من هلك عن البيّنة، ومكرتم ومكر اللّٰه، واللّٰه خير الماكرين.

وترون كيف تخيّم الأعداء حولكم، وكيف نزل عليكم البلاء ، وتذللتم لهم

☆ أوحى إلىّ ربّى وقال: أَستجيب فى هٰذه الليلة كلّ ما دعوت، ومنها قوّة الإسلام وشوكته، وكان ١٦ مارچ سنة ١٩٠٧ء. منه

من ضعف أنفسكم وجَذبَتْكم إليهم الأهواء ، وقد نحتوا حيلًا حيّرت البصائر والأبصار، فما لكم لا ترون إعصارًا أجاحت الأشجار؟ إنهم قوم يريدون لكم ارتدادا وضلالًا، ولا يألونكم خبالًا. وقد غلبوا أهلَ الأرض وجعلوهم كالغلمان والإماء ، وكادوا أن يرموا سهامهم إلى السماء . ووالله لا قِبَل لكم بهم، وإنْ أنتم عندهم إلّا كالهباء . فقولوا أأَغْضَبُ عليكم أو لا أغضب؟ لم تنامون فى هٰذا الأوان؟ أرضِيتم بالحيٰوة الدنيا من الآخرة، فاثّاقلتم إلى الأرض كالسكران؟ وأىّ شىءٍ أنامكم، وقد صرتم غرض الخُسران؟ وأىّ طاقةٍ بقيتُ لكم يا فتيان؟ ووالله ما بقى إلّا ربّنا المنّان. فلا أدرى ما صنعتم وما تصنعون بالأسباب. وكيف ينصركم عقلكم الذى ليس إلّا كالذباب؟ وأىّ زينة تُظهرون بهٰذه الثياب؟ وَلمّا قُمتُ فيكم وقلتُ إنّى من الله الكريم اشتعلتم غضبًا وسخطًا، وقلتم رجل افترى، وحسبتمونى كالشيطان الرجيم. وما نظرتم إلى الوقت.. هل الوقت يقتضى دجّالًا يُشيع الضلال، أو مصلحًا يحيى الدين، ويردّ إليكم ما زال؟ وإنّى أشهد الله علٰى ما فى قلبى، ووالله إنّى منه، ولست فعلت أمرًا من تزويرى، وقد ظلمتم إذ عمدتم إلٰى تكفيرى وتحقيرى، وما نظرتم إلٰى ما صُبَّ على الإسلامِ فى هٰذه الأيام. فنبكى عليكم بدموعٍ جارية، وعبرات متحدّرة، كما تضحكون علينا وتستهزؤُوْن. ما لكم لا تفكّرون فى أنفسكم ولا تنظرون فى ضعف الإسلام؟ أما شبعتم من الدجاجلة، وتتمنّون دجالًا آخر فى هٰذا الوقت المخوفة وفى هٰذه الأيام المنذرة؟ وقد جئتكم علٰى رأس المائة، وعند الضرورة الحقّة، وشهد علٰى صدقى الكسوف والخسوف والزلازل والطاعون. فأعجبنى أنكم ترون الآيات ثم لا تزول الظنون! أهٰذه فراستكم أيّها العالمون؟ بل حال بينكم وبين تقواكم كِبرٌ كنتم تخفونه وتكتمون. وعمِيتُ عينكم فلا ترى فتن الأعداء ، وتسمّوننى دجّالًا ولا تبصرون. وتفتون بأنى كافر بل أكفر مِن كلّ مَنْ كفر بالأنبياء ، فمرحبًا بكم

﴿۵۵﴾

بهٰذا الإفتاء. والعجب كل العجب أن الذين يريدون أن يجيحوا الدّين من أهل الصلبان والمشركين ليسوا عندكم دجّالين، وأنا دجّال بل أكبر المفسدين! فلا نشكو إلّا إلى اللّٰه ربّ العالمين. ولمّا صرتُ عندكم كافرًا.. كيف يُرجى أن ينفعكم موعظة من الكفّار؟ ولٰكنّی أردت أن أذكر ما أُوذيت فی اللّٰه فلذالک أفضى بنا الكلام إلى هٰذه الأذكار. ﴿۵۶﴾

رحمكم اللّٰه.. ما لكم لا تتركون ظُلمًا وعدوانا، ولا تخافون عليمًا ديّانا؟ أيُّها النّاس.. جئنا من اللّٰه علٰى ميقاته، ونطقْنا بإنطاقه، نبلّغ إليكم الدعوة، وتنالنا عنكم اللعنة! فما أدری ما هٰذه الدناء ة؟ إنكم حاذيتم اليهود حتى صكّتِ النعال بالنعال، وتشابهت الأقوال بالأقوال. إنهم كانوا لِبُخلهم يسمّون نبیّ اللّٰه عيسٰى دجّالًا، وكذالک سُمّيت منكم بهٰذا الاسم، فضاهَيْتم بهم أفعالًا وأقوالًا. ولولا سيف الحكومة لأرى منكم ما رأى عيسٰى من الكفرة. ولذالک نشكر هٰذه الحكومة لا بسبيل المداهنة، بل علٰى طريق شكر المنّة. وواللّٰه إنّا رأَينا تحت ظلّها أَمْنًا لا يرجیٰ من حكومة الإسلام فی هٰذه الأيام، ولذالک لا يجوز عندنا أن يُرفَع عليهم السيف بالجهاد، وحرام علٰى جميع المسلمين أن يحاربوهم ويقوموا للبغاوة والفساد. ذالک بأنهم أحسنوا إلينا بأنواع الامتنان، وهل جزاء الإحسان إلّا الإحسان؟ ولا شکّ أن حكومتهم لنا حمى الأمن، وبها عُصِمْنا من جَوْر أهل الزمن. ومع ذالک لا نخفی أنّا نخالف القسيسين، بل إنّا لهم أوّل المخالفين. ذالک بأنهم يجعلون عبدًا ضعيفًا عاجزًا ربّ العالمين، وتركوا خالق السماوات والأرضين. واللّٰه يعلم أنهم من الكاذبين المفترين، والدجّالين المُحرّفين. ونعلم أن الحكومة ليست معهم، ولا تُغريهم بهٰذا الأمر ولا من المعاونين، بل إنهم ليسوا بالنصارىٰ إلّا بأفواههم. نحتوا القوانين

من عند أنفسهم، وتركوا الإنجيل وراء ظهورهم، فكيف نقول إنّهم النصارىٰ، بل هم قوم آخرون، وسلكوا مسالك أُخرىٰ، ولا يدرسون الأناجيل، ولا يعملون بأحكامها، ولا إليها يتوجّهون. ونجد فيهم عدلًا وإنصافًا عند الخصومات، وإني جرَّبْتُ بعضهم في بعض المخاصمات، ورأيتهم أنهم أقرب مودّةً إلينا، ولا يريدون الظلم ولا يتعمّدون. وإن اللَّيل تحت ظلّهم خير من نهارٍ رأينا تحت ظلّ المشركين، فوجب علينا شكرهم وإن لم نشكر فإنّا مذنبون. ﴿۵۷﴾

فخلاصة الكلام.. إنّا وجدنا هٰذه الحكومة من المحسنين، فأوجب كتاب اللّٰه علينا أن نكون لها من الشاكرين، فلذالک نشكرهم ولا نبغي لهم إلّا خيرا. وندعو اللّٰه أن يهديهم إلى الإسلام، وينجّيهم من عبادة عبد هو كمثلهم في المصائب والآلام، ويفتح عيونهم لدينه، ويُوَجّههم إلٰى خير الأديان، ويحفظهم في الدين والدُّنيا من الخُسران.

هٰذا دعاؤنا، وهل جزاء الإحسان إلّا الإحسان؟ ولا يجازى الحسنة بالسيئة إلّا الذى آثم قلبه وصار كالشياطين، فلا نريد طريق القاسطين. وليس وجه كلامنا في هٰذه الرسالة إلّا إلٰى علماء النصارىٰ والقِسّيسين، الذين حسبوا سبّ الإسلام وتوهين سيّدنا خير الأنام فَرْضَ مذهبهم، فقمنا لدفعهم وذبّهم من اللّٰه تعالٰى، وهو ناصر دينه وهو خير النّاصرين.

وقد خاطبني ربّي لنصرة دينه بكلمة أجد فيها وعدًا كبيرًا، وقال: بَشِّرْهم بأيّام اللّٰه وذَكِّرْهم تذكيرا. فنعلم مطمئنين مستيقنين أن اللّٰه ينصر دينه ويعصمه من الأعداء، ويظهره على الأديان كلّها من السماء، ولٰكن لا بالحرب والجهاد، بل بآيات قاهرة، ويَدٍ تدق قِحُفَ الأعداء. وكذالک وجدنا في كتابه، ثم كمثله أوحىٰ إلىّ ربّى، وهٰذا ملخص الإيحاء. فلن يخلف اللّٰه وعده، ويرى الذين

ظلموا جزاء هم أتمّ الجزاء .

﴿۵۸﴾ وكذالک ظهرت الآثار فی هٰذا الزمان، وتجلّی ربّنا لأهل الأرض بتجلٍّی قهریّ، فأری آیاتِ قهره فی جمیع البلدان. وكثیر من الناس أفناهم الطاعون، وكثیر منهم انتسفتْهم الزلازل وتلقّاهم المنون. والذین كانوا فی البارحة ینومون فی القصور، الیوم تراهم میّتین فی القبور. أقفرت منهم مجالس، وعُطّلت مقاصر، وحَلّوا بدارٍ لا تترکهم أن یرجعوا إلٰی إخوانهم، أو ینزعوا دُوَرهم عن جیرانهم. وتری الناس لا یملكون الفرار من هٰذا الوباء ، وما بقی لهم مفرّ تحت السماء . ولا یُحمَل هٰذا البلاء علی البَخْت والاتفاق، كما زعم أهل الشقاق، فالسعید هو الذی عرف هٰذه الآیات، وولج شعب تلک الحرّات.

فاعلموا، رحمکم اللّٰه.. أن هٰذه المصائب من الأقدار التی ما رأیتم قبل هٰذا الزمان، ولا آباؤكم فی حین من الأحیان، وإنّما هی آیات لرجل بُعث فیكم من اللّٰه المنّان، لیجدّد اللّٰه دینه ویظهر براهینه، ویُخَضِّر بساتینه، ویثمّر أشجاره من الثمرات الطیّبات، ولیجعل حطبه كالغصون الناعمات. كذالک لیعرف الناس دین اللّٰه القویم، ویمیلوا كل المیل إلٰی ربّهم الرّحیم، وینفروا عن الدنیا نفورَ طبع الكریم. ولمّا أَسْفر صُبح الدین، وأری شعاع البراهین، غضَّ أكثرُهم أبصارهم لئلّا یبصروا، وعافوا دعوة اللّٰه وهم یعلمون. یا حسرة علیهم.. من الخیر یفرّون، وعلی الضیر یتمایلون. قد حان أن یُفتَح الباب، فمن القارع المنتاب؟ وقد جرت العین لمن كانت له العین. واللّٰه غفور رحیم، لا یردّ من جاء بقلب سلیم، ومن زاد سؤالًا یزِدْه نوالًا. والعجب أن القوم جمعوا خصاصةً جسمانیةً مع خصاصة

روحـانيةٍ، ثـم يحسبون أنّهم ليسوا بمحتاجين إلٰى مصلح من اللّٰه الكريم! وسُدّ علـيهـم كلّ بابٍ ثم يظنّون أنهم رُزِقوا من كلّ نوع النعيم! قد رضوا بأن يعيشوا ﴿۵۹﴾ كـالأنـعـام، مـعـرضين عن آلاء اللّٰه والإنعام. فنتعجّب من قعود همّتهم، وخِسّة حـالتهـم، ونسـأل اللّٰه إصلاحهم، حتّٰى يُرزقوا فلاحهم، ووقَفْنا على الدعاء لهم أكثـرَ أوقـاتـنـا ووقتَ الأسحار، والعينَ التى لا يملكها غُمضٌ من هٰذه الأفكار. واللّٰـه إنّـى أخبـرتهم بأيام الطاعون قبل ظهورها، وما نطقتُ إلّا بعد ما أنطقنى ربـى وأعثـرنـى عـلٰـى مستـورهـا. ثـم بعد ذالک أخذهم الطاعون، ونـزل بهم الـمنون. وكان هٰذا الخبر فى وقت ما اهتدى إليه رأى الأطبّاء، وما نطق به أحد مـن الـعـقـلاءِ، فـوقـع كما أخبر ربّى، وكان هٰذا برهانًا عظيمًا من ربّ السماء. ولٰكنّ النّاس ما سرّحوا الطرْف إليه، وما أفاض رجل ماء الدموع من عينيه، وما بادروا إلى التوبة والأعمال الحسنة، بل زادوا فى المعاصى والسيئةِ. وكذّبونى وكفّرونى، وقالوا دجّال لئيم، وما آنسنى فى وحدتى إلّا ربّى الرحيم. واجتمعوا علىّ سبًّا وشتمًا، ولزمونى ملازمة الغريم، وما عرفونى لبغضهم القديم، فاختفينا مـن أعيـنهـم كـأصـحـاب الـكهف والـرقيـم. وجحدوا بآيات اللّٰه وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا[1] فـمـا أمـكـنهـم الـرجـوع بعد ما أروا تشدّدًا وغُلُوًّا. واللّٰـه إن الآيـات قـد نــزلت كصيّب من السماوات. أشعلت المصابيح فما زالـت ظـلـماتهم، وكثر الإنذار والتنبيه فما قلّت سيّئاتهم. عكفوا علٰى حطبٍ، وأعـرضـوا عـن أشجار باسقةٍ، وأثمار يانعةٍ، وأزهار منوّرة. واللّٰه لا أدرى لِمَ أعرضوا عنّى مـع هٰـذه الآيات البيّنات، وقد أتمّ اللّٰه حجّته عليهم وعلٰى كلّ من كـان فـى الـظـلـمـات. ولـمّـا راعـنى منهم ما يروع الوحيدَ، أدركنى عون ربّى

[1] النمل :۱۵

وكلَّ يومٍ زِيدَ. وما زلت أُنصر وأُؤَيَّد، حتّى تمّت الحجّة، وتواترت النصرة، وبلغت الآيات إلٰى حدّ لا أستطيع أن أُحصيها، ولكنى رأيت أن أكتب آية منها فى آخر هٰذه الرسالة، لعلّ اللّٰه ينفع بها أحدًا من الطبايع السعيدة، ويعلم الناس أن نصرة اللّٰه قد أحاطت مشارق الأرض ومغاربها، وشاعت تغلغلها فى أخيار العباد وعقاربها، حتى بلغت أشعّة هٰذه الآيات إلٰى بلاد أمريكة التى هى أبعد البلاد. ﴿۶۰﴾

وكلّ ما أوحى اللّٰه إلىّ من الآيات المنيرة، والبراهين الكبيرة، إنها ليست لى بل لتصديق الإسلام، وما أنا إلّا أحد من الخدّام. وأعجبنى حال المنكرين.. إنهم أصرّوا على التكذيب حتى صاروا أوّل المعتدين! وكلٌّ جَهَدَ جهدَه، وبذل ما عنده لِيُطْفِئَ نورًا نزل من السّماء ، فزاد اللّٰه نوره، وما كان جهدهم إلّا كالهباء . ورأينا فتنتهم كالبحر إذا ماج، والسيل إذا هاج، ولكن كان مآل الأمر فَتْحُنَا وهزيمتهم، وعزّتنا وذلّتهم. ولو كان هٰذا الأمر من غير اللّٰه لمزّقونى كلّ ممزّق، ولمَحَوا نقشى من الأحياء ، ولكن كانت يد اللّٰه تحفظنى من شرّ الأعداء ، حتّٰى بلغت آياتى إلٰى أقصى البلاد، فما كان هٰذا إلّا فعل رب العباد.

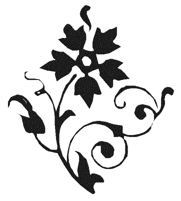
والآن نكتب آية ظهرت فى بلاد أمريكه، وطلعتْ شمسنا من المشرق حتّٰى أرت بريقَها أهلَ المغرب بصُوَرٍ أنيقةٍ. **فهٰذا فضل اللّٰه ورحمته وعناية اللّٰه ومنّته وبُشرىٰ لقومٍ يعرفونه وطوبٰى لعبادٍ يَقْبَلُونَه.**

———— ☆☆☆ ————

﴿۶۱﴾

ذكر المباهلة التى دعوتُ ڈوئى إليها

مع ذكر الدعاء عليه وتفصيل



ما صنع اللّٰه فى هٰذا الباس

بعد ما أشعناه فى الناس

اعلموا، رحمكم اللّٰه، أن من نموذج نصرته تعالٰى، ومن شهاداته علٰى صدقى، آية أظهرها اللّٰه تعالٰى لتأييدى، بإهلاك رجل اسمه ڈوئى. وتفصيل هٰذه الآية الجليلة، والمعجزة العظيمة، أنّ رجلًا مسمّى بـڈوئى، كان فى أمريكه من النصارى المتموّلين، والقسيسين المتكبّرين. وكان معه زهاء مائةِ ألفٍ من المريدين، وكانوا يُطيعونه كالعباد والإماء علٰى منهج اليسوعيّين. وكان كثير الشهرة فى قومه وغير قومه، حتى طَبّق الآفاق ذكرُه، وسخّر فوجًا من النصارىٰ سِحُرُه. وكان يدَّعى الرسالة والنبوّة، مع إقرار ألوهيّة ابن مريم، ويسبّ ويشتم رسولنا الأكرم، وكان يدَّعى مقامات فائقة ومراتب عالية، ويحسب نفسه

من كلّ نفس أشرف وأعظم. وكان يزيد يومًا فيومًا فى المالِ والشهرة والتابعين، وكان يعيش كالملوك بعد ما كان كالشحّاذين. فالناظر من المسلمين فى ترقّياته، مع افترائه وتقوّله، إن كان ضعيفًا.. ضلّ وحارَ، وإن كان عَرِيفًا لم يأمَن العثارَ. وذالك أنه كان عدوّ الإسلام، وكان يسبّ نبيَّنا خيرَ الأنام، ثمّ مع ذالك صعد فى الشهرة والتموّل إلٰى أعلى المقام، وكان يقول إنى سأقتل كلّ من كان من المسلمين، ولا أترك نفسًا من الموحّدين المؤمنين. وكان من الذين يقولون ما لا يفعلون، وعلا فى الأرض كفرعون ونسى المنون. وكان يجعل النهارَ لنهب أموال الناس، والليلَ للكاس، واجتمع إليه جهّال اليسوعيّين، وسفهاء المسيحيّين، فما زالوا يتعاطون أقداح الضلالة، ويصدّقون من جهلهم دعوى الرسالة. وكان هو عَبْدَ الدنيا لا كَحُرٍّ، وكصدفٍ بلا دُرٍّ، ومع ذالك كان شيطانَ زمانه، وقرينَ شيطانه، ولكن اللّٰه مهَّله إلٰى وقتٍ دعوتُه للمباهلة، ودعوتُ عليه فى حضرة العزّة. وكنتُ أجد فيه ريح الشيطان، ورأيت أنه صريع الطاغوت وعدوّ عباد الرحمٰن، نجّس الأرض ونجّس أنفاس

﴿۶۲﴾

أهـلـهـا مـن أنـواع خبـاثة الهـذيـان، ومـا رأيتُ كمثله عِمِّيتًا ولا عِـفـريتـا فى هٰذا الزمان. كان مجنونَ التثليث، وعدوَّ التوحيد، ومـصـرًّا عـلـى الـدّيـن الـخبيـث، وكان ينظر مضرّاتِه كحسنةٍ، ومعرّاتِه كأسباب راحةٍ. واجتمع الجهّال عليه من الأُمراء وأهل الثروة، ونصروه بمالٍ لا يوجد إلّا فى خزائن الملوك وأرباب السـلـطـنة. وكان يساق إليه قناطيرُ الدولة، حتى قيل إنّه ملك ويعيش كالملوك بالشأن والشوكة. ولما بلغت دولته منتهاها، تبـع نفسَه الأمّارة وما زكّـاهـا. وادّعى الرسالة والنبوّة من إغواء الشيـطـان، وما تحامى عن الافتراء والكذب والبهتان. وظنّ أنه أمـرٌ لا يُسـأل عـنه، ويُزجّى حياته فى التنعّم والرفاهة، ويزيد فى الـعـظـمة والـنبـاهة، بـل سـلـك مـعـه طـريقَ الكبر والنخوة، وما خاف عذاب حضرة العزّة. ولا شكّ أنّ المفترى يؤخذ فى مـآل أمـره ويُـمـنـع مـن الـصعود، وتفترسه غيرة اللّٰه كالأُسُود، ويـرى يـوم الهـلاك والـدّمـار الـمـوعود فى كتاب اللّٰه العزيز الـودُود. إن الـذيـن يـفـتـرون على اللّٰه ويتقوّلون، لا يعيشون إلّا قـلـيلًا ثـم يـؤخـذون، وتتبـعهـم لـعـنة اللّٰه فى هٰذه وفى الآخرة،

﴿۶۳﴾

ویذوقون الهوان والخزی ولا یُکرَمون. ألم یبلغک ما کان مآل المفترین فی الأوّلین؟ وإن اللّٰه لا یخاف عقبی المتقوّلین، ویهزّ لهم حُسامه، فیجعلهم من الممزَّقین.

ولمّا اقترب یوم هلاکه دعوتُه للمباهلة، وکتبتُ إلیه أنّ دعواک باطلٌ ولستَ إلّا کذّابًا مفتریًا لجیفةِ الدنیا الدنیّة، ولیس عیسٰی إلّا نبیًّا، ولستَ إلّا متقوّلًا، ومن العامّة والفِرق الضالّة المضلّة. فاخْشَ الذی یری کذبک، وإنّی أدعوک إلی الإسلام والدّین الحقّ والتوبة إلی اللّٰه ذی الجبروت والعزّة. ﴿۶۴﴾ فإن تولّیتَ وأَعْرضتَ عن هٰذه الدعوة، فتعالَ نباهلُ ونجعلُ لعنة اللّٰه علی الذی ترک الحقّ، وادّعی الرسالة والنبوّة علٰی طریق الفِریة. وإن اللّٰه یفتح بینی وبینک، ویهلک الکاذب فی زمن حیاة الصادق، لیعلم الناس مَنْ صدق ومَنْ کذب، ولینقطع النزاع بعد هٰذه الفیصلة. وواللّٰه، إنّی أنا المسیح الموعود الذی وُعد مجیئه فی آخر الزمن وأیام شیوع الضلالة. وإنّ عیسٰی قد ماتَ، وإن مذهب التثلیث باطل، وإنک تفتری علی اللّٰه فی دعوی النبوّة. والنبوّة قد انقطعت بعد نبیّنا صلی اللّٰه علیه وسلم، ولا کتاب

بعد الفرقان الذی هو خیر الصحف السابقة، ولا شریعة بعد الشریعة المحمدیّة، بَیْدَ أنی سُمّیتُ نبیًّا علٰی لسان خیر البریّة، وذالک أمر ظلّی مِنْ برکات المتابعة، وما أری فی نفسی خیرًا، ووجدتُ کُلّ ما وجدت من هٰذه النفس المقدّسة. وما عنی اللّٰه من نبوّتی إلّا کثرة المکالمة والمخاطبة، ولعنة اللّٰه علٰی من أراد فوق ذالک، أو حسب نفسه شیئًا، أو أخرج عنقه من الرِّبُقة النبویّة. وإن رسولنا خاتم النبیین، وعلیه انقطعتُ سلسلة المرسلین. فلیس حقّ أحدٍ أَن یدّعی النبوّة بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقة المستقلّة، وما بقی بعده إلّا کثرة المکالمة، وهو بشرط الاتّباع لا بغیر متابعة خیر البریّة. واللّٰه، ما حصل لی هٰذا المقام إلّا من أنوار اتّباع الأشعّة المصطفویّة، وسُمِّیتُ نبیّا من اللّٰه علٰی طریق المجاز لا علٰی وجه الحقیقة. فلا تهیج هٰهنا غیرة اللّٰه ولا غیرة رسوله، فإنی أُربَّی تحت جناح النبیّ، وقدمی هٰذه تحت الأقدام النبویّة. ثم ما قلتُ من نفسی شیئًا، بل اتّبعتُ ما أُوحی إِلیّ من ربّی. وما أخاف بعد ذالک تهدید الخلیقة، وکلّ أحدٍ یُسأل عن عمله یوم القیامة، ولا یخفی علی اللّٰه خافیة.

﴿۶۵﴾

وقُلتُ لذالک المفتری.. إن كنتَ لا تباهل بعد هٰذه الدَّعْوة، ومع ذالک لا تتوب مما تفتری على اللّٰه بادّعاء النبوّة، فلا تحسبُ أنّک تنجو بهٰذه الحيلة، بل اللّٰه يهلكک بعذابٍ شديدٍ مع الذلّة الشديدة، ويخزيک ويذيقک جزاء الفرية. وكان يراقب موتی وأراقب موته، وكنتُ أتوكّل على اللّٰه ناصر الحقّ وحامی هٰذه الملّة.

ثم أشعتُ ما كتبتُ إليه فی ممالک أمريكة إشاعةً تامّةً كاملةً، حتى أُشيعَ ما كتبت إليه فی أكثر جرائد أمريكة، وأظنّ أنّ ألوفا من الجرائد أشاعتْ هٰذا التبليغ، وبلغت الإشاعة إلٰى عِدّة ما أستطيع أن أُحصيها، وليس فی القرطاس سعة أَنْ أُمْليها. وأمّا ما أُرْسِلَ إلىّ من جرائد أمريكة التی فيها ذكرُ دعوتی وذكر المباهلة وذكر دعائی علٰى ڈوئی لطلب الفيصلة، فرأيتُ أن أكتب فی الحاشية أسماء بعضها، ليعلم الناس أنّ هٰذا الأمر ما كان مكتومًا مخفيًّا، بل أشيع فی مشارق الأرض ومغاربها، وفی أقطار الدنيا وأعطافها كلّها، شرقًا وغربًا وشمالًا وجنوبًا. وكان سبب هٰذه الإشاعة أنّ ڈوئی كان كالملوک العظام فی الشهرة، وما كان رجل فی أمريكة ولا فی يورُب من الأكابر والأصاغر إلّا

﴿٦٦﴾

كان يعرفه بالمعرفة التامّة. وكانت له عظمة ونباهة كالسلاطين فى أَعْيُن أهل تلك البلاد، ومع ذالک كان كثير السياحة، يصطاد الناس بوعظه كالصياد. فلذالک ما أبٰى أحدٌ من أهل الجرايد أن يطبع ما أُرسل إليه فى أمره من مسألة المباهلة، بل ساقهم حرص رؤية مآل المصارعة إلى الطبع والإشاعة.

والجرائد التى طُبعتْ فيها مسألة مباهلتى ودُعائى علٰى ڈوئى هى كثيرة من جرائد أمريكة، ولكنّا نذكر علٰى طريق النموذج شيئًا منها فى حاشيتنا هذه☆.

☆

نمبر	اسم الجريدة وتاريخه	ترجمة خلاصة مضمونها
۱	شکاگو إنٹرپریٹر ۸جون ۱۹۰۳ء	إن الميرزا غلام أحمد رجلٌ من الفنجاب، وهو يدعو "ڈوئى" للمباهلة. أيُظَنُّ أنه يخرج فى هذا الميدان؟ وإن الميرزا يكتب أن "ڈوئى" مفترى كذّابٌ فى دعوى النبوّة، وإنى أدعو اللّٰهَ أن يُهلكه ويستأصله كل الاستيصال. ويقول: إنى على الحق، وإن ڈوئى على الباطل، فاللّٰه يحكم بيننا بأنه يُهلک الكاذبَ، ويستأصله فى حين حياة الصادق. وإن الميرزا غلام أحمد يقول: إنى أنا المسيح الموعود وإن الحق فى الإسلام.
۲	ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۰۳ء	مطابقٌ بما سبق بأدنٰى تغيُّر الألفاظ.
۳	أرگوناٹ سان فرانسسکو . يكم دسمبر ۱۹۰۲ء	مطابقٌ بما سبق بأدنى تغيُّر الألفاظ، ومع ذالک قال إن هٰذا الطريق طريق معقول ومبنى على الإنصاف. ولا شک أن الرجل الذى يُستجاب دعاؤه فهو على الحق من غير شبهةٍ.
۴	لٹریری ڈایجسٹ نیویارک. ۲۰جون ۱۹۰۳ء	ذَكَرَ مفصّلًا كلَّ ما دعوتُ به "ڈوئى" للمباهلة، وطَبَعَ عَكْسَ صورتى وصورته، والباقى مطابقٌ بما سبق.

﴿۶۷﴾ وَ خلاصة الكلام أنّ ڈُوئی كان شرّ النّاس، وملعون القلب، ومثيل الخنّاس، وكان عدوّ الإسلام بل أخبث الأعداء، وكان يريد أن يجيح الإسلام حتّى لا يبقى اسمه تحت السّماء. وقد دعا مرارًا فى جريدته الملعونة علىٰ أهل الإسلام والملّة الحنيفية، وقال: اللّٰهمّ، أَهْلِك المسلمين كلّهم، ولا تُبْقِ منهم فردًا فى إقليم من الأقاليم، وأَرِنى زوالهم واستيصالهم وأَشِعُ فى الأرض كلّها مذهب التثليث وعقيدة الأقانيم.

نمبر	اسم الجريدة وتاريخه	ترجمة خلاصة المضمون
۵	نیویارک میل أینڈ ایکسپریس . ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	عنوانٌ ذَكرَه: "مباهلةُ المدّعيين"، وذَكَرَ دعائى علىٰ "ڈوئی"، ثم ذَكَرَ أن الأمر الفيصل هلاكُ الكاذب فى حين حياة الصادق. والباقى مطابقٌ بما سبق.
۶	هیرلڈ روچسٹر ۲۵جون ۱۹۰۳ء	ذكر أن ''ڈوئی'' دُعی للمباهلة، ثم ذكر تفصيلا ما سبق من البيان.
۷	ریکارڈ بوسٹن .۲۷جون ۱۹۰۳ء	مطابقٌ لما سبق.
۸	أيڈورٹائزر . ۲۵جون ۱۹۰۳ء	//
۹	پایلاٹ بوسٹن ۲۷جون ۱۹۰۳ء	ذكرنى وذكر "ڈوئی"، ثم ذكر دعاءَ المباهلة.
۱۰	پاتھ فائینڈر واشنگٹن ۲۷/ جون ۱۹۰۳ء	ذَكَرَ كمثل ما سبق.
۱۱	إنٹراوشن شكاگو ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	ذَكَرَ كمثل ما سبق.

﴿۶۷﴾ بقیہ حاشیہ

وقال أَرْجُو أَنْ أریٰ موت المسلمین کلّهم وقَلْعَ دین الإسلام، وهٰذا أعظم مراداتی فی حیاتی، ولیس لی مراد فوق هٰذا المرام. وکلّ هٰذه الکلمات موجودة فی جرائده الّتی موجودة عندنا فی اللسان الإنکلیزیة، ویعلمها من قرأها من غیر الشکّ والشبهة. فکفاکَ أیُّها النّاظر لتخمین خُبث هٰذا المفتری هٰذه الکلماتُ، ولذالک سمّاه النبیّ صلی اللّٰه علیه خنزیرًا

«۶۸»

نمبر	اسم الجریدة وتاریخه	ترجمة خلاصة المضمون
۱۲	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	عنوانٌ ذکره للمباهلة، والباقی مطابق لما سبق.
۱۳	شکاگو	//
۱۴	برلنگٹن فری پریس. ۲۷/ جون ۱۹۰۳ء	//
۱۵	روسٹر سپائی . ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	//
۱۶	شکاگو اِنٹراوشن .۲۸جون ۱۹۰۳ء	ذکر دعاء المباهلة
۱۷	ألبنی پریس۲۵ جون ۱۹۰۳ء	//
۱۸	جیکسنول ٹائمز .۲۸ جون ۱۹۰۳ء	//
۱۹	بالٹی مور أمریکن .۲۵جون ۱۹۰۳ء	//
۲۰	بفلو ٹایمز .۲۵جون ۱۹۰۳ء	//
۲۱	نیویارک میل .۲۵جون ۱۹۰۳ء	//
۲۲	بوسٹن ریکارڈ ۲۷جون ۱۹۰۳ء	//

«۶۸»

بقیة الحاشیة

بما ساء ثُ هٰذا الخبيث الطيّباتُ، وسرّتُه نجاسة الشرك والمفتريات. وقد عرف الناظرون فی كلامه توهين الإسلام فوق كلّ توهين، وشهد الشاهدون علٰى ملعونيّته فوق كل لعين، حتّى إنه صار مثلًا بين الناس فی الشتم والسبّ، وما كان منتهيًا من المنع والذبّ. وإذا باهلتُه ودعوته للمباهلة ليَظهَر بموت الكاذب صدق الصادق من حضرة العزّة،

نمبر	اسم الجريدة وتاريخه	ترجمة خلاصة المضمون
۲۳	ڈیزرٹ إنگلش نیوز .۲۷جون ۱۹۰۳ء	ذكر دعاء المباهلة
۲۴	هيلينا ريكارڈ . يكم جولائی ۱۹۰۳ء	//
۲۵	گروم شاير گزٹ. ۱۷/جولائی ۱۹۰۳ء	//
۲۶	نونیٹن کرانیکل . ۱۷جولائی ۱۹۰۳ء	//
۲۷	هئوسٹن کرانیکل.۳ // //	//
۲۸	سونا نیوز . ۲۹جون //	//
۲۹	رچمنڈ نیوز. یکم جولائی ۱۹۰۳ء	//
۳۰	گلاسگو هیرلڈ . ۲۷/ أكتوبر ۱۹۰۳ء	//
۳۱	نيويارک کمرشل أيڈورٹائيزر .۲۶/ أكتوبر ۱۹۰۳ء	//
۳۲	دی مارننگ ٹيلگراف .۲۸/ أكتوبر ۱۹۰۳ء	ذكر دعاء المباهلة وذكر دوئی.

منه

بقیۃ الحاشیۃ

﴿۶۹﴾

فقال قائل من أهل أمريكة وطبع كلامه فی جريدته، وتكلّم بلطيفةٍ رائقةٍ ونُكتةٍ مضحكةٍ فی أمر ڈُوئی وسيرته، فكتب أنّ ڈُوئی لن يقبل مسألة المباهلة، إلّا بعد تغيير شرائط هٰذه المصارعة، فيقول: لا أقبل المباهلة، ولكن ناضِلونی فی التشاتم والتسابّ، فمن فاق حريفه فی كثرة السبّ وشدّة الشتم فهو صادق، وحريفه كاذبٌ من غير الارتياب. وهٰذا قول صاحب جريدةٍ كان تقصّٰی أخلاقَه، وجَرّب ما يخرج من لسانه وذاقَه. وكذالک قال كثير من أهل الجرائد، وإنّهم من أعزّة أهل أمريكة ومن العمائد. ثم مع ذالک إنّی جرّبتُ أخلاقه عند مسألة المباهلة، فإذا بلغه مكتوبی غضب غضبًا شديدًا واشتعل من النَّخُوة، وأرى أنيابَ ذياب الأجمةِ، وقال: ما أرى هٰذا الرجلَ إلّا كبعوضة بل دونها، وما دعتنی البعوضة بل دعت منونها. وأشاع هٰذا القول فی جريدته، وكفاک هٰذا لرؤية كبره ونخوته، فهٰذا الكبر هو الذی حثّنی على الدعاء والابتهال، متوكّلا على اللّٰه ذی العزّة والجلال.

وكان هٰذا الرجل صاحب الدولة العظيمة قبل أن أدعوه

﴿۷۰﴾ إلى المباهلة، وكنت دعوت عليه ليُهلكه اللّٰه بالذلّة والمَتربة والحَسرة. وإنّه كان قبل دعائى ذا السطوة السلطانية، والقوّة والشوكة، والشهرة الجليلة، التى أحاطت الأرض كالدائرة. وكان صاحب الدُّور المنجّدة، والقصور المُشيّدة. وما رأى داهية فى مُدّة عمره، ورأى كلّ يوم زيادة زمره. وكان له حاصلًا ما أمكن فى الدّنيا من الآلاء والنعماءِ، وكان لا يعلم ما يوم البأساءِ وما ساعة الضرّاءِ. وكان يلبس الديباج، ويركب الهِمُلاج، وكان يظنّ أنه يرزق عمرًا طويلًا غافلًا من سهم المنايا، وكان يزجّى النهار كالمسجودين والمعبودين والمعظَّمين، ويفترش الحشايا بالعشايا. وإذا أنزل اللّٰه قدره ليُصدّق ما قلتُ فى مآل حياته، فانقلبت أيّام عيشه ومسرّاته، وأراه اللّٰه دائرة السَّوء، ولُدغ كلَّ لَدْغٍ مِن حَيَواته، أعنى أفاعى أعمالِه وسيّآته. فعاد الهِمُلاجُ☆ قَطُوفًا+، وانقلب الديباج صوفًا، وهلمّ جرّا إلٰى أنّه أُخرج من بلدته التى بناها بصرف الخزائن، وحُرّم عليه كلّ ما شَيّد من المقاصر ببذل الدفائن،

☆ الهِمُلاجُ: الدابة الحسنة السير فى سرعة وسهولة. ۱۲

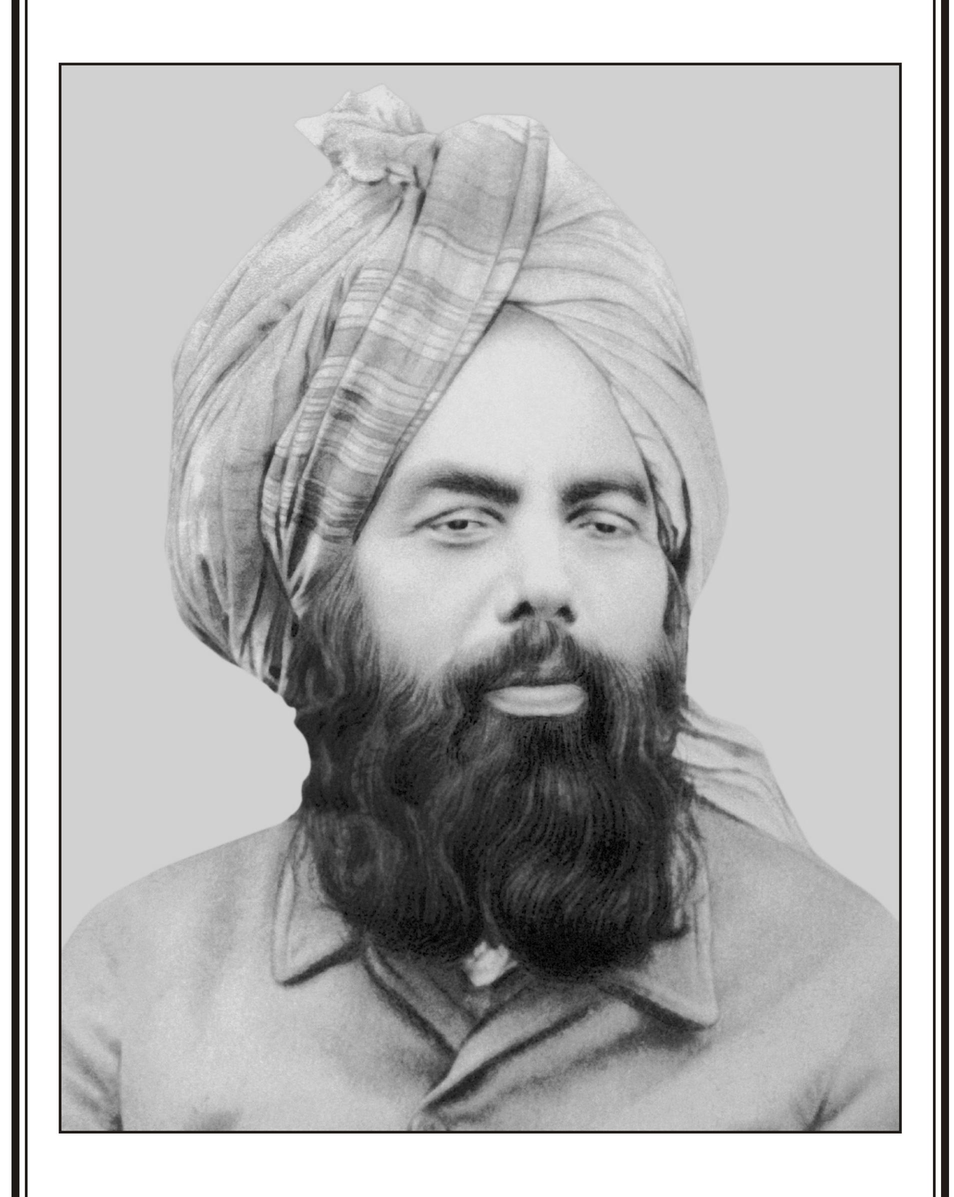
+ القَطُوف: الدابة الضيّقةُ الخُطى البطيئةُ السير. ۱۲

﴿۷۱﴾

بَلْ ما كفى اللّٰه على هٰذا، وأنزل عليه جميع قضائه وقدره، وحطّ سائر وجوه شأنه وقدره، وانتقل إلٰى رجلٍ آخر كلُّ ما كان فى قبضته، وجمعتْ غياهبَ البُؤْسِ رياحُ نخوته، حتّى يئس من ثروته الأولى، وارتضع من الدهر ثدىَ عقيمٍ، وركب من الفقر ظهرَ بهيمٍ. ثمّ أخذه بعض الورثاء كالغرماء ، ورأى خِزيًا كثيرًا من الزوجة والأحباب والأبناء ، حتى إنّ أباه أشاع فى بعض جرائد أمريكة أنه زنيمٌ ولدُ الزنا وليس من نُطفته. وكذالك انتسفتْه رِيَاحُ الإدبار والانقلاب، وكمّل له الدهرُ جميعَ أنواع الذلّة، فصار كرميم فى التراب أو كسليم غَرض التباب، وصار كنكرة لا يُعرف، بعد ما كان بكلّ وجاهة يوصف. وانتشر كلُّ مَن كان معه من الأتباع، وما بقى شىء فى يده من النقد والعَقار والضِّياع، وبرز كالبائس الفقير، والذليل الحقير. غِيضتْ حياضه، وجَفَّتْ رياضه، وخَلَتْ جِفانه، ونحُس مكانه، وطُفِئَ مصباحه، ورُفعت صياحه، ونُزعت عنه البساتين وعيونها،

﴿۷۲﴾

هٰذَا شبیــــہ حضرتنا المسیح الموعود میرزا غلام احمد القادیانی
مد فیضہٗ



﴿۷۳﴾

هٰذا عکس صورة ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی التی کانت فی ایام صحته



هٰذا عکس صورة ڈاکٹر ڈوئی بعد ما فُلِج

﴿۷۴﴾

وآلخيل ومتونها، وضاق عليه سهلُ الأرض وحُزونها، وعادته الأودية وبطونها، وسُلِبت منه الخزائن التی ملک مفاتحها، ورأى حروب العدا ومضائقها. ثم بعد كلّ خزى وذلّة فُلج من الرأس إلى القدم، ليرحّله الفالج من الحياة الخبيث إلى العدم. وكان يُنقل من مكان إلٰى مكان فوق ركاب الناس، وكان إذا أراد التبرّز يحتاج إلى الحقنة من أيدى الأناس. ثمّ لَحِقَ به الجنون، فغلب عليه الهذيان فی الكلمات، والاضطراب فی الحركات والسكنات، وكان ذالک آخر المخزيات. ثم أدركه الموت بأنواع الحسرات، وكان موته فی تاسع من مارج سنة ۱۹۰۷ء، وما كانت له نوادب، ولا من يبكى عليه بذكر الحسنات.

وأوحى إلىّ ربّى قبل أن أسمع خبر موته وقال: إنّى نَعَيتُ. إنّ اللّٰه مع الصادقين. ففهمت أنّه أخبرنى بموت عدوّى وعدوّ دينى من المباهلين. فكنتُ بعد هٰذا الوحى الصريح من المنتظرين، وقد طُبع قبل وقوعه فی جريدة بَدْر والحَكَم ليزيد عند ظهوره إيمان المؤمنين.

﴿۷۵﴾

فإذا جاء وعد ربّنا مات ڈوئى فجأةً، وزهق الباطل، وعلا الحقّ، فالحمد للّٰه ربّ العالمين. ووَاللّٰهِ لو أُوتيتُ جَبلًا من الذهب أو الدُّررِ والياقوت ما سرّنى قطّ كمثل ما سرّنى خبرُ موت هٰذا المفسد الكذّاب. فهل من مُنصف ينظر إلٰى هٰذا الفتح العظيم من اللّٰه الوهّاب؟ هٰذا ما نزل على العدوّ اللئيم، من العذاب الأليم، وأمّا أنا فحقّق اللّٰه كلّ مقصدى بعد المباهلة، وأرى آيات كثيرة لإتمام الحُجّة، وجذب إلىّ فوجًا عظيمًا من النفوس البررة، وساق إلىّ القناطير المقنطرة من الذهب والفضّة، ورزقنى فتحًا عظيمًا علٰى كلّ من باهلنى من المبتدعين والكفرة. وأنزل لِىُ آياتٍ☆ منيرة، لا أستطيع أَنْ أحصيها، ولا أقدر أن أمليها، فاسألوا أهل أمريكة ما صنع اللّٰه بڈوئى بعد دعائى، وتعالوا أُريكم آيات ربّى ومولائى، وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه ربّ العالمين.

المشتهر

الميرزا غلام أحمدؐ المسيح الموعود

من مقام قاديان، ضلع گورداسپور، پنجاب

۱۵/ اپريل سنة ۱۹۰۷ء

الحاشية المتعلقة بصفحة ۷۵. السطر العاشر

إن اللّٰه أخبرنی بموت ڈُوئی مرارًا، وهی بشارات کثیرة، وکلُّها طُبع قبل موته وقبل نزول الآفات علیه فی جریدة مُسمّی ببدر وجریدةٍ أخری مُسمّی بالحکم، فلیرجع الناظر إلیهما. فمنها ما أُوحِیَ إلیّ فی ۲۵ دسمبر سنة ۱۹۰۲ء حکایةً عنی وهو هذا: إنی صادق صادق وسیشهد اللّٰه لی. ومنها ما أُوحِیَ إلیّ فی ۲ فروری سنة ۱۹۰۳ء وهو هذا: سنُعْلِیک. سأُکرمک إکرامًا عجبًا. سُمِعَ الدعاء . إنّی مع الأفواج آتیک بغتةً. دعاؤک مستجاب. وأُوحِیَ فی ۲۶/ نومبر سنة ۱۹۰۳ء: لک الفتح، ولک الغلبة. وأُوحِیَ فی ۱۷/دسمبر سنة ۱۹۰۳ء : تری نصرًا من عند اللّٰه. إن اللّٰه مع الذین اتّقوا والذین هم محسنون. وأُوحِیَ إلیّ فی ۱۲ جون سنة ۱۹۰۴ء : کَتَبَ اللّٰه لأغلبن أنا ورُسلی. کمثلک دُرٌّ لا یُضاع . لا یأتی علیک یومُ الخسران. وأُوحِیَ إلیّ فی ۱۷/دسمبر سنة ۱۹۰۵ء : قال ربُّک إنه نازلٌ من السماء ما یُرضیک، رحمةً منّا، وکان أمرًا مقضیّا. وأُوحِیَ إلیّ فی ۲۰/ مارچ سنة ۱۹۰۶ء : المراد حاصل. وأُوحِیَ إلیّ فی ۹/ أپریل سنة ۱۹۰۶ء: نصرٌ من اللّٰه وفتح مبین. ولا یُرَدّ بأسه عن قومٍ یعرضون. وأوحی إلیّ فی ۱۲/أپریل سنة ۱۹۰۶ء: أراد اللّٰه أن یبعثک مقامًا محمودًا. یعنی مقامَ عزّةٍ وفتح تُحمد فیه. وأُوحِیَ فی الهندیة (ترجمة): أُرِیُ ما ینسخ طاقةَ الدیر یعنی أُرِی آیةً تکسر قوة دیر الیسوعیین. وأُوحِیَ فی الهندیة فی ۷/جون سنة ۱۹۰۶ء (ترجمة): تظهر الآیتان. إنّی أُریک ما یُرضیک. وأُوحِیَ فی ۲۰/جنوری سنة ۱۹۰۶ء: وقالوا لستَ مرسلا. قل کفی باللّٰه شهیدًا بینی وبینکم، ومَنْ عنده علمُ الکتاب. وأُوحِی فی ۱۰/جولائی سنة ۱۹۰۶ء: (ترجمة الهندی) انظُرْ .. إنی أُمطر لک من السماء ، وأُنبت من الأرض، وأما أعداؤک فیؤخذون. وأُوحِیَ فی ۲۳/ أگست سنة ۱۹۰۶ء : (ترجمة الهندی): ستظهر آیة فی أیام قریبة لیقضی اللّٰه بیننا. وأُوحِی فی ۲۷/ستمبر سنة ۱۹۰۶ء: (ترجمة الهندی): السلام علیک أیّها المظفّر. سُمع دعاؤک. بلجَتْ آیاتی، وبَشِّرِ الذین آمنوا بأن لهم الفتح. وأُوحِیَ فی ۲۰ أکتوبر سنة ۱۹۰۶ء: (ترجمة الهندی): اللّٰه عدوّ الکاذب، وإنه یوصله إلٰی جهنّم. أُغرِقَت سفینةُ الأذلّ. إن بطشَ ربک لشدید. وأوحی فی ۱/فروری سنة ۱۹۰۷ء: (ترجمة الهندی): الآیة المنیرة وفتحُنا. وأُوحِیَ فی ۷ فروری سنة ۱۹۰۷ء: العید الآخر. تنال منه فتحًا عظیمًا. دَعْنِی أقتُلُ من آذاک. إن العذاب مُربَّعٌ ومُدَوّرٌ . وإنْ یّروا آیةً یُعرضوا ویقولوا سحرٌ مستمِرٌّ. وأُوحِیَ فی سابع مارچ سنة ۱۹۰۷ء: یأتون بنعشه ملفوفاً.. نعیتُ.. من سابع مارچ إلی آخره: یعنی یُشاع موتُ ذالک الرجل إلٰی هذا الوقت. إن اللّٰه مع الصادقین. منه

﴿۷۷﴾



وقع فی نفسی أن أکتب شیئًا من سوانحی وسوانح آبائی فی ھٰذہ الرسالة، لأعرّف بہ النّاسَ أمری، لعلّ اللّٰہ ینفعهم، ویزیدهم قوّة لِرفع الضلالة، ولعلّهم یفکّرون فی أصل الحقیقة، ویمیلون إلی العدل والنّصفة.

فاعلموا، رحمکم اللّٰہ، أنی أنا المسمی بغلام أحمد بن میرزا غلام مرتضٰی، ومیرزا غلام مرتضٰی بن میرزا عطا محمد، ومیرزا عطا محمد بن میرزا گل محمد، ومیرزا گل محمد بن میرزا فیض محمد، ومیرزا فیض محمد بن میرزا محمد قائم، ومیرزا محمد قائم بن میرزا محمد أسلم، ومیرزا محمد أسلم بن میرزا دلاور بیک، ومیرزا دلاور بیک بن میرزا إلہ دین، ومیرزا إلہ دین بن میرزا جعفر بیک، ومیرزا جعفر بیک بن میرزا محمد بیک، ومیرزا محمد بیک بن میرزا محمد عبد الباقی، ومیرزا محمد عبد الباقی بن میرزا محمد سلطان، ومیرزا محمد سلطان بن میرزا هادی بیک.

ثم اعلموا أنّ مسکنی قریةٌ سُمّیت ببلدة الإسلام، ثم اشتهر باسم ”قادیان“ فی ھٰذہ الأیّام. وهی واقعة فی الفنجاب بین النهرین "الراوی" و"البیاس"، إلٰی جانب المشرق مائلًا إلی الشمال من "لاهور" الذی هو صدر الحکومة ومرکز البلاد الفنجابیة. وإنی قرأتُ فی کتب سوانح آبائی وسمعت من أبی أن آبائی کانوا من الجرثومة المُغُلیّة. ولکن اللّٰہ أوحی إلیّ أنّهم کانوا من بنی فارس لا من الأقوام الترکیّة. ومع ذالک أخبرنی ربّی بأنّ بعض أمهاتی کُنَّ من بنی الفاطمةِ، ومن أهل بیت النُّبوّةِ، واللّٰہ جمع فیهم نسل **إسحاق وإسماعیل** من کمال الحکمة والمصلحة.

وسمعتُ من أبی وقرأت فی بعض سوانحهم أنّهم کانوا فی بدء أمرهم

﴿۸۷﴾ یسکنون فی بلدة سمرقند، قبل أن یرحلوا إلی الهند، وکانوا من أمراء تلک الأرض ووُلاتها، ومن أنصار الملّة وحُماتها. ثم طرحتُهم النوی مَطارِحَها، وبسطتُ إلیهم سیول السفر جوارحَها، حتی إذا وطئوا أرض هٰذه البلدة التی تسمّی بقادیان ورأوا هٰذه الخِطّة المبارکة، والتُّربة الطیبة، سرّتْهم ریحها وماؤها، وسوادها وخضراؤها، فألقَوا فیها عصا التّسیار، وکانوا یرجّحون البدو علی الأمصار، ورُزقوا فیها من اللّٰه ضیعةً وعقارًا، وملکوا قرًی وأمصارًا. ثم إذا مضی زمانٌ علٰی هٰذه الحالة، ونزل قضاء اللّٰه وقدره علی السلطنة المغلیّةِ، أمّرهم اللّٰه فی هٰذه الناحیة، وانتهی الأمر إلٰی أنّهم صارُوا کمَلِکٍ مستقل فی هٰذه الخِطّة، وکان فی یدهم مِن کل نهجٍ عِنانُ الحکومة، وقضی اللّٰه وطرهم من الفضل والرحمة. وبعد ما زجّوا زمانًا طویلًا فی النّعمة والرفاهةِ، والشرف والنباهة، أخرج اللّٰه بمصالحه العمیقة وحِکمه الدقیقة قومًا یقال له الخالصه، وکانوا قسیّ القلب لا یکرمون الشرفاء ، ولا یرحمون الضعفاء ، وکُلّما دخلوا قریةً أَفْسدوها، وجعلوا أعِزّةَ أهلها أذِلّة، فصارت مِن جورهم بُدُورُ الإسلام کالاَهِلّة. وکانوا من أعادی الإسلام، وأکبر أعداء ملّة خیر الأنام. ففی تلک الأیام صُبّت علٰی آبائی المصائب من أیدی تلک اللئام، حتی أُخرجوا من مقام الریاسة، ونُهبت أموالهم من أیدی الکفرة، ونُطحوا من جُیُودٍ، وهُجّروا من ظلٍّ ممدودٍ، ولبثوا فی أرض الغُربة إلٰی سنین، وأُوذوا إیذاءً شدیدًا من الظالمین، وما رحمهم أحد إلّا أرحم الراحمین. ثم ردّ اللّٰه إلٰی أبی بعض القُریٰ فی عهد الدولة البرطانیة، فوجد قطرةً أو أقلّ منها من بحر الأملاک الفانیة.

فخلاصة الکلام أنّ آبائی ماتوا بمرارة الخیبة والحسرات، بعد ما کانوا کشجرةٍ مملوّةٍ من الثمرات، وبعد أیامٍ کانت کالعذاری المتبرّجات. فوجدتُ قصصهم

﴿۷۹﴾

مَحلَّ عبرةٍ تسيل بذكرها العبرات، ولا ترقأ عند تصوّرها الدموع الجاريات. ولمّا رأيتُ ما رأيتُ، أخذتنی الرقّة فبكيتُ، وناجيتُ نفسی بأن هٰذه الدّنيا ليست إلّا كغدّار، وليس مآلها إلّا مرارةُ خيبةٍ وتبارٍ. وأرهقتنی دار الدنيا بضيقها، وأُلقی فی قلبی أن أعاف بريقها، فصرف اللّٰه عنّی حبّ الدّنيا ورؤية زينتها، والتمايل علٰی شجرتها وثمرتها. وكنت أحبّ الخمول، وأؤثر زاوية الاختفاء، وأفرّ من المجالس ومواقع العُجُب والرياء. فأخرجنی اللّٰه من حجرتی، وعَرّفنی فی النَّاس، وأنا كارهٌ من شهرتی، وجعلنی خليفة آخر الزمان، وإمام هٰذا الأوان، وكلّمنی بكلماتٍ نذكر شيئا منها فی هٰذا المقام، ونؤمن بها كما نؤمن بكتب اللّٰه خالق الأنام.

وهی هٰذه

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يا أحمد، بارك اللّٰه فيكَ. ما رميتَ إذ رميتَ، ولكنّ اللّٰه رمیٰ. الرحمٰن علّم القرآن. لتنذر قومًا ما أُنذر آباؤهم، ولتستبين سبيل المجرمين. قُل إنّی أُمِرت وأنا أوّلُ المؤمنين. قل جاء الحق وزهق الباطل، إن الباطل كان زهوقا. كلّ بركةٍ من محمّد صلی اللّٰه عليه وسلم، فتبارك من علّم وتعلّم. وقالوا إنْ هٰذا إلّا اختلاق. قل اللّٰه، ثم ذَرْهم فی خوضهم يلعبون. قُلْ إنِ افتريتُه فعلیّ إجرام شديد. ومن أظلم ممّنِ افتری علی اللّٰه كذبا. هو الذی أرسل رسوله بالهُدیٰ ودين الحق ليظهره علی الدّين كلّه. لا مبدِّلَ لكلماته. يقولون أنَّی لک هٰذا، إنْ هٰذا إلّا قول البشر، وأعانه عليه قومٌ آخرون. أفتأتون السّحر وأنتم تبصرون. هيهاتَ هيهاتَ لما تُوعدونَ. من هٰذا الذی هو مَهينٌ جاهل أو مجنون. قل عندی شهادة من اللّٰه فهل أنتم مُسلمون. قل عندی شهادة من اللّٰه فهل أنتم مؤمنون. ولقد لبثتُ فيكم عمرًا من قبله أفلا تعقلون. هٰذا من رحمة ربّک، يتمّ نعمته عليک. فبشّر، وما أنت بنعمة ربّک بمجنون. لک درجة فی السّماء وفی الذين هم يُبْصرون. ولک نُری آياتٍ، ونهدم ما يعمرون. الحمد للّٰه

﴿۸۰﴾ الّذی جعلک المسیح ابن مریم، لا یُسأل عمّا یفعل وهم یُسألون. وقالوا أتجعل فیها من یفسد فیها. قال إنّی أعلمُ ما لا تعلمون. إنّی مُهینٌ من أراد إهانتک. إنّی لا یخاف لدیّ المرسلون. کتب اللّٰه لأغلبنّ أنا ورسلی. وهم من بعد غلبهم سیغلبون. إن اللّٰه مع الذین اتّقَوا والذین هم محسنون. أریک زلزلة الساعة. إنّی أحافظ کلّ من فی الدار. وامتازوا الیوم أیّها المجرمون. جاء الحق وزهق الباطل. هٰذا الذی کنتم به تستعجلون. بشارة تلقّاها النّبیّون. أنت علٰی بیّنةٍ من ربک. کفیناک المستهزئین. هل أُنبّئکم علٰی من تَنـزَّلُ الشیاطین، تَنـزَّلُ علٰی کلّ أفّاکٍ أثیم. ولا تیأس من روح اللّٰه. أَلا إنّ روح اللّٰه قریب. ألا إنّ نصر اللّٰه قریب. یأتیک من کلّ فجّ عمیق. یأتون من کل فجّ عمیق. ینصرک اللّٰه من عنده. ینصرک رجال نوحی إلیهم من السّماء. لا مبدّل لکلمات اللّٰه. قال ربّک إنه نازل من السّماء ما یرضیک. إنا فتحنا لک فتحًا مبینا. فتحُ الولیّ فتحٌ، وقرّبناه نجیّا. أشجَعُ الناسِ. ولو کان الإیمان مُعلّقًا بالثریّا لناله. أنار اللّٰه برهانه. کنتُ کنزًا مخفیّا فأَحْبَبْتُ أن أُعرَف. یاقمر یا شمس، أنت منی وأنا منک. إذا جاء نصر اللّٰه، وانتهی أمر الزمان إلینا، وتمّت کلمة ربّک. ألیس هٰذا بالحق. ولا تصعّر لخلق اللّٰه ولا تسأم من الناس. ووسِّعْ مکانک. وبشِّرِ الذین آمنوا أن لهم قدم صدق عند ربّهم. واتل علیهم ما أوحی إلیک من ربّک. أصحاب الصفّة، وما أدراک ما أصحاب الصفّة. تری أعینهم تفیض من الدمع. یصلّون علیک، ربّنا إنّنا سمعنا منادیًا ینادی للإیمان، وداعیًا إلی اللّٰه وسراجًا منیرًا. یا أحمد فاضت الرحمة علٰی شفتیک. إنّک بأَعْیننا. سمّیتک المتوکّل. یرفع اللّٰه ذکرک، ویتمّ نعمته علیک فی الدُّنیا والآخرة. بورکت یا أحمد، وکان ما بارک اللّٰه فیک حقّا فیک. شأنک عجیب، وأجرک قریب. الأرض والسماء معک کما هو معی. أنت وجیه فی حضرتی، اخترتک لنفسی. سبحان اللّٰه تبارک وتعالٰی. زاد مجدک. ینقطع آباؤک، ویبدأ منک.

﴿۸۱﴾

وما كان اللّٰه ليتركك حتى يميز الخبيث من الطيّب. إذا جاء نصر اللّٰه والفتح، وتمّت كلمة ربّك. هٰذا الذى كنتم به تستعجلون. أردتُ أن أستخلف فخلقتُ آدم. دنا فتَدلّى فكان قاب قوسين أو أدنٰى. يُحيي الدّين ويقيم الشريعة. يا آدم اسكن أنت وزَوْجك الجنّة. يا مريم اسكن أنت وزوجك الجنّة. يا أحمد اسكن أنت وزوجك الجنّة. نُصرت، وقالوا لاتَ حين مناص. إنّ الذين كفروا وصدّوا عن سبيل اللّٰه ردّ عليهم رجل من فارس. شكر اللّٰه سعيه. أم يقولون نحن جميع منتصر، سيُهْزَم الجَمْع ويولّون الدُّبر. إنّك اليوم لدينا مكين أمين، وإنّ عليك رحمتى فى الدُّنيا والدّين، وإنك من المنصورين. يحمدك اللّٰه ويمشى إليك. سبحان الذى أسرىٰ بعبده ليلاً. خلق آدم فأكرمه. جَرِيُّ اللّٰهِ فى حلل الأنبياء. بشرىٰ لك يا أحمدى، أنت مرادى ومعى، سِرُّك سِرّى. إنّى ناصرك، إنّى حافظك، إنّى جاعلك للنّاس إمامًا. أكان للناس عجبًا، قل هو اللّٰه عجيب. لا يُسأل عما يفعل وهم يسألون. وتلك الأيام نداولها بين الناس. وقالوا إن هٰذا إلّا اختلاق. قل إن كنتم تحبّون اللّٰه فاتّبعونى يحببكم اللّٰه. إذا نصَر اللّٰه المؤمن جعل له الحاسدين فى الأرض. ولا رادَّ لفضله. فالنار موعدهم. قل اللّٰه ثم ذرهم فى خوضهم يلعبون. وإذا قيل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا أنؤمِن كما آمن السفهاء، ألا إنّهم هُمُ السفهاء ولكن لا يعلمون. وإذا قيل لهم لا تفسدوا فى الأرض قالوا إنّما نحن مصلحون. قل جاء كم نور من اللّٰه فلا تكفروا إن كنتم مؤمنين. أم تسألهم مِن☆ خَرْجٍ، فهم من مغرمٍ مُثقَلون. بل أتيناهم بالحق فهم للحق كارهون. تَلطَّفْ بالناس وتَرحَّمْ عليهم، أنت فيهم بمنزلة موسٰى، واصبر علىٰ

☆ لفظُ ''مِن'' ليس فى القرآن الكريم، ولٰكن جاء لفظ ''من'' فى الإلهام. منه

ما يقولون. لعلّك باخع نفسك ألّا يكونوا مؤمنين. لا تقفُ ما ليس لك به علمٌ، ولا تخاطبنى فى الذين ظلموا إنهم مغرقون. واصنَعِ الفُلكَ بأعيننا ووحينا. إن الذين يبايعونك إنما يبايعون اللّٰه، يد اللّٰه فوق أيديهم. وإذ يمكر بك الذى كفر. أَوقِدْ لى يا هامانُ لعلّى أطّلع إلٰى إلٰه موسٰى، وإنى لأظنّه من الكاذبين. تبّت يدا أبى لهب وتبّ. ما كان له أن يدخل فيها إلّا خائفا. وما أصابك فمن اللّٰه. الفِتْنة ههٰنا، فاصبر كما صبر أولو العزم. أَلا إنّها فتنةٌ من اللّٰه، ليحبّ حبّا جمّا، حبًّا مِن اللّٰه العزيز الأكرم. شاتانِ تُذبحانِ، وكلّ من عليها فان. ولا تهنوا ولا تحزنوا. أليس اللّٰه بكاف عبده. ألم تعلم أن اللّٰه علٰى كلّ شىءٍ قدير. وإنْ يتّخذونك إلّا هزوا، أهٰذا الذى بعث اللّٰه؟ قل إنما أنا بشر مثلكم يوحى إلىّ أنّما إلٰهكم إلٰهٌ واحد. والخير كلّه فى القرآن، لا يمسّه إلّا المطهَّرون. قل إنّ هدى اللّٰه هو الهدىٰ. وقالوا لولا نُزّل علٰى رجل من القريتين عظيم. وقالوا أنّى لك هٰذا، إنّ هٰذا لمكر مكرتموه فى المدينة. ينظرون إليك وهم لا يبصرون. قُل إن كنتم تحبّون اللّٰه فاتّبعونى يحببكم اللّٰه. عسٰى ربّكم أن يرحمكم، وإن عدتم عُدْنا، وجعلنا جهنّم للكافرين حصيرًا. وما أرسلناك إلّا رحمةً للعالمين. قل اعملوا علٰى مكانتكم، إنّى عامل، فسوف تعلمون. لا يُقْبَل عملٌ مثقال ذرّة من غير التقوى. إنّ اللّٰه مع الذين اتّقَوا والذين هم محسنون. قل إن افتريته فعلىّ إجرامى، ولقد لبثتُ فيكم عمرًا من قبله أفلا تعقلون. أليس اللّٰه بكاف عبده، ولنجعله آية للناس ورحمة منّا، وكان أمرًا مقضيّا. قول الحق الذى فيه تمترون. سلام عليك. جُعِلتَ مباركا. أنت مبارك فى الدنيا والآخرة. أمراض الناس وبركاته. تَبَخْتَرْ فإن وقتك قد أتى، وإنّ قدم المحمديّين وَقَعَتْ على المنارة العليا. إن محمدًا سيّد الأنبياء ، مطهَّرٌ

﴿۸۲﴾

مصطفٰی. إنّ اللّٰه یصلح کلّ أمرک، ویعطیک کلّ مراداتک. ربُّ الأفواج یتوجّه إلیک، کذالک یری الآیات لیُثبتَ أنّ القرآن کتاب اللّٰه وکلمات خرجت من فوهی. یا عیسٰی إنّی متوفّیک ورافعک إلیّ وجاعل الذین اتّبعوک فوق الذین کفروا إلٰی یوم القیامة. ثلّة من الأوّلین، وثلّة من الآخرین. إنّی سأری بریقی، وأرفعک من قدرتی. جاء نذیر فی الدنیا، فأنکروه أهلها وما قبلوه، ولکن اللّٰه یقبله، ویُظهر صدقه بصولٍ قویٍّ شدیدٍ صول بعد صولٍ. أنت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی، فحان أن تعان وتُعرَف بین الناس. أنت منّی بمنزلة عرشی، أنت منی بمنزلة ولدی☆، أنت منّی بمنزلةٍ لا یعلمها الخَلْقُ. نحن أولیاؤکم فی الحیاة الدنیا والآخرة. إذا غضبتَ غضبتُ، وکلّ ما أحببتَ أحببتُ. من عادیٰ لی ولیًّا فقد آذنته للحرب. إنّی مع الرسول أقوم، وألوم من یلوم، وأعطیک ما یدوم. یأتیک الفرج. سلامٌ علٰی إبراهیم+. صافیناه ونجّیناه من الغمّ. تفرّدنا بذالک، فاتّخِذوا من مقام إبراهیم مصلّی. إنّا أنزلناه قریبًا من القادیان. وبالحقّ أنزلناه وبالحق نزل. صدق اللّٰه ورسوله، وکان أمر اللّٰه مفعولًا. الحمد لله الذی جعلک المسیح ابن مریم. لا یُسأل عمّا یفعل وهم یُسألون. آثرک اللّٰه علٰی کلّ شیءٍ. نزلت سُرُرٌ من السّماء، ولٰکن سریرک وُضع فوق کل سریر. یریدون أن یطفئوا نور اللّٰه، ألا إنّ حزب اللّٰه هم الغالبون. لا تخَفْ إنّک أنت الأعلٰی.

﴿۸۳﴾

☆ سبحان اللّٰه وتعالٰی مما أن یکون له ولد، ولٰکن هذا استعارة کمثل قوله تعالی: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ [1]، والاستعارات کثیرةٌ فی القرآن، ولا اعتراض علیها عند أهل العلم والعرفان. فهذا القول لیس بقولٍ منکر، وتجد نظائره فی الکتب الإلٰهیة وأقوال قومٍ رُوحانیین یُسمَّون بالصوفیة، فلا تعجلوا علینا یا أهل الفطنة. منه

+ سمّانی ربّی إبراهیم، وکذالک سمّانی بجمیع أسماء الأنبیاء من آدم إلٰی خاتَمِ الرسل وخیرِ الأصفیاء، وقد ذکرته فی کتابی "البراهین"، فلیرجعْ إلیه من کان من الطالبین. منه

[1] البقرة:۲۰۱

لا تـخف، إنـی لا یـخاف لدیّ المرسلون. یریدون أن یطفئوا نور اللّٰہ بأفواھھم، واللّٰـہ متـمّ نورہ ولو کرہ الکافرون. نـنـزل علیک أسرارا من السّماء ، ونمزّق الأعـداء کـلّ مـمـزّق. ونـری فـرعـون وھـامـان وجنودھما ما کانوا یحذرون. فـلا تـحـزن عـلٰـی ما قالوا، إنّ ربّک لبالمرصاد. ما أُرسل نبیّ إلّا أخزی بہ اللّٰہ قـومًـا لا یـؤمـنـون. سننجیک، سنعلیک، سأُکرمک إکرامًا عجبا. أُریحک ولا أُجیـحک، وأُخـرج مـنـک قـومًـا. ولـک نـری آیـات، ونھدم ما یعمرون. أنـت الشیـخ الـمسیح الذی لا یضاع وقتہ. کمثلک دُرٌّ لا یضاع. لک درجة فـی الـسـمـاء وفـی الـذین ھم یبصرون. یُبدی لک الرحمٰن شیئا. یخرّون علی الـمسـاجـد. یخرّون علی الأذقان. ربّنا اغفِرْ لنا ذنوبنا إنّا کنّا خاطئین. تاللّٰہ لقد آثـرک اللّٰہ علینا وإنْ کنّا لخاطئین. لا تثریب علیکم الیوم، یغفر اللّٰہ لکم وھو أرحـم الـراحـمیـن. یعصمک اللّٰہ من العدا، ویسطو بکل من سَطا، ذالک بما عـصـوا وکـانـوا یـعتـدون. ألیـس الـلّٰـہ بکافٍ عبدہ. یا جبال أَوِّبی معہ والطّیر. سـلام قولًا من ربّ رحیم، وامتازوا الیوم أیھا المجرمون. إنی مع الروح معک ومـع أھـلک، لا تـخف إنّـی لا یخاف لدیّ المرسلون. إن وعد اللّٰہ أتٰی، ورکل ورکـیٰ، فـطـوبٰـی لـمـن وجـد ورأی، أمـم یَسَّـرْنـا لھم الھُدیٰ، وأمم حقّ علیھم الـعذاب. وقالوا لست مرسلا، قل کفی باللّٰہ شھیدًا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب. ینصرکم اللّٰہ فی وقت عزیز. حُکْمُ اللّٰہ الرحمٰن لخلیفة اللّٰہ السلطان. یـؤتٰـی لـہ الـمـلـک الـعـظیـم، وتُفتح علٰی یدہ الخزائن. ذالک فضل اللّٰہ وفی أعیـنکم عجیب. قل یا أیھا الکفّار إنّی من الصادقین. فانتظروا آیاتی حتّی حین. سـنُـریھـم آیـاتـنـا فـی الآفـاق وفـی أنـفسـھـم. حُـجّة قائمة وفتح مبین. إن اللّٰـہ یـفـصـل بیـنـکـم، إنّ الـلّٰــہ لا یھـدی مـن ھـو مسـرف کـذّاب. وَضَعْـنـا

﴿۸۴﴾

عنک وزرک الذی أنقض ظهرک، وقُطع دابر القوم الّذین لا یؤمنون. قل
اعملوا علٰی مکانتکم إنی عاملٌ فسوف تعلمون. إن اللّٰه مع الذین اتّقوا والذین
هم محسنون. هل أتاک حدیث الزلزلة. إذا زلزلت الأرض زلزالها، وأخرجت
الأرضُ أثقالها، وقال الإنسان ما لها، یومئذ تحدّث أخبارها، بأن ربّک أوحی
لها. أحسب النّاس أن یترکوا. وما یأتیهم إلّا بغتة. یسألونک أحقٌّ هو؟ قل إی
وربّی إنّه لحقٌّ، ولا یُرَدّ بأسه عن قوم یعرضون. الرحی تدور، وینزل القضاء .
لم یکن الذین کفروا من أهل الکتاب والمشرکین منفکّین حتی تأتیهم البیّنة.
لو لم یفعل اللّٰه ما فعل لأحاطت الظلمة علی الدنیا جمیعها. أریک
زلزلة الساعة. یریکم اللّٰه زلزلة الساعة. لمن الملک الیوم؟ لِلّٰه الواحد القهّار.
أری بریق آیتی هٰذه خمس مرّاتٍ، ولو أردت لجعلت ذالک الیوم یوم
خاتمة الدُّنیا. إنّی أحافظ کلّ من فی الدار. أریک ما یرضیک. قل لرفقائک
إنّ وقت إظهار العجائب بعد العجائب قد أتٰی. إنّا فتحنا لک فتحا مبینا
لیغفر لک اللّٰه ما تقدّم من ذنبک وما تأخّر. إنّی أنا التوّاب. من جاء ک
جاء نی. سلام علیکم طبتم. نحمدک ونصلّی صلاة العرش إلی الفرش.
نزلتُ لک، ولک نُرِی آیاتٍ. الأمراض تشاع والنفوس تضاع. إنّ اللّٰه
لایغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بأنفسهم. إنّه أوی القریة. لولا الإکرام
لهلک المقام. إنی أحافظ کل من فی الدار. ما کان اللّٰه لیعذبهم وأنت
فیهم. أمنٌ فی دارنا التی هی دار المحبّة. تزلزل الأرض زلزالًا شدیدًا
ویجعل عالیها سافلها. یوم تأتی السّماء بدخان مبین، وتری

الأرض يومئذٍ خامدة مصفرّة. أكرمك بعد توهينك. يتمنّون ألّا يتمّ أمرك،
واللّٰه يأبى إلّا أن يتمّ أمرك. إنّى أنا الرحمن، سأجعل لك سهولة فى كل أمر.
أريك بركات من كلّ طرف. نزلت الرحمة علٰى ثلاث: العين وعلى
الأُخريَيْن. تُرَدّ إليك أنوار الشباب. ترى نسلًا بعيدًا. إنّا نبشّرك بغلامٍ مَظهَرِ ﴿۸۵﴾
الحقّ والعُلٰى، كأنّ اللّٰه نزل من السّماء. إنّا نبشّرك بغلام نافلة لك.
سبّحك اللّٰه ورافاك، وعلّمك ما لم تعلم. إنه كريم تمشّى أمامك،
وعادى لك من عادى. وقالوا إنْ هٰذا إلّا اختلاق. ألم تعلم أن اللّٰه علٰى كل
شيءٍ قدير. يلقى الرّوح علٰى من يشاء من عباده. كلّ بركة من محمد صلى اللّٰه
عليه وسلم، فتبارك من علّم وتعلّم. إنّ علم اللّٰه وخاتمه فعَل فعلًا عظيما.
إنى معك ومع أهلك ومع كلّ من أحبّك. برق اسمى لك، وكُشف العالم
الروحانى عليك، فبصرك اليوم حديد. أطال اللّٰه بقاءك. تعيش ثمانين
حولا أو تزيد عليه خمسة أو أربعة أو يقّل كمثلها. (ترجمة الهندى):
وإنى أباركك ببركاتٍ عظيمة حتّى إن الملوك يتبرّكون بثيابك.
(ترجمة الهندى): لك برق اسمى، وإنى أريك خمسين أو ستّين آية
سوى آيات أُريتها. إن للمقبولين أنواع نموذج وعلاماتٍ، ويعظّمهم
الملوك وذوو الجبروت، ويقال لهم أبناء ملوك السّلامة. أيّها العدو
إنّ سيف الملائكة مسلول أمامك، لٰكنّك ما عَرفتَ الوقت. ليس الخير
فى أن يحارب أحد مَظهَرَ اللّٰه. رَبِّ فَرِّق بين صادق وكاذب، أنتَ ترى
كلّ مصلح وصادق. ربّ كلّ شيءٍ خادمك، ربّ فاحفَظْنى وانصرنى
وارحمنى. قاتلك اللّٰه (أيّها العدو)، وحفظنى من شرّك. جاءت الزلزلة،
قوموا لنصلّى ونرى نموذج القيامة. يُظهرك اللّٰه ويثنى عليك. لولاك لما

خلقتُ الأفلاک. ادعونی أستجب لکم. (ترجمة الفارسی): الید یدک، والدعاء دعاؤک، والترحّم من اللّٰه. واقعة الزلزلة. عفَتِ الدیار محلُّها ومقامُها، تتبعها الرادفة. (ترجمة الفارسی): عاد الربیع وتمّ قول اللّٰه مرّةً أُخری. (أیضا): عاد الربیع وجاء ت أیّام الثلج وکثرة المطر. ربّ أَخِّرْ وقت ھٰذا. أخّره اللّٰه إلٰی وقت مسمّی. تری نصرًا عجیبًا. ویخرّون علی الأذقان. ربّنا اغفر لنا ذنوبنا إنّا کنّا خاطئین. یا نبیَّ اللّٰه کنتُ لا أعرفک. لا تثریب علیکم الیوم، یغفِر اللّٰه لکم، وھو أرحم الراحمین. تَلطَّفْ بالنّاس وترحَّمْ علیھم، أنت فیھم بمنزلة موسی، یأتی علیک زمنٌ کمثل زمن موسٰی. إنّا أرسلنا إلیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما أرسلنا إلٰی فرعون رسولا. (ترجمة الھندی): نزل من السماء لبن کثیر فاحفظوہ. إنی آثرتک واخترتک. (ترجمة الھندی): اعدت لک حیاة طیّبة. واللّٰه خیر من کلّ شیء. عندی حسنة ھی خیر من جبل. (ترجمة الھندی): علیک سلام کثیر منّی. إنّا أعطیناک الکوثر. إنّ اللّٰه مع الذین اھتدوا، والذین ھم صادقون. إن اللّٰه مع الذین اتّقوا والذین ھم محسنون. أراد اللّٰه أن یبعثک مقامًا محمودا. (ترجمة الھندی): ستظھر آیتان. وامتازوا الیوم أیھا المجرمون. یکاد البرق یخطف أبصارھم. ھٰذا الذی کنتم به تستعجلون. یا أحمد، فاضت الرحمة علٰی شفتیک. کلام أُفصِحتُ من لدُنْ ربّ کریم. (ترجمة الفارسی): إن فی کلامک شیء لا دخل فیه للشعراء. ربّ عَلِّمْنی ما ھو خیر عندک. یعصمک اللّٰه من العدا، ویسطو بکل من سطا. برز ما عندھم من الرماح. سأخبرہ فی آخر الوقت☆ أنّک لست علی الحق. إن اللّٰه رؤوف رحیم. إنا ألنّا لک

﴿۸۶﴾

☆ ھٰذا ما أوحیٰ إلیّ ربّی فی رجل خالَفَنی وکفرنی وھو من علماء الھند المسمّی بأبی سعید محمد حسین البتالوی. منه

الحديد. إنّی مع الأفواج آتیک بغتة. إنی مع الرسول أجیب، أخطی☆ وأصیب. وقالوا أنّٰی لک هٰذا؟ قل هو اللّٰه عجیبٌ. جاء نی آیل+ واختار، وأدار إصبعه وأشار. إنّ وعد اللّٰه أتٰی، ورکل ورکی، فطوبٰی لمن وجد ورأی. الأمراض تشاع والنفوس تضاع. إنّی مع الرسول أقوم، أفطر۞ وأصوم، ولن أبرح الأرض إلی الوقت المعلوم، وأجعل لک أنوار القدوم، وأقصدک وأروم، وأعطیک ما یدوم. إنّا نرث الأرض نأکلها من أطرافها. ونُقلوا إلی المقابر. ظفر من اللّٰه وفتح مبین. إن ربی قویّ قدیر، إنه قویّ عزیز. حلّ غضبه علی الأرض. إنّی صادق صادق، وسیشهد اللّٰه لی. (ترجمة الهندی): اٰتنا یاربّنا الأزلیّ الأبدیّ آخذًا للسلاسل. ضاقت الأرض بما رحبت. ربِّ إنی مغلوب فانتصِرُ، فسَحِّقْهم تسحیقًا. (ترجمة الهندی): قوم بعدوا من طریق الحیاة الإنسانیة. إنّما أمرک إذا أردت شیئا أن تقول له کن فیکون. (ترجمة الهندی): لمّا کنتَ تدخل فی منزلی مرّة بعد مرّة، فانظر هل مطَر سحاب الرحمة أو لا. إنّا أمَتْنا أربعة عشر دوابًّا. ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون. (ترجمة الفارسی): إنّ مآل الجاهل جهنم، فإن الجاهل قلّ أن تکون له عاقبة الخیر. حصل لی الفتح، حصل لی الغلبة. إنی أُمّرتُ من الرحمٰن، فأْتونی،

☆ سبحانه وتعالی من أن یخطی، فقولُه ”أخطی“ قد ورد علٰی طریق الاستعارة کمثل لفظ التردد المنسوب إلی اللّٰه تعالٰی فی الأحادیث. منه

+ المراد من الآیل جبرئیلُ علیه السلام، وکذالک فهّمنی ربّی، ولمّا کان الأَوْل والإیابُ من صفات جبرئیل علیه السلام فلذالک سُمّی بالآیل فی کلام اللّٰه تعالٰی. منه

۞ فیه إشارةٌ إلٰی عذاب الطاعون إلٰی وقتٍ، ثم تأخیرِه إلٰی وقت، کأنّ اللّٰه یُفطر ویصوم. منه

﴿۸۷﴾ إنّی حمی الرحمٰن. إنّی لأجد ریح یوسف لولا أن تفنّدون. ألم تر کیف فعل ربّک بأصحاب الفیل، ألم یجعل کیدهم فی تضلیل. إنّا عفونا عنک. لقد نصرکم اللّٰه ببدر وأنتم أذلّة. وقالوا إن هٰذا إلّا اختلاق. قل لو کان من عند غیر اللّٰه لوجدتم فیه اختلافًا کثیرا. قل عندی شهادة من اللّٰه فهل أنتم مؤمنون. یأتی قمر الأنبیاء، وأمرُک یتأتّی. وامتازوا الیوم أیها المجرمون. (ترجمة الهندی): تقع زلزلة فتشتدّ کلّ الشدّة، وتُجعل عالی الأرض سافلها. هٰذا الذی کنتم به تستعجلون. إنّی أحافظ کُلّ من فی الدّار. سفینة وسکینة. إنّی معک ومع أهلک. أرید ما تریدون. الحمد للّٰه الذی جعل لکم الصّهر والنسب. الحمد للّٰه الذی أذهب عنّی الحزن، وآتانی ما لم یؤتَ أحد من العالمین. یٰسٓ إنّک لمن المرسلین، علٰی صراط مستقیم، تنزیل العزیز الرحیم. أردت أن أستخلف فخلقت آدم. یُحیی الدّین ویقیم الشریعة. (ترجمة الفارسی): إذا جاء زمان السُّلطان، جدّد إسلام المسلمین. إن السماوات والأرض کانتا رتقًا ففَتَقْناهما. قرب أجلک المقدّر. إنّ ذا العرش یدعوک. ولا نُبقی لک من المخزیات ذکرا. قَلَّ میعاد ربّک ولا نبقی لک من المخزیات شیئًا. (ترجمة الهندی): قلّت أیّام حیاتک، ویومئذ تزول السکینة من القلوب، ویظهر أمرٌ عجیب بعد أمرٍ عجیب وآیة بعد آیة، ثم بعد ذالک یتوفّاک اللّٰه. جاء وقتک ونبقی لک الآیات باهرات. جاء وقتک ونبقی لک الآیات بیّنات. ربِّ توفَّنی مسلمًا، وأَلْحِقْنی بالصالحین. آمـــین

☆☆☆

﴿۸۸﴾

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عِلمی مِنَ الرحمٰن ذی الآلاءِ علم من از خدا تعالیٰ است کہ خداوند نعمت ہاست	باللّٰہ حُزتُ الفضلَ لا بِدَھاءِ و بذریعہ خدا فضیلت را جمع کردم نہ بذریعہ عقل
کَیفَ الوصُول إلیٰ مَدارجِ شکرہِ چگونہ تا مدارج شکر او توانیم رسید	نثنی عَلَیہ ولَیس حولُ ثناءِ تعریف او می کنیم و نتوانیم کرد
اللّٰہ مَولانا وکَافلُ أمرنا خدا مولائے ما و متکفل امر ماست	فی ھٰذہ الدّنیا وبَعُد فناءِ چہ درین دنیا و چہ در آخرت
لولا عنایتہ بزمنِ تطَلُّبی اگر عنایت او در زمانہ پیاپی جستن من نبودے	کادت تُعفّینی سیولُ بکائی نزدیک بود کہ سیل ہائے گریہ مرا نابود کردندے
بشری لنا إنا وجدْنا مُونسًا ما را خوشخبری باد کہ ما مونسے یافتیم	ربًّا رحیمًا کاشِفَ الغَمّاءِ کہ رب رحیم دور کنندہ غم ہاست
أُعطیتُ مِن إلْفٍ معارفَ لُبَّھَا از دوستے من معارف دادہ شدہ ام	أُنزلتُ مِن حِبٍّ بدار ضیاءِ و از محبوبے در جائے روشنی فرود آمدہ ام
نتلو ضیاءَ الحقّ عند وضوحہِ ما روشنی حق را بعد ظہور او پیروی مے کنیم	لَسْنا بمبتاع الدجیٰ بِبَراءِ و تاریکی را بعد طلوع ماہ نتوانیم خرید
نفسی نَأَتْ عن کل ما ھو مظلمٌ نفس ما از ہمہ تاریکی ہا دور شد	فأنختُ عند منوّری وَجْنائی و ناقہ خود را بر آستانہ آنکس خوابانیدم کہ روشنی بخشندہ من است
غلبَتْ علیٰ نفسی محبّةُ وَجھِہٖ بر نفس من محبت او غالب شد	حتّی رَمَیتُ النفسَ بالإلغاءِ تا آنکہ نفس را از میان افگندم
لمّا رأیتُ النفسَ سدّتْ مُھْجَتی چون دیدم کہ نفس من سد راہِ من است	ألقیتُھا کالمَیْتِ فی البَیْداءِ پس او را ہمچو مردہ در بیابانے انداختم
اللّٰہ کھفُ الأرض والخضراءِ خدا پناہ زمین و آسمان است	ربٌّ رحیم ملجأُ الأشیاءِ خدائے رحیم جائے پناہ چیز ہا

﴿۸۹﴾

بَـــرٌّ عَـطوف مـأمَنُ الـغـرمـاءِ نیکی کنندہ مہربان جائے امن مصیبت زدگان	ذو رحـمةٍ و تبـرُّعٍ وَعَـطـاءِ صاحب رحمت واحسان وبخشش
أحـدٌ قـديـم قـائـم بـوجـودهِ یکے است وقدیم است وقائم بالذات است	لَـم يتـخـذ وَلَـدًا ولا الشـركـاءِ نہ پسرے گرفت ونہ شریکے دارد
ولـه التفـرّد فى الـمَحَـامد كلّـها واورا درتمام صفات یگانگی است	ولـه عـلاء فـوق كلّ عـلاءِ واورا بلندی بر ہر بلندی است
الـعَـاقـلـون بعَـالَـمين يَـرونـهُ عقلمندان بذریعہ مصنوعات اورامی بینند	وَالـعَـارفـونَ بـه رأوا الأشيـاءِ وعارفان بذریعہ او مصنوعات رامشاہدہ می نمایند
هـذا هـو الـمعبـود حـقًّا لِلْـوَرٰى ہمیں معبود حق برائے مخلوقات است	فَـردٌ وَحيـد مَـبـدء الأضواءِ فرد ست یگانہ وابتدائے ہمہ نور ہا از وست
هـذا هـو الـحِبُّ الـذى آثـرتُـهُ این ہمان محبوب است کہ اورا اختیار کردہ ام	ربُّ الـورى عيـن الـهـدىٰ مـولائـى ربّ مخلوقات چشمہ ہدایت مولائے من
هـاجتْ غـمامةُ حُبّـه فـكـأنّها ابر محبت او برانگیخت پس گویا آن ابر	ركـبٌ عـلٰى عُسْبُورةِ الـحَدُواءِ بر ناقہ با دِشمال سواران ہستند
نـدعـوه فـى وقت الكـروب تـضرّعًـا در وقت بیقراری ہاما اورا مے خوانیم	نـرضـى بـه فـى شـدّة و رخـاءِ ودر نرمی وسختی با او خوشنود ہستیم
حَـوجاءُ☆ أُلـفـتـه أثـارت حُـرّتـى باد گرد الفت او خاک ما پرانید	ففـدَى جَنـانـى صـولةَ الـحَـوجاءِ☆ پس دل من برحملہ آن باد گرد قربان شد
أعـطـى فـمـا بقيَـتْ أمـانـى بَعْـدهُ مرا چندان داد کہ آرزوئے دیگر نماند	غـمَـرت أيـادى الـفيض وجهَ رجائى ودست ہائے فیض او روئے امید مرا بپوشید
إنّـا غُـمِسنـا مِن عنـايـة ربّـنـا ما از عنایت رب خود	فـى الـنـور بَعْـد تـمـزُّق الأهـواءِ در نور غوطہ دادہ شدیم وہوا وہوس پارہ پارہ شد
إنّ الـمـحبّة خُـمِّرت فـى مُهْجتـى محبت در جان من خمیر کردہ شد	وأرى الـودادَ يـلُـوح فـى أهبـائـى ومی بینم کہ دوستی در دل من می درخشد
إنـى شـربـت كـؤوس مـوت لـلْهُـدىٰ من برائے ہدایت کاسہ ہائے موت نوشیدم	فـوجـدتُ بـعـد الـموت عينَ بـقـاءِ پس بعد از موت چشمۂ بقا یافتم

☆ حوجاء سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست ھوجاء ہے۔ جیسا کہ منن الرحمٰن میں یہی شعر ھائے ہوز سے لکھا گیا ہے۔ (ناشر)

﴿۹۰﴾

إنّــی أُذِبْــتُ مِــنَ الــوداد و نــارهِ فــأری الــغــروبَ یسیل من إهــرائــی
من از آتش محبت گداختہ شده ام پس اشکہا را می بینم که از گدازش من روان شده اند

الــدمع یــجــری کــالسیول صبــابةً والــقــلــب یُشوَی مــن خیال لــقــاءِ
اشک مثل سیل ہا از شوق روان است و دل از خیال دیدار بریان مےشود

وأری الــوداد أنــارَ بَــاطِــنَ بَــاطِــنــی وأری التــعــشّــق لاحَ فــی سِیــمــائــی
و می بینم که دوستے باطن باطن مرا روشن کرده است و عشق در سیمائے من ظاہر شده است

الخَلقُ یبغُون اللّذاذةَ فــی الهــوٰی ووجــدتُهــا فــی حُــرقــةٍ وَ صَــلاءِ
مردم لذات را در ہوا و ہوس می جویند و من لذت را در سوزش و سوختن یافتم

اللّٰــه مــقــصــد مُهْــجَتی و أریده فــی کــل رشحِ الــقــلــم و الإمــلاءِ
خدا مقصود جان من است و من او را بهر قطره قلم و املا می خواہم

یــا أیّهــا الــنــاس اشربوا من قِربتی قد مُلِأَ من نور المفیض سِقائی
اے مردمان از مشک من بنوشید که از نور رفیاض حقیقی مشک من پُر است

قــوم أطــاعــونــی بــصــدق طویّةٍ والآخــــرون تکبّــروا لــغــطــاءِ
قومے است که از صدق مرا اطاعت کردند و قومے دیگر است که از پرده نفس تکبر ورزیدند

حســدوا فسبّــوا حــاسدین ولم یزلُ حسَــدتْ لــئــامٌ کــلَّ ذی نــعــمــاءِ
حسد کردند پس دشنام دادن و ہمیشہ چنین است که لئیمان خداوندانِ نعمت را حسد می کنند

مَــن أنــکــر الــحقَّ المــبین فــإنّــهُ کــلــبٌ وعَقب الکلبِ سِرْبُ ضِراءِ
ہر که از حق ظاہر انکار کند او سگے است نہ انسان و پس آن سگ سگ بچگان ہستند که پیروی او می کنند

آذَوا وسبّــونــی و قــالــوا کــافــرٌ فــالیوم نــقضی دَینَهم بــربــاءِ
مرا ایذا دادند و سقط گفتند و گفتند که کافرے است پس امروز ما قرض ایشان بچیزے زیاده ادا می کنیم

واللّٰهِ نحن المسلمون بفضلــهِ لٰکن نَرٰی جهلٌ علی العلماءِ
و بخدا که ما از فضل او مسلمانان ہستیم لیکن بر علماء جہالت حملہ کرده است

نــخــتــار آثــار الــنّبــیِّ وأَمْــرَهُ نــقــفــو کتــابَ اللّٰــه لا الآراءِ
ما آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم را اختیار مے کنیم و پیروی کتاب اللہ را مے کنیم نہ پیروی رائے دیگر

إنّــا بَــراءٌ فــی مــنــاهــج دیــنــهِ مِــن کــلّ زنــدیــق عــدوٍّ دَهــاءِ
ما در دین او و راه دین او از ہر ملحدے بیزاریم که دشمن عقل است

﴿۹۱﴾

إنّا نطیع محمّدًا خیرَ الوریٰ ما محمد صلی اللہ علیہ وسلم را پیروی می کنیم	نورُ المُهَیمن دَافِع الظّلماءِ کہ نور خدا و دافع ظلمات است
أفنحن من قوم النصاریٰ أکفَرُ آیا چہ ما از نصاریٰ کافر تر ہستیم	وَیلٌ لکم ولهذه الآراءِ ویل خدا بر شما و بر رائے ہائے شما
یا شیخَ أرضِ الخبث أرضِ بطالةٍ اے شیخ زمین پلید زمین بطالت	کفّرتنی بالبغض والشّحناءِ مرا از روئے کینہ و بغض کافر قرار دادی
آذیتَنی فَاخُشَ العواقب بعدهُ مرا آزار رسانیدی پس از انجام بدخود بے خوف مباش	والنّار قد تبدو من الإیراءِ وسنت الٰہی است کہ آتش از افروختن مے افروزد
تبّتْ یداک تبعتَ کلَّ مفاسدٍ ہر دو دست تو ہلاک شود تو فساد ہا را پیروی کردی	زلّتْ بِکَ القدمانِ فی الأنحاءِ وبگونا گون قدم ہائے تو لغزیدند
أودیٰ شَبَابُکَ والنوائبُ أخرفتْ جوانی تو ہلاک شد و حوادث ترا قریب بہ پیر شدن کرد	فالوقت وقت العجز لا الخیلاءِ پس وقت تو وقت عجز است نہ وقت تکبر و ناز
تبغیٰ تبارِیْ والدوائرَ مِن هویٰ تو ہلاکت من و گردشہا بر من از ہوائے نفس خود میخواہی	فعلیکَ یسقُط حجرُ کلّ بلاءِ پس بر تو سنگ ہر بلا مے افتد
إنّی من المَولٰی فکیف أُتبَّرُ من از جانب خدا ہستم پس چگونہ ہلاک شوم	فاخُشَ الغُیُور ولا تَمُتْ بجفاءِ پس از غیرت آن غیور بترس و بظلم خود موت را اختیار مکن
أفتضرِبنَّ علی الصَّفاة زُجاجةً آیا بر سنگ شیشہ را می زنی	لا تنتهرْ☆ واطلبْ طریق بقاءِ خودکشی مکن و طریق باقی ماندن بجو
أتُرُکْ سبیل شرارة وخباثةٍ راہ شرارت و خباثت را بگذار	هَوِّنْ علیک ولا تمُتْ بعناءِ بر حال خود نرمی کن واز رنج ممیر
تُبْ أیّها الغالی وتأتی ساعةٌ اے غلو کنندہ تو بہ کن وساعتے می آید	تمسی تعُضّ یمینَک الشّلاءِ کہ دست راست خود را کہ خشک شدہ است خواہی گزید
یا لیت ما ولدتْ کمثلک حامِلٌ کاش مادرے پسرے ہمچو تو نہ زادے	خفّاش ظلماتٍ عدوّ ضیاءِ کہ خفاش تاریکی و دشمن روشنی است
تسعٰی لتأخذنی الحکومةُ مجرمًا تو کوشش می کنی کہ حکومت مرا ہمچو مجرمے بگیرد	ویلٌ لکلّ مزوِّر وَشّاءِ بر ہر دروغ آرایندہ عیب چین ونمّام واویلا است

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست تنتحر ہے۔ فارسی ترجمے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ناشر)

﴿۹۲﴾

لو کنتُ أُعطيتُ الولاءَ لعفته	ما لی ودنیاکم؟ کفانِ کِسائی
اگر حکومت مراد ہندی ہر آئینہ کراہت کردمی	مرا بدنیائے شما چہ تعلق است مرا گلیم خود کافی است
متنا بموت لا یراه عدوُّنا	بعُدتْ جنازتنا من الأحیاءِ
ما بمرگے بمردیم کہ دشمن ما حقیقت آن نمی داند	جنازۂ ما از زندگان دور افتادہ است
تُغری بقولٍ مفترًی وتخرّص	حکّامَنا الظانین کالجهلاءِ؟
بقول دروغ بافتہ حکام را می انگیزی	وحکام کسانے ہستند کہ ہمچو جاہلان بدگمان ہستند؟
یا أیّها الأعمٰی أتُنکر قادرًا	یحمی أحبّتَه من الإیواءِ
اے کور آیا تو وجود آن خدا را تسلیم نمی کنی	کہ محبان خود را خود نزد خود جا دادہ نگہ می دارد
أنَسیتَ کیف حمَی القدیر کلیمَهُ	أو ما سمعتَ مآلَ شمسِ حِراءِ
آیا فراموش کردی کہ چگونہ خدا موسیٰ علیہ السلام را نگہ داشت	یا انجام کار آن مرد کہ آفتاب مطلع حراء است نشنیدی
نحو السّماء و أمرِها لا تنظُرَنْ	فی الأرض دُسَّتْ عینک العَمْیاءِ
چشم تو سوئے آسمان وحکم آسمان نیست	بلکہ چشم نابینائے تو درزمین فرو رفتہ
غرّتْک أقوالٌ بغیر بصیرةٍ	سُتِرتْ علیک حقیقة الأنباءِ
چند اقوال بغیر بصیرت ترا مغرور کرد	وحقیقت خبرہا بر تو پوشیدہ ماند
أدخلتَ حزبک فی قلیبِ ضلالةٍ	أفهذه من سیرة الصلحاءِ
گروہ خود را در چاہ ضلالت افگندی	آیا ہمین سیرت نیکان است
جاوزتَ بالتکفیر من حدّ التقٰی	أشَقَقْتَ قلبی أو رأیتَ خفائی
در کافر قرار دادن از حد تقویٰ در گزشتی	آیا دل مرا بشگافتی یا حال پنہان مرا دیدی
کَمِّلْ بخُبثک کلَّ کَیدٍ تقصدُ	واللّٰهُ یکفی العبدَ للإرزاءِ
ہمہ مکرے کہ میداری بکمال رسان	وبندہ را برائے پناہ دادن اللہ کافی است
تأتیک آیاتی فتعرف وَجْهَهَا	فاصبِرْ ولا لتترُکْ طریق حیاءِ
نشانہائے من ترا خواہند رسید پس آنہا را خواہی شناخت	پس صبر کن وطریق حیا را از دست مدہ
إنی کتبتُ الکتبَ مثلَ خوارقٍ	أنظُرْ أعندک ما یصوب کمائی
من کتابہا مثل خوارق نوشتہ ام	آیا نزد تو چیزے است کہ ہمچو آب من بیارد
إن کنت تقدر یا خصیم کقدرتی	فاکتُبْ کمثلی قاعدا بحذائی
اے خصومت کنندہ اگر ترا قدرت مثل قدرت من است	پس بمقابلہ من نشستہ بنویس

﴿۹۳﴾

مَا كنتَ ترضى أن تُسمَّى جاهلًا — فالآن كيف قعدتَ كالْلُّكَناءِ
تو آن نبودی کہ بجہل خود راضی گشتے — پس اکنون ترا این چہ شد کہ ہمچو زن ژولیدہ زبان نشستۂ

قد قلتَ للسّفهاء إنّ كتابهُ — عَفِصٌ يُهيج القيءَ من إصغاءِ
تو سفیہان را گفتی کہ کتاب او — بدمزہ است از شنیدن قے می آید

ما قلتَ كالأدباء قُلْ لِيْ بعدما — ظَهَرتْ عليك رسائلي كقُياءِ
بگو تو مثل ادیبان چہ گفتی — بعد ازانکہ رسائل من ترا قے آرندہ معلوم شدند

قد قلتَ إني باسل متوغلٌ — سَمَّيتَني صيدًا من الخيلاءِ
تو می گفتی کہ من دلاور و در علم توغل ہا دارم — و نام من شکار نہادہ بودی

اليوم منّي قد هربتَ كأرنبٍ — خوفًا مِنَ الإخزاء والإعراءِ
امروز از من ہمچو خرگوشے بگریختی — ازین خوف کہ رسوا خواہی شد و برہنہ خواہی شد

فَكِّرْ أما هذا التخوّف آيةٌ — رعبًا من الرحمٰن للإدراءِ
فکر کن آیا این نشان خدا تعالیٰ نیست — کہ بر تو رعب انداخت تا ترا آگاہ کند

كيف النضال وأنتَ تهرُب خشيةً — اُنظُرْ إلٰى ذلٍّ من استعلاءِ
تو چگونہ با من معارضہ توانی کرد و از خوف می گریزی — این پاداش تکبر و ناز کردن است

إنّ المهَيمِن لا يحبّ تكبّرًا — مِن خَلْقه الضعفاء دود فناءِ
خدا تعالیٰ از آفریدگان خود کہ ضعیف و کرم نیستی — ہستند تکبر پسند نمی کند

عُفِّرتَ مِن سهمٍ أصابك فاجئًا — أصبحتَ كالأموات في الجَهْراءِ
از تیرے در خاک غلطانیدہ شدی کہ بناگاہ ترا رسید — و در بیابان ہمچو مُردگان صبح کردی

الآن أين فررتَ يا ابنَ تصلّفٍ — قد كنتَ تحسبنا مِن الجهلاءِ
اکنون اے پسر لاف ہا کجا گریختی — وتو ما را از جہلاء می پنداشتی

يا مَن أهاج الفتن قُمْ لِنضالنا — كنّا نعدّك نَوْجةَ الحَثْواءِ
اے آنکہ فتنہ ہا انگیخت برائے پیکار ما برخیز — ما ترا گرد باد جائے غبار می پنداشتیم

نطقي كمَوْليِّ الأَسِرَّةِ جَنّةٍ — قولي كقِنْوِ النخل في الخَلْقاءِ
نطق من مثل آن باغیست کہ بر وادئ او باران دوم باریدہ باشد — وسخن من چون خوشہ نخل است کہ در زمین نرم باشد

مُزِّقتَ لٰكنْ لا بضرب هَراوةٍ — بل بالسيوف الجاريات كماءِ
تو پارہ پارہ کردہ شدی مگر نہ بضرب عصا — بلکہ بہ شمشیر ہا کہ ہمچو آب روان بودند

﴿۹۴﴾

إنّ كنت تحسدني فإني باسلٌ
أُصلِي فؤاد الحاسد الخطّاءِ
اگر تو با من حسد می کنی پس من مردے دلاورم
دل حاسدان خطا کاران را مے سوزم

كذّبتَني كفّرتني حقّرتني
وأردتَ أن أُسفىٰ كمثل عَفاءِ
تو مرا دروغگو قرار دادی تو مرا کافر گفتی تو تحقیر من کردی
وخواستی کہ ہمچو خاک پراگندہ شوم

هٰذا إرادتك القديمة مِن هوَى
واللّٰهُ كهفي مُهلِكُ الأعداءِ
این قدیم ارادہ تو در دل تو ماندہ
وخدا پناہ من و ہلاک کنندہ دشمنان است

إنّي لشرُّ النّاس إن لم يأتِني
نصرٌ من الرحمٰن للإعلاءِ
من بدترین مخلوقاتم اگر مدد خدا مرا نہ رسد
از خدائے کہ رحمٰن و بلند کنندہ است

ما كان أمر في يديك و إنّهُ
ربٌّ قدير حافظُ الضعفاءِ
ہیچ امرے در دست تو نیست
وخدائے من رب قدیر است کہ نگہدارندۂ کمزوران است

الكبر قد ألقاك في دركِ اللظٰى
إنّ التكبّر أردأُ الأشياءِ
این تکبر است کہ ترا در جہنم انداخت
بلاشبہ تکبر از ہمہ چیز ہا رڈی تر است

خَفْ قهرَ ربٍّ ذي الجلال إلٰى متٰى
تقفو هواك وتَنزُوَنْ كظِباءِ
از قہر خدائے بزرگ بترس و تا کجا
خواہش خود را پیروی خواہی کرد و ہمچو آہوان خواہی جست

تبغىٰ زوالىٰ والمهَيمن حافظي
عاديتَ ربًّا قادرًا بمِرائي
تو زوال من می خواہی و خدا نگہبان من است
از دشمنی من خدا را دشمن گرفتی

إنّ المقرَّب لا يضاع بفتنةٍ
والأجر يُكتب عند كُلّ بلاءِ
ہر کہ مقرب حق باشد بہ ہیچ فتنہ برباد نمی شود
ونزد ہر بلا برائے او اجر می نویسند

ما خاب مَن خاف المهيمنَ ربَّهُ
إنّ المهيمن طالبُ الطلباءِ
ہر کہ از خدا بترسد ہرگز زیان نمی بردارد
بہ یقین بدان کہ خدا جویندۂ جویندگان است

هل تطمَع الدنيا مذلّةَ صادقٍ
هيئات ذاك تخيُّل السفهاءِ
آیا دنیا این طمع می دارد کہ صادقے ذلیل گردد
این کجا ممکن است بلکہ این خیال سادہ لوحان است

إنّ العواقب للّذي هو صالحٌ
والكرّة الأولٰى لأهل جفاءِ
انجام پیکارہا برائے نیکوکاران است
وغلبہ اول برائے ظالمان است

شهدتْ عليه، خصيمِ، سُنّةُ ربِّنا
في الأنبياءِ و زمرةِ الصلحاءِ
بر این دعویٰ اے دشمن من سنت خدا گواہ است
کہ در انبیاء و نائبان انبیاء ماندہ

﴿۹۵﴾

مُتْ بالتغيظ واللّظٰى يا حاسدى	إنّا نموت بعزّةٍ قعساءِ
اے حاسد من بغضب و نائرہ آتش بمیر	کہ ما با عزت پائیدار خواہیم مُرد
إنّا نرىٰ كلَّ العلٰى من ربّنا	والخَلْقُ يأتينا لبُغْيِ ضياءِ
ما ہمہ بلندی ہا از خدائے خود خواہیم دید	و مردم برائے طلب روشنی نزد ما خواہند آمد
هم يذكرونك لاعنينَ وذِكرُنا	في الصّالحات يُعَدُّ بعد فناءِ
اوشان ترا بہ لعنت یاد خواہند کرد	و ذکر خیر ما از جملہ نیکی ہا شمار کردہ خواہد شد
هل تَهْدِمَنَّ القصرَ قصرَ إلٰهنا	هل تُحرِقَنْ ما صنَعهُ بنّائى
آیا تو محل خدا را مسمار خواہی کرد	آیا تو چیزے را خواہی سوخت کہ ساختہ بانیٔ من است
يرجون عثرةَ جَدّنا حسداؤُنا	ونذوق نعماءًا علٰى نعماءِ
حاسدان می خواہند کہ بخت ما بسرد را فتد	حالانکہ ما نعمت ہا بر نعمت ہا می چشیم
لا تحسبنْ أمرى كأَمْرٍ غُمّةٍ	جاءت بك الآيات مثل ذُكاءِ
امر مرا امرے مشتبہ مدان	و ہمچو آفتاب ترا نشانہا رسیدہ اند
جاءت خيارُ الناس شوقًا بعدما	شمُّوا رياحَ المِسك من تلقائى
مردمان نیک نزدم آمدند	بعد ازانکہ خوشبوئے مشک از جانب من شمیدند
طاروا إلىّ بألفة وإرادةٍ	كالطَّيرِ إذْ يَأْوى إلى الدَّفْواءِ
سوئے من بالفت و ارادت پرواز کردند	مثل آن پرندہ کہ سوئے درخت بزرگ پناہ می گیرد
لفَظتْ إلىّ بلادُنا أكبادَها	ما بقى إلا فضلة الفضلاءِ
دیار ما جگر گوشہ ہائے خود سوئے ما افگند	و بجز آن مردم دیگری نماند کہ فاضلان را ہمچو فضلہ اند
أو مِن رجال اللّٰه أُخْفِىَ سرُّهمُ	يأْتوننى من بعدُ كالشهداءِ
یا آن مردانے کہ ہنوز راز ایشان پوشیدہ داشتہ اند	ایشان بعد ازین مثل گواہان خواہند آمد
ظهرتْ من الرحمٰن آيات الهُدىٰ	سجدتْ لها أمم من العرفاءِ
از خدا تعالیٰ نشانہا ظاہر شدند	و عارفان بمشاہدہ آن خدا را سجدہ کردند
أما اللئام فينكرون شقاوةً	لا يهتدون بهٰذه الاضواء
مگر لئیمان از بدبختی انکار می کنند	بایں روشنی ہا ہدایت نمے پذیرند
هم يأْكلون الجِيفَ مثل كلابنا	هم يشرَهون كأَنْسُرِ الصحراءِ
اوشان ہمچو سگ ہائے ما مُردار می خورند	اوشان حریص مُردار ہمچو کرگس بیابان ہا اند

﴿۹۶﴾

خَشُّوا ولا تخشى الرجالُ شجاعةً	في نائبات الدّهر والهيجاءِ
مرا ترسانیدند و مردان بہادر نمی ترسند	اگرچہ حوادث باشند یا جائے پیکار
لما رأيتُ كمالَ لطفِ مهيمني	غاب البلاء فما أحسُّ بلائي
ہرگاہ کمال لطف خدائے خود دیدم	بلا رفت پس بوجود بلا ہیچ احساس نہ کردم
ما خاب مثلي مؤمن بل خصمُنا	قد خاب بالتكفير و الإفتاءِ
مثل من شخصے ہرگز خائب و خاسر نمی گردد بلکہ دشمنے	کہ برائے تکفیر فتویٰ تیار کرد خائب و خاسر خواہد شد
الغَمْرُ يبدوُ☆ ناجذيه تغيّظًا	اُنظُرْ إلى ذي لوثة عَجْماءِ
جاہلے دندان خود را از دشمنی آشکارا مے کند	سوئے این غبی کہ مثل چارپایہ است نگہ کن
قد أسخطَ المولٰى ليُرضي غيرهُ	واللّٰهُ كان أحقَّ للإرضاءِ
برائے رضائے اغیار خدا را ناراض کرد	و خدا برائے راضی کردن احق و اولیٰ بود
كسّرتُ ظرف علومهم كزجاجةٍ	فتطايروا كتطاير الوَقْعاءِ
من ظرف علوم ایشان را ہمچو شیشہ شکستہ ام	پس ہمچو غبارے کہ برخیزد پرواز کردند
قد كفّروا مَن قال إنّي مُسلمٌ	لمقالة ابن بطالةٍ وعُواءِ
آن کسے را کافر قرار دادند کہ میگوید کہ من مسلمانم	این ہمہ از سخن بٹالوی عوعو کنندہ است
خوف المهيمن ما أرىٰ في قلبهم	فارت عُيونُ تمرُّدٍ و إباءِ
خوف خدا در دل ایشان نمی بینم	چشمہ ہائے سرکشی در جوش اند
قد كنتُ آمل أنّهم يخشونه	فاليوم قد مالوا إلى الأهواءِ
من امید می داشتم کہ ایشان از خواہند ترسید	پس امروز سوئے ہوا و ہوس میل کردند
نَضّوا الثياب ثيابَ تقوى كلّهمُ	ما بقي إلّا لِبْسة الإغواءِ
ہمہ جامہائے پرہیزگاری را از خود برکشیدند	و ہیچ جامہ بجز جامۂ اغوا نزد شان نماند
هل من عفيف زاهدٍ في حِزبهمُ	أو صالحٍ يخشٰى زمان جزاءِ
آیا ہیچ پرہیزگاری زاہدے در گروہ ایشان موجود است؟	یا نیکوکاری موجود است کہ از روز پاداش می ترسد
واللّٰه ما أدري تقيًّا خائفًا	في فِرقة قاموا لهدم بنائي
بخدا کہ من ہیچ پرہیزگارے خائفے درین فرقہ نمی بینم	کہ برائے ہدم بنیانِ من برخاستہ اند
ما إنْ أرىٰ غيرَ العمائم واللُّحىٰ	أو آنُفًا زاغت من الخيلاءِ
من بجز عمامہ ہا و ریش ہا نمی بینم	یا بینی ہا می بینم کہ از تکبر کج شدہ اند

☆ ایڈیشن اول یہاں لفظ یبدو لکھا ہے جو سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست یبدی ہے۔ فارسی ترجمے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ناشر)

﴿۹۷﴾

لا ضیرَ إنْ ردّوا کلامی نخوةً	فسیَنجَعَنْ فی آخَرین ندائی
ہیچ مضائقہ نیست اگر کلام مرا از تکبر خود رد کردند	عنقریب این کلام در دلہائے دیگران اثر خواہد کرد
لا تنظُرَنْ غَرْوًا إلٰی افتائهمُ	غُسٌّ تلا غُسًّا بنَقْعِ عَمَاءِ
سوئے فتویٰ ہائے ایشان نگہ مکن	احمقے احمقے را در گرد و غبار کوری پیروی کرد
قد صار شیطان رجیم حِبَّهُمُ	یمسی ویُضحی بینهم للقاءِ
شیطان راندہ محبوب شان شدہ است	برائے ملاقات شان شام می آید و صبح می آید
أعمٰی قلوبَ الحاسدین شرورُهُمُ	أعریٰ بواطنَهم لباسُ رِیاءِ
دل حاسدان را شرارت ایشان کور کرد	و جامہ ریا باطن ایشان را برہنہ نمود
آذَوا وفی سُبل المهَیمن لا نریٰ	شیئًا ألذَّ لنا من الإیذاءِ
مرا ایذا دادند و در راہ خدا	ہیچ چیزے لذیذ تر از اذیّت مرا نیست
ما إنْ أریٰ أثقالهم کجدیدةٍ	إنّی طلیح السَّیح والأعباءِ
بارہائے ایشان نزد من بار نو نیست	من فرسودہ سفر و فرسودۂ بارہا ہستم
نفسی کعُسْبُرةٍ فأُحْنِقَ صَلْبُها	مِن حمل إیذاء الوریٰ وجفاءِ
نفس من مثل ناقہ است پس کمر آن ناقہ	از ایذاہا و جفاہا لاغر شدہ است
هذا ورَبِّ الصادقین لأَجْتَنِی	نِعم الجنا مِن نخلة الآلاءِ
من ہمین اصول دارم مگر قسم بخدائے راستبازان	کہ ہمیشہ من از درخت نعمت ہا میوہ می چنیم
إنّ اللئام یحقّرون وذمُّهمُ	ما زادنی إلّا مقام سَناءِ
لئیمان تحقیر من بمذمّت خود می کنند	مگر خدائے من مرا بلندی ہا داد
زَمَعُ الأناس یحملقون کثعلبٍ	یؤذوننی بتحوُّب ومُواءِ
مردمان سفلہ بر من ہمچو روباہ حملہ می کنند	و از آواز روباہ و آواز گربہ مرا ایذا می دہند
واللّٰهِ لیس طریقهم نهج الهدیٰ	بل مُنیةٌ نشأت من الأهواءِ
بخدا این راہ شان راہ ہدایت نیست	بلکہ آرزوئے نفسانی است کہ از ہوا و ہوس پیدا شدہ است
أعرضتُ عن هذیانهم بتصامُمٍ	وحسبتُ أن الشرّ تحت مِراءِ
من از ہذیان ایشان دانستہ خود را بہرہ کردہ کنارہ کردم	و دانستم کہ زیر مجادلہ شر است
انا صبرنا عند ایذاء العدا	فعَلَوا کمِثل الدُّخِّ مِن إغضائی
بروقت ایذاءِ دشمنان ما صبر کردیم	پس بتکبر برآمدند و مثل دود از چشم خوابیدن من بلند شدند

﴿۹۸﴾

مـا بقـی فیهم عِفّـةٌ وزهـادةٌ	لا ذرّةٌ مِن عیشةٍ خَشُناءِ
درایشان ہیچ عفت و پرہیز گاری نمانده است	ونہ یک ذره زندگی مجاہدانہ
مـالـوا الـی الـدنیـا الـدنیّة مِن هَوًی	فـرّوا مـن البـأسـاءِ والـضـرّاءِ
سوئے دنیا کہ ہیچ وکمینہ است مائل شدند	واز سختی ہا وگزندہا گریختند
صـالُـوا من الأوبـاش حـزب أرازلٍ	فـکـأنهم کـالـخِثْـیِ لـلإحـماءِ
چند کمینہ از اوباش حملہ کردند	پس گویا اوشان سرگین خشک اند کہ برائے گرم کردن است
لـمـا کتبتُ الکتب عند غُلوّهمُ	ببلاغة وعـذوبـة وصـفـاءِ
ہرگاه کتاب ہا بروقت غلو ایشان نوشتم	وہمہ آن کتاب ہا ببلاغت وعذوبت وصفا پُر بودند
قـالوا قـرأنـا لیـس قـولاً جیّدًا	أو قـولُ عـاربةٍ مـن الأدبـاءِ
گفتند خواندیم سخنے خوب نیست	یا قول کسے است کہ از گروہ برگزیده عرب وادیبان است
عـربٌ أقـام ببیتـه مـتستّرًا	أملَی الـکـتـابَ ببکـرةٍ ومساءِ
یک عرب بطور پوشیده درخانہ او قیام کرده است	ہمان عرب کتاب را صبح وشام نوشتہ
اُنـظُـرْ إلٰی أقـوالهـم وتـنـاقُضٍ	سَـلَـب الـعـنـادُ إصـابة الآراءِ
سخن ہائے ایشان بہ بین وتناقض را بہ بین	عنادے کہ میدارند رائے صائب را سلب کرد
طَـورًا إلـی عـربٍ عـزَوه وتـارة	قـالـوا کـلام فـاسـد الإمـلاءِ
وقتے کلام مرا سوئے عرب منسوب کردند	ووقت دیگر گفتند کہ این کلام خراب املا دارد
هٰـذا مِـنَ الـرّحـمٰن یـا حـزبَ الـعِدا	لا فِـعْـل شـامـیٍّ ولا رفـقـائـی
این املا از خدا تعالیٰ است اے گروه دشمنان	نہ کار شامی است ونہ کار رفیقانِ من
أعـلـی الـمهیـمنُ شـأنَـنا وعـلومـنـا	نَبْـنِی مـنـازلَـنا علی الـجَـوزاءِ
خدا تعالیٰ شان ما را وعلوم ما را بلند کرد	ما منازل خود را بر جوزا بنا می کنیم
خَـلُّوا مـقـامَ الـمولـویّـةِ بعدَهُ	وتَستّـروا فـی غَیهَـبِ الـخَـوقـاءِ
بعد زین مقام مولویت را خالی کنید	ودر تاریکی چاہے پوشیده شوید
قـد حُـدّدتْ کـالـمرهفات قریحتی	فـفهِـمـتُ مـا لـم یـفهـموا أعـدائی
ہمچو شمشیر ہائے تیز طبیعت من کرده شد است	پس آن چیز ہا فہمیدم کہ دشمنان نہ فہمیدند
هـذا کتـابـی حـازَ کـلَّ بـلاغـة	بهَـر الـعـقـولَ بـنـضـرة وبهـاءِ
این کتاب من ہر نوع بلاغت جمع کرده است	دانش ہا را بتازگی وخوبی حیران کرد

﴿۹۹﴾

اللّٰہ أعطانی حدائقَ علمِہٖ خدا تعالیٰ مرا باغہائے علم خود عطا فرمود	لولا العنایۃ کنتُ کالسّفہاءِ اگر عنایت الٰہی نبودے من ہمچو بے خبردان بودی
إنی دعوت اللّٰہ ربًّا محسنًا من از خدائے خود خواستم کہ رب محسن است	فأریٰ عیونَ العلم بعد دعائی پس چشمہ ہائے علم بعد از دعا مرا نمود
إنّ المھیمن لا یُعِزّ بنخوۃٍ بہ تحقیق خدا متکبر را عزت نمی دہد	إنْ رُمْتَ اعزازًا فکُنْ کعَفاءِ اگر می خواہی کہ ترا عزت دادہ شود پس ہمچو خاک باش
واللّٰہِ قد فرّطتَ فی أمری ھوًی بخدا کہ در امر من از روئے ہوا و ہوس تقصیر کردی	وأبیتَ کالمستعجل الخطّاءِ ومثل جلد باز خطا کنندہ انکار کردی
الحُرّ لا یستعجِلنُ بل إنّہُ آنکہ آزاد از تعصب ہا است او جلدی نمی کند	یرنو بإمعان وکشفِ غطاءِ بلکہ بغور دل می نگرد و از میان پردہ می بردارد
یخشی الکرامُ دعاءَ أھل کرامۃٍ نیک مردان از دعائے اہل کرامت می ترسند	رُحمًا علی الأزواج والأبناءِ و برزنان و پسران خود از ین خوف رحم می کنند
عندی دعاء خاطفٌ کصواعقٍ نزد من دعائے است کہ ہمچو صاعقہ می جہد	فحَذارِ ثم حذارِ مِن أرجائی پس از کنارہ ہائے من دور باش دور باش
واللّٰہ إنّی لا أرید إمامۃً بخدا من ہیچ پیشوائی را نمی خواہم	ھذا خیالک مِن طریق خطاءِ این خیال تو از راہِ خطا ست
إنّا نرید اللّٰہ راحۃَ روحِنا ما خدا را می خواہیم کہ آرام روحِ ما ست	لا سُؤددًا وریاسۃ وعلاءِ و ریاست و بلندی را نمی خواہیم
إنا توکّلنا علی خَلّاقِنَا ما بر خدائے خود توکل کردیم	معطی الجزیل وواھب النعماءِ کہ بخشندۂ نعمت ہا و عطا کنندہ است
من کان للرَّحمٰن کان مکرَّمًا ہر کہ خدا را باشد بزرگی مے یابد	لا زال أھلَ المجد والآلاءِ ہمیشہ در بزرگی و نعمت ہا می ماند
إن العدا یؤذوننی بخباثۃٍ دشمنان از راہ خباثت مرا ایذا می دہند	یؤذون بالبھتان قَلْبَ بَراءِ از روئے بہتان دلِ بَری را می آزارند
ھم یُذعِرون صیحۃ و نعُدّھم ایشان مے ترسانند	فی زُمرِ موتٰی لا من الأحیاءِ و ما ایشان را از گروہ مُردگان می شماریم نہ از زندگان

﴿۱۰۰﴾

كَيف التخوف بعد قربِ مُشجِّعٍ ... مِن هذه الأصوات والضوضاءِ
بعد قرب دلیر کنندہ چگونہ بترسیم ... چگونہ از ین آواز ہا وشور آواز ہا خوف پیدا شود

يسعى الخبيث لِيُطفِئَ أنوارَنا ... والشمس لا تخفَى من الإخفاءِ
پلیدے کوشش می کند کہ تا نور ما بمیر اند ... وآفتاب از پوشیدہ کردن پوشیدہ نمی شود

إن المهيمن قد أتمَّ نوالَهُ ... فضلًا علىّ فصرتُ مِن نُحَلاءِ
خدا تعالیٰ بر من بخشش خود بکمال رسانیدہ است ... از روئے فضل۔ پس من از بخشندگان شدم

نعطى العلومَ لدفعِ متربةِ الورىٰ ... طالتْ أياديـنا على الفقراءِ
ما برائے دفع درویشی مردم مال علم می بخشیم ... دست بخشش ما بر فقیران دراز است

إن شئتَ ليست أرضُنا ببعيدة ... مِن أرضك المنحوسة الصَّيداءِ
اگر تو چیزے بخواہی زمین ما ... از زمین منحوس تو دور نیست

صعبٌ عليك زمانُ سُؤْلِ محاسِبٍ ... إنْ متَّ يا خصمى على الشحناءِ
بر تو آن ساعت بسیار سخت است کہ پرسیدہ خواہی شد ... اگر تو بر ہمین کینہ بمردی اے دشمن من

ما جئتُ مِن غير الضرورة عابثًا ... قد جئتُ مثلَ المُزْنِ فى الرَّمْضاءِ
من بے ضرورت ہیچو بازی کنندگان نیامدم ... من مثل باران آمدم کہ بر زمین سوختہ بیفتد

عينٌ جرتْ لِعطاشِ قومٍ أُضجروا ... أو ماءُ نَقْعٍ طافحٍ لظِماءِ
برائے تنگ دلان کہ سخت تشنہ بودند چشمہ جاری شد ... یا آب بسیار صافی برائے تشنگان

إنى بأفضال المهيمن صادق ... قد جئتُ عند ضرورة ووباءِ
من بفضل خدا تعالیٰ صادقم ... بروقت ضرورت ووبا آمدہ ام

ثم اللئام يكذّبون بخبثهم ... لا يقبَلون جوائزى وعطائى
باز لئیمان از خباثت ایشان تکذیب می کنند ... وعطا ہائے مرا قبول نمی کنند

كَلِمُ اللئام أسنّةٌ مذروبةٌ ... وصدورهم كالحَرّة الرَّجْلاءِ
سخن ہائے لئیمان نیزہ ہائے تیز ہستند ... وسینہ ہائے اوشان مثل زمین بے نبات خشک افتادہ اند

من حارب الصدّيقَ حارب ربَّهُ ... ونبيَّه وطوائفَ الصلحاءِ
ہر کہ با صدیق جنگ کرد با خدا جنگ کرد ... وبا پیغمبر خدا جنگ کرد وبا تمام صلحاء جنگ کرد

واللّٰهِ لا أدرى وُجوهَ كُشاحةٍ ... مِن غير أنّ البخل فارَ كماءِ
بخدا من وجہ دشمنی ایشان ہیچ نمی یابم ... بجز اینکہ بخل اوشان مانند آب جوش کردہ است

﴿۱۰۱﴾

مَا کنتُ أحسب أنهم بعداوتی من گمان نمی کردم که اوشان بباعث عداوت من	یذرون حُکمَ شریعةٍ غرّاءِ حکم شریعت غرّا را خواهند گذاشت
عادیتُهم للّٰہِ حین تلاعبوا ایشان را دشمن گرفتم چون بادین	بالدّین صوّالین مِن غُلواءِ بازی کردند واز تجاوز حمله کردند
رُبِّیتُ مِن دَرِّ النبیِّ وعینِه من از شیر نبی علیه السلام پرورش یافتم واز چشمه اومرا پرورید ند	أُعطیتُ نورًا منْ سراجِ حِراءِ من ازان آفتاب نور گرفتم که از غار حرا طلوع کرده بود
الشمس أُمٌّ والهلال سلیلُها آفتاب مادر است وهلال پسر او	ینمو و ینشأ مِن ضیاء ذُکاءِ آن پسر از روشنی آفتاب نشو ونما می یابد
إنی طلعتُ کمثل بدرٍ فانظروا من مانند بدر طلوع کردم پس بتامل بہ بینید	لا خیر فی مَن کان کالکُھَماءِ درآن شخص ہیچ خیر نیست که چون زن کور مادرزاد باشد
یا ربّ أیِّدْنا بفضلک و انتقِمْ اے خدائے ما تائید ما بکن واز ان شخص انتقام بگیر	ممَّنْ یدُعُّ الحقَّ کالغُثّاءِ کہ حق را چون خس وخاشاک دفع کردن می خواہد
یا ربّ قومی غلّسوا بجهالةٍ اے رب من قوم من از جہالت بتاریکی می روند	فارحَمْ وأنزِلْهم بدار ضیاءِ پس رحم کن واوشان را درخانہ روشنی فرود آر
یا لائمی إن العواقب للتُّقیٰ اے ملامت کننده من انجام کار برائے پرہیز گاران است	فاربَأْ مآلَ الأمر کالعقلاءِ پس ہمچو دانشمندان مآل کار را منتظر باش
اللّٰهُ أیّدنی وصافا رحمةً خدا مرا تائید کرد واز روئے رحمت مرا دوست گرفت	و أمدّنی بالنعم و الآلاءِ ومرا باگونا گون نعمت ہا مدد داد
فخرجتُ مِن وَهْدِ الضلالة والشقا پس من از مغاک گمراہی بیرون آمدم	ودخلتُ دار الرشد والإدراءِ ودرخانہ رشد وآگاہیدن داخل شدم
واللّٰهِ إن النّاس سَقطٌ کُلّهم وبخدا کہ مردم ہمہ ردی وبیکار اند	إلا الذی أعطاه نعمَ لقاءِ مگر آن شخص کہ خدا تعالیٰ او را نعمت لقا بہ بخشد
إنّ الذی أروی المهیمنُ قلبَهُ آن شخص کہ خدا تعالیٰ دل او را از معارف سیراب کرد	تأتیه أفواج کمثل ظِماءِ نزد او فوج ہا مثل تشنگان می آیند
ربّ السماء یُعِزّه بعنایة خدائے آسمان او را از عنایت خود عزّت می دہد	تعنو له أعناق أهل دهاءِ وبرائے او گردن ہائے عقلمندان خمیده می شوند

﴿۱۰۲﴾

الأرض تُجعَل مثلَ غلمان لهُ — تأتی له الأفلاک کالخدماءِ
زمین ہمچو غلامان برائے او کردہ مے شود — و آسمانہا برائے او ہمچو خادمان مے آیند

مَن ذا الذی یُخزی عزیزَ جنابِهِ — الأرض لا تُفنی شموسَ سماءِ
آن کیست کہ عزیز جناب الٰہی را ذلیل کند — زمین آفتاب ہائے آسمان را نابود نتواند کرد

الخَلقُ دودٌ کلهم إلّا الذی — زکّاه فضلُ اللّٰه من أهواءِ
ہمہ مردم کرمان ہستند — مگر آنکہ خدا تعالیٰ او را از ہوا و ہوس نجات داد

فانهَضْ له إن کنتَ تعرف قدرهُ — واسبِقْ ببذل النفس والاعداءِ
پس برائے او برخیز اگر قدرِ او می دانی — واز ہمہ مردم در بذل نفس وشتافتن سبقت کن

إن کنت تقصد ذُلَّه فتُحقَّرُ — و ستَخسَأُ کالکلب یوم جزاءِ
اگر تو ذلت او می خواہی پس خود ذلیل خواہی شد — وہمچو سگ در روز جزا راندہ خواہی شد

غلبتْ علیک شقاوةٌ فتحقِّرُ — مَن کان عند اللّٰه من کرماءِ
بر تو بدبختی غالب آمدہ است — ازین سبب تو تحقیر شخصے میکنی کہ نزد خدا تعالیٰ از بزرگی یا بندگان است

صعبٌ علیک سراجنا وضیاؤنا — تمشی کمشی اللُّصّ فی اللَّیلاءِ
بر تو چراغ ما و روشنی ما بسیار گران آمد — ہمچو دزدان در شب تاریک می گردی

تهذی و أَیُمُ اللّٰهِ ما لک حیلة — یومَ النشور وعند وقت قضاءِ
بیہودہ گوئی ہا میکنی و بخدا ترا ہیچ حیلہ نیست — و ہیچ عذرے در روز فیصلہ نیست

برق من المولٰی نریک وَمِیضَه — فَاصبِر کصبر العاقل الرَّنّاءِ
این از خدا تعالیٰ روشنی است درخش آن خواہیم نمود — پس ہمچو عاقلان دور اندیش صبر کن

وأری تغیُّظَکم یفور کلُجَّةٍ — موج کموج البحر أو هَوجاءِ
و می بینم کہ غضب شما ہمچو دریا در جوش است — و موج آن مثل موج دریا یا موج باد سخت است

واللّٰه یکفی مِن کُماةِ نضالِنا — جَلدٌ من الفتیان للأعداءِ
بخدا از بہادران ما — دشمنان را یک جوان کافی ست

إنا علٰی وقت النوائب نصبرُ — نُزجی الزمانَ بشدّة و رخاءِ
ما در وقت حوادث صبرے کنیم — و زمانہ را بہ تنگی و فراخی می گذرانیم

فِتن الزمانِ ولدنَ عند ظهورکُمُ — والسَّیل لا یخلو من الغُثّاءِ
از ظاہر شدن شما فتنہ ہا ظاہر شدہ اند — و ہیچ سیلابے از خس و خاشاک خالی نمی باشد

﴿۱۰۳﴾

عَـفُـنـا لُقیّاکم ولا أسـتـکرهُ ما از ملاقات شما کراہت مے داریم	لـو حـلَّ بیتـی عـاسِلُ البَیـداءِ وما ہیچ کراہت نداریم اگر گرگ دشتی بخانہ ما در آید
الیوم أنـصـحـکم وکیف نصـاحتی امروز شمارا نصیحت می کنم و نصیحت من	قـومًـا أضاعـوا الدین لـلشحناءِ آن قوم را چہ فائدہ بخشد کہ از کینہ دین را ضائع کردہ اند
قُـلـنـا تعالوا لـلنـضال ونـاضِلوا ما گفتیم کہ برائے مقابلہ بیائید و در عربی مباحثہ کنید	فَتَـکنّسوا کـالظبی فی الأفلاءِ پس ہمچو آہوان در بیابان ہا پوشیدہ شدند
لا یبـصـرون ولا یـرون حـقیـقةً نہ مے بینند و نہ حقیقت را در یافت می کنند	و تَهـالـکـوا فـی بخلهم و ریـاءِ و در بخل و ریا بمردند
هـل فـی جـمـاعتهم بصیرٌ یـنظرُ آیا در جماعت اوشان بینندہ است کہ سوئے من	نـحوی کـمثل مبصّـر رنّـاءِ مثل مبصر غور کنندہ بہ بیند
مـا نـاضـلـونـی ثم قـالوا جـاهلٌ با من مقابلہ نکردند باز گفتند کہ جاہل است	اُنـظُـرُ إلٰی إیذائِهم وجـفـاءِ ایذاء ایشان بہ بین و جفاء ایشان بہ بین
دعوی الـکُـمـاةِ یـلوح عـند تـقابُلٍ دعویٰ بہادران وقت مقابلہ ظاہر می گردد	حـدُّ الظُبـاتِ یـنیر فـی الـهیـجاءِ تیزی شمشیر ہا در جنگ روشن مے شود
رجلٌ ببـطـنِ بَـطَـالة بَـطّـالةٌ در شہر بٹالہ کہ از بطالت پُر است	تـعلیٌ☆ عداوتـه کـرعـدِ طَخاءِ مردیست کہ دشمنی او ہمچو رعد ابر در جوش است
لا یـحـضـر الـمـضـمـارَ مِن خوفٍ عـرَا از خوف کہ می دارد بمیدان نہ مے آید	یهـذی کـنسوان بـحـجب خـفـاءِ وہمچو زنان در پردہ ژاژ مے خاید
قـد آثـر الـدنیـا وجِیـفةَ دَشْتِهـا دنیا و مردار آں را اختیار کردہ است	و الـموت خیر مـن حـیـاة غـطاءِ و مردن از زندگی پردہ بسیار نیکو است
یـا صیـدَ أسیـافی إلٰی مـا تـأبِزُ اے شکار شمشیر ہائے من تا بکے جست خواہی کرد	لا تُـنجِینک سیـرةُ الأطلاءِ ترا سیرت بچگان آہو نجات نخواہد داد
نـجسّـتَ أرضَ بـطـالة مـنـحـوسة تو زمین بٹالہ را خراب کردی	أرض مـحـرِبـئةٌ من الـحِربـاءِ از وجود یک حربا تمام زمین از حربا پُر است
إنـی أریـدک فی الـنـضال کـصائدٍ من ترا در روز مناضلہ مثل شکار جویندہ می خواہم	لا یـرکَنَنُ أحـد إلـی إرزاءِ پس باید کہ ہیچکس ترا پناہ ندہد

☆ تعلی سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست تغلی ہے۔ فارسی ترجمے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ (ناشر)

﴿۱۰۴﴾

صدرُ القناة ینوش صدرَک ضربُهُ ویریک مُـرّانی بحارَ دماءِ
سرنیزہ ترا پارہ پارہ خواہد کرد ونیزہ در گذرندہ من ترا دریاہائے خون خواہد نمود

جاشت إلیک النفس من کلماتنا خوفًا فکیف الحال عند مِرائی
جان تو از گفتار من بلب رسید پس در وقت پیکار حال تو چہ خواہد شد

أُعطیتُ لُسنًا کاللقوع مُرویًا وفصیلُها تأثیرها ببهاءِ
من مثل ناقہ بسیار شمشیر زبان دادہ شدہ ام وبچہ آن ناقہ تاثیر سخن من است

إن شئتَ کِدْ کلَّ المکائد حاسدًا البدر لا یغسو بلَغْیِ ضِراءِ
اگر بخواہی ہر مکرے کہ داری از روئے حسد بکن وخوب یاد دار کہ از شور سگ بچگان نقصان ماہتاب نیست

کذّبتَ صدّیقًا وجُرتَ تعمّدًا ولئن سطا فیُریک قعرَ عَفاءِ
تو صدیقے را بہ دروغے منسوب کردی واز حد درگذشتی واگر آن صدیق برتو حملہ کند ترا مغاک خواہد نمود

ما شمَّ أنفی مرغمًا فی مشهدٍ وأثرتُ نقعَ الموت فی الأعداءِ
بینی من در ہیچ جنگے ذلت ندیدہ است ودر دشمنان از موت غبار انگیختہ ام

واللّٰهِ أخطأتم لنکبةِ بَختِکمْ باریتُمُ ابنَ کریهةٍ فَجّاءِ
بخدا شما از بدبختی طالع خود سخت خطا کردہ اید کہ با آن شخص جنگ شروع کردہ اید کہ تجربہ کار جنگ وبناگاہ کشندہ است

إنی بحقدک کلَّ یوم أُرفَعُ أنمٰی علی الشحناء والبغضاءِ
من بکینہ تو ہر روز مراتب بلند مے یابم واز کینہ وبغض شما بحبت من درنشو ونما است

نلنا ثریّاء السّماء وسَمْکه لنردّ إیمانًا إلی الغبراءِ
ما تا ثریا آسمان رسیدہ ایم تا ایمان را سوئے زمین فرود آریم

أُنظُرْ إلی الفتن التی نیرانها تجری دموعًا بل عیون دماءِ
آن فتنہ ہا را بہ بین کہ آتش آن فتنہ اشک ہا جاری می کند بلکہ چشمہ ہائے خون می برآرد

فأقامنی الرحمٰن عند دخانها لفلاح مُدّلجین فی اللیلاءِ
پس خدا تعالیٰ مرا بر وقت دخان آن فتنہ ہا قائم کرد تا آن را کہ در شب می روند نجات بخشد

وقد اقتضتْ زفراتُ مرضٰی مقدمی فحضرتُ حمّالًا کئوسَ شفاءِ
ونعرہ ہائے مریضان آمدن مرا تقاضا کرد پس من با جامہائے شفا نزد اوشان حاضر شدم

لما أتیتُ القوم سبُّوا کالعدا وتخیّروا سُبل الشقا بإباءِ
ہر گاہ آمدم قوم مرا دشنامہا دادند واز راہ انکار طریقت شقاوت را اختیار کردند

﴿۱۰۵﴾

قالوا كذوب كَيُذُبانٌ كاذبٌ گفتند که این شخص کاذب وکذاب است	بل كافر ومزوِّر ومُرائِی بلکہ کافر و دروغ آراینده وریاء کار است
مَن مُخبِرٌ عن ذلّتی ومصیبتی آن کیست که این ذلت من و مصیبت من	مولای خَتُمَ الرسل بحرَ عطاءِ مولائے مرا رساند که خاتم الانبیاء و دریائے بخشش ہاست
یا طیّبَ الأخلاق والأسماءِ اے پاک اخلاق و پاک نام ہا	أفأنت تُبعدنا من الآلاءِ آیا تو مارا از نعمت ہائے خود رد مے کنی
أنت الذی شغَفَ الجَنانَ محبّةً تو آن ہستی که محبت او در قعر دل من فرو رفته است	أنت الذی كالرُّوح فی حَوبائی تو آن ہستی که درتن من مانند جان است
أنت الذی قد جذب قلبی نحوه تو آن ہستی که سوئے او دل من کشیده شده است	أنت الذی قد قام للإصباءِ تو آن ہستی که برائے دلبرے من ایستاد
أنت الذی بوداده وبحبّهِ تو آن ہستی که ببرکت محبت او و دوستی او	أُيِّدتُ بالإلهام والإلقاءِ از الہام و القاء الٰہی تائید یافتم
أنت الذی أعطى الشريعة والهدى تو آن ہستی که شریعت و ہدایت را بما رسانید	نجَّا رقاب النّاس من أعباءِ وگردنہائے مردم را از بار گران نجات داد
هيهات كيف نفرّ منك كمفسدٍ این کجا ممکن است که ما ہمچو مفسدے از تو بگریزیم	روحی فدَتْك بلوعةٍ ووفاءِ جان من بسوزش عشق و وفا بر تو قربان است
آمنتُ بالقرآن صُحفِ إلٰهنا من بقرآن شریف ایمان آوردم که کتاب خدائے ماست	وبكل ما أخبرتَ من أنباءِ و با آن ہمه خبر ہا ایمان آوردم که تو خبر دادی
يا سيّدی يا موئلَ الضعفاءِ اے سردار من اے جائے بازگشت ضعیفان	جئناك مظلومين من جهلاءِ ما بجناب تو از جور جاہلان رسیدیم
إنّ المحبّة لا تضاع وتشترى محبت ضائع کرده نمی شود و کریمان آن را می خرند	إنّا نحبّك يا ذُكاءَ سخاءِ ما با تو اے آفتاب سخاوت محبت می داریم
يا شمسَنا انظُرْ رحمةً وتحنّنًا اے آفتاب ما سوئے من برحمت بنگر	يَسْعىٰ إليك الخلق للإركاءِ مردم سوئے تو برائے پناه گرفتن مے دوند
أنت الذی هو عينُ كلّ سعادةٍ تو آن ہستی که چشمه ہر سعادت است	تَهوى إليك قلوب أهل صفاءِ سوئے تو دلہائے اہل صفا مائل ہستند

﴿۱۰۶﴾

أنتَ الذی هو مبدءُ الأنوارِ	نوّرتَ وَجهَ المُدن وَ البیداءِ
تو آن ہستی کہ مبدءِ نور ہاست	تو روئے شہر ہا و بیابان ہا روشن کردی
إنی أریٰ فی وجهک المتهلّلِ	شأنًا یفوق شیونَ☆ وجهِ ذُکاءِ
من در روئے روشن تو	شانے مے بینم کہ بر شان آفتاب فوقیت ہا دارد
شَمْسُ الهُدی طلعتْ لنا من مکّةٍ	عینُ الندا نبَعتْ لنا بحِراءِ
آفتاب ہدایت از مکہ بر ما طلوع کرد	چشمہ بخشش از غار حرا برائے ما بجوشید
ضَاهَتْ أَیاةُ الشمس بعضَ ضیائهٖ	فإذا رأیتُ فهاجَ منه بکائی
بعض روشنی ہائے او بہ روشنی آفتاب مے ماند	پس چون دیدم بے اختیار مرا گریہ آمد
نَسْعی کَفِتْیانٍ بدینِ مُحَمَّدٍ	لَسْنَا کرجُلٍ فاقِدِ الأعْضَاءِ
ہمچو مردان در دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوشش می کنیم	ما مثل آن شخصے نیستم کہ بے دست و پا باشد
أَعْلَی المُهَیْمِنُ هَمَّنا فی دِینهٖ	نَبنِی مَنَازِلَنا عَلَی الجَوْزَاءِ
خدا تعالیٰ در دین او ہمت ہائے ما را بلند کردہ است	منزلہائے خود را بر جوزا بنا مے نہیم
إنا جُعِلْنا کالسّیوف فندمَغُ	رأسَ اللِّئَام وَهَامَةَ الأعْدَاءِ
ما ہمچو شمشیر ہا گردانیدہ شدہ ایم	پس سر لئیمان و دشمنان را مے کوبیم
ومِنَ اللّئَام أریٰ رُجَیْلًا فاسقًا	غُولًا لعینًا نُطْفَةَ السُّفَهَاءِ
و از لئیمان مرد کے بدکار را مے بینم	کہ شیطان ملعون از نطفہ سفیہان است
شَکْسٌ خَبیثٌ مُفْسِدٌ ومزوّرٌ	نَحْسٌ یُسَمَّی السَّعْد فِی الجُهَلاءِ
بد گو خبیث مفسد دروغ آرایندہ است	و منحوس است و نام او جاہلان سعد اللہ نہادہ اند
ما فارقَ الکفرَ الذی هو إرثهٗ	ضاهَی أبَاه وأُمَّهٗ بعَمَاءِ
کفرے کہ وراثت او بود از ان علیحدہ نشدہ است	و در کوری مادر و پدر خود را مشابہ است
قد کان مِن دُود الهُنُودِ وزَرعهم	مِن عَبدة الأَصْنَام کالآباءِ
این شخص از کرمان ہنود و تخم ایشان بود	و مثل پدر و جد خود از بت پرستان بود
فالآن قد غلَبَتْ عَلَیْهِ شقاوةٌ	کانت مُبیدةَ أُمِّه العُمیاءِ
پس اکنون ہمان شقاوت بروئے غلبہ کرد	کہ مادر کور او را ہلاک کردہ بود
إنّی أراه مُکذِّبًا ومُکفِّرًا	ومحقِّرًا بالسَّبّ والإزراءِ
من او را می بینم کہ او تکذیب من میکند و مرا کافر میگوید	و با تحقیر کردن و دشنام دادن بہتانہا مے بندد

☆شیون سہو کتابت معلوم ہوتا ہے۔ درست شئون ہے۔ (ناشر)

يُؤذِی فما نَشکو وما نَتأسّفُ ... کَلْبٌ فیَغْلِی قلبه لِعُواءِ

آزارمی دہد مگر ما نہ شکایت میکنیم ونہ افسوس میکنیم ... زیرا کہ او سگے است پس دل او برائے عوعو کردن مے جوشد

کَحَل العنادُ جفونَه بعَجاجةٍ ... فالآن مَن یُحمِیْه من إقذاءِ

دشمنی پلک ہائے او را بغبار کینہ سرمہ سا کردہ است ... پس اکنون کیست کہ چشمہائے او را از غبار پرہاند

یا لاعِنی إنّ المهیمن یَنْظرُ ... خَفْ قهرَ ربّ قادر مولائی

اے ملامت کنندہ من خدا تعالیٰ مے بیند ... از قہر مولائے من کہ قادر است خوف کن

الحق لا یُصلَی بنار خدیعةٍ ... أنّی مِنَ الخفّاش خسرُ ذُکاءِ

راستی بآتش مکر سوختہ نمی شود ... از نفرت شپرہ ہیچ نقصان آفتاب نیست

إنی أراک تمیس بالخُیَلاءِ ... أنسیتَ یوم الطعنة النَّجلاءِ

من می بینم کہ بہ ناز و تکبر خرامان مے روی ... آیا آن روز را فراموش کردی کہ زخم فراخ خواہد کرد

لا تتّبِعْ أهْواءَ نفسِک شقوةً ... یلقیک حُبُّ النّفس فی الخَوقاءِ

ہوائے نفس خود را از شقاوت پیروی مکن ... ترا محبت نفس در چاہ خواہد انداخت

فرسٌ خَبِیثٌ خَفْ ذُرَی صهواتِه ... خَفْ أن تزلّک عدوُ ذی عُدَواءِ

نفس تو اسپ پلید است از بلندی پشتِ او بترس ... ازین بترس کہ دویدن ناہموار او ترا بر زمین افگند

إنّ السّموم لَشَرُّ ما فی العَالَمِ ... ومِنَ السّموم عَداوةُ الصُّلحاءِ

در دنیا زہر ہا بدترین چیزے است ... و از زہر ہا بدتر عداوت صالحان است

آذَیتَنی خبثًا فلَسْتُ بصادقٍ ... إنْ لم تَمُتْ بالخزی یا ابنَ بغاءِ☆

مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیم ... اگر تو اے نسل بدکاران بذلت نمیری

اللّٰه یُخزی حزبَکم ویُعزّنی ... حتی یجیءَ النّاس تحت لِوَائِی

خدا تعالیٰ گروہ شما را رسوا خواہد کرد و مرا عزت خواہد داد ... تا بحدیکہ مردم زیر لوائے من خواہند آمد

یا ربَّنا افْتَحْ بیننا بِکرامَةٍ ... یا مَن یریٰ قَلْبی و لُبَّ لِحائی

اے خدائے ما در ما بکرامت خود فیصلہ کن ... اے آنکہ دل مرا و مغز پوست مرا می بینی

یا مَنْ أریٰ أبوابه مفتوحة ... لِلسَّائلین فلا تَرُدّ دعائی

اے آنکہ در ہائے او را ... برائے سائلان کشادہ می بینم دعائے مرا رد مکن

آمین

☆ ثم بعد ذالک کان مآل هٰذا العدوّ أنه مات بالطاعون خاسرًا خائبًا، فاعتبروا یا أولی الأبصار. منه

زلزلے کے متعلق پیشگوئی

(مندرجہ چشمہ مسیحی)

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قُدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے

وہ جو ماہِ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ
تم یقیں سمجھو کہ وہ اِک زجر سمجھانے کو ہے

آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اِس کا علاج
آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گم ہو گئی
اِک مسلماں بھی مسلمان صرف کہلانے کو ہے

کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں
زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے

کافر و دجّال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں
کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے

جس کو دیکھو بدگمانی میں ہی حد سے بڑھ گیا
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہے

ہاتھ سے جاتا ہے دل دیں کی مصیبت دیکھ کر
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرانے کو ہے ☆

اس لئے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائے گی
ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے

موت کی رہ سے ملے گی اب تو دیں کو کچھ مدد
ورنہ دیں اے دوستو! اک روز مر جانے کو ہے

یا تو اِک عالم تھا قرباں اُس پہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بھی اس دیں کو جھٹلانے کو ہے

مشتہرہ ۵-۹/ مارچ ۱۹۰۶ء

☆ یعنی ہر ایک ملک میں زلزلے آئیں گے اور طاعون پھوٹے گی اور کئی قسم کے موت کے اسباب ظاہر ہونگے۔ منہ

”زلزلہ کی پیشگوئی منظوم“

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اِس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

تم تو ہو آرام میں پر اپنا قِصّہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
ہو گئے ہیں اِس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اُس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دِکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار☆
یہ خُدا کا قول ہے سمجھوگے سمجھانے کے دن

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اُس مرے محبوب کے چہرہ کے دِکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اے مِرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اُس خونِ دل کھانے کے دن

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دن

اے مِرے یارِ یگانہ اے میری جاں کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

پھر بہارِ دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دِن چڑھا ہے دُشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے میرے سُورج دِکھا اِس دیں کے چمکانے کے دن

دِل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
اِک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنے کے دن

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

☆ خدا تعالیٰ کے اصل لفظ جو مجھ پر نازل ہوئے یہ ہیں ”چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی پنج بار“ یعنی پنج مرتبہ غیر معمولی طور پر زلزلہ آئے گا جو اپنی شدت میں نظیر نہیں رکھتا ہوگا۔

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے ——— کیا مرے دلدار تو آئے گا مَر جانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا ——— آ گئے اِس باغ پر اَے یار مُرجھانے کے دِن
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو ——— ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن
اِک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں ——— دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دِن
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر ——— آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن
جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے ——— طَور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دِن
چاند اور سُورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف ——— پھر زمیں بھی ہو گئی بے تاب تھرّانے کے دِن
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا ——— لرزہ آیا اِس زمیں پر اُس کے چلّانے کے دن
صبر کی طاقت جو تھی مُجھ میں وہ پیارے اب نہیں ——— میرے دلبر اب دکھا اِس دل کے بہلانے کے دن
دوستو اُس یار نے دِیں کی مصیبت دیکھ لی ——— آئیں گے اِس باغ کے اب جلد لہرانے کے دِن
اِک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا ——— اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دِن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے ——— پر یہی ہیں دوستو! اس یار کے پانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اِک آسماں پر شور ہے ——— اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں ——— اب تو ہیں اے دل کے اندھو! دیں کے گُن گانے کے دن

خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

(مشتہرہ پیسہ اخبار-۳۱/ مارچ ۱۹۰۶ء)

انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲

مرتبہ: مکرم عبد الکبیر قمر صاحب

زیر نگرانی

سید عبد الحی

آیات قرآنیہ



احادیث نبویہ



الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بلحاظ حروف تہجی

عربی الہامات

اردوالہامات

فارسی الہامات

انگریزی الہامات

مضامین

الف

الہام

امت محمدیہ

انجیل

مسیح موعود علیہ السلام کی خوابیں

د ، ذ ، ر ، ز

دجال

درود شریف

دعا

دنیا

ذوالسنین (دم دار ستارہ)

رسول

رفع

روح

ف ، ق

فارسی زبان

مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام

فتویٰ

فطرت

قرآن شریف

قربانی

متشابہات

مجدد

محکمات

مرہم عیسیٰ

معتزلہ

معجزہ

معراج

معرفت الٰہی

❁❁❁

اسماء

آ ، الف

ب

د ، ڈ ، ر ، ز

ابتدائی حالات قبل از دعویٰ

دعاوی اور مقام

غرض بعثت

نبوت

فضیلت

مخالفت

علامات

نشان

صداقت

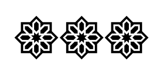
پیشگوئیاں

کشف

ن ، ہ ، ی



مقامات



کتابیات

❁ ❁ ❁